الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون

الحمد للہ والمنۃ کہ کتاب مستطاب

پیراہن یوسفی

ترجمہ دفتر پنجم

مثنوی مولوی معنوی

از طبع معارف آگاہ

مولوی محمد یوسف علی شاہ چشتی نظامی گلشن آبادی ملک مالوہ

در مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ حلیۂ طبع پوشید

باہتمام بی - بی - کپور سپرنٹنڈنٹ

قیمت ۱۰ ؍

۱۹۳۶ء

فہرست مضامین پیراہن یوسفی دفتر پنجم

بعون توفیق موفق انس و جان بہ یمین فضل خلاق زمین و زمان

عجب نغز و نادر ہے یہ ترجمہ | سخن کی لطافت کا ہے مکتفی | جو تھا سارے عالم کو شائع بعام

پیراہن یوسفی

ترجمہ دفتر پنجم

مثنوی معنوی

از طبع معارف آگاہ مولوی محمد یوسف علیشاہ ولد محمد جلال الدین خان
ملقب بلہے میان چشتی نظامی گلشن آبادی ملک مالوہ

در مطبع مسیحای مریضان جہان منشی نول کشور واقع لکھنؤ طبع شد

دفتر پنجم بمقام حیرت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیراہن یوسفی · مثنوی معنوی

تمہید اول مدح مین جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے

شہ حسام الدین کہ نور انجم ست	طالب آغاز سفر پنجم ست	شہ حسام الدین کہ نور انجم کا ہے	پانچوین دفتر کی بس خواہش رکھے
ای ضیاء الحق حسام الدین او	اوستادان صفا را اوستاد	ای ضیاء الحق حسام الدین عُلا	ہر تو اُستادون صفا کا اوستا
گر نبودی خلق محجوب و کثیف	ور نبودی خلقہا تنگ و ضعیف	گر نہوتی خلق محجوب و کثیف	اور نہوتی خلق سب تنگ و ضعیف
در مدیحت داد معنی دادمے	غیر این منطق لبے بکشادمے	داد معنی مدح مین دیتا رہے	اور بیان کرتا سوال اس قال کے
لیک لقمہ باز آن صعوہ نیست	چارہ اکنون آب و روغن کردنیست	باز کا لقمہ ممولا کھاے کب	کرنا آرائش کا بس لائق ہی اب
شرح تو غیبست بر اہل جہان	ہمچو راز عشق دارم در نہان	شرح کب جانین تری اہل جہان	مثل راز عشق رکھتا ہون نہان
مدح تو حیفست با زندانیان	گویم اندر مجمع روحانیان	مدح تیری حیف قیدی سی کرون	مجمع روحانیون مین بل کہون
مدح تعریفست تخریق حجاب	فارغ ست از مدح و تعریف آفتاب	مدح ہی تعریف اور دفع حجاب	مدح تعریفون سے فارغ آفتاب

سلہ شہ حسام الدین الخ۔ شہ شاہ حسام الدین کہ نور ستارہ کا ہی پانچوین دفتر کی خواہش رکھتا ہی اے ضیاء الحق حسام الدین عالی تو اُستادون زمانہ کا اُستاد ہی اگر خلق محجوب و کثیف نہوتی اور خلق سب ضعیف و تنگ نہوتی مین مدح مین تیری داد معنی کے دیتا اور بیان کرتا سوال اس قال کے لیکن باز کا لقمہ ممولا کب کھائے اب آرائش کرنا لائق ہی اہل جہان کب تیری شرح جانین کہ راز عشق کے مانند پوشیدہ رکھتا ہون افسوس ہی کہ تیری مدح قیدی سے کرون بلکہ مجمع روحانیان مین کرون مدح تعریف اور دفع حجاب ہی مگر آفتاب مدح و تعریفون سے فارغ ہے یعنی اگرچہ مدح سے حجاب دفع ہوتا ہے مگر آفتاب کو حاجت تعریف کی نہین ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

مادح خورشید مداح خودست — که دو چشمم روشن نامرمدست
ذم خورشید جہان ذم خودست — که دو چشمم کور تاریک و بدست
تو ببخشا بر کسے کاندر جہان — شد حسود آفتاب کامران
تاندش پوشیده ہیچ از دیدہا — از طراوت دادن پوسیدہا
یا ز نور بیحدش تانند کاست — یا بدفع جاہ او تانند خواست
ہر کسے کو حاسد کیہان بود — آن حسد خود مرگ جاویدان بود
قدر تو بگذشت از درک عقول — عقل در شرح شما شد بوالفضول
گرچه عاجز آمد این عقل از بیان — عاجزانه جنبشے باید دران
ان شیا کله لا یدرک — اعلموا ان کله لا یترک
گرچه نتوان خورد طوفان سحاب — کی توان کردن تبرک خورد آب
آب دریا را اگر نتوان کشید — ہم بقدر تشنگی باید چشید
راز را گر می نیاری در میان — درکہا را تازہ کن از قشر آن
نطقہا نسبت بتو قشرست لیک — پیش دیگر مغزہا نیک ست نیک
آسمان نسبت بعرش آمد فرود — ورنه بس عالیست پیش خاک تود
من بگویم وصف تو تا رہ برند — پیش ازان کز فوت آن حسرت خورند
نور حقی و بحق جذاب جان — خلق در ظلمات وہم اند گمان
شرط تعظیم ست تا این نور خوش — گردد این نادیدگان را سرمہ کش
نور یابد مستعد تیز گوش — کو نباشد عاشق ظلمت چو موش

شمس[۵۱] کا مداح بس مداح ہی خود — کہ مری ہین چشم روشن بے رمد
ہجو خور کی اپنی ہجو ہی بسر — کہ ہین دو آنکھین اندھی بے بصر
بخشش اپنی اُسپہ مت رکھ تو روا — کہ ہوا حاسد ہی جو خورشید کا
چشم سے پوشیدہ اُسکو کر سکے — اور تازہ خشک کو وہ کر سکے
تاکہ بیحد نور سے کم کر سکے — یا کہ اسکے جاہ کو کم کر سکے
جو کوئی حاسد ہو ایسے شاہ کا — وہ حسد ہو مرگ اُسکا بس سدا
تو ہی[۵۲] برتر عقل کے ادراک سے — شرح مین تیری فضول اب عقل ہی
گر بیان سے عاجز آئی عقل ہے — عاجزون کے مثل کہنا چاہیے
ان شیا کلہ لا یدرک — اعلموا ان کلہ لا یترک
گرچہ فی کل آب بارش کھا سکے — کب سکے محروم رہنا آب سے
آب دریا گر نہ بالکل پی سکے — تشنگی کے قدر رہنا چاہیے
گر بیان تو راز کو نے کر سکے — درک کو کر تازہ اُسکے وصف سے
تیری نسبت قال چھلکا ہی ولیک — دوسرونکے آگے ہی وہ مغز نیک
آسمان[۵۳] ہی زیر نسبت عرش کے — ورنہ عالی ہی وہ آگے فرش کے
وصف تیرا مین کہون تا پائین راہ — فوت سے پہلے کہ ہو حسرت و آہ
نور حق تو سوی حق جذب آن جان — خلق ہی با ظلمت وہم و گمان
شرط ہی تعظیم تا یہ نور خوش — ہوی ون اندھونکی خاطر سرمہ کش
نور پاے مستعد اور تیز گوش — چاہ مت ظلمت نہین ہی گر تو موش

۵۱ شمس الخ، شعر آفتاب کا مداح اپنا مداح ہی کہ میری دو نون چشم ہین بے رمد کے ہجو آفتاب کی اپنی ہجو ہی کہ میری دو نون چشم اندھی ہین اپنی بخشش تو اُسپر روا نہ رکھ کہ جو شخص حاسد خورشید کا ہی اس آفتاب کو چشم سے پوشیدہ کر سکتا ہی اور خشک کو وہ تازہ کر سکتا ہی یا کہ نور بیحد سے کم کر سکتا ہے یا کہ اسکی جاہ کو کم کر سکتا ہی ایسے شاہ کا جو کوئی حاسد ہو وہ حسد اسکا مرگ ہو یعنی جو حضرت رسول مقبول صلعم کا حاسد ہووے وہ حسد اُسکا باعث مرگ جاوید ہووے فافہم ۱۲ ۵۲ تو ہی الخ، شعر تو عقل کے ادراک سے برتر ہی تیری شرح مین اب عقل فضول ہی اگر عقل بیان سے عاجز آتی ہی تو عاجزون کے مانند کہنا چاہیے ترجمہ تحقیق وہ چیز کہ اسکا کل پایا نجائے تم تحقیق یہ جانو کہ کل اسکا ترک نہ چاہیے کرنا آگے اسکی مثال ہی اگرچہ آب بارش کل نہ کھا سکے کب آب سے محروم رہ سکے اگر آب دریا بالکل نہ پی سکے بقدر تشنگی پینا چاہیے اگر تو راز کو بیان نہ کر سکے اپنے ادراک کے اس وصف سے تازہ کر تیری نسبت قال چھلکا ہی ولیکن دوسرون کی نسبت مغز ہی آگے اسکی مثال ہی فافہم ۱۲ ۵۳ آسمان سے الخ، شعر آسمان بہ نسبت عرش کے زیر ہی ورنہ آگے فرش کے عالی ہی تیرا وصف مین کہون تا راہ پائین دل فوت سے کہ حسرت و آہ ہو تو نور حق ہی حق کی جانب جان کا کھینچنے والا ہی اور خلق ظلمت و وہم و گمان مین ہی تعلیم شرط ہی کہ تا یہ نور خوش اُن اندھون کی خاطر سرمہ کش ہووے مستعد تیز گوش نور پائے نہ کہ ظلمت کا موش کے مانند عاشق نہووے یعنی اگر تو نور حق ہی اپنی جان حق کی جانب کھینچ اور مثل موش کے ظلمت کا عاشق مت ہو باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲-

نور میکش اے حریف تیز گوش   گر نہ چون موشی بظلمت بکوش
سست چشمانیکہ شب جولان کنند   کے طواف مشعلہ ایمان کنند
حکمتہاے مشکل و باریک شد   بند طبعی کو ز دین تاریک شد
تا برآراید ہنر را تار و پود   چشم در خورشید نتواند کشود
ہمچو نخلے بر نیارد شاخہا   کردہ موشانہ زمین سوراخہا

نور[۱] سے تو اے حریف تیز گوش   موش سا ظلمت مین رہ ورنہ خموش
رات کو کم بین کہ کرتے گشت ہین   کب طواف مشعل ایمان کرین
نکتۂ تاریک کی بس قید سے   طبع دین سے ہو گئی تاریک ہے
تا کرے آراستہ بس وہ ہنر   اور نہین خورشید پر رکھے نظر
نخل کے مانند نے شاخ اسمین ہو   خاک مین رخنہ کرے چون موش وہ

در معنی آیۂ کریمہ فخذ اربعۃ من الطیر فصرہن

بمعنی[۲] آیۂ کریمہ کے فخذ اربعۃ من الطیر فصرہن

چار وصف ست این بشر را دل فشار   چار میخ عقل گشتہ این چہار
تو خلیل وقتی اے خورشید ہش   این چہار اطیار رہزن را بکش
زانکہ ہر مرغی ازینہا زاغ وش   ہست عقل عاقلان را دیدہ کش
چار وصف تن چو مرغان خلیل   بسمل ایشان دہد جان را سبیل
اے خلیل اندر خلاص نیک و بد   سر ببر شان تا رہد پاہا ز سد
کل توئی و جملگان اجزاے تو   برکشا کہ ہست پاشان پاے تو
از تو عالم روح زاری میشود   پشت صد لشکر سواری میشود
زانکہ این تن شد مقام چار خو   نام شان شد چار مرغ فتنہ جو
خلق را گر زندگی خواہے ابد   سر ببر زین چار مرغ شوم بد
بازشان زندہ کن از نوع دگر   گر نباشد بعد از ان ایشان ضرر
چار مرغ معنوی را راہ زن   کردہ اند اندر دل خلقان وطن

چار[۳] وصفون سے پریشان دل ہی   عقل جو میخہ ہوئی ان چار سے
جو خلیل وقت ہی اے شمس تو   مار تو ان چار رہزن مرغ کو
کیونکہ یہ ہر مرغ مثل زاغ ہی   عاقلونکی عقل کو اندھا کری
چار وصف تن ہین جون مرغ خلیل   انکا مرنا جان کو دے ہی سبیل
ای خلیل انکے تو سر کو توڑ دے   نیک و بد کا پانون پھندے سے چھٹے
تو ہی[۴] کل اور سب ہین یہ اجزا ترے   کھول پا کہ انکے پا ہین پا ترے
تجھسے بس ہوتا ہی عالم روح زار   پشتی سو لشکر کی ہوتا ہی سوار
کیونکہ یہ تن ہے مقام چار خو   نام انکا چار مرغ فتنہ جو
خلق کی گر زندگی چاہے سدا   کاٹ سر ان چار مرغ شوم کا
دوسرے پھر طور پر زندہ تو کر   کہ نہووے بعد ان سے ضرر
مرغ چارون معنوی کے راہزن   کر کیا ہی خلق کے دل مین وطن

۱ہ نور سے الخ ہ شعر نور سے اے حریف تیز گوش اگر تو نہین ظلمت مت چاہ کم بین کہ رات کو گشت کرتے ہین مشعل ایمان کا کب طواف کرین نکتہ باریک کی قید سے طبع تاریک ہو گئی ہی دین سے تا وہ آراستہ کرے ہنر اور خورشید پر نظر رکھے مانند نخل کے اسمین شاخ ہو اور خاک مین موش کے مانند وہ رخنہ کرے یعنی جو جناب رسول مقبول صلعم کو نہ دیکھے وہ نخل بے شاخ ہو اور جو دیکھے اسکا تصفیہ باطن ہوا آگے اسکا بیان ہی فافہم ۱۲ ۲ہ قصہ دوم مرشد کے تصفیہ باطن کر دینے مین فافہم ۱۲۔

۳ہ چار وصفون کے الخ ہ شعر چار وصفون سے دل پریشان ہی اور عقل ان چار سے جو میخہ ہوئی ہے اے شمس تو خلیل وقت ہی ان چار مرغ رہزن کو تو مار کیونکہ ہر ایک مرغ مانند زاغ کے ہی عاقلون کی عقل کو اندھا کرتا ہے چار وصف تن مین مانند مرغ خلیل کے ہین کہ انکا مرنا جان کو رستہ دیتا ہی اے خلیل تو انکے سر کو توڑ دے تاکہ نیک و بد کا پانون بھید سے چھٹے یعنی یا رسول اللہ ان چار وصف بشری کو کھو دو کہ نیک و بد کا پانون دام دنیا سے چھوٹ جائے باقی حال چار وصف کا آگے ہی فافہم ۱۲۔

۴ہ تو ہے الخ ہ شعر تو کل ہی اور یہ سب تیرے اجزا ہین پانون تیرے پانون مین تجھ سے ایک عالم ارواح زار ہوتا ہی سو لشکر کی پشتی ایک سوار ہوتا ہی کیونکہ تن مقام چار خو ہی نام انکا چار مرغ فتنہ جو ہی اگر تو خلق کی زندگی ہمیشہ چاہے چار مرغ شوم کا سر کاٹ پھر دوسرے طور سے تو زندہ کر کہ بعد انسے ضرر نہووے چارون مرغ معنوی کے راہزن ہین کہ خلق کے دل مین وطن کیا ہی باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲۔

چون امیرِ حلبۂ دلہا شوی	اندرین دوران خلیفۂ حق توئی	سلہ جو امیر حلبہ دلہا ہووے تو	اس زمانہ مین خلیفۂ حق ہے تو
سر ببر این چار مرغ زندہ را	سرمدی کن عمر ناپایندہ را	کاٹ سران چار زندہ مرغ کا	سرمدی کر عمر جو ہے بے وفا
بط و طاؤس ست و زاغ ست و خروس	این مثال چار مرغ اندر نفوس	بط ہی اور طاؤس و زاغ و مرغ ہی	چار مرغ ایسے ہین اندر نفس کے
بط حرص آمد کہ نوکش در زمین	در تر و در خشک میجوید دفین	حرص بط ہی کہ زمین مین چونچ وہ	خشک و تر مین ڈالے ڈھونڈے چیز کو
بط حرص ست و خروس آن شہوت ست	جاہ چون طاؤس و زاغ آن منیت ست	حرص بط ہی اور شہوت مرغ ہے	جاہ طاؤس اور زاغ امید سے
منیتش آنکہ بود عمرش دراز	طامع تابید آن امید ساز	سلہ یہ منیت اسکی کہ عمر اب ہو بڑی	اور ہمیشہ تک رہے یہ زندگی
یک زمان نبود معطل آن گلو	نشنود از امر جز حکمِ کلوا	ایک دم نے ہو معطل وہ گلو	نے سُنے حکمون سے جز حکم کلوا
ہمچو یغماچی کہ خانہ مے کند	زود زود انبان خود پر میکند	چور جیسے گھر کے اندر دی نقب	جلد کوٹھی کو بھرے اپنے وہ سب
اندر انبان میفشاند نیک و بد	دانہ ہاے در و دانا ے نخود	بھرتا ہی کوٹھی کے اندر نیک و بد	موتیون کے دانے اور دانہ نخود
تا مبادا یاغی آید دگر	میفشارد در جوال او خشک و تر	تا نشاید آئے باغی دوسرا	گون مین بھرتا ہی وہ اچھا برا
وقت تنگ و فرصت اندک او مخوف	در بغل زد ہرچہ آید آن بیوقوف	وقت تنگ اور تھوڑی فرصت خوف سے	بس بغل مین مارے وہ جو کچھ ملے
اعتمادش نیست بر سلطان خویش	کہ نیاید طامعی آید بہ پیش	سلہ اعتماد اسکو نہ اپنے شاہ پے	کہ نہ شاید طامع آئے سامنے
لیک مومن ز اعتمادِ آن حیات	میکند غارت بمہل و با انات	اور مومن اعتمادِ شاہ سے	لوٹتا ہی لیکن از رہ ڈھیل کے
امین ست از فوت و از باغی کہ او	می شناسد قہر شہ را بر عدو	قوت اور باغی سے امین ہے کہ وہ	جانتا ہی قہر شہ دشمن پہ ہو
و امین ست از خواجہ تاشانِ دگر	کہ نیابندش مزاحم صرفہ بر	بھائیون سے اپنے بس امین ہی وہ	کہ نہ معترف ہون مزاحم انکی وہ
عدل شہ را دید در ضبطِ خشم	کہ نیارد کرد کس برکس ستم	عدل شہ دیکھا ہی اندر خشم کے	کہ ستم کوئی کسی پر نے کرے
لاجرم نشتابد و ساکن بود	از فوات خط خود امین بود	اسلیئے نہ دوڑے اور ساکت رہی	امین اپنے فوت خط سی بس وہ ہے

سلہ جو امیر الخ۔ شعر جو امیر سب دلون کا تو ہووے اس زمانہ مین خلیفہ اللہ کا تو ہی تو کاٹ سران چار مرغ زندہ کا عمر سرمدی کو جو بیوفا ہی بط و طاؤس و زاغ و مرغ ہی کہ ایسے ہی چار مرغ اندر نفس کے ہین حرص بط کہ وہ زمین مین چونچ کو خشک و تر مین ڈالے اور چیز کو ڈھونڈھی حرص بط ہی اور شہوت مرغ ہی جاہ طاؤس اور امید زاغ ہی یعنی حرص و شہوت و جاہ و مال اصل یہ چارون صفت جسم انسان مین ضمیمہ ہین ان چارون صفت کا سر کاٹ کہ عمر سرمدی حاصل ہو جیسے ان چارون مرغ کو حضرت خلیل نے کوٹا ہی آگے انکا بیان ہی فافہم ۱۲۔

سلہ۲ یہ منیت الخ۔ شعر اس بت کی نیت ہی کہ عمر بڑی ہو اور ہمیشہ یہ زندگی رہے ایک دم وہ گلو معطل نہ رہے اور حکمون سے نہ سُنے بجز کلوا کے آگے اسکی مثال ہی جیسے چور گھر مین نقب دے اور جلدی اپنی کوٹھی کو سب بھرے کوٹھی کے اندر نیک و بد بھرتا ہی موتیون کے دانے اور نخود کے دانے تا شاید دوسرا باغی نہ آئے وہ گون مین اچھا برا بھرتا ہی وقت تنگ اور تھوڑی فرصت ہی وہ ڈرے پس بغل مین وہ مارے جو کچھ ملے باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲۔ سلہ۳ اعتماد الخ۔ شعر اسکو اپنے شاہ پر اعتماد نہین کہ شاید طامع سامنے نہ آئے اور مومن اعتماد شاہ سے ہوتا ہی ولیکن از راہ ڈھیل کے قوت و باغی سے امین ہی کہ وہ جانتا ہی قہر شاہ کا دشمن پر ہو وہ بھائیون سے اپنے امین ہی کہ نہ معترف مزاحم وہ انکے ہون عدل شاہ اندر خشم کے دیکھا ہی کہ ستم کسی پر کوئی نہ کرے اسلیئے نہ دوڑے اور ساکت رہے کہ امین اپنی فوت خط سے دور ہی یعنی حارص بسبب حرص کے حرام و حلال کو نہین دیکھتا ہی اور سب اپنی گون مین بھرتا ہی اور مومن بسبب اتنی عدل شاہ کے ساکت رہتا ہی اور اپنے فوت خط سے امین ہی کیونکہ وہ اپنی قسمت پر صابر و شاکر ہی آگے اسکا بیان ہی فافہم ۱۲۔

پس تانی وارد و صبر و شکیب — چشم سیر مؤمن ست و پاک جیب
کاین تانی پرتو رحمان بود — وان شتاب از ہزۂ شیطان بود
زانکہ شیطانش بترساند زفقر — بارگیر صبر را بکشد بعقر
از نبی بشنو کہ شیطان در وعید — میکند تہدیدت از فقر شدید
تا خوری زشت و بری زشت از شتاب — نی مروت نی تامل نی ثواب
لاجرم کافر خورد در ہفت بطن — دین و دل باریک و لاغر زفت بطن

بس تامل اور صبوری وہ رکھے — چشم سیر اور بس یقین اسکو رہے
یہ تامل پرتو رحمان ہے — اور وہ جلدی حرکت شیطان ہے
کہ ڈرائے اسکو شیطان فقر سے — کونچے کاٹے اسپ کے وہ صبر سے
سن تو قرآن سے بلیس اندر وعید — بس ڈراتا ہے کہ ہو فقر شدید
تا برا کھائے برا لے تو شتاب — بیمروت نے تامل نے ثواب
کھائے سات آنتون کافر اس لیے — دین و دل دبلا ہو پیٹ اسکا بھرے

در حدیث الکافر یاکل فی سبعة امعاء والمومن فی معاء واحد

اس حدیث کے سبب مین الکافر یاکل فی سبعة امعاء والمومن فی معاء واحد

کافران مہمان پیغمبر شدند — وقت شام ایشان بمسجد آمدند
کامدیم ای شاہ اینجا از شفق — ای تو مہمان دار سکان افق
بینواییم و رسیدہ ما ز دور — ہین بیفشان بر سر ما فضل و نور
رو بیاران کرد آن سلطان او — دستگیر جملہ شاہان و عباد
گفت ای یاران من قسمت کنید — کہ شما پر از من و خوی منید
پر بود اجسام ہر لشکر زشاہ — زان زنند آن تیغ بر اعدای جاہ
تو بخشم شہ زنی آن تیغ را — ورنہ بر اخوان چہ خشم آید ترا
بر برادر بی گناہی میزنی — عکس خشم شاہ گرز دہ منی
شہ یکی جانست و لشکر پر ازو — روح چون آبست و این اجسام جو

مصطفیٰ کی میہمان کافر ہوئے — آئے وہ مسجد مین وقت شام کے
کہ ہم آئے یان لیے شاہا میہمان — کہ ہو تم افلاکیون کے میزبان
ہم ہین مفلس اور آئے دور سے — مہربانی کر دو برسا نور سے
ہو مخاطب سوی یاران زمان — دستگیر جملہ شاہ بیکسان
بولے ای یارو تم انکو بانٹ لو — کہ بھرے تم مجھسے میری خو کے ہو
جسم ہر لشکر کا پر ہی شاہ سے — تیغ ماری دشمنون پر اس لیے
خشم شہ سے مارے تو تلوار کو — ورنہ غصہ بھائی پر کب تجھکو ہو
بیگنہ بھائی کو ہے تو مارتا — عکس خشم شہ کا گرز اک ہے بڑا
شہ ہی اک جان اس سے ہی لشکر بڑا — روح جون آب در تن ہی نہر سا

۵۱ بس تامل الخ یہ شعر یہ ہیں وہ تامل اور صبوری رکھے چشم سیر اور یقین اسکو رہے یہ تامل رحمٰن کا پرتو ہی اور وہ جلدی شیطان کی حرکت ہی کہ اسکو شیطان ڈرائے فقر سے اور اسپ صبر کی وہ کونچ کاٹے تو قرآن سے سن کر ابلیس مانند وعید کے ڈراتا ہی کہ فقر شدید ہو تاکہ برا کھائے و برائی تو جلدی نہ مروت و نہ تامل و نہ ثواب ہو اسواسطے کافر سات آنتون مین کھائے کہ دین و دل دبلا ہو وہ پیٹ اسکا بھرے یعنے مومن کو تامل کافر کو جلدی ہوتی ہی کہ تامل پرتو رحمٰن کا ہی اور جلدی حرکت شیطان کی ہی کیونکہ شیطان ڈراتا ہی فقر سے اسواسطے کافر سات آنتون مین کھاتا ہی اور دین و دل دبلا ہوتا ہی آگے اسکا بیان ہی فافہم ۱۲ ۵۲ مصطفیٰ کے الخ یہ شعر مصطفیٰ صلعم کے بیان کافر مہمان ہونے اور وہ مسجد مین شام کے وقت آئے کہ ہم یہان پر آئے ای شاہ مہمان کہ تم افلاکیون کے میزبان ہو ہم مفلس ہین اور دور سے آئے ہین مہربانی کرو برسا نور سے مخاطب ہوئے طرف یارون زمان کے دستگیر جملہ شاہ و بیکسون کے فرمایا کہ اے یارو تم انکو بانٹ لو کہ تم مجھ سے میرے خو کے بھرے ہو آگے اسکی مثال ہی فافہم ۱۲ ۵۳ جسم ہر لشکر کا الخ یہ شعر ہر ایک لشکر کا جسم شاہ سے پر ہی اسواسطے تلوار مارتے ہین دشمنون پر ہی تو خشم شاہ سے تلوار کو مارتا ہے ورنہ غضب غصہ تجھکو بھائی پر کب ہو تو بھائی کو بیگنہ مارتا ہی خشم شاہ کا ایک گرز بڑا ہی شاہ ایک جان ہی کہ لشکر اس سے بھرا ہی روح مانند آب کے اور تن مانند نہر کے ہی روح شاہ کا میٹھا پانی اگر ہووے آب خوش سے نہرین سب پر ہون کہ رعیت بادشاہ کا دین رکھتی ہی ایسا سلطان علیہ السلام فرماتے ہین یعنی جو بادشاہ کا دین ہوتا ہی وہ ہی سب رعیت رکھتی ہی بقول الناس علی دین ملوکہم پس جو جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا اسمہ صحابہ مین تھین آگے رجوع بقصہ فافہم ۱۲

آب روح شاه اگر شیرین بود   جمله جوها پر ز آب خوش شود
که رعیت دین شه دارند بس   همچنین فرمود سلطان عبس
هر یکی یاری یکی مهمان گزید   در میان بد یک شکم زفت عنید
جسم ضخمی داشت کس او را نبرد   ماند در مسجد چو اندر جام درد
مصطفی بردش چو واماند از همه   هفت بز بد شیرده اندر رمه
که مقیم خانه بودندی بر آن   بهر دوشیدن برای وقت خوان
نان و آش و شیر آن هر هفت بز   خورد آن بوقحط عوج ابن غز
جمله اهل البیت خشم آلو شدند   که همه در شیر بز طامع بدند
معده طبلی خوار همچون طبله کرد   قسم هجده آدمی را او بخورد
وقت خفتن رفت و در حجره نشست   پس کنیزک از غضب در را ببست
از برون زنجیر در را درفگند   که ازو بد خشمگین و دردمند
گبر را از نیم شب تا صبحدم   بس تقاضا آمد و درد شکم
او فراش خویش سوی در شتافت   دست بر در چون نهاد او بسته یافت
در کشادن حیله کرد آن حیله ساز   نوع نوع می فتد در هیچ باز
شد تقاضا بر تقاضا خانه تنگ   ماند او حیران و بیدرمان و دنگ
حیله کرد و بخواب اندر خزید   خویش را در خواب در ویرانه دید
زانکه ویرانه بد اندر خاطرش   شد بخواب اندر همانجا منظرش
خویش در ویرانه خالی پر زدید   او چنان محتاج هم در دم برید

میٹھا پانی روح شہ ہووے گر   آب خوش پر ہووین نہرین مشیر
کہ رعیت دین شہ رکھتی ہی بس   ایسا فرماتے ہین سلطان عبس
ایک ایک ہر یار نے مہمان لیا   انمین کافر تھا بڑے اک پیٹ کا
پر نہ اُس فربہ کو کوئی لے گیا   مثل تلچھٹ کے وہ مسجد مین رہا
لے گئے احمد جو وہ سب سے رہا   سات بکری دودھ کی تھین ظاہرا
گھر پہ رہتی تھین وہ ساتون بکریان   واسطے دہنے کے وقت نوشجان
ساتون بز کا دودھ و آش و روٹیان   کھا گیا وہ عوج بالکل بگمان
پُر غضب گھر والے سب اُسپر ہوئے   کہ وہ سب طامع تھے بز کے دودھ کے
پیٹ حارث کا ہوا مانند ڈھول   سترہ حصے کھا گیا وہ مردگول
وقت سونے کے وہ حجرے مین گیا   خشم سے لونڈی نے دروازہ دیا
اور کی زنجیر در باہر سے بند   کہ وہ غصے اُس سے تھی اور دردمند
نیم شب سے گبر کو تا صبح دم   دست کی حاجت تھی اور درد شکم
پاس در کے اُٹھ کے بستر سے گیا   پایا در بند ہاتھ جو اُسپر رکھا
کھولنے در کی بہت تدبیر کی   ہر طرح پر نہ نجات اُس سے ملی
جب ہوئی شدت بہت اور خانہ تنگ   وہ ہوا حیران و عاجز اور دنگ
حیلہ کر کے بس وہ اُسدم سو رہا   خود کو ویرانہ مین پایا باطنا
کیونکہ ویرانہ تھا اُسکے دل مین جو   خواب کے اندر اُسے تھی راہ وہ
خالی ویرانہ مین دیکھا خود کو جو   رفع حاجت کی کہ تھا محتاج وہ

۵۱ ایک ایک الخ، شعر ہر ایک یار نے ایک مہمان لیا انمین ایک کافر بڑے پیٹ کا تھا اُس فربہ کو کوئی نہ لے گیا تلچھٹ کے مانند وہ مسجد مین رہا اُسکو آگے احمد لے گئے جو وہ سب سے رہا سات بکری دودھ کی تھین ظاہر وہ ساتون بکریان گھر پر رہتی ہین دودھ دینے کے واسطے وقت نوش کے ساتون بکریون کا دودھ آش اور روٹیان وہ عوج بالکل ٹھیک طور سے کھا گیا پُر غضب سب گھر والے اُسپر ہوے کہ وہ طامع تھے بکریون کے دودھ کے حارث کا پیٹ مانند ڈھول کے ہوا کہ سترہ حصے آدمیون کے کھا گیا وہ مردگول باقی حال اسکا آگے ہی فافہم ۱۲-

۵۲ وقت سونے کے الخ، شعر سونے کے وقت وہ حجرے مین گیا لونڈی نے خشم سے دروازہ دیا اور زنجیر دروازہ باہر سے بند کی کہ وہ اُس سے غصہ اور دردمند ہو گبر کو آدھی رات سے صبح تک دست کی حاجت و درد شکم تھا وہ دروازہ کے پاس بستر سے اُٹھ کر گیا دروازہ بند پایا جو ہاتھ اُسپر رکھا دروازے کے کھولنے کی بہت تدبیر کی ہر طور پر اُس سے نجات نہ ملی جب بہت شدت ہوئی اور خانہ تنگ و عاجز و حیران رہا اور دنگ حیلہ کر کے وہ اُسدم سو رہا باطن مین خود کو ویرانہ مین پایا باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲-

۵۳ کیونکہ الخ، شعر کیونکہ اُسکے دل مین جو ویرانہ تھا خواب کے اندر اُسے راہ تھی جو خود کو کہ خالی ویرانہ مین دیکھا رفع حاجت کی کہ اُسکے لیے وہ محتاج تھا جب بیدار ہوا اور بستر دیکھا گندگی سے پر تو دیوانہ ہوا اُسکے دل سے ایک شور اُٹھنے لگا کہ ایسی رسوائی سے مرنا بہتر ہی کہا کہ سونا بُرا ہی جاگنے سے کہ مین یون کھاؤن اور جیون اس طور سے واحسرتاہ کہتا تھا اور سے جیسے جان کافر کی گور مین باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲-

گشت بیدار و بدید آن جامه خواب ‏/ پر حدث دیوانه شد از اضطراب
ز اندرون او بر آمد صد خروش ‏/ زان چنین رسوائی بخاک پوش
گفت خواہم بدتر از بیداریم ‏/ کہ خورم و انسان زینسان زیستم
بانگ میزد وا ثبورا وا ثبور ‏/ همچو جان کافران در قعر گور
منتظر که کی شود این شب بسر ‏/ تا در آید از گشادن بانگ در
تا گریزد او چو تیرے از کمان ‏/ تا نبیند هیچکس او را چنان
قصه بسیار است کوتاه میکنم ‏/ باز شد آن در رهید از درد و غم

جب ہوا بیدار دیکھا بسترا ‏/ گندگی سے پردہ دیوانہ ہوا
اُسکے دل سے ایک شور اُٹھنے لگا ‏/ ایسی رُسوائی سے مرنا ہی بھلا
بولا یہ سونا بُرا جگنے سے ہے ‏/ کہ مین یون کھاؤن جیون اسطور سے
کہتا تھا واحسرتاہ زور سے ‏/ جان کافر گور مین جس طور سے
منتظر[۱] تھا کب یہ آخر رات ہو ‏/ کھلنے در کی تا سُنون آواز کو
تا کہ بھاگے وہ مثال کہ تیر کے ‏/ تا نہ کوئی دیکھے بس ایسا اُسے
ہی بڑا قصہ مین کوتاہ کرتا ہون ‏/ در کھلا اور غم سی چھوٹا وہ زبون

در حجره گشادن پیغمبر صلی الله علیه وسلم و خود را پنهان کردن تا او خجل نشود

کھولنا پیغمبر علیہ السلام کا در حجرہ کو اور چھپانا اپنے کو تا وہ خجل نہو

مصطفیٰ صبح آمد و در را گشاد ‏/ صبح آن گمراه را او راه داد
در گشاده گشت پنہان مصطفیٰ ‏/ تا نگردد شرمسار آن مبتلا
تا برون آید رود گستاخ او ‏/ تا نبیند در گشا را پشت و رو
یا نهان شد در پس دیوار یا ‏/ از ویش پوشید دامان خدا
صبغة الله گاه پوشیده کند ‏/ پردهٔ بیچون بران ناظر نهد
تا نبیند خصم را پهلوی خویش ‏/ قدرت قادر ازان بیش است بیش
مصطفیٰ میدید احوال شبش ‏/ لیک مانع بود فرمان ربش
تا که پیش از خبط بگشاید رہے ‏/ تا نیفتد زان فضیحت در چہے
لیک حکمت بود امر آسمان ‏/ تا نبیند خویشتن را او چنان
پس عداوت ها که آن یاری شود ‏/ پس خرابی ها که معماری بود

کھولا[۲] در کو مصطفیٰ نے صبح آ ‏/ اور اُس گمراہ کو رستہ دیا
کھولکر در چھپ گئے خود مصطفیٰ ‏/ تا نہ شرمندہ ہو وہ بس مبتلا
تا نکل کر در سے بھاگے زشت خو ‏/ کھولنے والے کا تا دیکھے نہ رو
یا چھپے دیوار کے پیچھے و یا ‏/ حق نے دامن مین لیا اپنے چھپا
صبغة الله[۳] گاہ پوشیدہ کرے ‏/ پردۂ بیچون کو اُسپر رکھے
تا نہ دشمن اپنے پہلو مین دیکھے ‏/ قدرت قادر بس اس سے بیش ہے
دیکھتے تھے مصطفیٰ احوال شب ‏/ لیک مانع اُنکے تھا فرمان رب
کھولتے تا لغزش سے پہلے در کی راہ ‏/ تا فضیحت سے نہ ڈوبے وہ بچاہ
پر تھی حکمت اور حکم آسمان ‏/ تا کہ دیکھے خود کو وہ ایسا وہان
پس[۴] عداوت ہی کہ وہ یاری کرے ‏/ پس خرابی ہی کہ معماری کرے

[۱] منتظر الخ ۵ شعر منتظر تھا کہ رات کب آخر ہو اور آواز در کے کھلنے کی سنون تا کہ مانند تیر کے بھاگے تا نہ کوئی اس طور سے اُسے دیکھے یہ قصہ بڑا ہی مین کوتاہ کرتا ہون دروازہ کھلا اور وہ زبون غم سے چھوٹا آگے دروازہ کھولنے کا بیان ہی فافہم ۱۲۔

[۲] کھولا الخ ۴ شعر مصطفیٰ نے دروازہ کو آکر صبح کے وقت کھولا اور اُس گمراہ کو رستہ دیا مصطفیٰ دروازہ کھول کر خود چھپ گئے تا وہ مبتلا شرمندہ نہو تا وہ زشت خو دروازے سے نکل کر بھاگے اور کھولنے والے کا منہ نہ دیکھے یا چھپے دیوار کے پیچھے و یا حق نے اپنے دامن مین چھپا لیا آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲

[۳] صبغة الله الخ ۵ شعر رنگ اللہ کا کبھی پوشیدہ کرے پردہ بیچون کو اسپر رکھے تا نہ دشمن اپنے پہلو مین دیکھے قدرت قادر کی اس سے زیادہ ہے مصطفیٰ احوال شب دیکھتے تھے ولیکن اُنکے مانع تھا حکم خدا کا لغزش سے پہلے در کی راہ کھولتا تا فضیحت سے وہ نہ ڈوبے چاہ مین قبل حکمت تھی اور حکم آسمان کا تا کہ وہ خود کو وہان ایسا دیکھے یعنے جناب رسول مقبول صلعم وہ حال اُس شب کے مہمان کا دیکھتے تھے لیکن بحکم خدا خاموش تھے کہ عین حکمت دلی تھی آگے اسکی مثال ہی فافہم ۱۲ [۴] پس عداوت الخ ۲ شعر بہت ایسی عداوت ہی کہ وہ یاری کرے اور بہت ایسی خرابی ہی کہ وہ معماری کرے جو دیکھا کافر نے دروازہ کھلا وہ وہان سے چپکے چپکے چل دیا اک فضول وہ بستر گندگی آلودہ لا یا آگے رسول اللہ کے قصداً کہ تمھارے مہمان نے یہ کیا پس رحمة للعالمین نے ہنس دیا فرمایا کہ آفتابہ لاؤ تم میرے پاس تا کہ مین سب کو دھوؤن اپنے ہاتھ سے ہر ایک کہتا تھا کہ خدا کے واسطے ہمارا جسم و جان آپ پر قربان ہی ہمکو دیجئے کہ ہم دھوئین ہاتھ کا کام ہی دل جان کا نہین باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲۔

چونکه کافر باب را بکشاده دید — نرم نرمک آن زکین بیرون جهید
جامه خوابی بر حدث را یک فضول — قاصداً آورد در پیش رسول
کاینچنین کرده ست مهمانت ببین — خندهٔ زد رحمة للعالمین
که بیا در مطهره اینجا به پیش — تا بشویم جمله را با دست خویش
هر کسی می گفت کز بهر خدا — جان ما و جسم ما قربان ترا
تا بشوییم این حدث را تو بهل — کار دست است این نه کار جان و دل
ای لعمرک مر ترا حق عمر خواند — پس خلیفه کرده بر کرسی نشاند
ما برای خدمتِ تو میزیم — چون تو خدمت میکنی پس ما کیم
گفت میدانم ولیک این ساعتیست — که اندرین شستن بخویشم حکمتیست
منتظر بودند کاین قول نبیست — تا پدید آید که این اسرار چیست
او بجد می شست آن احداث را — خاص ز امر حق نه تقلید و ریا
که دلش می گفت کاین را تو بشو — کاندر اینجا هست حکمت تو بتو

دیکھا کافر نے جو دروازہ کھلا — چپکے چپکے وہ وہاں سے چلدیا
گندگی آلودہ بستر اک فضول — لایا قصداً اسکو وہ پیش رسول
کہ تمہارے میہمان نے یہ کیا — رحمة للعالمین نے ہنس دیا
آفتابی لاؤ تم پاس اب مرے — تا مین دھوؤن سب کو اپنے ہاتھ سے
ہر کوئی کہتا خدا کے واسطے — جسم و جان قربان ہمارا آپ پے
دھوئین ہم تا دیجیے ہمکو بھلا — ہاتھ کا ہی کام نے دل جان کا
ای لعمرک تمکو عمر حق نے کہا ۱ — اور خلیفہ کر کے اپنی جا کیا
آپکی خدمت کو ہم پیدا ہوے — تم کرو خدمت تو ہم کس کے لیے
بولے مین ہون جانتا پر اس گھڑی — میرے دھونے مین ہی اک حکمت بڑی
منتظر تھے کہ یہ ہے قول نبی — دیکھو کیا بھید اب کرے جلوہ گری
دھوتے ناپاکی کو وہ مل مل کے تھے — حکم حق سے نے ریا تقلید سے
کہ یہ دل کہتا تھا اسکو تو ہی دھو — کہ یہان حکمت بھری ہی بس نکو

در سبب رجوع آن کافر و دیدن پیغمبر صلی الله علیه و آله و سلم را در شستن

اُس کافر کے رجوع ہونیکے سبب مین اور پیغمبر علیہ السلام کو دیکھنا دھونے مین

کاژنگی را هیکلی بد یادگار — یاوه دید آنرا و گشت او بیقرار
گفت آن حجره که شب جا داشتیم — هیکل آنجا بیخبر بگذاشتیم
گرچه شرمش بود حرصش شرم برد — حرص اژدرهاست نه چیزیست خرد
از پی هیکل شتاب اندر دوید — در وثاق مصطفی وان حال دید
کان ید الله آن حدث را هم بخود — خوش همی شوید که دورش چشم بد

گبر کا تعویذ اک تھا یادگار ۲ — وہ گیا دیکھا ہوا وہ بیقرار
بولا اس حجرہ مین کہ شب کو رہا — مین وہان تعویذ بھول اپنا گیا
شرم تھی پر کھویا اسکو حرص نے — اژدہا ہی حرص نے کم چیز ہے
جو گیا تعویذ کو حجرہ کی سو — مصطفی کے دیکھا بس اس حال کو
وہ ید اللہ اس پلیدی کو بہ خود — خوب دھوتے تھے نہ لگیو چشم بد

۱ ای لعمرک الی آخرہ۔ شعر اے قسم ہے جان تیری کہ تمکو عمر حق نے کہا اور خلیفہ کرکے اپنی جا کیا ہم آپ کی خدمت کو پیدا ہوئے تم خدمت کرو تو ہم کسکے لیے مین فرمایا کہ مین جانتا ہون ولیکن اس گھڑی میرے دھونے مین ایک حکمت بڑی ہی منتظر تھے کہ یہ قول نبی کا ہی دیکھو کیا بھید کھلتا ہی وہ ناپاکی کو مل مل کر دھوتے تھے حکم خدا سے نہ ریا و تقلید سے کہ یہ آنکا دل کہتا تھا تو ہی دھو کہ یہان حکمت بھری ہی یعنے حضور کے دل مین یہی آیا کہ اسمین حکمت بھری ہی تو ہی مل مل کر اسکو دھو آگے اسکے نتیجہ کا بیان ہی فافہم ۱۲۔

۲ گبر کا الخ۔ شعر گبر کا ایک تعویذ یادگار تھا اسکو کیا دیکھا وہ بیقرار ہوا سوچا کہ اس حجرے مین جو شب کو رہا مین تعویذ اپنا وہان بھول گیا شرم تھی ولیکن اس کو حرص نے کھویا حرص اژدہا ہے کم چیز سے نہین ہے جو تعویذ کے واسطے حجرہ کی جانب گیا مصطفی کے اس حال کو دیکھا کہ وہ ید اللہ کے اس پلیدی کو از خود خوب دھوتے تھے نظر نہ لگیو وہ تعویذ کو بھولا اور شور دل مین پیدا ہوا گریبان کو اپنے چاک کیا باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲۔

هیکلش از باد رفت و شد پدید / اندر و شوری گریبان را درید
میزد او دو دست را بر رو و سر / کله را می کوفت بر دیوار و در
آنچنانکه خون ز بینی و سرش / شد روان و رحم کرد آن مهترش
نعرها زد خلق گرد آمد برو / گبر گویان ایها الناس احذروا
میزد او بر سر کای بے عقل سر / میزد او بر سینه کای بے نور بر
سجده میکرد او کای کل زمین / شرمسارست از تو این جزو کهین
تو که کلی خاضع امر وی / من که جزوم ظالم و لد و غوی
تو که کلی خوار و لرزانی ز حق / من که جزوم در خلاف و در سبق
هر زمان میکرد رو بر آسمان / که ندارم روی ای قبله جهان
چون ز حد برد او بلرزید و طپید / مصطفی اش در کنار خود کشید
ساکنش گردید بس بنواختش / دیده اش وا کرد و داد اشناختش
تا نگرید ابر کے خندد چمن / تا نگرید طفل کے جوشد لبن
طفل یکروزه همیداند طریق / که بگریم تا رسد دایه شفیق
تو نمیدانی که دایه دایگان / کم دهد بے گریه شیر او رایگان
گفت فلیبکوا کثیرا گوش دار / تا بریزد شیر فضل کردگار
گریه ابرست و سوز آفتاب / استن دنیا همین دو رشته تاب
گر نبودی سوز مهر و اشک ابر / کی شدی اجسام ما زفت و سطبر

بھولا وہ تعویذا در پیدا ہوا / شور دل مین چاک جیب پنا کیا
کوٹتا[۵۱] تھا منھ کو دونون ہاتھ سے / مارتا تھا سر در و دیوار پے
اسقدر کہ خون جاری ہوگیا / ناک و سر سے رحم حضرت نے کیا
خلق گرد آئی کیا جو ہائے ہو / گبر کہتا ایہا الناس احذروا
مارتا وہ سر کہ اے بے عقل سر / کوٹتا سینہ کو بے نور اے جگر
سجدہ کرتا وہ کہ ای کل زمین / تم سے شرمندہ ہے یہ جزو کہین
تو کہ کل ہے تابع حکم خدا / مین کہ جزو ہون ظالم و گمراہ ہوا
تو کہ کل ہی خوار لرزان حق سے ہے / مین کہ جزو ہون برخلاف ہون حکم کی
ہر گھڑی[۵۲] منھ کرتا سوئے آسمان / کہ مین اس قبلہ کے قابل ہون کہان
جبکہ وہ بیتاب از حد ہوگیا / مصطفیٰ نے اسکو خود چپٹا لیا
اسکو تسکین دی عنایت اسپہ کی / آنکھ اسکو دی وہ بھی پہچان دی
تا نہ روئے ابر کب گلشن کھلے / تا نہ روئے طفل کب ماں دودھ دے
طفل کدن کا یہ جانے ہے طریق / کہ مین روؤن تا کہ دائی ہو شفیق
تو[۵۳] نہ جانے دائیون کی دائی کو / دودھ کم دیتا ہے بے رونے کو وہ
بولا فلیبکوا کثیرا اس ذرا / دودھ دیوے تجھکو تا فضل خدا
کہ یہ سوز مہر و گریہ ابر کا / ہے ستون دنیا کا ان دو سے کھڑا
سوز مہر اشک ابر کا ہوتا نہ گر / جسم کب ہوتے ہمارے خوب تر

۵۱ کوٹتا تھا الخ، شعر منھ کو دونون ہاتھ سے کوٹتا تھا اور سر در و دیوار پر مارتا تھا اسقدر کہ خون ناک و سر سے جاری ہوگیا اور حضرت نے رحم کیا جو ہائے ہو کیا تو خلق گرد آئی گبر کہتا کہ اے آدمیو کنارہ کرو وہ سر مارتا تھا کہ جگر بے نور سجدہ کرتا ہے کہ اے کل زمین تم سے شرمندہ ہے یہ جزو اے تو کہ کل ہے حکم خدا کا تابع ہی مین کہ جزو ہون ظالم و گمراہ ہوا تو کہ کل ہی خدا سے لرزان و خوار ہی مین کہ جزو ہون حکم سے برخلاف ہون یعنے یا رسول اللہ تم کل ہو اور حکم خدا سے لرزان ہو اور مین کہ جزو ہون برخلاف حکم خدا سے ہون آگے اسکا حال ہی فافہم ۱۲۔

۵۲ ہر گھڑی الخ، شعر ہر دم جانب آسمان کو منھ کرتا کہ مین اس قبلہ کے قابل کہان ہون جبکہ وہ از حد بیتاب ہوگیا مصطفیٰ صلعم نے خود اسکو چپٹا لیا اسکو تسکین دی اور عنایت اسپر کری آنکھ اسکو دی وہ بھی پہچان دی یعنی عارف کر دیا آگے اسکی مثال ہی جب تک ابر نہ روئے گلشن کب کھلے جب تک طفل نہ روئے مادر دودھ کب دے ایک دن کا بچہ یہ طریق جانتا ہی کہ مین روؤن تا دائی شفیق ہو آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲ ۵۳ تو نہ جانے الخ، شعر تو نہین جانتا ہے کہ دائیون کی دائی کو کہ وہ دودھ کم دیتا ہے بغیر رونے کے فرمایا کہ رو زیادہ سن ذرا تا تجھکو دودھ دیوے فضل خدا کہ اگر سوز و سرشک ابر نہوتا ہمارے جسم خوب کب ہوتے یہ چارون فصل تا آباد کب ہوتین اگر یہ سوز گر یہ اصل نہوتا سوز مہر اور گریہ ابر رکت ہے جو جہان کو خوش جان سوز مین خورشید عقل کو رکھ اور چشم کے مانند ہے کہ اشک افروز رکھ یعنے تو عقل کو سوزش مین اور چشم کو گریہ مین رکھ تا کہ گلشن معنی تیرا سر سبز و خندان ہووے کیونکہ مادر مشفقہ بھی بچہ کو بغیر گریہ کے دودھ نہین دیتی ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

کی بدین معمور این ہر چار فصل گر نبودی این تف و این گریہ اصل
سوز مہر و گریۂ ابر جہان چون ہمیدارد جہان را خوش دہان
آفتاب عقل را در سوز دار چشم را چون ابر اشک افروز دار
چشم گریان بایدت چون طفل خرد کم خور آن نان را کہ نان آب تو برد
تن چو با برگست روز و شب ازان شاخ جان در برگ ریزست و خزان
برگ تن بے برگی جانست زود زین بباید کاستن آن را فزود
اقرضوا اللہ قرض دہ زین برگ تن تا بروید در عوض در دل چمن
قرض دہ کم کن ازین لقمۂ تنت تا نماید وجہ لا عین رأت
تن ز سرگین خویش تا خالی کند پر ز گوہر ہائے اجلالی کند
زین پلیدی برہد پاکی برد از یطہرکم تن او برخورد
دیو میترساندت کہ ہین و ہین زین پشیمان گردی و زار و غبین
گر گدازی زین ہوسہا تو بدن پس پشیمان و غمی خواہی شدن
این بخور گرم است داروے مزاج وان بیاشام از پئے نفع و علاج
ہم بدین نیت کہ این تن مرکبست آنچہ خو کردہ ست آنش اصوبست
ہین مگردان خو کہ پیش آید خلل در دماغ و دل بزاید صد علل
اینچنین تہدیدہا آن دیو دون آرد و بر خلق خواند صد فسون
خویش جالینوس سازد در دوا تا فریبد نفس بیمار ترا

ہوتین کب آباد بس چار دن یہ فصل گر نہوتا سوز یہ اور گریہ اصل
سوز مہر اور گریۂ ابر جہان رکھتا ہی جو کہ جہان کو خوش دہان
سوز مین رکھ آفتاب عقل کو چشم کو چون ابر اشک افروز تو
۵۱ چشم گریان کر مثال طفل کو روٹی کم کھائی ہی اُس سے آبرو
تن جو با سامان ہو اُس سے شاخ جان ہووے بے سامان ہمیشہ اور خزان
تن کا سامان مفلسی جان کی سدا جلد تو اسکو گھٹا اُسکو بڑھا
اقرضوا اللہ قرض مال تن سے دے تا چمن دل مین عوض اُسکے اُگے
قرض دے کم کر تو لقمہ جسم سے وجہ لا عین رأت تا کہ دیکھے
گندگی سے تن جو تو خالی کرے گوہر اجلال سے اُسکو بھرے
یہ پلیدی چھوٹے اور پاکی ملے تن یطہرکم سے نفع اُسکا لے
۵۲ دیو دھمکاتا ہے تجکو بے حجاب کہ پشیمان تو ہو اُس سے اور خراب
گر تو چھوڑے ان ہوس کو جسم سے ہو پشیمانی خرابی بس تجھے
یہ تو کھائے گرم داروے مزاج اور پی وہ بہر صحت اور علاج
اس نیت سے کہ یہ مرکب جسم ہے ہی وہ بہتر وہ کہ وہ عادت رکھے
چھوڑ مت عادت خلل آئے تجھے اور دماغ و دل مین سو علت بڑھے
اس طرح کی دھمکیان وہ دیو دون خلق پر لائے پڑھے وہ سو فسون
۵۳ خود کو جالینوس دارو مین کرے دے مریض نفس کو دھوکا ترے

۵۱ چشم گریان الخ، شعر تو چشم کو گریان کر مانند طفل کے اور روٹی کم کھا اُس سے آبرو گئی ہی جو جسم با سامان ہو شاخ اُس سے بے سامان و خزان ہمیشہ ہووے سامان تن کا جان مفلسی کی ہمیشہ ہی تو جلد اُسکو گھٹا اور اسکو بڑھا اقرضوا اللہ کو قرض مال تن سے دے تا اسکے عوض چمن دل مین اُگے قرض دے اور لقمہ جسم سے کم کر وہ منھ کہ آنکھ تیری نے نہین دیکھا ہی تاکہ دیکھے جو گندگی سے بدن خالی کرے جو ہر اجلال سے اُسکو بھرے یہ پلیدی دور ہو اور پاکی ملے یطہرکم سے کم ملے اسکا نفع یعنی جسم کی آسانی سے جان بے سامان ہوتی ہے اسواسطے جسم کو تم صدقہ دو اللہ کی راہ مین کہ توانا ہووے باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲ ۵۲ دیو دھمکاتا ہی الخ، شعر تجکو دیو دھمکاتا ہی بے حساب کہ تو اُس سے پشیمان اور خراب ہی اگر تو ان ہوس کو جسم سے چھوڑے تجکو پشیمانی و خرابی ہووے یہ کھا کہ داروے گرم مزاج ہی اور وہ پی واسطے صحت و علاج کے اس نیت سے کہ یہ جسم مرکب ہی وہ بہتر ہی کہ جو وہ عادت رکھے تو عادت مت چھوڑ تجھے خلل آئے اور دماغ و دل مین سو علت بڑھے اس طرح کہ دھمکیان وہ دیو خلق پر لائے اور سو فسون پڑھے یعنی دیو تجھکو دھمکیان دے اور سو فسون پڑھے کہ تو اس راہ نکی سے مت پھرے باقی حال اسکا آگے ہی فافہم ۱۲
۵۳ خود کو الخ، شعر دیو معالجہ مین خود کو جالینوس کرے تیرے نفس مریض کو دھوکا دے بس تجکو فائدہ ہی درد و غم سے اور یہی آدم کو گندم سے کہا ہی پس تو ہیہات و افسوس کرے اور وہ تیرے ہونٹ لیے باندھے آگے مثال ہی جیسے لب گھوڑے کا وقت نعل باندھتے ہین تا سنگ کمتر کو دکھائے مثل نعل کے تیرا گوش پکڑے وہ مانند گوش اسپ کے اور وہ کھینچے سوئے حرص کے سوے کسب کے تیرے پاؤن پر وہ نعل شک سے تاکہ تو درد سے ناچار ہو کر رست نعل وہ ہی کہ دو کام مین نیک رہے کہ یہ کردن یا وہ کردن تو وہ کر کہ یہ افعال نبی وہ نہ کر کہ سب دیوانے کرتے ہین یعنی دیو تجکو ڈراکر حرص کی جانب کھینچے اور شک مین ڈالے کہ یہ کردن یا وہ کردن پس تو فعل نبی کر اور دیو نون کا کام نہ کر آگے اسکا بیان ہی فافہم ۱۲

کاین ترا سود است از درد و غمے — گفت آدم را ہمی در گندمے
پیش آر دہی ہی وہیہات را — در لویشہ بیچ او لبہات را
ہمچو لبہای فرس در وقت نعل — تا نماید سنگ را کمتر ز لعل
گوشہایت گیر آدن گوش اسپ — میکشاند سوی حرص و سوی کسب
بر زند بر پات نعلے ز اشتباہ — تا بمانی تو ز درد آن ز راہ
نعل او باشد تردد در دو کار — این کنم یا آن کنم ہین ہوشدار
آن بکن کہ ہست مختار نبی — آن مکن کہ کرد مجنون و صبی
حفت الجنة بچہ مقصود گشت — بالمکارہ کہ از وا فزود گشت
صد فسون دارد ز حیلت و ز دہا — کان کند در سلہ گر ہست اژدہا
گر بود کوہے چو کہ بربایدش — دستبرد خویشتن بنمایدش
در بود آب روان بر بندش — ور بود حبر زمان بر خندش
عقل را با عقل دیگر یار کن — امرہم شورے بخوان و کار کن
این سخن پایان ندارد آن عرب — ماند از الطاف آن شہ در عجب

فائدہ ہی درد و غم سے بس تجھے — یہ ہی آدم کو کہا گندم سے ہے
پس کرے ہیہات اور افسوس تو — باندھے وہ ہونٹی سے تیری ہونٹ کو
جیسے لب گھوڑیکا باندھیں وقت نعل — تا دکھائے سنگ کمتر مثل لعل
گوش پکڑے تیرا وہ جون گوش اسپ — حرص کی سو کھینچے وہ اور سوی کسب
تیرے پا پر نعل باندھے شک سے وہ — تا رہے تو درد سے ناچار ہو
نعل وہ ہی کار دو مین شک سے ہے — یہ کروں یا وہ کروں تو جان لے
وہ تو کر کہ جو ہے افعال نبی — وہ نہ کر جو کرتے دیوانے سبھی
[سلہ] حفت الجنة رکھے کس چیز سے — بالمکارہ کے زیادہ اُس سے ہی
سو فسون رکھتا ہی حیلہ و عقل سے — گر ہو اژدر ٹوکرے مین وہ رکھے
کوہ گر ہو شل کرلے جائے وہ — اور غلبہ اپنا بس دکھلائے وہ
گر ہو جاری آب تو باندھے اُسے — گر ہو دانشمند تو اُس پر ہنسے
عقل کو کر عقل ثانی سے تو یار — امرہم شورے کو پڑھ اور کر تو کار
بات یہ بے انتہا ہے وہ عرب — لطف اس شہ سے رہا اندر عجب

نواختن مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ مہمان را و مسلمان شدن و تسکین دادن او را از اضطراب و ندامت

نوازش کرنا مصطفےٰ علیہ السلام کا اُس مہمان پر اور مسلمان ہونا اور تسکین دینا اُسکو بیقراری اور ندامت سے

خواست دیوانہ شدن عقلش رسید — دست عقل مصطفےٰ بازش کشید
گفت این سو آبیا مد آن چنان — کہ کسے برخیزد از خواب گران
گفت این سو آ مکن ہین با خود آ — کاندرین سو ہست با تو کارہا
آب بر روز دو در آمد در سخن — کای شہید حق شہادت عرضہ کن

[سلہ] چاہا مجنون ہونا عقل اُسکی گئی — دستگیری عقل احمد نے کری
بولے یان آ آیا وہ اس طور سے — خواب سے آئے کوئی جس طور سے
بولے یان آ ورنہ تو مدہوش ہو — کہ یہان ہین کام تجھسے اونکو
پانی چھڑکا منہ پے وہ کہنے لگا — اے گواہ حق کے گواہی تو بتا

سلہ حفت الجنة الخ ۔ شعر یا گو جنت کی کس چیز سے رکھے ساتھ سختی کے کہ اُس سے زیادہ ہے سو فسون حیلہ و عقل رکھتا ہے اگر تو اژدہا ہو تو ٹوکرے مین رکھے اگر کوہ ہو شل کرکے وہ لے جائے اور بس وہ اپنا غلبہ دکھائے اگر آب جاری ہو تو اُسے باندھے اگر دانشمند ہو تو اُسپر ہنسے عقل کو تو عقل ثانی کے ساتھ یار کر امرہم شوری کو پڑھ اور کام کر یہ بات بے انتہا ہے وہ عرب اس شاہ کے لطف سے تعجب مین رہا یعنے تو سختی و تکلیف اختیار کر کہ تجھکو سب پر غلبہ ہووے اور اپنی عقل کو عقل مرشد سے یار کر اور اُسکے مشورے سے کام کر کہ منزل مقصود کو پہونچے آگے عقل رسول اللہ کی مدد کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ چاہا مجنون ہونا الخ ۔ شعر یا مجنون ہونا چاہا عقل اُسکی گئی عقل احمد نے اُس کی دستگیری کری فرمایا یہان آ وہ آیا اس طور سے جیسے خواب سے کوئی آتا ہے فرمایا یہان آ مدہوش نہو کہ تجھسے یہان کام ہین منہ پر پانی چھڑکا وہ کہنے لگا اے گواہ حق تو گواہی بتا تاکہ مین گواہی دون اور یہان سے چلون مین ہستی سے سیر ہون وہان پر رہون آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲

تا گواہی بدہم و بیرون شدم	سیرم از ہستی وزان ہامون شوم	تا گواہی دیوین اور یان سے چلین	سیر ہون ہستی سے یہن جیوان ہون
ما درین دہلیز قاضی قضا	بہر دعوے الستیم و بلے	[1] ہم قضا کے قاضی کی دہلیز پے	آئے دعویٰ الستی کے لیے
چون بلے گفتیم آنرا ز امتحان	قول و فعل ماشہو دست و بیان	جو بلے ہم نے کہا با امتحان	قول و فعل اپنے گواہ ہین او بیان
نے کہ ما بہر گواہی آمدیم	از چہ در دہلیز قاضی تن زدیم	کیون ہین قاضی کی ہم دہلیز پے	کہ ہم آئے ہین گواہی کے لیے
چند در دہلیز قاضی اے گواہ	حبس باشی دہ شہادت ازنگاہ	کب تلک دہلیز قاضی مین گواہ	قید ہووے دے گواہی صبح گاہ
زان بخواندندت بدانجا تا کہ تو	آن شہادت بدہی و ناری عتو	اس لیے تجکو بلائین وان کہ تو	وہ گواہی دے نہو تو ترش رو
از لجاج خویشتن بنشستۂ	اندرین تنگی لب و کف بستۂ	[2] سرکشی سے اپنی بس بیٹھا ہے تو	باندھکر اس تنگ مین لب ہاتھ کو
تا نہ بدہی این گواہی اے شہید	تو ازین دہلیز کے خواہی رہید	تا نہ دے تو یہ گواہی اے گواہ	ہو نہ اس دہلیز سے ہرگز رہا
یکزمان کارست بگذار و بتاز	کار کوتہ را مکن بر خود دراز	کام دم بھر کا ہے کر تو اور جا	کام چھوٹا مت تو اپنے پر بڑھا
خواہ در صد سال و خواہی یکزمان	این امانت واگذار و وارہان	سو برس مین خواہ اکدم مین گذار	اس امانت کو ادا کر جلد یار

در بیان آن کہ اعمال ظاہرا گواہند بر سرّ آدمی

بیان مین اسکے کہ اعمال ظاہری گواہ ہین اوپر بھید آدمی کے

این نماز و روزہ و حج و جہاد	ہم گواہی دادنست از اعتقاد	[3] یہ نماز و روزہ و حج و جہاد	ہے گواہی دینا وہ با اعتقاد
این زکوٰۃ و ہدیہ و ترک حسد	ہم گواہی دادنست از سرّ خود	یہ زکوٰۃ اور ہدیہ ترک حسد	ہی گواہی دینا بھید اپنے سے خود
خوان و مہمانی پے اظہار راست	کای مہان ما با شما ہستیم راست	خوان مہمانی ظہور راستی	کہ ای مہمان ہمکو تم سے دوستی
ہدیہ ہا و ارمغان و پیشکش	شد گواہ آنکہ ہستم با تو خوش	ہدیہ و تحفہ و نذر و پیشکش	ہی گواہی اسکی مین ہون تجھسے خوش
ہر کسے کوشد بمالے یا فسون	چیست دارم گوہرے در اندرون	جو کوئی کہ مال سے ہو یا فسون	رکھتا کیا ہون ایک گوہر اندرون

[1] ہم قضا کے ۵ شعر ہم قاضی قضیہ کی دہلیز پے آئے اور دعویٰ الستی کے واسطے جو ہم نے بلی کہا امتحان سے اپنے قول و فعل گواہ ہین ہم کیون قاضی کی دہلیز پے رہین کہ ہم گواہی کے واسطے آئے ہین کب تک دہلیز قاضی مین گواہ قید ہووے گواہی صبح کو دے تجکو وہان اسواسطے بلائین کہ تو وہ گواہی دے اور ترش رو نہو یعنی ہم دنیا مین جو آئے ہین تو بروز الست بلی کہا ہی اسکی گواہی دینے کے واسطے آئے ہین جو قول کا فعل گواہ ہی پس ہم دنیا مین اپنے قول کے بموجب چلین اور ترش رو نہو وین اسکا بیان آگے ہی فافہم ۱۲-

[2] سرکشی الخ ۸ شعر تو اپنی سرکشی سے بیٹھا ہی اس تنگ مین لب و ہاتھ کو باندھکر تاکہ تو گواہی نہ دے اے گواہ اور اس دہلیز سے ہرگز رہا نہو یہ کام دم بھر کا ہی تو کر اور جا اور چھوٹا کام خود پرست بڑھا سو برس مین خواہ ایک دم مین گزار اس امانت کو جلد ادا کر یعنی تو دنیا مین عبث اپنے ہاتھ و لب باندھکر بیٹھا ہی کہ تا کوئی گواہی نہ دیوے دم بھر کا کام ہی تو اس طول امل مین کیون پڑا ہی تو جلد اس امانت کو ادا کر آگے بیان ہی کہ اعمال ظاہری گواہ ہین راہ باطن کے فافہم ۱۲- [3] یہ نماز الخ ۹ شعر یہ نماز روزہ و حج و جہاد گواہی دیتا ہے با اعتقاد یہ زکوٰۃ و ہدیہ و ترک حسد خود گواہی دیتا ہے اپنے بھید سے آگے مثال ہی خوان و مہمانی ظہور راستی ہی کہ اے مہمان ہمکو تجھسے دوستی ہی یہ ہدیہ تحفہ و نذر پیشکش اسکی گواہی ہی کہ مین تجھ سے خوش ہون ہر کوئی کوشش کرتا ہے مال و فسون سے کیا رکھتا ہون ایک گوہر ایمان باطن مین تقویٰ سے گوہر سخاوت سے رکھتا ہون یہ زکوٰۃ و روزہ دونون پر گواہ ہی روزہ کہوے کہ تقویٰ حلال سے رکھے کب حرام سے اسکو قرب ہووے اور زکوٰۃ اسکی کہے کہ وہ اپنا مال چرائے اگر یہ دونون گواہ منافق ہوجاوین بازپرس اُنسے عدل خدا کا کرے یعنی روزہ و زکوٰۃ دو گواہ ہین تقویٰ و سخاوت کے اقرار کے آگے اگر دونون گواہ منافق ہوجائین تو عدل خدا اُنسے بازپرس کریگا بروز حشر آگے اسکی مثال ہی فافہم ۱۲-

گوہرے دارم ز تقوی با سخا	این زکوٰۃ و روزہ بر ہر دو گوا	رکھتا ہون تقوی سے گوہر با سخا	یہ زکوٰۃ و روزہ دونون پر گوا
روزہ گوید کرد تقوی از حلال	با حرامش وانکہ نبود اتصال	روزہ کہوی تقوی رکھے با حلال	کب حرامون سے اسے ہو اتصال
وان کاتش گفت کو از مال خویش	مید ہد پس چون بہ دزد از اہل کیش	اور زکوٰۃ اسکی کہے وہ اپنا مال	دیتا ہے وہ پھر چرائے کسکا مال
گر بطراری کنند این دو گواہ	جرح شد در محکمہ عدل الٰہ	گر یہ ہو جاوین منافق دو گواہ	باز پرس اُنسے کرے عدل الٰہ
ہست صیاد ار کند دانہ نثار	نے ز رحم و جود و بل بہر شکار	ہے شکاری گر کرے دانہ نثار	نہ یہ بخشش سے ہے بل بہر شکار
ہست گربہ روزہ دار اندر صیام	خفتہ کردہ خویش بہر صید عام	گربہ ہے بلی روزہ دار اندر صیام	خفتہ رکھے خود کو بہر صید عام
کردہ بد ظن زین کژی صد قوم را	کردہ بدنام اہل جود و صوم را	کر دیا بد ظن کجی سے قوم کو	کر دیا بدنام اہل صوم کو
فضل حق با آنکہ او کژ می تند	عاقبت زین جملہ پاکش میکند	فضل حق اسکو کہ وہ رکھے کجی	آخر اس سب سے اسے دی راستی
سبق بردہ رحمتش وان عذر را	داد نوری کان نباشد بدر را	غالب اسکی رحمت اور اس عذر کو	نور وہ بخشا کہ نے ہو بدر کو
کوششش را شستہ حق زین اختلاط	غسل دادہ رحمت او زین خباط	دھوئی کوشش اسکی حق نے ربط سے	غسل رحمت نے دیا اس خبط سے
تا کہ غفاری او ظاہر شود	سیئات جملہ را غبافر شود	تا کہ غفاری ہو اسکی بس عیان	اور گنہ سب کے کرے عفو و نہان

پاک کردن حق تعالیٰ آب را از نجاست ظاہرہ | پاک کرنا حق تعالیٰ کا پانی کو نجاست ظاہری سے

آب بہر آن بیارید از سماک	تا پلیدان را کند از خبث پاک	اس لیے برسائے پانی چرخ سے	پاک حدث سے تا پلیدی کو کرے
آب چون پیکار کرد و شد نجس	تا چنان شد کاب را رد کرد حس	آب جو بیکار ہوے ہو نجس	یان تلک کہ نہ چکھے پانی کو حس
حق بردش باز در بحر صواب	تا بشستش از کرم آن آب آب	حق اوڑا کر بحر مین ڈالے اسے	تا کرم سے بحر پاک اسکو کرے
سال دیگر آمد او دامن کشان	ہین کجا بودی بدریای خوشان	دوسرے سال آئے پھر وہ یان کہجا	ہین کہان تھا تو مین بحر خوش مین تھا
من نجس زینجا شدم پاک آمدم	بستدم خلعت سوے خاک آمدم	مین نجس یان سے گیا آیا ہون پاک	بلکہ خلعت پہن آیا سوی خاک

سـ۱ـ ہے شکاری انخ، شعر اگر شکاری دانہ نثار کرے بخشش سے نہین ہے بلکہ شکار کے واسطے ہے اگر بلی رمضان مین روزہ دار ہے خود کو خفتہ رکھتی ہے واسطے شکار کے کجی سے بد ظن کر دیا قوم کو اور بدنام کر دیا اہل صوم کو آگے رجوع بقصہ ہے فضل حق اسکو کہ وہ کجی رکھے آخر اس سب بات سے اسے راستی دی اسکی رحمت غالب اور اس عذر کو وہ نور بخشا کہ سو حق نے اسکی کوشش کو دھویا ربط سے اور رحمت نے غسل دیا اس خبط سے تا کہ اسکی غفاری عیان اور سب کے گناہ عفو و نہان کرے یعنی حق تعالیٰ نے اس گبر کے گناہ بفضل جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عفو فرمائے اور آب رحمت سے اسے پاک کیا آگے پاکی آب اولیا کا بیان ہے فافہم ۱۲۔

سـ۲ـ اس لیے انخ، شعر اسواسطے پانی برساتا ہے چرخ سے تا کہ پلیدون کو پاک کرے حدث سے جو آب بیکار ہوے نجس ہو یہا تک کہ حس پانی کو نہ چکھے حق اسکو اڑا کر بحر مین ڈالے تا کہ کرم سے بحر اسکو پاک کرے دوسرے سال وہ یہان پھر کہتا آئے مین تو کہان تھا جواب دیوے کہ بحر خوش مین تھا کہ مین یہان سے نجس گیا اور پاک آیا ہون بلکہ خلعت پہن کر آیا ہون خلعت خاک کے یعنی جسم اولیاء اللہ ایسا ہے مانند آب کے نجس سفل سے جانب اعلیٰ کے جاتا ہے اور دریائے معنی مین فنا ہو کر از راہ بقا پاک ہو کر نازل ہوتا ہے جیسے صحابہ حالت کفر سے درجۂ ولایت کو پہونچے آگے اسکے حقائق مین فافہم ۱۲۔

ہین بیائید ای پلیدان سوے من	کہ گرفت از خوی یزدان خوی من	اے پلید آؤ تم اب میرے سو[۱]	خوی حق سے مین نے لی ہی جو تو
در پذیرم جملہ زشتیت را	چون ملک پاکی دہم عفریت را	سب پلیدی کو تمھاری لیون نین	نفس کو پاکی ملک سان دیُو نین
چون شوم آلودہ باز آنجا روم	سوی اصل اصل پاکیہا شوم	ہوُن آلودہ تو پھر وان جاؤن نین	سوی اصل اصل پاکی پاؤن نین
دلق چرکین بر کنم آنجا ز سر	خلعت پاکم دہد بار دگر	سر سے گدڑی پھیکون نین جو ہی پلید	پاک خلعت دیوے پھر اُس سے مزید
کار او این ست و کار من ہم این	عالم آرایست رب العالمین	کام یہ اُسکا یہ میرا کام ہے	عالم آرائی خدا کا کام ہے
گر نبودی این پلیدیہاے ما	کی بدی این بارنامہ آب را	پس پلیدی یہ نہوتی ہم کو جو	ہوتا کب یہ فخر نامہ آپ کو
کیسہ ہاے زر بدوزیدست او	میرود جویای مفلس سو بسو	تھیلیان زر کی سی رکھتا ہی وہ[۲]	ڈھونڈھتا پھرتا ہی بس محتاج کو
تا بریزد بر گیاہ رستہ	تا بشوید روے ہر ناشستہ	تاکہ ہڑوائے تو سبزہ رستہ پے	دھوتا رخسار ہر بے دھوئے کے
تا بگیرد بر سر او حمال وار	کشتی بیدست و پا را در بحار	تا اُٹھائے سر پہ جون حمال دو	بحر مین بس کشتیٔ ناچار کو
صد ہزاران چارہ اندر وے نہان	زانکہ دارو زو بروید در جہان	سیکڑون دارو ہین اُسمین بس نہان	دارو اُگتی اُس سے ہین اندر جہان
جان ہر درّ دل ہر دانہ	میرود در جو چو دارو خانہ	جان ہر دُر اور دل دانہ کا ہی	جون دوا جاتا ہی اندر نہر کے
زہ یتیمان زمین را پرورش	تشنگان خاک را ازوی خورش	ہی یتیمان زمین کو پرورش	تشنگان خاک کو اُس سے خورش
چون نماند مایہ اش تیرہ شود	ہمچو ما اندر زمین خیرہ شود	جو نہین پونجی رہی تیرہ ہو وہ	مثل ما اندر زمین خیرہ ہو وہ
نالہ از باطن برآرد کاے خدا	آنچہ دادی دادم و ماندم گدا	دل سے وہ نالہ کرے کہ اے خدا	تیری بخشش مین نے دی اب ہون گدا
ریختم سرمایہ بر پاک و پلید	ای شہ سرمایہ دہ ہل من مزید	صرف پونجی کی پلید و پاک پے	پونجی دے ہل من مزید اے شہ مجھے

باز استدعا کردن آب از حق سبحانہ تعالیٰ بعد تیرہ شدن

پھر مدد چاہنا پانی کا حق سبحانہ تعالیٰ سے بعد تیرہ ہونیکے

ابر را گوید ببر جاے خوشش	ہم تو خورشید آب بالا بر کشش	حکم ہو کہ ابر لے جا خوش جگہ[۳]	آب کو بالا پے تو خورشید سے

[۱] اے پلید و الخ، شعر اے پلیدو اب میری طرف آؤ جو کہ خوے حق سے مین نے خوئی ہی تمھاری سب پلیدی کو مین لیون اور ملک کے مانند مین نفس کو پاکی دیُون آلودہ ہوُن تو پھر وہان جاؤن اور جانب اصل کے اصل کی پاکی پاؤن مین سر سے گدڑی پھیکون جو پلیدون کی ہے تاکہ خلعت پاک دیوے پھر اُس سے سوا یہ کام اُسکا اور یہ کام میرا کام ہے اور عالم آرائی خدا کا کام ہی جو ہمکو یہ پلیدی نہوتی تو یہ فخر نامہ آب کو کہان ہوتا یعنی اولیاء اللہ غافلون کو بلاتے ہین کہ ہماری طرف آؤ کہ ہم تمھارے نفسون کو پاک کر دین باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲۔

[۲] تھیلیان الخ، شعر اب تھیلیان زر کی سی کر رکھتا ہی اور بس محتاج کو ڈھونڈھتا پھرتا ہی تاکہ سبزہ رستہ پر پڑے اور تا دھوے رخسار سے ہر بے دھوئے کے تا اُٹھائے حمال کے مانند وہ سرکشی ناچار کو بحر مین اُسکو سیکڑون دارو نہان ہین اور اُس سے دارو اُگتی ہین جہان مین جان ہے کہ ہر درد دل کا دانہ ہے اور جون دوا نہر مین جاتا ہے یتیمان زمین کو پرورش ہی اور تشنگان خاک کو اُس سے خورش ہی جو نہین پونجی رہے وہ تیرہ ہو مانند ماہ کے زمین مین وہ خیرہ ہو دل سے نالہ کرے کہ اے خدا مین نے تیری بخشش دی اب گدا ہون پونجی صرف کی پلید و پاک پر اے شاہ مجکو پونجی دی ہل من مزید یعنی اولیا اللہ محتاجون کو ڈھونڈھتے پھرتے ہین اور اُنکے دل شکستہ کو اُس دریا سے معنی مین سر پر اُٹھاتے ہین غرض کہ اولیا اللہ مین صدہا دارو نہان ہین کہ نفع پہونچاتے ہین آگے مدد حق تعالیٰ کا بیان ہی فافہم ۱۲۔

[۳] حکم ہو الخ، شعر ابر کو حکم حق ہو کہ آب کو بالا پرے جا کہ تو خورشید ہی بس راہون مختلف سے اسے لے جاے اور بحر بے پایان مین ایسے پہونچا سے آگے اسکے حقائق ہین غرض پانے سے جان اولیا ہی کہ تمھین ظلمت سے دھوے صفا کر دے جو تیرہ اہل فرش تھے لوٹ جائے عرش پاک بخشش پر پھر اس سمت سے آئے دامنکشان اور پاکی ذات سے لائے نشان باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲۔

راه های مختلف میراندش تا رساند سوے بحر بیحدش
خود غرض زین آب جان اولیاست کز غسول تیرگیهای شماست
چون شود تیره ز غسل اهل فرش باز گردد سوے پاک بخش عرش
باز آید زان طرف دامن کشان از طهارات محیط آرد نشان
از تیمم وارهاند جمله را وز تحری طالب آن قبله را
زاختلاط خلق یابد اعتلال زان سفر جوید که ارحنا یا بلال
ای بلال خوشنواے خوش سهیل میذنه بر رو بزن طبل رحیل
جان سفر رفت و بدن اندر قیام وقت رجعت زین سبب گوید سلام
این مثل چون واسطه اندر کلام واسطه شرط ست بهر فهم عام
اندر آتش کی رود بی واسطه جز سمندر کو رسید از رابطه
واسطه حمام باید مر ترا تا ز آتش خوش کنی تو طبع را
چون نتانی شد در آتش چون خلیل گشت حمامت رسول آبت دلیل
سیری از حق ست لیک اهل طبع کی رسد بی واسطه نان در شبع
لطف از حق ست لیکن اهل تن در نیابد لطف بی پرده چمن
چون نماند واسطه تن بی حجیب همچو موسی نور مه تابد ز جیب
این هنرها آب را هم شاهدست کاندرونش پر ز نور ایزدست

مختلف راہون سے لے جاے اُسے بحر بے پایان مین پہونچاے اُسنے
ہے غرض پانی سے جان اولیا دھو کے ظلمت سے تمہین کردین صفا
جب ہو تیرہ غسل اہل فرش سے لوٹ جاے پاک بخشش عرش پے
آئی پھر اُس سمت سے دامن کشان ذات کی پاکی سے لائی پس نشان
سب کو وہ فارغ تیمم سے کرے طالب قبلہ کو بس تلاش سے
اختلاط خلق سے جو ہو ملال وہ سفر چاہے ارحنا یا بلال
ای بلال خوش نوا و خوش بیان چڑھ کے منبر پر تو دے بانگ اذان
جان سفر مین اور بدن اندر قیام وقت رجعت اسلیے کہوے سلام
یہ مثل ہے واسطہ اندر کلام واسطہ شرط ہے کہ تا سمجھین عوام
کون جاے آگ مین بے واسطہ جز سمندر کے کہ ہے بے رابطہ
واسطہ حمام تجھکو چاہیے آگ سے تا طبع کو تو خوش کرے
آگ مین جا نہ سکے تو چون خلیل ہے رسل حمام اور پانی دلیل
سیری حق سے اہل طمع کو ملے سیری کب ہو بے وساطت نان کے
لطف حق سے ہے و لیکن اہل تن لطف کب پاتے ہین بے پردہ چمن
واسطہ تن کا اُٹھے ظاہر دکھے مثل موسیٰ نور مہ کا جیب سے
یہ ہنر پانی کے جملہ ہین گواہ کہ خدا کا نور اسمین ہے بھرا

دربیان گواہی فعل و قول بیرونی پُر نور ضمیر | بیان مین گواہی قول و فعل ظاہر کے اوپر نور باطن کے

سلہ سب کو الخ ہ شعر وہ سب کو تیمم سے فارغ کرے اور طالب قبلہ کو تلاش سے خلق اختلاط سے جو ملال ہو وہ سفر چاہے ترجمہ راحت دے ہمکو اے بلال خوش بیان تو منبر پر چڑھکر اذان دے کہ جان سفر مین اندر نماز کے ہو اور بدن قیام مین اسواسطے وقت لوٹنے کے سلام کہتے ہین یعنی جان اولیاء اللہ مثل آب کے ہے کہ آلودان دُنیا کو ظلمت سے دھوکر صاف کردیا اور صحبت اہل دُنیا سے اگر آلودہ ہو تو عرش پر جاکر پھر صاف ہو آے اسواسطے حضرت رسول مقبول صلعم اختلاط خلق سے جو ملول ہوتے تھے ارحنا یا بلال فرماتے تھے یعنی آواز خوش اذان بلال کی سُن کر حجاب نماز ذات مقدس مین فنا ہوجاتے تھے کہ جان پاک آپ کی اُس سفر سے پھر پاک و صاف ہو جاتی تھی اسواسطے بعد نماز کے سلام آیا ہے کہ جانا و آنا جان کا اس سے ثابت ہے آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲۔

سلہ یہ مثل ہے الخ ہ شعر یہ مثل واسطہ ہے کلام مین اور واسطہ شرط ہے کہ تا عوام سمجھین کون آتش مین بے واسطہ جاے جز سمندر کے بے رابطہ ہے تجکو حمام کا واسطہ ہے چاہیے کہ تا طبع خوش کرے آتش سے تو آتش مین نہ جا سکے مانند خلیل کے پس حمام رسل ہے اور پانی دلیل ہے اہل طبع کو حق تعالیٰ سے سیری ہے و لیکن سیری بے واسطہ نان کے کب ہو لطف حق سے ہے و لیکن اہل جسم کب لطف پاتے ہین بغیر پردہ چمن کے اگر واسطہ جسم کا اُٹھے ظاہر دیکھے مانند موسیٰ کے نور ماہ کا جیب سے یہ ہنر پانی کے سب گواہ ہین کہ خدا کا نور اسمین بھرا ہے یعنی جان کو جسم کا واسطہ ہے اگر واسطہ جسم کا اُٹھے وہ ظاہر دیکھے پس یہ جسم کے سب ہنر گواہ نور حق کا بیان ہے فافہم ۱۲۔

قول و فعل آمد گواہان ضمیر	زین دو بر باطن تو استدلال گیر	قول و فعل آیا گواہ باطن کا ہی	اپنے باطن کی دلیل ان دو سے لے
چون ندارد سیر سیرت در درون	بنگر اندر بول رنجور از برون	یون نہین ہی سیر تجھکو باطنا	دیکھ قارورہ کے اندر ظاہرا
فعل و قول آن بول رنجوران بود	کہ طبیب جسم را برہان بود	ہی وہ قول و فعل قارورہ علیل	کہ طبیب جسم کو ہے وہ دلیل
وان طبیب روح در جانش رود	وز رہ جان اندر ایمانش رود	اور طبیب روح جائے جان مین	جائے راہ جان سے وہ ایمان مین
حاجتش نبود بفعل و قول خوب	احذروہم ہم جواسیس القلوب	اسکو نہ حاجت بقول فعل و خوب	احذروہم ہم جواسیس القلوب پرہیز کرو انسے جاسوس دل کے ہین
این گواہ فعل و قول از وے بجوے	گو بدریا نیست واصل ہمچو جوے	چاہ قول و فعل تو اس سے گواہ	کہ وہ دریا سے ملا ہے نہر سا
قول و فعل او گواہ او بود	کہ بدریا متصل چون جو بود	قول و فعل اسکا گواہ اک اسکا ہی	کہ ملا مانند جو وہ بحر سے
بنگر اندر فعل او و قول او	تا چہ دارد در ضمیر آن راز جو	اسکے قول و فعل مین بس دیکھ تو	کہ وہ کیا رکھتا ہی دلمین راز جو
نورش اندر مرتبت چندست و چیست	بہر صید او دانہ باشد یا سخیست	کسقدر نور اسکا ہی اور ہی وہ کیا	صید کا دانہ ہے یا اہل سخا
گر بود صیاد از وے دور شو	وان فسون و قول خلش کم شنو	گر ہے وہ صیاد اس سے دور ہو	وہ فسون اور قول کم ہی اسکا سنو
ور بود صدیق دست از وی مدار	تا رساند مر ترا سوے بحار	گر ہو صدیق اس سے باز اب مت رہے	تا کہ دریا تک وہ پہوچائے تجھے
لیک نور سالکی کز حد گذشت	پر شد از فرش بیابان ہا و دشت	نور اس سالک کا جو حد سے بڑھا	اسکے فرش سے کل بیابان پر ہوا
شاہدش فارغ آمد از شہود	وز تکلفہاے جانبازی وجود	فارغ اسکا ہے گواہی و شہود	اور تکلف کی ریاضت سے وجود

دربیان نوریکہ بے اختیار از سر عارف حقانی ظاہر شود

بیان مین اس نور کے کہ بے اختیار طور ان عارف حقانی سے ظاہر ہو

نور آن گوہر چو بیرون تافتہ است	زین تسلسما فراغت یافتہ است	نور اس عارف سے جو رکھے ظہور	ان فریبون سے وہ فارغ ہی ظہور

سلہ قول و فعل الخ ۱۲ شعر قول و فعل باطن کا گواہ آیا ہے پس تو اپنے باطن کی دلیل ان دو سے حاصل کر آگے اسکی مثال ہی جو تجھکو سیر باطن نہین ہے قارورہ تن مین دیکھ ظاہرا وہ قول و فعل قارورہ ہے علیل کا کہ طبیب جسم کو وہ دلیل ہے اور طبیب روح جان مین جائے اور جان کی راہ ایمان مین جائے یعنی جیسے طبیب جسم حال بیماری مریض کا قارورہ سے جان لیتا ہے ایسے طبیبان روح یعنی اولیاء اللہ جان جاتے ہین اور جان کی راہ سے ایمان کو. فافہم ۱۲ سلہ اسکو الخ ۹ شعر اسکو قول و فعل خوب کی حاجت نہین ترجمہ پرہیز کرو انسے کہ جاسوس دل کے ہین اس سے قول و فعل کو تو گواہ چاہ کہ وہ دریا سے ملا ہے مانند نہر کے قول و فعل اسکا گواہ ہی اسی کا کہ مانند نہر کے بحر سے ملا ہی اسکے قول و فعل مین تو دیکھ کہ وہ دل مین کیا رکھتا ہی راز جو نور اسکا کسقدر ہی اور وہ کیا ہی آیا دانہ صید ہی یا اہل سخا ہی اگر وہ صیاد ہی اس سے تو دور ہو وہ فسون و قول اسکا ہی مت سن اگر صدیق ہی اس سے جدا نہو تا کہ دریا تک وہ تجھے پہوچا دے اس سالک کا نور جو حد سے بڑھا اسکے دیدہ سے بیابان پر ہو اسکا شہود گواہی سے فارغ ہی اور تکلف و ریاضت سے وجود اسکا فارغ ہی یعنی درویش تین قسم کے ہین ایک وہ کہ ریاکار ہین اور باطل بے معنی ہین انسے دور رہنا چاہیے دوسرے صادق ہین کہ دریا تک پہوچا دیتے ہین تیسرے وہ ہین کہ شہود انکا فارغ ہی گواہی سے اور وجود انکا ریاضت سے و تکلف سے وہ خود دریا ہین آگے ظہور نور باطن اولیا کا بیان ہی فافہم ۱۲ سلہ نور اس عارف سے الخ ۱۲ شعر جو نور اس عارف سے ظہور رکھے ان فریبون سے وہ فارغ ہی تو گواہ قول و فعل اس سے مت چاہ کہ دو نون عالم اس سے گل کی مانند کھلا ہی یہ گواہی کیا ہی کشف باطن ہی خواہ قول و فعل سے ہو خواہ اسکے سوا ہو کہ غرض اظہار سر جوہر کا ظاہر ہوتا ہی کہ وہ صفت باقی رہے اور یہ غرض فانی ہو وے جیسے جو دیا کہ اسکی ہی اسکو حاجت گواہی قول و فعل کی نہین ہی کیونکہ شہود نور اسکا جوہر ہی اور گواہی قول و فعل عرض ہی بس جوہر باقی ہے اور عرض فانی ہو وے آگے اسکی مثال ہی فافہم ۱۲ -

پس مجو از وے گواہ فعل و گفت　کز دو ہر دو جہان چون گل شگفت
این گواہی چیست اظہار نہان　خواہ فعل و خواہ قول و غیر آن
کہ عرض اظہار سر جوہر ست　وصف باقی وین عرض بر معبر ست
این نشان زر نماند بر محک　زر بماند خوب و بے ہیچ شک
این صلوٰۃ و این جہاد و این صیام　چون نماند جان بماند نیک نام
جان چنین افعال و اقوالے نمود　بر محک امر جوہر را بہ سود
کا عتقادم راست ستا نیک گواہ　لیک ہست اندر گواہان اشتباہ
تزکیہ باید گواہان را بدان　تزکیہ اش اخلاص و موقوفی بدان
حفظ لفظ اندر گواہ قولی ست　حفظ عہد اندر گواہ فعلی ست
گر گواہ قول کژ گوید رد است　ور گواہ فعل کژ پوید بد است
قول و فعل بے تناقض بایدت　تا قبول اندر زمان پیش آیدت
سعیکم شتی تناقض اندرید　روز میدوزید و شب بر میدرید
پس گواہی با تناقض کو شنود　یا مگر حلمے کند از لطف جود
قول و فعل اظہار سر است و ضمیر　ہر دو پیدا می کند سر ستیر
چون گواہ تزکیہ باشد قبول　ورنہ محبوسیت اندر مول مول
تا تو بستیزی ستیز ندای حرون　فانتظر ہم انہم منتظرون
این سخن پایان ندارد مصطفیٰ　عرضہ کرد ایمان و بپذرفت آن فتیٰ
آن شہادت را کہ فرخ بودہ است　بندہای بستہ را بگشودہ است

تو گواہ قول و فعل اُس سے نہ چاہ　کہ دو عالم اُس سے مثل گل کھلا
یہ گواہی کیا ہے کشف باطنا　خواہ قول و فعل خواہ اسکے سوا
کہ غرض اظہار سر جوہر کا ہے　وصف وہ باقی عرض فانی کا ہے
یہ نشان زر کا محک پر نہ رہے　زر ہے بیشک وہ بہتر طور سے
یہ جہاد اور یہ نماز اور یہ صیام　جو نہ رہوین جان رہے نیک نام
قول و فعل ایسے دکھائے جان نے　اور گھسا جوہر محک پر امر کے
کہ عقیدہ میرا سچا ہے گواہ　پر گواہون کے ہی اندر شتباہ
تزکیہ اُس سے گواہ کا چاہیے　تزکیہ موقوف ہی اخلاص پے
حفظ لفظ اندر گواہ قولی کے ہی　حفظ عہد اندر گواہ فعلی کے ہی
گر گواہ قول کج کھوے ہی رد　گر گواہ فعل کج جاوے ہی بد
قول و فعل اب تیرا بے ضد چاہیے　تا قبول اندر زمانہ کے رہے
سعیکم شتی تناقض مین ہی تو　دن کو سیتا پھاڑتا ہی رات کو
(سی بھاڑی ہی پراگندہ ہے)
کب تناقض کے گواہ سنتا ہی وہ　پروہ کرتا لطف سے ہی حکم کو
قول و فعل اظہار مین اسرار کے　راز پوشیدہ عیان دونون سے ہی
پاک جو ہووین گواہ ہووین قبول　ورنہ تو زندان مین ہوی بس ملول
تو لڑے جبتک لڑین ای پر جنون　فانتظر ہم انہم منتظرون
(منتظر رہ خدا سے فتح کا وہ بھی ہین منتظر)
بات یہ بیحد ہے احمد نے کرا　ظاہر ا ایمان قبول سنے کیا
پس شہادت وہ کہ کلمہ پاک ہے　کھولنے والا ہی بند دن سخت سے

سلہ یہ نشان الخ، شعر یہ نشان اسکا محک پر کب رہے اور عرض فانی اور زر ہے بیشک بہتر طور سے یہ نماز یہ جہاد یہ روزہ جو نہ رہے جان نیک کار رہے ایسے قول و فعل جان نے دکھائے اور جوہر گھسا محک پہ امر کے کہ میرا عقیدہ اس جا گواہ کا ہے ولیکن گواہون مین اشتباہ ہے اس سے گواہ تزکیہ چاہیے اور تزکیہ موقوف ہے اخلاص پر حفظ لفظ گواہ قولی کے اندر ہے اور حفظ عہد گواہ فعلی کے اندر ہے یعنی کلمہ گواہ قولی ہے اور نماز و روزہ گواہ فعلی ہے کہ کرنے مین شک ہوتا ہے پس گواہون کا تزکیہ کرنا اخلاص ہے اسواسطے عارف کامل کو حاجت ان گواہون کی نہین ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

سلہ گر گواہ الخ، شعر اگر گواہ قول کا کج کہے رد ہے اور گواہ فعل کا کج جاوے یہی قول و فعل تیرا ہے بغیر ضد کے چاہیے اندر زمانہ مقبول ہے سعیکم شتی تو تناقض مین ہے دن کو سیتا و رات کو پھاڑتا ہے تناقض کے گواہ کب وہ سنتا ہے ولیکن وہ لطف سے حکم کرتا ہے قول و فعل اسرار اظہار مین راز جو پوشیدہ دونون سے عیان ہے پھر گواہ پاک ہووین تو قبول ہووین ورنہ تو زندان مین ملول ہے تو جب تک لڑے وہ بھی لڑے ترجمہ منتظر فتح کا خدا سے ہو وہ بھی اسطرح منتظر ہین بات بیحد ہے احمد نے ایمان ظاہر کیا اور اسنے قبول کیا پس شہادت وہ کلمہ ہے یہ بند دن سخت سے کھولنے والا ہے یعنی نماز روزہ گواہ ہین اور عارف سے حاجت گواہی کی نہین ہی کیونکہ اگر نماز روزہ نہین ہے گا تو جان اُسکی کب نیکنام رہے گی پس قول و فعل کا اظہار اسرار مین اُسکو انکی حاجت نہین ہی کہ خدا بے منت اُسکو اپنی جا پر کھینچ لیتا ہی آگے اظہار ایمان کا بیان ہی اس جہان کا فافہم ۱۲۔

ایمان عرض کردن مصطفیٰ علیہ السلام بر آن مہمان

گشت مومن گفت او را مصطفیٰ　　کامشب ہم دیگر تو شد مہمان ما
گفت واللہ تا ابد ضیف توام　　ہر کجا باشم بہر جا کہ روم
زندہ کردہ معتق و دربان تو　　این جہان و آن جہان بر خوان تو
ہر کہ بگزیند جز این بگزیدہ خوان　　عاقبت درد گلویش استخوان
ہر کہ سوے خوان غیر تو رود　　دیو با او دان کہ ہم کاسہ بود
ہر کہ از ہمسائگی تو رود　　دیو بیشک دان کہ ہمسایش بود
در رود بے تو سفر او دور دست　　دیو بد ہمراہ و ہم سفرہ ویست
ور نشیند بے تو بر اسپ شریف　　حاسد ما ہست دیو او را ردیف
ور بچہ گیرد از و شہباز زاد　　دیو در نسلش بود انباز زاد
ور نبی شارکہم گفتست حق　　ہم در اموال و در اولاد از سبق
گفت پیغمبر ز غیب این را جلی　　در مقامات نوادر یا علی
یا رسول اللہ رسالت را تمام　　تو نمودی ہمچو شمس بے غمام
انچہ تو کردی دو صد مادر نکرد　　عیسی و افسونش با عاذر نکرد
از تو جانم از اجل نک جان برد　　عاذر ار شد زندہ ہم در دم بمرد
گشت مہمان رسول آن شب عرب　　شیر یک بز نیمہ خوردہ بست لب

ایمان ظاہر کرنا مصطفیٰ علیہ السلام کا اوپر اُس مہمان کے

جو ہوا[۱] مومن پیمبر نے کہا　　آج کی شب پھر تو مہمان ہو مرا
بولا واللہ تیرا مہمان ہوں سدا　　جاؤں جس جا یا رہوں میں جس جگہ
زندہ و زلہ ربا دربان ہوا　　یہاں ہے اور واں ہے میں تیری خوان کا
جو سوا مقبول خوان کے کیو خوان　　حلق اُسکا پھاڑئے آخر استخوان
جا ہے سوی خوان جو تیرے غیر کے　　دیو اُسکے ساتھ کھائے جان لے
جو تری[۲] ہمسائگی سے دور ہو　　دیو ہمسایہ ہو اُس کا جان تو
بے ترے مشکل سفر کوئی کرے　　اس سفر میں دیو ساتھ اُسکے رہے
اسپ پے بیٹھے کوئی گر بے ترے　　میرا دشمن دیو اُسکا یار ہے
اُسکی گر عورت کے بچہ اُس سے ہو　　نسل میں اُسکی ہو شرکت دیو کو
حق[۳] نے قرآن میں وشارکہم کہا　　مال و اولاد میں اول سے تھا
بولے احمد غیب سے اُسکو جلی　　بس کلام نادرہ میں یا علی
یا رسول اللہ رسالت کو تمام　　مثل سورج کے دکھایا تمنے عام
جو کیا تمنے نہ مادر نے کیا　　اور مسیحا نے نہ عاذر سے کیا
میری جان کو زندگی تمسے سدا　　زندہ عاذر گر ہوا دم میں مرا
مہمان[۴] حضرت کا ہوا اُس شب عرب　　کھایا شیر اک بز کا آدھا باندھا لب

---

[۱] جو ہوا الخ یہ شعر جو مومن ہوا تو پیغمبر نے کہا آج کی شب تو پھر میرا مہمان رہو کہا واللہ میں ہمیشہ تیرا مہمان ہوں جس جا جاؤں و جس جا رہوں زندہ و زلہ ربا دربات ہوا اس جہان اور اس جہان میں تیری خوان کا جو بجز اس مقبول خوان کے لیوے حلق اُسکا آخر استخوان پھاڑے جو تیرے سوا غیر کے دسترخوان پر جائے دیو اُسکے ساتھ کھائے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [۲] جو تری الخ یہ شعر جو تیری ہمسائگی سے دور ہووے اُسکا دیو ہمسایہ ہووے جو کوئی بغیر تیرے سفر مشکل کرے اس سفر میں دیو اُسکے ہمراہ ہووے اگر کوئی گھوڑے پر بغیر تیرے بیٹھے میرا دشمن ہے اور دیو اُسکا دوست ہو اگر اُسکی عورت کے بچہ اس سے ہووے اُسکی نسل میں شرکت دیو کو ہووے یعنی جو کوئی بغیر جناب رسول مقبول صلعم کے امورات دنیوی میں کوشش کرے دیو ہووے اور راہ بگی میں پڑے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [۳] حق نے الخ یہ شعر وشارکہم حق نے قرآن میں فرمایا کہ شیطان مال و اولاد میں اول سے شریک تھا فرمایا مصطفیٰ صلعم نے غیب سے پاک علی کو کلام نادر میں ظاہر آیا رسول اللہ رسالت کو بالکل تم نے مانند خورشید کے دکھایا بے پردہ جو تمنے کیا وہ مادر نے نہ کیا اور نہ مسیحانے عاذر سے کیا میری جان کو زندگی تم سے ہمیشہ ہے اگر عاذر زندہ ہوا دم بھر میں مرا یعنی شرکت دیو کی مال و اولاد میں انسان کے اول سے ہے چنانچہ حضرت رسول مقبول صلعم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے نادر باتوں میں بیان فرمایا آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ [۴] مہمان الخ یہ شعر وہ عرب اُس شب مہمان حضرت کا ہوا اک شیر ایک بز کا آدھا کھایا پس اصرار کیا کہ شیر و طعام اور کھا کہا کہ واللہ میں بالکل سیر ہوا ہوں از راہ شرم کے تکلف نہیں کرتا ہوں کہ زیادہ سیر ہوں کل کی رات سے سب گھر والے تعجب میں رہے کہ قندیل پر ہے زیتون کے قطرہ سے جو کہ مرغ یا ابابیل کا قوت ہے سیر اس سے ویسا پیل ہو پس مرد و زن میں ایک شور پڑا کہ مقدار بھر کے پیل تن کھاتا ہے وہم و حرص کافری کا سر جھکا کر کہ قوت چیونٹی کے اژدہا سیر ہوا اس سے ہوکا پھر کھا پن گیا کہ قوت ایمان نے اسے موٹا کیا یعنے جسکو غذا ایمان کی پہونچتی ہے اُسکو اس جسمی غذا کی خواہش نہیں رہتی ہے آگے غذا ایمانی کا بیان ہے فافہم ۱۲

کرد الحاحش بخور شیر رفاق ‏ گفت گشتم سیر واللہ فی نفاق
این تکلف نیست نی ناموس فن ‏ سیرتر گشتم از آنکہ دوش من
در عجب ماندند جملہ اہل بیت ‏ پر شد این قندیل زان یکقطرۂ زیت
آنچہ قوت مرغ یا بیلے بود ‏ سیری معدہ چنین پیلے بود
غلغلی افتاد اندر مرد و زن ‏ قدر پشہ میخورد این پیل تن
حرص و وہم کافری سر زیر شد ‏ اژدہا از قوت مورے سیر شد
آن گدا چشمی و کفر از وی برفت ‏ قوت ایمانیش لمتر کرد و رفت
آنکہ از جوع البقر او می طپید ‏ ہمچو مریم میوۂ جنت بہ چید
میوۂ جنت سوی جسمش شتافت ‏ معدہ چون دوزخش آرام یافت
ذات ایمان نعمت و لوتیست ہول ‏ ای قناعت کردہ از ایمان بقول
گرچہ آن مطعوم جانست و نظر ‏ جسم را ہم زان نصیب ست ای پسر
تاکی اے قانع بنان و گندنا ‏ باخود آ و نور ایمان کن غذا

پس کیا اصرار رکھا وہ طعام ‏ بولا واللہ مین ہوا سیراب تام
نی تکلف دیتا از رہ شرم کے ‏ سیر زیادہ مین ہون کل کی رات سے
جملہ گھر والے تعجب مین رہے ‏ پر ہوا قندیل قطرۂ زیت سے
جو کہ قوت مرغ یا اک بیل ہو ‏ پر شکم بس اُس سے ایسا پیل ہے
بس پڑا اک شور اندر مرد و زن ‏ قدر مچھر کھائے ہے یہ پیل تن
حرص و وہم کافری کا سر جھکا ‏ قوت چیونٹی سے ہوا سیر اژدہا
پھر مکھا پن کفر سے اُسکا گیا ‏ قوت ایمان نے اُسے موٹا کیا
مضطرب[سلہ] جوع البقر سے جو کہ تھا ‏ مثل مریم میوہ جنت کا چنا
میوہ جنت اُسکے تن مین جو گیا ‏ مثل دوزخ پیٹ اُسکا بھر گیا
ذات ایمان اک بڑی نعمت سے ہی ‏ ای تو ایمان سے ہی قانع قول پے
گرچہ وہ طعمہ ہے جان کا اور نظر ‏ بھی ہی تن کو حصہ اُس سے ای پسر
کب تلک کھائیگا نان و گندنا ‏ ہوش مین آ نور ایمان کر غذا

در بیان آنکہ نوری کہ غذای جانست ہم غذای جسم اولیا است تا آنکہ جسم یار شود جان را کہ اسلم شیطانی علی یدے

بیان مین اُسکے کہ نور غذائے جان ہے بھی غذائے جسم اولیا ہی یہانتک کہ جسم جان کا یار ہو جاوے کہ اسلم شیطانی علی یدے

گر نگشتی دیو جسم آن را اکول ‏ اسلم الشیطان فرمودی رسولؐ

گر نہوتی[سلہ] دیو تن کی وہ غذا ‏ اسلم الشیطان کہتے مصطفےٰؐ

سلہ مضطرب الخ ہ شعر جو کوئی جوع البقر سے مضطرب تھا اُسنے مریم کے مانند میوہ جنت کھایا میوہ جنت کا اسکے تن کی طرف گیا اور مانند دوزخ کے اسکا پیٹ بھر گیا آگے اسکے حقائق ہین ذات ایمان کی بڑی نعمت ہے اے تو ایمان سے قانع ہے قول پر اگرچہ وہ طعمہ جان و نظر کا ہی دیکن اس سے تن کو بھی حصہ ہے تو کب تک نان و گندنا کھائیگا ہوش مین آ اور نور ایمان غذا کر یعنے اس غذائے جسمی کو تو چھوڑ اور غذائے روحی نوش کر اگرچہ غذائے روحی کو جان نظر سے قوت پہونچتی ہے ولیکن جسم کو بھی اُس سے توانائی ہوتی ہے آگے اس غذائے روحی کا بیان ہی فافہم ۱۲-
سلہ گر نہوتی الخ ہ شعر اگر دیو تن کی وہ غذا نہوتی مسلمان شیطان ہوا میرے ہاتھ پر مصطفےٰؐ نہ فرماتے جس غذا سے مُردہ زندہ ہے جبتک نہ کھائے دیو مسلمان کب بنے دیوانہ ہوا دنیا مین ایک عاشق ہے عشق ثانی عشق کو فانی کرتا ہے جو نان خانہ یقین سے مزائے عشق تھوڑا اس جگہ کھینچے ترجمہ اے حریص عروج کر اسوجہ سے نہین ہے طریقہ عروج کا مگر تبدیل غذا ترجمہ اے مریض قلب کے جلدی کر واسطے علاج کے سب تدبیرین مزاج کا بدلنا ہے یعنی عشق حقیقی غذائے دیو تن ہے کہ دیو اس غذا سے راستی پر آجاتا ہے اسواسطے جناب رسول مقبول صلعم فرماتے ہین کہ میرا شیطان مسلمان ہو گیا یعنی عشق مریض سے دیو نفس بھی پناہ پاتا ہے اور نفس امارہ سے لوامہ و مطمئنہ و ملہمہ بنتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲-
عہ مسلمان ہوا شیطان میرا اوپر ہاتھ میرے کے ۱۲-

دیو زان لوتی کہ مردہ حی شود ۔ تا نیا شامد مسلمان کے شود
دیو بود در دنیاست عاشق کو زکر ۔ عشق را عشق دگر بُرد رکمر
از نہان خانہ یقین چون میچشد ۔ اندک اندک عشق زخت آنجا کشد
یا حریص البطن عرج ہکذا ۔ انما المنہاج تبدیل الغذا
یا مریض القلب عجل للعلاج ۔ جملۃ التدبیر تبدیل المزاج
ایہا المحبوس فی رہن الطعام ۔ سوف تنجوان تحملت العطام
ان فی الجوع طعاما وافرا ۔ افتقدہا وارتج یا نافرا
اغتذی بالنور کن مثل البصر ۔ وافق الاملاک یا خیر البشر
چون ملک تسبیح حق را کن غذا ۔ تا رہی ہمچون ملائک از اذے
جبرئیل ار سوے جیفہ کم تند ۔ او بقوت کی ز کرگس کم زند
پیل اگرچہ در زمین آہستہ ست ۔ او ز پشہ باز گو چون رستہ ہست

جس غذا سے مردہ بس زندہ رہے ۔ تا نہ کھائے دیو مسلم کب بنے
دیو اندھا عاشق اک دنیا میں ہے ۔ عشق ثانی عشق کو فانی کرے
جو نہان خانہ یقین سے ہی مزا ۔ تھوڑا تھوڑا عشق کھینچے اُس جگہا
یا حریص البطن عرج ہکذا ۔ انما المنہاج تبدیل الغذا
ای حریص شکم عروج کر یوں ہی ہے ۱۲ ۔ نہیں ہے طریقہ عروج کا مگر تبدیل غذا ۱۲
یا مریض القلب عجل للعلاج ۔ جملۃ التدبیر تبدیل المزاج
اے مریض قلب کے جلدی کر واسطے علاج ۱۲ ۔ سب تدبیرین بدلنا مزاج کا ہے ۱۲
ایہا المحبوس فی رہن الطعام ۔ سوف تنجوان تحملت العطام
اے قیدی گرو مین طعام مین ۱۲ ۔ البتہ نجات پائیگا اگر روش کرے ہڈیونکو ۱۲
ان فی الجوع طعاما وافرا ۔ افتقدہا وارتج یا نافرا
تحقیق بھوک مین طعام زیادہ ہے ۱۲ ۔ کم کر اور امید وار رہ اے بھاگنے والے ۱۲
اغتذی بالنور کن مثل البصر ۔ وافق الاملاک یا خیر البشر
غذا نور کی کھانا مانند بینائی کے ۱۲ ۔ موافقت فرشتوں کی کر اے نیک مرد ۱۲
چون ملک تسبیح حق کو کر غذا ۔ چون ملک تکلیف سے تا ہو رہا
راغب مردار کب جبریل ہے ۔ گدھ سے پر قوت وہ کمتر کم رکھے
گرچہ پس قائم زمین پر پیل ہے ۔ کب وہ مچھر سے چھٹا بتلا مجھے

انکار کردن اہل تن غذائے روح را

انکار کرنا اہل تن کا غذائے روح سے

حبذا خوانی نہادہ در جہان ۔ لیک از چشم خسیسان بس نہان
گر جہان باغی پر از نعمت شود ۔ قسم مار و مور ہم خاکی بود
قسم شان خاک ست گر دی گر بہار ۔ میر کونی خاک چون نوشی چو مار
در میان چوب گوید کرم چوب ۔ مر کرا باشد چنین حلوای خوب

مرحبا اک خوان کھا اندر جہان ۔ از خسیسونکی نظر سے ہی نہان
گر جہان اک باغ پر نعمت سے ہو ۔ سانپ چیونٹی کھائیں لیکن خاک کو
خاک کھائیں گر خزان ہو یا بہار ۔ تو ہو شہ کیون خاک کھائے مثل مار
بانس کا گھن بانس کے اندر کہے ۔ ایسا حلوا کب کسی کے ہاتھ آئے

سلہ ایہا المحبوس الخ، شعر ترجمہ اے قیدی گرو مین طعام مین البتہ نجات پائے گا اگر روش کرے ہڈیون کو ترجمہ تحقیق بھوک مین طعام زیادہ ہے کم کر اور امید وار رہو اے بھاگنے والے ترجمہ غذا نور کی کھانا مانند بینائی کے اور موافقت فرشتون کے مانند کر اے نیک مرد تسبیح حق کو غذا کر فرشتون کی مانند تا تکلیف سے چھوٹے مردار کا راغب کب جبرئیل ہے ولیکن گدھ سے کب قوت کمتر رکھے اگرچہ زمین پر پیل ہے پس قائم ہی مچھر سے کب وہ چھٹا ہے مجھے بتلا یعنے فرشتون کی مانند تسبیح حق کو غذا کر غذا روحی کا بطور حق کے بیان ہی فافہم ۱۲۔

سلہ مرحبا الخ، شعر مرحبا ایک خوان جہان مین دیکھا لیکن خسیسون کی نظر سے پوشیدہ ہے اگر جہان باغ پر نعمت سے ہو ولیکن سانپ و چیونٹی خاک کو کھائیں اگر خزان یا بہار ہو خاک کھائیں تو بادشاہ ہے مار کی مانند کیون خاک کھاتا ہے آگے مثال ہے بانس کا گھن بانس کے اندر کہے کہ ایسا حلوا کب کسی کے ہاتھ آتا ہے ایک چھوٹا کیڑا خاک کے اندر کہے کہ یہ حلوا کون عالم مین کھاتا ہے ایک کیڑا گوبر کا گوبر مین ساتھ جان کے نقش جانے بجز گوبر کے بیان نزاغ بجز نجاست کے نہ جانے کہ یہ نجاست اسکی چشم و چراغ ہے یعنی جہان مین ایک نعمت پُر غذائے روحی ہے رکھا ہے مگر خسیسونکی نظر سے پوشیدہ ہے کیونکہ گوبر کا کیڑا گوبر کھاتا ہے اور اُس مین خوش ہے آگے مناجات درگاہ حق مین فرماتے ہین فافہم ۱۲۔

درمیان خاک گوید کرم خورد	اینچنین حلوا بعالم کس نہ خورد
کرم سرگین در میان آن حدث	در جہان نقلی نداند جز خبث
جز نجاست ہیچ نشناسد کلاغ	شد نجاست مرو را چشم و چراغ

چھوٹا کیڑا خاک کے اندر کہے	ایسا حلوا کھاتا کون عالم میں ہے
کیڑا اک گوبر کا گوبر میں بجان	نقل نے جانے بجز گوبر بیان
نے نجاست کے سوا بس جانے زاغ	یہ نجاست اسکی ہی چشم و چراغ

مناجات در طلب مقام خاصان و ادراک معنی

مناجات کرنا طلب مقام خاصوں میں اور دریافت کرنا معنی میں

ای خدای بینظیر ایثار کن	گوش را چون حلقہ دادی زین سخن
گوش ما گیر و دران مجلس کشان	کز رحیقت میخورند این سرخوشان
چون بما بوئی رسانیدی ازین	سر مبند آن مشک را ای رب دین
از تو نوشند از ذکور و از اناث	بیدریغی در عطایا مستغاث
ای دعا ناکرده از تو مستجاب	داده دل را ہر دمی صد فتحباب
چند حرفی نقش کردی از رقوم	سنگہا از عشق او شد ہمچو موم
نون ابرو صاد چشم و جیم گوش	بر نوشتی فتنۂ صد عقل و ہوش
زین حروفت شد خرد باریک ریس	نسخ میکن ای ادیب خوشنویس
در خور ہر فکر بستہ بر عدم	دمبدم نقش خیال خوش رقم
حرفہای طرفہ بر لوح خیال	بر نوشتہ چشم و ابرو خط و خال
بر عدم باشم نہ بر موجود مست	زانکہ معشوق عدم وافی تر ست
عقل را خطخوان آن اشکال کرد	تا دہد تدبیرہا را زان نورد

ای خدا کر بخشش اس ناچیز پے [1]	جیسے زینت کانکو دے بات سے
کان میرا کھینچ اس مجلس کی سو	تیری مے پیتے ہیں جسجا مست ہو
جو ہمیں پہونچائی تو نے اس سے بو	مست کر ای رب مشک کا سر بند تو
مرد و زن پیتے ہیں تجھکو جو سدا	بیدریغ ای مستغاث اندر عطا
بے دعا مانگے کرے تو مستجاب	ہر گھڑی دل پر کیے سو فتحباب
چند حرفون کو کیا تو نے رقوم	عشق سے اسکے ہوی بس سنگ موم
نون [2] ابرو صاد چشم و جیم گوش	تو نے لکھے فتنۂ سو عقل و ہوش
عقل ہوئی باریک حرفون سے تری	دور کر ای خوشنویس انکو و لے
فکر کے لائق عدم میں دمبدم	باندھی نقش خیال پر تو نے رقم
حرف طرفہ خیال کے بس لوح پر	چشم و ابرو خال اور خط کی لکھے
ہون عدم پر مست نی موجود پر	کیونکہ معشوق عدم وافی ہے تر
عقل کو اس شکل کا خطخوان کیا	تا کرے تدبیر اس سے ظاہرا

تشبیہ عقل بہ جبرئیل و نظر در غیب چون جبرئیل در لوح

مثال عقل کی جبرئیل سے اور نظر اسکی غیب میں مانند نظر جبرئیل کے لوح محفوظ پر

[1] اے خدا الخ یہ شعر اے خدا بخشش کر اس ناچیز کو جیسے کان کو زینت دی ہے بات سے میرا کان اس مجلس کی طرف کھینچ مست ہر جگہ شراب تیری پیتے ہیں جو ہمکو تو نے اس سے بو پہونچائی اے رب تو مشک کا سر مت بند کر مرد و زن جو کبھی ہمیشہ پیتے ہیں اے مستغاث اندر بخشش کے بے دریغ بغیر دعا مانگے کے مستجاب کرے ہر دم دل پر کیے سو فتحباب تو نے چند حرفون کو رقوم کیا عشق سے اسکے سنگ موم ہوے ہین لینے لے خدا تو نے بے طلب ہم پر بخشش کی تو ہم کو صبغ اولیا میں پہونچا اور جو کوئی چند حرف لکھے کہ اسکے عشق سے سنگ موم ہوتا ہے ہمکو موم کر آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ [2] نون ابرو الخ یہ شعر نون ابرو اور صاد چشم اور جیم گوش تو نے لکھے سو عقل و ہوش کے فتنے عقل باریک ہوئی تیری حرفون سے ولیکن اے خوشنویس انکو دور کر لا تو فکر کے عدم میں دمبدم تو نے نقش خیال پر رقم باندھی خیال کے حرف طرفہ لوح پر چشم و ابرو خال خط کے لکھے عدم پر مست ہون نے موجود پر چونکہ معشوق عدم وافی تر ہے عقل کو اس شکل کا خط پڑھنے والا کیا تا تدبیر خدا ظاہر کرے یعنی خداوند عالم نے شکل محبوبون پر خال و خد و چشم ابرو کے حرف لکھے ہین عشق خطخوان اسکی ہے اور معنی ان حرفون کا جانا ہے آگے بیان عقل کا ہے فافہم ۱۲۔

چون ملک از لوح محفوظ آن خرد ۔ ہر صباحی درس ہر روزہ برد
در عدم تحریرہا بین با بیان ۔ در سوادش حیرت سودائیان
ہر کسی شد با خیالی ریش گاؤ ۔ گشتہ بر سودائے گنجے گاؤ
از خیالی گشتہ شخصے پرشکوہ ۔ روی آوردہ بمعدنہا و کوہ
وز خیالی آن دگر با جد مر ۔ رو نہادہ سوے دریا بہر دُر
وان دگر بہر ترہب در کنشت ۔ وان یکے اندر حریصی سوے کشت
از خیال آن راہزن رستہ شدہ ۔ وز خیال این مرہم خستہ شدہ
در پری خوانی یکے دل کردہ گم ۔ بر نجوم آن دیگرے بنہادہ سم
آن یکے در کشتی از بہر رباح ۔ وان یکے با فسق و دیگر با صلاح
این روشہا مختلف بیند برون ۔ زان خیالات تلون زاندرون
این در آن حیران شدہ کاین بر کیست ۔ ہر چشندہ آن دگر را نافی ست
آن خیالات ار نبد نامؤتلف ۔ چون زبیرون شد روشہا مختلف
قبلۂ جان را چو پنہان کردہ اند ۔ ہر کسے رو جانبے آوردہ اند

چون[۱] ملک با لوح محفوظ ای پسر ۔ عقل ہر روزہ سبق لے بیشتر
دیکھ تحریرین عدم مین رنگ رنگ ۔ اُس سے سودائی اہل دین اور دنگ
ہر کوئی احمق ہوا اک خیال پے ۔ اور خزانہ ڈھونڈھتا ہی خیال سے
اک ہوا ہی خیال سے اہل شکوہ ۔ اور جاتا ہی سوے معدن و کوہ
دوسرا کرتا ہی کوشش خیال سے ۔ سوے دریا جاتا گوہر کے لیے
ایک راہب ہونے بتخانہ گیا ۔ حرص سے کھیتون کی جو وہ دوسرا
راہزن[۲] رستہ ہوا اک خیال سے ۔ مرہم خستہ ہوا اک خیال سے
اک عمل پڑھنے مین خود رفتہ ہوا ۔ اک نجوم اندر بس آغشتہ ہوا
ایک بس کشتی مین چاہے فائدہ ۔ ایک فاسق اور صالح دوسرا
یہ روش جو مختلف ظاہر دکھے ۔ باطنی خیالونکی ہی تلوین سے
اُسمین یہ حیران کہ وہ ہی کس لیے ۔ ہر چشیدہ دوسرے کو رد کرے
مختلف یہ خیال سب ہوتے نہ گر ۔ کیون روش سب مختلف ہوتین بشر
قبلۂ جان کو جو پوشیدہ کیا ۔ ہر کوئی ہر چیز کا خواہان ہوا

تمثیل در روشہاے مختلف متحیران قبلہ را

مثال روشون مختلف مین بسبب اختلاف متحیران قبلہ کے

ہمچو قومے کہ تحرے می کنند ۔ بر خیال قبلہ ہر سوے تنند
چونکہ کعبہ رو نماید صبح گاہ ۔ کشف گردد کہ گم کردہ است راہ
یا چو غواصان درون قعر آب ۔ ہر یکے چیزے ہمی چیند شتاب
بر امید گوہر و دُرّ ثمین ۔ توبرہ پُر می کنند از آن و این

جسطرح[۳] قوم اک تحری بس کرے ۔ اور خیال قبلہ پر ہر سو پھرے
جبکہ کعبہ منہ دکھائے صبح گاہ ۔ ہووے ظاہر کہ کری گم کسنے راہ
یا کہ غواصون سا اندر آب کے ۔ ہر کوئی ہر چیز جلدی سے چنے
گوہر شہوار کی اُمید پے ۔ توبڑہ بھرتے ہین وہ ہر چیز سے

سلہ چون ملک الخ یہ شعر فرشتون کے مانند لوح محفوظ سے ہر روز عقل کا سبق جیشتر لیتے ہین عدم تحریر مین رنگ برنگ دیکھ خدائی اس سے حیران و دنگ ہین ہر ایک کوئی احمق ہوا ایک خیال پر اور خیال سے خزانہ ڈھونڈھتا ہے ایک خیال سے اہل شکوہ ہوا ہے اور جانب معدن و کوہ کے جاتا ہی دوسرا کوشش کرتا ہی خیال سے کہ دریا کی طرف گوہر کے لیے جاتا ہے ایک بُت خانہ کو راہب ہونے گیا دوسرا حرص سے کھیتون کی طرف گیا یعنے عقل فرشتونکی مانند لوح محفوظ کے ہے سبق لیتی ہے اور رنگ برنگ تحریرین عدم مین دیکھ کر سودائی و حیران ہین احمق خیالون پر خزانہ ڈھونڈھتے ہین آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ ـ
سلہ راہزن الخ یہ شعر راہزن راہ کا ایک خیال سے ہوا اور مرہم خستہ ایک خیال سے ہوا ایک عمل پڑھنے مین خود رفتہ ہوا اور ایک نجوم مین آغشتہ ہوا ایک کشتی مین فائدہ چاہے ایک فاسق اور دوسرا صالح ہی یہ روش جو مختلف ظاہر دکھائی دیتی ہین باطن کی تلوین ہین یہ کس واسطے حیران ہی ہر ایک چشیدہ دوسرے کو روکتا ہے اگر یہ مختلف نہوتین روشین کیون مختلف ہوتین جو قبلہ جان کو پوشیدہ کیا ہے ہر ایک کوئی ہر ایک چیز کا خواہان ہوا یعنی چونکہ قبلہ جان کا پوشیدہ ہے اسواسطے ہر ایک خیال مختلف رکھنے سے روش مختلف رکھتا ہے اور ہر ایک طرف کو جاتا ہے ورنہ سب ایک راہ پر جاتے ہین اور منزل مقصود پہونچے آگے ان روشون مختلف کی مثالین ہین فافہم ۱۲ سلہ جس طرح قوم الخ یہ شعر جیسے اک قوم قبلہ ڈھونڈھے اور قبلہ کے خیال پر ہر طرف پھرے ہے جبکہ کعبہ صبح کے وقت منھ دکھائے تب ظاہر ہو کہ کس لیے راہ گم کی مثال دوسرے یا کہ غواصون کے مانند آب مین ہر کوئی چیز ہر ایک جلدی سے چنے گوہر شہوار کی امید پر وہ توبڑہ بھرتے ہین ہر چیز سے جب وہ دریا سے باہر نکلین اہل گوہر ہونا اُسدم کھلے کہ یہ ایک گوہر چھوٹا ہیگا اور وہ دوسرا کنکر لیگیا تیسری مثال آگے ہی فافہم ۱۲

چون برآید از تگ دریای ژرف	کشف گردد صاحبِ دُر شگرف	نکلیں باہر جبکہ تن سے بحر کے	اہل گوہر ہونا انکو تب کھلے
وان دگر کو برد مرواریدِ خُرد	وان دگر که سنگریزه و شبه برد	کہ یہ اک بس چھوٹے گوہر لیگیا	دوسرا وہ پوت و کنکر لے گیا
هکذا ابلوکم بالساهره	فتنة ذات افتضاح قاهره	هکذا ابلوکم بالساهره	فتنه ذات افتضاح قاهره
همچنین هر قوم چون پروانگان	گرد شمعی پر زنان اندر جهان	شل پروانوں کے یون ہی ہر گروہ	اڑتا ہی بس گرد اک شمع کے وہ
خویش را بر آتشی بر میزنند	گرد شمع خود طوافی می کنند	ڈالتا ہی آپ کو اک آگ پے	اپنی شمع کا طواف آپ ہی کرے
بر امید آتش موسی که بخت	کز تجلی سبزه تر گردد درخت	نار موسیٰ بخت کی امید پہ	کہ تجلی سے جو ہو سرسبز تر
فضل آن آتش شنیده هر رمه	هر شرر را آن گمان برده همه	ہر گروہ نے جانا فضل اس نار کا	ہر شرر پر وہ گمان سب کو ہوا
چون برآید صبحدم نور خلود	وانماید هر یکی چه شمع بود	صبحدم نورِ قدم ظاہر جو ہو	شمع کیا ہے یہ کھلے ہر ایک کو
هر کرا پر سوخت زان شمع ظفر	بدهدش آن شمع خود هفتاد پر	جسکا پر اس شمع نصرت سے جلے	اسکو ستر پردے اس شمع سے
جوق پروانه دو دیده دوخته	مانده زیر شمع بد پر سوخته	بس گروہ اندھا جو پروانہ کا تھا	سوختہ پر زیر شمع بد رہا
می طپد اندر پشیمانی و سوز	میکند آه از هوای چشم دوز	تڑپے ہی سوز و پشیمانی سے وہ	آہ کرتا اندھے پن سے اپنی وہ
شمع او گوید که من چون سوختم	کی ترا برهانم از سوز و ستم	شمع کہوے مین جلی خود ہون وہ	کب چھڑاؤن سوز و غم سے مین تجھے
شمع او گریان که من سرسوخته	چون کنم مر غیر را افروخته	شمع اسکی رو کے مین ہون سر جلی	کیسے غیروں کی کرون روشن گری
او همی گوید که از اشکال تو	غره گشتم دیر دیدم حال تو	وہ کہے مین شکل تیری سے ہوا	پر غرور احوال تیرا اب کھلا

در معنی آیه یا حسرة علی العباد

اس آیۃ کے معنی میں یا حسرة علی العباد

شمع مرده باده رفته دلربا	غوطه خورد از ننگ کژبینی ما	ڈ گئی شمع اور مری معشوق نے	تنگ کج بینی سے حسرت ہی مجھے
ظلت الارباح خسراً مغرما	نشتکی شکوی الی الله العمی	ظلت الارباح خسراً مغرما ہوا ہی فائدہ و نقصان و تاوان کیا گیا ۱۲	نشتکی شکوی الی الله العمی شکایت کرتا ہو تو شکایت کرنے کی طرف ۱۲

سلہ شل پروانہ الخ یہ شعر مانند پروانوں کے ہر ایک گروہ یون ہی اُڑتا ہے گرد شمع کے آپ کو آتش پر ڈالتا ہے اور اپنی شمع کا طواف آپ ہی کرتا ہے اوپر امید نار موسے کے بخت تاکہ تجلی اُسکی سے درخت سبز تر ہو ہر ایک گروہ نے اس نار کا فضل جانا اور ہر ایک شرر پر وہ گمان سب کو ہوا جو صبحدم نور قدم ظاہر ہو شمع کیا ہے یہ کھلے ہر ایک کو یعنی جب تک اس دنیا میں ہے غافل ہے تو ہنگام مرگ کے جب پردہ اُٹھے گا اُسدم ظاہر ہوگا کہ ہم نے اس زندگی میں گوہر مقصود پایا کنکر پتھر ناکامی کا ہاتھ آیا شل پروانوں کے شمع مرشد پر خود کو جلاتا ہے اور امید تجلی کی رکھتا ہے جب نور قدم ظاہر ہوا اُسدم کھلے یہ مرشد کامل ہے ریاکار ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ جسکا پر الخ یہ شعر جسکا پر اُس شمع نصرت سے جلے اُسکو وہ ستر پردے اس شمع سے پس جو گروہ اندھا پروانوں کا سوختہ پر زیر شمع بد رہ گیا یعنی وہ مرشد کامل سے ملا اور جو اندھا تھا پیران ریاکار کے دام میں پھنس گیا وہ تڑپتا ہے سوز پشیمانی سے اور آہ کرتا ہے وہ اپنے اندھے پن سے شمع مدعی کہے کہ مین خود جلی ہون لیکن مین کب چھڑاؤن تجکو سوز و غم سے اُسکی شمع روئی کہ مین سر جلی ہون مین کیسے غیروں کی روشن گری کرون وہ کہے مین تیری شکل سے ہوا پر غرور تیرا اب حال کھلا یعنے وہ مُرید خود تڑپتا ہے اپنے اندھے پن سے اور پیران ریاکار کہین کہ ہم خود جلے غیرون کی شمع کیسے روشن کرین باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲۔
سلہ ڈ گئی شمع الخ یہ شعر شراب گئی اور شمع مری اور معشوق نہین ہے اور مجکو حسرت تنگ کج بینی سے ترجمہ فائدہ ہوا ہے نقصان و تاوان کیا گیا تو شکایت کرنے کی طرف اللہ کے مرحبا اے روح صفات اصحاب کی مسلمان ہے و مومن و مطیع ہے ہر ایک کو کوئی رغبت ہر ایک طرف کا ہوا اور یہ گروہ خواہان ہوا بے سوئی کا آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲۔

[illegible]

جند لا رواح اخوان صفات / مسلمات مومنات قانتات
هر کسی روی بسوی برده اند / زین عزیزان و بی سو کرده اند
هر کبوتر می پرد در مذهبی / وین کبوتر جانب بی جانبی
هر عقابی می پرد از جا بجا / وین عقابان راست بی جایی سرا
ما نه مرغان هوایی خانگی / دانهٔ ما دانهٔ بی دانگی
زان فراخ آمد چنین روزی ما / که دریدن شد قبا دوزی ما

مرحبا ای روح اصحاب صفات / مسلمات مومنات قانتات
مرحبا ہے روح صفات اصحاب کی ١٢ / کہ مسلمان گروہ مومن گروہ مطیع ہیں ١٢
ہر کوئی راغب ہر اک سو کا ہوا / یہ گروہ خواہان ہوا بے سوئی کا
ہر کبوتر اڑتا ہے ہر راہ پے / یہ کبوتر سخت اک بے سمت کے
ہر عقاب اڑتا مکان سے با مکان / یہ عقاب اڑتے ہیں سوے لامکان
ہم نہ جنگلی مرغ ہیں اور نے پلے / ہے ہمارا دانہ بیدانہ دلے
اسلیے روزی ہماری ہے بڑی / کہ ہمیں تکلیف راحت ہو گئی

سبب نام نہادن فرجی در ابتداء حال در معنی

فرجی نام رکھنے کا سبب ابتداء حال میں اندر معنی کے

صوفیی بدرید جبه در حرج / پیشش آمد بعد بدریدن فرج
گشت نام آن دریده فرجی / آن لقب شد فاش زان مرد نجی
این لقب شد فاش و صافش شیخ برد / ماند اندر طبع خلقان حرف درد
همچنین هر نام صافی داشته است / اسم را چون دردی بگذاشته است
هر که گل خوار است دردی را گرفت / رفت صوفی سوی صافی ناشگفت
گفت لا بد درد را صافی بود / زین دلالت دل بصفوت می رود
درد عسر افتاده صافش یسر آن / صاف چون خرما و دردی بسر آن
عسر با یسر است هین آیس مباش / راه داری زین ممات اندر معاش
صاف خواهی جبه بشکاف ای پسر / تا از آن صفوت بر آری زود سر
هست صوفی آنکه شد صفوت طلب / نه لباس صوف و خیاطی و دب

پھاڑی صوفی نے قبا تکلیف میں / پھاڑنے کے بعد آئیں فرجیں
فرجی نام اس دریدہ کا رکھا / وہ لقب مشہور اس کا ہو گیا
اس لقب کا صاف شیخ اب لے گیا / حرف درد اک خلق میں اسکا رہا
ایسے ہی ہر نام صافی رکھتا ہے / اسم کو چھوڑا ہے مثل درد کے
جو کہ ہے گل خوار درد اسنے لیا / اور صوفی جانب صافی گیا
بولا بیشک درد اک صافی رکھے / دل صفائی سے چھٹا برہان سے
درد عسر اور صافی اسکی یسر ہے / درد غورہ صافی جوں انگور کے
عسر ہے با یسر مت ہو بے رجا / موت چھوڑے زندگی میں تو گیا
پھاڑ جبہ صاف ہونا چاہے تو / تاکہ جلد اس سے صفائی پائے تو
وہ ہے صوفی صاف جو کہ ہو گیا / نے لباس صوف پہنے جو سدا

١ہ ہر کبوتر الخ یہ شعر ہر ایک کبوتر اڑتا ہے ہر ایک سمت پر اور یہ کبوتر اڑتا ہے سمت سے ایک بے سمت کے ہر ایک عقاب مکان سے اڑتا ہے طرف مکان کے ہم نہ جنگلی مرغ ہیں اور نہ پلے ولیکن ہمارا دانہ بیدانہ ہے اسواسطے ہماری بڑی روزی ہے کہ ہم کو تکلیف راحت ہو گئی ہے یعنی ہر ایک شے طرف سے کی جاتی ہے اور اولیاء اللہ طرف حق کے راجع ہیں کہ وہ انکی اصل ہیں آگے اسکا بیان ہے فافہم ١٢۔

٢ہ پھاڑی الخ یہ شعر صوفی قبا پھاڑے تکلیف سے بعد پھاڑنے کے آئیں فرجیں اس دریدہ کا نام فرجی رکھا وہ لقب کا صاف شیخ لے گیا اور اس کا حرف درد خلق میں آگے اسکے حقائق ہیں ایسے ہی ہر ایک نام صافی رکھتا ہے اور اسم کو مثل درد کے چھوڑا کہ جو گل خوار ہے اس نے درد لیا اور صافی جانب صافی کے گیا کہ بیشک ایک درد صافی رکھتا ہے مگر دل صفائی چاہتا ہے اس برہان سے درد غورہ اور صافی مانند انگور کے ہے رنج ہے یا راحت ہے ناامید مت ہو تو نے موت چھوڑی اور زندگی ہر ایک چیز میں رنج و راحت ہے مگر تو اسکی رحمت سے ناامید مت ہو آگے اسکا بیان ہے فافہم ١٢۔

٣ہ پھاڑ الخ یہ شعر جبۂ تن کو پھاڑ اگر صاف ہونا چاہتا ہے تاکہ اس سے صفائی جلد تو پائے وہ صوفی ہے کہ جو صاف ہو گیا وہ ہمیشہ پہنے لباس صوف سے اسکو صوفی جانتے ہیں یہ غلط حرام ہو کہ گدڑی پوش و لوطی ہو وا اسلام نیکنامی صفات کے خیال پر گدڑی پہننا بہتر ہے ولیکن اصل یہ کہ تو جا سکے اسکے خیال سے جیسے بلی بو سے جاتی ہے جانب نان کے بور بیر ہوتی ہے اے عشق ہو بو سے یعقوب نہیں بینا ہے عشق تمہارا ہے تو جبۂ تن کو پھاڑتا ہے صفائی حاصل ہو کیونکہ صوفی وہ ہے جو صاف اخلاق ذمیمہ سے ہوا صوف پوش صوفی نہیں ہے باقی حال آگے ہے فافہم ١٢۔

صوفی گشتہ بہ پیش این لئام　　الخیاطة واللواطة والسلام
بر خیال آن صفا و نام نیک　　رنگ پوشیدن نکو باشد ولیک
بر خیالش گر روی تا اصل او　　ہمچنانکہ گربہ سوی تان بو
بو قلاؤز است ای جویای عشق　　ز بوی یعقوب شد بینای عشق
دورباش غیرتت آمد خیال　　گرد بر گرد سراپردہ جلال
بستہ ہر جویندہ را کہ راہ نیست　　ہر خیالش پیش می آید کہ بیست
جز مگر آن تیزگوش و تیزہوش　　کہ بود از جیش نصرتہاش جوش
نجہد از تخییلہا بی شہ بود　　تیر شہ بنماید و بیرون رود
ہر کرا در دست تیر شہ بود　　راہ یابد تا بمنزل می رود

جانتے ہین صوفی اُسکو یہ نطق حرام　　جو ہو گدڑی پوش و لوطی و السلام
نیکنامی و صفا کے خیال پے　　پہننا گدڑی کا بہتر ہے و لے
اصل تک جاؤ تو بس اسکے خیال پے　　جیسے بلی بو سے جانب نان کے
جو ہوئی بو رہبر اے جویاے عشق　　بو سے ز یعقوب تھا بینای عشق
تیری[1] غیرت سے ہوا دربان خیال　　اور نگہبان سراپردہ جلال
روکے ہر طالب کو دربان پر ہر جا　　ہر خیال اُسکو کہے کہ ٹھہر جا
پر سوا اُس تیزگوش و تیزہوش　　کہ اُسے ہو لشکر نصرت سے جوش
چھوٹے خیالون سے وہ اور بے شہ ہی　　تیر شہ دکھلائے اور آگے چلے
ہاتھ مین جس شخص کے ہو تیر شاہ　　تا بمنزل جائے وہ اور پائے راہ

فی المناجات

مُناجات مین

ای قدیم راز دان ذو المنن　　در رہ تو عاجزیم و ممتحن
ہر دل سرگشتہ را تدبیر بخش　　زین کمانہای دو تو را تیر بخش
جرعۂ بر ریخت زان خفیہ جام　　بر زمین خاک من کاس الکرام
جست بر زلف و رخ از جرعہ نشان　　خاک را شاہان ہمی لیسند از ان
جرعۂ حسن است کاین خاک است خوش　　کہ بصد رو روز و شب می لیسیش
جرعہ خاک آمیز چون مجنون کند　　مر شما را صاف او تا چون کند
ہر کسی پیش کلوخی جامہ چاک　　کان کلوخ از حسن آمد جرعہ ناک

اے[2] قدیم راز دان دو جہان　　راہ مین عاجز تری با امتحان
ہر پریشان دلکو تو تدبیر دے　　اس کمان کج کو اب تو تیر دے
جرعہ ڈالا تو نے مخفی جام سے　　از رہ بخشش زمین خاک پے
زلف و رخ پر ڈھونڈتے ہین جسکا نشان　　خاک چاٹین اسلیے شاہ جہان
حسن کا جرعہ اس ہے خوش خاک کو　　رات دن جو منہ سے چاٹے ہی جو تو
جرعہ خاک آمیز جو مجنون کرے　　اُسکا صافی تم پے بس کیا کچھ کرے
آگے ڈھیلے کے ہر اک ہے جامہ چاک　　کہ وہ ڈھیلا جس سے آئے جرعہ ناک

سلہ[1] تیری غیرت سے الخ یہ شعر تیری غیرت سے خیال دربان ہوا اور نگہبان سراپردہ جلال کا وہ ہر ایک طالب کو روکتا ہے کہ جہان پر نہ جا اور ہر ایک خیال اُسکو کہ ٹھہر جا ولیکن سوا اس تیزگوش و تیزہوش کے کہ اُسے لشکر نصرت سے جوش ہو وہ خیال سے چھوٹے اور بے شہ شطرنج کا رہے کہ تیر شہ دکھلائے اور آگے چلے جس شخص کے ہاتھ مین تیر شاہ ہو وہ منزل تک جائے اور راہ پائے یعنی خیالات دربان پردۂ جلال کے ہین ہر کسی کو جانے نہیں دیتے ہین الا وہ شخص اُن خیالون سے بچے کہ تیر شاہ یعنی مرشد اُسکے ہمراہ ہو جب منزل مقصود کو پہونچے آگے مناجات طلب مشاہدہ مین ہے فافہم ۱۲ سلہ[2] اے قدیم الخ یہ شعر اے قدیم راز جاننے والے دونون جہان کے مین تیری راہ مین عاجز ہون بسبب امتحان کے ہر پریشان دلکو تو تدبیر دے اس کمان کج کو تو تیر دے تو نے ایک جرعہ مخفی جان سے ڈالا خاک زمین پر واسطے بخشش کے زلف و رخ پر اُس جرعہ کا نشان ڈھونڈتے ہین اور خاک چاٹتے ہین شاہ جہان اسواسطے حسن کا جرعہ اس خاک کو خوش ہے رات دن جو تو منہ سے چاٹتا ہے جرعہ خاک آمیز جو مجنون کرے اُسکا صافی کیا کچھ تم پر کرے آگے ڈھیلے کے ہر ایک جامہ چاک ہے کہ وہ ڈھیلا حسن سے جرعہ ناک ہے یعنی حق تعالے نے تمام حسن کا ایک جرعہ اس خاک زمین پر ڈال دیا ہے کہ ہر ایک شخص زلف رخ محبوبون مین اسکا مشاہدہ کرکے بوسہ و کنار کرتا ہے اور ڈھیلے و محبوبون کو چاٹتا ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

جرعۂ بر ماہ و خورشید و حمل ‏ جرعۂ بر عرش و کرسی و زحل

جرعہ گویش ای عجب یا آن کیمیا ‏ کہ ز آسیبش فنا گردد بقا

جد طلب آسیب او ای ذو فنون ‏ لا یمسّ ذاک الا المطہرون

جرعۂ بر لعل و بر زر و درر ‏ جرعۂ بر خمر و بر نقل و ثمر

جرعۂ بر روی خوبان لطاف ‏ تا چگونہ باشد آن راووق صاف

چون ہمی مالی زبان را بر زمین ‏ چون شوی چون بینی آن را بی ز طین

چونکہ وقت مرگ آن جرعہ صفا ‏ زین کلوخ تن بمردن شد جدا

آنچہ میماند کنی دفنش تو زود ‏ این چنین زشتی بدان چون گشتہ بود

جان چو بی این جیفہ بنماید جمال ‏ من نتانم گفت لطف آن وصال

مہ چو بی این ابر بنماید ضیا ‏ شرح نتوان کرد از آن کار و کیا

حبذا آن مطبخ پر نوش و قند ‏ کہ سلاطین کاسہ لیسان وی اند

حبذا آن خرمن صحرای دین ‏ کہ بود ہر خرمن او را خوشہ چین

حبذا دریاے عمر بیغمی ‏ کہ بود زو ہفت دریا شبنمی

جرعۂ چون ریخت ساقی الست ‏ بر سر این شورہ خاک زیردست

جوش کرد آن خاک و ما زان جوششیم ‏ جرعۂ دیگر کہ بس بی کوششیم

گر روا بد نالہ کردم از عدم ‏ ور نبود این گفتن نیک تن زدم

جرعہ رکھے ماہ و خورشید و حمل[1] ‏ جرعہ رکھے عرش و کرسی و زحل

جرعہ کہوے وہ عجب ہی کیمیا ‏ اُسکے چھونے سے فنا ہووے بقا

کر طلب کوشش سے ہمہ ذو فنون ‏ لا یمسّ ذاک الا الطاہرون

جرعہ رکھے لعل اور زر اور در ‏ جرعہ رکھے خمر اور نقل و ثمر

جرعہ ہے خوبوں کے رخ میں بس کہ ‏ کسقدر ہو ذوق صاف اُس شخص کو

جو کہ ملتا ہے زمین پر تو زبان ‏ کیسا ہو بے خاک جو دیکھے عیان

وقت مرنے کے جو وہ جرعہ صفا ‏ تن کے اُس ڈھیلے سے بس ہووے جدا

جو رہے باقی تو دفن اُسکو کرے ‏ اتنا بیزار اس سے ہے تو کس لیے

جان بے تن کے جو دکھلا جمال ‏ کب میں کہہ سکتا ہوں لطف وصال

ماہ جو بے ابر دکھلائے ضیا[2] ‏ کب بیان ہو سکتا ہی اس حال کا

ہے عجب مطبخ وہ نعمت سے بھرا ‏ کہ ہین کاسہ لیس اُسکے بادشا

ہی عجب وہ خرمن صحرای دین ‏ کہ ہر اک خرمن ہے اُسکا خوشہ چین

ہے عجب دریاے بیغم عمر کا ‏ بحر ساتوں اُسکے ہین قطرہ ذرا

جرعہ ساقی الستی نے جو ایک ‏ ڈالا ہے سر پر خاک شورہ کے ای نیک

جوش میں خاک آ گئی ہم اس جوش سے ‏ ہم ہین بے کوشش تو جرعہ اور دے

گر روا تھا بس کیا نالہ عدم ‏ ورنہیں تھا کتا ڈکا میں نے دم

صفت طاؤس و سبب کشتن ابراہیم خلیل او را ‏ صفت طاؤس اور سبب ابراہیم علیہ السلام کے مارنے کا اسکو

[1] جرعہ الخ ۹ شعر جرعہ ماہ و خورشید و حمل رکھتا ہے اور جرعہ عرش و کرسی و زحل رکھتا ہے جرعہ کہوے کہ وہ عجب کیمیا ہے اُسکے صدمہ سے فنا بقا ہووے کوشش سے طلب صدمہ کو ترجمہ نہین چھو سکتے ہین اسکو مگر پاک جرعہ رکھے لعل و زر اور گوہر جرعہ خوبون کے رُخ مین آلودہ زینت رکھتا ہے کسقدر ذوق صاف ہو اُس شخص کو جو تو زبان زمین پر ملتا ہے کیسا ہو کہ جو بے خاک کے اُسکے دیکھے عیان وقت مرگ کے جو وہ جرعہ صاف ڈھیلے تن سے جدا ہو جو باقی رہے تو اُسکو دفن کردے تو اُس سے اتنا بیزار کس واسطے ہے جان بغیر تن جو جمال دکھاتے ہین وہ لطف وصال کب ہو سکتا ہے یعنی جبکہ اس ڈھیلے تن مین وہ حسن یہ جمال دکھاتا ہے بس بے ادب کی بات کیا کچھ تماشہ دکھائیگی آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲-

[2] ماہ جو بے ابر الخ ۷ شعر جو ماہ بغیر ابر کے ضیاء دکھلائے کب بیان اس حال کا ہو سکتا ہے وہ عجب مطبخ نعمت سے بھرا ہی کہ بادشاہ اُسکے کاسہ لیس ہین وہ عجب خرمن صحراے دین ہے کہ ہر ایک خرمن اسکا خوشہ چین ہے وہ عجب دریاے بے غم عمر کا ہے کہ ساتون دریا اُسکے ادنی قطرہ ہین جو ساقی الستی نے ایک جرعہ خاک شورہ کے سر پر ڈالا خاک جوش مین آئی اور ہم اُس جوش سے ہین پس ہم بے کوشش ہین اور وہ جرعہ دے گو روا تھا تو تا عدم سے گیا اور اگر نہین تھا پس مین نے دم روکا یعنے اس مطبخ دنیا مین عجب نعمتین ہین کہ بادشاہ بھی اُسکے کاسہ لیس ہین اور یہ سب ساقی الستی کی جرعہ ریزی ہے جو کہ اس خاک زمین مین مستی بھردی جو اُسکو جانتا ہے وہ حیرت مین ہے صفت یہ ختم تمام ہوئی آگے صفت طاؤس زینت کی سبب طریقت رعنوائی مین ہے فافہم ۱۲-

این بیان بط حرص منشی ست	از خلیل آموز کان بط کشتنی ست	یہ بیانِ ہے ربط حرص آلودہ کا	سیکھ ابراہیم سے بط مارنا
ہست در بط غیر این بس خیر و شر	ترسم از فوت سخنہاے دگر	خیر و شر ہین بط مین بس اس سے ہوا	دوسری باتون کے ڈر ہے اب سوا
آمدیم اکنون بطاؤس و درنگ	کو کند جلوہ براے نام و ننگ	آیا اب مین سوی طاؤس درنگ	کرتا ہی جلوہ وہ بہر نام و ننگ
ہمت او صید خلق از خیر و شر	و ز نتیجہ و ز فائدہ آن بے خبر	صید کرنے خلق مین با خیر و شر	ہمت اسکی فائدہ سے بے خبر
بیخبر چون دام می گیرد شکار	دام را چہ علم از مقصود کار	بیخبر جو دام کہ پکڑے شکار	دام نہ جانے کہ کیا مقصود کار
دام را چہ ضر و چہ نفع از گرفت	زین گرفت بیہدہ اش دارم شگفت	دام کو کیا نفع کیا نقصان ہی	اس پکڑنے سے تعجب ہی مجھے
ای برادر دوستان افراشتی	با دو صد دلداری و بگذاشتی	تو نے یارون کو نوازا ای اخی	انکو چھوڑا دو سو دلداری سے بھی
کارت این بودست از وقت ولاد	صید مردم کردن از دام وداد	کام تیرا وقت پیدائش سے ہی	صید مردم کرنا حب کے دام سے
زان شکار و انبہی باد و جود	دست در کن ہیچ یابی تار و پود	حرص کی کثرت سے تھا وہ پس شکار	ہاتھ ڈال اب تو کہ پائے کچھ بھی تار
بیشتر رفت ست و بیگاہ ست روز	تو بجد در صید خلقانی ہنوز	عمر گذری ہی بہت تھوڑی رہی	تو شکار خلق مین ہے ابتک اخی
آن یکی میگیر و این مے ہل ز دام	وان دگر را صید میکن چون لئام	اسکو پکڑے اسکو چھوڑے دام سے	صید کرتا ہون شقی پھر دوسرے
باز این را می ہل و می جو دگر	اینت لعب کودکان بیخبر	پھر اسے چھوڑ وہ ڈھونڈھی دوسرا	یہ ترا ہے کھیل لڑکون کا سدا
شب شود در دام تو یک صید نے	دام بر تو جز صداع و قید نے	رات کو نی دام مین تیرے ہو صید	دام تجھپر درد سر ہے اور قید
پس تو خود را صید میکردی مدام	کہ شدی محبوس و محرومی ز کام	پس تو خود کو صید کرتا ہی مدام	کہ ہوا تو قید محروم ز کام
در زمانہ صاحب دامی بود	ہمچو ما احمق کہ صید خود کند	صاحب دام اک زمانہ مین تو ہو	مجھسا احمق گر کرے صید آپکو
چون شکار خوک آمد صید عام	رنج بیحد لقمہ خوردن وان حرام	جو شکار خوک آیا صید عام	رنج بیحد اس سے اور کھانا حرام
آنکہ ارزد صید را عشق ست بس	لیک او کی گنجد اندر دام کس	صید کے لائق ہی جو وہ عشق ہے	پر وہ کس کے دام مین بس آسکے

سلہ یہ بیان الخ ۲ شعر یہ بیان بط حرص آلودہ کا ہے ابراہیم علیہ السلام سے بط کا مارنا سیکھ بط مین خیر و شر اس سے ہوا مین دوسری باتون کے بھولنے کا خوف ہے اب مین جانب طاؤس دو رنگ کے آیا کہ وہ جلوہ کرتا ہے واسطے نام ننگ کے خلق خدا کو واسطے صید کرنے مین خیر و شر کب ساتھ اسکی ہمت بیفائدہ سے بے خبر ہے آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲ سلہ بیخبر الخ ۲ شعر دام کے مانند بیخبر کو شکار پکڑے اور نجانے کہ کیا فائدہ اس کام سے ہے جام کو نفع نقصان کیا ہے اس پکڑنے سے مجھکو تعجب ہے آگے اسکے خالق مین تو نے یارون کو نوازا ۔ دو سو دلداری سے وہ بھی چھوڑا تیرا پیدائش کے وقت سے یہ کام ہے کہ مردم کو صید کرنا دام محبت سے کثرت حرص سے وہ شکار تھا تو ہاتھ ڈال کہ کچھ بھی اب تار پائے عمر گذری اور بہت تھوڑی رہی اور تو شکار کرنے مین خلق کے اب تک ہے یعنے تو حرص شکار مردم مین پڑا ہے اور عمر تھوڑی رہی اس ریاکاری سے تو باز نہین آتا ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ اسکو پکڑے الخ ۲ شعر اسکو پکڑے اور اسکو چھوڑے دام سے اور پھر شقی کے مانند دوسرے کو صید کرتا ہے پھر اسے چھوڑے دوسرا ڈھونڈھے تیرا کھیل لڑکون کا سا ہمیشہ ہے رات کو تیرے دام مین کوئی صید نہین ہے دام تجھپر درد سر و قید ہے پس تو خود کو مدام صید کرتا ہے کہ تو قید و محروم کام ہوا ہے تو صاحب دام ایک زمانہ مین ہو مجھسا احمق کہ صید آپ کو کرے مانند شکار خوک کے صید عام آیا ہے کہ اس سے رنج بیحد ہوا اور کھانا حرام ہے یعنی تو زمانہ مین ایک دام ہے مجھ جیسے احمق کو تو شکار کرے اور یہ شکار خوک کے مانند ہے کہ مشقت کرین اور اسکا کھانا حرام ہو آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ صید کے لائق الخ ۶ شعر جو شکار لائق ہے وہ عشق ہے ولیکن وہ کس کے دام مین آسکتا ہے تو شاید ہے کہ آئے اور اسکا شکار بنے اور دام چھوڑے اور اسکے دام مین پھنسے مجھکو عشق چپکے چپکے کہتا ہی کہ صید ہونا صیادی سے خوب ہے تو خود کو احمق کرے اور بیغم رہو تو خورشید مست ہوا ایک ذرہ ہو کر در وازہ پر ہوا اور بے خانہ ہو تو شمع مست بن اور پروانہ ہو کیا شے زندگی کی ہے بندگی مین بادشاہت پوشیدہ دیکھے یعنے اگر تو شکاری کرتا ہی تو عشق کو کر یا تو اسکا خود صید ہو جا کیونکہ صید ہونا صیادی سے بہتر ہے باقی حالی

تو مگر آیی و صید او شوی — دام بگذاری بدام او بدی
عشق میگوید بگوشم پست پست — صید بودن خوشتر از صیادیست
گول من کن خویش را و غره شو — آفتابی را رها کن ذره شو
بر درم ساکن شو و بیخانه باش — دعوی شمعی مکن پروانه باش
تا ببینی چاشنی زندگی — سلطنت بینی نهان در بندگی
نعل بینی بازگونه در جهان — تخته بندان را لقب کرده شهان
بس طناب اندر گلو و تاجدار — بر وی انبوهی که اینک تاجدار
همچو گور کافران بیرون حلل — و اندرون قهر خدای عز و جل
چون قبور آنرا مجصص کرده اند — پرده پندار پیش آورده اند
طبع مسکینت مجصص از هنر — همچو نخل موم بی برگ و ثمر

تو مگر آئے و صید اُسکا بنے — دام چھوڑے دام مین اُسکے پھنسے
چپکے چپکے عشق کہتا ہے مجھے — صید ہونا خوب صیادی سے ہے
کر تو احمق خود کو اور بے غم رہو — مت تو ہو خورشید ذرہ اک تو ہو
سیر در پے رہ تو اور بے خانہ ہو — شمع مت بن اور تو پروانہ ہو
زندگی کی چاشنی تا تو چکھے — بندگی مین سلطنت پنہان دیکھے
دیکھے اُلٹا نعل کا اندر جہان — قیدیون کا بس لقب رکھا شہان
رسی گردن مین وہی سر تاجدار — اور ہجوم اسپر کہ یہ ہے تاجدار
مثل گور کافران باہر نگار — اور اندر اُس کے قہر کردگار
مثل قبرون کے اُسے ٹیڑھا کیا — آگے اُسکے پردہ نخوت رکھا
تیری طبع ٹیڑھی از راہ ہنر — جیسے نخل موم بے برگ و ثمر

در بیان آنکه لطفها در قهرها پنهان ست و قهرها در لطف تا اهل معنی و تمیز از ظاهر بینان ممتاز و جدا شوند
قوله تعالی لیبلوکم ایکم احسن عملاً

بیان مین اسکے کہ لطف مین قہر اور قہر مین لطف پوشیدہ ہے تا اہل معنی و تمیز ظاہر بینون سے جدا و ممتاز ہون
قوله تعالی لیبلوکم ایکم احسن عملاً

تا امتحان کرے تم کو کہ کونسا آدمی تم مین سے عمل مین اچھا ہے

گفت درویشی بدرویشی که تو — چون بدیدی حضرت حق را بگو
گفت بیچون دیدم اما بهر قال — بازگویم مختصر آن را مثال
دیدمش از سوی چپ او آذری — سوی دست راست حوض کوثری
سوی چپش بس جهانسوز آتشی — سوی دست راستش جوی خوشی
سوی آن آتش گروهی برده دست — بهر آن کوثر گروهی شاد و مست
لیک لعل بازگونه بود سخت — پیش پای هر شقی و نیکبخت

پوچھا اک درویش نے درویش سے — دیکھا کیونکر حق کو تو نے کہہ مجھے
بولا بیچون دیکھا لیک از راہ قال — مختصر کہتا ہون مین اُسکی مثال
دیکھی مین نے اُلٹی جانب اُسکی نار — سیدھی جانب حوض کوثر آشکار
نار عالم سوز اُلٹے اُسکے پر — نہر خوش ہے ایک سیدھے ہاتھ پر
اک گروہ راغب طرف اُس نار کے — اک گروہ کوثر سے بدمستی رکھے
لیکن اُلٹی نعل تھی ہر ایک کی — آگے پانون ہر شقی و نیک کے

سلہ دیکھا الخ یہ شعر نعل کو اُلٹا دیکھے جہان مین کہ قیدیون کا لقب بادشاہ رکھا ہے رسی گردن مین اور سر تاجدار ہے اور ہجوم ہے اسپر کہ یہ تاجدار کا سر ہے آگے اُسکی مثال ہے کافرون کے گور کی مانند نقش و نگار اور اندر اُسکے قہر خدا کا قبرون کی مانند اُسے ٹیڑھا کیا اور اُسکے آگے پردہ نخوت کا رکھا پس تیری طبع ٹیڑھی از راہ ہنر کے جیسے کل موم کے لیے برگ و ثمر ہے یعنے ریاکار مانند گور کافرون کے ظاہر آراستہ اور باطن مین قہر خدا آگے لطف مین قہر اور قہر مین لطف کا بیان ہے فافہم ۱۲

سلہ پوچھا الخ یہ شعر ایک درویش نے درویش سے پوچھا تو نے حق کو کیونکر دیکھا مجھے کہہ کہا بیچون دیکھا و لیکن از راہ قال کے مین مختصر طور پر کہتا ہون اُسکی مثال ہے مین نے اُسکی اُلٹے جانب نار دیکھی اور سیدھی جانب حوض کوثر کو ظاہر نار عالم سوز اُلٹے ہاتھ پر نہر خوش ایک سیدھے ہاتھ پر ایک گروہ راغب اُس نار کی طرف اور ایک گروہ کوثر سے بدمستی رکھے لیکن ہر ایک کے نعل اُلٹے تھے آگے پانون ہر شقی و نیک کے جو کوئی آگ مین گذرتا ہے وہ آب مین جاتا جو آب مین جاتا وہ آگ مین [illegible] باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

هر که در آتش همی رفت و شرر	از میان آب بر میکرد سر	آگ مین جو کوئی کرتا تھا گذر	آب کے اندر نکالے تھا وہ سر
هر که سوی آب می رفت از میان	او در آتش یافت میشد در زمان	آب کے جاتا جو کوئی درمیان	آگ کے اندر وہ آتا اُس زمان
هر که سوی راست شد و آب زلال	سر ز آتش برزد از سوی شمال	سیدھی[1] جانب جاتا اندر آب کے	اُلٹی جانب وہ نکلتا آگ سے
وانکه شد سوی شمال آتشین	سر بردن میکرد از سوی یمین	اُلٹی جانب جاتا اندر آگ کے	سیدھی جانب وہ نکلتا آب سے
کم کسی بر سر این مضمر زدی	لاجرم کم کس بر آن آذر شدی	کم کسی پر کھلتا یہ راز خفی	اس لیے کم آگ پر گرتا کوئی
جز کسی که بر سرش اقبال بخت	کو رها کرد آب و در آذر گریخت	بس سوا اُسکے کہ جو مقبل ہوا	اُس نے پانی چھوڑا آتش مین گیا
کرده ذوق نقد را معبود خلق	لاجرم زین لعب مغبون بود خلق	خلق[2] نے معبود اُس حظ کا کیا	اس لیے یہ بازی تھی اُنپر بلا
جوق جوق و صف صف از حرص و شتاب	محترز ز آتش گریزان سوی آب	صف بصف وہ حرص سے از رہ شتاب	آگ سے بھاگے گئے وہ سوے آب
لاجرم ز آتش بر آوردند سر	اعتبار الاعتبار ای بیخبر	اس لیے بس سر نکالا آگ سے	احمقان بے ہنر نے جان کے
بانگ میزد آتش ای گیجان گول	من نیم آتش منم آب قبول	آگ کہتی تھی کہ ای یاران گول	مین نہین ہون آگ ہون آب قبول
چشم بندی کرده اند اهل نظر	در من آ و هیچ مگریز از شرر	مجھسے مت بھاگ آ نظربندی کری	مجھپہ یہ اہل نظر نے ای غبی
ای خلیل اینجا شرار و دود نیست	جز که سحر و خدعهٔ نمرود نیست	ای خلیل اس جا دھوان نے آگ ہے	بس سوا نمرود کے اک سحر کے
چون خلیل حق اگر فرزانهٔ	آتش آب تست و تو پروانهٔ	جون خلیل حق اگر دانا ہے تو	آگ تجھکو آب و پروانہ ہی تو
جان پروانه همی دارد ندی	کای دریغا صد هزارم پر بدی	جان[3] پروانہ یہ کرتی ہے ندا	لاکھ پر ہوتے مرے گر ای خدا
تا همی سوزید ز آتش بی امان	کوری چشم و دل نامحرمان	ایسے ہی مین جلتا آتش مین سدا	اندھاپن نامحرمون کا ہی بھلا
بر من آرد رحم جاهل از خرے	من برو رحم آرم از دانشوری	خرّیت سے مجھپہ جاہل ہین رحیم	مین رحیم اُنپر ہون با عقل سلیم
خاصه این آتش که جان آبهاست	کار پروانه بعکس کارهاست	خاصہ یہ آتش کہ جان پانیکی ہے	کار پروانہ ہمارے ضد ہوئے

[1] سیدھی الخ یہ شعر جو سیدھی جانب آب مین جاتا اُلٹی جانب آگ مین نکلتا جو اُلٹی جانب آگ مین جاتا وہ سیدھی جانب آب سے نکلتا یہ راز مخفی کم کسی پر کھلتا اسواسطے آگ پر کم کوئی گرتا بس ایسکے سوا جو کہ مقبل ہوا اُسنے آب چھوڑا اور آتش مین گیا یعنے بلاے دنیا آتش ہے اور حظائظ دُنیا آب ہے پس جو عاقل ہے وہ اس آتش بلا مین گرا اور حظائظ مین نکلا اور جو اب حظائظ مین پڑا وہ آتش بلا مین گرفتار ہوا آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲ [2] خلق نے الخ یہ شعر خلق نے اس حظ کو معبود کیا اس لیے یہ بازی اُن پر بلا تھی وہ حرص سے صف بہ صف از راہ جلدی کے آگ سے بھاگے اور طرف آب کے گئے اسواسطے آگ سے سر نکالا احمقان بے ہنر نے آگ کہتی تھی یارو احمق مین آگ نہین ہون آب مقبل ہون تو مجھسے مت بھاگ آ یہ نظربندی کری ہے مجھپر اہل نظر نے اے خلیل اس جا نہ دھوان ہے نہ آگ ہے بس سوا ایک نمرودی کے خلیل حق کے مانند اگر تو دانا ہے آگ تجھکو آب ہے اور تو پروانہ ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

[3] جان پروانہ الخ یہ شعر جان پروانہ کی ندا کرتی ہے کہ اے خدا اگر میرے لاکھ پر ہوتے ایسے ہی آتش مین سدا جلتا یہ اندھاپن نامحرمون کا ہے مجھپر جاہل خریت سے رحیم ہین اور مین رحیم اُن پر ہون ساتھ عقل سلیم کے خاصہ یہ آتش کہ جان پانے کی ہے کام پروانون کے ہمارے ضد ہوئے کہ وہ نور دیکھے اور نار مین پڑے اور دل نار دیکھے نور مین پھنسے ایسی بازی رب جلیل کی آئی کہ نار تو دیکھے آل خلیل کون ہے ظاہر اشکل آب کی آتش کو دی ہے اور چشمہ آتش مین جاری کیا ہے یعنی پروانہ نور دیکھتا ہے وہ نار مین پڑتا ہے اور دل نار دیکھتا ہے و نور مین پھنستا ہے پس اولیاء اللہ ضد پروانہ کے ہین اور آتش بلاے دنیا مین خود کو ڈالے ہین آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲

او ببیند نور و در ناری رود	دل ببیند نار و در انوار شود	نور دیکھے وہ و نار اندر پڑے	نار دیکھے دل تو نور اندر پڑے
اینچنین لعب آمد از رب جلیل	تا ببینی کیست از آل خلیل	آئی اس سے بازی رب جلیل	تا تو دیکھے کون ہے آل خلیل
آتشے را شکل آبے دادہ اند	واندر آتش چشمۂ بکشادہ اند	شکل آب آتش کو دی ہے ظاہرا	اور چشمہ آگ مین جاری کیا
ساحری صحن برنجی را بہ فن	میکند گردش میان انجمن	ایک ساحر چانول اندر خوان کے	انجمن مین گرم کر دی سحر سے
خانہ را او پر ز کژدم ہا نمود	از دم سحر و خود آن کژدم نبود	بچھوؤن سے وہ دکھائے گھر بھرا	سحر سے اور اصل وہ بچھو نہ تھا
چونکہ جادو می نماید صد چنین	چون بود دستان جادو آفرین	سحر جو ایسا دکھائے ظاہرا	سحر کیسا ہوگا خالق سحر کا
لاجرم از سحر یزدان قرن قرن	اندر افتادند چون زن زیر پین	اس لیے سحر خدا سے ہر زمان	چارون شانے گرے ہین ساحران
لاجرم از سحر یزدان مرد و زن	رفتہ اند در چاہ جاہ بے رسن	اسلیے سحر خدا سے مرد و زن	چاہ کے اندر گئے ہین بے رسن
ساحرانش بندہ بودند و غلام	اندر افتادند چون صعوہ بدام	اسکے بندے سب تھے ساحر اور غلام	پھنس گئے مثل ممولا وہ بدام
ہین بخوان قرآن ببین سحر حلال	سرنگونی مکرہاے کالجبال	دیکھ قرآن مین وہ پڑھ سحر حلال	سرنگون ہوتا ہے مکر کالجبال
من نیم فرعون کایم سوے نیل	سوی آتش میروم ہمچون خلیل	مین نہین فرعون کہ آؤن سوے نیل	سوی آتش جاؤن مین مثل خلیل
نیست آتش ہست آن ماء معین	وان دگر از مکر آب آتشین	ہے نہین آتش وہ ہے ماء معین	دوسرا وہ مکر آب آتشین
پس نکو گفت آن رسول خوش جواز	ذرۂ عقلت بہ از صوم و نماز	خوب فرمایا رسول اللہ نے	عقل بہتر ہے نماز و صوم سے
زانکہ عقلت جوہر است این دو عرض	این دو در تکمیل آن شد مفترض	عقل جوہر اور یہ ہین دونون عرض	اسکی ہے تکمیل ان دو سے فرض
تا جلا باشد مر آن آئینہ را	کہ صفا آید ز طاعت سینہ را	تا جلا بس ہووے اس آئینہ کو	ہو صفا طاعت سے زیادہ سینہ کو
لیک گر آئینہ ز بن فاسد ست	صیقل او را دیر باز آرد بدست	اصل سے ہو آئینہ جو کہ برا	صیقل اسکو دیر مین دیوے جلا
وان گزین آئینہ کو خوش رست	اندکی صیقل گری آن را بس است	دے اس آئینہ کو جو کہ پاک ہے	تھوڑی صیقل بس ہے اسکے واسطے

در تفاوت عقول از اصل فطرت برخلاف معتزلہ — فرق عقلون مین اصل پیدائش سے خلاف معتزلہ کے

این تفاوت عقلہا را نیک دان	در مراتب از زمین تا آسمان	یہ تفاوت عقل کا تو خوب جان	مرتبہ مین ہے زمین تا آسمان

سلہ ایک ساحر انجمن شرایک چانول کو اندر خوان کے محفل مین گرم کر دی سحر سے وہ بچھوؤن سے گھر بھر دکھاتے سحر سے اور اصل مین نہ تھا جو ایسا سحر دکھائے ظاہر تو خالق سحر کا سحر کیسا ہوگا اسواسطے سحر خدا سے بردشت پا چارون شانے چت گرے ہین ساحر اسواسطے سحر خدا سے مرد و زن چاہ مین گرے ہین بے رسن سب ساحر اسکے بندے اور غلام تھے کہ ممولا کی مانند وہ پھنس گئے دام مین قرآن مین دیکھ و پڑھ سحر حلال کہ سرنگون ہوتا کہ یہ مکر کالجبال یعنی سحر خدا کہ سامنے سب ساحر چارون شانے چت گرے پڑے ہین اور عاجز ہوئے ہین آگے سکا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ مین نہین ہون فرعون ہون کہ جانب نیل کے آؤن مین جانب آتش کے جاؤن خلیل کے مانند وہ آتش مین ہے ماء معین ہے اور وہ دو سرا مکر سے آب آتشین ہے رسول اللہ نے خوب فرمایا ہے کہ عقل بہتر ہے نماز روزہ سے عقل جوہر ہے اور یہ دونون عرض کہ ان دونون سے اسکی تکمیل ہے تاکہ جلا آئینہ کو ہوئے اور طاعت سے سینہ کو صفائی زیادہ ہووے جو کہ آئینہ اصل سے برا ہوا اسکو صیقل دیر مین جلا دیوے تو اس آئینہ کو جو پاک ہے اسکے واسطے تھوڑی صیقل بس کرتی ہے یعنی تو آئینہ عقل کو حاصل کر کہ اس طاعت کی تھوڑی جلا اسکو بس کرتی ہے آگے فرق خلق تفاوت حقائق کا بیان ہے فافہم ۱۲

سلہ یہ تفاوت الخ شعر یہ تفاوت عقل کا تو جان مرتبہ مین ہے زمین سے آسمان تک ضیا سے ایک عقل ہے مانند آفتاب کے اور ایک عقل ہوتی ہے مانند ستارہ شہاب کے ایک عقل ہو مثل شعلۂ آتشین کے اور ایک عقل ہے مانند چراغ نور بھرے ہوئے کہ اسکے آگے سے جو ابر ہٹے نور حق دیکھے عقل کو بیمار شے مثل ادعقل

ہست عقلے از ضیا چون آفتاب — ہست عقلے کمتر از زہرہ شہاب
ہست عقلے چو شرارۂ آتشی — ہست عقلے چون چراغ سرخوشی
زانکہ ابر از پیش او چون وا جہد — نور یزدان بین خردہا بردرد
عقلہای خلق عکس عقل او — عقل او مشک ست عقل خلق بو
عقل کل ونفس کل مرد خداست — عرش وکرسی را مدان کز وی جداست
مظہر حق ست ذات پاک او — رو بجو حق را واز دیگر مجو
عقل جزوی عقل را بدنام کرد — کام دنیا مرد را ناکام کرد
آن ز صیدے حسن صیادی بدید — وین ز صیادی غم صیدی کشید
آن ز خدمت نازِ مخدومی بیافت — وین ز مخدومی ز راہ عز بتافت
آن ز فرعونے اسیر آب شد — وز اسیرے سبطی ارباب شد
لعب معکوس ست فرزین بند سخت — حیلہ کم کن کار اقبال ست وبخت
بر خیال حیلہ کم کن تار را — کہ غنی رہ کم دہد مکار را
مکر کن در راہ نیکو خدمتے — تا نبوت یابی اندر امتے
مکر کن تا وارہی از مکر خود — مکر کن تا فرد گردی از حسد
مکر کن تا کمترین بندہ شوی — در کمی رفتی خداوندی شوی
روبہی وخدمت ای گرگ کہن — ہیچ بر قصد خداوندی مکن
لیک چون پروانہ بر آتش بتاز — کیسۂ زر بر مدوز و پاک باز
زور را بگذار زاری را بگیر — رحم سوی زاری آید ای فقیر

ہی ضیاء عقل اک چون آفتاب — عقل اک کمتر ای چون زہرہ شہاب
عقل اک ہی مثل شعلۂ آتشین — عقل اک ہی جون چراغ نورگین
اُسکے آگے سے ہٹے بس ابر جو — دیکھ نورِ حق کہ پھاڑے عقل کو
عقل خلق ہی عقل اُسکی عکس کو — عقل اُسکی مشک عقل خلق بو
عقل کل اور نفس کل مرد خدا — عرش وکرسی کو نجان اُس سے جدا
اُسکی ذاتِ پاک مظہر حق کی ہے — ڈھونڈھ حق کو اس سے مت ڈھونڈھ اور سے
عقل جز نے عقل کو مطعون کیا — کار دُنیا نے اُسے مجنون کیا
حسن صیاد اُسنے دیکھا صید ہو — اُسنے صیادی سے رنج صید کو
اُسکو بس خدمت سے مخدومی ملی — اُسکو مخدومی سے محرومی ملی
وہ تو فرعونی سے پانی مین پھنسا — اور سبطی قید سے صاحب ہوا
ہی یہ بازی عکس فرزین بند سخت — حیلہ کم کر تو کہ یہ ہے کار بخت
مت خیال پر بے غم رہو — کہ غنی کم راہ دے مکار کو
مکر کر خدمت کی رہ مین ای نکو — تاکہ امت مین نبوت پاے تو
مکر کر تا مکر سے اپنے چھٹے — مکر کر تا کہ حسد سے تو بچے
مکر کر تا کمترین بندہ تو ہو — اور کمی سے تا خداوندہ تو ہو
گر یہ پن اور خدمت ای تو بھیڑیے — مت خداوندی کی طمع پر کرے
دوڑ پروانہ کی مانند آگ پر — باز بالکل اور نہ سی تو کیسہ زر
زور کو تو چھوڑ اور زاری کو لے — رحم زاری کی طرف بس آتا ہی

سلہ اُسکی ذات الخ ۵ شعر اُسکی ذات پاک مظہر خدا کی ہی حق کو اُس سے ڈھونڈھنا چاہئیے اور مت ڈھونڈھ غیر سے عقل جز نے عقل کو ملعون کیا اور دُنیا کے کام نے اُسے دیوانہ کیا حسن صیاد کا اُس نے صید ہو کر دیکھے اور اُسنے صیادی سے صید کے رنج کو دیکھا اُسکو خدمت سے مخدومی ملی اُسکو مخدومی سے محرومی ملی وہ فرعونی پانی مین پھنسا اور سبطی قید سے صاف ہوا یعنی اولیاء اللہ خدمت سے مخدوم ہوے اور اہل دنیا مخدومی سے محروم ہوئے آگے اُسکا بیان ہے فافہم ۱۲۔

سلہ ہی یہ بازی الخ ۶ شعر یہ بازی برعکس فرزین بند سخت ہے تو حیلہ کم کر کہ یہ کام بخت کا ہے خیال حیلہ بیغم مت رہو کہ غنی مکار کو راہ کم دیتا ہے رہ خدمت مین باندھ کہ تا امت مین تو نبوت پائے مکر کہ تا اپنے مکر سے چھٹے مکر کرتا حسد سے تو چھٹے مکر کر بندہ کمترین تو ہو وے اور کمی سے تا خداوند تو ہو وے مگر یہ دین اور خدمت اپنی گرگ خداوندی کی طمع پر کرے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

سلہ دوڑ الخ ۵ شعر پروانہ کے مانند آگ پر دوڑ بالکل اور کیسہ زر کو مت سی تو زور کو چھوڑ اور زاری کو لے کیونکہ رحم زاری کی طرف آتا ہے تو رحم اُسکا پائے اگر زاری کرے اور زاری کر گے اُسکا رحم ڈھونڈھ زاری مظہر معنوی کی تشنہ ہے زاری سرد اُس گمراہ کی جو کی سبب یوسف بھائیون نے کر بہ مکر ہین کہ حسد رشک دل مین لگے ہین بیٹھے اگر تو عاشق ہے تو زور کو چھوڑ اور زاری اختیار کر کہ زاری کی طرف رحم حق کا آتا ہی اور غازی خنہ از مشتاق معنی کی ہی اور سرد زاری گمراہونکی ہوتی ہی چنانچہ اسکی آگے مثال مین حکایت اعرابی کی ہے فافہم ۱۲۔

گر کنی زاری بیابی رحم او ‖ رحم او در زاری خود بازجو
زاری مضطر که تشنهٔ معنوی ست ‖ زاری سرد دروغ آن غوی ست
گریهٔ اخوان یوسف حیلت ست ‖ کاندرون شان پر ز رشک و علت ست

رحم اُسکا پائے گر زاری کرے ‖ زاری کرکے رحم اُسکا ڈھونڈھو ہے
زاری مضطر ہے تشنہ معنوی ‖ سرد زاری جھوٹی اُس گمراہ کی
بھائیون یوسف کے گریہ مکر ہین ‖ کہ حسد اور رشک تہ دلمین کہین

حکایت آن عرب و سگ او که از گرسنگی می مرد و نانش نداد

حکایت اُس اعرابی کی کہ کتا اُسکا بھوک سے مرتا تھا اور اُسنے روٹی نہ دی

آن سگی میمرد گریان آن عرب ‖ اشک میبارید و می گفت از کرب
ہین چه سازم مر ترا تدبیر چیست ‖ زین سپس من چون تنہا ام بیتو زیست
سائلی بگذشت گفت این گریه چیست ‖ نوحه و زاری تو از بهر کیست
گفت در ملکم سگی بد نیک خو ‖ نک همی میرد میان راه او
روز صیادم بد و شب پاسبان ‖ شیر نر بود او نه سگ ای پہلوان
تیز چشم و خصم گیر و دزد ران ‖ نیک خو و باوفا و مہربان
صید می کردی و پاسم داشتی ‖ دزد را نزدیک من نگذاشتی
گفت رنجش چیست زخمی خورده است ‖ گفت جوع الکلب زارش کرده است
گفت صبری کن برین رنج و حرض ‖ صابران را فضل حق بخشد عوض
بعد از آن گفتش که ای سالار حر ‖ چیست اندر پشت این انبان پر
گفت نان و زاد و لوت دوش من ‖ میکشم از بهر تقویت این بدن
گفت چون ندهی بدین سگ نان و زاد ‖ گفت تا این حد ندارم اتحاد
دست ناید بی درم در راه نان ‖ لیک هست آب دو دیده رایگان

کتا مرتا تھا وہ روتا تھا عرب[1] ‖ کہتا تھا رو رو کے از راہ کرب
کیا کرون مجکو نہ کچھ تدبیر ہے ‖ بعد اسکے مین جیون کس طور سے
بولا اک سائل یہ گریہ کس لیے ‖ نوحہ اور زاری تری کسواسطے
بولا اک کتا مرا تھا نیک خو ‖ درمیان راہ کے مرتا ہے وہ
تھا شکاری دن کو شب کو نگہبان ‖ شیر نر تھا وہ نہ کتا ای جوان
تیز چشم و دافع کل دشمنان ‖ نیک خو اور باوفا اور مہربان
صید کرتا بے مرے نے مارتا ‖ چور کو نے پاس میرے چھوڑتا
بولا[2] کیا بیمار و کیا زخمی کیا ‖ بولا جوع الکلب نے عاجز کیا
بولا اس رنج و مرض مین صبر کر ‖ صابرون کو دے عوض حق بیشتر
بعدہ اُس نے کہا ای باصفا ‖ پشت پر کیا ہے یہ تھیلی مین بھرا
بولا روٹی اور کھانا رات کا ‖ واسطے قوت بدن کے ہے رکھا
بولا اس کتے کو کیون روٹی نہ دی ‖ بولا مجکو اسقدر نے دوستی
روٹی بے داموں کے رہ مین نہ ملے ‖ پر بہانا آنسوؤن کا مفت ہے

۱؎ کتا مرتا تھا الخ۔ شعر کتا مرتا تھا اور عرب روتا تھا از راہ کرب کے رو رو کر کہتا تھا کہ کیا کرون مجکو تدبیر نہین ہے اسکے بعد مین کس طرح سے جیونگا ایک سائل نے کہا کہ یہ گریہ کسواسطے ہے اور نوحہ وزاری کس لیے ہے کہا کہ ایک کتا میرا نیک خو تھا کہ درمیان راہ کے وہ مرتا ہے دن کو شکاری شب کو نگہبان تھا وہ شیر نر تھا کتا نہین تھا تیز چشم و دافع کل دشمنان و نیک خو باوفا و مہربان شکار کرتا و نہ بغیر میرے مارتا اور چور کو میرے پاس چھوڑتا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

۲؎ بولا الخ۔ شعر کہا کہ کیا بیمار و کیا زخمی ہوا کہا جوع الکلب نے اُسے عاجز کیا کہا کہ اس رنج و مرض مین صبر کر حق صابرون کو عوض بیشتر دیتا ہے اُسنے بعدہ کہا کہ اے باصفا پشت پر تھیلی مین کیا بھرا ہے کہا کہ روٹی اور رات کا کھانا ہے اور واسطے قوت تن کے رکھا ہے کہا کہ اس کتے کو روٹی کیون نہین دیتا ہے کہا کہ اسقدر مجکو دوستی نہین ہے کیونکہ روٹی بغیر دامون کے نہین ملتی ہے لیکن آنسو بہانا مفت ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

گفت خاکت بر سر ای پاد و مشک — کہ لبنان پیش تو بہتر ز اشک
اشک خون است و بغم آبے شدہ — می نیرزد خاک خون بیہدہ
کل خود را خوار کرد او چون بلیس — پارۂ این کل نباشد جز خسیس
من غلام آنکہ نفروشد وجود — جز بدان سلطان با افضال و جود
چون بگرید آسمان گریان شود — چون بنالد چرخ یارب خوان شود
من غلام آن مس ہمت پرست — کہ بغیر کیمیا نارد شکست
دست اشکستہ بر آور در دعا — سوی اشکستہ پرد فضل خدا
گر رہائی بایدت زین چاہ تنگ — ای برادر رو بر آذر بے درنگ
مکر حق را بین و مکر خود بہل — ای ز مکرش مکر مکاران خجل
چونکہ مکرت شد فنای مکر رب — بر کشای یک کمینے بوالعجب
کہ کمینہ این کمین باشد بقا — تا ابد اندر عروج و ارتقا
از برای این کمین سیبی بکن — تا بری بوی ز علم من لدن
گر تو احوال عروج خویش را — نیک دانی نیک باشد مر ترا

بولا[1] تجھپر خاک بندہ حرص کے — کہ تجھے روٹی ہی بہتر اشک سے
اشک خون ہی غم سے پانی ہوگیا — خاک پاسکتی ہے کب خون کو بھلا
مثل شیطان خوار کل اپنا کیا — نے ہو پارہ کل خسیسون کے سوا
مین غلام اسکا نہ بیچے جو وجود — بس سوا اس شہ کے جو ہی اہل جود
جب وہ روئے آسمان نالہ کرے — جب کرے نالہ فلک یارب کہے
بندہ اس تانبے کی ہمت کا ہوا — کہ شکستہ وہ نہ ہو جز کیمیا
جو دعا مین ہاتھ ٹوٹے کو اٹھائے — فضل حق ٹوٹے کی جانب دوڑ آئے
گر رہائی[2] چاہے چاہ تنگ سے — اے اخی کر بے تامل آگ پے
مکر اپنا چھوڑ دیکھ اب مکر رب — اس سے نادم مکر مکارون کا سب
مکر رب مین مکر تیرا جو ہوا — بس فنا تو عجز کھولے نادرا
کہ یہ ادنی عجز ہو تیرا بقا — تا عروج اور بس ترقی ہو سدا
کر تو کوشش عاجزی کیواسطے — تا ملے علم لدن کی بو تجھے
گر عروج اپنے کے تو احوال کو — نیک جانے تجکو بس وہ نیک ہو

در بیان آنکہ ہیچ چشم بد آدمی را چنان زیان ندارد کہ چشم پسند خویش مگر چشم او مبدل شدہ باشد بنور حق کہ بی یسمع و بی یبصر از خویشتن او بے خویش شدہ باشد در معنی آیۂ کریمہ وان یکاد الذین کفروا تا آخر

بیان مین اسکے کہ کوئی چشم بد آدمی کو اسقدر نقصان نہین رکھتی ہے جیسے کہ چشم خود پسندی کی لیکن چشم جب کسی کے لگ گئی ہو نور حق سے کہ بی یسمع و بی یبصر ہی اور خود کو بھول گیا ہو جب اس آیۂ کریمہ ان یکاد الذین کفروا الخ ۵

اور تحقیق کہ کیا انھون نے کہ جو کافر تھے ۱۲

[1] بولا الخ، شعر کہا کہ تجھپر خاک اے بندے حرص کے کہ تجھکو روٹی بہتر ہے اشک سے آگے اسکے حقائق ہین اشک کون ہے کہ غم سے پانی ہوگیا خاک کب خون کو پاسکتی ہے شیطان کے مانند کل اپنا خوار کیا کل پارہ نہین ہوتا ہے سوائے خسیسون کے مین غلام اسکا ہون کہ جو نہ بیچے وجود اس شاہ کے سوا جو کہ اہل وجود ہے یعنے مین اولیا اللہ کا غلام ہون کہ وہ وجود یعنی جناب رسول مقبول صلعم کے نہین بیچتے ہین جب وہ روئے آسمان نالہ کرے جب وہ نالہ کرے تو آسمان یارب کہے مین بندہ اس تانبے کی ہمت کا ہوا کہ وہ شکستہ نہو بجز کیمیا کے یعنی دنیا کے واسطے وہ نہ رودے بجز حق جو شخص دعا باتھ ٹوٹے کو اٹھائے فضل خدا کا ٹوٹے کی جانب دوڑ آئے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [2] گر رہائی الخ، شعر اگر رہائی اس چاہ تنگ سے چاہے تو اے اخی بے تامل تو آتش پر اپنا مکر چھوڑ اور مکر رب کا دیکھ کہ اس سے نادم سب مکر مکارون کا ہے تیرا مکر جو مکر رب مین فنا ہو تو ایک عاجزی نادر ظاہر کرے کہ یہ ادنی عاجزی تیری ہووے بقا تا ترقی و عروج ہووے ہمیشہ پس تو کوشش کر اس عاجز کے واسطے تا تجھکو علم لدن کی بو ملے اگر تو اپنے عروج کے احوال کو نیک جانے پس وہ تجھکو نیک ہو یعنے تو عجز حق کے واسطے کوشش کر کہ تا علم لدنی تجھکو ملے آگے خود پسندی کا حال ہے فافہم ۱۲۔

پر طاؤس ست مبین و پاے بین | تا کہ سوء العین نکشاید کمین
کہ بلغزد کوہ از چشم بدان | یزلقونک ست از نبی برخوان عیان
احمد چون کوہ لغزید از نظر | در میان راہ بے گل بے مطر
در عجب درماند کاین لغزش ز چیست | من نپندارم کہ این حالت تہیست
تا بیامد آیت و آگاہ کرد | کان ز چشم بد رسیدت در نبرد
گر بدی غیر تو در دم لا شدی | صید چشم و سخرۂ افنا شدی
معنے چشم بد آخر باز دان | ان یکاد از چشم بد نیکو بخوان
لیک آمد عصمتے دامن کشان | وین کہ لغزیدی بدر بہر نشان
عبرتے گیر اندران کن نگاہ | برگ خود عرضہ مکن ای کم ز کاہ
یا رسول اللہ دران وادی کسان | میزنند از چشم بد بر کرگسان
از نظر شان کلۂ شیر عرین | وا شگافد تا کند آن شیر انین
بر شتر چشم افگند ہمچون حمام | وانگہان بفرستد اندر پے غلام
کہ برو از پیہ این اشتر بخر | بیند او اشتر سقط در راہ در
سر بریدہ از مرض آن اشتری | کو تگ با اسپ میکردی مری
کز حسد وز چشم بد بے ہیچ شک | سیر و گردش را بگرداند فلک
آب پنہان ست دولاب آشکار | لیک در گردش بود آب اصل کار
چشم نیکو شد دواے چشم بد | چشم بد را لا کند زیر لگد

۵۱ پر طاؤس اپنا چھوڑ اور دیکھ پا | چشم بد تا تجھ پہ نے لائے بلا
چشم بد سے جو ہے لغزش کوہ کو | یزلقونک عیان پڑھ قرآن سے تو
احمد جون کوہ کو لغزش ہوئی | (پھسلا دین تجھکو) چشم بد سے راہ مین بے گل تری
ہو گئے حیران یہ لغزش کس لیے | مین نہ جانون خالی یہ علت سے ہی
آئی تا وحی اور انھین آگہ کیا | کہ نظر تم کو لگی ہے پر جفا
تجھ سوا ہوتا کوئی ہوتا وہ لا | ہوتا صید چشم اور ہوتا فنا
۵۲ چشم بد کے معنی آخر جان تو | ان یکاد اب چشم بد سے پڑھ نکو
لیکن عصمت نے بچایا ہے تجھے | اور یہ لغزش تھی نشان کیواسطے
لے تو عبرت اور کر انپر نظر | خود نمائی مت کر اے عاجز بشر
یا رسول اللہ ہر اک اُس دشت مین | چشم بد کو ڈالے کرگس پے وہین
وہ نظر سے چیرین کلہ شیر کا | تا کرے وہ شیر گریہ اور بکا
۵۳ اونٹ پر ڈالین نظر جو مرگ عام | اور پیچھے بھیجین اُسدم وہ غلام
کہ خرید اُس اونٹ کی چربی کو تو | راہ مین دیکھے مرا وہ اونٹ کو
بس مرض سے سر کٹا اُس اونٹ کا | دوڑ مین جو اسپ سے تھا وہ سوا
کہ حسد اور چشم بد سے بیگمان | سیر و گردش پھیرتا ہے آسمان
آب پوشیدہ عیان دولاب ہے | لیک گردش مین غرض ہی آب ہے
چشم بد کی چشم نیک آئی دوا | چشم بد کو کرتی پامال اور فنا

۵۱ پر طاؤس الخ ۴ شعر اپنا پر طاؤس چھوڑ اور پاؤن دیکھ تا کہ تجھپر چشم بد لائے چشم بد سے جو لغزش کوہ کو ہے یزلقونک کو جان اور قرآن سے پڑھ اور احمد کوہ مانند کو لغزش ہوئی چشم بد راہ مین بغیر گل تر کے حیران ہو گئے کہ یہ لغزش کسواسطے ہے مین نہین جانتا ہون کہ یہ خالی علت سے ہے تا وحی آئی اور انھین آگاہ کیا کہ تجھکو نظر بجفا لگی ہے اگر کوئی تیرے سوا ہوتا وہ لا ہوتا اور صید چشم ہوتا وہ فنا ہوتا یعنی تو اپنی صفات کو مت دیکھ اپنے لطف کو دیکھ کہ تا تجھکو غرور نہ پیدا ہو کیونکہ نظر بد حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی لگی ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

۵۲ چشم بد کے الخ ۵ شعر تو چشم بد سے پڑھ ولیکن عصمت نے تجھکو بچایا ہے اور یہ لغزش نشان کے واسطے تھی آگے اسکے حقائق ہین تو عبرت لے اور انپر نظر کر اور خود نمائی مت کر اے بشر عاجز آگے قول جبرئیل کا ہے یا رسول اللہ ہر ایک اُس دشت مین چشم بد کو کرگس پر ڈالتے ہین وہ نظر سے کلہ شیر کا چیرین تا کہ وہ شیر گریہ و بکا کرے یعنی تو عبرت پکڑ اور نظر کر لیکن خود نمائی مت کر باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲۔

۵۳ اونٹ پر الخ ۷ شعر اونٹ پر نظر ڈالین مانند مرگ عام کے اور پیچھے بھیجین اُسدم وہ غلام کہ تو اُس اونٹ کی چربی کو خرید پس راہ مین اسکو مرا دیکھے بس مرض سے اونٹ کا سر کٹا ہو دوڑ مین جو اسپ سے سوا تھا کہ حسد و چشم بد سے بیگمان سیر و گردش پھیرتا ہے آسمان کی یہ تمثال ہے آب پوشیدہ و عیان دولاب ہے ولیکن گردش مین غرض ہے آب سے چشم بد کی چشم نیک دوا ہوئی چشم بد کو پامال و فنا کرتی ہے سبق رحمت سچ ہے اور یہ نظر بد رحمت سے ہی چشم بد پر قہر و لعنت آئی ہے یعنے چشم بد کو چشم رحمت سے دوائی کہ چشم بد کو پامال و فنا کرتی ہے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲

سبق رحمت راست این از رحمت است | چشم بد محصول قهر و لعنت است
رحمتش بر نقمتش غالب شود | چیره زان شد هر نبی بر خصم خود
کو نتیجه رحمت ست و ضد او | از نتیجه قهر بود آن زشت رو
حرص بط یکتا ست آن پنجاه تاست | حرص و شهوت مار و منصب اژدهاست
حرص بط از شهوت حلق ست و فرج | در ریاست بیست چندان ست درج
از الوهیت زند در جاه لاف | طامع شرکت کجا باشد معاف
زلت آدم ز اشکم بود و باه | و آن ابلیس از تکبر بود و جاه
لاجرم او زود استغفار کرد | وین لعین از توبه استکبار کرد
حرص حلق و فرج هم از بدرگی ست | لیک منصب نیست آن اشکستگی ست
بیخ و شاخ این ریاست را اگر | باز گویم دفترے باید دگر
اسپ سرکش را عرب شیطانش خواند | نے ستوری را که در مرعی بماند
شیطنت گردنکشی بُد در لغت | مستحق لعنت آمد این صفت
صد خورنده گنجد اندر گرد خوان | دو ریاست جو نگنجد در جهان
او نخواهد کاین بود بر پشت خاک | تا پسر بکشد پدر را از اشتراک
آن شنیدستی که الملک عقیم | ترک خویشی کرد ملکت جو ز بیم
که عقیم ست و ورا فرزند نیست | همچو آتش با کسش پیوند نیست
هر چه یابد او بسوزد بر درد | چون نیابد هیچ خود را می خورد

سبق رحمت ہیچ وے رحمت سے ہی | چشم بد پر قہر و لعنت آئی ہے
رحمت اسکی قہر پر غالب ہے | ہر نبی دشمن پہ غالب اس لیے
کہ نتیجہ وہ ہین رحمت کے بھلا | انکا دشمن ہے نتیجہ قہر کا
ایک حصہ حرص بط اور وہ سوا | حرص و شہوت سانپ منصب اژدہا
حرص بط از شہوت حلق اور فرج | بیس درجہ پر ریاست مین ہے درج
جاہ مین مارا الوہیت سے لاف | ہووے کب شرکت کے طامع کو معاف
زلت آدم کی تھی پیٹ و رباہ سے | اور شیطان کے غرور و جاہ سے
اسلیے جلد اس نے استغفار کی | اور توبہ سے لعین نے سرکشی
حرص حلق و فرج ہے بدطینتی | پر نہین منصب وہ زلت ہی اخی
شاخ و جڑ مین اس ریاست کی ذرا | گر کہون ہو ایک دفتر دوسرا
اسپ سرکش کو عرب شیطان کہین | نے گدھون کو کہ چراگہ مین رہین
ہے یہ شیطانی لغت مین سرکشی | یہ صفت لعنت کے لائق ہو گئی
خوان پر سو کھانیوالے کھا سکین | دو رئیس اندر جہان نے آسکین
وہ نہ چاہے سرزمین پر کہ یہ ہو | مارے جو شرکت سے بیٹا باپ کو
وہ سنا تو نے کہ الملک عقیم | دور خویشی سے رئیس از راہ بیم
کہ ہے بانجھ اور اسکا نے فرزند ہے | مثل آتش وہ کسی سے نا ملے
پائے وہ جس چیز کو اسکو جلائے | جو نہ پائے کوئی شے خود کو وہ کھائے

۵۱ رحمت الخ ہ شعر اسکی رحمت قہر پر غالب رہے ہر ایک نبی اسواسطے دشمن پر غالب ہے کہ وہ نتیجہ رحمت کے ہین انکا دشمن قہر کا نتیجہ ہے حرص بط ایک حصہ اور وہ بت ہے حرص و شہوت سانپ اور منصب اژدہا ہے حرص بط شہوت حلق و فرج ہے بیس درجہ پر ریاست مین درج ہے جاہ مین الوہیت سے لاف ماری کب شرکت کے طامع کو معاف ہووے یعنی رحمت حق کی قہر پر غالب ہے اسواسطے نبی اللہ دشمن پر غالب ہے کیونکہ نبی اللہ نتیجہ رحمت ہین اور دشمن نتیجہ قہر کے ہین بط حرص سے زینت ریاست بیس درجہ بڑھ کے ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ ۵۲ زلت آدم الخ ہ شعر آدم کی زلت پیٹ و باہ سے تھی اور تکبر شیطان کا غرور و جاہ سے اسواسطے اسنے جلد استغفار کی اور شیطان لعین نے سرکشی کی حرص حلق و فرج کی بدطینتی ہے ولیکن منصب نہین ہے وہ زلت ہے اس ریاست کی شاخ و جڑ اصل مین ذرا کہون کہ تو ایک دفتر دوسرا ہو اہل عرب اسپ سرکش کو شیطان کہتے ہین نہ گدھون کو کہ چراگاہ مین رہین یہ شیطانی لغت مین سرکشی ہے پس یہ صفت لعنت کے لائق ہو گئی سو کھانے والے خوان پر کھا سکین اور دو رئیس جہان مین نہ آسکین یعنی اہل دنیا دو باہم نہ رہ سکین اور درویش سو باہم رہین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۳ وہ نہ چاہے الخ ہ شعر وہ نہ چاہے کہ سرزمین پر ہو شرکت کے سبب سے بیٹا باپ کو مارے تو نے وہ سنا کہ سرداران ملک بانجھ ہین اور رئیس عزیزون سے دور ہے از راہ خوف کے کہ بانجھ ہے اور اسکا فرزند نہین ہے اور مانند آتش کے وہ کسی سے نہین ملتا ہے وہ جس چیز کو پائے اسکو جلائے جو کوئی شے کو نہ پائے وہ خود کو کھائے فنا ہوا اور اسکے دانت سے چھوٹ مت جاہ کہ سنگدل مین حرص جبکہ فنا ہو سنگدل سے مت ڈر فقر مطلق کا سبق ہر ایک صبح لے یعنی ملک بانجھ ہے کہ رئیس شرکت کے خوف سے دوسرے کو نہین چاہتا ہے اور اسکا کوئی فرزند نہین ہوتا جبکہ تو فنا ہو کسی کے خوف نہ کہ فقر مطلق بے خوف ہے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲

ہیچ شو دارہ تو از دندان او / رحم کم جو از دل سندان او
چونکہ گشتی ہیچ از سندان مترس / ہر صباح از فقر مطلق گیر درس
ہست الوہیت ردای ذوالجلال / ہر کہ در پوشید وگردد وبال
تاج از آن اوست آن ما کمر / وای او کز حد خود دارد گذر
فتنۂ تست این پر طاؤسیت / کاشتراکت باید و قدوسیت

ہو فنا اور چھوٹ اُسکے دانت سے / چاہ مت کب سنگدل مین رحم کر
جو فنا ہو سنگدل سے مت ڈرے / فقر مطلق کا سبق ہر صبح لے
ہے الوہیت ردائے ذوالجلال (الوہیت چادر خدا کی ہے) / جو کہ اوڑھے اُسپے وہ ہووے وبال
تاج اسکو پٹکا ہم کو چاہیے / حیف اُسپر حد سے جو اپنی بڑھے
یہ پرِ طاؤس فتنہ ہے تجھے / وصل اور قدسی سے تجھکو چاہیے

حکایت آن حکیم کہ بہ طاؤس اعتراض کرد و جواب او

قصہ اُس حکیم کا کہ ایک طاؤس کو دیکھا کہ اپنے پر زیبا کو چونچ سے اُکھیڑ کر پھینکتا تھا

پر خود میکند طاؤسے بدشت / یک حکیمے رفتہ بود آنجا بگشت
گفت طاؤسا چنین پر سنی / بیدریغ از بیخ چون بر میکنی
خود دلت چون میدہد تا این حلل / بر کنی اندازیش اندر وحل
ہر پرت را از عزیزی و پسند / حافظان در طی مصحف می نہند
بہر تحریک ہوائے سودمند / از پر تو بادبیزن می کنند
این چہ ناشکری و چہ بیباکیست / تو نمیدانی کہ نقاشت کیست
یا ہمیدانی و نازے میکنی / قاصدا اقلع طرازی میکنی
ای بسا نازا کہ گردد آن گناہ / افگند مر بندہ را از چشم شاہ
نازکردن خوشتر آید از شکر / لیک کم خایش کہ گردد صد خطر
ایمن آبادست آن راہ نیاز / ترک نازش گیر و با آن رہ بساز

پر اُکھیڑے دشت مین طاؤس تھا / سیر کرتا اک حکیم اُس جا گیا
بولا اے طاؤس ایسے اپنے پر / کیون اکھیڑے جڑ سے بخوف و خطر
ایسا زیور تو گوارا کرتا ہے / کہ اُکھیڑے پھینکے کیچڑ مین لے
تیرے ہر اک پر کو اچھا جان کے / جلد مین قرآن کے حافظ رکھے
واسطے حرکت ہوائے خوب کے / کرتے ہین پنکھا پرونکو بس ترے
کیا یہ ناشکری و بیباکی ہے کیا / تو نہ جانے کون نقاش اب ترا
یا تو کرتا ناز ہے بس جان کے / اور نقاشی بگاڑے آپ سے
اے بہت ہین ناز کہ ہون وہ گناہ / کر دین بندہ کو سُبک وہ پیش شاہ
ناز کرنا ہے شکر سے خوش سوا / پر تو کم کھا کہ وہ ہووے سو بلا
امن سے آباد ہے راہِ نیاز / کر نیاز اب اختیار اور چھوڑ ناز

سلہ ہے الوہیت الخ ۳ شعر الوہیت چادر ہے خدا کی جو اوڑھے وہ سپر وبال ہووے تاج اُسکو اور پٹکا ہمکو چاہیے اُسپر حیف ہے کہ جو اپنی حد سے بڑھے یہ پر طاؤس سے تجکو فتنہ ہے تجھکو وصل و قدوسی چاہیے یعنی زینت دُنیا کی تجھپر آفت ہے تجھکو وصل و قدوسی چاہیے آگے زینت کا مثال بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ پر اکھیڑے الخ ۹ شعر ایک طاؤس دشت مین پر اُکھیڑتا تھا ایک حکیم اُس جا سیر کرتا ہوا آیا کہا کہ اے طاؤس اپنے ایسے پر کیون اُکھیڑتا ہے جڑ سے بے خوف خطر تو گوارا کرتا ہے کہ ایسا زیور اُکھاڑے کیچڑ مین اُسے پھینکے تیرے پر کو ہر ایک اچھا جان کر قرآن کی جلد مین حافظ رکھتا ہے اور واسطے حرکت ہوائے خوب کے پنکھا کرتے ہین تیرے پرون کو کیا یہ ناشکری و بیباکی ہے کہ تو نہ جانے نقاش تیرا کون ہے اور نقاشی آپ سے بگاڑتا ہے آگے اسکے حقائق ہین بہت سے ناز ہین کہ وہ گناہ ہوں اور بندہ کو سبک کر دین آگے شاہ کے تو ناز کرتا ہے خوش سوا شکر لب سے ولیکن تو کم کھا کہ وہ بلا ہووے یعنے ایسے بہت ناز نہین کر کہ وہ بادشاہ کے روبرو بندہ کو سُبک کر دیتے ہین پس اپنے ناز پر تو نازان نہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ امن سے الخ ۲ شعر راہ نیاز کی امن سے آباد ہے اب نیاز اختیار کر ناز چھوڑ دے اکثر بے بال و پر بے ناز کیا اور آخر کو وہ اپنا بلا کیا اگر ناز کی خوبی موٹا کرے تجھکو اسکا خوف نہان دُبلا کرے اگرچہ یہ نیاز اکثر لاغر کرے ولیکن قلب کو مانند قمر کے روشن کرے مردہ ہو کہ تا نکالے زندہ کو خدا پیدا مردہ سے زندہ کو کرتا ہے سدا جو پیدا زندہ کو مردہ سے کرے جو مرد ہو وہ بزرگی رکھے جو پیدا مردہ زندہ سے کرے نفس زندہ رغبت موت کی رکھے یعنی تو ناز کو چھوڑ اور نیاز اختیار کر کہ نیاز قلب کو مانند قمر کے روشن ہمیشہ کرتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲-

ای بسا ناز آوری زو پر و بال — آخر الامر آن بر آنکس شد وبال
خوبی ناز آوری بغرا از دست — نیم و ترس مضمرش بگداز دست
وین نیاز ار چه که لاغر میکند — صدر را چون بدر انور میکند
مرده شو تا مخرج الحی الصمد — زنده زین مرده بیرون آورد
چون ز مرده زنده بیرون میکشد — هر که مرده گشت او دارد رشد
چون ز زنده مرده بیرون میکند — نفس زنده سوی مرگی میتند
دی شوی بینی تو اخراج بهار — لیل گردی بینی ایلاج نهار
بر مکن این پر که نپذیرد رفو — رو مخراش از عزا ای خوبرو
آن چنین روی که چون شمس الضحیٰ ست — آنچنان رخ را خراشیدن خطاست
زخم ناخن بر چنان رخ کافریست — که رخ مه از فراق او گریست
یا نمی بینی تو روی خویش را — ترک کن خوی لجاج اندیش را

بال و پر بے ناز اکثر نے کیا — ہوگیا آخر کو وہ اُن پر بلا
ناز کی خوبی اگر موٹا کرے — تجھکو خوف اُسکا نہان دُبلا کرے
گرچہ لاغر یہ نیاز اکثر کرے — قلب کو مثل قمر انور کرے
مُردہ ہوتا مخرج الحی الصمد — پیدا مردہ سے کرے زندہ ابد
پیدا جو زندہ کو مردہ سے کرے — جو ہوا مردہ بزرگی وہ رکھے
پیدا جو مردہ کو زندہ سے کرے — نفس زندہ موت کی رغبت رکھے
ہو [1] خزان تو دیکھے اظہار بہار — لیل تو ہو دیکھ انوار نہار
مت اُکھیڑ ان پر کو نے ہوئی رفو — نوچ مت ماتم سے مُنہ ای خوبرو
ایسے مُنہ کو کہ ہو جون شمس الضحیٰ — ایسے رُخ کو نوچنا ہے بس خطا
زخم ناخن ایسے رُخ پر کفر ہے — کہ رُخ مہ روے اُسکے ہجر سے
یا نہین تو دیکھتا ہے اپنا رُو — چھوڑ دے اس عاجزی کی اپنی خو

در بیان آنکه صفا و سادگی نفس مطمئنه از فکرتها مشوش میشود چنانچه بر آئینه نویسی چون پاک کنی داغے نماید

بیان مین اسکے کہ صفائی دل سادگی نفس مطمئنہ کی فکر دل سے مشوش ہوتی ہے جیسے آئینہ پر تو لکھے جو اُسکو پاک کرے داغ دکھلائی دے

روی نفس مطمئنه در جسد — زخم ناخنهای فکرت میکند
فکرت بد ناخن پر زهر دان — میخراشد در تعمق روی جان
تا گشاید عقدهٔ اشکال را — در حدث کرده است زرین بیل را
عقده را بگشاده گیر ای منتهی — عقدهٔ سخت است بر کیسه تهی

روئے [2] نفس مطمئنہ ہے جسم سے — زخم ناخن فکر کا بس کھائے ہے
فکر بد کو ناخن پر زہر جان — سوچنے مین نوچتا ہے روے جان
تا کہ کھولے عقدۂ اشکال کو — گندگی مین ڈالے زرین بال کو
تو کھلا عقدہ سمجھ اے منتہی — خالی کیسے پر گرہ ہے سخت اجی

[1] ہو خزان الخ یہ شعر اگر تو خزان ہو اظہار بہار کا دیکھ اور اگر تو رات ہو تو نور دن کا دیکھ آگے رجوع بقصہ ہے پرون کو مت اُکھیڑ رفو نہو وے اور مُنہ ماتم سے مت نوچ اے خوبرو ایسے مُنہ کو کہ مثل آفتاب کے ہے روشن ایسے منہ کو نوچنا خطا ہے زخم ناخن ایسے رُخ پر کفر ہے کہ رُخ ماہ کا گریہ کرے اسکے ہجر سے یا اپنا منہ تو نہین دیکھتا ہے اس عاجزی کی اپنی خو کو چھوڑ دے یعنی صورت زیبا کو بیرونق نکرنا چاہیے کہ اس مین اسرار الٰہی بھرے ہین آگے صفائی نفس کا بیان ہے فافہم ۱۲۔

[2] روے نفس الخ یہ شعر روے نفس مطمئنہ تن سے زخم ناخن فکر کا کھاتا ہے تو فکر بد کو ناخن پر زہر جان کہ سوچنے مین رُخ جان کا نوچتا ہے مال کو ڈالے آگے اسکے حقائق ہین تو گرہ کھلی سمجھ اے منتہی کہ خالی کیسہ پر گرہ سخت ہے تو کھولے گرہون مین بوڑھا ہوا باقی گرہون کو کھلا سمجھ لے ہمارے گردن پر جو گرہین سخت ہین کہ تو نہین جانتا بد ہے یا نیک بخت ہے اگر تو جانے نیک ہے یا بد ہے وہ بہتر ہے فکر پُر آشوب سے یعنی تو عقدۂ مشکل کو فکر سے کھولتا ہے یہ امر مشکل ہے اگر تجھ کو تو نیک یا بد جانے یہ بہتر ہے فکر آشوب سے باقی حال اس کا آگے ہے فافہم ۱۲۔

در گشاد عقدہا گشتی تو پیر	عقدۂ چند دگر بکشادہ گیر	کھولے عقدے نین تو بوڑھا ہوا	اب سمجھ ان باقی عقدونکو کھلا
عقدۂ کان برگلوی ماست سخت	کہ ندانی کہ خسی یا نیک بخت	عقدے گردن پر ہمارے جو ہین سخت	کہ نجانے بد ہی تو یا نیک بخت
گر بدانی کہ شقیی یا سعید	آن بود بہتر ز فکر ہر عنید	گر تو جانے نیک ہے یا بد تو ہے	وہ ہے بہتر فکر پر آشوب سے
حل این اشکال کن گر آدمے	خرج این دم کن اگر صاحب دمے	گر تو اس مشکل کو حل کر مرد ہے	خرچ اس دم کر ہو صاحب دم جو
حد اعیان و عرض دانستہ گیر	حد خود را دان کزان نبود گزیر	حد جوہر اور عرض سمجھا تو جان	اپنی حد کو جان لے تو ای جوان
چون بدانی حد خود زین حد گریز	تا بہ بیحد در رسی ای خاک بیز	اپنی حد کو جان و بھاگ اس حد تو	تا کہ بیحد مین تو پہونچے ای نکو
عمر در محمول و در موضوع رفت	بے بصیرت عمر در مسموع رفت	عمر محمول اور موضوع مین گئی	بے بصیرت عمر مسموع مین گئی
ہر دلیلے بے نتیجہ و بے اثر	باطل آمد در نتیجہ خود نگر	ہے دلیل بے نتیجہ و بے اثر	باطل آئی کر نتیجہ پر نظر
جز بہ مصنوعی ندیدی صانعی	بر قیاس اقترانی قانعی	دیکھا نے صانع کو جز مصنوع کے	اور قیاس اقترانی پر رہے
میفزاید در وسائط فلسفی	از دلائل باز بر عکسش صفی	کرتا زیادہ ہے دلائل فلسفی	اندر اوسط کے ہی بر عکس صفی
این گریزد از دلیل و از حجیب	از پے مدلول سر بردہ بجیب	یہ دلائل اور حجب سے دور ہے	ہی مراقب واسطے مدلول کے
گر دخان او را دلیل آتش ست	بے دخان ما را درین آتش خوش ست	گر دھوان اسکو دلیل آتش کی ہی	بے دھوان ہمکو یہ آتش خوش دکھے
خاصہ این آتش کہ در قرب و ولا	از دخان نزدیک تر آمد بما	خاصۂ آتش کہ جب قرب مین	ہی دھوئین سے بیش و نزدیک اب ہمین
بس سیہ کاری بود رفتن ز خوان	بہر تخییلات خوان سوے دخان	یہ گنہگاری جانان خوان سے	بس دھوئین کے سو خیال خوان پے

در معنی حدیث لا رہبانیۃ فی الاسلام

بیان حدیث رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ لا رہبانیۃ فی الاسلام

"نہین ہی خصی کرنا اسلام مین"

برکمن پر را و دل برکن ازو	زانکہ شرط این جہاد آمد عدو	مت اکھیڑ اب تو دل اس سے بس اٹھا	اس جہان اندر عدو لازم ہوا

۱ گر تو اے شر تو اس مشکل کو حل کر اگر مرد ہے اور اس دم کو خرچ کر اگر صاحب دم ہے جوہر و عرض کی حد کو تو سمجھا جان تو اپنی حد کو جان لے ای جوان اپنی حد سے تا کہ تو بیحد مین پہونچے اے نیک عمر محمول و موضوع مین گئی بغیر بصیرت کے عمر مسموع مین گئی یہ دلیل بے نتیجہ و بے اثر ہے باطل آئی نتیجہ اپنے پر نظر کر صانع کو نہین دیکھا بجز مصنوع کے اور قیاس تامی پر رہے یعنی تو اس دار دنیا کو جان و بھاگ اس حد سے تا کہ تو بیحد مین پہونچے کیونکہ تیری عمر محمول و موضوع مین کہ اصطلاح منطق کی ہے یعنی علوم ظاہری مین تیری عمر گذری یہ نتیجہ باطل ہے تو نتیجہ پر نظر کر کیونکہ تو نے مصنوع کو دیکھا ہے صانع پر نظر نہین رکھی ہے اور مصنوع کو دیکھنا کفر ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔
۲ کرتا زیادہ الخ شعر فلسفی دلائل زیادہ کرتا ہے اوسط مین اور صوفی اسکے برعکس ہے کہ یہ صوفی دلائل و حجابون سے بھاگتا ہی اور مراقب ہے واسطے مدلول کے آگے اسکی مثال ہے اگرچہ اسکو دھوان آتش کی دلیل ہے بتدبیر بغیر دھوان کے یہ آتش رکھتی ہے خاصکر وہ آتش کہ محبت و قربت مین ہے دھوئین سے زیادہ نزدیک اب ہمین ہے خوان سے جانا یہ گنہگاری ہے دھوئین کی جانب خیال خوان پر یعنی فلسفی کے مانند دلائل سے مدلول کو سوچنا گمراہی ہے کہ مصنوع سے صانع کو ڈھونڈھتا ہی اور صوفی حق سے مشاہدہ کو پاتا ہے اور اس خواہشات کو طلب حق مین صرف کرتا ہی چنانچہ ان خواہشات کا بیان آگے ہی فافہم ۱۲۔ ۳ مت اکھیڑ الخ شعر تو مت اکھیڑ پر اور دل کو اس سے اٹھا اس جہان مین دشمن لازم ہوا جو دشمن نہو جہاد محال ہووے اگر شہوت نہو نسل و آل نہوے جو تجھکو رغبت نہو صبر نہووے جو دشمن نہو تو لشکر کسواسطے ہی تو خود کو خصی مت کر و رہبان نہو کیونکہ عفت شہوت کی گرو ہے سو ای نبی بغیر ہوا کے حکم نہ تھی کہ مردون پر غزا نہین کر سکتے تھے نفقہ دو تم فرمایا پس کسب کر کیونکہ بغیر آمد کے خرچ نہین ہوتا تو یعنی دشمن ہونے سے جہاد ہوتا ہی اگر دشمن نہوتا تو جہاد کس پر کرتا اسی طرح شہوت سے عفت ہی کیونکہ خرچ کیواسطے آمدنی لازم ہی

چون عدو نبود جہاد آمد محال ‖ شہوت ار نبود نباشد امتثال
صبر نبود چون نباشد میل تو ‖ خصم چون نبود چہ حاجت خیل تو
ہین مکن خود را خصی رہبان مشو ‖ زانکہ عفت ہست شہوت را گرو
بے ہوا نہی از ہوا ممکن نبود ‖ ہم غزا با مردگان نتوان نمود
انفقوا گفتست پس کسبے بکن ‖ زانکہ نبود خرج بے دخل کہن
گرچہ آورد انفقوا را مطلق او ‖ تو بخوان کہ اکسبوا ثم انفقوا
ہمچنین چون شاہ فرمود اصبروا ‖ رغبتے باید کزو یابے تو رو
پس کلوا از بہر دام شہوت ست ‖ بعد ازان لاتسرفوا آن عفت ست
چونکہ محمول بہ نبود لدیہ ‖ نیست ممکن بود محمول علیہ
چونکہ نبود رنج صبرے مر ترا ‖ شرط نبود پس فرو ناید جزا
حبذا آن شرط و شادا آن جزا ‖ آن جزای دل نواز جانفزا

جو نہو دشمن جہاد آئے محال ‖ گر نہو شہوت نہووے نسل و آل
صبر نے ہو جو نہ ہو رغبت تجھے ‖ جو نہو دشمن تو لشکر کس لیے
مت کر اپنے کو خصی رہبان نہو ‖ کیونکہ بس عفت ہی شہوت کے گرو
نے بھی ممکن نہی ہوا کے بے ہوا ‖ گر نہیں سکتے ہیں مردو نپر غزا
انفقوا فرمایا پس تو کسب کر[1] ‖ کیونکہ بے آمد نہ خرچ ہوای پسر
انفقوا کہتا ہے مطلق گرچہ وہ ‖ پر تو پڑھ کہ اکسبوا ثم انفقوا
ایسے ہی فرمایا حق نے اصبروا ‖ چاہیے رغبت کہ عزت پاؤ تو
پس کلوا ہے دام شہوت کیلیے ‖ بعدہ لاتسرفوا عفت سے ہے
بوجھ جبتک ہاتھ کے اندر نہو ‖ ہے نہیں ممکن کہ ہو حمال وہ
جو نہووے رنج نے شرط ہو تجھے ‖ صبر کرنا نے جزا تجھکو ملے
وہ عجب شرط اور عجب وہ ہی جزا ‖ وہ جزا ہی دل نواز اور جان فزا

در بیان آنکہ ثواب عمل عاشق ہم از حق است

بیان میں اسکے کہ ثواب عمل عاشق کا بھی خدائے عزوجل سے ہے

عاشقان را شادمانی و غم اوست ‖ دست مزد و اجرت خدمت ہم اوست
غیر معشوق ار تماشائی بود ‖ عشق نبود ہرزہ سودائی بود
عشق آن شعلہ ست کو چون بر فروخت ‖ ہر کہ جز معشوق باقی جملہ سوخت
تیغ لا در قتل غیر حق براند ‖ در نگر آخر کہ بعد لا چہ ماند
ماند الا اللہ باقی جملہ رفت ‖ شاد باش ای عشق شرکت سوز رفت
خود ہم او بود اولین و آخرین ‖ شرک جز از دیدۂ احول مبین

عاشقوں کی ہے خوشی اور غم وہی[2] ‖ اور اجرت خدمتوں کی ہم وہی
تو اگر دیکھے سوا معشوق کے ‖ وہ نہیں ہے عشق سودا ہی ہے
عشق شعلہ ہے کہ روشن ہووے جب ‖ بس جلا دے وہ سوا معشوق سب
ما سوا اللہ پر چلا تو تیغ لا ‖ دیکھ آخر بعد لا کے کیا رہا
سب گیا اور باقی الا اللہ رہا ‖ خوش تو ہو ای عشق سوزہا
خود وہی ہے اول اور آخر ہے وہ ‖ دیکھ مت جز چشم احول شرک کو

سلہ انفقوا الخ، شعر اگرچہ وہ مطلق انفقوا کہتا ہے ولیکن تو پڑھ کہ کسب کرو تم وپھر نفقہ دو تم اسی طرح حق نے فرمایا ہے صبر کرو تم رغبت چاہیے کہ عزت پاؤ تم اس کلوا ہے دام شہوت کے واسطے بعدہ لاتسرفوا ہی عفت سے آگے اسکی مثال ہے جب تک بوجھ ہاتھ میں نہو ممکن نہیں کہ وہ حمال ہو رنج نہو تجھکو صبر کرنا شرط نہیں ہے کہ جزا ہی اور وہ جزا دلنواز و جانفزا ہی کہ اور وہ جزا ہے جب تک رنج نہو تما صبر کی جزا نہ ملے گی پس یہ عجب شرط و جزا ہے کہ دلنواز و جانفزا ہے آگے ثواب اعمال عاشق کا بیان ہے فافہم ۱۲۔

سکہ عاشقوں کی الخ، شعر عاشقوں کی غم و خوشی وہی ہے اور اب اجرت خدمتوں میں بھی وہی ہے تو اگر سوا معشوق کے دیکھے وہ عشق نہیں ہے ولیکن سودا ہے عشق ایک شعلہ ہے جب روشن ہووے سوا معشوق کے سب کو جلاے ماسوا اللہ پر تو تیغ لا کو چلا اور آخر دیکھ کہ بعد لا کے کیا رہا سب گیا اور باقی الا اللہ رہا تو خوش ہو اے عشق ماسوا کے جلانیوالا خود اول وہی اور آخر وہی ہے تو مت دیکھ سوا چشم احول کے شرک دیکھنا تو اپنی خودی کو فنا کر بجز خدا کے کچھ باقی نہ رہے کیونکہ وہی اول اور وہی آخر ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲۔

ای عجب حسنی بود جز عکس آن — نیست تن را جنبشی از غیر جان
آن تنی را که بود در جان خلل — خوش نباشد گر بگیری در عسل
این کسی داند که روزی زنده بود — از کف این جان جان جامی ربود
وانکه چشم او ندیدست آن رخان — پیش او جانست این تف دخان
چون ندید او را عمر عبدالعزیز — پیش او عادل بود حجاج نیز
چون ندید او مار موسی را ثبات — در حبال السحر پندارد حیات
مرغ کو ناخورده است آب زلال — اندر آب شور دارد پر و بال
جز بضد ضد را همی نتوان شناخت — چون ببیند زخم بشناسد نواخت
لاجرم دنیا مقدم آمده است — تا بدانی قدر اقلیم الست
چون ازینجا وا رهی آنجا روی — در شکرخانهٔ ابد شاکر شوی
گوئی آنجا خاک را می بیختم — زین جهان پاک می بگریختم
گشته بودم قانع از گنجی بمار — شادمان بودم ز گلزاری بخار

یہ عجب[1] ہے حسن غیر عکس خدا — نے ہی جنبش جسم کو جان کے سوا
اور اس تن کو ہو جانین بھی خلل — خوش نہووے گر رکھین اندر عسل
وہ جانے کہ کبھی زندہ وہ تھا — جان جان کی ہاتھ سے جام اک پیا
آنکھ کو جسکی نہین وہ رخ دکھا — آگے اُسکے جان ہے اک ابخرا
جو نہ دیکھا عمر کو عبدالعزیز — اُسکو ہے حجاج عادل با تمیز
مار موسیٰ کو نہ دیکھا اُس نے جو — مار جانے سحر کی رسّی کو وہ
آب[2] شیرین کھایا نے جس مرغ نے — ہے وہ راغب اندر آب شور کے
ضد کو جز ضد جان سکتا ہے نہ وہ — نہ ہو زخمی جانے کب احسان کو
اس لیے دنیا مقدم آئی ہے — قدر تا ملک الستی جان لے
جو یہان سے چھوٹے جائے اُس جگہ — ہو شکر خانہ مین شاکر دائما
تو کہے مین خاک تھا وان چھانتا — اس جہان پاک سے تھا بھاگتا
تھا مین قانع گنج سے اک مار پر — اور خوش گلزار سے تھا خار پر

در بیان حدیث ما من میت الا و تمنی ان یموت قبل ما مات ان کان برا لیکون الی وصول البر اعجل و ان کان فاجرا لیقل فجوره صدق

تفسیر حدیث نبوی ما مات من یموت الا و تمنی ان یموت

نہین مرا ہے وہ کوئی کرتا ہے مگر وہ کہ آرزو کرے مرنے کی ۱۲

قبل ما مات ان کان برا لیکون الی وصول البر اعجل و

اول وقت مرنے سے اپنے اگر وہ نیک ہے تاکہ آرزو کرے وصول اصلح پہنچنے مین جلد تر پانے کو

ان کان فاجرا لیقل فجوره صدق

اگر وہ فاسق ہے پس تا کرے یہ کہ کم ہووے فسق اسکا سچ فرمایا ۱۲

ای دریغا پیش ازین بودی اجل — تا عذابم کم بدی اندر وجل
ہائے[3] اس سے پہلے گر آئی قضا — تا کہ کم ہوتا عذاب اندر بلا

سلہ یہ عجب الخ یعنی شعر یہ تعجب ہے کہ حسن ہو سوا عکس خدا کے جنبش جسم کو نہین ہے سوا جان کے اور اُس جسم کو کہ جان مین خلل ہو خوش نہووے اگر شہد مین رکھین یہ وہ جانے کہ کبھی وہ زندہ تھا اور جان جان کے ہاتھ سے ایک جام پیا جس کی آنکھ کو وہ رُخ نہین دکھا اُس کے آگے جان ایک ابخرات ہے یعنی یہ حسن عکس خدا کا ہے کہ جسم کو جان سے جنبش ہے اور جسکی آنکھ کو وہ رُخ نہین دکھا اُسکے آگے جان ابخرات ہے آگے اسکی مثال ہے جو نہ دیکھا عمر عبدالعزیز کو اسکو حجاج عادل و با تمیز ہے جو مار موسیٰ کو اُسنے نہ دیکھا سحر کی رسّی کو وہ مار جانے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ آب شیرین الخ یعنی شعر جس مرغ نے آب شیرین نہ کھایا وہ راغب آب شور کا ہوا ضد کو بجز ضد کے وہ جان نہین سکتا ہے زخمی نہو تو کب جان سکتا ہے احسان کو اسواسطے دُنیا مقدم آئی ہے قدر تا ملک الستی کی جان لے جو یہان سے چھوٹے تو اُس جگہ جا اور شکر خانہ مین شاکر ہمیشہ ہووے تو کہے کہ مین وہان خاک چھانتا تھا اور اس جہان پاک سے الگ بھاگتا تھا مین گنج سے ایک مار پر قانع تھا اور گلزار سے ایک خار پر خوش یعنی دُنیا کو اسواسطے عقبیٰ پر مقدم کیا ہے کہ تا ضد سے اور قدر ملک الستی کو پہچانے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ ہائے پہلے الخ یعنی شعر افسوس اگر اس سے پہلے قضا آتی تاکہ عذاب بلا مین کم ہوتا اسواسطے اس سلطان نے فرمایا ہے کہ جو مرا اور اس جسم سے گیا اسکو حسرت نہوتی اس موت سے ولیکن حسرت ہوتی قصور فوت سے جو کہ مرتا ہے پس تمنا کرتا ہے کہ کاش اول انتقال ہوتا مجھکو اگر مین بد ہوتا کمی بدی ہوتی اور جلد گھر آتا جو ہوتا متقی وہ یہ کہے کہ مین بے خبر رہا مین نے دم بدم پردہ زیادہ کیا یعنی اگر مین جلدی مرجاتا تو اس بلا مین نہ پھنستا باقی حال آگے ہے

زان بفرمودہ‌ست آن نیکو رسول — کہ ہر آن کو مُرد و کرد از تن نزول
نبود او را حسرت نقلان و موت — لیک باشد حسرت تقصیر و فوت
ہر کہ میرد خود تمنا باشدش — کہ بدی زین بیش نقل و مقصدش
گر بدی بد تا بدی کمتر بدی — ور تقی تا خانہ زو برآمدی
گوید آن بد بیخبر مے بودہ ام — دمبدم من پردہ می افزودہ ام
گر ازین زوتر مرا معبر بدے — این حجاب و پردہ ام کمتر بدے
از حریصی کم دران روی قنوع — وز تکبر کم دران چہرہ خشوع
ہمچنین از بخل کم در روی جود — وز بلیسے چہرۂ خوب سجود
برمکن آن پرِ خلد آرای را — بر مکن آن پرِ رہ پیمای را

اس لیے فرمایا اُس سلطان نے — کہ مرا جو اور گیا اس جسم سے
نہ اُسے حسرت ہوئی اس موت سے — پر ہوئی حسرت قصور و فوت سے
جو کہ مرتا ہے تمنا بس رکھے — کاش ہوتا انتقال ول مجھے
ہوتا اگر بد تو کمی ہوتی بدی — جلد گھر آتا جو ہوتا متقی
کہوے وہ بد بیخبر بس مین رہا — مین نے پردہ دمبدم زیادہ کیا
ہوتا اگر جلدی گذر اس سے مجھے — یہ حجاب و پردے کم ہوتے مجھے
پھاڑ کم روی قناعت حرص سے — اور چہرہ عجز از رہ کبر کے
بخل سے کم پھاڑ تو رخسار جود — اور ابلیسی سے تو روی سجود
مت اُکھیڑ اس پر خلد آرا کو تو — مت اُکھیڑ اس پر رہ پیما کو تو

پشیمان شدن آن حکیم ازان سوال بجہت گریہ طاؤس

پشیمان ہونا اُس حکیم کا اُس سوال سے بسبب گریہ کرنے طاؤس کے

چون شنید آن پند در وی بنگریست — بعد ازان در نوحہ آمد میگریست
نوحہ و گریہ دراز و دردمند — ہر کہ آنجا بود در گریہ اش فگند
وانکہ میپرسید پر کندن ز چیست — بیجوابی شد پشیمان میگریست
کز فضولی من چرا پرسیدمش — او ز غم پر بود شورانیدمش
میچکید از چشم او بر خاک آب — اندران ہر قطرہ مدرج صد جواب
میچکید از چشم او گریہ بخاک — ناک گل میشد ز تحت سہناک
گریہ با صدق بر جانہا زند — تا کہ چرخ و عرش را گریان کند

جو سنی پند اُسکو وہ تکنے لگا — بعد اُسکے گریہ وہ کرنے لگا
اسقدر زاری و بس گریہ کیا — جو کوئی اُس جا پہ تھا رونے لگا
پر کا باعث جو کوئی تھا پوچھتا — لا جواب اک ہو پشیمان چھپتا
کہ اُسے شوخی سے پوچھا کس لیے — وہ تو غم سے پُر تھا چھیڑا کس لیے
خاک پر ٹپکے تھا چشم اُسکی سے آب — اور ہر قطرہ میں پڑتے سو جواب
چشم سے آنسو ٹپکتے خاک پے — خاک گل ہوتی تھی اُسکے اشک سے
گریہ سچا بس اثر دے جان پے — تا کہ چرخ و عرش کو گریان کرے

سلہ ہوتا اگر جلدی الخ یہ شعر اگر جلدی گذر اس سے مجھکو ہوتا یہ حجاب و پردے مجھے کم ہوتے روے قناعت کم پھاڑ تا حرص سے اور چہرہ عجز کو از راہ کبر کے بخل سے کم پھاڑ رخسار جود کو، ورا بلیسی سے روے سجود کو آگے رجوع بقصہ ہے تو مت اکھیڑ اسپر خلد آرا کو اور مت اکھیڑ اُس پر راہ پیما کو یعنی اس آرائش دُنیا کو تو جلد درست کر کر حصول جنتی کی یہ کھیتی ہے آگے پشیمانی حکیم کا بیان ہے فافہم ۱۲۔

سلہ جو سنی پند الخ یہ شعر جو یہ پند سنی وہ اُسکو تکنے لگا بعدہ وہ گریہ کرنے لگا اسقدر گریہ و زاری کیا کہ جو اُس جگہ تھا رونے لگا جو کوئی پر کا باعث پوچھتا تھا لا جواب ہو کر پشیمان چھپتا تھا کہ اُسکو شوخی پوچھتا تھا کسواسطے وہ تو غم سے پُر تھا چھیڑا کسواسطے خاک پر اُسکی چشم سے آب ٹپکتا تھا اور ہر ایک قطرہ مین سو جواب پڑتے آنسو چشم سے خاک پر ٹپکتے تھے اور خاک گل ہوتی تھی اُسکی اشک سے آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲۔

سلہ گریہ سچا الخ یہ شعر سچا گریہ جان پر اثر دیتا ہے تاکہ چرخ و عرش کو گریان کرے گریہ جھوٹا شورش نہین رکھتا ہے اسواسطے دیوانہ گریہ کو ہنستا ہے سب عقل و دل ہین عرش کے بیگمان اور نور عرش سے بے پردہ جیتے ہین یعنی گریہ صادق دل مین اثر کرتا ہے اور جھوٹا دل و سوزش نہین رکھتا ہے آگے عقل و روح کی قید کا بیان ہے فافہم ۱۲۔

گریهٔ بی صدق بی سوزش بود / دیو آن بر گریه‌اش خندان شود
عقلها و دلها بگمانی عرشیند / بی حجاب از نور عرشی می زیند

جھوٹا گریہ بس نہیں سوزش رکھے / دیو اُس گریہ پہ ہنستا اسلیے
عقل و دل ہیں بگمان سب عرش کے / جیتے ہیں بے پردہ نور عرش سے

در بیان آنکه عقل و روح از عالم علوی اینجا مثل هاروت و ماروت بچاه بابل مقید اند

بیان اُسکے کہ عقل و روح آب و گل میں قید ہیں مانند ہاروت و ماروت کے چاہ بابل میں

همچو هاروت و چو ماروت آن دو پاک / بسته اند اینجا بچاه سهمناک
عالم سفلی و شهوانی درانـد / اندرین چه گشته اند از جرم بند
سحر و ضد سحر را بی اختیار / زین دو آموزند نیکان و شرار
لیک اول پند بدهندش که هین / سحر را از ما میاموز و مچین
ما میاموزیم این سحر ای فلان / از برای ابتلا و امتحان
کامتحان را شرط باید اختیار / اختیاری نبودت بی اقتدار
میلها همچون سگان خفته اند / اندر ایشان خیر و شر بنهفته اند
چونکه قدرت نیست خفتند این رده / همچو هیزم پاره‌ها و تن زده
تا که مرداری درآید در میان / نفخ صور حرص کوبد بر سگان
چون دران کوچه خری مردار شد / صد سگ خفته بدان بیدار شد
حرصهای رفته اندر کتم غیب / تاختن آورد و سر برزد ز جیب
مو بموی هر سگی دندان شده / وز برای حیله دم جنبان شده

مثل[51] ہاروت اور ماروت آتے ہیں / پر مقید ہیں وہ دونوں چاہ میں
عالم سفلی و شہوانی میں جو / جرم سے قیدی ہوئے ہیں چہ میں وہ
سحر و ضد سحر کو بے اختیار / سیکھتے ان دو سے ہیں نیک و شرار
لیکن اول وہ نصیحت کرتے ہیں / کہ نہ سیکھو سحر ہم سے چاہ میں
ہم سکھاتے سحر ہیں اے فلان / آزمایش اور بہر امتحان
امتحان کی شرط ہے بس اختیار / اختیار اُسنے تجھے بے اقتدار
رغبتیں[52] سوئی ہوئی ہیں جون سگان / خیر و شر ہیں اُنکے اندر بس نہان
جو نہ قدرت ہو تو وہ ہیں خواب میں / مثل ہیزم پارہ وہ خاموش ہیں
تا کہ اک مردار آ کے درمیان / پھونکے صور حرص کتوں پر وہان
جو کہ اس کوچہ میں خر مردار ہو / اُس سے صدہا خفتہ سگ بیدار ہوں
جو گئی حرصیں ہیں پردہ غیب میں / دوڑ لائیں اور وہ حملہ کریں
مو[53] بمو ہر ایک کتا دانت ہو / اور حیلے سے ہلائے دُم کو وہ

[51] مثل ہاروت الخ۔ شعر ہاروت و ماروت کے مانند روح و عقل آئے ہیں ولیکن چاہ میں یہاں مقید ہیں عالم سفلی و شہوانی میں جو جرم سے قیدی ہوئے ہیں چاہ میں سحر و ضد سحر کو بے اختیار ان دو سے سیکھتے ہیں نیک اور شریر ولیکن وہ اول نصیحت کرتے ہیں کہ ہم سے سحر مت سیکھو اندر چاہ کے یہ سحر ہم سکھاتے ہیں آزمایش اور واسطے امتحان کے شرط اختیار ہے اختیار تجھکو نہیں ہے بغیر اقتدار کے یعنی امتحان اختیار میں ہوتا ہے اور اختیار بغیر اقتدار کے غیر ممکن ہے جبکہ اقتدار نہیں ہے تو سحر سکھانا جائز ہے آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲ [52] رغبتیں الخ۔ شعر رغبتیں سوئی ہوئی ہیں مانند سگوں کے کہ خیر و شر انکے اندر پوشیدہ ہیں جو قدرت نہیں ہے تو وہ خواب میں ہیں مانند پارہ ہیزم کے وہ خاموش ہیں تا کہ ایک مردار میدان میں آئے اور وہان حرص کتوں پر صور پھونکے وہ کہ اس کوچہ میں خر مردار ہو اُس سے صدہا سگ خفتہ بیدار ہوں جو حرصیں پردۂ غیب میں گئیں وہ دوڑ لائیں اور حملہ کریں یعنی بسبب قدرت نہونیکے رغبت خفتہ ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [53] مو بمو الخ۔ شعر ہر ایک کتا مو بمو دانت ہو اور حیلہ سے وہ دُم کو ہلائے نیچے کا دم حیلہ اور اوپر کا غضب مانند ضعیف آتش کے جب لکڑی سے ملے شعلہ شعلہ اُسکو باطن سے پہونچے آسمان تک شعلہ و دھوان اُسکا اُٹھے ایسے سو گئے بدن میں خفتہ ہیں جو شکار نہیں ہے تو پوشیدہ ہیں آگے مثال دیگر ہے یا باز کے مانند آنکھیں سلی ہیں اور عشق شکار سے جلتا ہے جب ٹوپی اُتاری اور شکار دیکھے پس اُسدم کوہسار کا طواف کرے یعنی باز کے مانند خواہش رکھتا ہے اور اندھے پن سے ناچار ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

نیم زیرش حیله و بالا غضب   چون ضعیف آتش که او یابد حطب
شعله شعله میرسد از لامکان   میرود دود و لهب تا آسمان
صد چنین سگ اندرین تن خفته اند   چون شکاری نیستشان بنهفته اند
یا چو بازان دیده ها دوخته   در حجاب از عشق صیدے سوخته
تا کله برداری و بیند شکار   آنگهان سازد طواف کوهسار
شهوت رنجور ساکن می شود   خاطر او سوے صحت می رود
چون بہ بیند نان و سیب و خربزه   در مصاف آید مزه و خوف بزه
ور بود صابر دیدن آن سود اوست   آن تهیج طبع سستش را نکوست
ور نباشد صبر پس نادیده به   تیر دور اولی ز مرد بے زره
باز گرد و کن حکایت را تمام   تا چه گفت اندر جوابش والسلام

بچھلا دھڑ حیلہ غضب و پر کا ہی   جون ضعیف آتش کہ جب لکڑی ملے[1]
شعلہ شعلہ پہونچے باطن سے اسی   تا فلک شعلہ دھوان اسکا اٹھی
ایسے سو کتے بدن مین خفتہ ہین   جو نہین ہی صید تو پوشیدہ ہین
یا مثال باز دیدے ہین سلے   اور حجاب پردہ مین عشق صید سے
جب اتاری ٹوپی اور دیکھے شکار   بس کرے اسدم طواف کوہسار
خواہش بیمار ساکن ہوے ہے   خاطر اسکی سوے صحت جاہی ہے
جبکہ دیکھے سیب و خربوزہ و نان   خوف و خطا کی جو لڑائی درمیان
گر ہے صابر دیکھنا سود اسکو دے   طبع سست اسکی کو خواہش نیک ہے
گر نہ صابر ہو نہ بہتر دیکھنا   بے زرہ سے تیر بہتر ہے جدا
پھر تو لوٹ اور کر حکایت کو تمام   تا جواب اسکا دیا کیا والسلام

جواب دادن طاؤس مرد حکیم را

جواب دینا طاؤس کا اُس سائل کو

بشنو اکنون تو ز طاؤس آن جواب   تا بدانی ہر نکوئی را خطاب
چون ز گریه فارغ آمد گفت رو   که تو هستی رنگ و بوے را گرو
آن نمی بینی که هر سو صد بلا   سوے من آید پے این بالها
اے بسا صیاد بے رحمت مدام   بهر این پرها نهند هر سوے دام
چند تیر انداز بهر بالها   تیر سوے من کشد اندر هوا
چون ندارم زور و ضبط خویشتن   زین قضا و زین بلا و زین فتن
آن به آید که شوم زشت و کره   تا بوم ایمن درین کهسار و ده

اب سنو طاؤس کا تم وہ جواب   تا کہ ہر نیکون کا تم جانو خطاب[2]
جو ہوا گریہ سے فارغ بولا جا   کہ تو اب ہے رنگ و بو کا مبتلا
تو نہ دیکھے سو بلا ہر سمت سے   میرے سو آئے پرون کیواسطے
ای بہت صیاد بیرحم اب مدام   ان پرون کیواسطے رکھتے ہین دام
چند تیر انداز پر کے واسطے   میرے اوپر تیر ہین بس مارتے
نی حفاظت خود کی طاقت ہے مجھے   اس قضا سے اور اس آفات سے
ہے یہ بہتر کہ مین بد صورت ہون[3]   تا کہ کوہ و دشت مین ایمن ہون

[1] خواہش الخ یہ شعر خواہش بیمار کی ساکن ہوتی اور اسکی خاطر صحت کے جانب جاتی ہے جبکہ سیب و خربزہ و نان دیکھے خوف و خطا کی لڑائی درمیان ہو اگر صابر ہے اسکو دیکھنا فائدہ دے اسکی طبع سست کو خواہش نیک ہے اگر صابر نہو دیکھنا بہتر نہین بے زرہ تیر جدا بہتر ہے تو پھر لوٹ اور حکایت تمام کر تا اسکا جواب کیا دیا والسلام یعنے خواہش رکھتا ہے اگر صابر ہے دیکھنا نفع دے اور اگر صابر نہین ہے تو نہ دیکھنا بہتر ہے آگے جواب طاؤس کا ہے فافہم ۱۲ [2] اب سنو الخ یہ شعر اب سنو طاؤس کا وہ جواب تا کہ ہر نیکون کا تم خطاب جانو جو گریہ سے فارغ ہوا کہا جا تو اب ہے رنگ و بو کا مبتلا تو نہین دیکھتا ہے کہ ہر سمت سے سو بلا آتی ہی میرے پرون کے واسطے اے بہت صیاد بیرحم اب مدام ان پرون کے واسطے دام رکھتے ہین چند تیر انداز پر کے واسطے میرے اوپر تیر مارتے ہین مجکو طاقت خود کی حفاظت کی نہین ہے اس قضا اور اس آفات سے یعنے زینت دنیا سے خود کی حفاظت کرنا مشکل ہے کہ اسپر سو بلا آتی ہے باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲ [3] ہے یہ بہتر الخ یہ شعر وہ بہتر ہے کہ مین بد صورت ہون تا کہ کوہ و دشت مین ایمن رہون اور مین اپنا یک یک پر اکھیڑون تا ہر ایک نیک و بد دام مین نہ پھانسے مجکو جان بہتر ہے تن ابتر ہوا اور جان باقی رہے یہ ہتھیار میرے نخوت کے ہوے اہل نخوتون کو سو بلا ہے یعنے اپنے زینت کو مین چھوڑون کہ میری جان بچے آگے تیر آفت کے بیان مین فافہم ۱۲

برکنم پرہای خود را یک بیک	تا نیندازد بدامم ہر کلاک	اور اکھیڑون اپنا پر مین ایک ایک	تا نہ پھانسے دام مین ہر شہ یک
نزد من جان بہتر از بال و پرست	جان بماند باقی و تن ابترست	جان بہتر مجھکو بال و پر سے ہی	تن ہوا ابتر اور جان باقی رہے
این سلاح عجب من شد ای فتیٰ	عجب آرد معجبان را صد بلا	یہ ہوا ہتھیار نخوت کا مرا	نخوت اہل نخوتون کو سو بلا

در بیان آنکه هنرها و زیرکیها چون پر طاوس آفت اند

بیان مین اسکے کہ ہنر اور ہوشیاریان مانند طاوس کے آفت ہین

پس ہنر آمد ہلاکت خام را	کز پے دانہ نبیند دام را	ہین ہنر بہر ہلاکت خام کے[1]	کہ نہ دیکھے دام دانہ کے لیے
اختیار آنرا نکو باشد کہ او	مالک خود باشد اندر اتقو	اختیار اب نیک اسکو ہو کہ وہ	مالک اپنا اتقا مین ہے جو
چون نباشد حفظ و تقوی زینہار	دور کن آلت بینداز اختیار	حفظ و تقوی جو نہووے زینہار	دور کر ہتھیار و چھوڑ اب اختیار
جلوہ گاہ و اختیارم این پرست	برکنم پر را کہ در قصد سرست	اختیار و جلوہ گر پر ہے مرا	پر اکھیڑون کہ یہ چہتا ہے بلا
نیست انکار و پر خود را صبور	تا پرش در نفگند در شر و شور	صابر اپنے پر کو جانے نیست ہے	تیرا سے شور و شر مین پر اسے
پس زیانش نیست پر گو بر مکن	گر رسد تیرے بپیش آرد مجن	نے زیان دکھے نوچ اپنی یہ پر	تیر گر آئے تو کر آگے سپر
لیک بر من پر زیبا دشمنی ست	چونکہ از جلوہ گری صبرم نیست	پر زیبا میرا دشمن ہی ولے	صبر نے جلوہ گری سے جو مجھے
گر بدی صبر و حفاظم راہبر	بر فزودی ز اختیارم کر و فر	صبر گر ہوتا مرا بس راہبر	کرتا افزون اختیار اب کر و فر
ہمچو طفلم یا چو مست اندر فتن	نیست لائق تیغ اندر دست من	مثل طفل مست فتنے مین ہین[2]	نے ہی لائق تیغ میرے ہاتھ مین
گر مرا عقلے بدستے منزجر	تیغ اندر دست من بودی ظفر	عقل میری جو ہوتی ترسندہ اگر	تیغ میرے ہاتھ مین ہوتی ظفر
عقل باید نور دہ چون آفتاب	تا زند تیغے کہ نبود جز صواب	نور بخش ہو عقل مثل آفتاب	تیغ تا مارے کہ نہ ہو جز صواب
چون ندارم عقل تابان و صلاح	پس چرا در چاہ نندازم سلاح	جو نہین رکھتا ہون عقل نکو	کیون نہ پھینکون چاہ مین ہتھیار کو
در چہ اندازم کنون تیغ و مجن	کاین سلاح خصم من خواہد شدن	چاہ مین تیغ و سپر ڈالون مرے	جملہ یہ ہتھیار دشمن ہین بنے

[1] ہین ہنر الخ یہ شعر ہنر واسطے ہلاکت خام کے آیا ہے کہ دام واسطے دانہ کے نہ دیکھے اسکو اختیار اب نیک ہو کہ وہ مالک اپنا پرہیزگاری مین از بسکہ ہو حفظ و تقوے جو نہ ہرگز ہووے ہتھیار دور کر اور اختیار چھوڑ اختیار و جلوہ گاہ میرا پر ہے بس پر کو اکھیڑون کہ یہ بلا چاہتا ہے صابر اپنے پر کو نیست جانے جائے تاکہ شور و شر مین پر اسے نہ ڈالے نہ زیان ہے کہ دے صابر کو اپنے پر مت اکھیڑ اگر تیر آئے تو آگے اپنے سپر کو پر زیبا میرا دشمن ہے جو صبر نہین ہے جلوہ گری سے مجکو اگر میرا صبر راہ پر ہوتا زیادہ کرو فر اختیار کرنا یعنی صابر کو زینت دینا ہلاکت مین نہین ڈالتی ہے اور صبر کو صبر کے چونکہ مجکو صبر نہین ہے اسواسطے مین اپنی زینت کو دور کرتا ہون آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲ [2] مثل طفل مست فتنہ الخ یہ شعر مست و طفل کے مانند ہین فتنہ مین ہون میرے ہاتھ مین تیغ لائق نہین ہے اگر میری عقل ترسندہ ہوتی تو میرے ہاتھ مین تیغ ظفر ہوتی عقل نور بخش ہو مانند آفتاب کے تا تلوار مارے کہ بجز صواب کے نہو جو مین عقل نکو نہین رکھتا ہون مین کیون نہ پھینکون چاہ مین ہتھیار کو تیغ و سپر کیون نہ ڈالون چاہ مین یہ جملہ ہتھیار میرے دشمن ہونگے جو مجکو زد و پاری دیتے ہیں تیغ چھینے وہ اور مجھپر وار کرے یعنی عقل میری نیک ہوتی تو ان ہتھیار زینت کو مین چاہ مین نہ پھینکتا جو عقل میری نیک نہین ہے ان ہتھیار کو چاہ مین ڈالنا چاہیے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

چون ندارم زور یاری وسند / تیغ او بستاند و بر من زند
رغم این نفس وقیحہ خوے را / کہ نخوشم رو خراشد روے را
تا شود کم این جمال این کمال / چون نماند زد کم افتد وبال
چون بدین نیت خراشم بزہ نیست / کہ بزخم این روے را پوشیدہ نیست
گر دلم خوے ستیزی داشتی / روی خوبم جز صفا نفراشتی
چون ندیدم زور و فرہنگ صلاح / خصم دیدم زود بشکستم سلاح
تا نگردد تیغ من اورا کمال / تا نگردد خنجرم بر من وبال
می گریزم تا رگم جنبان بود / کی فرار از خویشتن آسان بود
آنکہ از غیرے بود اورا فرار / چون ازو ببرید او گیرد قرار
من کہ خصمم ہم منم اندر گریز / تا ابد کار من آمد خیز خیز
نے بہندست ایمن و نے در چین / آنکہ خصم اوست سایہ خویشتن

جو نہیں ہے زور اور یاری مجھے / تیغ چھینے وار وہ مجھ پر کرے
برخلاف[۱] اس نفس بدخو کے اگر / نے چھپاؤن رُخ کو چھیلے بیشتر
تاکہ کم ہو یہ جمال اور یہ کمال / جو نہ رہوے آئے کم مجھ پر وبال
اس نیت سے جو مین چھیلون جرم ہے / لائق پنہان ہی یہ رُخ زخم سے
میرے دل مین ہوتی گر چھینے کی خو / بس صفائی رکھتا میرا خوبرو
جو نہ دیکھا زور اور عقل نکو / دیکھا دشمن توڑا جلد ہتھیار کو
تا نہ میری تیغ اُسکو ہو کمال / تا نہ خنجر میرا مجھ پر ہو وبال
بھاگون مین جبتک کہ طاقت ہے مجھے / بھاگنا اپنے سے کب آسان ہے
جس[۲] کسی کو غیر سے ہے بس فرار / جو کہ اُس سے بھاگے وہ پائے قرار
مین ہون دشمن اپنا بھاگون آپ سے / بھاگنا میرا ہمیشہ کام ہے
نہ زمین نے ہند مین امان اُسے / جسکا سایہ دشمن اپنا آپ ہے

در صفت آن بے خود کہ در بقای حق فانی شدہ است

وصف مین اس بے خود کے کہ بقاے حق سُبحانہ تعالیٰ مین فانی ہوا ہے

چون فناش از فقر پیرایہ شود / او محمد وار بے سایہ شود
فقر فخری را فنا پیرایہ شد / چون زبانہ شمع او بی سایہ شد
شمع شد جملہ زبانہ پا و سر / سایہ را نبود بگرد او گذر

فقر[۳] سے جسکا ہے پیرایہ فنا / مثل احمد کے وہ بے سایہ ہوا
فقر فخری کی ہوئی پوشش فنا / مثل شعلہ شمع بے سایہ ہوا
شمع کل شعلہ ہوئی تا پا و سر / کب ہو اُسکے گرد سایہ کا گذر

سلہ برخلاف الخ، شعر برخلاف اس نفس بدخو کے اگر نہ چھپاؤن رُخ کو بیشتر چھیلے تاکہ یہ جمال وکمال کم ہو جو نہ رہوے مجھ پر وبال کم آئے اگر اس نیت سے مین چھیلون جرم نہین ہے لائق باشیدگی کے ہے یہ رُخ زخم سے اگر میرے دل کو چھینے کی خو ہوتی بس صفائی میرا روے خوب رکھتا ہون عقل نکو نہ دیکھا دشمن دیکھا جلد توڑا ہتھیار کو تاکہ تیغ میری اسکو کمال نہو تا خنجر میرا مجھ پر وبال نہو مین بھاگون جبتک مجھکو طاقت ہے خود سے بھاگنا کب آسان ہے یعنی برخلاف اس نفس کے اگر رُخ کو نہ چھپاؤن زیادہ چھپے جب تک طاقت ہے مین بھاگون کیونکہ خود سے بھاگنا کب آسان ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲؛ سلہ جس کسی کو الخ ۲ شعر جسکو غیر سے گریز ہے جو اس سے بھاگے وہ قرار پانے مین اپنا دشمن ہون آپ سے بھاگتا ہون میرا ہمیشہ بھاگنا کام ہے آگے حقائق ہین نہ زمین نہ ہند مین اُسکو امن ہے جسکا ساتھ اپنا آپ دشمن ہے یعنی مین اپنا دشمن آپ ہون کہ اپنے سے آپ بھاگتا ہون آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲۔

سلہ فقر سے الخ ۹ شعر جسکا فقر سے پیرایہ فنا ہے احمد کے مانند وہ بے سایہ ہوا فقر فخری کی پوشش فنا ہوئی مانند شعلہ شمع کے بے سایہ ہوا آگے اسکی مثال ہے شمع کل شعلہ ہوئی سر سے پا تک کب اُسکے گرد سایہ کو گذر ہو موم خود سے اور سایہ بھاگا شعاع مین کہ شمع نے گلایا شمع نے کہا کہ جسکو ڈالا اپنے واسطے فنا مین موم نے کہا کہ مین بھی فنا مین خود گیا ہے شعاع فرحمد باقی سے ہے نہ یہ شعاع شمع سے ہے شمع آتش مین بالکل فنا ہوئی نہ وہ شمع کا اثر دیکھے وہ ضیاء فرع ظلمت مین ظاہر ہو آشکار ایک شکل آتش کی موم سے پائدار ہے شمع تن کی آب موم سے خلاف ہے جو وہ کم ہوا اُسکا نور بڑا ہے یعنی روشنی تن کی باقی اور شعاع شمع کی فانی ہے پس شعاع حق کی خلاف موم ہے کہ جو وہ کم ہوا اُسکا نور زیادہ بڑھے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲۔

موم از خویش و زسایہ درگریخت / در شعاع از بہر آنکہ شمع ریخت
موم بھاگا خود سے اور بس سایہ سے / پس شعاع مین کر گلا یا شمع نے

گفت از بہر فنایت ریختم / گفت من ہم در فنا بگریختم
بولی تجھکو ڈالا بہر خود فنا / بولا بس مین بھی فنا مین خود گیا

این شعاع باقی آمد مفترض / نے شعاع شمع فانی عرض
ہی شعاع فرض اور باقی ہے یہ / نے شعاع شمع فانی ہے ہی یہ

شمع چون در نار کلی شد فنا / نے اثر بینی ز شمع و نی ضیا
شمع آتش مین ہوئی بالکل فنا / شمع کا دیکھے اثر نے اور ضیا

ہست اندر دفع ظلمت آشکار / آتشی صورت بموے پایدار
دفع ظلمت مین ہی ظاہر اسکا / موم سے اک شکل آتش پایدار

بر خلاف موم شمع جسم کان / تا شود کم گردد افزون نور آن
شمع تن کی ہی خلاف اسکے ہم / جو وہ کم ہو نور بس اسکا بڑھے

این شعاع باقی و آن فانی است[1] / شمع جان را شعلۂ ربانی است
یہ شعاع باقی ہی اور فانی ہی وہ / شمع جان کا شعلہ ربانی ہی جو

این زبانہ آتشے چون نور بود / سایہ فانی شدن زود دور بود
جو وہ شعلہ باقی تھا اک نور تھا / سایہ فانی ہوتا اس سے دور تھا

ابر را سایہ بیفتد بر زمین / ماہ را سایہ نباشد ہمنشین
ابر کا سایہ زمین پر گرتا ہے / ماہ کے سایہ نہ ہمرہ ہوتا ہے

بیخودی بے ابر ہست اے نیکخواہ / باشی اندر بیخودی چون قرص ماہ
بیخودی بے ابر ہوتا ہی ای شاہ / رہ تو اندر بیخودی کے مثل ماہ

باز چون ابرے بیاید راندہ / رفت نور از مہ خیالی ماندہ
پھر جو آئے ابر اور لائے زوال / نور مہ سے جائے اک ہووے خیال

از حجاب ابر نورش شد ضعیف / کم ز ماہ نو شد آن بدر شریف
نور پردہ ابر سے ہووے ضعیف / ماہ نو سے کم ہو وہ بدر شریف

ہر خیالے می نماید ز ابر و گرد / ابر تن ما را خیال اندیش کرد
ہر خیال[2] اک ابر سے ہی رونما / ابر تن نے خیال مین ہم کو کیا

لطف مہ بنگر کہ اینہم لطف اوست / کہ بگفت این ابرہا ما را عدوست
دیکھ لطف مہ کہ یہ لطف اسکا ہے / کہ کہا یہ ابر دشمن ہین مرے

مہ فراغت وار داز ابر و غبار / بر فراز چرخ دارد مہ مدار
ماہ فارغ ہے غبار و ابر سے / کہ فلک پر مہ کی منزل گاہ ہی

ابر ما را شد عدو و خصم جان / کہ کند مہ را ز چشم ما نہان
میری دشمن جان کا یہ ابر ہے / کہ چھپائے مہ کو میری چشم سے

حور را این پردہ زالی میکند / بدر را کم از ہلالے می کند
حور کو یہ پردہ بس کرتا ہی زال / بدر کو کرتا ہے اک بدتر ہلال

ماہ ما را در کنار عز نشاند / دشمن ما را عدوے خویش خواند
ماہ نے اعزاز یہ مجھکو دیا / میرے دشمن کو عدو اپنا کہا

ابر را تابی اگر ہست از مہ است / ہر کہ مہ خواند ابر را او گمرہ است
ابر گر روشن ہی پر ہی ماہ سے / ابر کو جو کہوے مہ گمراہ ہے

---

[1] یہ شعاع الخ، شعر یہ شعاع باقی ہے اور فانی ہے کہ شمع جان کا شعلہ ربانی ہے جو وہ شعلہ آتشی ایک نور تھا کہ سایہ فانی ہوتا اس سے دور تھا سایہ ابر کا زمین پر گرتا ہے سایہ ماہ کے ہمراہ نہین ہوتا ہے بیخودی بے ابر ہوتا ہے تو بیخودی مین رہ ماہ کے مانند جو پھر ابر آئے اور زوال لائے نور ماہ سے جائے اور ایک خیال رہے پردہ ابر سے نور ضعیف ہووے یعنے تن ابر و جان ماہ ہے اگر بیخودی حاصل ہو تو ماہ بے پردہ ہے ورنہ ابر تن سے بدر جان ہلال سے کمتر ہے آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲۔

[2] ہر خیال الخ، شعر ہر خیال ایک ابر سے رونما ہے ہمکو خیال مین ابر تن نے کیا لطف ہے کہا یہ ابر میرے دشمن ہین ماہ فارغ ہے ابر و غبار سے کہ فلک پر ماہ کی منزل گاہ ہے میری جان کا دشمن یہ ابر ہے کہ میری چشم سے ماہ کو گر چھپائے پردہ حور کو زال کرتا ہے اور بدر کو بدتر ہلال کرتا ہی ماہ نے یہ اعزاز مجھکو دیا میرے دشمن کو اپنا عدو کہا اگرچہ ابر روشن ہے ولیکن ماہ سے ہے جو ابر کو ماہ کہوے وہ گمراہ ہے یعنے یار نے نفس کو اپنا دشمن کہا بموجب حدیث شریف کے اعدا عدوک نفسک التی بین جنبیک پس ابر تن کو جو ماہ کہوے گمراہ ہے یعنی عاشقان مجازی حسن ظاہر معشوق کو دیکھکر اسی پر قانع رہین وہ گمراہ ہین آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲۔

نور مہ را بر چون منزل شدہ است / روی تاریکش ز مہ مبدل شدہ ست
گرچہ ہمرنگ مہ است و دولت است / اندر ابر آن نور مہ عاریت است
در قیامت مہر و مہ معزول شد / چشم در اصل ضیا مشغول شد
تا بداند ملک را از مستعار / وین رباط فانی از دار القرار
دایہ عاریت بود روزی سہ چار / مادرا ما را تو گیر اندر کنار
پر من ابرست و پردہ است و کثیف / ز انعکاس لطف حق شد او لطیف
برکنم پر را و حسنش را ز ماہ / تا ببینم حسن مہ را ہم ز ماہ
من نخواہم دایہ مادر خوشتر است / موسیم من دایۂ من مادر است
من نخواہم لطف از حق واسطہ / کہ ہلاک خلق شد این رابطہ
یا مگر ابری بگیرد خوی ماہ / تا نگردد او حجاب روی ماہ
صورتش بنماید او در وصف لا / ہمچو جسم انبیا و اولیا
آنچنان ابری نباشد پردہ بند / پردہ در باشد بمعنی سودمند
آنچنان کاندر صباح روشنی / قطرہ می بارید و بالا ابر نی
معجزۂ پیغمبری بود آن سقا / گشتہ ابر از لطف ہمرنگ سما
گشتہ ریزان قطرہ قطرہ از سما / گفتہ آمد شرح آن در ماجرا
بود ابر و رفتہ از وی خوی ابر / اینچنین گردد تن عاشق بصبر
تن بود اما تنی گم گشتہ از و / گشتہ مبدل رفتہ از وی رنگ و بو

نور مہ[۵۱] جو ابر پر نازل ہوا / مہ سے اُسکا روسیہ قابل ہوا
گرچہ ہے ہمرنگ مہ کی روشنی / ابر میں وہ نور مہ ہے عارضی
حشر میں یہ مہر و مہ معزول ہو / چشم اصل نور میں مشغول ہو
تا کہ جانے فرق ملک مستعار / فرق دار فانی و دار القرار
عارضی ہی دایہ وہ ہوں یا سہ چار / ہمکو اے مادر تو لے اندر کنار
میرا پر[۵۲] ہے ابر اور پردہ کثیف / پرتوے حق سے ہوا ہی وہ لطیف
حسن پر کو میں اکھیڑوں راہ سے / تا میں دیکھوں حسن مہ کو ماہ سے
میں نہ چاہوں دائی مادر چاہیے / میں ہوں موسی میری مادر دائی ہے
میں نہ چاہوں لطف حق باواسطہ / کہ بلا ہے خلق کو یہ رابطہ
یا کہ شاید ابر لیوے خوے ماہ / تا نہ ہووے وہ حجاب روے ماہ
شکل وہ دکھلا دے صفتوں میں فنا / جیسے جسم انبیا و اولیا
ابر ایسا ہوتا ہے کب پردہ بند / پردہ در ہووے بمعنی سودمند
ایسا ہوتا ہے کہ اندر صبح کے / ہیں برستے قطرے اور نہ ابر ہے
وہ ترشح[۵۳] تھی نبی کا معجزہ / لطف سے تھا ابر ہمرنگ سما
قطرے قطرے تھے ٹپکتے چرخ سے / شرح اُسکی پہلے لکھی میں نے ہے
ابر تھا اُس سے گئی تھی خوی ابر / ایسا تن عاشق کا ہوتا ہے بصبر
جسم تھا پر جسم پن اُس سے گیا / رنگ بو اس سے مبدل ہو گیا

۵۱ نور مہ الخ یہ شعر جو نور ماہ پر نازل ہوا اسکا روسیاہ قابل ہوا اگرچہ ہمرنگ ماہ کے روشنی ہے وہ ابر میں نور ماہ عارضی ہے حشر میں یہ ماہ معزول ہو اور اصل نور میں چشم مشغول ہو اور فرق جانے ملک مستعار میں اور فرق دار فانی و دار القرار میں آگے مثال ہے دایہ عارضی ہے دو یا چار دن ہمکو اے مادر اندر بغل کے لے یعنی جسکی نظر جان تک پہونچ گئی اسکا ماہ تاریکی سے چھوٹ گیا اور چشم اصل نور تک رسا ہوئی آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ ۵۲ میرا پر الخ یہ شعر میرا پر ابر و پر کثیف ہے کہ پرتوے حق سے وہ لطیف ہوا ہے پر کے حسن کو اکھیڑوں راہ سے تا میں حسن ماہ کو ماہ سے دیکھوں میں نہیں چاہتا ہوں اور چاہتا ہوں کیونکہ میں بری ہوں میری اور دائی کر میں میں لطف حق نہ چاہوں یا واسطہ خلق کو یہ رابطہ بلا ہے یا کہ شاید ابر لیوے جو ماہ کی کہ تا وہ حجاب ماہ کا نہووے یعنے میں از راہ تشبیہ کے مشاہدہ نہیں چاہتا ہوں شاید کہ تشبیہ تنزیہ ہو جاوے وہ شکل وہ صفتوں میں فنا دکھلاے جیسے جسم انبیا و اولیا کا ایسا ابر کب ہوتا ہے پردہ بند وہ پردہ دور ہوتا ہے معنی میں سودمند ایسا ہوتا ہے کہ صبح کے وقت قطرے برستے ہیں اور ابر نہیں ہوتا ہے یعنی بظاہر جسم ہوتا ہے وصف جسم کے انمیں نہیں ہوتے ہیں گویا وہ بالکل تنزیہ ہوتا ہے بصورت تشبیہ کے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲۔

۵۳ وہ ترشح نبی کا معجزہ تھی اور لطف ہے ابر ہمرنگ آسمان کے تھا قطرے قطرے آسمان سے ٹپکتے تھے میں نے اسکی شرح اول لکھی ہے ابر تھا اور اس سے خوے ابر گئی تھی ایسا بدن عاشق کا ہوتا ہے بصبر یعنی بشریت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس طور کی تھی کہ جسم تھا لیکن جسم پن اُس سے گیا تھا اور رنگ و بو اُس سے مبدل ہو گیا تھا آگے رجوع بقصہ ہے غیر کو پر ہے اور سر میرے لیے ہی خانہ سمع و بصر کا جہر کے تھم ہیں جان فدا کرنا واسطے شکار غیر کے کفر مطلق جان اور ناسیر ہونا خیر سے ہے تو طوطیوں کے روبرو قند نہ زہر بلکہ [illegible] موسیقی دو سروں کے واسطے شکار ہونا خیر سے ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

پر پے غیر ست سراز بہر من
جان فدا کردن برآی صید غیر
ہین مشو چون قند پیش طوطیان
یا پے احسنت شاباش خطاب
پس خضر کشتی برای آن شکست
فقر فخری بہر آن آمد اخی
گنجہا را در خرابی زان نہند
پر تابی کند رو خلوت گزین

خانۂ سمع و بصر استون تن
کفر مطلق دان تو نومیدی زخیر
بلکہ زہرے شو شو ایمن از زیان
خویشتن مردار کن پیش گلاب
تا کہ آن کشتی زغاصب باز رست
تا زطامعان گریزم در غنی
تا زحرص اہل عمران وارہند
آنا نگردی جملہ خرج آن و این

غیر کو پر ہی وہ سر میرے لیے
جان فدا بس کرنا بہر صید غیر
طوطیون کے سامنے مت قند ہو
یا کہ ہر اک مدح و شاباش جہان
توڑی کشتی کو خضر نے اس لیے
فقر فخری اس لیے آیا اخی
گنج ویرانہ مین رکھین اس لیے
دور کر سکتا نہ خلوت کو وے

خانۂ سمع و بصر تھم جسم کے
کفر مطلق جان و نومیدی بخیر
زہر ہو بل نقص سے ایمن رہو
خود کو کر مردار تو پیش سگان
ظالمون سے تا کہ وہ کشتی بچے
طامعون سے بھاگون تا سوئے غنی
تا کہ دنیا کے حریصون سے بچے
تا نہ این و آن جھگڑے مین پھنسے

در بیان آنکہ ما سوی اللہ ہمہ آکل و ماکول اند

بیان مین اُسکے کہ ما سوا اللہ سب آکل و ماکول ہین

زانکہ تو ہم لقمۂ ہم لقمہ خوار
مرغکے اندر شکار کرم بود
آکل و ماکول بود او بے خبر
وزد گرچہ در شکار کالہ است
عقل او مشغول رخت و قفل در
او چنان غرق ست در سودا خود
گر حشیش آب زلالی می خورد
آکل و ماکول آمد آن گیاہ

آکل و ماکول ای جان ہوشدار
گربہ فرصت یافت او را در ربود
در شکار خود ز صیاد دگر
شحنہ با خصمانش در دنبالہ است
غافل ست از شحنہ و آہ سحر
غافل ست از طالب و جویای خود
معدۂ حیوانش در پے می چرد
ہمچنین ہر ہستی غیر آلہ

تو ہی کھانیوالا اور کھاتا ہی تو
بس شکار کرم مین اک مرغ تھا
آکل و ماکول تھا اندر شکار
چور گرچہ ہے شکار مال مین
عشق مشغول اُسکے رخت و قفل ہے
عشق مین اپنے وہ ایسا غرق ہے
گھاس اگرچہ آب شیرین کھا ہے
آکل و ماکول آئی وہ گیاہ

آکل و ماکول کا تو ہے نکو
پائی فرصت اُسکو بلی نے لیا
بیخبر صیاد سے اپنے وہ یار
کو توال اُسکے ہے بس دنبال مین
کوتوال و صبح سے غفلت رکھے
کہ وہ غافل اپنے خواہشمند سے
مستعد حیوان چرنے کیلیے
ایسی ہے ہر ہستی غیر آلہ

سلہ یا کہ الخ یہ شعر یا واسطے مدح و شاباش جہان کے تو خود کو مردار کر آگے کتون کے ہو واسطے خضر نے کشتی کو توڑی تا کہ ظالمون سے وہ کشتی بچے فقر فخری اسواسطے آیا ہے تا کہ طامعون سے بھاگون غنی کی سمت تک ویرانہ مین گنج اسواسطے رکھتے ہین تا کہ حریصون دنیا سے بچے آگے رجوع بقصہ ہے پر دور نہین کر سکتا ہے تو خلوت کو دے تا این و آن کے جھگڑے مین نہ پھنسے یعنی خود کو شکستہ کر کہ تا اہل طمع سے تجکو نجات ہو اور خلوت اختیار کر تا کہ آفات دنیا سے تجکو نجات ہو دے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ تو ہے الخ یہ شعر تو کھانے والا ہے اور تو کھاتا ہے اور تو ہی آکل و ماکول ہے آگے اسکی مثال ہے ایک مرغ شکار کرم کرتا کہ فرصت پائی بلی نے اُسکو لیا آکل و ماکول شکار مین تھا اور وہ بیخبر اپنے صیاد سے تھا مثال دوسری اگرچہ چور مال کے شکار مین ہے ولیکن کو توال و صبح سے غفلت رکھتا ہے وہ اپنے عشق مین ایسا غرق ہے کہ وہ غافل ہے اپنے خواہشمند سے مثال تیسری اگرچہ گھانس آب شیرین کھاتی ہے مگر حیوان چرنے کے واسطے مستعد ہین آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲ سلہ آکل و ماکول الخ یہ شعر آکل و ماکول وہ گیاہ آتی ہے اسی طرح ہر ایک ہستی غیر اللہ ہے ترجمہ وہ طعام دنیا ہے تکو اور طعام بنتا ہے کب آکل ماکول ایمن رہین آکلون سے کہ وہ رکھتے گئے ہین جذب ماتم ماکولون کو امن ہے تو اس درگاہ مین جا کہ نہین طعام بنتا ہے ہر ایک خیال خیال کو کھائے فکر کو ایک فکر دوسری کھاتی ہے تو خیال سے نہین چھوٹ سکتا ہے یا تو سوئے تا کہ خیال سے چھوٹے یعنی نسب آکل و ماکول ہین اسی طرح ہر ایک خیال خیال کو کھاتا ہے اور فکر فکر کو کھاتی ہے پس تو فنا ہو گا آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲

وہو یطعمکم ولایطعم چو اوست — نیست حق ماکول و آکل تخم و پوست
آکل و ماکول کے ایمن بود — ز آکلی کاندر کمین ساکن بود
امن ماکولان جذوب ماتم ست — رو بدان درگاہ کو لایطعم است
ہر خیالے را خیالے می خورد — فکر آن فکر دگر را مے چرد
تو نتانے کز خیالے وا رہے — یا بخسپی تا ازان بیرون جہے
فکر زنبورست و آن خواب تو آب — چون شوی بیدار باز آید زباب
چند زنبور خیالے در پرد — میکشد این سو و آن سو میبرد
کمترین آکلانست این خیال — وان دگرہا را شناسد ذوالجلال
ہین گریز از جوق اکال غلیظ — سوی او کہ گفت ہستیمت حفیظ
یا بسوی آنکہ او این حفظ یافت — گر نتانی سوی آن حافظ شتافت
دست را مسپار جز در دست پیر — حق شدست آن دست او را دستگیر
پیر عقلت کودکے خو کردہ است — از جوار نفس کاندر پردہ است
عقل کامل را قرین کن با خرد — تا کہ باز آید خرد زان خوے بد
چونکہ دست خود بدست او دہے — پس ز دست آکلان بیرون جہے
دست تو از اہل آن بیعت شود — کہ ید اللہ فوق ایدیہم بود
چونکہ دادی دست خود در دست پیر — پیر حکمت کو علیم ست و خبیر
کو نبی وقت خویش ست ای مرید — زانکہ زو نور نبی آید پدید
در حدیبیہ شدی حاضر بدین — وان صحابہ بیعتے را ہم قرین

وہو یطعمکم ولا یطعم ہے وہ (اور وہ طعام دیتا ہے اور خود طعام نہیں کھاتا ہے) — آکل و ماکول نے حق ہے سنو
آکل و ماکول کب ایمن رہیں — آکلوں سے کب وہ رکھتے گھات ہیں
جذب ماتم امن ماکولوں کو ہے — جا تو اس درگہ میں لا یطعم جو ہے (یعنی طعام نہیں کھاتا ہے)
ہر خیال اک خیال کو ہے آ کھاتی — فکر کو کھاتی ہے فکر اک دوسری
تو نہیں سکتا ہے چھٹنا خیال سے — یا تو سوئے تاکہ تو اس سے چھٹے
فکر[۱] زنبور اور پانی خواب ہے — جو جگے زنبور پھر سر پر اڑے
اڑتے زنبور خیالی بیشتر — کہ ادھر کھینچیں و لیجائیں ادھر
آکلوں میں سے ہے ادنی یہ خیال — دوسروں کو جانتا ہے ذوالجلال
بھاگ اُن سے جو کہ کھاتے ہیں غلیظ — جا ادھر جیسے کہا میں ہوں حفیظ
یا اُدھر کہ حفظ یہ جس کو ملا — گر تو اُس حافظ کی سوئے جا سکا
تو نہ اپنا دست دے جز دست پیر — دست کا اُسکے ہوا حق دستگیر
تیرا[۲] پیر عقل بچہ بن گیا — نفس کی صحبت سے غافل ہو گیا
عقل کامل کے قرین کر تو خرد — چھوٹے تا تیری خرد وہ خوئے بد
ہاتھ میں اُسکے تو ہاتھ اپنا جو دے — آکلوں کے ہاتھ سے بس تو چھٹے
دست تیرا اہل اس بیعت سے ہو — کہ ید اللہ فوق ایدیہم ہے جو (ہاتھ خدا کا اوپر ہاتھوں انکے ہے)
جو دیا دست اپنا اندر دست پیر — پیر حکمت کہ حکیم اور ہے خبیر
کہ نبی وقت ہے وہ اے مرید — کیونکہ ہے نور نبی سے وہ سعید
گویا حاضر تو حدیبیہ میں ہے — اُن صحابہ کی تو بیعت میں ملے

۱ فکر زنبور الخ، شعر فکر زنبور اور پانی خواب ہے جو بیدار ہو پھر زنبور سر پر اُڑے زنبور خیالی بیشتر اُڑتے ہیں کہ اُدھر کھینچیں اور ادھر لے جائیں یہ خیال ادنی آکلوں میں سے ہے اور دوسروں کو خدا جانتا ہے تو بھاگ اُن سے جو غلیظ کھاتے ہیں اور اُدھر جا جیسے کہا کہ میں حفیظ ہوں یا اُدھر جا کہ یہ حفظ جسکو ملا ہے جو تو اُس حافظ کی طرف نہ جا سکا یعنی اگر تو خدا تک نہ جا سکا تو اولیاء اللہ کی طرف جا تو اپنا دست مت دے بجز دست پیر کے کہ اُسکے دست کا حق دستگیر ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

۲ تیرا پیر الخ، شعر پیر عقل تیرا بچہ بن گیا ہے نفس کے صحبت سے غافل ہو گیا ہے عقل کامل کے نزدیک تو عقل کر تیری عقل وہ خوے بد چھوڑے اگر تو اسکے دست میں اپنا دست دے بس تو آکلوں کے دست سے چھٹے تیرا دست اس اہل بیعت سے ہو کہ جو ید اللہ فوق ایدیہم ہے یعنے ہاتھ اللہ کا اوپر ہاتھوں اُنکے کے ہے جو اپنا دست دیا دست پیر میں پیر حکمت کہ حکیم و خبیر ہے کہ وہ نبی وقت ہے اے مرید کیونکہ نور نبی سے وہ سعید ہے گویا تو حدیبیہ میں ہے اور تو صحابہ کی بیعت میں ہے یعنے تو مرشد طریقت سے بیعت اختیار کر کیونکہ یہ بیعت رضوانی ہے کہ جو جناب رسول مقبول صلعم نے مقام حدیبیہ میں درخت رضوان کے نیچے صحابہ سے بیعت لی اُن صحابہ میں داخل ہو آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲۔

پس زده یار مبشر آمدے	همچو زر ده ہے خالص شدے	پس تو دس بار مبشر سے ہوا	مثل خالص زر کے خالص ہو گیا
تا معیت راست آید زانکه مرد	با کسے جفت ست کو را دوست کرد	تا معیت آئے صادق اسلیے	مرد ساتھ اُسکے جو اُسکا یار ہے
این جہان و آن جہان با او بود	این حدیث احمد خوش خو بود	یہ جہان اور وہ جہان ساتھ اُسکے ہو	اور حدیثِ احمدی یہ جان لو
گفت المرء مع محبوبه	لا ینفک المرء من مطلوبه	بولے المرء مع محبوبه فرمایا مرد نزدیک ہے ساتھ محبوب اپنے کے ۱۲	لا ینفک المرء من مطلوبه جدا نہیں ہوتا ہے مرد مطلوب اپنے سے ۱۲
ہر کجا دام ست و دانه کم نشین	رو زبون گیر از زبون گیران ببین	جس جگہ ہو دام و دانہ بھاگ جا	جا تو ذلت لے ذلیلون کو تو پا
تو زبونی باز بون گیرای عجب	باش تو ترسان و لرزان در طلب	تو ذلیل اک یا کہ ذلت گیر ہے	رہ طلب مین پس تو ترسان جان کے
آکل و ماکول ای مرغ عجب	ہم تو صیدی صید گیر اندر طلب	آکل و ماکول تو مرغ عجب	بھی تو صید اور صید گیر اندر طلب
حرص صیادی ز صیدے مغفل ست	میکند او دلبری او بیدل ست	حرص صیادی نہ صیدی سے خبر	دلبری کرتا و خود ہے مضطر
بین ایدی خلفہم سدا مباش	گر نه بینی خصم را دان خصم فاش	بین ایدی خلفہم سدا نہ ہو درمیان دونوں ہاتھوں کے پیچھے پردہ ۱۲	خصم ظاہر اور نہ دیکھے خصم کو
تو کم از مرغے مباش اندر نشید	بین ایدی خلف عصفوری تدید	مرغ سے مت کم ہو تو اندر قضا	بین ایدی دیکھا چڑیا نے سدا درمیان دونوں ہاتھوں کے ۱۲
کم نه عصفورے نه بنگر کر آن	بین ایدی خلف چون بیند عیان	تو نہ کم چڑیا سے دیکھ اُسکو سدا	بین ایدی خلف دیکھے ظاہرا درمیان دونوں کے پیچھے ۱۲
چون بنزد دانه آید پیش و پس	چند گرداند سر و رو آن نفس	پاس دانہ کے نہ آئے چند بار	آگے پیچھے پھیرے سر وہ ہوشیار
کای عجب پیش و پسم صیاد ہست	تا کشم از بیم او زین لقمه دست	ای عجب صیاد پس اور پیش ہے	تا نہ کھاؤن لقمہ اُسکے خوف سے
تو ببین پس لقمهٔ فجار را	پیش بنگر مرگ از دلدار را	دیکھے پیچھے لقمۂ فجار کو	دیکھ آگے یار کو دلدار کو
که ہلاکت دادشان بے آلتے	او قرین تست در ہر حالتے	دی ہلاکت اُسنے بے ہتھیار کے	پاس ہے ہر حال مین وہ بس ترے
حق شکنجه کرد گرزه و دست نیست	پس بدان بے دست حق داور کیست	حق نے پھانسا او نہ گرزہ ہاتھ ہے	جان بے ید حق کو لے اور ہاتھ کے

۵۱ پس تو الخ، شعر پس تو یار مبشر سے ہوا مانند زر خالص کے خالص ہو گیا تا معیت صادق آئے اسواسطے کہ مرد ساتھ اُسکے ہے جو اُسکا یار ہے یہ جہان اور وہ جہان اُسکے ساتھ ہو اور حدیث احمدی ہے ترجمہ فرمایا مرد نزدیک ہے ساتھ محبوب اپنے کے اور جدا نہین ہوتا ہے مطلوب اپنے سے جس جا دام و دانہ ہو بھاگ جا اور تو جا ذلت لے اور ذلیلون کو پا تو ذلیل ہے یا کہ ذلت گیر ہے پس طلب مین جان کی تو ترسان رہ آکل و ماکول تو ایک مرغ عجب ہے بھی تو صید و بھی صید گیر طلب مین ہے یعنے تو مرشد کامل کے ساتھ روان اور پیران ریاکار سے بھاگ کہ تو ایک مرغ آکل و ماکول ہے ہم صید ہم صید گیر ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲-

۵۲ حرص صیاد الخ، شعر حرص صیادی و صیدی سے خبر نہین دلبری کرتا ہے اور خود بیقرار ہے ترجمہ درمیان دونون ہاتھون کے پردہ و پیچھے پردہ ایسا نہو دشمن کو آگے مثال ہے تو مرغ سے مت کم ہو خیال مین اور میان دونون ہاتھ کے چڑیا نے ہمیشہ دیکھا تو اسکو چڑیا سے کم نہ دیکھ سدا درمیان دونون ہاتھون کے پیچھے دیکھ ظاہر جو پاس دانہ کے آئے چند بار آگے پیچھے سر پھیرے وہ ہوشیار اے عجب صیاد آگے و پیچھے ہے کرتا اسکے خوف سے نہ کھاؤن لقمہ یعنی تو حق کو ہردم اپنے آگے پیچھے دیکھ کہ وہ صیاد تیرے پیش و پس ہے تو اسکے خوف سے تو نہ کھا مانند چڑیا کے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ ۵۳ دیکھ الخ، شعر پیچھے دیکھ لقمہ فجار کو اور آگے دیکھ یار رسول اللہ و دلدار کو اُسنے ہلاکت دی بے ہتھیار کے وہ ہر حال مین تیرے پاس ہے حق نے پھانسا اور ہاتھ و گرز نہین ہے حق کو بے ید جان و بے ہاتھ کے وہ کہتے تھے کہ اگر خدا ہے تو کہان ہے اور اندر بلا کے وہ اقرار کرتے ہین کہ ہان ہے وہ کہتے تھے کہ یہ بعید و عجیب ہے رہتے تھے اور کہتے تھے وہ آئے قریب کے اسکے حقائق ہین دل نے بچایا دام سے وہ جب جانا تیرا دام تیرے سر پہ چکا ہی یعنے یہ حرص تیری دام ہے اور تجھپر قائم ہے تو خود کو اس سے بچا آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲-

آنکه گفتی اگر حق هست کو / در شکنجه او مقری شد که هو
وانکه میگفت این بعیدست و عجیب / اشک میراند و همیگفت ای قریب
دل خرا از دام واجب دیده است / دام تو خود بر پرت چسپیده است
برکنم من بیخ این منحوس دام / از پی کامی نباشم تلخ کام
درخور فهم تو گفتم این جواب / فهم کن در جستجو رو بر متاب
بگسل این حبلی که حرص ست و حسد / یاد کن فی جیدها حبل مسد
آنکه جز انکار حق کارش نبود / برد حسرت عاقبت زی هیچ سود
در نگر احوال فرعون و ثمود / قوم لوط و قوم صالح قوم هود
حال نمرود ستمگر در نگر / در مآل قوم نوح افگن نظر
در نگر تو قصهٔ شداد عاد / حسرت ایشان نگر یوم التناد
تا بدانی حق سمیع ست و علیم / فارغ ست از ترس پاک از بیم

کہتے تھے وہ گر خدا ہی کہاں / اور بلا میں وہ مقر ہوتے کہاں
کہتے تھے وہ یہ بعید اور ہی عجیب / روتے تھے اور کہتے تھے وہ ای قریب
دل نے واجب جانا بچنا دام سے / دام تیرا پر پے چپکا ہی ترے
جڑ اکھیڑوں اسکی یہ ہی نحس دام / تا کہ مطلب سے نہ ہوؤں تلخ کام
فہم کے لائق دیا تیری جواب / فہم کر اور ہو تو اس سے فیضیاب
کاٹ یہ رسی کہ حرص ہے اور حسد / یاد کر فی جیدها حبل مسد
جسکو جز انکار حق نے کام تھا / حسرت آخر لے گیا بیفائدا
دیکھ تو احوال فرعون و ثمود / قوم لوط و قوم صالح قوم ہود
حال نمرود ستمگر دیکھ تو / کر نظر انجام قوم نوح کو
دیکھ قصہ عاد اور شداد کو / اور سدا حسرت کو انکی دیکھ تو
تا تو جانے حق سمیع ہی اور علیم / خوف سے ہی پاک نے ڈر ہی نہ بیم

در سبب کشتن ابراہیم علیہ السلام زاغ را که آن اشارت بقمع کدام صفت از صفات مذمومه بود

بیچ سبب مارنے ابراہیم علیہ السلام کے زاغ کو کہ وہ اشارہ ہی کونسی صفت ذکر نمین صفات مذمومہ سے

این سخن را نیست پایان و فراغ / ای خلیل حق چرا کشتی تو زاغ
بهر فرمان حکمت فرمان چه بود / اندکی ز اسرار آن باید نمود
کاغ کاغ و نعرهٔ زاغ سیاه / دائما باشد بدان را عمر خواه
همچو ابلیس از خدای پاک فرد / تا قیامت عمر تن درخواست کرد

ہے نہ ان باتوں کا پایاں فراغ / ای خلیل حق مارا کیوں ہی زاغ
حکم میں حکمت تھی کیا اس حکم سے / کچھ تو بھید اسکا بھلا فرمائیے
کاغ کاغ اس زاغ کا اور چیخنا / چاہتا ہے عمر تن کی دائما
جیسے اس ابلیس نے اللہ سے / عمر چاہی حشر تک تن کے لیے

سلہ جڑ اکھیڑون الخ۔ شعر مین اسکی جڑ اکھیڑون یہ دام نحس ہے تا کہ مطلب سے تلخکام نہوؤن تیری فہم کے لائق جواب دیا فہم کر اور تو اس سے فیضیاب ہو یہ رسی کاٹ کہ حرص و حسد سے یاد کر اُسکے گلے مین رسی کھجور کی جسکو سوا انکار حق کے کام نہ تھا وہ آخر کو حسرت لے گیا بے فائدہ آگے اسکی مثال ہے تو دیکھ احوال فرعون و ثمود کا قوم لوط اور قوم صالح اور قوم ہود علیہ السلام کا تو حال نمرود ستمگر دیکھ اور نظر انجام قوم نوح کو قصہ عاد و شداد دیکھ اور تو انکی سدا حسرت کو دیکھ تب تو جانے کہ حق سمیع و علیم ہے اور پاک ہے خوف سے نہ ڈر نہ بیم ہے یعنے حرص و حسد کی رسی تو کاٹ کہ آخر کو تجھے حسرت نہو جیسے فرعون و ثمود کو افسوس ہوا آگے زاغ طول امل کا بیان ہے فافہم ۱۲۔

سلہ ہے نہ ان الخ۔ ہ شعر ان باتون کا پایان و فراغ نہین ہے اے خلیل حق یہ زاغ کیون مارا ہے حکم مین کیا حکمت تھی اس حکم سے کچھ بھید اسکا بھلا فرمائیے کاغ کاغ اس زاغ کا اور چیخنا عمر تن کی چاہتا ہے ہمیشہ آگے اسکی مثال ہے جیسے اُس ابلیس نے اللہ سے حشر تک کی عمر چاہی تن کے واسطے ترجمہ کیا کہ مہلت دے مجھے قیامت تک کاش کہتا کہ توبہ میرے رب آگے اس کے حقائق ہین فافہم ۱۲۔

گفت انظرنی الی یوم الجزا　کاشکے گفتی کہ تب یا ربنا
زندگی بیدست جان فرسودنست　مرگ حاضر غائب از حق بودنست
عمر و مرگ این ہر دو با حق خوش بود　بے خدا آب حیات آتش بود
آنہم از تاثیر لعنت بود کو　در چنان حضرت ہمی شد عمر جو
از خدا غیر خدا را خواستن　ظن افزونیست کلی کاستن
خاصہ عمرے غرق در بیگانگی　در حضور شیر روبہ شانگی
عمر بیشم دہ کہ تا پس تر روم　مہلم افزون دہ کہ تا کمتر شوم
تا کہ لعنت را نشانہ او شود　بد کسے باشد کہ لعنت جو بود
عمر خوش در قرب جان پروردنست　عمر زاغ از بہر سرگین خوردنست
عمر بیشم دہ کہ تا گہ می خورم　دائم اینم دہ کہ بس بدگوہرم
گرنہ گہ خوار ستے آن گندہ دہان　گویدے کز زاغیم تو وا رہان

بولا انظرنی الی یوم الجزا　کاشکے کہتا کہ تب یا ربنا
زندگی بے یار گھٹنا جان کا　مرگ حاضر ہی جو حق سے ہو جدا
جینا مرنا دونو با حق خوب ہے　بے خدا آب حیات آتش بنے
یہ بھی ہی تاثیر لعنت سے کہ وہ　ایسی درگہ سے جو چاہے عمر کو
چہنا غیر اللہ کو اللہ سے　وہم کا بڑھنا و گھٹنا کل کا ہی
عمر تو بیگانگی مین غرق ہے　شیر کے بیشے مین وہ بہ پن کری
عمر دے زیادہ کہ تا پیچھے ہٹون　دے بڑی مہلت کہ تا کمتر رہون
تا کہ لعنت کی نشانی ہووے وہ　وہ برا ہر دم ہی لعنت چاہے جو
عمر خوش ہے قرب مین جان پالنا　عمر کوے کی پلیدی چاٹنا
عمر زیادہ دے کہ تا گوہ کھاؤن　یہ سدا دے مجھکو بدگوہر ہون
گر نہ تھا گوہ خوار وہ گندہ دہان　کہتا زاغی سے چھڑا ای مہربان

در مناجات کردن و مدد خواستن از حق

ای مبدل کردہ خاکی را بزر　خاک دیگر را نمودہ بو البشر
کار تو تبدیل اعیان و عطا　کار ما سہوست و نسیان و خطا
سہو و نسیان را مبدل کن بعلم　من ہمہ جہلم مرا دہ صبر و حلم
ای کہ خاک شور را تو نان کنی　وی کہ نان مردہ را تو جان کنی

مناجات کرنا اور مدد چاہنا خدائے عز و جل سے

ای مبدل خاک کی تونے بزر　خاک دیگر کو بنایا بو البشر
تو کری تبدیل اعیان و عطا　ہم کرین بس سہو و نسیان و خطا
سہو و نسیان کو بدل دے علم سے　مین ہون جاہل مجکو صبر و حلم دے
ای کہ خاک شور کو تو نان کرے　ای کہ نان مردہ کو بس جان کرے

سله زندگی الخ ہ شعر زندگی بغیر یار کے جان کا گھٹنا ہے مرگ حاضر ہے جو حق سے جدا ہو جینا و مرنا دونون حق کے ساتھ ہے خوب ہے بے خدا کے آب حیات آتش ہے یہ بھی تاثیر لعنت سے ہے کہ وہ ایسی درگاہ سے عمر چاہے چہنا غیر اللہ کا اللہ سے وہم کا بڑھنا و گھٹنا کل کا ہے عمر تو بیگانگی مین غرق ہے بیشہ شیر مین روبہ پن کرتا ہے یعنی حق کے ساتھ جینا و مرنا دونون مقترن ہین اور بے خدا کے آبحیات آتش ہے جیسے ابلیس نے عمر چاہی غیر حق کے واسطے آگے عمر کا بیان ہے فافہم ۱۲-

سله عمر دی الخ ہ شعر عمر زیادہ کرے تا کہ پیچھے ہٹون اور بڑی مہلت دے کہ تا کمتر رہون تا کہ وہ لعنت کی نشانی ہووے اور وہ برا آدمی ہے کہ جو لعنت چاہے وہ عمر خوش ہے کہ قرب حق مین جان پالنا اور عمر کوے کی پلیدی چاٹنا ہے عمر زیادہ دے کہ تا گوہ کھاؤن مین یہ مجکو سدا دے کہ مین بدگوہر ہون اگر وہ گندہ دہان گوہ خوار نہ تھا تو کہتا کہ زاغی سے چھڑا مجکو یعنی ابلیس نے عمر دائمی حق سے اسیواسطے مانگی کہ اسکو حق سے دور رہنا منظور تھا آگے مناجات ہے فافہم ۱۲-

سته اے مبدل الخ ہ شعر اے تونے خاک کو مبدل کیا زر سے اور دوسری خاک کو بو البشر بنایا تو تبدیل اعیان و عطا کرے اور وہم سہو نسیان علم سے بدل دے اور مین جاہل ہون مجکو صبر و حلم دے ای خدا تو خاک شور کو نان کرے اے خدا تو نان مردہ کو جان کرے اے خدا تو جان خیر کا رہبر کرے اے خدا تو بے راہ کو پیغمبر کرے اے خدا تو خاک تیرہ کو جان دے اور عقل و حس کو روزی و ایمان دے نے سے شکر اور چوب سے میوہ دے اور منی مردہ سے تو انسان کرے یعنے اے خدا تو قادر ہے اور نیست سے ہست کرتا ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲-

ای کہ جانِ خیرہ را رہبر کنی ای کہ بے رہ را تو پیغمبر کنی
ای کہ خاکِ تیرہ را تو جان دہی عقل و حس را روزیِ ایمان دہی
شکر از نے میوہ از چوب آوری از منی مردہ بت خوب آوری
گل ز گل صفوت ز دل پیدا کنی پیہ را بخشی ضیا و روشنی
میکنی جزوِ زمین را آسمان میفزائی در زمین از اختران
ہر کہ سازد زین جہان آبحیات زود ترش از دیگران آید ممات
دیدۂ دل کو بگردون بنگریست دیدہ کانجا ہر دمی خنیاگریست
قلبِ اعیان ست و اکسیر محیط ائتلافِ خرقۂ تن بے مخیط
تو از آن روزی کہ در ہست آمدی آتشی یا خاک یا بادی بدی
گر بدان حالت ترا بودی بقا کے رسیدی مر ترا این ارتقا
از مبدل ہستی اول نماند ہستی دیگر بجائے او نشاند
ہمچنین تا صد ہزاران ہستہا بعد یکدیگر دوم بہ زابتدا
آن مبدل بین وسایط را بمان کز وسایط دور گردی ز اصل آن
واسطہ ہر جا فزون شد وصل جست واسطہ کم ذوق وصل افزون تر ست
از سبب دانی شود کم حیرتت حیرتے کہ رہ دہد در حضرتت
این بقاہا از فناہا یافتی از فنا پس رو چرا برتافتی
زان فناہا چہ زیان بودت کہ تا بر بقا چفسیدۂ اے بے نوا

ای کہ خیرہ جان کو رہبر کرے ای کہ بے رہ کو تو پیغمبر کرے
ای کہ تیرہ خاک کو تو جان دے عقل و حس کو روزیِ ایمان دے
نے سے شکر چوب سے میوہ تو دے اور منی مردہ سے انسان کرے
گل[1] سے گل دل سے صفا پیدا کرے اور ضیا و روشنی چربی کو دے
کرتا ہے جزوِ زمین کو آسمان بیش اختر سے زمین میں دی نشان
اس جہان کا جو پیے آبحیات دوسرون سے جلد پاوے وہ ممات
دیدۂ دل کہ ہے گردون انظری اس جگہ دیکھے کہ ہے صنعتگری
قلبِ اعیان اور محیط اکسیر ہے تن کا خرقہ بے سلے الفت رکھے
ہست میں جس روز سے کہ تو ہوا آگ تھا یا خاک تھا یا باد تھا
گر تجھے اُس حال میں ہوتی بقا یہ عروج اب ہوتا تجھکو کب بھلا
پہلی[2] ہستی نے مبدل سے ہی اس جگہ پر دوسری ہستی رکھی
ہستیان صدہا تلک اس طرح کی بعد اک دو کے ہو بہتر دوسری
واسطہ کو چھوڑ دے مبدل دیکھ تو کہ وسایط سے نہ پہونچے اصل کو
وصل بھاگا واسطہ جس جا بڑھا واسطہ کم ذوق و وصل افزون ہوا
گم ہو حیرت جان لے اس بات سے ایسی حیرت کہ تجھے واصل کرے
یا بقا تو نے فنا سے پائی ہے پس فنا سے بھاگتا ہے کس لیے
اُس[3] فنا سے کیا تجھے نقصان ہوا کہ بقا پر جم گیا اے بے نوا

[1] گل سے الخ، شعر گل سے گل اور دل سے صفا پیدا کرے اور روشنی و ضیا چربی چشم کو دے جزو زمین کو آسمان کرتا ہے اور اختر دون سے زمین میں زیادہ نشان دیتا ہے جو اس جہان کا آب حیات ہے وہ دوسرون سے موت جلد پاکے دیدۂ دل کہ فلک میں ہے اُس جا دیکھے کہ صنعت گری ہے اعیان منقلب ہے اور اکسیر محیط ہے اور خرقۂ تن کا بے سلے الفت رکھتا ہے جس روز سے کہ تو ہست ہوا ہے آتش تھا یا خاک تھا یا باد تھا اگر تجھکو اُس حال مین بقا ہوتی تو یہ عروج تجھکو اب بھلا کب ہوتا آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲۔

[2] پہلی ہستی الخ، شعر پہلی ہستی بدلنے سے نہ رہی اُس جا دوسری ہستی رکھی اسی طور کی صدہا ہستیان ایک دو کے بعد دوسری بہتر ہو تو واسطہ کو چھوڑ کہ واسطون سے اصل کو نہ پہونچے بھاگا جس جا واسطہ بڑھا اور کبھی واسطہ سے ذوق افزون ہوا اسباب کے جاننے سے حیرت گم ہو ایسی حیرت کہ تجھے واصل کرے تو نے یہ بقا فنا سے پائی ہے پس فنا سے کس واسطے بھاگتا ہے یعنی ہر فنا کے بعد تجھکو ترقی ہوئی ہے اور ایک بقا پائی ہے پھر تو فنا ہونے سے کیون بھاگتا ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲۔

[3] اس فنا سے الخ، شعر تجھکو اس فنا سے کیا نقصان ہوا کہ بقا پر تو جم گیا تجھکو اول سے دوسری بہتر ہے پس تو فنا کو ڈھونڈھ اور مبدل کو لے تو نے صدہا حشر دیکھے ابتک ہر لحظ جب سے کہ وجود ملا ہے جلد سے خبر نہین طرف نبات کے اور نبات سے طرف حیات و امتحان کے پھر تو جانب عقل و ہوش کے آیا پھر تخارج کی طرف اس کون سے گیا بحر کے لب تک پاؤن کے نشان ہین پس پاؤن کے نشان کب دریا مین ہے یعنی نام و نشان سیر و جملہ وجود نبات و حیوان مین ہے آگے سیر دریا کے معنی مین بجز گم ہونے کے کچھ نام و نشان نہین ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲۔

چون دوم از اولینت بهترست | پس فنا جوی و مبدل را پرست
صد هزاران حشر دیدی ای عنود | تا کنون هر لحظه از بدو وجود
از جمادی بی خبر سوی نما | وز نما سوی حیات و ابتلا
باز سوی عقل و تمیزات خوش | باز سوی خارج این پنج و شش
تا لب بحر این نشان پایهاست | پس نشان پا درون بحر لاست
بار منزلهای خشکی ز احتیاط | هست دهها و وطنها و رباط
ز انکه منزلهای دریا در فزون | وقت موجش بی جدار و بی ستون
نیست پیدا اندران ره پا و گام | نی نشانست آن منازل را نه نام
هست صد چندان میان منزلین | آنطرف از این تا بالای این
در فناها این بقاها دیدهٔ | بر بقای جسم چون چفسیده
هین بده ای زاغ جان و باز باش | پیش تبدیل خدا جانباز باش
تازه می گیر و کهن را می سپار | که هر امسالت فزونست از سه پار
ور نباشی نخل وار ایثار کن | کهنه بر کهنه نه و انبار کن
کهنه و پوسیده و گندیده را | تحفه می بر بهر هر نادیده را
آنکه نو دید او خریدار تو نیست | صید حق است او گرفتار تو نیست
هر کجا باشند جوق مرغ کور | بر تو جمع آیند ای سیلاب شور
تا فزاید کوری از شور آبها | ز انکه آب شور افزاید عمی
اهل دنیا زان سبب اعمی دلند | شارب شوراب آب و گلند

دوسری بہتر ہی اول سے تجھے | پس فنا کو ڈھونڈھو مبدل کو توجے
حشر صدہا دیکھے تو نے ای عنود | اب تلک ہر لحظہ جب سے ہی وجود
بے جمادی سے خبر سوے نما | اور نما سے با حیات و ابتلا
پھر تو آیا جانب عقل و ہوش کے | پھر تو خارج کیطرف اس کون سے
بحر کے لب تک نشان ہین پانون کے | بس نشان پانون کا لب دریا مین ہے
منزلین خشکی کی از راہ احتیاط | گانون ہین اور ہین وطن اور ہین رباط
منزلین دریا کی ہین اندر مقام | وقت موجون کے ہین بے استون و بام
نی قدم اس رہ مین پیدا اور نہ کام | نی نشان آن منزلونکا اور نام
دونون منزل کے ہی بعد از بس میان | اسطرف امکان سے تا لا امکان
یہ بقائین دیکھین سب اندر فنا | کیون بقائے جسم پر تو جم گیا
جان دے ای زاغ تو اور باز ہو | پہلے جان دینے سی تو جانباز ہو
تازگی لے کہنگی کو چھوڑ دے | سال سوم سے یہ سال افزون ہے
نی سخی تو نخل سا ہووے اگر | کہنہ رکھ کہنہ پے اور انبار کر
اور پرانا اور گلا اور بس سڑا | تحفہ نادیدہ کے خاطر لیکے جا
نے خریدے تجھکو جو تو دیدہ ہے | نی تو پکڑے جو ہین صید اللہ کے
جس جگہ ہووین گروہ مرغ کور | جمع تجھپر ہووین اے سیلاب شور
کوری تا زیادہ ہو آب شور سے | کر تا زیادہ کوری آب شور ہے
اہل دنیا کور دل ہین اس لیے | پیتے آب شور ہین گل آب سے

سـلہ منزلین الخ یہ شعر خشکی کی منزلین از راہ احتیاط کے گانون ہین اور وطن ہین اور رباط ہین اور منزلین دریا کی اندر مقام کے ہین کہ وقت موجون کے بے ستون و بام ہین نہ قدم اس راہ مین پیدا ہے اور نہ کام اور نہ نشان ان منزلون کا ہے اور نہ نام دونون منزلون کے بعد درمیان مین از بس ہے امکان کے اس کنارے سے لا امکان تک یہ سب بقائین تو فنا ہین دیکھے تو بقائے جسم پر کیون جم گیا ہے تو جان دے تو زاغ اور باز ہو اور جان سے اول تو جانباز ہو یعنے فنا ہونے مین تو یہ بقائین دیکھے امکان سے لا امکان تک پس زاغ طول امل اپنی جان دے اور باز شاہی ہو کر تیرہ دردنی سے تجھکو نجات ہو آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲۔

سـ۲ـ تازگی لے الخ یہ شعر تازگی کو لے اور کہنگی کو چھوڑ دے تیسرے سال سے یہ سال زیادہ ہے اگر تو نخل کی مانند سخی نہو دے تو کہنہ کو کہنہ پر رکھ اور انبار کر یعنی اگر تو بامعنی نہین ہے تو تیرگی باطن پر اور تیرگی زیادہ کر اور پرانا و گلا و سڑا نادیدہ کی خاطر تحفہ لیکر جا تو تو دیدہ ہے وہ تجھکو نہ خریدین اور نہ تو انکو پکڑین جو صید اللہ کے ہین جس جا گروہ مرغ کور ہو وین تجھپر جمع ہووین اے سیلاب شور تا کہ کوری زیادہ ہو آب شور سے کیونکہ آب شور کوری زیادہ کرتا ہے اسواسطے اہل دنیا کو دل مین آب شور پیتے ہین آب و گل سے آب شور مثل گور کے پی جہان مین جو تو آب حیوان پوشیدہ نہین رکھتا ہے یعنی اگر تو معنی رکھتا ہے تو طالب صادق تیرے خواہان نہین ہونگے اندھے دنیا کے تیرے گرویدہ ہونگے اور تجھ سے انکی تیرہ دلی زیادہ ہوگی باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲۔

شور میخور کور میچ و در جہان | چون نداری آب حیوان در نہان
با چنین حالت بقا خواہی و یاد | ہمچو زنگی در سیہ روئی تو شاد
در سیاہی زنگ ازان آسودہ است | کز ادو اصل زنگی بودہ است
آنکہ روزی شاہد فرخ شرد بود | گر سیہ گردد تدارک جو بود
مرغ پرندہ چو ماندہ بر زمین | باشد اندر نالہ و درد و حنین
مرغ خانہ بر زمین خوش میرود | دانہ چین و شاد و شاطر میدود
زانکہ او از اصل بے پرواز بود | وان دگر پرندہ و پرواز بود

شور مثل کور کر اندر جہان | آب حیوان جو نہ رکھے تو نہان
ایسی[1] حالت مین بقا چاہے و یاد | مثل زنگی روسیاہی مین تو شاد
خوش سیاہی سے ہے زنگی اسلیے | اصل و پیدایش سے زنگی جو کہ ہے
گر ملے معشوق اک خوشرو کو لے | گر سیہ رُو ہو تدارک وہ کرے
گر پرندہ مرغ رہوے خاک پے | بس وہ چیخے شور اور نالہ کرے
اور پلاؤ مرغ ہے خوش خاک پے | پس چُنے دانہ و خوش دوڑا پھرے
کیونکہ وہ در اصل بے پرواز تھا | دوسرے کو اُڑنا اور پرباز تھا

در معنی حدیث نبوی ارحموا ثلاثا عزیز قوم ذل و غنی قوم افتقر و عالما یلعب بہ الجہال

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ارحموا ثلثا عزیز قوم ذل و غنی قوم افتقر و عالما یلعب بہ الجہال

رحم کرو تم تین آدمیوں پر عزیز قوم کا

گفت پیغمبر کہ رحم آرید بر | حال من کان غنیا فافتقر
والذی کان عزیزا فاحتقر | او صفیا عالما بین المضر
گفت پیغمبر کہ براین سہ گروہ | رحم آرید ار ز سنگید و ز کوہ
آنکہ او بعد از عزیزی خوار شد | وانکہ بد با مال و بے دینار شد
وان سوم آن عالمی کاندر جہان | مبتلا گردد میان ابلہان
زانکہ از عزت بخواری آمدن | ہمچو قطع عضو باشد از بدن

بولے[2] پیغمبر کہ اُس پر رحم کر | جو ہے من کان غنیا فافتقر
جو کوئی غنی فقیر ہو گیا ہو

والذی کان عزیزا فاحتقر | او صفیا عالما بین المضر
وہ آدمی کہ تھا عزیز اور ذلیل ہو گیا ہو ۱۲ | یا پاک عالم درمیان گمراہی کے ہو ۱۲

بولے پیغمبر کہ تینون قوم پر | رحم لاؤ سنگ و کوہ تم ہو اگر
جو کوئی بعد از عزیزی خوار ہو | یا کہ تھا با مال بے دینار ہو
تیسرا عالم کہ وہ اندر جہان | مبتلا ہو درمیان جاہلان
مفلسی مین آنا بس اعزاز سے | مثل اک اعضا کہ تن سے وہ کٹے

[1] ایسی حالت الخ، شعر ایسی حالت مین تو بقا چاہے اور یاد اور مثل زنگی کے تو روسیاہی مین شاد ہے آگے اسکی مثال ہے اسواسطے زنگی سیاہی سے خوش ہووے کہ جو اصل و پیدایش سے زنگی ہے اگر ایک معشوق خوشرو جسے ملے اگر سیاہ رو ہو وہ تدارک کرے اگر مُرغ پرندہ خاک پر رہوے بس وہ چیخے اور شور و نالہ کرے اور مُرغ پلاؤ خاک پر خوش دوڑا پھرے کیونکہ اصل مین بے پرواز تھا دوسرے کو اُڑنا اور پر سنوارنے والا تھا یعنے سالکان آسمان سیر اگر خاک پر رہین بیتاب ہون اور سرد دل خاک پر خوش ہین آگے تیرہ دلون پر رحم کرنے کا بیان ہے فافہم ۱۲-

[2] بولے پیغمبر الخ، شعر پیغمبر صلعم نے فرمایا کہ رحم اسپر کر کہ جو کوئی غنی فقیر ہو ترجمہ وہ آدمی کہ عزیز تھا اور ذلیل ہو گیا ہے یا پاک عالم درمیان گمراہی کے ہے پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے تینون قوم پر رحم کرو اگر تم سنگ و کوہ ہو بعد عزیز ہونے کے کہ جو خوار ہو یا کہ با مال تھا بے دینار ہو تیسرا عالم کہ وہ جہان مین درمیان جاہلون کے مبتلا ہو مفلسی مین آنا اعزاز سے ایسا ہے جس طرح سے عضو بدن سے کٹتا ہے جو عضو بدن سے کٹے مُردہ ہو گیا عضو دیر تک نہین حرکت کرتا ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲-

[3] جو ذلیل ہوا اور غنی قوم کا جو فقیر ہو گیا ہو اور عالم جو کھیل ہو جاہلون کا ۱۲-

عضو گردد مردہ کز تن وا برید
نو بریدہ جنبد اما نی مدید

ہر کہ از جام الست او خورد پار
ہستش امسال آفت رنج و خمار

وانکہ چون سگ زاصل گندانی بود
کی مراد حرص سلطانی بود

توبہ او جوید کہ کردہ است او گناہ
آہ او گوید کہ گم کردہ است راہ

عضو ہو مردہ بدن سے جو کٹے
تو کٹا نے دیر تک حرکت کرے

جو پیا جام الستی پار سال
ہی خمار امسال اسکو ہیں وبال

مثل سگ کے جو کوئی بد اصل ہو
کب کری بس حرص سلطانی کی وہ

توبہ وہ ڈھونڈھے جو کرتا ہی گناہ
آہ کھوے وہ جو گم کرتا ہے راہ

قصۂ محبوس شدن آن آہو در آخر خران وطعنۂ آن خران بر آن غریب گاہ بجنگ وگاہ بہ تمسخر ومبتلا شدن او بکاہ خشک کہ غذای او نیست واین صفت بندۂ خاص خداست عزوجل میان اہل دنیا واہل شہوت کہ الاسلام بدا غریبًا وسیعود کما بدا غریبًا فطوبی للغربا صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

قصہ قید ہونے آہو کا خرونکے اصطبل مین اور طعنہ مارنا ان خرون کا اس غریب پر کبھی از راہ لڑائی کے اور کبھی از راہ ہنسی کے اور مبتلا ہونا اسکا خشک گھاس سے کہ غذا اسکی نہین ہے اور یہ صفت بندۂ خاص خدای عزوجل کی درمیان اہل دنیا واہل شہوت کے ہی الاسلام بدا غریبًا وسیعود کما بدا غریبًا فطوبی للغربا صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

آہوی را کرد صیادی شکار
اندر آخر کردش آن بے زینہار

در میان آخری پر از خران
حبس آہو کرد چون استمگران

آہو از وحشت بہر سو میگریخت
او بہ پیش آن خران شب کاہ ریخت

از مجاعت واشتہا ہر گاو خر
کاہ مے خوردند ہمچون نیشکر

پکڑا اک آہو کو اک صیاد نے
باندھا اصطبل مین خرکے اسے

درمیان اصطبل کے خر تھے بھرے
قید آہو کو کیا بس ظلم سے

آہو وحشت سے ہر اک سو بھاگتا
گھاس شب کو وہ خرون کو ڈالتا

بھوک سے اور اشتہا سے گاؤ خر
گھاس کھاتے تھے مثال نیشکر

سلہ جو پیا جام الخ ۳ شعر جو جام الستی پار سال پیا امسال اسکو خمار وبال ہے سگ کی مانند جو کوئی بد اصل ہو کب وہ حرص سلطانی کرے وہ تو توبہ ڈھونڈھے جو گناہ کرتا ہے اور وہ آہ کھوے جو راہ گم کرتا ہے یعنی جسنے جام الستی پیا وہ اب اسکے خمار سے مرتا ہے اور وہ شخص توبہ ڈھونڈھے کہ جسنے گناہ کیا ہے اور وہ آہ کرے کہ جسنے راہ گم کی ہے پس می خوار الستی کا ان غافلون مین رہنا وبال ہے جیسے آہو کہ خرون مین آفت ہے آگے اسکا حال ہے فافہم ۱۲۔

سلہ پکڑا الخ ۸ شعر ایک آہو پکڑا صیاد نے اور اصطبل مین خرون کے اسنے باندھا اصطبل مین جو خر بھرے ہوئے تھے آہو کو قید کیا ظلم سے آہو وحشت سے ہر ایک سمت بھاگتا ہے وہ شب کو گھاس خرون کو ڈالتا تھا بھوک واشتہا سے وہ گاؤ خر گھاس کھاتے تھے مثل نیشکر کے آہو کبھی بھاگتا سو بسو وکبھی دھوین وگرد سے منھ پھیرتا تھا آگے ایسکے حقائق مین جسکو اپنی ضدون کے ہمراہ رکھا اسے مرگ کی مانند سختی کو گنا سلیمان نے کہا کہ اگر یہ ہدہد ہجر کا عذر نہ کہوے معتبر اسکو مار دون یا دون اسکو عذاب ایک عذاب سخت کہ وہ بے حساب ہو یعنے غیر جنس مین ایک عذاب سخت ہوتا ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲۔ سہ فرد کہ اسلام ابتدا کیا گیا ہی غریبونمین اور لوٹ جائیگا جیسے کہ ابتدا ہوئی غریبونمین

[illegible]

گاہ آہو میرمید از سو بسو	گہ ز وود و گرد کہ میتافت رو
ہر کرا با ضد خود بگذاشتند	آن عقوبت را چو مرگ انگاشتند
تا سلیمان گفت آن ہدہد اگر	ہجر را عذرے نگوید معتبر
کشتمش یا خود دہم او را عذاب	یکعذاب سخت بیرون از حساب
ہان کدام ست آن عذاب ای معتمد	در قفس بودن بغیر جنس خود
زین بدن اندر عذابے ای پسر	مرغ روحت بستہ با جنس دگر
روح بازست و طبائع زاغہا	دارد از زاغان تن بس داغہا
او بماندہ درمیان شان زار زار	ہمچو بوبکرے بہ شہر سبزوار

گاہ آہو بھاگتا تھا سو بسو	گہ ذھوین اور گرد سے پھیر تھا وہ
جسکو ہمرہ اپنے ضدون سے کیا	اسنے مثل مرگ سختی کو گنا
تا سلیمان نے کہا ہدہد اگر	ہجر کا عذر آکے کہوے معتبر
اسکو مارون یا کہ دون اسکو عذاب	اک عذاب سخت کہ ہو بیحساب
کونسا ہے وہ عذاب ای معتمد	کہ قفس مین بنا با نا جنس وہ
مرغ جان کو ہی عذاب اس جسم سے	باندھا جو نا جنس کے ہمراہ ہے
روح ہی باز اور بدن ہین جملہ زاغ	زاغ تن سے رکھتی ہی از بسکہ داغ
دو رہی اندر بدن کے زار زار	جیسے بوبکر اک شہر ہے سبزوار

حکایت محمد خوارزم شاہ کہ شہر سبزوار را بگرفت ایشان از کشتن امان خواستند ابوبکر نامے از ایشان خواست

حکایت محمد خوارزم شاہ کی کہ اسنے شہر سبزوار کو گھیرا اہل شہر نے قتل سے امان چاہی اسنے ابوبکر نام کو ان سے طلب کیا

شہ محمد الپ الغ خوارزم شاہ	در قتال سبزوار بے پناہ
تنگ شان آورد لشکرہاے او	اسپہش افتاد در قتل عدو
سجدہ آوردند پیشش کالامان	حلقہ مان در گوش کن وابخش جان
ہر خراج و ہر صلہ کہ بایدت	آن ز ما ہر موسمے افزایدت
جان ما آن تو است ای شیر خو	پیش ما چندے امانت باش گو
گفت نرہانید از من جان خویش	تا نیاریدم ابوبکرے بہ پیش

قتل کرنے کو گیا خوارزم شاہ	سبزوارون کو کہ جو تھے بے پناہ
تنگ پکڑا انکو لشکر اسکے نے	اور کرتے دشمنون کو قتل تھے
سجدہ کرتے آگے اسکے کالامان	کر ہمین حلقہ بگوش اور بخش جان
جو خراج و جزیہ تجھکو چاہیے	ہمسے ہر موسم مین زیادہ کرکے لے
ملک تیری سب ہماری جان ہے	تھوڑے دن ہمکو امانت اسکو دے
بولا نہ چھوٹے تمہاری مجھسے جان	جب تلک نہ بوبکر نے لاؤ یہان

سلہ۵ کونسا ہے الخ یہ شعر وہ عذاب کونسا ہے کہ قفس مین اپنے ناجنس کے ساتھ رہتا ہو آگے اسکے حقائق ہین مرغ جان کو قفس جسم سے عذاب ہے کہ جو ناجنس کے ساتھ اسے باندھا ہے روح باز ہے اور جسم جملہ زاغ ہین زاغ تن سے از بسکہ داغ رکھتی ہے وہ بدن مین ہے زار زار جیسے ابوبکر شہر سبزوار مین یعنے روح کو جسم ناجنس سے عذاب سخت ہے آگے قصہ ابوبکر کا مثال مین فرماتے ہین فافہم ۱۲۔

سلہ۵ قتل کو الخ یہ شعر قتل کرنے کو خوارزم شاہ گیا سبزوارون کو کہ جو بے پناہ تھے اسکے لشکر نے انکو تنگ پکڑا اور دشمنون کو قتل کرتے تھے آگے اسکے سجدہ کرتے واسطے امن کے کہ ہمکو حلقہ بگوش کر اور جان بخش جو خراج و جزیہ تجکو چاہیے ہم سے ہر موسم مین زیادہ کرکے لے تیری ملک مین ہماری جان ہے ہمکو تھوڑے دن اسکو امانت دے کہا کہ نہین چھوٹے مجھسے تمہاری جان جب تک کہ تم بوبکر کو یہان نہ لاؤ باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

تا مرا بوبکر نام از شہرتان ہدیہ نارید ای رمیدہ امتان
بد روم تان ہمچو کشت ایقوم دون نی خراج استانم و نے ہم فسون
پس جوال زر کشیدندش براہ کز چنین شہرے ابوبکرے مخواہ
کے بود بوبکر اندر سبزوار یا کلوخ خشک اندر جویبار
رو بتابید از زر و گفت ای مغان تا نیارید ابوبکر ارمغان
ہیچ سودے نیست کودک نیستم تا بہ زر و سیم حیران بیستم
تا نیاری سجدہ نرہی اے زبون در بہ پیمائی تو مسجد را بکون
منہیان انگیختند از چپ و راست کاندرین ویران ابوبکرے کجاست
بعد سہ روز و سہ شب کہ شتافتند یک ابوبکر نزاری یافتند
رہگذر بود و بماندہ از مرض در یکی گوشہ خرابی پر حرض
گوہری اندر خرابہ بے عرض خون دل بر رخ فشاندہ از مرض
خفتہ بود او در یکے کنج خراب چون بدیدندش بگفتندش شتاب
خیز کاین سلطان ترا طالب شدہ ست کز تو خواہد شہر ما از قتل رست
گفت اگر پایم بدی یا مقدمے خود بپای خود بمقصد رفتمے
اندرین دشمن کدہ کی ماندمے سوے شہر دوستان می راندمے
تختہ مردہ کشان بفراشتند بر کتف بوبکر را بر داشتند
جانب خوارزم شہ حملہ ردان میکشندندش کہ تا بیند نشان

جب تلک بوبکر نام اس شہر سے[1] تجھکو تحفہ میں نہ لاکر دیو سے گے
کھیت کی مانند کاٹونگا تمھین نہ خوشامد اور جزیہ لونگا مین
خرجیان بس زر کی بھر کے لائے کہ نہ چاہ بوبکر کو اس شہر سے
ہووے کب بوبکر اندر سبزوار یا کہ ڈھیلا خشک اندر جویبار
زر سے منھ پھیرا و بولا اے مغان تا نہ دو تم مجھکو بوبکر ارمغان
نے مفید ہو کچھ کہ مین لڑکا نہین تا کہ زر سے باز آؤن بالیقین
بے کیے سجدہ[2] نہ چھوٹے اے زبون عمر بھر گر ناپے مسجد کو بکون
ہر طرف بس ڈھونڈھنے اسکو گئے کہ کہان بوبکر ویرانہ مین ہے
تین دن اور تین شب دوڑے پھرے پایا اک بوبکر عاجز جان سے
تھا مسافر اور مرض مین مبتلا ایک ویرانہ کے گوشہ مین پڑا
اک خرابہ مین تھا جوہر بے عرض خون دل ٹپکایا از راہ مرض
تھا خرابہ مین وہ سوتا پر اجل جو اسے دیکھا کہا کہ جلد چل
کہ بلاتا تجھکو یہ سلطان ہے تیرے باعث چھوٹین تا ہم قتل سے
بولا[3] چل سکتا اگر مین پانوں سے جاتا پاؤن سے طرف مقصود کے
رہتا کب ان دشمنوں کی جا مین دوستونکے شہر کی سو جاتا مین
اسکو گہوارے کے مردون پر رکھا لیچلے کاندھون پے اسکو بس اٹھا
جانب خوارزم شاہ وہ سب گئے تاکہ دیکھے شاہ اسکو لے گئے

[1] جب تلک الخ ۔ شعر تم جب تک بوبکر نام کا آدمی اس شہر مین لاکر نہ دوگے تمھین کھیت کی مانند کاٹونگا اور خوشامد و جزیہ مین نہ لونگا پس وہ خرجیان زر کی بھر کے لائے کہ اس شہر سے بوبکر طلب کر بوبکر سبزوار مین کب ہووے یا کہ ڈھیلا خشک آب جو مین اُسنے زر سے منھ پھیرا اور کہا کہ اے مغان جب تک تم مجھکو بوبکر نہ دو کچھ مفید نہو کہ مین لڑکا نہین ہون تاکہ زر سے مین باز آؤنگا آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲ [2] بے کیے الخ ۔ شعر بے سجدہ کیے نہ چھوٹے عمر بھر اگر کون سے مسجد ناپے ہر ایک طرف مخبر ڈھونڈھنے گئے کہ بوبکر ویرانہ مین کہان ہین تین دن و تین شب دوڑتے پھرے ایک بوبکر جان سے عاجز پایا مسافر تھا اور مرض مین مبتلا تھا ایک گوشۂ ویرانہ مین پڑا تھا ایک خرابہ مین جوہر بے عرض تھا اور خون دل ٹپکایا از راہ مرض کے خرابہ مین سوتا تھا وہ پر اجل جو اسے دیکھا کہا کہ جلد چل کہ تجھکو سلطان بلاتا ہے تاکہ ہم تیرے باعث قتل سے چھوٹین یعنے اگر تمام نمازین پڑھین اور مسجد مین سجدے کرکے بجز حاصل کرنے داغ پیدا کے نہ چھوٹے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ [3] بولا الخ ۔ شعر کہا کہ اگر مین پانوں سے چل سکتا ہوتا تو پانوں جانب مقصود کے رکھتا ان دشمنون کی جا مین کب رہتا بلکہ دوستون کی شہر کی جانب مین جاتا اسکو مردون کے گہوارے پر رکھا اور کاندھون پہ اسکو اٹھا کرکے چلے جانب خوارزم شاہ وہ سب گئے تاکہ اسکو شاہ دیکھے آگے اسکے حقائق ہین یہ جہان سبزوار اور مرد خدا اسکے اندر خرابے مین پڑا ہے اور خوارزم شاہ خدا ہے کہ دل چاہتا ہے اس قوم سے کہ ذلیل ہے یعنے یہ جہان سبزوار ہے اور مردان خدا اس خرابہ مین پڑا ہے اور خوارزم شاہ حق ہے کہ بوبکر دل کو اہل دنیا سے چاہتا ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ ۔

سبزوارست این جہان و مرد حق — اندرینجا ضایع ست و ممتحق
ہست آن خوارزم شہ یزدان جلیل — دل ہمیخواہد ازین قوم رذیل
گفت لا ینظر الی تصویرکم — فابتغوا ذا القلب فی تدبیرکم
من ز صاحب دل کنم در تو نظر — نہ بہ نقش سجدہ و ایثار زر
تو دل خود را چو دل پنداشتی — جستجوے اہل دل بگذاشتی
دل کہ گر ہفصد چو این ہفت آسمان — اندرو آید شود یاوہ و نہان
این چنین دلریزہا را دل مگو — سبزوار اندر ابوبکرے مجو
صاحب دل آئینۂ شش رو بود — حق ازو در شش جہت ناظر شود
ہر کہ اندر شش جہت دارد مقر — کے کند در غیر حق یکدم نظر
گر کند رد از برائے او کند — ور قبول آرد ہم او باشد سند
بہر آنکہ او حق را بود در کل حال — برگزیدہ باشد او از ذوالجلال
ہیچ بے او حق بکس ندہد نوال — شمۂ گفتم ز اصحاب وصال
موہبت را بر کف دستش نہد — وز کفش آنرا بمرحومان دہد
با کفش دریای کل را اتصال — ہست بیچون و چگونہ بر کمال
اتصالی کہ نگنجد در کلام — گفتنش تکلیف باشد والسلام
صد جوال زر بیاری ای غنی — حق بگوید دل بیار ای منحنی
گر ز تو راضی ست دل من راضیم — ور ز تو معرض بود اعراضیم
ننگرم در تو دران دل بنگرم — تحفہ او را آر ای جان بر درم

سبزوار اب یہ جہان مرد خدا — اُسکے اندر ہی خرابہ مین پڑا
اور ہی خوارزم شہ رب جلیل — چاہیے دل اس قوم سے کہ ہی ذلیل
بولا لا ینظر[1] اے تصویرکم — فابتغوا ذا القلب فی تدبیرکم
تمکو دیکھوں اہل دل کی راہ سے — نے رہ بخشش و سجدہ نقش کے
تو نے دلکو اپنے جانا ہی جو دل — اور چھوڑی جستجوے اہل دل
سات سو گر آئین جیسے سات آسمان — دلکے اندر ہو وین مخفی اور نہان
ایسے دلریزہ کو دل مت کہہ یار — ڈھونڈھے مت بوبکر اندر سبزوار
آئینۂ شش رو ہے صاحبدل مگر — شش جہت سے حق کی ہی اُسپر نظر
شش جہت مین جو کہ رکھتا ہی قرار — غیر حق کو ایک دم رکھے نہ یار
گر کرے[2] رد اسکو اُسکے واسطے — گر قبول اُسکو کرے اُسکے لیے
جو خدا کا ہی وہ اندر کل حال — کرتا ہی مقبول اُسکو ذوالجلال
کچھ نہ دیوے حق کسی کو اُس سوا — حال واصل کا کہا مین نے ذرا
ہاتھ پر اُسکے وہ بخشش کو رکھے — ہاتھ سے اُسکے وہ مرحومونکو دے
اسکے کف کو بحر کل سے اتصال — ہی وہ بیچون و چگون اندر کمال
اتصال ایسا کہ نہ اُسمین کلام — ہی تکلف اُسکا کہنا والسلام
زر کی سو خرجی تو لائے اے غنی — حق کہے دل کو تو لا اے منحنی
تجھسے[3] مین راضی ہون دل راضی ہی گر — تجھسے گر ناخوش ہے مین ناخوش ہون پر
تجھکو نہ دیکھون وہ دیکھون دل کہین — تحفہ اُسکو لا مری درگاہ مین

[1] بولا لا ینظر الخ، شعر ترجمہ کہا کہ نہین دیکھتا ہون مین تمہاری صورت ظاہری کو پس جستجو کرو تم دل کو اندر تدبیر اپنی کے تمکو اہل دل کی راہ سے دیکھون اور نہ راہ بخشش و سجدہ و نقش کے تو نے اپنے دل کو جو دل جانا ہے اور جستجو اہل دل کی چھوڑ رکھی ہے اگر سات سو آئین مانند آسمان کے دل کے اندر پوشیدہ و نہان ہو وین ایسے ریزۂ دل کو دل مت کہہ اور بوبکر مت ڈھونڈھ سبزوار مین صاحبدل آئینۂ شش رو ہے دیکن شش جہت سے حق کا اُسپر نظر ہی جو کو شش جہت مین قرار رکھتا ہی غیر اللہ کو ایک دم یار نہین رکھتا ہی یعنے اہل دل آئینۂ شش رو رہے کہ جہت سے حق کی اُسپر نظر ہے پس وہ غیر اللہ کو کب یار اپنا رکھتا ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

[2] گر کرے الخ، شعر اگر اُسکو رد کرے اُسی کے واسطے اور اگر اُسکو قبول کرے اُسی کے واسطے جو وہ خدا کا ہے کل حال مین اُسکو خدا مقبول کرتا ہے حق کسی کو کچھ نہ دیوے اُسکے سوا مین حال واصل کا ذرا سا کہا ہے وہ ہاتھ پر اُسکے بخشش کو رکھے اور وہ ہاتھ سے اُسکو مرحومون کو دیوے اُسکے کف دست کو بحر کل سے اتصال ہے اور وہ بیچون و چگون ہے کمال مین ایسا اتصال ہے کہ اسمین کلام نہین اُسکا کہنا تکلف ہے والسلام اگر تو زر کی سو خرجی لاوے حق کہوے کہ تو دل کو لا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

[3] تجھسے الخ، شعر تجھسے مین راضی ہون، گر دل راضی ہے اور اگر تجھسے دل ناخوش ہے مین ناخوش ہون مین تجھکو نہ دیکھون نہ دلکو دیکھون اور اُسکو تحفہ میری درگاہ مین لا مین ویسا ہی ہون جس طرح وہ تجھسے بے جنت ہووے ماں کے پاؤن کے نیچے ماں و باپ اور اصل خلق سب وہی ہی دا کہ جو پوست سے باہر وہ زر کی ہی تو کہے کہ مین دل لایا تیرے واسطے وہ کہے کہ یہ دل میرے لائق نہین ہے وہ دل لا کہ قطب ایک عالم کا ہے جان جان اور ہمہ جان آدم کا ہے یعنی اولیاء اللہ اسقدر حق سے واصل ہین کچھ طرح سے فرق نہین ہی پس خداوند عالم کسی تحفہ سے خوش نہین ہوتا ہے اور ہوتا ہی تو تحفۂ دل بیدار سے ہوتا ہے پس وہ دل بیدار مرشد کا ہے کہ تو اُسکو حاصل کر باقی حال اُسکا آگے ہے فافہم ۱۲

باتو او چون ست هستم من چنان　　زیر پای مادران باشد جنان
مادر و پدر رست و اصل خلق اوست　　ای خنک آن کس کہ دل داند ز پوست
تو بگوئی تک دل آوردم بتو　　گویدت این دل نیز دیک طسو
آن دلے آور کہ قطب عالم ست　　جانجان جان جان آدم ست
از برای آن دل پر نور و بر　　هست آن سلطان دلها منتظر
تو بگردی سالها در سبزوار　　آنچنان دل را نیابی زاعتبار
پس دل پژمردهٔ بوسیده جان　　بر سر تختہ نهی آن سو کشان
کہ دل آوردم ترا اے شہریار　　بہ ازین دل نبود اندر سبزوار
گویدت این گورخانہ است ای جری　　کہ دل مرده بدین جا آوری
رو بیاور آن دلے کو شاہ خوست　　کہ امان سبزوارگون از دست
تو بی آن دل زینجهان پنهان بود　　زانکہ ظلمت با ضیا ضد آن بود
دشمنی آن دل از روز الست　　سبزوار طبع را میراثی ست
زانکہ او بازست و دنیا چون زاغ　　دیدن هر جنس هر ناجنس داغ
ور کند نرمی نفاقے می کند　　زاستمالت از نفاقے میکند
گوید آری از تکلف تر نیاز　　تا کہ ناصح کم کند نصح دراز
زانکہ این زاغ خس مردارجو　　صد هزاران مکر دارد تو بتو
گر پذیرند آن نفاقش را رهید　　شد نفاقش عین صدق مستفید
زانکہ آن صاحبدلے با کر و فر　　هست در بازار ما معیوب خر

مین ہون ویسا جس طرح وہ تجھ سے ہے　　ہوی جنت ماں کے نیچے پاؤں کے
ماں و باپ اور اصل خلق ہی سب وہی　　دل کو جانے پوست سے وہ ہی نیکی
تو کہے مین لایا دل تیرے لیے　　وہ کہے یہ دل نہ لائق ہی ترے
لا وہ دل کہ قطب ایک عالم کا ہے　　جانجان جانجان آدم کا ہے
وہ دل[1] پر نور اس کے واسطے　　منتظر سلطان ہے دلونکا بسکہ ہے
تو پھرا برسوں ہی اندر سبزوار　　ایسا دل پایا نہین انجام کار
جان و دل پژمردہ اور بوسیدہ تو　　لے چلے تختہ پہ رکھ اُس سمت کو
لایا دل تیرے لیے اے شہریار　　بہتر اس دل سے نہ اندر سبزوار
تجھکو کہوے گورخانہ ہے یہ کیا　　کہ دل مردہ تو لایا اس جگا
جا وہ دل لا ڈھونڈھتا ہی جسکو شاہ　　سبزوار گون مین ہی جس سے پناہ
تو کہے وہ دل جہان مین ہی نہان　　کیونکہ ظلمت ضد ضیا کی ہی عیان
دشمنی[2] اس دل کی اول روز سے　　سبزوار طبع کو میراث ہے
کیونکہ وہ ہی باز دنیا مثل زاغ　　جنس کا ملنا ہی ناجنسوں پہ داغ
گر کرے نرمی تو گمراہی کرے　　گر تو آمیزش کرے نرمی کرے
ہان کرے بہر تکلف نہ نیاز　　تا کہ ناصح کم کرے پند دراز
کیونکہ یہ زاغ دنی مُردار خوار　　سیکڑون رکھتا ہی حیلے پیچدار
گر نفاق اس سے کیا بس تو چھٹا　　عین صدق اُسکا نفاق ہی اور صفا
کیونکہ صاحبدل[3] مرے بازار مین　　جنس ناکارہ کو لیتے مول ہین

[1] وہ دل الخ، شعر وہ دل پُر نور کہ واسطے اس کے سلطان دلون کا از بس منتظر ہے تو برسوں پھرا ہے سبزوار مین ایسا دل انجام کار پایا نہین جان و دل پژمردہ اور بوسیدہ تختہ پر رکھ کر اس سمت کو چلے اے شہریار اس دل سے تو بہتر سبزوار مین نہین ہے وہ تجھکو کہے یہ کیا گورخانہ ہے کہ تو دل مردہ اس جگہ لایا ہے جا وہ دل لا کہ جسکو شاہ ڈھونڈھے کہ دنیا کی سبزوار مین جس سے پناہ ہے تو کہے کہ وہ دل جہان مین پوشیدہ ہے کیونکہ ظلمت ضد ہے ضیا کی ظاہر یعنی دل مردہ لائق گورستان کے ہے، اور لائق تحفہ بار کے دل بیدار ہے کہ جان مین کیاب ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ [2] دشمنی الخ، شعر اول دن سے دشمنی اس دل کی سبزہ وار مین طبع کو میراث ہے کیونکہ وہ یار ہے اور دنیا مثل زاغ کے ہے ملنا جنس کا ناجنسوں پر داغ ہے اگر تو نرمی کرے وہ گمراہی کرے اور اگر تو آمیزش کرے وہ نرمی کرے وہ ہانجی کرتا ہے تکلف سے نہ کہ نیاز سے تاکہ ناصح پند دراز کم کرے کیونکہ یہ زاغ نفس مُردار خوار سیکڑوں حیلے پیچدار رکھتا ہے اگر اس سے نفاق کیا پس تو چھوٹا کہ عین صدق اسکا نفاق اور صفا ہے یعنی وہ دل باز ہے اور اہل دنیا کا دل زاغ ہے پس ناجنس کا جنسوں مین رہنا آفت جان ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ [3] کیونکہ الخ، شعر کیونکہ صاحب دل میرے بازار مین جنس ناکارہ کو مول لیتے ہین تو دل کو ڈھونڈھ اگر تیار نہین ہے اور دل عنس ہو اگر اللہ او نیاو اللہ کا نہین ہے جسکا مگر خوش تجھکو آئے وہ تیرا دل ہے خاص خدا نہین ہے جو نہ تیری طبع اور خو پر جیسے وہ بھی دولی تیرے آگے ہی جا تو خواہش چھوڑ تاکہ بوئے خدا تیرے دماغ مین ہمیشہ پہونچے جا تو خواہش چھوڑ تاکہ خو تیری ہو تیرا دماغ خو بیون سے فاسد ہے کہ مشک کو تیرا دماغ گندہ جانے تو نجاست پر زاغ کی مانند عاشق ہوئے مشک تیرا دماغ نہ لیوے یہ بات بعید ہی اور آ جو میرا اصطبل مین جا بجا جاتا ہے یعنی جو تیری راہ پر چلے وہ تیرے نزدیک نبی وولی ہے خدا کا ولی نہین ہے پس تو خواہش چھوڑ کہ بوئے خدا تیرے دماغ [illegible] ۱۲

صاحبِ دل جو اگر بیجان نهٔ	جنسِ دل شو گر ضدِ سلطان نهٔ
آنکه زرق او خوش آید مر ترا	او ولی تست نه خاصهٔ خدا
هر که او بر خو و بر طبع تو زیست	پیش طبع تو ولی ست و نبی ست
رو هوا بگذار تا بوی خدا	در مشامت می رسد ای کدخدا
رو هوا بگذار تا خو بیت شود	وان مشام عنبرین بویت شود
از هوا های مباغت فاسد است	مشک و عنبر پیش مغزت کاسد است
عاشقی تو بر نجاست مثل زاغ	بوی مشکت می نگیرد در دماغ
حد ندارد این سخن و آهوی ما	میگریزد اندر آخر جا بجا

ڈھونڈھ اہل دل کو گر بیجان نہین	جنس دل ہو گر ضد سلطان نہین
مکر جسکا آئے تجھکو خوش بھلا	وہ ولی تیرا ہے نے خاصہ خدا
جو کہ تیری طبع اور خو پر جیے	وہ ولی ہے اور نبی آگے ترے
جا تو خواہش چھوڑ تا بوئے خدا	پہونچے وہ تیرے دماغ اندر سدا
جا تو خواہش چھوڑ تا خو ہو تری	پس دماغی عنبرین بو ہو تری
تو ہوسون سے تیرا فاسد ہے دماغ	مشک کو کمتر ترا جانے دماغ
تو نجاست پر ہے عاشق مثل زاغ	مشک کی بو نے ترا لیوے دماغ
بات یہ بیحد ہے اور آہو مرا	بھاگتا اصطبل مین ہے جا بجا

بقیہ قصہ آہو در آخور خران

روزها آن آهوی خوش ناف تر	در شکنجه بود در اصطبل خر
مضطرب در نزع چون ماهی بخشک	در یکی حقه معذب پشک و مشک
یک خرش گفتی که ها ای بوالوحوش	طبع شاهان داری و میران خموش
آن دگر تسخر زدی کز جزر و مد	گوهر آوردست کی ارزان دهد
وان خری گفتی که با این نازکی	بر سریر شاه شو گو متکی
وان خری شد تخمه وز خوردن بماند	پس برسم دعوت آهو را بخواند
سر چنین کرد او که نی رو ای فلان	اشتهایم نیست هستم ناتوان
گفت میدانم که نازی میکنی	یا ز ناموس احترازی میکنی
گفت او با خر که این طعمهٔ تو است	که ازان اجزای تو زنده و نو است
من الیف مرغزاری بوده ام	در زلال و روضها آسوده ام
گر قضا افگند ما را در عذاب	کی رود آن خوی و طبع مستطاب

باقی قصہ آہو کا اصطبل مین خرون کے

دن[1] بہت وہ آہو خوش ناف تر	تھا پھنسا اصطبل خر مین بیشتر
نزع مین مضطر تھا جون ماہی بخشک	ایک ڈبہ مین معذب لید و مشک
ایک خر کہتا کہ اے وحشی پدر	طبع شاہونکی رکھے مت شور کر
دوسرا ہنستا کہ آمد رفت سے	موتی لایا ہے کہ تا ارزان تو دے
ایک خر کہتا کہ نازک طبع سے	جلوہ فرما ہو سریر شاہ پے
جو نکھایا[2] خر نے ایک بدہضم سے	چاہا بس آہو کو دعوت کیلیے
سر ہلایا کہ نہین جا تو فلان	اشتہا مجھکو نہین ہون ناتوان
بولا مین نے جانا تو کرتا ہے ناز	یا تو کرتا شرم سے ہے احتراز
بولا آہو کہ یہ تیری ہے غذا	کہ ترے زندہ ہین اس سے جز قوی
مین تو اس الفت سے سبزہ زار کے	زیر سایے رہتا ہون گلزار کے
گر قضا نے مجھکو پھانسا در بلا	کب وہ چھوٹین عادتین مجھسے بھلا

سلہ دن بہت الخ یہ شعر بہت دن وہ آہو خوش ناف خرون کے اصطبل مین پھنسا زیادہ نزع مین بیقرار تھا مانند ماہی کے خشکی مین اور ایک ڈبہ مین لید و مشک معذب ہوتی ہے ایک خر کہتا تھا کہ اے پدر وحشی شاہون کی طبع رکھتا ہے شور مت کر دوسرا ہنستا ہے کہ آنے جانے سے گوہر لایا ہے کہ تا ارزان دے ایک خر کہتا کہ طبع نازک سے سریر شاہی پر جلوہ فرما ہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

سلہ جو نکھایا الخ یہ شعر جو ایک خر نے بسبب بدہضمی کے نکھایا آہو کو بلایا دعوت کے واسطے سر ہلایا کہ نہین جا تو مجکو اشتہا نہین ناتوان ہون کہا کہ مین نے جانا کہ ناز کرتا ہے یا تو شرم سے احتراز کرتا ہے کہا آہو نے کہ یہ تیری غذا ہے کہ سب تیرے قوی اس سے زندہ ہین اور مین تو سبزہ زار کی الفت سے زیر سایہ گلزار کے رہتا ہون اگر قضا نے مجکو بلا مین پھنسایا تو مجھے وہ عادتین بھلا کب چھوٹین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

گر گدا گشتم گدا رو کے شوم
در لباسم کہنہ گردد من توم

سنبل ولالہ سپر غم نیز ہم
با ہزاران نازد نخوت خوردہ ام

گفت خر آخر ہمی زن لاف لاف
در غریبی بس توان گفتن گزاف

گفت نافم خود گواہی میدہد
منتے بر عود و عنبر مے نہد

لیک آنرا بشنود حس مشام
بر خر سرگین پرست آن شد حرام

خر کمیز خر ببوید بر طریق
مشک چون عرضہ کنم بر این فریق

بہر آن گفت آن رسول مستجیب
رمز الاسلام فی الدنیا غریب

زانکہ خویشانش ہم از وی میرمند
گرچہ با ذاتش ملائک ہمدم اند

صورتش را جنس می بیند انام
لیک از وی می نیابند آن مشام

ہمچو شیرے درمیان نقش گاؤ
دور می بینش ولے او را مکاؤ

ور بکاوی ترک گاؤ تن بگو
کہ بدرد گاؤ را آن شیر خو

طبع گاوی از سرت بیرون کند
خوی حیوانی ز حیوان بر کند

گاؤ باشی شیر گردی نزد او
گر تو با گاوی خوشی شیرے مجو

گر گدا ہون ہوون کب شکل گدا
گر پرانی ہو قبا مین ہون نیا

سنبل و لالہ وریحان باغ کے
مین نے کھائے ہین ہزارون ناز سے

بولا خر تو مار ایسی شیخیان
جھوٹ بس غربت مین کرتے ہین بیان

بولا نافہ خود گواہ حال ہے
عود اور عنبر پہ بس احسان رکھے

سونگھتا اسکا ہی لیکن اہل مشام
اور خر سرگین پرست کو ہو حرام

بولا خر کو سونگھتا خر راہ پر
مشک کیون ظاہر کرون گمراہ پر

اسلیے حضرت نے فرمائی عجیب
رمز الاسلام فی الدنیا غریب

کیونکہ اپنے بھی ہین اُنسے بھاگتے
گو فرشتے ذات اُنکی سے ملے

خلق جانے جنس اُسکی شکل کو
پر نہین پاتی ہے اُنسے بس وہ بو

جیسے شیر ایک گاؤ کی صورت مین ہے
دور سے دیکھ اور مت چھیڑ اُسے

گر تو چھیڑے اپنا مرنا جان تو
پھاڑتا ہے گاؤ کو وہ شیر خو

طبع گاؤ دور تجھسے تا کرے
خوے حیوانی کو حیوانی سے لے

گاؤ ہو تم شیر اُنکے پاس ہو
گر ہو خوش گاوی مین تم شیری مجو

در معنی آیت انی اری سبع بقرات سمان یاکلہن سبع عجاف آن گاوان لاغر اخدا بصفت شیران گرسنہ آفریدہ بود تا آن ہفت گاؤ فربہ را باشتہا می خوردند اگرچہ آن خیالات

آیۃ کے معنی مین انی اری سبع بقرات سمان (تحقیق دیکھین مین نے سات گائین موٹی ۱۲) یاکلہن سبع عجاف (کھاتی ہین اُنکو سات گائین دبلی ۱۲) اُن لاغر گاؤن کو خدا نے بہ صفت بھوکے شیرون کے پیدا کیا تھا تا اُن سات گاؤ فربہ کو بسبب بھوک کے کھاتے ہین اگرچہ

سلہ گر گدا ہون الخ، شعر اگر گدا ہون وہی شکل گدا کب ہوون اگر قبا پرانی ہو مین تو نیا ہون سنبل و لالہ ریحان باغ کے مین نے ہزارون ناز سے کھائے ہین خر نے کہا کہ ایسی شیخیان مار غربت مین جھوٹ از بس بیان کرتے ہین کہا کہ نافہ خود گواہ حال ہے کہ عود و عنبر پر احسان رکھتا ہے اسکو سر لگتا ہے ولیکن اہل مشام اور خر سرگین پرست کو حرام ہے خر کے پیشاب کو خر راہ پر سونگھتا ہے مین مشک گمراہ پر کیون ظاہر کرون یعنے میرا ہنر اہل ہنر کو خود معلوم ہوگا بے ہنر پر مجھے ظاہر کرنے سے کیا حاجت ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲۔

سلہ اس لیے الخ، شعر اسواسطے حضرت رسول مقبول صلعم نے فرمائی ہے عجیب رمز ترجمہ ضرور کر اسلام دنیا مین غریب ہے کیونکہ اپنے بیگانے اُنسے بھاگتے ہین گو کہ فرشتے اُنکی ذات سے ملے ہین خلق اُنکی شکل کو جنس جانتی ہے ولیکن اُنسے وہ بو نہین پاتی آگے اسکی مثال ہے جیسے ایک شیر گاؤ کی صورت مین ہے دور سے دیکھ اور اُسے مت چھیڑ اگر تو چھیڑے اپنا مرنا جان کیونکہ وہ شیر خو گاؤ کو پھاڑتا ہے تاکہ تجھسے طبع گاؤ کی دور کرے اور خوے حیوانی کو حیوانی سے لیوے تم گاؤ ہو اُنکے پاس شیر ہو اگر گاوی مین خوش ہو تم شیر مت ہو یعنی اگر تم غافل ہو پاس اللہ کے مت جاؤ ورنہ وہ تجھکو مثل شیر کے پھاڑین گے گو بظاہر وہ عاجز ناچار تم کو دکھتے ہین آگے اسکا بیان گاؤ کی مثال مین فرماتے ہین فافہم ۱۲۔

صورت گاوان در آئینہ خواب بنمودند اما تو بمعنی شیر نگر

آن عزیز مصر میدیدی بخواب — چونکه چشم غیب شد فتحباب
هفت گاو فربه بس پروری — خوردشان آن هفت گاو لاغری
اندرون شیران بدند آن لاغران — ورنہ گاوان را نبودندی خوران
پس بشر آمد بصورت مرد کار — لیک در وی شیر پنهان مرد خوار
مرد را خوش واخورد فردش کند — صاف گردد دردش ار دردش کند
زان یکی درد او زجمله دردها — وارهد پا بر نهد او بر سما
شاه گردد وا گذارد بندگی — یابد او در مردگی دل زندگی

وہ خیالات بصورت گاؤ خواب مین دکھائی دیے ہین لیکن تو معنی مین شیر دیکھ

وہ عزیز مصر دیکھے تھا بخواب — چشم غیب اسکی ہوئی تھی فتحباب
سات موٹے گاؤ کو جو تھے پلے — کھایا انکو سات دُبلی گاؤ نے
شیر باطن مین وہ دُبلے گاؤ تھے — ورنہ کھاتے گاؤ وہ کس طور سے
ہین بشر کی شکل اہل اللہ عیان — شیر مردم خوار انمین ہے نہان
مرد کو خوش لیوے وہ نادر کرے — صاف وہ ہووے اُسے گر درد دے
ایک وہ دردان جملہ دردون سے چھٹے — پانون وہ رکھے سر افلاک پے
شاہ ہووے اور چھوڑے بندگی — مردگی مین پاکے وہ دل زندگی

در سبب کشتن ابراهیم خروس را و مذمت او که اشاره بر قمع و قهر کدام صفت بود از صفات مذمومات در باطن مرید

چند گوئی همچو زاغ پر نحوس — ای خلیل حق چرا کشتی خروس نسوس
حکمت کشتن چه بود آخر بگو — تا مسبح گردم آن را مو بمو
گفت فرمان حکمت فرمان بجوان — تا مهلل گردم آن را من بجان
شهوتی هست او و بس شهوت پرست — زان شراب زهرناک ژاژ مست

مارنا خلیل علیہ السلام کا مرغ کو اور بیان اُسکا کہ اشارہ کونسی صفت کے دور کرنیکا تھا صفات مذمومہ مہلکہ سے مرید کے باطن مین

کب تلک چیخے گا مثل زاغ کے — مرغ کو مارا خلیلا کس لیے
مارنے مین کیا ہے حکمت کچھ کہو — تا کرون تسبیح اسکی مو بمو
بولا حکم اب حکم کی حکمت سنا — تا کرون تہلیل اسکی مین وا
شہوتی اک وہ ہی او شہوت پرست — اُس شراب زہر آلودہ سے مست

۱ وہ عزیز الخ ہو شعر وہ عزیز مصر خواب مین دیکھتا تھا کہ چشم غیب اسکی کشادہ ہوئی تھی موٹی سات گاؤ کو سات گاؤ دُبلی نے کھایا وہ دُبلی گاؤ شیر باطن مین تھی ورنہ وہ کس طور سے گاؤ کھاتے آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲ ۲ ہین بشر کی الخ ہو شعر اہل اللہ بشر کی شکل ظاہر ہین اور شیر مردم خوار ان مین پوشیدہ ہے وہ مرد کو خوش لیوے اور نادر کرے اور صاف درد ہووے اگر اسکو درد دے ایک درد جو ان سب دردون سے دے وہ پانون رکھے سر افلاک پے بادشاہ ہووے اور بندگی چھوڑے اور مردگی مین زندہ دلی پائے یعنے اہل اللہ بشر کی ہمشکل ہین کہ مرد کو انمین سے لیتے ہین اور نادر کر دیتے ہین کہ وہ بندگی چھوڑتا ہے اور بادشاہ ہو جاتا ہے آگے صفت مرغ شہوت کا بیان ہے فافہم ۱۲ ۳ کب تلک الخ ہو شعر تو کب تلک مانند زاغ چیخے گا اے خلیل مرغ کو کس واسطے مارا مارنے مین کیا حکمت ہے کچھ تو کہو تا کہ تسبیح اسکی مو بمو کرون کہا کہ حکم ہے اب حکم کی حکمت سنا تا کہ اسکی تہلیل مین ادا کرون آگے اسکا جواب ہے فافہم ۱۲۔

۴ شہوتے الخ شعر وہ ایک شہوتے اور شہوت پرست ہے اسی شراب زہر آلودہ سے مست ہے اگر نسل کی خاطر نہ ہوتے اسکے ننگ سے آدم خصی ہوتا جب ابلیس نے حق سے عرض کی کہ تجھکو ہم بھاری دے اس صید کا سیم وزر و اسپ سے دکھلائے کہ اس سے تو خلق کو لے جاسکے منہ پھیلایا اور کہا کہ واہ واترش رو مانند ترنج کے از بس کہ ہوا پس جواہر کان کے از بس خوش ہونے ملعون پر ظاہر کرنے کرات یعنی یہ دوسرا دام لے کہا کہ اس سے بڑھ کے دے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

گر نه بهر نسل بودی اے وصی	آدم از ننگش بگردی خود خصی	نسل کی خاطر نہوتے ای وصی	ہوتا آدم ننگ سے اُسکے خصی
گفت ابلیس لعین دادار را	دام زفتی خواہم این اشکار را	غرض کی ابلیس نے دادار سے	دام دے اس صید کا بھاری مجھے
زر و سیم و گلۂ اسپش نمود	که بدین تانی خلائق رار بود	سیم و زر اور اسپ دکھلاکے اُسے	کہ تو اس سے خلق کو لیجا سکے
گفت شاباش و ترش آویخت لنج	شد ترنجیده و ترش ہمچون ترنج	مُنہ پھلایا اور کہا کہ واہ وا	ترش و مثل ترنج از بس ہوا
پس جواہر را زمعدنہای خوش	کرد آن پس ماندہ را حق پیش کش	پس جواہر کان کے ازبسکہ خوش	کر دیے ملعون کے حق نے پیشکش
گیر این دام دگر را اے لعین	گفت ازین افزون دہ ای نعم المعین	دوسرا یہ دام لے تو ای لعین	بولا اس سے بڑھکے دی تو ای معین
چرب و شیرین و شراب آتشین	دادش و بس جامۂ ابریشمین	سله چرب و شیرین اور شراب آتشی	بس اُسے دے اور جامہ ریشمی
گفت یارب بیش ازین خواہم مدد	تا به بندم شان بحبل من مسد	بولا یارب اس سے بڑھکے دی مدد	تا اُنھیں باندھون بحبل من مسد
تا که مستانت که نر و پردلند	مرد وار این بندہا را بگسلند	تا کہ تیرے مست نر پُردل جو ہین	مرد کی مانند بندین کاٹ دین
تا بدین دام و رسنہای ہوا	مرد تو گردد ز نامردان جدا	تا کہ ساتھ اس دام و جال و حرص کے	مرد تیرا ہو جدا نامرد سے
دام دیگر خواہم ای سلطان بخت	دام مرد انداز حیلت ساز سخت	دوسرا چاہتا ہون دام ای شاہ بخت	دام مرد انداز و حیلہ ساز سخت
خمر و چنگ آورد و در پیش نہاد	نیم خندہ زد بدان شد نیم شاد	چنگ و بادہ آگے لا اُسکے رکھا	خوش ہوا آدھا وہ اور آدھا ہنسا
سوی اضلال ازل پیغام کرد	که بر آر از قعر بحر فتنه گرد	سله گمراہی ازلی کا وہ سائل ہوا	گرد قعر بحر فتنہ سے تو لا
نے یکے از بندگان موسی است	پردہا در بحر او از گرد بست	نے کہ اک موسیٰ ترے بندوں سے ہے	باندھے پردے بحر مین بس گرد سے
آب از ہر سو عنان را وا کشید	از تگ دریا غباری شد پدید	آب دریا ہر طرف سے ہٹ گیا	اور غبار اک تہ سے دریا کے اٹھا
دام محکم دہ کہ تا گردد تمام	دافگنم در کام ایشان چون لجام	دام دے مضبوط تا ہووے تمام	منہ مین انکے ڈالون مین مثل لگام
در کمند آرم کشم سان کش کشان	تا کہ نتوانند سر پیچید از آن	کھینچون انکو پھانس کر مین دام مین	تا نہین سر کو پھرا اس سے سکین
چونکه خوبی زنان با او نمود	کز عقل و صبر مردان میربود	جو بتائین خوبیان زن کی اُسے	کہ قرار و صبر مرد ابتر کرے
پس زد انگشتک برقص اندر فتاد	که بده زود تر رسیدم بر مراد	بس لگا چٹکی بجانے ناچنے	کہ ملا مقصد مرا تو جلد دے

سله چرب و شیرین الخ، شعر چرب شیرین غذا اور شراب آتشی اُسکو دیے اور جامۂ ریشمی کہا کہ یارب اس سے بڑھ کے مدد دے تا انکو باندھون رسی کھجور سے تاکہ تیرے قوی اور پُر دل جو ہین مرد کی مانند بندین کاٹ دین تاکہ اُس جال و دام مین حرص کے تیرا مرد جدا ہو نامرد سے مین دوسرا چاہتا ہون دام کہ دام مرد انداز و حیلہ بخت ہو چنگ و بادہ آدھا خوش ہوا اور آدھا ہنسا باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲۔

سله گمراہی الخ، شعر ازلی گمراہی کا وہ سائل ہوا کہ گرد بحر فتنہ کے قعر سے تو لا آگے مثال ہے کہ ایک موسیٰ اب تیرے بندون سے ہے بحر مین پردے باندھے گرد سے ایک دریا ہر ایک طرف سے ہٹ گیا اور ایک غبار دریا کی طرف سے اوٹھا ایک دام دے مضبوط تا تمام ہووے اُنکے مُنہ مین ڈالون مانند لگام کے مین انکو پھانس کر کھینچون دام مین تاکہ اُس سے سر کو پھرا نہ سکون جب کہ اُسکو زن کی خوبیان بتائین کہ قرار و صبر مرد کا ابتر کرے پس چٹکی بجانے لگا اور ناچنے لگا کہ میرا مقصد ملا جلد دے یعنی دام عورت سے ابلیس بہت خوش ہوا کہ یہ فریب مرد کا دام بہتر ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲۔

چون بدید آن چشمہای پرخمار / کہ کند عقل و خرد را بیقرار
وان صفای عارض آن دلبران / کہ بسوزد چون سپند این دل بران
روی و خال و ابرو لب چون عقیق / گوئیا حق تافت از پردہ رقیق
قد چون سرو خرامان در چمن / خد ہمچون یاسمین و نسترن
چونکہ دید آن غنج و برجست و سبک / چون تجلی حق از پردہ تنک

جو کہ دیکھیں[1] آنکھیں اسکی پرخمار / کہ کرے عقل و خرد کو بیقرار
اور صفائی چہرۂ دلدار کو / کہ جلائے جون سپند عاشق کو وہ
خال و ابرو و لب گویا کہ ہی / جلوہ گر حق پردۂ باریک سے
قد ہے جو سرو چمن اندر چمن / اور رخ جون یاسمین و نسترن
آن جو دیکھے تو تڑپا کودے / جون تجلی پردۂ باریک سے

در معنی آیہ لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم ثم رددناہ اسفل سافلین من نعمرہ ننکسہ فی الخلق افلا یعقلون

تفسیر و من نعمرہ ننکسہ فی الخلق افلا یعقلون
جس کسی کو ہم عمر زیادہ کرتے ہیں خم کرتے ہیں ہم اسکا پیدائش میں پس نہیں سمجھتے ہیں اسکو البتہ
تفسیر لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم ثم رددناہ اسفل سافلین
پیدا کیا انسان کو نیک صورت میں پھر رد کیا ہم نے انسان کو طرف اسفل السافلین کے

عالمی شد والہ و حیران و دنگ / زان کرشمہ و زان دلال نیک شنگ
صد چو آدم را ملک ساجد شدہ / ہمچو آدم بلبلہ معزول آمدہ
جبرئیلش میکشاند موکشان / کہ برو زین خلد و زین جوق خوشان
گفت آدم بعد ہستی نیستی / گفت جرمت آنکہ افزون زیستی
گفت بعد عزت این اذلال چیست / گفت آن دادست و اینت داوریست
جبرئیلا سجدہ میکردی بجان / این زمان میرانیم تو از جنان
حلہ می پرد ز من در امتحان / ہمچو برگ از شاخ در وقت خزان
آن رخی کہ تاب او بدر ماہ وار / شد بہ پیری ہمچو پشت سوسمار

عالم[2] اک حیران ہوا اور بسکہ دنگ / ان کرشموں سے کہ تھے وہ شوخ و شنگ
سو ہوئے مسجود آدم کی مثال / مثل آدم آئے پھر اندر زوال
موکشان جبریل کھینچے اسکو ہے / کہ تو جا اس خلد اور اس قوم سے
بولا پیچھے ہست کے ہی نیست کیا / بولا یہ ہے جرم جو زیادہ جیا
بولا بعد عزت کے یہ ذلت ہی کیا / بولا وہ بخشش ہے اور یہ عدل شاہ
جبرئیلا تو تھا ساجد جان سے / اب تو جنت سے نکالے ہی مجھے
حلہ[3] اڑتا امتحان مین مجھ سے ہے / جیسے برگ اڑتے خزان مین شاخ سے
اسکا رخ جو حسن سے تھا ماہ وار / ہوگیا پیری سے پشت سوسمار

[1] جو کہ الخ یہ شعر جو کہ اسکی آنکھیں پرخمار نے دیکھیں کہ عقل و خرد کو بیقرار کرے اور صفائی چہرۂ دلدار کو کہ سپند کے مانند عاشق کو جلائے خال و ابرو اور رو و لب مین یا حق جلوہ گر ہے پردۂ باریک سے قد مانند سرو خرام کے چمن مین ہے اور رخ جون یاسمین و نسترن ہے وہ آن دیکھی تو کود کر تڑپا مانند تجلی کے پردہ باریک سے یعنے جو کہ حق تعالیٰ نے عورت کے چہرہ مین اپنی تجلی خاص رکھی ہے جو وہ ابلیس نے دیکھی تو کودا اور چٹکیان بجائین کہ یہ اس آن کو دیکھ کر انسان میرے دام فریب مین آجاوینگے یہ مقام دید کا و مشاہدہ خاص کا ہے کہ جسکی چشم بینا ہو وہ دیکھے آگے اسکا بیان ہے بموجب آیہ کریمہ کے فافہم ۱۲۔
[2] عالم اک الخ یہ شعر ایک عالم حیران و دنگ ہوا ان کرشمون سے کہ وہ شوخ و شنگ تھے جو شخص مسجود ہوئے آدم کی مانند اور مانند آدم کے ولی زوال مین اسکو جبرئیل موکشان کھینچے ہے کہ تو جا اس خلد مین اور اس قوم سے کہا کہ آدم کے ہست کے بعد کیا نیست ہے کہا کہ یہ جرم ہے جو زیادہ جیے کہا آدم نے کہ بعد عزت کے یہ ذلت ہے کہا کہ وہ بخشش ہے اور یہ عدل شاہ ہے اے جبرئیل تو ساجد تھا جان سے تو اب جنت سے مجھے نکالتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [3] حلہ اڑتا الخ یہ شعر مجھسے حلہ امتحان مین اڑتا ہے جیسے برگ خزان مین اڑتے ہین شاخ سے اسکا وہ رخسارہ ماہ کی مانند حسن سے تھا پیری سے ہوگیا پشت سوسمار اور وہ سر کہ روشن و زیبا ہوا وقت پیری کے تا گوش و گنجا ہوا اور وہ قد کہ رقصان تھا مانند ستان کے پیری مین ٹیڑھا ہوگیا مانند کمان کے بال برف ہوئے جو مانند پر زاغ کے تھے اور پیری سے رخ ہوا داغ داغ رنگ لالہ کا ہوگیا مانند زعفران کے اس کا زور شیر زہرہ عورتون کا ہوا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

وان سر وآن فرق گش شعشع شده ۔ وقت پیری ناخوش و اصلع شده
وان قد رقصان گش یاران چون سنان ۔ گشت در پیری دوتا همچون کمان
برف گشته موی همچون پر زاغ ۔ در تشنج رخ‌ای گشته داغ داغ
رنگ لاله گشته رنگ زعفران ۔ زور شیرش گشته چون زهره زنان
چشم چون نرگس شده پژمرده ۔ گرمی اعضا شده افسرده
آنکه مردی در بغل کردی بفن ۔ می بگیرندش بغل وقت شدن
این خود آثار غم و پژمردگیست ۔ هر یکی زینها رسول مردگیست

اور وہ سر کہ روشن زیبا ہوا ۔ وقت پیری ناخوش و گنجا ہوا
ادر وہ قد رقصان بھلو شل سنان ۔ ہوگیا پیری مین ٹیڑھا جون کمان
ہوگئے مو برف تھے جون پر زاغ ۔ اور پیری سے ہوا رخ داغ داغ
رنگ لالہ ہوگیا جو زعفران ۔ زور شیر اسکا ہوا زہرہ زنان
چشم جون نرگس تھی پژمردہ ہوئی ۔ گرمی اعضاؤن کی افسردہ ہوئی
جو کہ لیتے تھے بغل مین اسکو سب ۔ وقت جانے کے کنارہ کش ہین اب
یہ ہے آثار غم و پژمردگی ۔ ہر اک انمین سے ہے رسول مردگی

تفسیر الا الذین آمنوا وعملوا الصالحات الخ

تفسیر الا الذین آمنوا وعملوا الصالحات فلهم اجر غیر ممنون

گروہ آدمی کہ ایمان لائے ہین ونیک عمل کرتے ہین پس انکو اجر ہے بے منت ۱۲

لیک اگر باشد قرینش نور حق ۔ نیست از پیری در نقصان ذوق
سستی او هست چون سستی مست ۔ کاندر آن سستیش رشک رستم است
گر بمیرد استخوانش غرق ذوق ۔ ذره ذره اش در شعاع نور شوق
وانکه نورش نیست باغ بی‌ثمر ۔ که خزانش میکند زیر و زبر
گل نماند خارها ماند سیاه ۔ زرد و بی مغز آمده چون تل کاه
تا چه ذلت کرد آن باغ ای خدا ۔ که از و آن حله‌ها گردد جدا
خویشتن را دید و دید خویشتن ۔ زهر قاتل ست هین ای ممتحن
شاهدی کز عشق او عالم گریست ۔ عالمش میراند از خود جرم چیست
جرمش آنکه زیور عاریه بست ۔ کرد دعوی کاین حلل ملک منست

ہے اگر نزدیک اسکے نور حق ۔ نہ بڑھاپا رکھے نقصان ذوق
اسکی سستی مثل سستی مست کے ۔ رشک رستم کا وہ بس سستی مین ہے
گر مری تو ہڈی اسکی غرق ذوق ۔ ذرہ ذرہ اسکا اندر نور شوق
جو کہ بے نور اک ہے برگ بے ثمر ۔ کہ خزان اسکو کرے زیر و زبر
گل نہ رہوے بس رہے خار سیاہ ۔ زرد اور بے مغز جون تودہ گیاہ
کیا برائی باغ نے کی ای خدا ۔ جو کہ حلہ ہوگیا اس سے جدا
خود کو دیکھا خود نمائی ہے اسے ۔ زہر قاتل ممتحن تو جان لے
ایسا شاہد کہ جہان اسپر مرے ۔ اس سے بھاگے پھر جہان کیا جرم ہے
جرم ہے وہ زیور عاریت کیا ۔ اور کیا دعوی کہ ملک ہی یہ مرا

لہ چشم چون، ہ ۳ شعر چشم مانند نرگس کے تھی پژمردہ ہوئی اور گرمی اور اعضاؤن کی افسردہ ہوئی جو کہ بغل مین اسکو سب لیتے تھے جانے کے وقت وہ کنارہ کش اب ہین یہ آثار غم وپژمردگی کے ہین وہ ہر ایک انمین سے رسول مردگی کا ہے بھیجے ہوئے ہین کہ جو جب قریب مردم ہین آخر کار پیری مین شکل زبون ہوتی ہین پس انسان کو چاہیے کہ حسن ظاہری پر انکے معشوق حقیقی کو ہاتھ سے نہ دین اور دام ابلیس مین نہ پھنسین آگے عمل صالح کا بیان ہے فافہم ۱۲۔ سلہ ہے اگر الخ ہ شعر اگر اسکے نزدیک نور حق تعالیٰ ہے وہ بڑھاپا رکھے وہ نقصان ذوق اسکی سستی مانند سستی مست کے ہے اسی سستی مین رشک رستم کا ہے اگر مرے اسکی ہڈی غرق ذوق ہے اور ذرہ ذرہ اس کا نور شوق مین ہے جو کوئی بے نور ہے وہ ایک برگ بے ثمر ہے کہ خزان اسکو زیر و زبر کرتی ہے نہ گل نور ہوے خار سیاہ رہے زرد و بے مغز مانند تودہ گھاس کے ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔
سلہ کیا برائی الخ ۲ شعر اے خدا باغ نے کیا برائی کی جو کہ حلہ اس سے جدا ہوگیا آگے جواب حق ہے اے ممتحن تو زہر قاتل خود نمائی کو جان لے ایسا معشوق کہ جان اسپر مرے اور پھر جہان اس سے بھاگے کیا جرم ہے جواب وہ جرم ہے کہ عاریت زیور لیا اور دعوی کیا کہ یہ ملک میرا ہی یعنی معشوقان مجازی پر ایک مخلوق مرتی ہے اور آخر کار انسے بھاگتی ہے پس انکا یہ جرم ہے کہ وہ حسن عارضی کو اپنا ملک جانتے ہین باقی حال اسکا آگے ہی فافہم ۱۲۔

داستانیم آنکه تا داند یقین	خرمن آن ماست خوبان خوشه چین	چھینون اس سے[۱] تا کہ جانے بالیقین	میرا خرمن ملک خوبان خوشہ چین
تا بداند کان حلل عاریه بود	پرتوی بد آن ز خورشید وجود	تا کہ جانے عاریت زیور وہ تھا	پرتوی تھا ایک وہ خورشید کا
آن جمال و قدرت و فضل و هنر	ز آفتاب حسن کرد این سو سفر	وہ جمال و قدرت اور فضل و ہنر	آفتاب حسن سے آیا ادھر
باز میگردند چون استارها	نور آن خورشید ازین دیوارها	مثل تارون کے پلٹ کر جاہی	نور اس خورشید کا دیوار سے
پرتو خورشید شد تا جایگاه	ماند هر دیوار تاریک و سیاه	پرتو خورشید کا لے اپنے راہ	اور رہے دیوار تاریک و سیاہ
آنکه کرد او بر رخ خوبانت دنگ	نور خورشیدست از شیشه سه رنگ	چہرۂ خوبون پہ جو حیران کرے	نور خور ہے شیشۂ سہ رنگ سے
شیشه های رنگ رنگ آن نور را	می نماید اینچنین رنگین بما	شیشے[۲] زنگار رنگ سب اس نور کو	ایسا رنگین ہمکو دکھلاتی ہین وہ
چون نماند شیشه های رنگ رنگ	نور بیرنگت کند آنگاه دنگ	جو نہ رہوین شیشہ ہاے رنگ رنگ	نور بیرنگ اس سے کرے تجھکو دنگ
خوی کن بی شیشه دیدن نور را	تا چو شیشه بشکند نبود عمی	گر تو خوبی شیشہ دیکھے نور کی	شیشہ ٹوٹے تا نہو نابینگی
قانعی با دانش آموخته	در چراغ غیر چشم افروخته	عقل سیکھی ہو قانع بس تو ہے	چشم روشن ہے چراغ غیر سے
او چراغ خویش بر باید که تا	تو بدانی مستعیری ای فتی	وہ چراغ اپنا جو لے جائے تجھے	عاریت پن اسکا بس اسدم کھلے
گر تو کردی شکر و سعی مجتهد	غم مخور که صد چنان بازت دهد	گر تو کامل شکر اور کوشش کرے	غم نہ کھا کہ ایسے سو پھر دے تجھے
ور نکردی شکر اکنون خون گری	که شدست آن حسن از کافر بری	گر کیا نے شکر خون رو تو ضرور	کہ ہوا ہی حسن وہ کافر سے دور
امة الکفران اضل اعمالهم	**امة الایمان اصلح بالهم**	**امة[۳] الکفران اضل اعمالهم**	**امة الایمان اصلح بالهم**
گم شد از بی شکر خوبی و هنر	که دگر هرگز نه بیند زان اثر	گم ہوا بے شکر سے لطف و ہنر	کہ پھر اس سے دکھائی دے اثر
که اضل اعمالهم ای کافران	جستن کام است از هر کامران	کہ اضل اعمالہم اے کافرو	ڈھونڈھتے ہو خلق سے مقصود کو

سلہ چھینون الخ شعر اس سے چھینون کہ تا وہ بالیقین جانے کہ خرمن میرا ملک ہے اور خوبان خوشہ چین ہین تا کہ جانین وہ زیور حیات تھا اور ایک خورشید کا پرتو وہ تھا وہ جمال و قدرت اور فضل و ہنر آفتاب حسن سے ادھر آیا تارونکی مانند پلٹ کر جاتا ہے نور اس خورشید کا دیوار تاریک و سیاہ ہے جو کہ چہرہ خوبون پر حیران کرے وہ نور خورشید ہے شیشہ سہ رنگ سے یعنے معشوقون کے چہرہ پر جو حسن چمکتا ہے وہ پرتو خورشید ذات حق کا ہے آئینہ رنگ ست یعنی طفلی و جوانی و پیری اس رنگ کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ شیشے الخ شعر سب شیشے زنگار رنگ اس نور کو ایسا رنگین ہمکو دکھلاتے جو شیشہ ہاے رنگ برنگ نہ ہوین تو نور بیرنگ اس سے تجھکو دنگ کر دے تو عادت کر نور دیکھنے بے شیشہ ٹوٹنے نابینگی نہوئیں تو عادت کر کہ تنزیہ شبیہ کے تجھکو مشاہدہ ہو کہ بعد مرگ کے اگر تشبیہ نہو تو مشاہدہ یار کو بے تنزیہ مین تو ہمیشہ دیکھا کرے بقول حافظ شیراز سے خلوت گزیدہ را بتماشہ چہ حاجت ست + چون کوے دوست ہست بصحرا چہ حاجت ست + تو عقل سیکھی ہوئی پر قانع ہے کہ چشم روشن ہے غیر کے چراغ سے وہ چراغ اپنا جو تجھسے لے جائے اسدم عاریت پن اسکا کھلے اگر تو کامل شکر اور کوشش کرے ست غم کھا کہ پھر ایسے سو تجھکو دے اگر شکر نہ کیا تو خون رو ضرور کہ وہ حسن کافر سے دور ہوا ہی یعنی تو عقل سیکھی پر نازان مت ہو خود عقل پیدا کر مشاہدہ یار ہو اور شکر گذاری یاد کی کر آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ امة الکفران الخ شعر ترجمہ کیا کفران نعمت کو فروا ہے اور اگر گمراہ کیا انکے اعمالون انکے نے کیا ایمان مومنون نے ضائع کیا انکے دلکو کہ بے شکر سے لطف و ہنر گم ہوا کہ پھر اس سے نہ اثر دکھائی دے ترجمہ کہ گمراہ کیا اعمالون انکے نے اے کافرو کہ ڈھونڈھتے ہو خلق سے مقصود کو اپنا اور بیگانہ و شکر و داد سب لیے گئے کہ انکو باز نہ لائے سو آہل شکر و اہل وفا کے یہ دولت انکے پیچھے پیچھے کب تو تنے دولت گئی ہو ای جہان کی دولت آئندہ مانند چشمہ رو آگے دیدہ دولت قرض دے اقرضوا مین تا کہ سو دولت پیچھے رو یعنی دولت دنیا کی مانند دولت عقبے اھ

خوشی و بے خوشی و شکر و وداد ‏ رفت انسان که نیارد شان بیاد
جز ز اہل شکر و اصحاب وفا ‏ که مر ایشان راست دولت در قفا
دولت رفته کجا قوت دہد ‏ دولت آینده چون چشمه رہد
قرض ده زین دولت اندر اقرضوا ‏ تا که صد دولت بہ بینی پیش رو
اندکے زین شرب کم کن بہر خویش ‏ تا که حوض کوثرت آید به پیش
جرعه بر خاک وفا آنکس که ریخت ‏ کے تواند صید دولت زو گریخت
خوش کند آن دل که اصلح بالہم ‏ رد من بعد التوی انزالہم
ای اجل وی ترک غارت ساز ده ‏ ہر چه بردی زین شکوران باز ده
او دہد ایشان نه بپذیرند آن ‏ زانکه منعم گشته اند از رخت جان
صوفییم و خرقها انداختیم ‏ باز نستانیم چون درباختیم
ما عوض دیدیم آنگه چه عوض ‏ رفت از ما حاجت و حرص و غرض
ز آب شور مہلکی بیرون شدیم ‏ بر رحیق و چشمه کوثر زدیم
آنچه کردی این جہان با دیگران ‏ بیوفائی و فن و ناز گران
بر سرت ریزیم ما بہر جزا ‏ که شہیدیم آمده اندر غزا
تا بدانی که خدائے پاک را ‏ بندگان ہستند پر حمله مرا
سبلت تزویر دنیا بر کنند ‏ خیمه را بر بازوی نصرت زنند
این شہیدان باز تو غازی شدند ‏ وین اسیران باز بر نصرت زدند
قفل مشکلہا ز لطفش حل شده ‏ نفس کافر ناگہان بسمل شده

اپنا اور بیگانہ اور سب شکر و داد ‏ بس گئے ایسے نہ لائی انکو یاد
بس سوای اہل شکر اہل وفا ‏ کہ یہ دولت انکی ہے اندر قفا
کب دے قوت دولت رفتہ جہان ‏ دولت آیندہ جون چشمہ روان
قرض دے دولت سے اندر اقرضوا ‏ تا کہ سو دولت تو دیکھے روبرو
کم کر اپنے واسطے اس شرب کو ‏ تا کہ کوثر آئے تیرے روبرو
ڈالے جو خاک وفا پر جرعہ کو ‏ صید دولت اس سے کب بھاگے کہو
خوش کرے دلکو کہ اصلح بالہم ‏ رد من بعد التوی انزالہم
اے اجل وے ترک غارت کردہ دے ‏ لے گئے ان شاکرون سے جو کہ ہے
ستردے او رنہین بس لیوے وہ ‏ کہ ہوئے منعم ہین رخت جان سے جو
ہم ہین صوفی ترک بس خرقہ کیا ‏ پھر نہین ہم لیتے جو ہمنے دیا
ہمنے بس پایا عوض کیا ہی عوض ‏ ہمسے یہ حاجت گئی حرص و غرض
آب شور مہلک سے ہم گئے ‏ اور شراب و چشمہ کوثر سے ملے
اس جہان مین وے بیرون سے جو کیا ‏ بیوفائی و فن و ناز و دغا
تیرے سر پر ڈالین ہم بجز جزا ‏ کہ شہید آئے ہین ہم اندر غزا
تا تو جانے کہ خدائی پاک کے ‏ بندے پر حملہ ہین اہل جنگ سے
مکر دنیا کے اکھیڑین موچھ کو ‏ قلعہ نصرت پے خیمہ زن ہون وہ
یہ شہید اب پھر نئے غازی ہوئے ‏ یہ اسیر اب پھر رہے ہین فتح پے
قفل مشکل لطف سے بس حل ہوا ‏ نفس کافر ناگہان بسمل ہوا

سلہ کم کر الخ یعنی شراب کو کم کر تاکہ کوثر تیرے روبرو آئے جو خاک وفا پر جرعہ کو ڈالے صید دولت اس سے کب بھاگے دلکو خوش کرے کہ ترجمہ مل لیا انکے دل کو اور رد کی بعد ہلاکت کے تحفہ انکا ای اجل وای ترک غارت کردہ پھر دے کہ جوان شاگردون سے لے گئے ستردے کہ راہ مین لیوین جو منعم ہوی ہین سخت جان سے ہم صوفی ہین کہ خرقہ ترک کیا ہے ہم پھر نہین لیتے ہین جو ہم نے دیا ہے یعنے دوستان حق نے جو جسم کو راہ حق مین فنا کیا ہے خود پھر کر نہین لیتے ہین کیونکہ جو دیتے ہین وہ پھر واپس نہین لیتے ہین آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ ہمنے بس الخ یعنی ہمنے عوض پایا وہ عوض کیا ہے کہ ہم سے یہ حاجت گئی اور حرص و غرض آب شور مہلک سے ہم گئے و شراب و چشمہ کوثر سے ہم ملے جو اس جہان مین دوسرون سے کیا بیوفائی و فن و ناز و دغا ہم تیرے سر پر ڈالین واسطے جزا کے کہ ہم شہید آئے ہین غزا مین تاکہ تو جانے کہ خدائے پاک کے بندے پر فن حملہ ہین اہل جنگ سے مکر موچھ کو دنیا کی اکھیڑین قلعہ نصرت پر خیمہ زن ہون یہ شہید پھر نئے غازی ہوئے اور یہ اسیر پھر نصرت پر رہے یعنی صوفی جو راہ حق مین جان دیتے ہین وہ پھر عوض جان کے سو جان دوسری پاتے ہین اور اہل جہان پر غزا کرتے ہین باقی اسکا حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ قفل مشکل الخ یعنی قفل مشکل لطف سے حل ہوا اور نفس کافر ناگہان بسمل ہوا اب امید ہوئی ناامیدی کی جگہ اور یہ تبکدہ ناگہان مسجد ہوا پھر بالیقین ہر کا لا نیست ہے کہ تو دیکھ ہکو اگر اندھا نہین تا عدم مین تو دیکھے آفتاب روشن جو بیان پر خورشید ہے وہ اس جا نہان ہے اے برادر عدم مین ہست کیونکر ہو ضد پہ شیدہ ضد مین کیونکر ہو ترجمہ ہم پیدا کرتے ہین زندہ کو مردہ سے کہ عدم ایند آیا ہے عابدون کا یعنی ہست ضد ہے عدم کا پس عدم مین ہست کیونکر ہو سو اسطے خداوند عالم فرماتا ہے کہ ہم زندہ کو مردہ سے پیدا کرتے ہین یعنی صوفی فنا ہو کر بقا پاتا ہے آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲

ناامیدی رفته امید آمده | گشت مسجد ناگهان این بتکده
سر برآورد باز از نیستی | که ببین مار اگر اکمه نیستی
تا ببینی در عدم خورشیدها | وانچه اینجا آفتاب آنجا سهاست
در عدم هستی برادر چون بود | ضد اندر ضد چون مکنون بود
یخرج الحی من المیت بدان | که عدم آمد امید عابدان
مرد کارنده که انبارش تهیست | شاد و خوش نے بر امید نیستیست
که بروید آن ز سوے نیستی | فهم کن گر واقف معنیستی
دمبدم از نیستی تو منتظر | که بیابی فهم و ذوق آرام و بر
نیست دستورے کشاد این راز را | ورنه بغدادی کنم ابخاز را
پس خزانهٔ صنع حق باشد عدم | که برآرد زو عطاها دمبدم
مبدع آمد حق و مبدع آن بود | که برآرد فرع بے اصل و سند

ہی امید اب ناامیدی کی جگہ | ناگہان مسجد ہوا یہ بت کدہ
سر نکالا نیست سے پھر بالیقین | کہ تو دیکھ ہمکو اگر اندھا نہین
تا عدم مین دیکھے تو شمس الضحیٰ (آفتاب روشن ۱۲) | جو یہان خورشید ہی اُسجا سُہا
ہست عدم مین ای برادر کیونکہ ہو | ضد پنہان ضد کے اندر کیونکہ ہو
یخرج الحی من المیت کو جان (نکالتا ہے زندہ کو مردہ سے ۱۲) | کہ عدم آیا امید عابدان
بونیوالا کہ تہو بار اُسکا تہی | شاد خوش ہے نے امید نیستی
کہ وہ آگے نیستی کی سمت سے | تو سمجھ واقف اگر معنی سے ہے
نیستی کی سمت رکھ اپنی نظر | کہ تو پائے فہم اور ذوق و ثمر
نے اجازت کھولون مین اس راز کو | کرتا مین بغداد اس انجاز کو
پس خزانہ صنع حق کا ہی عدم | کہ عطا لاتا ہی اُس سے دمبدم
حق ہوا اک مبدع اور مبدع وہ ہے | کہ نکالے شاخ کو بے اصل کے

در مثال عالم نیست هست نما و عالم هست نیست نمائے

مثال ہی عالم نیست ہست نما و عالم ہست نیست نما کے

نیست را بنمود هست آن محتشم | هست را بنمود بر شکل عدم
بحر را پوشید و کف کرد آشکار | باد را پوشید و بنمودت غبار
چون مناره خاک پیچان در هوا | خاک از خود چون برآید بر علا
خاک را بینی ببالائے علیل | باد را آنه جز به تعریف و دلیل
کف همی بینی روانه هر طرف | کف که بے دریا ندارد منصرف
کف بحس بینی و دریا از دلیل | فکر پنهان آشکارا قال و قیل

نیست کو دکھلایا ہست اُس شاہ نے | ہست کو دکھلایا شکل نیست سے
بحر پنہان کر گیا کف آشکار | باد پنہان کر کے دکھلایا غبار
جو بگولے کا ستون اندر ہوا | خاک خود کب جا سکے سوے علا
خاک دیکھے سوے بالائے علیل | نے ہوا کو جز بہ تعریف و دلیل
ایسے ہی کف دیکھے تو ہر سو روان | لیک بے دریا کے کب کف ہو روان
دیکھے کف کو حس سے جو کہ بادلیل | فکر پنہان اور ظاہر قال و قیل

۵۱ بونیوالا الخ، شعر بونے والا کہ اسکا انبار تہی ہے شاد و خوش ہے امید نیستی کی نہین ہے کہ وہ نیستی کی طرف سے اُگتا ہے تو سمجھ اگر واقف معنی سے ہے تو دمبدم نیستی سے منتظر ہے کہ تو فہم و ذوق و ثمر پائے اجازت نہین ہے کہ مین اس راز کو کھولون ورنہ مین بغداد کرتا ابخاز کو بغداد و ابخاز نام شہر کا ہے پس صنع حق کا خزانہ عدم ہے کہ اُس سے عطا لاتا ہے دمبدم حق ایک مبدع ہے اور مبدع وہ ہے کہ شاخ کو نکالے بغیر اصل کے نیچے صنعت حق کا عدم جزا ہے کہ اُس سے بخشش دمبدم حق ظاہر کرتا ہے پس حق مبدع ہے آگے اسکی مثال ہے عالم نیست ہست نما مین فافہم ۱۲ ۵۲ نیست کو الخ، شعر نیست کو ہست دکھلایا حق نے اور ہست کو صورت نیست پر بتایا آگے اسکی مثال ہے بحر پوشیدہ کیا اور کف ظاہر اور باد پوشیدہ کی غبار دکھلایا جیسے بگولے کا ستون ہوا مین کہ خاک خود دیکھے جانب بادوزی کے اسی طرح تو کف دیکھے ہر طرف روان لیکن بغیر دریا کے کف کب ہو۔ وانا کف کو حس سے دیکھے اور جو دلیل سے فکر نہان اور ظاہر قال و قیل ہے یعنے جیسے خاک کف ظاہر دیکھتے ہین اور ہوا اور آب دریا پوشیدہ ہے اسی طرح قیل و قال ظاہر ہے اور فکر و خیال پوشیدہ آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲۔

نفی را اثبات می پنداشتیم دیدهٔ معدوم بینی داشتیم
دیده کاندر نعاسی شد پدید کے تواند جز خیال و نیست دید
لاجرم سرگشته گشتیم از ضلال چون حقیقت شد نهان پیدا خیال
این عدم را چون نشاند اندر نظر چون نهان کرد آن حقیقت از بصر
آفرین ای اوستادِ سحر باف که نمودی معرضان را دُرد صاف
ساحران مهتاب پیمایند زود پیش بازرگان و زر گیرند سود
سیم بربایند زین گون پیچ پیچ سیم از کف رفته و کرباس هیچ
این جهان جادوست ما آن تاجریم که از و مهتاب پیموده خریم
گز کند کرباس پانصد گز شتاب ساحرانه او ز نورِ ماهتاب
چون ستد او سیم عمرت ای رهی سیم شد کرباس نی کیسه تهی
قل اعوذت خواند باید کای احد هین ز نفاثات افغان و زعقد
میدمند اندر گره آن ساحرات الغیاث المستغاث از برد و مات
لیک بر خوان از زبان و فعل نیز که زبانِ قول سست است ای عزیز
در زمانه مر ترا سه همرهند آن یکی وافی و آن و عذر مند
آن یکی یاران و دیگر رخت و مال وان سوم وافیست آن حسن افعال
مال ناید با تو بیرون از قصور یار آید لیک تا بالین گور
چون ترا روز اجل آید به پیش یار گوید از زبانِ حال خویش
تا بدینجا پیش همره نیستم بر سر گورت زمانی بیستم

نفی کو اثبات ہم تھے جانتے دیدۂ معدوم میں گو رکھتے تھے
بس پنک جب آنکھ میں ہو ظاہرا جز خیال اب کب سکے وہ دیکھنا
گمرہی سے ہم پریشان ہو گئے وہم پیدا ہو حقیقت جو چھپے
جو نظر میں یہ عدم قائم کیا دید سے پنہان حقیقت کو رکھا
آفرین ای اوستادِ سحر باف کہ دکھائی گمرہون کو دُرد صاف
ناپتے ساحر ہین جلدی چاندنی آگے سوداگر کے زر سے ہون غنی
اسطرح لے جائین درہم مکر سے جائے درہم اور نہین کپڑا رہے
ہم ہین سوداگر جہان جادو رکھے چاندنی ہم لیتے اس سے ناپ کے
پانسو گز جلد گر کپڑا کرے ساحرون کی شکل تاب ماہ سے
عمر کا درہم جو چھینے اے اخی جائے درہم کپڑا اور کیسہ تہی
پڑھ تو قل اعوذ کو اب اے صمد رنج نفاثات سے اندر عقد
جو گرہ پر ساحرہ دم کرتی ہے (کہ پناہ ۱۲) الغیاث ای شاہ بردومات سے (اور ہین جادوگر ۱۲)
لیکن اب پڑھ تو زبان فعل سے کہ زبان قول تیری سست ہے
تین ہمرہ ہین زمانہ میں ترے ایک باقی دو ہین فانی دوسرے
ایک یار اور دوسرا اسباب مال تیسرا باقی ہے وہ حسن الفعال
مال نے گھر سے ترے ہمرہ چلے یار آئین لیک تا لب گور کے
پیش آئے دن اجل کا جو تجھے یار کہوین خود زبانِ حال سے
ہم یہان سے آگے نے ہمرہ چلین گور پر تیری کھڑے اکدم رہین

ف۱ نفی را الخ، شعر ہم نفی کو اثبات جانتے تھے اور دیدۂ معدوم بین گو رکھتے تھے جس آنکھ میں پینک ظاہر ہو بجز خیال کے وہ کب دیکھ سکتا ہے ہم گمراہی سے پریشان ہوگئے جو حقیقت چھپے وہم جدا ہوے عدم جو نظر میں قائم کیا دید سے پوشیدہ حقیقت کو رکھا آفرین ہو تجھ اے استاد سحر باف کہ گمراہوں کو دکھا دیا دُرد کو صاف چاندی ناپتے آگے سوداگر کے تاکہ زر سے غنی ہوں، اس طرح درہم لے جائین مکر سے درہم جاے اور کپڑا نہ رہے یعنی جسکو نفی اثبات ہووے اسکو بجز خیال کے کیا دیکھے اور جسکی نظر میں یہ عدم قائم ہو اسکو حقیقت چھپے اور وہم پیدا ہو آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲۔
ف۲ ہم ہین الخ، شعر ہم سوداگر ہین اور جہان جادو رکھتا ہے ہم اس سے چاندنی ناپ کر لیتے ہین پانسو گز اگر کپڑا جلد کرے ساحرون کی مانند چاندنی سے عمر کا درہم جو چھپے درہم و کپڑا جاے کیسہ تہی رہے تو سورہ قل اعوذ کو پڑھ کہ اے صمد رنج اور تون جادوگر سے پناہ دے جو گرہ پر ساحرہ دم کرتی ہے اے شاہ بردومات سے غیاث ہے۔ لیکن اب تو پڑھ زبان فعل سے کہ تیری زبان قول کی سست ہے یعنی ہم سوداگر اور جہان ساحر ہے کہ ہم کو دھوکا دیکر درہم عمر کا لیتا ہے تو اللہ سے پناہ مانگ کہ اس دنیا سے جادوگر سے تو چھوٹے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲ ف۳ تین ہمرہ الخ، شعر تیرے ہمراہ تین چیز زمانہ میں ہین ایک باقی ہے وہ روحانی دوسرے ہین ایک یار اور دوسرا اسباب و مال اور تیسرا باقی ہے وہ نیک عمل ہے مال تیرے ہمراہ گھر سے نکلے اور یار ہمراہ آوین لیکن تا لب گور جبکہ دن اجل کا تجھے پیش آئے یار خود زبان حال سے کہین ہم یہان سے آگے ہمراہ نہ چلین ایک دن گور پر تیرے کھڑے رہین عمل باقی تیرے میں نگاہ ہووے اور تیرے ہمراہ گور میں آوین یعنی تین چیز تیرے ہمراہ ہین ایک یار دوسرا مال تیسرا افعال مال گھر تک اور یار گور تک اور افعال ہمیشہ تیرے ساتھ رہے آگے اسکا حال از روے حدیث کے بیان ہے فافہم ۱۲۔

فعل تو دانی ست ان کن ملتحد	کاندر آید با تو در قعر لحد	فعل باقی ان گہ ہو وین تیرے	گور مین ہمراہ بس آئین ترے

در معنی حدیث لابد من قرین یدفن معک وہو حی و تدفن معہ وانت میت وانکان کریما اکرمک وانکان لئیما اسلمک وذلک القرین عملک فاصلحہ ما استطعت

تفسیر قول علیہ السلام من لابد من قرین یدفن معک وہو حی

ضرور ہے نزدیک ہے کہ دفن کیا جاوے ساتھ تیرے

وتدفن معہ وانت میت وانکان کریما اکرمک

حالانکہ وہ نزدیک لازندہ ہو وے تو دفن کیا جاوے ساتھ اُس نزدیک والے کے حالانکہ میت ہو اگر ہو وہ

وانکان لئیما اسلمک وذلک القرین عملک فاصلحہ

کریم کرم کرے تجھپر اور اگر ہووے لئیم کاٹے تجھکو اور یہ قرین عمل تیرا ہے پس صالح کر اُسکو تا آن کر

ما استطعت

استطاعت رکھتا ہے تو ۱۲

پس پیمبر گفت بہر این طریق	با وفا تر از عمل نبود رفیق	اس[سلہ] طریقے مین پیمبر نے کہا	نے عمل سے تر رفیق با وفا
گر بود نیکو ابد یارت شود	ور بود بد در لحد مارت شود	نیک گر ہووے تو تیرا ہووے یار	ہووے گر بد گور مین تیری ہو مار
وین عمل وین کسب در راہ سداد	کی توان کرد اے پدر بے اوستاد	یہ عمل یہ کسب راہ نیک مین	اے پدر بے اوستا کب کر سکین
دون ترین کسبی کہ در عالم رود	ہیچ بے ارشاد اُستادے بود	کوئی کمتر کسب ہے اندر جہان	کہ ہو بے ارشاد اُستاد زمان
اولش علم ست وانگاہی عمل	تا دہد بر بعد مہلت تا اجل	اول اُسکا علم پھر اُس پر عمل	بعد مہلت مین ثمر دے تا اجل
استعینوا فی الحرف یا ذا النہی	من کریم صالح من اہلہا	استعینوا[سلہ] فی الحرف یا ذا النہی	من کریم صالح من اہلہا
اطلب الدر اخی وسط الصدف	واطلب الفن من ارباب الحرف	اطلب الدر اخی وسط الصدف	واطلب الفن من ارباب الحرف
ان رأیتم ناصحین انصفوا	بادروا التعلیم لا تستنکفوا	ان رأیتم ناصحین انصفوا	بادروا التعلیم لا تستنکفوا
در دباغت گر خلق پوشید مرد	خواجگی خواجہ را آن کم نکرد	کہنہ کپڑے پہنے دباغی مین گر	خواجگی خواجہ نے ہووے بتر

سلہ اس طریقہ مین الخ یہ شعر اس طریقہ مین پیغمبر صلعم نے فرمایا کہ عمل سے سوا رفیق با وفا نہین اگر نیک ہووے تو تیرا یار ہووے اور اگر بد ہووے تو تیری گور مین مار ہووے یہ عمل اور یہ کسب راہ نیک مین بغیر مرشد کے کب کر سکین کوئی کسب کمتر جہان مین ہے کہ بغیر ارشاد اُستاد کے ہو اول اُسکا علم اور پھر اُسپر عمل بعد مہلت مین ثمر دے اجل تک یعنی دُنیا مین عمل کے سوا کوئی رفیق زیادہ نہین ہے کہ اگر نیک عمل کریگا تیرا یار ہوگا اور اگر بد کریگا قبر مین مار ہوگا پس دونون صورت مین عمل تیرے ہمراہ رہے گا آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲۔

سلہ استعینوا الخ یہ شعر مدد چاہو تم کسب مین اپنے اے صاحب عقل کریم صالح سے کہ صاحب اُس فن کا ہے طلب کرو گوہر معدن مین اے بھائی اور طلب کرو فن صاحب حرفہ سے اگر دیکھو تم نصیحت کرنے والے کو انصاف کرنے والا دلیری کرو سیکھنے کی ناصح سے اور دور مت ہو معلم سے آگے اسکی مثال ہے دباغی مین اگر کہنہ کپڑے پہنے خواجگی کی تدبیر نہووے اگر آہنگر بھی بے رونق پہنے احتشام اُسکا مثل خلق کم نہووے تو کبر کا جامہ بدن سے اُتار اور وقت سیکھنے کے جامہ خوار ہین باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲۔

وقت دم آہنگر ار پوشید دلق
احتشام او نشد کم پیش خلق

پس لباس کبر بیرون کن ز تن
ملبس ذل پوش در آموختن

علم آموزی طریقش قولی ست
حرف آموزی طریقش فعلی ست

فقر خواہی آن بہ صحبت قائم ست
نے زبانت کار می آید نہ دست

دانش انوار ست در جان رجال
نی ز راہِ دفتر و نے قیل و قال

دانش آن را ستاند جان ز جان
نے ز راہِ دفتر و نے از بیان

در دل سالک اگر ہست آن رموز
رمزدانی نیست سالک را ہنوز

تا دلش را شرح آن سازد ضیا
پس الم نشرح بفرماید خدا

کاندرون سینہ شرحت دادہ ایم
شرح اندر سینہ ات بنہادہ ایم

تو ہنوز از خارج آن را طالبی
مجلبی از دیگران چون حالبی

چشمۂ شیر ست در تو بیکنار
تو چرا می شیر جوئی از تغار

منفذی داری بہ بحر ای آبگیر
ننگ دار از آب جستن از غدیر

کہ الم نشرح نہ شرحت ہست باز
چون شدی تو شرح جو و کدیہ ساز

در نگر در شرح دل در اندرون
تا نیاید طعنۂ لا تبصرون

پہنے آہنگر اگر بھٹی پہ دلق
احتشام اُسکا نہ کم ہو پیش خلق

کبر کا جامہ بدن سے تو اُتار
پہن جامہ سیکھنے کے وقت خوار

سیکھنا علم اک طریقہ قال کا
سیکھنا حرفہ طریق افعال کا

فقر گر چاہے تو صحبت سے ملے
نے زبان نے ہاتھ کا کچھ کام ہے

جان مین مردم کی دانش نور ہے
نے ہی دفتر سے نہ قیل و قال سے

دانش اُسکی جان سے لے جان ہے
نے بیان نے دفترون کی راہ سے

دل مین سالک کے ہی گرچہ وہ رموز
پر نہ جانے رمز کو سالک ہنوز

شرح اُس دل کی کرے تا وہ ضیا
پس الم نشرح کو فرمائے خدا

شرح اُس سینے کو تیرے ہمنے دی
شرح سینے مین ترے ہمنے رکھی

اُسکی خارج سے ابھی تک تجھکو چاہ
تو ہی دُہنی دُہنے والے کو نچاہ

دودھ کا چشمہ بغل مین ہی ترے
کس لیے تو دودھ ڈھونڈھے ناند سے

بحر مین رکھے ہی لے حوض تو
ڈھونڈھ مت تالاب سے تو آب کو

کہ الم نشرح نہ تیری شرح ہے
تو ہوا ای شرح جو اب کس لیے

شرح دل کی دیکھ تو بس اندرون
تا نہ دیوین طعنۂ لا تبصرون

در معنی آیۃ وہو معکم اینما کنتم

تفسیر آیۂ کریمہ وہو معکم اینما کنتم

یک سبد پر نان ترا بر فرق سر
تو ہمی خواہی لب نان دربدر

در سر خود پیچ ہل خیرہ سری
رو در دل زن چرا بر ہر دری

ٹوکرا روٹی کا تیرے فرق پر
ڈھونڈھے تو روٹی کا ٹکڑا دربدر

دیکھ سر اپنا و حیرانی کو چھوڑ
جا در دل پر و منہ ہر در سے موڑ

سلہ سیکھنا الخ یعنی علم سیکھنا ایک طریقہ قال کا ہے اور حرفہ سیکھنا طریقہ افعال کا ہے اگر فقر چاہتا ہے تو صحبت سے ملے نہ زبان اور نہ ہاتھ کا کچھ کام ہے مردم کی جان مین دانش نور ہے نہ دفتر سے اور نہ قال سے ہے اُسکی دانش جان سے جان لیتی ہے نہ بیان اور نہ دفترون کی راہ سے اگرچہ دل مین سالک کے وہ رموز ہین لیکن رمز کو سالک ہنوز نہین جانتا ہے یعنی کسب و ہنر بغیر اُستاد کے حاصل نہین ہوتا ہے اگر تو فقر چاہتا ہے تو صحبت مرشدی حاصل کر کہ مردم کی جان مین دانش نور ہے کچھ قیل و قال و دفتر سے نہین حاصل ہوتی ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ شرح الخ یعنی شرح تا اس دل کی شرح وہ ضیا کرے ترجمہ کہ آیا نہین کہو ل‍ا ہمنے حق فرماتا ہے تیرے اس سینہ کو شرح دی ہمنے اور تیرے سینہ مین شرح ہمنے رکھی تجھکو خارج سے ابھی تک اُسکی چاہ ہے پس تو دوہنی ہے دوہنے والا کو مت چاہ تیری بغل مین دودھ کا چشمہ ہے تو کسواسطے دودھ ڈھونڈھتا ہے ناند مین اے حوض تو بحر سے لگی رکھتا ہے تو مت ڈھونڈھ تالاب سے آب کو الم نشرح تیری شرح نہین ہے تو کسواسطے اے شرح جو ہوا ہے تو شرح دل کے اندر دیکھ تا کہ طعنہ نہ دوین لا تبصرون کا یعنی حق نے تیرا دل کھول دیا ہے تو کشادگی دل کی کسواسطے ڈھونڈھتا ہے کیونکہ ضیای حق تیرے دل مین خود موجود ہے آگے اسکا بیان مثال آیہ مین فرماتے ہین فافہم ۱۲ سلہ ٹوکرا الخ یعنی شعر ٹوکرا روٹی کا تیرے سر پر ہے تو ٹکڑا روٹی کا دربدر ڈھونڈھتا ہے تو سر اپنا دیکھ اور حیرانی کو چھوڑ اور در دل پر جا و ہر در سے منہ موڑتا ہے تو آب جو کے درمیان ہے اور خودی سے غافل ہے اور ڈھونڈھتا ہے آب این وآن کا سر پر روٹی اور پانو آب مین اور بھوک و پیاس سے تو خراب ہے آگے پانی اور پیچھے پانی تیرے ہے آگے پردہ پیچھے پردہ آنکھ کے یعنی حق تیرے پاس ہے اور تو حق کو ادھر ادھر ڈھونڈھتا ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

تا بزانوی میان آب جو	غافل از خود زین و آن تو آبجو
بر سرت نان ست پایت اندر آب	وز عطش وز بیم جوع گشتستی خراب
پیش آب و پس هم آب با مدد	چشمہا را پیش سد خلفت سد
اسپ زیران و فارس اسپ جو	چیست این گفت اسپ لیکن اسپ کو
ہین نہ اسپست این بزیر تو پدید	گفت آری لیک خود اسپے کہ دید
ست آن و پیش روے اوست آن	اندر آب و بیخبر ز آب روان
ست چیز و پیش روے اوست چیز	بیخبر زان چیز و شرح خویش نیز
چون گہر در بحر جوید بحر کو	وان خیال چون صدف دیوار او
گفتن آن کو حجابش می شود	ابر تاب آفتابش می شود
بند چشم اوست ہم چشم بدش	عین رفع سد او گشتہ سد ش
بند گوش او شدہ ہم گوش او	ہوش با حق دار اے مدہوش او

تا بزانو آب جو کے درمیان	خود سے غافل ڈھونڈھے تو اپن آن
سر پے روٹی پانوں تیرا اندر آب	اور پیاس و بھوک سے تو ہی خراب
آگے پانی پیچھے پانی ہی ترے	آگے پردہ پیچھے پردہ آنکھ کے
گھوڑا ڈھونڈھے وہ گھوڑی پہ سوار	کیا ہی گھوڑا ہی کہان گھوڑا ہی یار
ہین نظاہر گھوڑے یہ نیچے ترے	بولا سچ پر گھوڑا دیکھا کس نے ہے
مست جسکا آگے اُسکے منہ کو وہ	بیخبر پانی سے پانی مین ہی وہ
چیز سے مست آگے اُسکے چیز ہی	بیخبر اُس چیز و اپنی شرح سے
جون گہر دریا مین ڈھونڈھے بحر کو	جون صدف وہ خیال پردہ اُسکا ہو
پردہ اُسکو ہو یہ کہتا وہ کہان	ابر تاب خور پہ اُسکے ہو عیان
چشم بد اُسکی نظر بندی ہوئی	اونچی دیوار اُسکا پردہ ہو گئی
گوش اسکا بند گوش اُسکا ہوا	ہوش حق سے رکھ اے مدہوش خدا

درمعنی حدیث من جعل الہموم ہما واحدا کفاہ اللہ تعالیٰ سائر ہمومہ ومن تفرقت بہ الہموم لا یبالی اللہ فی ای واد منہا ہلک	تفسیر قولہ علیہ السلام من جعل الہموم ہما واحدا کفاہ اللہ جس کسی نے تمام غموں کو کردانا غم آخرت کا اللہ تعالیٰ نے کفایت کرے ۱۲ تعالیٰ سائر ہمومہ ومن تفرقت بہ الہموم لا یبالی اللہ اور حاصل کرے غم آخرت سے کو اور وہ کوئی کر ادر غم غم متفرق ہووے اور تمام عمر فی ای واد منہا ہلک ایسے شخص کا مور و تباہ وہ ہو ون ہلاک کرے ۱۲

ہوش را توزیع کردی بر جہات	می نیرزد تره آن ترہات	ہوش قسمت تونے جہتوں پہ کیا	باطل اُن باطل کا ذرّہ لائق ہوا

۵۱ گھوڑا الخ – شعر گھوڑا وہ ڈھونڈھتا ہے اور گھوڑے پر سوار ہے کہا یہ کیا ہے کہا گھوڑا ہے پر کہان گھوڑا ہے یہ گھوڑا ظاہر نہین ہے تیرے نیچے جسکا مست ہے وہ اُسکے روبرو ہے بیخبر پانی سے اور وہ پانی مین ہے چیز سے مست اور آگے اسکی چیز ہے بیخبر اُس چیز سے اور اپنی شرح سے گوہر کی مانند دریا مین ڈھونڈھتا ہے بحر کو اور صدف کی مانند وہ خیال اُسکا پردہ ہو وہ کہا کہ ابر تاب خورشید پر کس کے عیان ہو چشم بد اُسکی نظر بندی ہوئی دیوار اونچی اسکا پردہ ہوئی گوش اُسکا بند گوش اُسکا ہوا حق سے ہوش رکھتا ہے اے مدہوش خدا کے یعنے تو ذات حق مین ہے اور حق کو ڈھونڈھتا ہے پس تیرا یہ گوش راہ اُس گوش کا ہوا ہے تو حق سے ہوش رکھ اے مدہوش خدا کے آگے اس ہوش کا بیان ہے فافہم ۱۲ ۵۲ ہوش الخ – شعر تو نے ہوش کو جہتون پر قسمت کیا باطل اُن باطل کا لائق نہین ہر ایک خار کی جڑ آب ہوش کھینچی ہے تیرا آب ہوش ثمر تک کب پہونچے وہ گیا وہ جلد پانی کھینچی ہے آب ہوش تیرا کب پہونچے آلا تک تو کاٹ اس شاخ بد کو اے بشر اور آب دے اس شاخ خوش کو اور تازہ کرا آخر دیکھ کر وہ دونوں سبز و تر ہین کہ یہ باطل ہوا اس سے ثمر اُسکے باغ کا پانی اُسکو حلال اور اُسکو حرام ہے تو آخر فرق کو دیکھ اور سلام ہے یعنی تیرے ہوش کو خواہشات دنیا تباہ کرتی ہے خدا تک کب پہونچے پس تو خواہش دنیوی چھوڑ اور حق کی خواہش پاک یاد اس سے لے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲۔

آب هش را میکشد هر بیخ و خار ۔ آب هوشت کی رسد سوی ثمار
پیتی ہر کانٹے کی جڑ ہے آب ہوش ۔ اب ثمر تک تیرے پہونچے آب ہوش

آبهارا میکشید آن خس گیاه ۔ آب هوشت کی رسد سوی آله
کھینچتی ہے جلد پانی وہ گیاہ ۔ آب ہش کب پہونچے تیرا نالہ آہ

هین بزن آن شاخ بدرا خو کنش ۔ آب ده این شاخ خوش را نو کنش
کاٹ تو اُس شاخ بد کو ای بشر ۔ آب دے اِس شاخ خوش کو تازہ کر

هر دو سبز اند این زمان آخر نگر ۔ کاین شود باطل ازان روید ثمر
دیکھ آخر اب ہین دونون سبزہ تر ۔ کہ یہ باطل ہو اُگے اُس سے ثمر

آب باغ آن را حلال این را حرام ۔ فرق را آخر به بینی والسلام
آب باغ اُسکو حلال اُسکو حرام ۔ دیکھ آخر فرق کو تو والسلام

عدل چه بود آب ده اشجار را ۔ ظلم چه بود آب دادن خار را
عدل[1] کیا دینا ہے آب اشجار کو ۔ ظلم کیا ہے آب دینا خار کو

عدل وضع نعمتے بر موضعش ۔ نے بهر بیخے که باشد آب کش
عدل کیا ہے صرف نعمت جا پہ ہی ۔ نے ہر اک جڑ پہ کہ وہ پانی پیے

ظلم چه بود وضع در نا موضعے ۔ که نباشد جز بلا را منبعے
ظلم کیا ہے صرف کرنا بے جگہے ۔ کہ بلا کا ایک وہ چشمہ بنے

نعمت حق را بجان و عقل ده ۔ نے بطبع پر زحیر و پر گره
حق کی نعمت دے تو جان و عقل کو ۔ نے طبیعت کو کہ جو پُر رنج ہو

بار کن بیگار غم را بر تنت ۔ بر دل و جان کم نه آن جان کندنت
لاد تو بیگار غم کو جسم پے ۔ جانکنی کو جان و دل پر مت رکھے

بر سر عیسیٰ نهاده تنگ بار ۔ خر سکیزه میزند در مرغزار
بوجھ[2] بھاری سر پے عیسے کے رکھا ۔ اور اُچھالے لاتین سبزہ مین گدھا

سرمه را در گوش کردن شرط نیست ۔ کار دل را جستن از تن شرط نیست
کان مین سرمہ لگانا شرط کب ۔ کام دل کا تن سے لینا شرط کب

گر دلی رو ناز کن خاری مکش ۔ ور تنی شکر منوش و زهر چش
گر ہے دل تو ناز کر مت کھا تو خار ۔ گر ہے تن شکر نہ کھا کھا زہر یار

زهر تن را نافع ست و قند بد ۔ تن همان بهتر که باشد بے مدد
زہر تن کو نافع اور شکر ہے بد ۔ تن وہی بہتر کہ ہووے بے مدد

هیزم دوزخ تن آمد کم کنش ۔ ور بروید هیزمی تو ازبن بر کنش
ہیزم دوزخ ہی تن کم کر اُسے ۔ گر بڑھے جڑ سے اُکھیڑ اُسکو دلے

ورنه حمال حطب باشی حطب ۔ در دو عالم همچو جفتِ بولهب
ورنہ[3] تو بس ہووے حمال حطب ۔ دونون عالم مین جون زن وجہ بولہب

از حطب بشناس شاخ سدره را ۔ گرچه هر دو سبز باشد ای فتی
شاخ سدرہ کو حطب سے جان تو ۔ گرچہ دونون سبز ہو وین اے نکو

اصل این شاخ ست از نار و دخان ۔ اصل آن شاخ ست هفتم آسمان
اصل ہے اِس شاخ کی بس آگ سے ۔ اصل ہے اُس شاخ کی افلاک سے

سلہ عدل کیا الخ یہ شعر عدل کیا ہی اشجار کو آب دینا ہے اور ظلم کیا ہے خار کو آب دینا ہے عدل کیا ہے صرف کرنا نعمت کو ہر جگہ پر نہ ہر ایک جڑ پر کہ وہ پانی پیے ظلم کیا ہی صرف کرنا ہے جگہ کہ وہ بلا کا ایک چشمہ ہے تو حق کی نعمت دے عقل و جان کو نہ کہ طبیعت کو کہ جو پر رنج ہو تو بیگار و غم کو لاد جسم پر اور جان پر و دل پر جانکنی کو مت رکھ یعنی عدل فقط اشجار کو آب دینا ہے اور ظلم خار کو آب دینا ہے پس عقل و جان کو نعمت حق دے اور طبیعت کو نہ دے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ بوجھ بھاری الخ یہ شعر جانی بوجھ عیسیٰ کے سر پر رکھے اور گدھا سبزہ مین لاتین اُچھالے سرمہ لگانا کان مین کب شرط ہے اگر دل ہے تو ناز کر خار مت کھا اور اگر تن ہے شکر نہ کھا اور زہر کھا زہر تن کو نافع ہے اور شکر بد ہے وہی تن بہتر کہ بے مدد ہووے تن ہیزم دوزخ ہے اُسے کم کر اور اگر بڑھے اُسکو جڑ سے اُکھیڑ یعنے اگر تو دل رکھتا ہے ناز کر خار نہ کھا اور اگر تن رکھتا ہے شکر نہ کھا زہر کھا کیونکہ بعد تکلیف کے راحت اور بعد راحت کے تکلیف ہے پس تو تن کو گلا اور دل کو زیادہ کر باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ ورنہ الخ یہ شعر ورنہ تو ہووے حمال ہیزم کا دونون عالم مین مانند زوجہ بولہب کے شاخ سدرہ کو تو ہیزم سے جان اگرچہ دونون سبز ہون خلق اس شاخ بدخوئی کی آگ سے ہے اور اصل اس شاخ نیکخوئی کی افلاک سے ہے جس کے آگے ناپیدا ہے اصل اسکی ظاہر کہ چشم حس کی غلط بین ہے اور چشم دل کے آگے پیدا ہے تو جید کر اور دل کے آگے آ اگر پاؤن نہین رکھتا ہے تو خود کو ہلاک کر کرتا تو دیکھے ہر کم و بیش کو یہ حرکت تبرک کی علیحدہ ہے تو حرکت سے ہوا ہے دل مستفید یعنے بدخوئی اس دنیا کی نیکخوئی اہل اللہ کی دونون ایک صورت کی ہین گروہ چشم دل کے آگے ظاہر ہین تو حرکت کر کہ حرکت سے دل مستفید ہو آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

هست ناپیدا بصورت پیش حس	گر غلط بین مست چشم و گوش حس
هست پیدا آن به پیش چشم دل	جهد کن پیش دل آ جهد المقل
ور نداری پا بجنبان خویش را	تا ببینی هر کم و هر بیش را
کاین تحرک شد تبرک را کلید	وز تحرک گردی ای دل مستفید

آگے ناپیدا ہے حس کے ظاہرا	گر غلط بین چشم جسکی ہے سدا
چشم دل کے آگے بس پیدا وہ ہے	جہد کر اور آ تو دل کے سامنے
گر نہ رکھے پا ہلا اپنے کو تو	تا تو دیکھے ہر کم و ہر بیش کو
یہ تحرک ہے تبرک کی کلید	ہو تحرک سے تو اے دل مستفید

در معنی این رباعی

گر راہ روی راہ برت بکشایند	ور نیست شوی بہستیت بگرایند
ور پست شوی بہ گنجی اندر عالم	وانگاہ ترا بیتو بتو بنمایند
گر زلیخا بست درہا ہر طرف	یافت یوسف ہم ز جنبش منصرف
چون توکل کرد یوسف بر جہید	باز شد قفل و در و شد پدید
گرچہ رخنہ نیست عالم را پدید	خیرہ یوسف وار میباید دوید
تا کشاید قفل در پیدا شود	سوی بیجایی شما را جا شود
آمدی اندر جہان ای ممتحن	ہیچ می بینی طریق آمدن
تو ز جایی آمدی وز موطنے	آمدن را راہ دانی ہیچ نے
گر ندانی تو نگویی راہ نیست	زین رہ بیراہ ما را رفتنیست
میروی در خواب شادان چپ و راست	ہیچ دانی راہ آن میدان کجاست
تو بہ بند آن چشم و خود تسلیم کن	خویش را بینی در آن شہر کہن
چشم چون بندی کہ صد چشم خمار	بند چشم تست انیسو از عزار
چار چشمی تو ز عشق مشتری	بر امید مہتری و سروری

اس رباعی کے معنی مین

گر راہ روی راہ برت بکشایند	ور نیست شوی بہستیت بگرایند
ور پست شوی نہ گنجی اندر عالم	وانگاہ ترا بیتو بتو بنمایند
سلہ بند در گرچہ زلیخا نے کیا	راستہ حرکت سے یوسف کو ملا
بھاگا یوسف جو توکل پر وہان	کھل گئے قفل اور ہوا رستہ عیان
گرچہ نے سوراخ عالم کا عیان	بھاگ یوسف کی طرح حیران یہان
تا کھلے انجام و ظاہر راہ ہو	لامکان سے بسکہ تو آگاہ ہو
سلہ اس جہا مین آیا تو کس راہ سے	کچھ بھی تو اس راہ سے آگاہ ہے
اک وطن اور جا سے اک آیا ہی تو	جانتا آنے کی نے تو راہ کو
گر نہ جانے مت کہو نے راہ ہی	ہمکو جانا اس رہ بیراہ سے
خواب مین جو ہر طرف پھرتا ہی تو	جانتا اس جا کی ہے کچھ راہ کو
بند کر تو آنکھ اور سونپ آپ کو	دیکھ کہنہ شہر مین بس خود کو تو
سلہ باندھے کیونکر چشم سو چشم خمار	بند آنکھون پر تری نخوت سے یار
تو حریص اب مشتری کے عشق سے	میری و شاہی کی بس امید پہ

سلہ بند در الخ ۱۲ شعر اگرچہ زلیخا نے دروازہ بند کیا مگر یوسف کو راستہ حرکت سے ملا جو یوسف توکل پر وہان بھاگا قفل کھل گئے اور راستہ عیان ہوا آگے حقائق ہین اگرچہ سوراخ عالم کا عیان نہین ہے تو یوسف کی طرح حیران یہان سے بھاگ تا انجام کھلے و راہ ظاہر ہو و تو لامکان سے از بسکہ آگاہ ہو یعنی اگرچہ اس جہان مین سوراخ ظاہر نہین ہے تو مثل یوسف کے بھاگ حیران ہوکر کہ تجھے راستہ ملے۔ آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ اس جہان مین الخ شعر تو اس جہان مین کس راہ سے آیا تو کچھ بھی اس راہ سے آگاہ ہے ایک وطن اور ایک جا سے تو آیا ہے تو آگے کی راہ کو نہین جانتا ہے اگر تو نہین جانتا ہے مت کہو کہ راہ نہین ہے ہمکو جانا ہے اس راہ بے راہ سے آگے اسکی مثال ہے تو خواب مین جو ہر طرف پھرتا ہے اس جگہ کی راہ کو جانتا ہے تو آنکھ بند کر اور آپ کو سونپ کہنہ شہر مین دیکھ تو خود کو یعنی تو اس جگہ مین جس راہ سے آیا ہے وہ راہ تجھکو معلوم نہین ہے پس یہ تو مت کہہ کہ وہ راہ نہین ہے پس تو آنکھ بند کر اور خود کو سونپ کہ عالم ملکوت مین تو خود کو دیکھے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ باندھے تو الخ شعر تو کیونکر چشم باندھے کہ سو چشم خمار تیری چشم پر بند ہے نخوت سے تو حریص ہے مشتری کے عشق سے امیری اور شاہی کی امید پر اگر تو سوئے مشتری کو خواب مین دیکھے کہ آنکھ خواب مین بھی خواب کے بند دیکھے تو مشتری چاہتا ہے ہر دم مکر سے کیا تو رکھتا ہے کہ اسکو بیچے کہ اگر تیرا دل روٹی و غذا رکھتا تو مشتری فارغ و جدا ہے تا اگر تھیلی مین روٹی ہوتی تجھکو مشتری کی حاجت نہین ہوتی م

گر نہ جسی مشتری بینی بخواب — چند گه ز خواب بیند جز خراب
مشتری خواهی بهر دم پیچ پیچ — تو چه داری که فروشی هیچ هیچ
گر دلت را نان بدی یا چاشتی — از خریداران فراغت داشتی
گر دلانیان مر ترا نانے بدی — از خریداران دلت فارغ شدی

اگر تو سوی مشتری دیکھے بخواب — خواب مین تو نہ دیکھے جز خراب
مشتری چہتا ہے ہر دم مکر سے — کیا تو رکھتا ہی کہ بیچیگا اسے
دل ترا اگر رکھتا روٹی اور غذا — مشتری سے ہوتا فارغ اور جدا
ہوتی تھیلی مین اگر روٹی ترے — مشتری کی ہوتی نہ حاجت تجھے

قصۂ آن شخصی که دعوی پیغمبری میکرد گفتندش که چه خورده که گیج شده گفت اگر چیزے یافتمی که خوردمی نه گیج شدمی و نه یاوه گفتمی که هر سخن نیک که با غیر اهلش گویند یاوه گفته باشند اگرچه بر آن گفتن مأمور باشند

قصہ[1] اُس شخص کا کہ دعوی پیغمبری کا کرتا تھا کہا اُسکو اگر تو نے کیا کھایا ہے جو دیوانہ ہوا ہے بولا اگر کچھ پاتا اور کھاتا کیون دیوانہ ہوتا اور بیہودہ بکتا کہ جو نیک بات غیر سے کہوں بیہودہ ہوے اگرچہ وہ اسکے کہنے پر مامور ہوں

آن یکے می گفت من پیغمبرم — از همه پیغمبران فاضلترم
گردنش بستند و بردندش بشاه — کاین همی گوید رسولم از اله
خلق بروے جمع چون مور و ملخ — کاین چه مکرست و چه تزویر و چه فخ
گر رسول آنست کاید از عدم — ما همه پیغمبریم و محتشم
ما از آنجا آمدیم اینجا غریب — تو چرا مخصوص باشی اے ادیب
داد ایشان را جواب آن خوش رسول — کای گروه کور نادان فضول
این ندانستید اے قوم از قضا — بیخبر اینجا رسیدید از عمی
همچو طفل خفته اینجا آمدید — بیخبر از راه و از منزل بدید
از منازل خفته بگذشتید مست — بیخبر از راه و از بالا و پست
ما به بیداری روان گشتیم و خوش — از ورای پنج و شش تا پنج و شش
دیده منزلها ز اصل و از اساس — چون قلاوزان خبیر و ره شناس

ایک[2] کہتا تھا کہ پیغمبر ہوں میں — اور پیمبر کل سے فاضلتر ہوں میں
شہ کے پاس اُسکو پکڑ کے لے گئے — کر رسول حق ہوں یہ کہتا ہے یہ
خلق جمع اُسپے کثرت سے ہوئی — کیا کیا ہے مکر کیا دھوکا زنی
جو عدم سے آئے گر ہے وہ رسول — ہم پیمبر سب ہوئے بس اے فضول
ہم وہاں سے آئے اور یان ہیں غریب — کس لیے مخصوص ہے تو اے ادیب
اُس پیمبر نے جواب اُنکو دیا — واے نادان و گروہ نا سزا
یہ نہ جانا تم نے از راہ قضا — بیخبر آئے ہو تم بس اس جگہا
سوتے[3] بچے کی طرح یان آئے ہو — بیخبر تم راہ اور منزل سے ہو
منزلوں سے سوتے گذرے تم و مست — تم نہ جانو راہ اور بالا و پست
اور ہم گذرے ہیں جگتے اور خوش — پنج شش سے ماسوا تک پنج شش
منزلونکو ہمنے دیکھا اصل سے — جس طرح رہبر ہیں واقف راہ کے

[1] قصہ سوم در بیان طریقت ہیں ۱۲ [2] ایک کہتا تھا الخ یعنی ایک کہتا تھا کہ میں پیغمبر ہوں اور پیغمبر کل سے فاضلتر ہوں اُسکو پکڑ کے شاہ کے پاس لے گئے کہ میں رسول حق ہوں یہ کہتا ہے اسپر خلق کثرت سے جمع ہوئی کہ یہ کیا مکر کیا دھوکا زنی ہے اگر وہ رسول ہے کہ جو عدم سے آئے ہیں ہم سب پیغمبر ہوے اے فضول ہم وہاں سے آئے اور یہاں غریب ہیں کس واسطے مخصوص ہے تو اے ادیب اس پیغمبر نے انکو جواب دیا کہ اے نادان و گروہ ناسزا یہ نہ جانا کہ از راہ قضا تم بیخبر آئے ہو اس جگہ یعنی جو عدم سے آئے اگر وہ رسول ہووے تو ہم بھی عدم سے آئے ہیں سب رسول ہوئے پھر تو مخصوص کس واسطے ہے آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲ [3] سوتے بچے الخ یعنی مثل بچہ سوئے ہوئے کی طرح تم یہاں آئے ہو تم بیخبر منزل و راہ سے ہو تم منزلوں سے سوتے ہوئے گذرے و مست ہو جو تم نہ جانو راہ و بلندی و پستی کو اور ہم گذرے ہیں بیدار و خوش پنج و شش جہت کے ماسوا سے اس پنج و شش تک ہمنے منزلوں کو دیکھا اصل سے جیسے رہبر واقف راہ سے ہیں یعنی غافلان دنیا خفتہ مثل بچے کے آئے ہیں کہ منزل و راہ سے بیخبر ہیں اور ہم بیدار آئے ہیں اُس عالم سے اس عالم دنیا تک کہ ہمنے منزلوں کو اصل سے دیکھا ہے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲

شاہ را گفتند اشکنجش بکن / تا نگوید جنس او ہیچ این سخن
شاہ دیدش بس نزار و بس ضعیف / کو بیک سیلی بمیرد آن نحیف
کی توان او را فشردن یا زدن / کو چو شیشہ گشتہ است او را بدن
لیک با او گویم از راہ خوشی / کہ چرا داری تو لاف سرکشی
کز درشتی ناید اینجا ہیچ کار / ہم بہ نرمی سر کند از غار مار
مردمان را دور کرد از گرد وی / شہ لطیفے بود و نرمی ورد وی
پس نشاندش باز پرسیدش ز جا / کہ کجا داری معاش و ملتجا
گفت اے شہ ہستم از دار السلام / آمدہ زانجا درین دار الملام
نے مرا خانہ ہست و نے یک ہمنشین / کی بسازد خانہ ماہی بر زمین
باز شاہ از روی لاغش گفت باز / کہ چہ خوردی و چہ داری چاشت ساز
اشتہا داری چہ خوردی بامداد / کہ چنین سرمستی و پر لاف و باد
گفت اگر نانم بدی خشک و تری / کی کنم من دعوی پیغمبری
دعوی پیغمبری با این گروہ / ہمچنان باشد کہ دل جستن ز کوہ
کس ز کوہ و سنگ عقل و دل نجست / فہم و ضبط نکتۂ مشکل نجست
ہر چہ گوئی باز گوید کہ ہمان / میکند افسوس چون مستہزیان
از کجا این قوم و پیغام از کجا / از جمادی جان کرا باشد رجا
گر تو پیغام زنی آری و زر / پیش تو بنہند جملہ سیم و سر
کہ فلان جا شاہدی میخواندت / عاشق آمد بر تو و میداندت

عرض کی شہ سے کہ تم باندھو اسے / تا نہ جنس اسکی کہے اس بات سے
شہ نے دیکھا اُسکو بس کمزور ہے / کہ وہ عاجز ایک تھپڑ سے مرے
کب سکے اُس کو دبانا مارنا / کہ مثال شیشہ اسکا تن ہوا
لیکن اُس سے کہتا ہون از رہ خوشی / کس لیے تو رکھے لاف سرکشی
کہ بیان ہوتا نہیں سختی سے کام / از رہ نرمی نکلتا بل سے مار
پس ہٹائے مردم اُسکے گرد سے / شہ لطیف اور نرم تھا اسواسطے
پس بٹھایا اور پوچھا جائے سے / کہ کہان رہتا و تو کس جگہے
بولا اے شہ ہے وطن دار البقا / آیا اُس جا سے سو دار الفنا
نے مرا گھر ہے نہ ہمراہی یہان / کب بنائین گھر زمین پر مچھلیان
پس کہا اُسکو ہنسی سے شاہ نے / تو نے کیا کھایا و کیا توشہ رکھے
اشتہا ہے تجھکو کیا کھایا ہے سحر / جو ہے بدمستی و دعوی بیخبر
بولا مجھکو خشک نان گر سو نچتی / کیون مین کرتا دعوی پیغمبری
دعوی پیغمبری اس قوم کا / ایسا ہے کہ کوہ سے دل ڈھونڈنا
نے کسی نے کوہ سے عقل و دل لیا / نے سمجھنے نکتۂ مشکل لیا
جو تو کہوے کوہ بھی وہی کہے / مسخرون کے مثل نقالی کرے
یہ کجا قوم اور پیام اس کا کجا / پس جمادی جان سے کس کو رجا
گر تو دے پیغام عورت کا تو سر / آگے تیرے رکھیں سب اور سیم و زر
کہ بلاتی وان ہے معشوقہ تجھے / تجھکو جانے ہے وہ عاشق تجھپہ ہے

سلہ عرض کی الخ، شعر شاہ سے عرض کی کہ تم اسے باندھو تا جنس اسکی نہ کہے اس بات سے شاہ نے دیکھا اُسے کہ بہت کمزور ہے کہ ایک تھپڑ سے وہ عاجز مر جائے کب اسکو مارنا دبانا سکتے ہین کہ اسکا تن مثل شیشہ کے ہوا ہے ولیکن اُس سے از راہ خوشی کے کہتا ہون کہ تو لاف و سرکشی کسواسطے رکھتا ہے کہ بیان کام سختی سے نہین ہوتا ہے کیونکہ مار اپنے سوراخ سے از راہ نرمی کے نکلتا ہے پس مردم کو ہٹایا اُسکے گرد سے اسواسطے کہ شاہ اُسکے ساتھ لطیف و نرم تھا پس اُسکو ہٹایا پوچھا جگہ سے کہ تو کہان رہتا ہے اور تو کس جگہ ہے آگے جواب اس مدعی نبوت کا ہے فافہم ۱۲-

سلہ بولا الخ، شعر کہا کہ اے شاہ میرا وطن دار البقا ہے اور اس جا سے آیا طرف دار الفنا کے نہ میرا گھر ہے اور نہ ہمراہی یہان کب مچھلیان گھر زمین پر بناتی ہین پس اُسکو ہنسی سے شاہ نے کہا کہ تو نے کیا کھایا ہے اور کیا توشہ رکھتا ہے کیا تجھکو اشتہا ہے اور کیا سحر کو کھایا ہے جو بدمستی و دعوی سے بیخبر ہے کہا کہ اگر مجھکو نان خشک پہونچتی تو کیون دعوی پیغمبری کرتا آگے اسکے حقائق ہین اس قوم کا دعوی پیغمبری ایسا ہے کہ کوہ سے دل ڈھونڈھنا ہے کسی نے کوہ سے عقل و دل نہین لیا اور نہ سمجھ و نکتۂ مشکل لیا یعنی دعوی پیغمبری اسکا ایسا ہے کہ کوہ سے دل ڈھونڈھتا ہے اور کسی نے کوہ سے عقل و دل نہین لیا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ جو تو کہوے الخ، شعر جو تو کہے کوہ بھی وہی کہے مانند مسخرون کے نقالی کرے یہ قوم کہان اور اسکا پیام کہان پس جمادی جان سے کس کو امید ہے آگے اسکی مثال ہے اگر تو عورت کا پیغام دے تو آگے تیرے سر رکھین اور سیم و زر دھر کہ تجھکو وہان معشوقہ بلاتی ہے اور تجھکو جانتی ہے وہ عاشق تجھپر ہے اگر تو پیام حق کا لاے مانند کہ خدا کی طرف آ اے نیک عہد ملک فنا سے جانب بقا کے ہو جا ممکن ہو تو خاموش ہو وہ تیری جان و خون کا قصد کرے نہ جیت و دین کیواسطے یعنی ریاکاران اہل قال سے امید خداطلبی کی کرنا محض بے عقلی ہے کیونکہ وہ مثل کوہ کے آواز دیتے ہین اور خود نہین جانتے ہین آگے بے حسی کا بیان ہے فافہم ۱۲-

ور تو پیغام خدا آری چو شهد ۔ که بیا سوی خدا ای نیک عهد
گر پیام حق تو لائے مثل شہد ۔ کر خدا کی سمت آ اے نیک عہد

از جهان مرگ سوی برگ رو ۔ چون بقا ممکن بود فانی مشو
جا فنا کے ملک سے سوئے بقا ۔ جو بقا ممکن ہو مت ہو تو فنا

قصد خون تو کنند و جان و سر ۔ تر برای حمیت و دین و هنر
قصد خون اور جان کا تیری کرے ۔ نے حمیت اور دین کے واسطے

سبب عداوت عام و بیگانه زیستن ایشان با اولیای خدا که بحق شان می خوانند و بآب حیات ابدی ارشاد می نمایند

سبب عداوت عام کا اولیاء اللہ سے اور بیگانہ ہو کے جینا انکا ساتھ اولیا کے خدا کیطرف انکو وہ بلاتے ہین اور آبحیات ابدی پلاتے ہین

بلکه از چسپیدگی بر خانمان ۔ تلخ شان آید شنیدن این بیان
خان و مان[۱] کے اس تعلق کے سبب ۔ جانتے ہین تلخ یہ کہنا وہ سب

خرقهٔ بر ریش خر چسپیده سخت ۔ چونکه خواهی بر کنی زد لخت لخت
چپکے پھاہا سخت خر کے زخم پے ۔ گر ٹے ٹکڑے ہووے جو نوچے اُسے

جفته اندازد یقین آن خر ز درد ۔ حبذا آنکس کزو پرهیز کرد
خر دولتی پھینکے بیشک درد سے ۔ بھاگا جو اس سے وہ بہتر مرد ہے

خاصه پنجه ریش و هر جا خرقهٔ ۔ بر سرش چسپیده در زخم غرقهٔ
خاص[۲] سو زخم اور پھاہا ہر جگہ ۔ پیپ سے ہو زخم پر چپکا ہوا

خانمان چون خرقه و این حرص ریش ۔ حرص هر کس بیش باشد ریش بیش
خان و مان پھاہا و حرص اک زخم ہے ۔ زخم زیادہ حرص جو زیادہ رکھے

خان و مان چغد ویرانه ست و بس ۔ نشنود اوصاف بغداد و طبس
خانمان الو کا ویرانہ ہے بس ۔ کب سُنے اوصاف بغداد و طبس

گر بیاید باز سلطانی ز راه ۔ صد خبر آرد بدین چغدان ز شاه
آئے گر اک باز شاہی راہ سے ۔ الوؤن کو سو خبر دے شاہ سے

شرح دار الملک و باغستان و جو ۔ پس برو افسون دارد هر عدو
شرح دار الملک باغون کی کرے ۔ اُسکو دیوانہ ہر اک اُلو کہے

که چه باز آورد افسانه کهن ۔ کز گزاف و لاف میباف سخن
پھر تو کیا لایا ہے یہ قصے کہن ۔ کہ کرے ہے جھوٹے دعوے کی سخن

کهنه ایشانند و پوسیده ابد ۔ ورنه آن دم کهنه را نو میکند
وہ[۳] ہین کہنہ اور بوسیدہ سدا ۔ ورنہ وہ دم کردے کہنہ کو نیا

غرقه

۱ خان و مان الخ یہ شعر بلکہ خان و مان کے تعلق کے سبب سے وہ سب تلخ جانتے ہین یہ کہنا آگے اسکی مثال ہے خر کے زخم پر پھاہا سخت چپکے جو اُسے نوچے تو ٹکڑے ٹکڑے ہووے خر بیشک دولتی پھینکے درد سے جو اُس سے بھاگے وہ مرد بہتر ہے یعنی جو شخص تعلقات خان و مان سے بھاگا وہ بیشک مرد ہے بقول خواجہ حافظ رحمۃ اللہ علیہ ؎ غلام ہمت آنم کہ زیر چرخ کبود ✤ ز ہر چہ رنگ تعلق پذیرد آزاد است ✤ باقی مثال آگے ہے فافہم ۱۲۔

۲ خاص الخ یہ شعر خاص کر سو زخم اور پھاہا ہر جگہ ہو اور پیپ سے زخم پر چپکا ہوا ہو پس خان و مان پھاہا و حرص ایک زخم ہے اُسکے زخم زیادہ ہوں کہ جو حرص زیادہ رکھے الو کا خان و مان ویرانہ ہے کب اوصاف بغداد و طبس کا سُنے یعنی اہل دنیا کا خان و مان ویرانہ دنیا ہے اگر ایک باز شاہی راہ سے آئے اور الوؤن کو سو خبر شاہ سے دے اور شرح دار الملک و باغون کی کرے اُسکو ہر ایک الو دیوانہ کہے پھر تو یہ قصہ پرانا کیا لایا ہے کہ جھوٹے دعوے کی باتین کرتا ہے یعنی اہل دنیا الو ہین اور باز شاہی اولیاء اللہ ہین اگر اولیاء اللہ اہل دنیا مین آکر گلزار معنی دار الملک کی باتین کرین تو سب انکو دیوانہ کہین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

۳ وہ ہین الخ یہ شعر کہنہ اور پوشیدہ سدا ہین ورنہ وہ دم کہنہ کو نیا کر دے وہ کہنہ مردون کو ایک جان دے عقل کو تاج اور نور کو ایمان دے تو مت چرا دل و بر جان بخش سے یعنی مرشد سے کہ تجھکو سوار کرے رخش پر سر مت چرا تاج بخش جاہ سے کہ سو گرہ پائے دل سے کھول دے کس سے کہا کہ نہین کون کون زندہ ہوا اور آب حیوانی کا کون خواہندہ ہے ایک خواری مین تو عشق سے بھاگے نہ جانے کہ عشق کو سو نخوت اور سو ناز سے عشق حاصل ہوتا ہے سو ناز سے عشق با وفا ہے وہ با وفا چاہتا ہے اور بیوفا کی طرف نہین دیکھتا ہے یعنی تو مرشد کامل کی طرف رجوع کر کہ وہ کہنہ باتونکو نیا کر دے اور کہنہ مردونکو زندگی بخشے بس تو عشق حاصل کر کہ تجھکو وہ زندہ کرے آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲۔

مردگان کہنہ را جان میدہد — تاج عقل و نور ایمان میدہد
دل مدہ از دلربای روح بخش — کہ سوارت میکند بر پشت رخش
سر مدزد از سرفراز تاجدہ — کو ز پای دل کشاید صد گرہ
با کہ گویم در ہمہ دہ زندہ کو — سوی آب زندگی پویندہ کو
تو بیک خواری گریزانی ز عشق — تو بجز نامی چہ میدانی ز عشق
عشق را صد ناز و استکبار ہست — عشق با صد ناز می آید بدست
عشق چون وافیست وافی میخرد — در حریف بیوفائی ننگرد
چون درخت ست آدمی و بیخ عہد — بیخ را تیمار می باید بجہد
عہد فاسد بیخ پوسیدہ بود — ز ثمار و لطف ببریدہ بود
شاخ و برگ نخل اگرچہ سبز بود — با فساد بیخ سبزی نیست سود
ور ندارد برگ سبز و بیخ ہست — عاقبت بیرون کند صد برگ دست
تو مشو غرہ بعلمش عہد جو — علم چون قشر ست عہدش مغز او

کہنہ مردونکو وہ بس اک جان دے — تاج عقل اور نور کو ایمان دے
مت چرا دل دلبر جان بخش سے — کہ کرے اسوار تجھکو رخش پے
مت چرا سر تاج بخش جاہ سے — گر گرہ سو پا دل سے کھول دے
گانو مین کس سے کہون زندہ ہی کون — آب حیوانی کا خواہندہ ہی کون
ایک خواری مین تو بھاگے عشق سے — تو بجز نام اک نجانے عشق سے
عشق کو سو نخوت اور سو ناز ہے — ہوتا حاصل عشق ہے سو ناز سے
باوفا ہے عشق چاہے باوفا — اور نہ دیکھے سوے یار بیوفا
جون[1] شجر ہی آدمی اور جڑ ہے عہد — کر حفاظت مین تو جڑ کی بس جہد
عہد فاسق جڑ ہے بوسیدہ سدا — اور ثمر سے لطف کے ہووے جدا
شاخ و پتے تھے اگرچہ سبز و تر — پر فساد جڑ سے سبزی بے ثمر
گر نہ رکھے پتے ہر جڑ سبز ہو — سیکڑون پتے اگین انجام کو
عہد ڈھونڈھ اسکا نخوش ہو علم پے — علم مثل پوست مغز اک عہد ہے

در بیان آنکہ مرد بدکار چون متمکن شود در بدکاری و اثر دولت نیکوکاران بہ بیند شیطان صفت حسد زند کہ خرمن سوختہ خرمن ہمہ را سوختہ خواہد

بیان مین اسکے کہ مرد بدکار جو بدکاری مین مستعد ہو نیک کارون کا اثر دولت دیکھکر شیطان کے مانند حسد کرے کہ خرمن جلا ہوا سب کا خرمن جلا چاہتا ہے

وافیان را چون ببینی کردہ سود — تو چو شیطانی شوی آنجا حسود
ہر کرا باشد مزاج و طبع سست — می نخواہد ہیچکس را تندرست
گر نخواہی رشک ابلیسی بیا — از در دعوی بدرگاہ وفا
چون وفایت نیست باری دم مزن — کاین سخن دعویست اغلب ما و من

دیکھے[2] جو اہل وفا کو اہل سود — مثل شیطان کے تو اس جا ہو حسود
جسکا ہو ناہی مزاج و طبع سست — وہ نہین چاہے کسی کو تندرست
گر نہ چاہے رشک ابلیسی تو آ — دعوی کرنے سے بدرگاہ وفا
جو وفا تجھکو نہین ہے دم نہ مار — یہ خودی ہے بات دعوی کی ہر بار

[1] جون شجر الخ یعنی آدمی شجر کے مانند ہے اور نیت جڑ ہے تو جڑ کی حفاظت مین جہد کر نیت فاسق جڑ بوسیدہ ہے سدا اور لطف ثمر سے ہووے جدا اگرچہ شاخ و برگ سبز و تر تھے ولیکن فساد جڑ سے سبزی بے ثمر ہے اگرچہ پتے نہ رکھین ولیکن جڑ سبز ہو کہ صدہا پتے اگین انجام کو اسکی نیت ڈھونڈھ علم پر خوش نہو کیونکہ علم پوست و نیت مغز ہے یعنی نیت اصل ہے اور آدمی شجر ہے پس شجر اصل سے تر و تازہ رہتا ہے اسی طرح نیت ڈھونڈھ اور عالم سے خوش نہو کہ علم پوست و نیت مغز ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲۔

[2] دیکھے جو الخ شرح جو اہل وفا کو اہل حسود دیکھے شیطان کے مانند اس جا حسد لے جائے جسکا مزاج طبع سست ہوتا ہے وہ کسی کو تندرست نہین چاہتا ہے اگر تو رشک ابلیسی نہ چاہتا ہے تو آ دعوی کرنے سے دربار وفا مین اگر وفا تجھکو نہین ہے دم نہ مار کہ یہ بات خودی سے ہے دعوی کی بابت سینہ مین دخل مغز ہے اگر خاموش ہو مغز جان زیادہ رکھے یعنی تو دعوی مت کر اور دربار وفا مین آ اگر تجھکو وفا نہین ہے خاموش رہ کہ خاموشی مغز جان کو زیادہ کرتی ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲۔

این سخن در سینه دخل مغزهاست ‫/‬ در خموشی مغز جان را صد نماست
چون در آمد در زبان شد خرج مغز ‫/‬ خرج کم کن تا بماند مغز نغز
مرد کم گوینده را فکر است زفت ‫/‬ قشر گفتن چون فزون شد مغز رفت
پوست افزون گشت لاغر گشت مغز ‫/‬ پوست لاغر شد چو مغز افزود نغز
بنگر این هر سه ز خامی رسته را ‫/‬ جوز را و لوز را و پسته را
هر که او عصیان کند شیطان بود ‫/‬ کو حسود دولت نیکان شود
چونکه در عهد خدا کردی وفا ‫/‬ از کرم عهدت نگهدارد خدا
از وفای حق تو بسته دیده ‫/‬ اذکروا اذکرکم نشنیده
گوش نه اوفوا بعهدی گوش دار ‫/‬ تا که اوف عهدکم آید ز یار
عهد و قرض ما چه باشد ای حزین ‫/‬ همچو دانه خشک کشتن در زمین
نی زمین را زان فروغ و لمتری ‫/‬ نی خداوند زمین را سروری
جز اشارت که ازین می بایدم ‫/‬ که تو دادی اصل این را از عدم
خوردم و دانه بیاوردم نشان ‫/‬ که ازین نعمت بسوی ما کشان
پس دعای خشک هل ای نیکبخت ‫/‬ که فشاند دانه می خواهد درخت
گر نداری دانه ایزد زان دعا ‫/‬ بخشدت نخلی که تخم ما سعی
چونکه مریم درد بودش دانه نی ‫/‬ سبز کرد آن نخل را صاحب فنی
زانکه وافی بود آن خاتون راد ‫/‬ بیمرادش داد یزدان صد مراد
آن جماعت را که وافی بوده‌اند ‫/‬ بر همه اصناف شان افزوده‌اند

بات یہ سینہ میں دخل مغز ہے ‫/‬ گر خموش ہو مغز جان افزون رکھے
جو زبان پر آئے ہووے خرج مغز[1] ‫/‬ خرج کم کر تا کہ ہووے مغز نغز
مرد کم گو کی زیادہ فکر ہے ‫/‬ مغز کم ہو پوست فانی جب بڑھے
پوست زیادہ ہووے لاغر ہووے مغز ‫/‬ پوست لاغر ہو تو مغز افزون ہو نغز
دیکھ تینوں کو چھٹے خامی سے جو ‫/‬ جوز کو پستہ کو بس اور لوز کو
جو گنہ کرتا ہے وہ شیطان ہے ‫/‬ کر حسد نیکوں کی دولت سے رکھے
عہد حق میں جو کری تو نے وفا ‫/‬ عہد کو تیرے نگہ رکھے خدا
تو وفای حق سے روگردان نہو[2] ‫/‬ اذکروا اذکرکم کو نے سنو
سن لے تو اوفوا بعہدی ہوشیار ‫/‬ تا کہ اوف عہدکم کو کہوے یار
عہد و قرض اپنا ہی کیا ہے غمگزین ‫/‬ خشک دانہ بونا جون بر زمین
نے زمین کو اس سے ہووے فربہی ‫/‬ نے خداوند زمین کو سروری
جز اشارہ کہ یہ ہمکو چاہیے ‫/‬ دی عدم سے اصل اسکی تو نے ہی
کھایا اور دانہ نشان کو لایا مین ‫/‬ کہ تو اس نعمت سے اب پہونچا ہمین
پس دعائے خشک چھوڑ ای نیکبخت ‫/‬ کہ تو دانہ بوئے اور چاہے درخت
گر نہو دانہ دعا سے وہ خدا ‫/‬ نخل دے تجھکو تخم سے ما سعی
درد مریم کو تھا اور دانہ نہ تھا[3] ‫/‬ نخل صاحب فن نے وہ پیدا کیا
باوفا تھی جو کہ خاتون راد ‫/‬ بیمراد اسکو دی حق نے سو مراد
اس جماعت کو کہ وہ ہیں باوفا ‫/‬ جملہ قوموں پر اُسے زیادہ کیا

[1] جو زبان پر الخ یہ شعر جو زبان پر آئے مغز خرچ ہووے پس تو خرچ کر تا کہ مغز نغز ہووے مرد کم گو کی فکر زیادہ ہے جبکہ پوست فانی بڑھے مغز کم ہو پوست زیادہ ہو تو مغز لاغر ہووے اور پوست لاغر ہو تو مغز زیادہ نغز ہووے آگے مثال ہے تینوں کو دیکھ کر خامی سے چھوٹے جوز کو پستہ کو اور لوز کو جو کوئی گناہ کرتا ہے وہ شیطان ہے کہ نیکوں کی دولت سے حسد کرتا ہے جو تو نے عہد حق میں وفا کری تیری عہد میں حق نگاہ رکھیگا یعنی جو تو قال بیان کرے مغز جان خرچ ہو پس تو خاموش رہ کہ مغز جان نغز ہووے پس تو عہد حق میں وفاداری کر آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

[2] تو وفای حق الخ یہ شعر تو وفائے حق سے روگردان ہوا اذکروا اذکرکم کو نہیں سنا تو نے ترجمہ کہ وفا کرو تم اپنے عہد میں تا کہ وفا کروں میں عہد تمہارے میں حق کے عہد و قرض اپنا کیا ہے جیسے خشک دانا بونا زمین میں نہ زمین کو اس سے فربہی ہووے اور نہ خداوند زمین کو سروری بجز اشارہ کے کہ یہ ہمکو چاہیے تو نے اصل اسکی عدم سے دی ہمکو کھایا اور دانہ نشان کو لایا میں تا کہ تو اس نعمت سے ہمکو پہونچا پس دعائے خشک چھوڑ کر تو دانہ بوے اور درخت چاہے اگر دانہ نہو دعا سے وہ خدا تجھکو نخل دے تخم ماسعی سے یعنی تو وفاداری حق سے روگردان مت ہو کہ جو تو ذکر حق کا کرے حق تیرا ذکر کرے تم اپنے عہد میں وفا کرو تا کہ وفا تمہارے عہد میں حق کرے پس ایفائے وعدہ ضرور ہے آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲

[3] درد مریم الخ یہ شعر مریم کو درد تھا اور دانہ نہ تھا صاحب فن نے وہ نخل پیدا کیا جو کہ خاتون راد باوفا تھی بیمراد حق نے سو مراد اسکو دی اس جماعت کو کہ وہ باوفا ہے اسکو جملہ قوموں پر زیادہ کیا جبکہ دریا انکے پیٹ کو بھرے صحن میدان کا کیوں نہیں راز ظاہر کرے بحر اور کوہ انکے مسخر ہو گئے اور چار عنصر انکے ہیں جو بخشش ایک نشان کے واسطے ہے تا کہ منکروں کو ظاہر دیکھے اور کرامت انکی پوشیدہ رہے نہ تماشوں میں و نہ بیان میں [illegible] ہووے نہ نفع نہ مسرت ہو ہمیشہ بلکہ وہ ترقی رکھے دمبدم وہ بخشنے والا صاحب کرم ہے آگے اسکے مناجات ہے فافہم ۱۲

گشت دریاها شکم پر از شان صحن میدانها تنید از رازشان
گشت دریاها مسخرشان و کوه چار عنصر نیز بندهٔ آن گروه
این خود اکرامیست از بهر نشان تا ببینند اهل انکار آن عیان
آن کرامتهای پنهانشان که آن در نیاید در حواس و در بیان
کار آن دارد خود آن باشد ابد دائما نی منقطع نی مسترد
بلکه باشد در ترقی دمبدم هست آن بخشنده بس صاحب کرم

جبکہ دریا پیٹ کو اُنکے بھرے صحن میدان راز نے ظاہر کری
بحر دکہ اُن کے مسخر ہوگئے چار عنصر انکے بندے بن گئے
یہ ہی بخشش اک نشان کے واسطے منکروں کو تاکہ بس ظاہر دکھے
اور کرامت انکی پوشیدہ نہان نے حواس میں وہ آئین نے بیان
کام وہ رکھیں کہ وہ ہووے سدا نے قطع نے مسترد ہو دائما
بلکہ وہ رکھے ترقی دمبدم بخشنے والا ہے وہ صاحب کرم

در مناجات گوید

ای دهنده قوت تمکین و ثبات خلق را زین بی ثباتی ده نجات
اندران کاری که ثابت بودنیست قایمی ده نفس را که منثنی ست
اندران کاری که دارد آن ثبات قایمی ده نفس را بخشش حیات
صبرشان بخش و کفهٔ میزان گران وا رهانشان از دم صورتگران
وز حسودی بازشان خر ای کریم تا نباشند از حسد دیو رجیم
در نعیم فانی و مال و جسد چون همی سوزند عامه از حسد
پادشاهان بین که لشکر میکشند از حسد خویشان خود را میکشند
عاشقان لعبتان پر قذر کرده قصد خون و جان یکدگر
ویس و رامین خسرو شیرین بخوان تا چه کردند از حسد آن گمرهان
پس فنا شد عاشق و معشوق نیز که نچیزند و هواشان هم نچیز
پاک اللهی که عدم بر هم زند مر عدم را بر عدم عاشق کند

مناجات میں کہتا ہے

اے تو دینے والے تمکین و ثبات خلق کو دے بے ثباتی سے نجات
جو ہیں ثابت کام دے ان میں قیام نفس کو کہ مبتلا ہے اس میں تمام
کام کے اندر کہ رکھے وہ ثبات نفس کو دے تو قیام اور دے حیات
صبر دے میزان کا پلہ کر گران عشق سے صورت چھڑا انکو یہان
اور بچا انکو حسودی سے کریم تا حسد سے وہ نہو دیو رجیم
نعمت فانی و مال و جسم میں جسطرح جلتے حسد سے عام ہیں
دیکھ شاہوں کو کریں لشکر کشی اور حسد سے ماریں اپنوں کو سبھی
پر نجس صورت کے عاشق نے کیا قصد خون اور قصد جان ہر یک کا
ویس و رامین شیرین خسرو پڑھ ذرا تا حسد سے گمرہوں نے کیا کیا
عاشق و معشوق بھی فانی ہوئے نے وہ شے اور نے ہوا انکی ہی شے
جو عدم کی ابتری خالق کرے وہ عدم پر اک عدم عاشق کرے

سلہ اے تو الخ ۔ شعر ۔ اے خداوند تو دینے والا تمکین و ثبات کا ہے خلق کو بے ثباتی سے نجات دے جو کہ ثابت کام ہیں انمیں قیام دے نفس کو کہ وہ ہمین مبتلا ہے بالکل اس کام میں کہ وہ ثبات رکھے تو نفس کو قیام و حیات دے یہ باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

سلہ صبر دے الخ ۔ شعر ۔ صبر دے اور میزان کا پلہ بھاری کر اور انکو عشق صورت سے چھڑا اور انکو حسودی سے بچا تاکہ حسد سے وہ دیو رجیم نہوں نعمت فانی و مال و جسم میں جس طرح تمام عامۂ خلق حسد سے جلتے ہیں شاہوں کو دیکھ کہ لشکر کشی کرتے ہیں اور حسد سے عزیزوں کو مارتے ہیں صورت پرنجس کے عاشق نے کیا قصد خون و قصد جان ہر ایک کا آگے اسکی مثال ہے ویس و رامین و شیرین خسرو ذرا پڑھ تا حسد سے گمرہوں نے کیا کیا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

سکہ عاشق و معشوق الخ ۔ شعر ۔ عاشق و معشوق بھی فانی ہوئے نہ وہ شے ہے اور نہ خواہش انکی شے ہے جو خالق عدم کی ابتری کرے عدم پر ایک عدم عاشق کرے عاشق کے دل میں حسد پیدا کرے نیست و ہست کو مضطر رکھے آگے مثال ہے عورتیں کہ سب سے مشفق ترین ہیں دونوں سوتین خود کو حسد سے کھاتی ہیں تاکہ ایسے درد کو دل رنگین رکھیں بس حسد سے کوئی درجہ میں ہیں اگر شرع حکم لطیف ذکر تی ہر ایک شخص جسم حریف کو چھانٹتا یعنی اے خدا عاشقوں کو عشق صورت سے چھڑا کہ عشق و معشوق دونوں فانی سب بیفائدہ ہے پس سب عاشق مجازی حسد سے آپس میں لڑکے مرجاتے اگر حکم شرع کا جاری نہوتا باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲۔

در دل بیدل حسدہا سر کند ، نیست را و ہست را مضطر کند

این زنانے کز ہمہ مشفق تراند ، از حسد وضرہ خود را می خورند

تا کہ مردانی کہ خود سنگین دل اند ، از حسد اندر کدامین منزل اند

گر نہ کردی شرع افسونِ لطیف ، بر دریدی ہر کسے جسم حریف

شرع بہرِ دفع شر رائے زند ، دیو را در شیشۂ حجت کند

از گواہ و از یمین و از نکول ، تا بہ شیشہ در رود دیو فضول

مثل میزانے کہ خشنودی دو ضد ، جمع می آید یقین از ہزل و جد

شرع را چون ترازو دان یقین ، تا بدو خصمان رہند از مکر و کین

گر ترازو نبود آن خصم از جدال ، کے رہد از وہم حیف و احتیال

پس درین مردارِ زشت بے وفا ، این ہمہ رشک ست خصمی و جفا

پس در ان اقبال و دولت چون بود ، چون شود انسے و جنی در حسد

آن شیاطین خود حسود کہنہ اند ، یکزمان از رہزنی خالی نیند

وان بنی آدم کہ عصیان گشتہ اند ، از حسودی نیز شیطان گشتہ اند

از نبی برخوان کہ شیطانان انس ، گشتہ اند از مسخ حق با دیو جنس

دیو چون عاجز شود از افتتان ، استعانت جوید او از انسیان

کہ شما یارید با ما یاریے ، جانب ما ئید جانب داریے

گر کسے راہِ زنند اندر جہان ، ہر دو گون شیطان بر آید شادمان

ور کسی جان برد و شد در دین بلند ، نوحہ میدارند آن دو رشک مند

ہر دو میخائید دندانِ حسد ، بر کسی کہ داد ادیب او را خرد

دل میں عاشق کے حسد پیدا کرے ، نیست کو اور ہست کو مضطر کرے

عورتیں کہ سب سے مشفق تر ہیں وہ ، کھاتی ہیں وہ سوتیں حسد سے آپ کو

تا کہ مرد ایسے کہ سنگیں دل رکھیں ، بس حسد سے کون سے درجہ میں ہیں

گر نکرتی شرع کی افسون لطیف ، پھاڑ تا ہر ایک خود جسم حریف

شرع[ا] رفع شر کی خاطر رائے دے ، دیو کو شیشہ میں حجت کی کرے

بس قسم سے اور گواہ تردید سے ، دیو تا شیشہ کے اندر بس پھنسے

مثل میزان کہ دو ضد کی خوشی ، نیک و بد سے جمع کرتی ہے اخی

شرع کو مثل ترازو جان لے ، تا کہ دشمن چھوٹیں کین و مکر سے

گر نہ میزان ہو وے دشمن جنگ سے ، کب کرو دل وہموں سے چھٹے

درمیان اس بے وفا مردار کے ، سب یہ رشک و دشمنی و ظلم ہے

ہو وے کیونکر دولت اس اقبال میں ، جو حسد انسان و شیطان رکھیں

وہ[۲] شیاطین خود حسودِ کہنہ ہیں ، رہزنی سے ایکدم خالی نہیں

وہ بنی آدم کہ عاصی ہو گئے ، بھی حسودی سے وہ شیطان بن گئے

پڑھیے قرآن سے کہ وہ شیطان انس ، مسخ حق سے ہو گئے دیووں کی جنس

دیو مکاری سے عاجز جب کہ ہے ، استعانت چاہے بس انسان سے وہ

تم ہمارے یار ہو یاری کرو ، اور ہو حامی مددگاری کرو

گر کسی کو دھوکا دیں اندر جہان ، دونوں شیطان اس میں ہوں شادمان

گر کوئی ہو جاوے جانبر دین میں ، دونوں اہل رشک وہ نالہ کریں

دانت پیسیں دونوں وہ اہل حسد ، اس پہ جسکو دے ادیب عقل و خرد

[ا] شرع الخ۔ شرع دفع شر کی خاطر شرع رائے دے اور دیو کو شیشہ میں حجت کے کرے بس قسم و گواہ تردید سے تا دیو شیشہ کے اندر پھنسے میزان کی مانند کہ دو ضد کی خوشی نیک و بد سے جمع کرتی ہے شرع کو میزان کے مانند جان لے تا کہ دشمن مکر و کینہ سے چھوٹیں اگر میزان نہو وہ دشمن جنگ و مکر دن وہموں سے کب چھٹے درمیان اس دنیا بے وفا مردار کے یہ سب رشک و دشمنی و ظلم ہے کیونکر دولت اس اقبال کی ہووے جو حسد انسان و شیطان رکھیں یعنی شریعت مثل میزان کے ہے کہ نیک و بد کو جمع کرتی ہے کہ تا دشمن مکر و کینہ سے چھٹے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [۲] وہ شیاطین الخ۔ شعر وہ شیاطین خود حسود کہنہ ہیں اور ایک دم رہزنی سے خالی نہیں ہیں وہ بنی آدم کہ عاصی ہو گئے اور بھی حسودی سے وہ شیطان بن گئے قرآن سے پڑھو کہ وہ شیطان انس حق سے مسخ ہو گئے دیووں کی جنس جب کہ دیو مکاری سے عاجز ہو انسان سے وہ استعانت چاہے کہ تم ہماری یاری کرو اور حامی ہو کر مددگاری کرو اگر کسی کو جہان میں دھوکا دیں دونوں شیطان اس میں خوش ہوں اگر کوئی دین میں جانبر ہو جاوے وہ دونوں اہل رشک نالہ کریں وہ دونوں اہل حسد دانت پیسیں اس پر کہ جس کو ادیب عقل و خرد دے یعنے حسد کے سبب سے انسان شیطان ہو گئے کہ جب شیطان عاجز ہوتا ہے تو اس انسان سے مدد چاہتا ہے آگے اس مدعی پوت کا بیان ہے فافہم ۱۲

سوال کردن شاہ از مدعی پیغمبری کہ چہ وحی بتو آمدہ

شاہ پرسیدش کہ باری وحی چیست ‖ یا چہ حاصل دارد آنکس کو نبی ست

یا چہ بخشد مر کسے را در سخن ‖ غیر این نصح زبان کن یا مکن

چیست نفع از خدمتش وز صحبتش ‖ وانکہ تابع گشت چہ بود رتبتش

گفت آن خود چیست کو حاصل نشد ‖ یا چہ دولت ماند کو واصل نشد

گیرم این وحی نبی گنجور نیست ‖ ہم کم از وحی دل زنبور نیست

چونکہ اوحی الرب الی النحل آمدہ است ‖ خانۂ وحیش پر از حلوا شدہ است

او بنور وحی حق عز و جل ‖ کرد عالم را پر از شمع و عسل

اینکہ کرمناست بالا میرود ‖ وحیش از زنبور کے کمتر بود

نے تو اعطیناک کوثر خواندۂ ‖ پس چرا خشکی و تشنہ ماندۂ

یا مگر فرعونی و کوثر چو نیل ‖ بر تو خون گشتست و ناخوش اے علیل

توبہ کن بیزار شو از ہر عدو ‖ کو ندارد آب کوثر را گلو

ہر کرا دیدی ز کوثر سرخ رو ‖ او محمد خوست با او گیر خو

تا احب اللہ آئی در حسیب ‖ کز درخت احمدی با اوست سیب

ہر کرا دیدی ز کوثر خشک لب ‖ دشمنش میدار ہمچو مرگ و تب

زانکہ او بوجہل شد یا بولہب ‖ دور شو زو تا نیفتی در کرب

پوچھنا بادشاہ کا اُس مدعی نبوت سے کہ کیا وحی تجھکو آئی ہے

شہ[۱] نے پوچھا تجھکو وحی کس جا سے ہے ‖ یا ہے کیا حاصل نبی جو کر بنے

یا وہ کیا دیتا ہے اندر قال کے ‖ جز نصیحت کے کرے یا نہ کرے

نفع کیا خدمت و صحبت اُسکی ہے ‖ جو ہو تابع اُسکو کیا رتبہ ملے

بولا وہ خود کیا ہے جو حاصل نہین ‖ یا وہ کیا دولت ہے جو واصل نہین

مانا یہ نے وحی پیغمبر کی سیما ہے ‖ بھی نہ کم ہے وحی دل زنبور سے

چونکہ اوحی ربّ الی النحل آیا ہے ‖ اسکے وحی کا خانہ حلوا رکھتا ہے

ترجمہ وحی کی رب نے طرف مکھیون کے ۱۲

نور[۲] وحی حق سے اُسنے بے خلل ‖ کر دیا عالم کو پر شمع و عسل

یہ کہ کرمنا ہے جاے صدر کو ‖ اُسکی وحی زنبور سے کمتر نہو

تو نے اعطیناک کوثر نے پڑھا ‖ کس لیے خشکی مین تو تشنہ رہا

یا تو ہے فرعون و کوثر مثل نیل ‖ کہ ہوا ہے خون تجھپر اے علیل

توبہ[۳] کر بیزار ہر دشمن سے ہو ‖ کہ نہین کوثر کو پی سکتا ہے وہ

سُرخرو کوثر سے دیکھے جسکو تو ‖ وہ محمد خو ہے لے تو اس سے خو

تا احب اللہ تو گنتی مین ہو ‖ لے درخت احمدی سے سیب کو

دوست اللہ کا ہو

جسکو کوثر سے تو دیکھے خشک لب ‖ دشمن اُسکو رکھ مثال مرگ و تپ

وہ ہوا بوجہل ہے یا بولہب ‖ بھاگ تو اُس سے نہو تجھکو کرب

۱ہ شہ نے الخ ۱ شعر شاہ نے پوچھا کہ تجھکو وحی کس جا سے ہے یا کیا حاصل ہے جو کہ نبی بنتا ہے یا وہ اندر قال کے کیا دیتا ہے سوائے نصیحت کے کرے یا نہ کرے کیا نفع ہے صحبت و خدمت اُسکی سے اور جو تابع ہو اُسکو کیا رتبہ ملے اُسنے کہا کہ خود کیا ہے جو حاصل نہین اور وہ کیا دولت ہے جو واصل نہین مانا کہ یہ وحی پیغمبر کی نہین ہے مگر وحی دل زنبور سے کم بھی نہین ہے کہ جو قرآن مین آیا ہے ترجمہ وحی کی رب نے طرف مکھیون کے اُسکی وحی کا خانہ حلوا رکھتا ہے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲۔

۲ہ نور وحی الخ ۲ شعر نور وحی حق سے اُسنے بے خلل عالم کو پر شمع و عسل کر دیا انسان کہ کرمنا ہے اور صدر کو جاتا ہے اُسکی وحی زنبور سے کمتر نہو تو نے اعطیناک الکوثر نہین پڑھا تو خشکی مین کس لیے تشنہ رہا تو فرعون ہے و کوثر مثل نیل کے ہے کہ تجھپر خون ہوا ہے آب اسکا یعنی جو انسان کو حاصل ہے وہ وحی سے کیا کم ہے اگرچہ مثل وحی نبی کے نہین ہے مگر وحی زنبور سے کم نہین ہے کہ وحی زنبور عالم کو پر شمع و شہد کرتی ہے قال انسان کا نور معرفت سے کیا دل عالم کو روشن نہ کریگا پس جو کچھ انسان مین ہے وہ سب وحی سے ہے مگر معرفت اسکی چاہیے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲۔

۳ہ توبہ کر الخ ۶ شعر توبہ کر اور بیزار ہر ایک دشمن سے ہو کہ وہ کوثر کو نہین پی سکتا ہے جسکو تو کوثر سے سرخرو دیکھے وہ محمد خو ہے تو اُس سے خو لے تا دوست اللہ کا تو گنتی مین ہو درخت احمدی سے سیب کو لے اور جسکو تو کوثر سے خشک لب دیکھے اُسکو تو دشمن رکھ مانند مرگ و تپ کے وہ بوجہل یا بولہب ہوا تو اُس سے بھاگ کہ تجھکو کرب نہو اگرچہ تیرے ماں یا باپ ہین مگر حقیقت مین تیرے خون کے پیاسے ہین یعنی تو توبہ کر اور دشمن سے بیزار ہو کہ کوثر یعنی معرفت الٰہی سے آگاہ ہو کہ دوست اللہ کا تو کہلایا جاوے اور جو معرفت سے بے بہرہ ہو وہ حقیقت مین دشمن تیرا ہے آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲۔

گرچہ بابای تو ہست و مام تو — او حقیقت ہست خون آشام تو
از خلیل حق بیاموز اے پسر — کہ شد او بیزار اول از پدر
تا کہ ابغض للہ آئے پیش حق — تا نگیرد بر تو رشک عشق دق
تا نخوانی لا و الا اللہ را — در نیابی منہج این راہ را

گرچہ تیری ماں ہی یا کہ باپ ہے — خون کے پیاسے حقیقت مین ترے
تو خلیل اللہ[1] سے اب سیکھ لے — وہ ہوا بیزار پہلے باپ سے
تا تو ابغض للہ آئے پیش حق — تا نہ پکڑے تجھسے رشک عشق دق
نے پڑھے تا لا و الا اللہ کو — نے تو پائے اس طریق راہ کو

حکایت آن عاشق کہ با معشوق خدمتہا و وفاہاے خود را مے شمرد و شب ہاے دراز تتجافی جنوبہم عن المضاجع و بینوائی خود را شرح میداد کہ من جز این خدمت ندانم اگر خدمتے دیگر ست بگو

حکایت اُس عاشق کی کہ آگے معشوق اپنے کے خدمتین و وفاداری و شب بیداری اپنی کو گنتا تھا تتجافی جنوبہم عن المضاجع اور مفلسی اپنی کی شرح کرتا تھا کہ مین سوا اس خدمت کے نہین جانتا اگر دوسری خدمت ہی تو کہو

آن یکے عاشق بہ پیش یار خود — می شمرد از خدمت و از کار خود
کز برائے تو چنین کردم چنان — تیرہا خوردم درین رزم و سنان
مال رفت و زور رفت و نام رفت — بر من از عشقت بسے ناکام رفت
ہیچ صبحم خفتہ یا خندان نیافت — ہیچ شامم با سر و سامان نیافت
آنچہ او نوشیدہ بود از تلخ و درد — در حضور او یکایک می شمرد
نز برائے منتی بل مے نمود — بر درستی محبت صد شہود
عاقلان را یک اشارت بس بود — عاشقان را تشنگی زان کے رود
می کند تکرار گفتن بے ملال — کی ز اشارت بس کنند حوت از زلال
صد سخن میگفت زان درد کہن — در شکایت کر نہ گفتم یک سخن

ایک عاشق[2] آگے اپنے یار کے — خدمتون سے گنتا اور وہ کام سے
مین نے سب کچھ کیا تیرے لیے — تیر و بھالین جنگ مین کھائین دلے
زور و زر اور نام و ننگ آخر گیا — عشق مین تیرے مین نا مقصد رہا
صبح مجھکو نے کوئی خندان ملی — اور نہ کوئی شام با سامان ملی
کھایا[3] جو کچھ اُسنے تلخ و درد سے — گنتا اک اک تھا وہ اُسکے سامنے
نے وہ احسان کے لیے بلکہ کیا — سو درستی محبت پر گوا
عاقلونکو اک اشارہ بس کرے — تشنگی عاشق کی کب اُس سے بجھے
باتین کرتا ہے مکرر بے ملال — چھوڑے کب مچھلی اشارہ سے زلال
بات سو کرتا تھا کہنہ درد سے — نے شکایت مین کری اک بات ہے

[1] تو خلیل اللہ سے الخ ۱۳ شعر تو خلیل اللہ سے اب سیکھ لے کہ وہ اول بیزار ہوا ہے باپ سے تاکہ تو ابغض اللہ آئے آگے حق کے تاب تجھسے اہل رشک عشق رنجیدہ نہووے جبتک نہ پڑھے لا و الا اللہ کو تو نہ پائے اسی طریقہ و راہ یعنی جب تک تو خود کو نفی نہ کریگا اثبات تجھکو حاصل نہو گا آگے اسکی مثال مین حکایت عاشق کا بیان ہے فافہم ۱۲ [2] عاشق الخ ۴ شعر ایک عاشق اپنے یار کے آگے خدمتون اور کام سے گنتا تھا کہ مین نے یہ سب تیرے واسطے کیا کہ تیر و بھالے جنگ مین کھائین زور و زر اور نام و ننگ سب آخر گیا عشق مین تیرے مین نا مقصد رہا نہ صبح خندان کوئی مجھکو ملی اور نہ شام باسامان ملی آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ [3] کھایا الخ ۵ شعر و کچھ اُسنے کھایا تلخ و درد سے وہ ایک ایک گنتا تھا اُس کے روبرو وہ احسان کے لیے نہین بلکہ سو درستی محبت پر گواہ کیا عاقلون کو ایک اشارہ بس کرے اور عاشقون کی تشنگی اُس سے کب بجھے آگے مثال ہے باتین کرتا ہے مکرر بے ملال مچھلی کب چھوڑے اشارہ سے آب زلال کو سو باتین کرتا تھا درد کہنہ سے وہ شکایت مین نہین کرتا ایک بات بھی باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

آتشی بودش ندانست چیست　　لیک چون شمع از تف او میگریست
بعد گریہ گفت اینہا رفت لیک　　این زمان ارشاد کن تو یار نیک
ہر چہ فرمائی بجان استادہ ام　　بر خط تو پا و سر بنہادہ ام
گر در آتش رفت باید چون خلیل　　ور چو یحیی می کنی خونم سبیل
ور ز گریہ چون شعیب اعمی شوم　　ور چو یونس در شکم ماہی شوم
ور چو یوسف چاہ و زندانم کنی　　ور ز فقرم عیسی مریم کنی
سر نگردانم نگردم از تو من　　بہر فرمان تو دارم جان و تن
گفت معشوق اینہمہ کردی و لیک　　گوش بگشا پہن اندر باب نیک
کانچہ اصل اصل عشقست و ولاست　　آن نکردی اینچہ کردی فرعہاست
گفت آن عاشق بگو آن اصل چیست　　گفت اصلش مردنست و نیستیست
این ہمہ کردی نمردی زندہ　　ہان بمیر ار یار جان بازندہ
گر بمیری زندگی یابی تمام　　نام نیکوئی تو ماند تا قیام
چون شنود آن عاشق بیخویشتن　　آہ سردی برکشید از جان و تن
ہمدر آندم شد دراز و جان بداد　　ہمچو گل درباخت سر خندان و شاد
ماند او خندہ برو وقف ابد　　ہمچو جان پاک احمد با احد
نور مہ آلودہ کے گردد ابد　　گر زند آن نور بر ہر نیک و بد
او ز جملہ پاک وا گردد بماہ　　ہمچو نور عقل و جان سوی الہ

آتشی[سلہ] تھا وہ نجانے تھا ہے کیا　　مثل شمع سوز سے روتا وہ تھا
بعد گریہ بولا یہ گذرا ولیک　　اب تو بتلا مجھکو کچھ ای یار نیک
جو کہے تو مستعد ہوں جان سے　　میں سر و پا رکھتا ہوں خط پر ترے
گر تو ڈالے آگ میں مثل خلیل　　گر کرے جون یحیی خون میرا سبیل
جون شعیب اندھا میں گریہ سے بنوں　　مثل یونس شکم ماہی میں رہوں
مثل یوسف چاہ میں گر تو رکھے　　فقر سے گر عیسی مریم کرے
منھ نہ پھیروں اور نہیں تجھسے پھروں　　حکم میں میں جان و تن سے تیرے ہوں
یار[سٹہ] بولا یہ کیا سب کچھ ولیک　　کان کھول اور سن تو اسکو نیک نیک
جو کہ اصل اصل عشق اور ہے ولا　　نے کیا وہ شاخ اک ہے جو کیا
بولا عاشق کہ تو وہ کیا اصل ہے　　بولا اصل اسکی ہے مرنا آپ سے
یہ کیا سب تو نے زندہ ہی و لے　　ہاں تو مر کر عاشق جانباز ہے
گر مرے تو زندگی پائے سدا　　نام نیکی رہوے تا روز جزا
جو سنا[سٹہ] اُس عاشق بے خویش نے　　آہ کھینچی سرد جان و جسم سے
پس اسی دم لیٹا وہ اور جان دی　　مثل گل کے چل دیا خندان خوشی
آپ وہ خندان رہا وقف ابد　　جیسے جان پاک احمد با احد
نور مہ آلودہ کب دائم رہے　　نور وہ ہر نیک و بد پر گر پڑے
پاک سب سے لوٹ جائے سوے ماہ　　جیسے نور عقل و جان سوے الہ

سلہ آتشی تھا الخ، شعر وہ آتشی تھا اور نہ جانتا تھا کیا ہے مثل شمع کے سوز سے روتا تھا بعد گریہ کے کہا کہ یہ گذرا ولیکن اب تو بتلا مجھکو اے یار نیک جو تو کہے میں مستعد ہوں جان سے میں سر و پا خط پر تیرے رکھتا ہوں اگر تو آگ میں ڈالے خلیل کی مانند اور اگر کرے یحیی کی مانند میرا خون سبیل شعیب کی مانند اندھا میں گریہ سے ہوں اور یونس کی مانند شکم ماہی میں رہوں اگر یوسف کی مانند تو چاہ میں رکھے اور اگر فقر سے مانند عیسے مریم کرے منھ نہ پھیروں اور نہ تجھسے پھروں میں تیرے حکم میں جان و دل سے ہوں آگے جواب یار کا بیان ہے فافہم ۱۲۔

سٹہ یار بولا الخ، شعر یار نے کہا کہ یہ سب کچھ کیا ولیکن کان کھول اور اُسکو سُن تو نیک نیک جو کہ اصل کی اصل عشق و ولا ہے نہ کیا اور جو کیا وہ ایک شاخ ہے عاشق نے کہا کہ تو کہہ کہ وہ کیا اصل ہے کہا کہ اصل اسکی مرنا آپ سے ہے یہ سب تو نے کیا ولیکن زندہ ہے ہاں تو مر اگر عاشق جانباز ہے اگر تو مرے حیات ابدی پاے اور نام نیکی کا رہے تا روز جزا یعنی اصل عشق کی خود سے مرنا ہے اور اگر زندہ ہے عاشق نہیں ہے پس تو خود سے مر کہ حیات ابدی پاے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سٹہ جو سنا الخ، شعر جو اُس عاشق بے خویش نے سُنا آہ سرد کھینچی جان و جسم سے پس اُسی دم لیٹا اور جان دی اور گل کی مانند خوش و خندان چل دیا وہ خندان ہمیشہ رہا وقف سدا جیسے جان جان پاک احمد احد سے آگے اسکی مثال ہے کب نور ماہ آلودہ ہمیشہ رہے اگر وہ نور ہر نیک و بد پر پڑے سب سے پاک لوٹ جائے طرف ماہ کے جیسے نور عقل و جان کا طرف اللہ کے وصف پاکی نور ماہ یہ وصف ہے اگر تاب اسکی نجاست پر پڑے نہ نجاست سے وہ کچھ آلودہ ہوا اور نہ برائی کچھ نور کو حاصل ہو یعنی روح اگرچہ جسم کثیف میں آلودہ رہتی ہے ہنگام مرگ کے پاس پاک اپنی اصل کو لوٹ جاتی ہے اور کچھ برائی جسم کی اُسمیں اثر نہیں کرتی ہے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲

وصف پاکی وقف بر نور رہ است / تابشش گر بر نجاسات رہ است
زان نجاسات رہ و آلودگی / نور را حاصل نگردد بدرگی
ارجعی بشنید نور آفتاب / سوی اصل خویش باز آمد شتاب
نی ز گلخنہا برو ننگی بماند / نی ز گلشنہا برو رنگی بماند
نور دیدہ سوی دیدہ بازگشت / ماند در سودای او صحرا و دشت
چونکہ زین ویرانہ نورش بازگشت / ماند در صحرای دیدہ بازگشت

وصف پاکی نور پر وقف ہے / تاب اسکی گر نجاست پر پڑے
نے نجاست سے کچھ آلودہ ہو / نے برائی ہووے حاصل نور کو
نور خور نے ارجعی کو جو سنا[1] / اصل کو اپنی وہ جلدی سے پھرا
نے رہا گلخن سے اسپر کوئی ننگ / نے رہا گلشن سے اسپر کوئی رنگ
نور دیدہ جانب دیدہ پھرا / دشت و صحرا اسکے سودا مین رہا
جو کہ اس صحرا سے نور اسکا پھرا / آنا جانا دشت دیدہ مین رہا

یکی از عالمی پرسید کہ اگر کسی در نماز بگرید نمازش باطل شود گفت نام آن آب دیدہ است تا نگرندہ چہ دیدہ است اگر شوق خدا یافتہ یا از پشیمانی گناہ گریہ نمازش باطل نشود بلکہ کمال یابد و اگر از رنجورے تن یا فراق فرزند گرید نمازش تباہ شود کہ لا صلوٰۃ الا بحضور القلب

ایک نے عالم عارف سے پوچھا کہ اگر کوئی نماز مین رووے یا آواز سے آہ کرے نماز اسکی باطل ہے کہا کہ نام اسکا آب دیدہ ہے رونیوالے نے کیا دیکھا ہے کہ روتا ہے اگر شوق خدا کا پایا گناہ سے پشیمان ہو کر رویا نماز اسکی باطل نہین بلکہ کامل ہے اور اگر تکلیف تن یا فراق فرزند سے رویا نماز اسکی تباہ ہوئی کہ لا صلوٰۃ الا بحضور القلب
نہین ہے نماز مگر ساتھ حضور قلب کے ۱۲

آن یکی پرسید از مفتی براز / گر کسی گرید بنوحہ در نماز
آن نماز او عجب باطل شود / یا نمازش جائز و کامل بود
گفت آب دیدہ نامش بہر چیست / بنگری تا او چہ دیدست و گریست
آب دیدہ تا چہ دیدہ است از نہان / تا چنین از چشمۂ خود شد روان

ایک نے مفتی سے پوچھا بس یہ راز[2] / اگر کوئی گریہ کرے اندر نماز
وہ نماز اسکی کہو باطل ہوئی / یا نماز اسکی روا کامل ہوئی
بولا آب دیدہ نام اسکا ہے جو / دیکھ تو کیا دیکھ کر روتا ہے وہ
دیکھا کیا ہے آب دیدہ نے نہاں[3] / اپنے چشمہ سے ہوا جو وہ روان

[1] نور خور نے الخ یہ شعر نور خورشید نے ارجعی کو سنا اپنی اصل کو وہ جلدی سے پھرا نہ گلخن سے اسپر کوئی تنگ رہا اور نہ گلشن سے اسپر کوئی رنگ رہا آگے اسکی مثال ہے نور دیدہ جانب دیدہ کے پھرا آنا جانا دشت دیدہ مین رہا یعنی جیسے نور نظر خانہ چشم سے ہر نجاست پر پڑتا ہے اور پھر پوشیدہ چشم مین جاتا ہے اسمین کچھ نجاست کا اثر نہین ہوتا ہے اسی طرح روح اولیا اپنی اصل کو آتی جاتی ہے اور جسم کثیف کا اسمین کچھ اثر باقی نہین رہتا ہے آگے اسکی مثال مین قصہ عارف کا بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲
[2] ایک نے الخ یہ شعر ایک نے مفتی سے پوچھا یہ راز کہ اگر کوئی گریہ کرے نماز مین کہو وہ نماز اسکی باطل ہوئی یا روا کامل ہوئی کہا کہ آب دیدہ جو اسکا نام ہے تو دیکھ کہ وہ کیا دیکھ کر روتا ہے یعنے اشک کا نام آب دیدہ ہے پس تو دیکھ کہ اس نے کیا دیکھ کر گریہ کیا ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲
[3] دیکھا الخ یہ شعر آب دیدہ نے کیا پوشیدہ دیکھا ہے جو کہ اپنے چشمہ سے وہ روان ہوا ہے اگر شوق حق سے وہ گریہ و زاری کرے یا گناہ کی شرم سے اندر نماز کے یا کہ خوف سے گریہ خوب ہے یہ آب تیرا غالب ہے آتش پر اسکی نماز بیشک کامل ہو راہ حق مین قرب پائے لا محالہ اگر وہ پر نیاز واقف باطن ہے اسکے گریہ سے نماز رونق پائے اگر رنج تن و درد ہو سینگ سے ہو تنگ اور تا گاؤ جان لے اگر فغان و غم فرزند سے کرے کہ دل و جان در دنام سے رکھتا ہے وہ نماز اسکی جو کہ رونق نہین ہے کیونکہ وہ اغیار پر دل کو رکھتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

گر ز شوق حق کند گریه در نماز — یا ندامت از گناهی در نیاز
یا ز خوف حق بود گریه خوش است — زانکه آن آب تو دفع آتش است
بیشکی گیرد نماز او کمال — قرب یابد در ره حق لا محال
آن جهان گردیده آن پر نیاز — رونقی یابد ز نوحه او نماز
ور ز رنج تن بود ور در سوگ — ریسمان بگسست هم بشکست دوک
در فغان از ماتم فرزند کرد — کر دل و جانش ز ماتم گرد درد
می نیرزد آن نماز او دو جو — زانکه با اغیار گردد دل گرو
پس نمازش بیشکی باطل شود — گریهٔ او نیز بی حاصل بود
زانکه ترک تن بود اصل نماز — ترک خویش و ترک فرزند آن نیاز
از خلیل آموز قربان کن ولد — تن بنه بر آتش نمرود رد
حاصل آنکه تا بدانی ای کیا — کز بکا فرق است بعید تا بکا

شوق حق سے گر کرے گریہ در نماز — یا گنہ کی شرم سے اندر نماز
یا کہ خوف حق سے گریہ خوب ہے — تا ہی غالب آب تیرا آگ پہ ہے
بیشک اسکی ہو نماز با کمال — قرب پائے راہ حق مین لا محال
واقف باطن ہے گروہ پر نماز — پائے رونق اسکے گریہ سے نماز
گر ہو رنج تن و درد و سوگ سے — ٹوٹا تکلا اور تاگا جان سے
گر فغان کی ماتم فرزند سے — کہ دل و جان گرد ماتم سے رکھے
وہ نماز اسکی نہ لائق جو کہ ہے — کیونکہ وہ اغیار پر دل کو رکھے
بے شبہ باطل ہے وہ اسکی نماز — گریہ بے حاصل ہے اسکا اور نیاز
کیونکہ ترک جسم ہے اصل نماز — ترک فرزند و یگانہ ہے نیاز
سیکھ قربانی پسر کی با خلیل — نار نمرودی سے کر تن کو ذلیل
الغرض تا کہ تو جانے مشفقا — فرق بعید ہے بکا سے تا بکا

مریدی در آمد بخدمت شیخ خود از این شیخ پیر و مسن نمیخواهم بلکه پیر عقل و معرفت اگرچه عیسی است در گهواره و مرید شیخ را گریان دید او نیز موافقت بگریست چون بدر آمد مریدی که از او واقف تر بود گفت گریهٔ شیخ پس از مجاهدات ست

ایک مرید اپنے شیخ کی خدمت مین آیا کہ اس شیخ سے پیر بوڑھا نہین چاہتا ہون بلکہ پیر عقل و معرفت اگرچہ عیسی ہے گہوارہ مین اور مریدنے شیخ کو روتا دیکھا تو خود بھی رونے لگا جو فارغ ہوا ایک مریدنے کہ اس سے واقف زیادہ تھا کہا کہ گریہ شیخ کا مجاہدات سے ہے

یک مریدی اندر آمد پیش پیر — پیر اندر گریه بود و در نفیر
اک مرید آیا جو آگے پیر کے — پیر گریہ مین تھا اس دم درد سے

سلہ بے شبہ الخ یعنی وہ نماز اسکی بے شبہ باطل ہے کہ گریہ اسکا بے حاصل ہے اور نیاز کیونکہ اصل نماز ترک جسم ہے اور ترک فرزند و یگانہ ہے نیاز قربانی پسر کی سیکھ خلیل اللہ سے اور نار نمرودی سے تن کو ذلیل کر الغرض تا کہ تو جانے فرق بعید بکا سے بکا تک ہے یعنے اگر نماز مین شوق حق یا شرم گناہ یا خوف حق سے گریہ کرے تو بیشک وہ نماز کامل ہوئی اور اگر رنج تن و درد و سوگ یا ماتم فرزند سے رویا وہ نماز بے شبہ باطل ہے کیونکہ اصل نماز ترک جسم ہے اور نیاز ترک فرزند و زن ہے پس اس رونے اور اس رونے مین فرق بعید ہے آگے پیر و مرید کا بیان ہے فافہم ۱۲۔

سلہ اک مرید الخ یعنی جو ایک مرتبہ آگے پیر کے آیا اس دم پیر گریہ مین درد سے تھا جو کہ اسنے شیخ کو روتا دیکھا خود رونے و اشک بہانے لگا آگے مثال ہے اہل گوش ایک بار اور بہرا دو بار ہنسے جو وہ پوچھے یاروں سے یار اول بار از راہ تقلید کے جو دیکھتا ہے کہ ہر ایک ہنستا ہے بہرا بھی ہنستا ہے انکی مانند ولیکن ہنسنے والوں کا وہ حال نہین جانتا ہے پھر جو پوچھے کہ یہ تم کس واسطے ہنستے ہو بار دوم پھر ہنسے جو کہ سنے آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲۔

شیخ را چون دید گریان آن مرید
گشت گریان آب از چشمش دوید

گوش ور یکبار خنده کرد و یار
چونکه لاغ املا کند یاری بیار

یار اول از رہ تقلید سوم
که ہمی بیند که می خندند قوم

گر بخندد ہمچو ایشان آن زمان
بیخبر از حالت خندندگان

باز او پرسد که خنده بر چه بود
پس دوم کرت بخندد چون شنود

پس مقلد نیز مانند کر ست
اندران شادی که او را در سرست

پرتو شیخ آمد و منہل ز شیخ
قبض و شادی نے مریدان بل ز شیخ

پرتو شیخ ست و آن تعلیم شیخ
چون ببیند شادی از تائید شیخ

چون سبد در آب و توے بر زجاج
گر ز خود داند آن باشد لجاج

آبگینه ہم بداند از غروب
کان لمع بود از مہ تابان خوب

چون جدا گردد ز جو داند عنود
کاندرو آن آب خوش از جو بود

چونکه چشمش را گشاید امر قم
پس بخندد چون سحر بار دوم

خنده آید ہم بر آن خنده خودش
که بران تقلید بر می آمدش

گوید از چندین رہ دور و دراز
کاین حقیقت بود این اسرار و راز

من دران وادی چگونه خود ز دور
شادی میکردم از عمیا و سور

من چه می بستم خیال آن چه بود
درک سستم سست نقشے مینمود

طفل رہ را فکرت مردان کجاست
کو خیال او کو تحقیق راست

جو کہ روتا دیکھا اُسنے شیخ کو
خود لگا رونے بہانے اشک وہ

اہل گوش اکبار اور بہرا دو بار
بس ہنسے پوچھے جو وہ یاروں سے یار

یار اول از رہ تقلید کے
دیکھتا ہے جو ہنسے ہر ایک ہے

ہنستا ہی بہرا ابھی بس اُنکے مثال
بے خبر جانے ہنسنے والوں کا وہ حال

پھر جو پوچھے یہ ہنسے تم کس لیے
بار دوم پھر ہنسے جو کہ سنے

پس مقلد بھی ہے وہ جوں بہرا مگر
اس خوشی میں جو ہے اُسکی راہبر

پرتو شیخ آیا چشمہ شیخ سے
قبض و بسط اب شیخ طالب سے نہی

شیخ کا پرتو ہے وہ تقلید شیخ
دیکھے شادی باعث تائید شیخ

جسطرح نور آئینہ پر اور آب
ڈوکرہ میں خود سے جانے ہے حجاب

ماہ جب ڈوبے تو آئینہ دیکھے
کہ چمک اک تھی وہ نور ماہ سے

ڈوکرا بھی نہر سے نکلا دیکھے
کہ وہ آب اندر تھا اُسمیں نہر سے

امر حق سے جبکہ آنکھ اُسکی کھلے
صبح کے مانند دوبارہ ہنسے

اپنے ہنسنے پر اُسے آئی ہنسی
کہ اُسی تقلید پر وہ آئی تھی

کہوی بس وہ اتنی راہ دور سے
کہ حقیقت یہ ہی اور یہ بھید ہے

کس لیے میں دور سے اس دشت میں
اپنی کوری سے خوشی کرتا تھا میں

باندھتا میں کیا خیال اور تھا وہ کیا
درک ناقص نقش بد تھا دیکھتا

طفل کو اب فکر مردوں کی کہاں
کاں خیال اور آگہی اسکی کہاں

سلہ پس مقلد الخ ۶ شعر پس مقلد بھی مانند بہرے کے ہے اس خوشی سے جو اُسکی راہبر ہے پرتو شیخ چشمہ شیخ سے آیا قبض و بسط شیخ سے ہے طالب سے نہیں ہے وہ تقلید شیخ پرتو شیخ ہے کہ شادی دیکھے باعث تائید شیخ کے آگے اسکی مثال ہے جیسے نور آئینہ میں اور آب ڈوکری میں خود سے حجاب جانتا ہے جب ماہ ڈوبے تو آئینہ دیکھے کہ وہ ایک چمک تھی نور ماہ سے ڈوکرہ بھی نہر سے نکلے تو دیکھے کہ وہ آب اسمین نہر سے تھا یعنے قبض و بسط پرتو شیخ سے آیا ہے نہ طالب سے کہ طالب جب شیخ سے جدا ہوا اسکو بے لطف پایا پس یہ حال کھلا ہے آگے اسکے حقائق ہیں فافہم ۱۲

سلہ امر حق سے الخ ۵ شعر جبکہ خدا کے حکم سے آنکھ اُسکی کھلے مانند صبح کے دوبارہ ہنسے اُسے اپنی ہنسی پر ہنسی آئے کہ وہ اس تقلید پر آئی تھی وہ مقلد کہے کہ اتنی راہ دور سے کہ یہ حقیقت ہے اور یہ بھید ہے میں دور سے کس لیے اس دشت میں اپنی کوری سے خوشی کرتا تھا میں کیا خیال باندھتا تھا اور یہ کیا تھا درک ناقص اور نقش بد دیکھتا تھا یعنے مقلد کی جبکہ آنکھ کھلی تو اپنے ہنسنے پر اُسے ہنسی آئی کہ وہ ہنسی تقلید پر اُسے آئی تھی کہ میں کس خیال میں تھا اور اصل میں کیا ہے آگے اسکے حقائق ہیں فافہم ۱۲۔

سلہ طفل کو الخ ۲ شعر طفل کو اب فکر مردونکی کہاں ہے کہاں خیال اور یہ آگہی کہاں ہے طفل کی فکر مل میں کب اسیر ہو تاکہ اندیشہ اپنے دل میں مانند پیر کے کرے طفل کو فکر دایہ کی ہو یا شیر کی یا مویز کی و جوز کی ہو یا گریہ و نفیر کی وہ مقلد بھی مانند طفل علیل کے ہے اگرچہ بحث و دلیل باریک کرتا ہے اُن دلیل مشکل میں سوچنا بصیرت کو شست کرتا ہے سدا وہ پونچی کہ شرع اُسکے بعید کی تھی اپنے خیال مشکل میں عرفہ کی یعنی مقلد مانند طفل علیل کے ہے کہ دلیلوں میں سوچنا بصیرت کو شست کرتا ہے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲۔

طفل را چه فکرت آید در ضمیر   تا چو اندیشه کند همچون که پیر
فکر طفلان دایه باشد یا که شیر   یا مویز و جوز یا گریه و نفیر
آن مقلد هست چون طفل علیل   گرچه دارد بحث باریک و دلیل
آن تعمق در دلیل و در شکیل   از بصیرت میکند او را گسیل
مایه کان سرمهٔ سر بصیرتست   برد و در اشکال گفتن کار بست
ای مقلد از بخارا باز گرد   رو بخواری تا شوی تو شیر مرد
تا بخارای دگر بینی درون   صفدران در محفلش لایفقهون
پیک اگرچه در زمین چابک تگ است   چون بدریا رفت بگسسته رگ است
او حملناهم فی البر است و بس   آنکه محمول است در بحر اوست کس
بخشش بسیار دارد شه [illegible]   ای شده در وهم و تصویری دو تو

طفل کب فکر ہو دل مین اسیر   تا کرے اندیشہ مانند پیر
طفل کو ہو فکر دایہ یا کہ شیر   یا مویز و جوز یا گریہ و نفیر
وہ مقلد بھی ہی جون طفل علیل   گرچہ کرتا بحث باریک و دلیل
ان دلیلون شکلون مین سوچنا   سست کرتا ہی بصیرت کو سدا
پونجی وہ کہ سرمہ بصیرت کی تھی   قال مشکل مین اسے بس صرف کی
ای مقلد پھر بخارا سے تو اب   جا تو خواری کیطرف اے بے ادب
تا بخارا دوسرا دیکھے درون   صفدر اسکی بزم مین لایفقہون
گرچہ قاصد ہے زمین پر تیز رو   جائے جو دریا مین آخر ہووے دو
وہ حملناہم ہے اک فی البر و بس   بحر مین محمول جو ہی وہ ہی کس
شاہ بخشش اپنے رکھے بس ہوا   تو ہوا او ہم و تصور مین دوتا

بقیہ حال مرید مقلد در گریہ

باقی حال مرید مقلد کا گریہ مین

آن مرید ساده از تقلید نیز   گریه می کرد وفق آن عزیز
او مقلد وار همچون مرد کر   گریه می دید و ز موجب بی خبر
چون بسی بگریست خدمت کرد و گفت   از پیش آمد مرید خاص تفت
گفت ای گریان چو ابر بی خبر   بر وفاق گریهٔ شیخ از نظر
الله الله ای وفی مرید   گرچه در تقلید هستی مستفید
تا نگوئی دیدم آن شه میگریست   من چو او بگریستم کاین منکریست
گریه کز جهل و تقلید است و ظن   نیست همچون گریهٔ آن موتمن
تو قیاس گریه بر گریه مساز   هست زین گریه بدان راه دراز

وہ مرید نا سمجھ تقلید سے   گریہ کرتا تھا موافق پیر کے
وہ مقلد مثل بہرے کے پسر   دیکھتا گریہ سبب سے بیخبر
پس بہت رویا قدم چوما کیا   بعدہ آیا مرید اک دوسرا
بولا گریان ابر سا تو بے خبر   شیخ کے گریہ سے از راہ نظر
اللہ اللہ اے مرید باوفا   گرچہ ہے تقلید مین تیرا بھلا
مت کہے کہ دیکھا مین نے شاہ کو   روتا دلبساز یا مین منکر ہے تو
گریہ جو ہے جہل و تقلید سے   کب ہے مثل گریہ اس آگاہ سے
تو قیاس گریے گریہ پہ نہ کر   فرق اس گریہ مین اس سے بیشتر

سلہ ای مقلد الخ یہ شعر ای مقلد اب بخارا سے پھر اور خواری کی طرف جا یعنی علم ظاہری سے کسب باطنی کی طرف رجوع کرتا کہ بخارا دوسرا باطن مین تو دیکھے کہ اسکی بزم مین صفدر نا سمجھ ہے آگے اسکی مثال ہے اگرچہ قاصد زمین پر تیز رو ہووے جو دریا مین جاوے وہ عاجز ہووے ترجمہ وہ بوجھا اٹھانے والا ہے ایک جنگل مین اور جو بحر مین محمول ہے وہ کس واسطے ہے اسپر شاہ بخشش رکھے سو اتو وہم و تصویر مین دوتا ہوا یعنی اے مقلد تو عالم ظاہری چھوڑ اور کسب باطنی کی طرف جا کہ تا خواری مین تجکو بخارا معنی حاصل ہو آگے باقی حال مرید باوفا کا ہے تا فہم ہو۔ سلہ وہ مرید الخ یہ شعر وہ مرید نا سمجھ تقلید سے گریہ کرتا تھا موافق پیر کے وہ مقلد بہرے کی مانند گریہ دیکھتا اور سبب بیخبر تھا پس بہت رویا اور قدم چوما کیا بعدہ ایک مرید دوسرا آیا کہا کہ تو گریان ابر کی مانند بیخبر ہے شیخ کی گریہ سے بنظر اور نہ گریہ تو دانش گریہ اور انمین فرق زیادہ یعنی گریہ عاقل مین و گریہ کاہل مین بڑا فرق ہے کہ وہ گریہ کو دیکھتا ہے الخ ۔۔

هست آن از بعد سی ساله جهاد / عقل زینجا زین نتواند فتاد
هست زان سوی خرد صد مرحله / عقل را یاره مکن زینجا هله
گریه او نز غم ست و نز فرح / روح داند گریهٔ عین الملیح
گریهٔ او خندهٔ او زان سریست / زانچه وهم و عقل باشد او بریست
آب دیده او چو دیده او بود / دیدهٔ نادیده دیده کے شود
آنچه او بیند نتان کردن مساس / نز قیاس عقل و نز راه حواس
شب گریزد چونکه نور آید ز دور / پس چه داند ظلمت شب حال نور
پشه بگریزد ز باد بادها / پس چه داند پشه ذوق بادها
چون قدیم آید حدث گردد عبث / پس کجا داند قدیمے را حدث
بر حدث چون زد قدم دنگش کند / چونکه کردش نیست همرنگش کند
گر بخواهی تو بیابی صد نظیر / لیک من پروا ندارم اے فقیر
این الم و حم این حروف / چون عصای موسی آمد در وقوف
حرفها ماند بدین حرف از برون / لیک باشد در صفات این زبون
هر که گیرد او عصائے زامتحان / کے بود چون آن عصا وقت بیان
عیسوی است این دم نه هر باد و دمے / کز بر آید از فرح یا از غمے
این الم و حم اے پدر / آمده ست از حضرت مولی البشر
هر الف لامی چه میماند بدین / گر تو جان داری بدین چشمش مبین

تیس سالہ جہد کرنے سے ہی وو / کب رسائی ہووے اسجا عقل کو
اسطرف اس عقل کی منزل ہین سو / چھوڑ اسجا عقل کو مت ہو گرو
وہ نہ غم شادی سے ہے گریہ بھلا / روح جانے گریہ نمکین چشم کا
اسکا ہنسنا رونا بس اس سمت سے / عقل و وہم اس جا بھلا کب جا سکے
آب دیدہ اسکا چون چشم اسکی ہے / دیدۂ نادیدہ کب دیدہ بنے
جو وہ دیکھے کر نہیں سکتی مساس / نے خرد سے اور نہ از راہ حواس
جبکہ آئے نور بھاگے رات دور / رات کی کیا جانے ظلمت حال نور
بھاگے مچھر باد سے زیرک ہی جو / جانے مچھر کیسے ذوق باد کو
جو قدم آئے حدث ہووے خبث / پس قدیمی کو کہاں جانے حدث
جو قدم آئے حدث کو کرنے دنگ / نیست کر کے اسکو کر لے اپنے رنگ
تو اگر چاہے کہ پائے سو نظیر / پر نہیں پروا مجھے کچھ اے فقیر
یہ الم و حم آئے حروف / چون عصا موسی کی ہین اندر وقوف
حرف مثل ان حرف کے ہین ظاہرا / پر صفت مین ہین وہ اُنسے کم ذرا
جو کہ پکڑے وہ عصا با امتحان / اس عصا سا کب ہو وہ وقت بیان
یہ مسیحا دم ہے نے ہر باد دم / نہ خوشی سے نکلے یا از راہ غم
یہ الم و حم اے پدر / آئے ہین حق کیطرف سے اے بشر
ہر الف و لام کب مثل اسکے ہو / گر تو جان رکھے نہ دیکھ اس چشم سے

سلہ تیس سالہ الخ یعنی اگرچہ تیس سال کے جہد کرنے سے ہے اُس جا عقل کو کب رسائی ہووے اس عقل کی اس طرف سو منزل ہین اس جا عقل کو چھوڑ مت گرو ہو وہ گریہ غم و شادی سے نہیں ہے روح جانے ہے گریہ نمکین چشم کا ہے ہنسنا اور رونا اس سمت سے ہے عقل و وہم بھلا اُس جا کب جا سکے آب دیدہ مانند چشم اُسکی کے ہے دیدہ نادیدہ کو کب دیدہ ہے جو وہ دیکھے مساس نہیں کر سکتی نہ خرد سے وہ نہ از راہ حواس کے یعنی آب دیدہ عاشق کا اُسکی چشم کی مانند ہے پس دیدہ نادیدہ کب دیدہ و بینا ہے کیونکہ عقل اس جا کب جا سکتی ہے آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲ سلہ جب کہ آئے الخ یعنی جب کہ نور آئے شب دور بھاگے شب کی ظلمت دن نور کا کیا جانے پھر باد سے بھاگے جو زیرک ہے پس مچھر ذوق باد کو کیسے جانے آگے اسکے حقائق ہین جبکہ قدم آئے حدث عبث ہووے پس قدیم آئے حدث کو دنگ کر دے جو گرد بشریت اسین مثل اپنے رنگ کر لے اگر تو چاہے کہ سو نظیر پائے ولیکن مجھکو کچھ پروا نہیں اے فقیر آگے حقائق ہین یہ الم و حروف مقطعات مانند عصا موسی کے ہین اندر وقوف کے حرف مانند ان حروف کے ہین ظاہرا اگر صفت مین اُس سے ذرا کم ہین یعنے جو قدیم آئے حدث کو دنگ کر دے اور جو کیسی بشریت مثل اپنے رنگ کر لے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ جو کہ پکڑے الخ یعنی جو کہ وہ عصا واسطے امتحان کے پکڑے اس عصا کی مانند کب وہ ہو وقت بیان کے یہ مسیحا دم ہے ہر ایک باد دم نہیں ہے کہ خوشی سے یا از راہ غم کے نکلے یہ الم و حم حق کی طرف سے آئے ہین ہر ایک الف و لام کب اسکی مانند ہے اگر تو جان رکھتا ہے اس چشم سے نہ دیکھ اگرچہ ترکیب اسکی بالکل حروف سے ہے اور مانند ترکیب عوام کے دکھیتی ہے پس ترکیب محمد صلعم کی کب گوشت سے ہے اگرچہ ہر ایک ترکیب انکی جنس ہے یعنے جیسے حروف مقطعات کی ترکیب مثل عام حرفون کے ہے اُسی طرح ترکیب عوام حضرت رسول مقبول صلعم کی بھی مثل ترکیب اجسام جملہ انسانون کے ہے مگر معنی مین فرق ہے اس چشم سر سے اُسکو کون دیکھ سکتا ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

گرچہ ترکیبش حروف ست ای ہمام ❊ می نماند ہم بہ ترکیب عوام
ہست ترکیب محمد لحم و پوست ❊ گرچہ در ترکیب ہر تن جنس اوست
گوشت دارد پوست دارد استخوان ❊ ہیچ این ترکیب را باشد ہمان
کاندران ترکیب باشد معجزات ❊ کہ ہمہ ترکیبہا گشتند مات
ہمچنین ترکیب حم از کتیب ❊ ہست بر بالا و دیگر با نشیب
زانکہ زین ترکیب آید زندگی ❊ ہمچو نفخ صور در درماندگی
اژدہا گردد شگافد بحر را ❊ چون عصا حم از داد خدا
ظاہرش ماند بظاہرہا و نیک ❊ قرص نان از قرص مہ دورست نیک
گریہ او خندۂ او نطق او ❊ خشم او و خلق او و خلق او
عقل او و وہم او و حس او ❊ نیست از وی ہست محض صنع ہو
چونکہ ظاہرہا گرفتند احمقان ❊ وان دقائق ماند از ایشان بس نہان
لاجرم محجوب گشتند از غرض ❊ کہ دقیقہ فوت شد در معترض
با تو گویم در مثال قصۂ ❊ تا بگیری زین بیانم حصۂ
قصۂ با طول و با عرض و مہیب ❊ قصہ بس دورست لیکن بس قریب
این سخن پایان ندارد بازگرد ❊ تا کنیزک با خر خاتون چہ کرد

گرچہ ترکیب اسکی حرفوں سے ہے نام ❊ دکھتی ہے مانند ترکیب عوام
کب ہے ترکیب محمد گوشت سے ❊ گرچہ ہر ترکیب انکی جنس ہے
گوشت کھے پوست کے استخوان ❊ کب یہ ہی ترکیب مثل انکے عیان
کہ بس اس ترکیب میں ہیں معجزات ❊ کہ ہوئی ہیں جملہ ترکیبیں اس سے مات
جس طرح ترکیب حم و کتیب ❊ وہ ہی بالا اور سب اندر نشیب
کیونکہ اس ترکیب سے ہے زندگی ❊ مثل نفخ صور اندر عاجزی
جون عصا حم بنکر اژدہا ❊ بحر کو پھاڑے بہ تائید خدا
ظاہر اسکا مثل ظاہر ہے ولے ❊ قرص نانکی قرص سے مہ دور ہی
گریہ انکا خندہ انکا اور نطق ❊ خشم انکا خلق انکی اور خلق
عقل انکی اور انکی حس و خو ❊ کب ہے انسے بل ہے محض صنع ہو
احمقوں نے جو لیا ظاہر بیان ❊ وہ دقیقے رہ گئے انسے نہان
اس لیے محجوب غرضوں سے ہوے ❊ کہ دقیقے فوت مرض اندر رہے
قصہ کہتا ہوں مثل میں اک تجھے ❊ اس بیان سے تا تجھے حصہ ملے
میرا قصہ لانبا چوڑا اور مہیب ❊ دور ہی بس قصہ لیکن بس قریب
بات یہ بے انتہا ہی لوٹ جا ❊ کیا خر خاتون سے لونڈی نے کیا

داستان آن کنیزک کہ با خر خاتون خود شہوت میراند و او را جماع آدمیان آموختہ بود و

داستان اس لونڈی کی کہ اپنے خاتون کے خر کے ساتھ بسبب شہوت کے مجامعت کرتی تھی اور

سلہ گوشت الخ یعنی گوشت و پوست و استخوان رکھتا ہے کب یہ ترکیب انکی مانند عوام ہے کہ اس ترکیب میں از بس معجزات ہیں کہ اس سے سب ترکیبیں مات ہوئی ہیں جیسے ترکیب حم و الکتاب کی کہ وہ بالا ہے اور سب نشیب میں ہے کیونکہ اس ترکیب سے زندگی ہے نفخ صور کی مانند عاجزی میں عصا کی مانند حم اژدہا بنکر دریا کو پھاڑے بہ مدد خدا اسکا ظاہر مانند ظاہر کے ہے ولیکن قرص نان کی قرص ماہ سے دور ہے یعنی اگرچہ ترکیب جناب رسول مقبول صلعم کی مثل دوسروں کے ہے مگر عصا موسی کی مانند مشرکین کو اژدہا بنکر پھاڑتی ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲۔

سلہ گریہ انکا الخ یعنی انکا گریہ و انکا نطق و انکا فہم و انکی خلق اور انکا خلق عقل انکی و حس و مزاج انکی انسے کب ہے بلکہ محض صنع خدا ہے احمقوں نے جو بیان ظاہر کیا ان سے وہ دقیقے پوشیدہ رہ گئے اسواسطے غرضوں میں محجوب ہوگئے کہ دقیقے فوت ہوئے اور مرضوں میں رہے یعنے ہر ایک فعل جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فعل خدا تھا اور علماء ظواہر و قشروں کی طرف گئے اور مرضوں سے ہوکر دقیقے انسے فوت ہوئے اور ظاہر اغراض میں رہے اور منزل مقصود تک نہ پہونچے ایک قصہ مثال میں تجھ سے کہتا ہوں تاکہ اسی بیان میں تجھے حصہ ملے قصہ لانبا چوڑا و مہیب ہے اگرچہ دور ہے ولیکن از بس قریب ہے یہ بات بے انتہا ہے لوٹ جا کر خر خاتون سے کیا لونڈی نے کیا لیکے یہ مطلب ہے تا ظاہر اغراض میں ہے اور معنی کو نہ گئے ان کی مثال اس خاتون کی ہے کہ تقلید لونڈی سے ہلاک ہوئی آگے اسکا قصہ ہے فافہم ۱۲۔

آگاہ شدن خاتون بطریق مجامع شدن باآن خر لیکن از دقیقہ کدو غافل شدن و بہ فضیحت ہلاک شدن و نوحہ کردن کنیزک و گفتن کہ اے جان من ذکر را بدیدی و کدو را ندیدی

اُسکو جماع آدمیون کا سکھایا تھا اور آگاہ ہونا خاتون کا اور جماع کرنا اُسی کے مانند اُس خر سے لیکن دقیقہ کدو سے غافل ہونا اور فضیحت سے ہلاک ہونا اور رو رو کر کہنا لونڈی کا کہ اے جان میری ذکر کو دیکھا اور کدو کو نہ دیکھا

یک کنیزی شد خرے بر خود فگند ۔ از وفور شہوت و فرط گزند
آن خر نر را بگان خو کردہ بود ۔ خر جماع آدمی پے بردہ بود
یک کدوے بود حیلت سازہ را ۔ در ذکر کردی پے اندازہ را
در نیمش آن کدو کردی بجوز ۔ تا رود نیم ذکر وقت سپوز
گر ہمہ کیر خر اندر وے رود ۔ ہم رحم ہم رودہا را بر درد
خر ہمے شد لاغر و خاتون او ۔ ماند حیران کز چہ شد خر ہمچو مو
نعلبندان را نمود آنگہ کہ چیست ۔ علت خر کہ نتیجہ اش لاغریست
ہیچ علت اندر و ظاہر نشد ۔ ہیچکس از سر او مخبر نشد
در تفحص اندر افتاد او بجد ۔ شد تفحص را دمادم مستعد
جد را باید کہ جان بندہ بود ۔ زانکہ جد جوبندہ یابندہ بود
چون تفحص کرد از حال اشک ۔ دید خفتہ زیر آن نر خر کنیک
از شگاف در بدید آن حال را ۔ پس عجب آمد از و آن زال را
خر ہمی گاید کنیزک را چنان ۔ کہ بعقل و رسم مردان بازنان

خر کو لونڈی نے چڑھایا آپ پے اور شہوت اور فزون تکلیف سے وہ خر نر خش کا خوگر بنا اور جماع مرد سے واقف ہوا اک کدو تھا پاس اُس مکار کے کہ ذکر پر رکھتی تھی انداز سے پس کدو رکھتی ذکر پر وقت دخول آدھا جائے تا ذکر وقت دخول کیونکہ بالکل گر ذکر اندر گھسے بس رحم اور آنتین سب ٹکڑے کرے خر ہوا لاغر اگرچہ مثل بال اور ہوئی خاتون حیران پُر ملال نعلبندون کو بلا کر یہ کہا کیا مرض ہے یہ کہ خر دُبلا ہوا کچھ مرض اسمین نہین پایا گیا نے کوئی اُس بھید سے مخبر ہوا جستجو مین وہ پڑی اُسکی بجد اور تجسس مین تھی ہر دم مستعد چاہیے کوشش کا بندہ جان ہو کیونکہ کوشش سے جو ڈھونڈھے پا دے جو کہ احوال خر کی جستجو نیچے خر کے دیکھا اُس مکار کو دیکھا اوکی درز سے اُس حال کو اُس سے حیران ہو گئی خاتون وہ کہ گدھا لونڈی سے یون صحبت کرے جیسے مرد عورت سے عقل و رسم سے

سلہ خر کو الخ ۳ شعر خر کو لونڈی نے چڑھایا اپنے اوپر بڑی شہوت اور زیادہ تکلیف سے وہ خر نمش کا خوگر بنا اور جماع مرد سے واقف ہوا اس مکار کے پاس ایک کدو تھا کہ ذکر پر انداز سے رکھتی تھی باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

سلہ پس کدو الخ ۲ شعر پس کدو کو ذکر پر رکھتی تھی کہ آدھا جائے ذکر وقت دخول کے کیونکہ اگر ذکر بالکل اندر گھسے تو رحم و آنتین جملہ ٹکڑے کرے اگرچہ لاغر ہوا مانند بال کے اور خاتون حیران ہوئی پُر ملال تعلبندون کو بلا کر کہا کہ یہ کیا مرض ہے کہ خر دُبلا ہوا اسمین کچھ مرض نہ پایا گیا اور نہ کوئی اس بھید سے مخبر ہوا وہ جستجو مین اُسکی پڑی بجد اور تجسس مین ہر دم مستعد تھی آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲

سلہ چاہیے الخ ۵ شعر چاہیے کہ بندہ کوشش کا جان سے ہو کیونکہ وہ کوشش سے ڈھونڈھے وہ پاتے جو کہ احوال خر کی جستجو کی تو خر اُس مکار کو دیکھا در کی درز سے اُس حال کو دیکھا اُس سے وہ خاتون حیران ہو گئی کہ خر لونڈی سے صحبت کرتا ہے جیسے مرد عورت سے ساتھ عقل و رسم کے پس از راہ حسد کے کہا کہ جو یہ ممکن ہے تو ذکر میرا ہے اول مجھکو چاہیے یعنی جس نے ازراہ کوشش کے ڈھونڈھا پایا آخر باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

در حسد شد گفت این چون ممکن است | پس من اولی‌ترم کین خر ملک من است
شد مہذب گشتہ و آموختہ | خر من نہاده است چراغ افروختہ
کرد ناوید ه در خانہ بکوفت | کای کنیزک چند خواہی خانہ روفت
از پی روپوش میگفت این سخن | کای کنیزک آمدم در باز کن
کرد خاموش و کنیزک را نگفت | راز را از بہر طمع خود نہفت
پس کنیزک جملہ آلات فساد | کرد پنہان پیش شد در را گشاد
رو ترش کرد و دو دیده پر ز نم | لب فرو افگنده یعنی صائمم
در کف او نرمہ جاروبی کہ من | خانہ را میروفتم بہر عطن
چونکہ با جاروب در را او گشاد | گفت خاتون زیر لب کای اوستاد
رو ترش کردی و جاروبی بکف | چیست این خر بر گسستہ از علف
نیمکاره خشمگین جنبان ذکر | انتظار تو دو چشمش سوی در ‌نیمکاره
زیر لب گفت این نہان کرد از کنیز | داشتش آن دم چو بیجرمان عزیز
بعد از آن گفتش کہ چادر کن بسر | رو فلان کس را ز من پیغام بر
این چنین کن آنچنان گو آنچنان | مختصر کردم من افسانہ زنان
آنچہ مقصود است مغز آن بگیر | چون برونش کرد آن زال ستیر
چون زن از کوشش حلیت آن مکان | در فرو بست و ز خلوت شادمان
بود از مستی شہوت شادمان | در فرو بست و ہمی گفت آن زمان
یافتم خلوت زنم از شکر بانگ | رستم از چار دانگ و از دو دانگ

بس حسد سے بولی جو لیکن یہ ہے | خر ہے میرا مجھکو اول چاہیے
خر ہوا تھا عادی اور سیکھا ہوا | شمع روشن اور خولی رکھا ہوا
در بجایا اُسنے بس انجان ہو | کب تلک جھاڑیگی گھر اے نیک خو
پس یہ کہتی تھی چھپانے کیلئے | کہ اے لونڈی آئی ہوں در کھول دے
چپ رہی اور کچھ نہ لونڈی سے کہا | اپنی خاطر بھید کو اخفا کیا
مفسدی کے آلے سب پنہاں کیے | کھولا در اور آئی لونڈی سامنے
ترشرو اور دونوں آنکھیں اشکبار | منہ پھلایا یعنی میں ہوں صوم دار
ہاتھ میں جھاڑو لیے کہتی تھی وہ | جھاڑتی ہوں میں گدھے کے تھان کو
جبکہ جھاڑو لیکے کھولا اُسنے در | دل میں خاتون نے کہا اے حیلہ گر
ہاتھ میں جھاڑو لیے ہی ترشرو | کس لیے اس خر نے چھوڑا گھاس کو
آدھا کام اور غصہ اور جنبان ذکر | انتظاری میں ترے ہی دیکھے ہے در
بولی دل میں خفیہ لونڈی سے کہا | چون عزیز بیگنہ اسدم رکھا
بعدہٗ بولی کہ چادر اوڑھ تو | جا مرا پیغام دے اُس شخص کو
ایسا کر اور ویسا کہنا تو وہاں | مختصر میں نے کیا قصہ زنان
جو کہ ہے مقصود اسکا مغز لے | جبکہ بھیجا اُسکو اس خاتون نے
جب نکالا گھر سے حیلہ کر اُسے | بند در خوش ہوئی تنہائی سے
مستی شہوت سے وہ تھی شادمان | در کو باندھا اور کہتی ہیں زبان
پائی خلوت کرنے میں ہوں شکر سے | قلت و کثرت سے ہی کب فرصت مجھے

سلہ خر ہوا تھا الخ، شعر خر عادی دیکھا ہوا تھا شمع روشن اور خولی رکھا ہوا تھا پس اسنے انجان ہوکر در بجایا کہ کب تک گھر جھاڑے گی اے نیک تو یہ چھپانے کے واسطے کہتی تھی کہ اے لونڈی میں آئی دروازہ کھول دے چپ رہی اور لونڈی کو کچھ نہ کہا اپنے واسطے بھید کو پوشیدہ کیا سب آلے مفسدی کے چھپا دیے دروازہ کو کھولا اور لونڈی سامنے آئی ترش رو اور دونوں آنکھیں اشکبار منہ پھلایا یعنی میں روزہ دار ہوں ہاتھ میں جھاڑو لیے کہتی تھی کہ میں گدھے کے تھان کو جھاڑتی ہوں باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔
سلہ جبکہ الخ، شعر جبکہ جھاڑو لیکر اس نے دروازہ کھولا دل میں خاتون نے کہا کہ اے حیلہ گر ہاتھ میں جھاڑو لیے ترش رو ہے کس واسطے کہ اس خر نے گھاس کو چھوڑا ہے آدھا کام اور غصہ میں اور جنبان ذکر انتظاری میں تیرے دروازہ دیکھتا ہے دل میں کہا اور لونڈی سے پوشیدہ اور مانند بیگناہ کے اسدم عزیز رکھا بعدہٗ کہا کہ تو چادر اوڑھ اور میرا پیغام اُس شخص کو دے ایسا کر اور ایسا کہنا تو وہاں میں نے قصہ زنان مختصر کیا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ جو کہ ہے الخ، شعر جو کہ مقصود اسکا ہے مغز لے جبکہ اس خاتون نے اُسکو بھیجا جب حیلہ کر کے اُسکو گھر سے نکالا دروازہ بند کیا اور تنہائی سے خوش ہوئی مستی شہوت سے وہ خوش تھی دروازہ بند کیا اور اسدم کہتی تھی میں نے سو خلوت پائی شکر کرتی ہوں کہ مجھکو قلت دکثرت سے فرصت ہے شہوت عورت کی خوشی سے سو ہزار ہوئی جبکہ آتش شہوت میں بیقرار کیسی شہوت گناہ کہ کرتا ہے احمق کو مسخرہ کرتا عجب نہیں ہے شہوت دل کو اندھا اور بہرا کرے یوسف کو گرگ اور مشک کو گرہ دار کرے یعنی شہوت انسان کو اندھا اور بہرا کر دیتی ہے آگے اسکے حقائق ہیں فافہم ۱۲۔

از طرب گشته بزان کن صد هزار / در شرار شهوت خرے بے قرار
صد بزان کان شهوت او را بزگرفت / بز گرفتن گیج را نبود شگفت
سیل شهوت گر کند دل را کور / تا نماید گرگ یوسف شهد شور
ای بسا سرمست نار و نار خو / خویشتن را نور مطلق داند او
جز مگر بندهٔ خدا کز جذب حق / وا رهش آرد بگرداند ورق
تا بداند کان خیال ناریه / در طریقت نیست الا عاریه
زشتها را خوب بنماید شره / نیست از شهوت بتر زآفات ره
صد هزاران نام خوش را کرد ننگ / صد هزاران زیرکان را کرد دنگ
چون خری را یوسف مصری نمود / یوسفی را چون نماید آن جهود
بر تو سرگین را فسونش شهد کرد / شهد را خود چون کند وقت نبرد
شهوت از خوردن بود کم بخور / یا نکاحی کن گریز از شور و شر
چون بخوردی میکشد سوی حرم / دخل را خرجی بباید لاجرم
پس نکاح آمد چو لاحول و لا / تا که دیوت نفگند اندر بلا
چون حریص خوردنی زن خواه زود / ورنه آمد گربه و دنبه ربود
بار سنگین بر خرے کو مے جهد / زود برنه پیش از آنکه بر جهد
فعل آتش را ندانی تو سرد / گرد آتش با چنین دانش مگرد
علم دیگ و آتش ار نبود ترا / از شرر نه دیگ ماند نه ابا

رنگی ہوئی شہوت جوشی سے سو ہزار / آتش شہوت میں خر کی بیقرار
کیسی شہوت کہ اُسے پکڑا ہی آب / مسخرہ احمق کو کہتا نہ عجب
دل کو شہوت اندھا اور بہرا کری / گرگ یوسف شہد کو کڑوا کرے
اے بہت سے مست نار اور نار خو / نور مطلق جانتے ہیں آپ کو
جز ولی حق کہ جذب اللہ سے / انکے دل کو پھیریں یعنی ورق پلٹے
تا کہ جانے وہ خیال ناریت / ہے طریقت میں یہ وا الا عاریت
حرص زشتوں کو دکھا خوب تر / آفت رہ نے ہے شہوت سے بتر
لاکھوں نام آور کو شرمندہ کیا / لاکھوں عاقل کو پراگندہ کیا
جو کہ خر کو یوسف اک دکھلا دیا / یوسفی کو کیسے دکھلائے بھلا
تجھ گوبر کو کیا افسونِ شہد / شہد کو خود جون کرے وقت نبرد
بھوک ہی کھانے سے شہوت کم تو کھا / یا نکاح کر اس بلا سے بھاگ جا
جو تو کھائی خواہش زن ہو تجھے / خرج آمد کو ضرور اب چاہیے
پس نکاح آیا جو لاحول و لا / تا نہ پھانسے دیو تجھکو بر بلا
حرص کھانیکی ہو گر زن تو بھی / ورنہ بلی آئی دنبہ لے گئی
بوجھ بھاری رکھ جو خر ہی کودتا / اس سے پہلے کہ وہ دے بوجھ گرا
فعل آتش کو نجان اب سرد ہے / گرد آتش پھر نہ ایسی عقل سے
علم دیگ آتش کا گر نہ ہو تجھے / آگ سے نہ آتش دیگ آخر بچے

سلہ اے بہت الخ، شعر اے بہت سے مست نار اور نار خو خود کو نور مطلق جانتے ہیں سوائے ولی حق کے کہ جذب اللہ سے انکے دل کو پھیر لائیں راہ پر تاکہ وہ خیال ناریت کو جانے طریقت میں نہیں ہے الا عاریت ہے حرص زشت کو خوبتر دکھائے آفت راہ نہیں ہے شہوت سے بدتر لاکھوں نام آور کو شرمندہ کیا اور لاکھوں عاقل کو پراگندہ کیا جو کہ ایک خر کو یوسف دکھلا دیا یوسفی کو کیسے دکھلائے بھلا تجھ گوبر کو دکھائے نے شہد کر دیا شہد کو کیا کچھ کرے وقت جفا کے یعنے جبکہ شہوت نے بدصورت کو خوبصورت دکھلا دیا اور خر کو یوسف بتلا دیا تو یوسف کو کچھ دکھلا دیگا آگے اس شہوت کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ ہوتی ہے الخ، شعر کھانے سے شہوت ہوتی ہے تو کم کھایا کر یا نکاح کر اور بلا سے بھاگ جا جو تو کھائے خواہش زن تجھے ہو پس آمد کو خرچ ضرور چاہیے پس نکاح کو حول ولا آیا ہے تاکہ دیو تجھکو بلا میں نہ پھانسے اگر حرص پاک کھانے کی ہے تو عورت کر ورنہ بلی آئی اور دنبہ لے گئی آگے اسکی مثال ہے اگر خر کودتا ہے بوجھ بھاری رکھ اس سے اول کہ وہ بوجھ گرا دے فعل آتش کو سرد نہ جان اور گرد آتش کے مت پھر ایسی عقل سے یعنی نکاح کرنا عورت سے لاحول ہی واسطے شیطان کے کہ گمراہی سے نجات دے پس اگر حرص کھانے کی ہے تو عورت کر کہ عورت ایک سپر ہے ایمان کی آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ علم دیگ الخ، شعر ایک علم آتش و دیگ کا ہے اگر تجھکو نہ آتش دیگ و آتش آخر نہ بچے اب عاقل اور خرد بھی چاہیے کہ تا دیگ اچھی جوش سے بچے جو جانے عقل آہنگری کی اگر وہاں جائے تیری داڑھی جلے آگے رجوع قصہ ہے دروازہ بند کیا عورت نے اور خر کو لیا خوش ہو کے اسواسطے بدلا لایا اسکو کھینچ کر گھر میں لائی اور خر کے نیچے سوئی اسی دم آپسے بھی اسی کرسی پر کر پھر لونڈی تھی پس اپنے کام کو پہونچی وہ مسخرہ کا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

آب حاضر باید و فرهنگ نیز / تا پزد آن دیگ سالم در ازیز
آب حاضر اور خرد بھی چاہیے / تا کہ پکے دیگ اچھی جوش سے

چون ندانی دانش آهنگری / ریش و مو سوزد چو آنجا بگذری
جو نہ جانے دانش آہنگری / گر وہان جائے جلے داڑھی تری

در فرو بست آن زن و خر را کشید / شادمانه لاجرم کیفر چشید
در کو باندھا زن نے اور خر کو لیا / ہو کے خوش اسواسطے بدلا ملا

در میان خانه آوردش کشان / خفت اندر زیر خر هم در زمان
گھر کے اندر لائی اسکو کھینچ کے / خر کے نیچے سوئی اس دم آپ سے

هم بران کرسی که دید او از کنیز / تا رسد در کام خود آن قحبه نیز
بھی اسی کرسی پہ لونڈی جیسے تھی / پہونچی اپنے کام کو تا مسخری

پا در آورد و خر اندر وی سپوخت / آتشی از کیر خر در وی فروخت
[1] پاؤن پھیلائی کیا خر نے دخول / کیر خر سے آگ نے رکھا نزول

خر مودب گشته در خاتون فشرد / تا به خایه در زمان خاتون بمرد
جو سمٹ کر خر نے خاتون کی کیا / تا بخصیہ جانکو خاتون نے دیا

بر درید از زخم خر لخت جگر / رودها بگسسته شد از همدگر
زخم سے خر کے جگر ٹکڑے ہوا / اور پارہ پارہ آنتون کو کیا

کرسی از یک سو زن از یک سو فتاد / دم نزد در حال و در دم جان بداد
ایک سو کرسی و اک سو زن گری / دم نہ مارا اور اسی دم جان دی

صحن خانه پر ز خون شد زن نگون / مرد او و برد جان ریب المنون
خانہ پرخون اور نگون سرزن ہوئی / وہ مری جان حادث دوران نے لی

مرگ بد با صد فضیحت ای پدر / تو شهیدی دیدهٔ از کیر خر
سو فضیحت سے مری وہ اے پدر / جانے تو اس کو شہید کیر خر

تو عذاب الخزی بشنو از نبی / در چنین ننگی مکن جان را فدا
[2] تو عذاب الخزی سن قرآن سے / ننگ ایسے مین نہ اپنی جان دے

دانکه این نفس بهیمی نر خرست / زیر او بودن ازین ننگین ترست
جان تو یہ نفس امارہ ہے خر / اسکے تابع ہونا اس خر سے بتر

در ره نفس ار بمیری در منی / در حقیقت دان که کمتر زان زنی
نفس کی رہ مین تکبر سے مرے / در حقیقت جان کم اس زن سے ہے

نفس ما را صورت خر بدهد او / زانکه صورتها کند بر وفق خو
خر کی صورت دے ہمارے نفس کو / کیونکہ صورت کرتا ہے ہمرنگ خو

این بود اظهار سر در رستخیز / الله الله از تن چون خر گریز
یہ کھلے گا بھید روز حشر کو / بھاگ جا الله تن چون خر سے تو

کافران را بیم کرد ایزد ز نار / کافران گفتند نار اولی ز عار
حق نے کافر کو ڈرایا نار سے / بولے کافر نار بہتر عار سے

گفت نی آن نار اصل عارهاست / همچو آن ناری کزین زن را بکاست
بولا نہ وہ نار اصل عار ہے / جیسے اس زن کو گلایا نار نے

لقمه اندازه بخور از حرص خود / در گلو بگرفت لقمه مرگ بد
[3] لقمہ بے انداز کھایا حرص سے / پس گلے مین پھنس گیا وہ موت سے

[1] پاؤن الخ، شر پاؤن پھیلائے اور خر نے دخول کیا کہ کیر خر سے ایک آتش نے نزول کیا جو خر نے سمٹکر خاتون کے کیا خصیہ تک پس خاتون نے جان کو دیا زخم سے کیر خر کے جگر ٹکڑے کیا اور آنتون کو پارہ پارہ کیا ایک طرف کرسی وا ایک طرف سوزن گری دم نہ مارا اور اسی دم جان دی خانہ پرخون اور نگون سرزن ہوئی وہ مری جان حادث دوران نے لی وہ سو فضیحت سے مری تو شہید کیر خر اسکو جانتا ہے آگے اسکے حقائق ہین نافہم ۱۲

[2] تو عذاب الخ، شر تو عذاب الخزی سن قرآن سے ایسی ننگ مین اپنی جان نہ دے یہ تو جان کہ نفس امارہ خر ہے اس کے تابع ہونا اس خر سے بدتر ہے راہ نفس مین تکبر سے مرے حقیقت مین جان اس زن سے کم ہے ہمارے نفس کو خر کی صورت دی کیونکہ صورت کو ہمرنگ خو کرتا ہے یہ بھید کھلے گا حشر کے روز الله الله خر تن سے بھاگ حق نے کافر کو نار سے ڈرایا ہے کہ کہا کافر نے نار بہتر عار سے ہے کہا کہ نہین وہ نار اصل عار کی ہے جیسے عورت کو نار نے گلایا یعنی ہمارا نفس خر کی صورت ہے کیونکہ صورت ہمرنگ سیرت کے ہوتی ہے اور یہ راز بروز حشر کھلےگا آگے اسکی مثال ہے نافہم ۱۲ [3] لقمہ الخ، شر لقمہ بے انداز کھایا حرص سے پس گلے مین پھنس گیا اب موت ہے اے حریص لقمہ اندازے سے کھا اگرچہ لقمہ حلوے کے ہو وہ نہ اللہ نے زبان میزان کو دی سورۂ رحمن قرآن سے پڑھ اپنی میزان کو حرص سے مت چھوڑ کہ حرص تیری دشمن و گمراہ ہے حرص کل کو ڈھونڈھتی ہے اور کل سے جاتی ہے حرص سردار ہے اے نامرد خوبی حرص زیادہ پھر اگر حرص سے زیادہ کھائیگا جان سے جائیگا پس تو میزان کو اسکی مت چھوڑ آگے رجوع بقصہ ہے نافہم ۱۲—

لقمہ اندازہ خور ای مرد حریص ۔ گرچہ باشد لقمہ حلوا و خبیص
حق تعالی داد میزان را زبان ۔ ہین ز قرآن سورۂ رحمن بخوان
ہین ز حرص خویش میزان را ہل ۔ آز و حرص آمد ترا خصم و مضل
حرص جوید کل بر آمد از کل ۔ حرص مپرست ای فجل ابن الفجل
آن کنیزک میشد و میگفت آہ ۔ کردی ای خاتون تو استا را براہ
کار بے استاد خواہی ساختن ۔ جاہلانہ جان بخواہی باختن
ای ز من دزدیدہ علمے ناتمام ۔ ننگت آمد کہ بپرسی حال دام
ہم بچیدی دانہ مرغ از خرمنش ۔ ہم نیفتادی رسن در گردنش
دانہ کمتر خور مکن چندین غلو ۔ چون کلوا خواندی بخوان لا تسرفوا
تا خوری دانہ نیفتی تو بدام ۔ این کند علم قناعت والسلام
نعمت از دنیا خورد عاقل نہ غم ۔ جاہلان محروم ماندہ در ندم
چون در افتد در گلو شان حبل دام ۔ دانہ خوردن گشت بر جملہ حرام
مرغ اندر دام دانہ کے خورد ۔ دانہ چون زہرست در دام ار چرد
مرغ غافل میخورد دانہ ز دام ۔ ہمچو اندر دام دنیا این عوام
باز مرغان خبیر و ہوشمند ۔ کردہ اند از دانہ خود را خشک بند
کاندرون دام دانہ زہر ہاست ۔ کور آن مرغیکہ در فخ دانہ خواست
صاحب دام ابلہان را سر برید ۔ وان ظریفان را بمجلسہا کشید
کہ ازینہا گوشت می آید بکار ۔ وز ظریفان بانگ نالہ زیر زار

ای حریص اب لقمہ کھا اندازسے ۔ گرچہ لقمے ہوویں حلوے لوز کے
دی زبان میزان کو اللہ نے ۔ سورۂ رحمن کو پڑھ قرآن سے
چھوڑ مت میزان کو اپنی حرص سے ۔ دشمن و گمراہ تیری حرص ہے
حرص ڈھونڈھے کل جو جانے کل سے وہ ۔ حرص ہے سر دار لے نامرد خو
لونڈی[۵۱] جاتی تھی وہ کہتی تھی بھلا ۔ تو نے خاتون کر دیا استا جدا
کام بے استاد کرنا چاہے تو ۔ جاہلانہ جان کو دینا چاہے تو
اے چرایا مجھسے علم ناتمام ۔ تجھکو ننگ آئی کہ پوچھے حال دام
بھی نہ دانہ مرغ خرمن سے چنا ۔ بھی نہ رسی ڈالی گردن میں بھلا
دانہ کم کھا اور نہ کر اتنا غلو ۔ پڑھ کلوا کے بعد تو لا تسرفوا
کھائے تا دانہ پھنسے نہ تو بدام ۔ یہ کرے علم و قناعت السلام
کھائے عاقل نعمت دنیا نہ غم ۔ اور رہے محروم جاہل پر الم
جو کہ گردن میں پڑا ان سب کے دم ۔ دانہ کھانا ہو گیا سب پر حرام
دام[۵۲] میں کب مرغ دانہ کھا سکے ۔ زہر ہی دانہ جو دام اندر چگے
مرغ غافل کھائی دانہ دام میں ۔ دام میں دنیا کے جیسے عام ہیں
پھر جو دانشمند و عاقل مرغ ہیں ۔ آپکو وہ آپسے بس بھوکا رکھیں
زہر دانہ دام میں ہر مرغ جو ۔ دانہ کھائے دام میں اندھا ہی وہ
مرغ احمق مارے اہل دام نے ۔ مرغ گویا محفلوں میں لے گئے
کہ انھوں کا گوشت آئی کام میں ۔ اور یہ گویا خوش الحانی کریں

۵۱ لونڈی الخ۔ شعر لونڈی جاتی تھی اور کہتی تھی کہ بھلا اے خاتون تو نے استاد کو جدا کر دیا تو کام بے استاد کرنا چاہتی ہے جاہلوں کی مانند جان دینا چاہتی ہے اے خاتون مجھ سے چرایا علم ناتمام تجھکو ننگ آئی کہ حال دام پوچھے بھی دانہ مرغ کا خرمن سے نہیں چنا اور بھی رسی گردن میں ڈالی بھلا آگے اسکے حقائق ہیں دانہ کم کھا اور اتنا غلو نہ کر ذرا کلوا کے بعد پڑھ لا تسرفوا کو تا دانہ کھائے اور پھنسے تو دام میں یہ علم و قناعت کرتی ہے والسلام عاقل نعمت دنیا کو کھائے و غم اور کبر جاہے ہے جاہل پر الم جو کہ گردن میں ان سب کے دام پڑا سب پر دانہ کھانا حرام ہو گیا یعنی اعتدال کے ساتھ دانہ کھا اور اسراف مت کر کہ علم قناعت کے سبب سے دام میں تو گرفتار نہوگا آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲ منہ

۵۲ دام میں الخ۔ شعر دام میں مرغ کب دانہ کھا سکے وہ دانہ زہر ہے کہ دام میں کھائے مرغ غافل دانہ دام میں کھائے جیسے دام دنیا میں عام ہے پھر جو مرغ دانشمند و عاقل ہیں خود کو دانہ سے بھوکا رکھتے ہیں دام میں دانہ زہر ہے کہ جو مرغ دانہ کھائے دام میں وہ اندھا ہے اہل دام نے مرغ احمق مارے اور مرغ گویا محفلوں میں لے گئے کہ انکا گوشت کام میں آئے اور گویا خوش الحانی کریں یعنی جو لوگ کہ ہوشیار و دانشمند ہیں وہ دنیا حق کو [illegible] دام میں کھاتے ہیں آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲

پس کنیزک آمد از اشکاف در   دید خاتون را بمردہ زیر خر
گفت ای خاتون احمق این چہ بود   گر ترا استاد خود نقشی نمود
ظاہرش دیدی سرش از تو نہان   اوستا ناگشتہ بگشادی دکان
کیر دیدی ہمچو شہد و چون خبیص   آن کدو را چون ندیدی ای حریص
یا چو مستغرق شدی از عشق خر   آن کدو پنہان بماندت از نظر
ظاہر صنعت بدیدی ز اوستاد   اوستادی برگرفتی شاد شاد
ای بسا زراق گول بی وقوف   از رہ مردان ندیدہ غیر صوف
ای بسا شوخان ز اندک احتراف   از شہان ناموختہ جز گفت و لاف
ہر یکی در کف عصا کہ موسیم   میدمد بر ابلہان کہ عیسیم
آہ از آن روزی کہ صدق صادقان   باز خواہد از تو سنگ امتحان
آخر از استاد باقی را بپرس   کہ حریصان جملہ کوراند و خرس
جملہ جستی باز ماندی از ہمہ   صید گرگانند این ابلہ رمہ
صورتی نشنیدہ گشتی ترجمان   بیخبر چون طوطی از گفت زبان

آئی لونڈی دیکھا در کی درز سے[سلہ]   زیر خر مردہ پڑی خاتون ہے
بولی ای خاتون احمق یہ تھا کیا   نقش اک استاد نے دکھلا دیا
تونے ظاہر دیکھا بھید اسکا نہان   بے کیے اُستاد کے کھولی دکان
تونے مثل شہد دیکھا کیر کو   کیون نہین دیکھا حریصا وہ کدو
عشق خر سے یا تو مستغرق ہوئی   وہ کدو تجھسے رہا پنہان خفی
دیکھی صنعت ظاہرا اُستاد سے   بنگئی اُستاد اک تو آپ سے
اے بہت حیلہ گرون نے ظاہرا   راہ مردون سے نہ دیکھا جز قبا
اے بہت شوخون نے تھوڑے کام سے[سلہ]   سیکھا شاہون سے نہین جز لاف کے
لے عصا ہر ایک کہ موسی ہون مین   دم دے احمق کو کہ بس عیسی ہون مین
آہ اُس دن سے کہ صدق صادقان   چاہے پھر تجھسے محک امتحان
پوچھ باقی کو تو اب اُستاد سے   گونگا اندھا کہ حریص ہر ایک ہے
تونے کل ڈھونڈھا وہ کل سے رہ گیا   گلہ احمق ہے صید اک گرگ کا
سن کے آواز اک مترجم تو بنے   بیخبر جون طوطی اپنے قول سے

تمثیل تلقین شیخ مریدان را و پیغمبر اُمت را کہ ایشان طاقت تلقین حق ندارند و با حق اُلفت نتوانند چنانکہ طوطی با صورت آدمی

مثال تلقین شیخ کی مریدونکو اور پیغمبر کی اُمت کو کہ وہ طاقت تلقین حق کی نہین رکھتے ہین اور ساتھ حق کے اُلفت نہین کر سکتے ہین جیسے کہ

سلہ آئی لونڈی الخ، شرآئی لونڈی اور دروازے کی درازسے دیکھا کہ خاتون زیر خر مردہ پڑی ہے کہا کہ اے خاتون احمق یہ کیا تھا کہ اگر اُستاد نے ایک نقش دکھلا دیا تونے ظاہر دیکھا اور بھید اسکا پوشیدہ ہے بغیر اُستاد کے تونے دکان کھولی تونے شہد کے مانند کیر کو دیکھا اور کیون نہین اے حریص وہ کدو دیکھا یا تو عشق سے خر کے مستغرق ہوئی اور وہ کدو تجھسے پوشیدہ رہا اُستاد سے ظاہرا صنعت دیکھی اور ایک اُستاد بن گئی تعارب سے آگئے، کے حقائق ہین اے بہت حیلہ گرون نے ظاہرا راہ مردون سے نہ دیکھا بجز قبا کے یعنے ریاکاران بے معنی نے راہ مردون سے بجز صورت کے معنی کو نہ دیکھا اور تقلید کو اختیار کر کے گمراہی مین پڑے پس طالب کو چاہیے کہ شیخ سے معنی حاصل کرے اور ظاہرا شیخ پر بے حکم نہ چلے کہ تقلید ظاہری مین اُسکو فضیحتی ہے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲

سلہ اے بہت الخ، شراے بہت سے شوخون نے تھوڑے کام سے شاہون سے بجز لاف کے نہین سیکھا ہر ایک عصا لیتا ہے کہ مین موسی ہون اور احمق کو دم دیتا ہے کہ مین عیسی ہون افسوس ہے اس روز سے کہ صدق صادقونکا پھر تجھسے چاہے محک امتحان کو تو باقی کو پوچھ اب اُستاد سے کہ ہر ایک گونگا اندھا حریص ہے تونے کل کو ڈھونڈھا اور کل سے رہ گیا احمقونکا گلہ گرگ کا شکار ہے آواز سن کر ایک مترجم تو بنے اور طوطی کے مانند بیخبر ہے اپنے قول سے یعنی پیران ریاکار عارفون کی باتین سن کر مترجم بنے اور مثل طوطی کے اُس کلام کے معنی سے بے خبر رہے پس جس نے کل کو ڈھونڈھا کل سے رہا صحبت مرشد اختیار کرکے عرفان بتدریج حاصل ہو آگے مثال مین اسکے معلم طوطی کا بیان ہے فافہم ۱۲

الفت ندارد که از و تلقین تواند گرفت حق تعالیٰ شیخ را چون آئینه پیش مرید دارد و از عقب آئینه تلقین مے کند

طوطی صورت آدمی سے الفت نہین رکھتی ہے کہ اُس سے تلقین لے سکے حق تعالیٰ شیخ کو مانند آئینہ کے آگے مریدون کے رکھتا ہے اور آئینہ کے پیچھے سے تلقین کرتا ہے

طوطی در آئینه می بیند او — عکس خود را پیش او آورده رو
در پس آئینه آن استا نهان — حرف میگوید ادیب خوش بیان
طوطیک پنداشته کین گفت پست — گفت آن طوطی ست کاندر آئینه است
پس ز جنس خویش آموزد سخن — بیخبر از مکر آن گرگ کهن
گر پس آئینه می آموزدش — ورنه ناموزد جز از جنس خودش
گفت را آموخت زان مرد هنر — لیک از معنی و سرش بیخبر
از بشر بگرفت منطق یک بیک — از بشر جز این چه داند طوطیک
همچنان در آئینه جسم ولی — خویش را بیند مرید ممتلی
عقل کل را از پس آئینه او — کے تواند دید وقت گفتگو
او گمان دارد که میگوید بشر — آن دگر سرست او زان بیخبر
حرف آموزد ولی سر قدیم — می نداند طوطی ست او یا ندیم
هم صفیر مرغ آموزند خلق — کاین سخن اندر دهان افتاد و حلق
لیکن از معنی مرغان بیخبر — جز سلیمان قران خوش نظر
حرف درویشان بسے آموختند — منبر و محفل بدان افروختند

طوطی[1] آئینہ مین دیکھے آپ کو — ظاہر اپنا عکس اپنے روبرو
اور پس آئینہ ہو کر کے نہان — باتین کرتا ہے ادیب خوش بیان
جانا طوطی نے کہ باتین پشت کی — طوطی آئینہ کرتی ہے سبھی
سیکھتی ہے باتین جنس اپنی کی وہ — جانے کب گرگ کہن کے مکر کو
گر پس آئینہ وہ سکھلائے ہے — ورنہ کب سیکھے سوا جنس کے
اُسنے باتین سیکھین بس اس مرد سے — بیخبر معنی سے پر اسکے وہ ہے
بس بشر سے باتین سیکھین ایک ایک — اس سوا کیا جانے طوطی بس نیک
آئینہ[2] جسم ولی مین ایسے ہی — خود کو دیکھے ہر مرید ملتجی
پیچھے آئینہ کے عقل کل کو وہ — دیکھ کب سکتا ہے وقت گفتگو
وہ گمان رکھے کہ کہتا ہے بشر — دوسرے بھید ان سے ہے وہ بیخبر
حرف سیکھے ہے وے سر قدیم — جانے کب کہ ہے یہ طوطی یا ندیم
سیکھتی ہے خلق مرغون کی صدا — گر پڑی باتین تو منہ مین ظاہرا
بیخبر مرغون کے معنی سے وے — کون جانے جز سلیمان وقت کے
سیکھا بس اکثر نے درویشون کا قال — بزم و منبر مین کیا اُسنے مقال

---

[1] طوطی الخ، شعر ایک طوطی آئینہ مین خود کو دیکھے اور اپنے عکس کو ظاہر مین اپنے روبرو اور پس آئینہ ادیب پوشیدہ ہو کہ باتین خوش بیان کرتا ہے طوطی نے جانا کہ پشت کی باتین آئینہ کی طوطی بیان کرتی ہے وہ باتین اپنی جنس کی سیکھتی ہے اور گرگ کہن کے مکر کو وہ کیا جانے کہ پس آئینہ وہ سکھلاتی ہے ورنہ کب سیکھے سوائے جنس کے پس اسنے باتین سیکھین اس مرد سے ولیکن معنی سے اسکے بیخبر ہے اور باتین بشر سے سیکھین ایک ایک ولیکن طوطی کیا جانے اسکے سوا آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲۔

[2] آئینہ الخ، شعر آئینہ جسم اولیا ہین ایسے ہی ہر ایک مرید خود کو دیکھے اور آئینہ کے پیچھے وہ عقل کل کو کب دیکھ سکتا ہے وقت گفتگو کے وہ گمان رکھتا ہے کہ بشر کہتا ہے اور دوسرے بھید ولی سے وہ بیخبر ہے حرف سیکھتا ہے ولیکن سر قدیم کب جانتا ہے کہ یہ طوطی ہے یا ندیم ہے آگے اسکی مثال ہے خلق سیکھتی ہے صدا مرغونکی کہ یہ باتین منہ مین ظاہرا پڑی ہین ولیکن معنے سے مرغون کے بیخبر ہے کہ کون جانے بجز سلیمان وقت کے اکثر نے درویشون کا قال سیکھا اور منبر و بزم مین اس سے مقال کیا یا انکو بجز حرف کے روزی نہ تھا یا کہ رحمت آئی اور آخر دروازہ کھلا یعنی جسم اولیا مین اسی طرح عقل کل باتین کرتا ہے اور کوئی اُسکو دیکھتا نہین ہے ولیکن باتین انکی ہر ایک سیکھتا ہے جیسے طوطی آئینہ مین عکس کو دیکھ کر معلم کی باتین سیکھتی ہے بقول حافظ سے در پس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند + انچہ استاد ازل گفت ہمان میگویم + آگے اسکی مثال مین ایک صاحبدل کتیا کے بچہ کی پیٹ مین باتین کرنے کو بیان کرتا ہے فافہم ۱۲۔

یا بجز آن حرف شان روزی نبود	یا در آخر رحمت آمد در کشود	یا اُنھین جز حرف کے روزی نہ تھا	یا کہ رحمت آئی آخر در کھلا

صاحبدلے در چلہ بخواب سگے حاملہ دیدہ کہ در شکمش بچگان باواز آمدہ بودند در تعجب ماند کہ درین حکمت چیست سگ پاسبانست و بانگ سگ جہت پاسبانیست یا جہت یاری خواستن یا شیر خواستن و در شکم مادر ہیچکدام ازانہا نیست جواب رسید کہ مثل کسے است کہ او را چشم دل باز نہ شدہ دعوے بصیرت کند

ایک صاحبدل نے اندر چلہ کے خواب مین حاملہ کُتیا کو دیکھا کہ بچے اُسکے پیٹ مین آواز دیتے تھے متعجب ہوا کہ اس مین حکمت کیا ہے کتا نگہبان ہے اور آواز واسطے نگہبانی کے دیتا ہے یا واسطے مددگاری کے یا دودھ مانگنے کو اور مان کے پیٹ مین اُنمین سے کوئی نہین ہے جواب آیا کہ یہ مثال اُسکی ہے کہ جسکی چشم دل نہ کھلی اور دعوے بصیرت کا کرتا ہے

آن یکے می دید خواب اندر چلہ	در رہے مادہ سگے بُد حاملہ
ناگہان آواز سگ بچگان شنید	سگ بچہ اندر شکم بُد ناپدید
پس عجب آمد ورا زآن بانگہا	سگ بچہ اندر شکم چون زد ندا
سگ بچہ اندر شکم نالہ کنان	ہیچکس دیدست این اندر جہان
چون بجست از واقعہ آمد بخویش	حیرت او دمبدم میگشت بیش
در چلہ کس نے کہ گردد عقدہ حل	جز بدرگاہ خداے عزوجل
گفت یارب زین شکال و گفتگو	در چلہ وا ماندہ ام از ذکر تو
پرّ من بکشای تا بپرم شوم	در حدیقہ ذکر نا ممنوع کنم
آمدش آواز ہاتف در زمان	کان مثالی دان ز لاف جاہلان

دیکھا[له] اک نے خواب یہ اندر چلہ	ایک کتیا راہ مین ہے حاملہ
ناگہان آواز پلون کا سنا	پیٹ مین پلے ہین پنہان ظاہرا
پس وہ اُس آواز سے حیران ہوا	پیٹ مین پلون نے کیسی دی ندا
نالہ کرتے پلے اندر پیٹ کے	اس جہان مین دیکھا یہ کس شخص نے
واقعہ سے جب چھُٹا با خود ہوا	حیرت اسکو دمبدم ہوتی سوا
نے چلہ مین کوئی کہ ہو عقدہ حل	جز بدرگاہ خداے عزوجل
بولا اس مشکل کے باعث اے خدا	ذکر تیرا سب چلہ مین چھٹ گیا
کھول دے پر میرے تا باہر اُڑون	ذکر بے نقصان کے گلشن مین پھرون
یہ ندا[عه] ہاتف نے دی ہمدم اُسے	لاف جاہل کی مثل یہ جان لے

[له] دیکھا الخ شعر ایک نے یہ خواب دیکھا چلہ مین کہ ایک کتیا راہ مین حاملہ ہے ناگہان آواز پلونکی سنی اور پیٹ مین پلے ظاہرا پوشیدہ ہین پس وہ اُس آواز سے حیران ہوا کہ پیٹ مین پلون نے کیسی آواز دی پلے پیٹ مین نالہ کرتے تھے اس جہان مین یہ کس شخص نے دیکھا جبکہ واقعہ سے چھُٹا اور با خود ہوا اسکو حیرت دمبدم سوا ہوتی تھی چلہ مین کوئی نہین کہ عقدہ حل ہو سوا درگاہ خداے عزوجل کے اُس مشکل کے سبب سے کہا کہ اے خدا تیرا سب ذکر چلہ مین چھوٹ گیا میرے پر کھولدے کہ تا باہر اُڑون اور گلشن مین ذکر بے نقصان تیرا کرون آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲ [عه] یہ ندا الخ شعر ہاتف نے یہ ندا اُسے ہمدم دی کہ یہ لاف جاہل کی مانند جان ہے کہ وہ پردہ سے باہر نہ آیا اور بند آنکھین وہ بیہودہ بکتا ہے آواز سگ کی پیٹ مین بحث ہے اور نہ شکار نہ حفاظت کے لیے یعنی وہ گرگ کو بے دیکھے کب منع کرے اور چور کو بے دیکھے کیسے منع کرے از راہ حرص و ہواے سروری کے دیکھنے مین گُند اور دعوی مین جری مشتری کے حرص تیغ کلام سے بغیر بصیرت کے قال کی باتین کرتا ہے یعنی یہ باتین پیران ریاکار جاہل کی مانند ہے کہ ابھی وہ پردۂ غفلت سے باہر نہین ہوا ہے اور اہل راز کے مانند باتین کرتا ہے

گر حجاب و پردہ بیرون نامدہ — چشم بستہ بیہدہ گویان شدہ
بانگ سگ اندر شکم باشد زیان — نہ شکار انگیزد و نہ شب پسبان
گرگ نادیدہ کہ منع او بود — دزد نادیدہ کہ منع او شود
از حریصی و ز ہوای سروری — در نظر کند و بلافیدن جری
از ہوای مشتری و کاروبار — بی بصیرت پا نہادہ در فشار
ماہ نادیدہ نشانہا مید ہد — روستائی را بدان کژ می نہد
مشتری نادیدہ گوید صد نشان — زان اثر خاید دروغ تو شد کف زنان
از برای مشتری در وصف ماہ — صد نشان نادیدہ گوید بہر جاہ
مشتری کو سود خواہد خود یکیست — لیک ایشان را دران رب شکیست
از ہوای مشتری بی شکوہ — مشتری را باد دادہ این گروہ
مشتری ماست اللہ اشتری — از غم ہر مشتری ہین برترا
مشتری جو کہ جویان تو است — عالم آغاز و پایان تو است
ہین مکش ہر مشتری را تو بدست — عشقبازی با دو معشوقہ بدست
زو نیابی سود و مایہ گر خرد — نبودش خود قیمت عقل و خرد
نیست او را خود بہای نیم نعل — تو برد عرضہ کنی یاقوت و لعل
حرص کورت کرد و محرومت کند — دیو ہمچون خویش مرجومت کند
ہمچنان کاصحاب فیل و قوم لوط — کرد شان مرجوم چون خود آن سخوط
مشتری را صابران دریافتند — چون سوی ہر مشتری نشتافتند
وانکہ گردانید رو زان مشتری — بخت و اقبال و بقا زو شد بری

گر نہ باہر آیا بس پردہ سے وہ — بند آنکھیں بیہدہ بکتا ہے وہ
پیٹ مین آواز سگ کی نحس ہے — نے شکار اور نے حفاظت کیلیے
گرگ بے دیکھے وہ دفع کب کرے — چور بے دیکھے وہ منع کب کرے
از رہ حرص و ہوائے سروری — دیکھنے مین کند دعوی مین جری
مشتری کے حرص نفع کام سے — بے بصیرت چال کی باتین کرے
ماہ کو بے دیکھے دیتا ہے پتا — عقل کو ٹیڑھا کرے اس سے سدا
مشتری بے دیکھے کھوے سو نشان — اور وہی کھا کر کرے مستی عیان
وصف مہ مین مشتری کیواسطے — سو نشان نادیدہ کھوے جاہ سے
مشتری جو نفع ڈھونڈھے ایک ہے — لیکن انکو اسکے اندر شک رہے
مشتری بے شکوہ کے حرص سے — مشتری کو یہ گروہ برباد دے
مشتری میرا ہے اللہ اشتری — غم سے تو ہر مشتری کے دور جا
مشتری کے جو کہ خواہندہ ترا — اول آخر سے وہ آگہ ہے ترا
مت کر حاصل تو ہر اک مشتری — عشقبازی با دو معشوقہ بری
گر خریدے نے ہو مایہ فائدہ — عقل کی قیمت نہووے وہ ذرا
اسکی قیمت خود نہین ہے نصف نعل — ظاہر اسپر تو کرے یاقوت و لعل
حرص محروم اور تجھے اندھا کرے — دیو مثل اپنے تجھے رسوا کرے
جیسے اہل فیل و قوم لوط کو — کر دیا مثل اپنے رسوا اسنے جو
مشتری کو جانا صابرنے ولے — جو نہ وہ ہر مشتری کو سو گئے
جو کوئی اس مشتری سے پھر گیا — بخت و اقبال و بقا اس سے گیا

سلہ ماہ کو الخ یعنی شعر ماہ کو بغیر دیکھے پتا دیتا ہے اور عقل کو اس سے سدا ٹیڑھا کرتا ہے بغیر دیکھے ستارہ مشتری کے سو نشان کھوے اور وہی کھا کر عیان مستی کرے وصف ماہ مین خریدار کے واسطے سو نشان نادیدہ جاہ سے کھوے جو مشتری طالب نفع ڈھونڈھے ایک ہے ولیکن انکو اسکے اندر شک رہے مشتری حق بے شکوہ کے حرص سے مشتری خلق کو یہ گروہ برباد دے میرا مشتری [illegible] سے ہر ایک مشتری کے دور جا وہ مشتری کے پاس جو خواہندہ تیرا ہے اول و آخر سے وہ تیرے آگاہ ہے یعنی تو اپنا خواہندہ [illegible] دنیا کو اور خدا کو تیرا خواہندہ ہے اسکو نہین تلاش کرتا ہے کہ جب وہ تیرا خواہندہ ہوگا تمام جہان تیرا خریدار ہوگا پس تو خواہندی حق کی چاہ باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ مت کر الخ یعنی شعر تو ہر ایک مشتری حاصل مت کر کہ عشق بازی دو معشوق کی بری ہے اگر مخلوق سے خریدے تو فائدہ کی نہووے اور عقل کی قیمت ذرا خود وہ اسکی قیمت نصف نعل نہین ہے تو اسپر ظاہر کرتا ہے یاقوت و لعل کو تجھکو حرص محروم و اندھا کرے اور دیو تجھکو اپنی مانند رسوا کرے آگے اسکی مثال ہے جیسے اہل فیل اور قوم لوط کو اپنے مثل رسوا کر دیا اسنے مشتری کو صابرنے جانا کہ جو وہ ہر ایک مشتری کی طرف نہ گئے جو کوئی اس مشتری سے پھر گیا بخت و اقبال و بقا اس سے گیا تاکہ حریصون سے سدا حسرت رہے جیسے حسد مین اہل مروان مبتلا ہین یعنی جو کوئی خدا سے پھر گیا بخت اس سے گیا اور حریصونکی مانند وہ ہمیشہ حسرت مین پڑا آگے اہل مروان کی حسرت کا بیان ہے فافہم ۱۲

ماند حسرت بر حریصان تا ابد	ہمچو حال اہل ضروان در حسد

تا حریصون پر رہے حسرت صدا	جون حسد مین اہل ضروان مبتلا

قصہ اہل ضروان و حسد ایشان کہ پدر ایشان در نخل باغ مسکینان را سید ادا از انگور و مویز و حلوا و پالودہ و دوشاب و دانہ و آرد و نان ہمہ عشر دادی لاجرم خدای در باغ و کشت او برکت نہاد کہ ہمہ محتاج او بودند و او محتاج کس نبود فرزندان خرج و عشر دیدند و برکت نہ ہمچون آن زن کہ آلت خر دید و کدو را ندید

قصہ[1] اہل ضروان و حسد انکے کا کہ باپ انکا آمدنی مین سے مسکینون کو دیتا تھا انگور و مویز و حلوا و پالودہ و دوشاب و دانہ و آٹا و روٹی مین سے عشر دیتا اسواسطے خدا نے باغ اور کھیتی اسکی مین برکت رکھی تھی کہ سب اسکے محتاج تھے اور وہ محتاج کسی کا نہ تھا فرزند اسکے خرج و عشر دیکھتے تھے اور برکت نہین مثل اس زن کے کہ آلت خر کو دیکھا اور کدو کو نہ دیکھا

بود مردی صالحی ربانیی	عقل کامل داشت پایان دانیی
در دہ ضروان بہ نزدیک یمن	شہرہ اندر صدقہ و خلق حسن
کعبۂ درویش بودی کوی او	آمدندی مستمندان سوی او
ہم ز خوشہ عشر دادی بی ریا	ہم ز گندم چون شدی از کہ جدا
آرد گشتی عشر دادی ہم از آن	نان شدی عشر دگر دادی ز نان
از عنب عشری بدادی و ز مویز	عشر ہم دادی ز دوشاب نیز
ہم ز حلوا عشر داز پالودہ ہم	می فرونگذاشتی از بیش و کم

ایک[2] صالح مرد تھا اہل یقین	عقل کامل رکھتا اور انجام بین
موضع ضروان مین نزدیک یمن	تھا سخی مشہور با خلق حسن
اسکا کوچہ کعبۂ درویش تھا	اسکی سو آتا تھا بس ہر اک گدا
عشر بھی خوشہ سے دیتا بیریا	اور بھی گیہون سے جو کرتا صفا
عشر دیتا جب کہ آٹا پیستا	اور دیتا عشر روٹی سے بھی تھا
دیتا انگور اور مویزون سے سدا	عشر اور دوشاب سے بھی دائما
عشر حلوا نے پالودہ سے بھی	دیتا اور کرتا نہین بیش و کمی

[1] قصہ چہارم حسرت عمر گذشتہ مین خافہم ۱۲

[2] ایک صالح الخ شعر ایک مرد صالح تھا اہل یقین عقل کامل رکھتا تھا اور انجام مین نزدیک یمن کے موضع ضروان مین سخی مشہور تھا با خلق حسن اسکا کوچہ کعبہ درویش تھا اسکے پاس ہر ایک گدا آتا تھا عشر خوشہ کا دیتا تھا بیریا اور گیہون سے بھی جو کرتا تھا صفا جبکہ آٹا پیستا عشر دیتا اور روٹی سے بھی عشر دیتا تھا انگور و مویزون کا سدا عشر دیتا اور دوشاب سے بھی دائما حلوا و پالودہ سے بھی عشر دیتا اور دوشاب بھی بیش و کم نہین کرتا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

عشر ہر دخلے فرو نگذاشتی — چار بارہ دادی آنچہ کاشتی
بس وصیتہا بگردی ہر زمان — جمع فرزندان خود را آنجوان
کاللہ اللہ قسم مسکین بعد من — وا مگیرید از حریصی خویشتن
تا بماند بر شما کشت و ثمار — در پناہ طاعت حق استوار
دخلہا و میوہ ہا جملہ ز غیب — حق فرستادہ است بے تخمین و ریب
در محل دخل اگر خرجے کنی — درگہ سود است بر سودے زنی
ترک اغلب دخل را در کشت زار — باز کارد چون دہیست اصل ثمار
بیشتر کارد خورد زان اندکے — کو ندارد در برویدن شکے
زان بیفشاند بکشتن ترک دست — کان غلم اش ہم ز آن زمین حاصل شدست
کفشگر ہم آنچہ افزاید ز نان — میخرد چرم و ادیم و سختیان
این زمین و سختیان پردہ است و بس — اصل روزی از خدا دان ہر نفس
کہ اصول دخلہا بنہادہ اند — ہم ازینہا میکشاید رزق بند
دخل ازانجا آمدستش لاجرم — ہم ازانجا میکند داد و کرم
چون بکاری در زمین اصل کار — تا بروید ہر یکے را صد ہزار
گیرم اکنون تخم را گر کاشتے — در زمین کس سبب پنداشتے
چون دو سہ سالے نروید چون کنی — جز کہ در لابہ و دعا کف بر زنی
دست بر سر میزنی پیش الہ — دست و سر برداد نت رزقش گواہ

عشر ہر آمد سے نے وہ چھوڑتا — چار باری دیتا ہر شے سے جدا
بس وصیت کرتا تھا ہر وقت وہ — جمع کر کے اپنی سب اولاد کو
حصہ مسکین کا میرے بعد تم — اپنی نخوت سے نہ للہ کرنا گم
تم پہ قائم کھیتی و میوے رہین — تا پناہ طاعت اللہ مین
جملہ میوے اور آمد غیب سے — بھیجے بے انداز و شک اللہ نے
خرچ آمد کی تو جا مین گر کرے — فائدہ پر فائدہ ہووے تجھے
کھیت مین آمد کو دہقان بیشتر — بوتا پھرتا ہے جو وہ اصل ثمر
بوئے زیادہ تھوڑا کھائے دخل سے — کہ نہین کچھ اگنے سے شک ہے اسے
اسلیے بونے مین دہقان ساعی ہے — اس زمین سے جو ملا غلہ اسے
کفشگر کھانے سے جو زیادہ بچے — پس ادھوڑی اور چمڑہ مول لے
یہ زمین اور چرم اک پردہ ہے بس — اصل روزی جان حق سے ہر نفس
کہ اصول آمد کا یہ انکا ہوا — بھی انھین سے رزق بند انکا کھلا
آئی آمد انکو واں سے جان لے — جود و بخشش بھی وہان سے آئی ہے
جو تو بوئے گا زمین اصل مین — تا ہر اک سے سو ہزار آخر اگین
مین نے مانا گر زمین مین تخم اب — تو نے بویا اور اسے جانا سبب
نہ اگے اک دو برس تو کیا کرے — اس سوا کہ سر دعا مین پیٹ لے
ہاتھ مارے سر پہ تو سوے الہ — رزق دینے پہ ہین ہاتھ اور سر گواہ

سلہ عشر الخ شعر وہ عشر ہر ایک آمد سے نہین چھوڑتا اور چار بار ہر شے سے ہمیشہ دیتا پس وصیت وہ ہر وقت کرتا تھا جمع کر کے اپنی سب اولاد کو کہ حصہ مسکینون کا تم میرے بعد اپنی نخوت سے گم نہ کرنا تاکہ تم پر کھیتی اور میوے قائم رہین اور خدائے تعالی کی طاعت کی پناہ مین رہین تم پر میوے اور آمد غیب سے بے اندازہ بیشک اللہ نے بھیجے تو آمد کی جاے مین اگر خرچ کرے تجھکو فائدہ حاصل ہووے یعنی جو تو آمد کی جا مین خرچ کرے فائدہ پر فائدہ حاصل ہووے آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲ سلہ کھیت مین الخ شعر دہقان کھیت مین آمد کو زیادہ بوتا پھرتا ہے جو وہ اصل ثمر ہے بوتا زیادہ اور کھاتا کم ہے دخل سے اسکو اگنے سے شک نہین ہے اسواسطے دہقان بونے مین ساعی ہے کہ جو اسے غلہ ملا ہے مثال دوسری کفش گر جو کھانے سے زیادہ بچے ادھوڑی و چمڑا مول لے آگے اسکے حقائق ہین یہ زمین اور چمڑا ایک پردہ ہے اصل روزی کی حق سے جان ہر دم کہ یہ سبب انکی اصول آمد کا ہوا ابھی انھین سے آمد کا بند رزق کھلا انکو آمد وہان سے آتی ہے اور جود و بخشش بھی وہان سے آئی جو تو بوتا ہے زمین اصل مین بوتا ہے کہ ہر ایک سے آخر سو ہزار اگین یعنے جو تو جانتا ہے کہ ہر ایک دانہ بونے سے زیادہ غلہ پیدا ہوتا ہے پس تو دانہ اعمال کو بوتا ہے تو زمین اصل مین بوکر دیکھ ایک کے سو ہزار تجھکو ملے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ مین نے مانا الخ شعر مانا کہ اگر زمین مین تو نے تخم بویا اور اسے سبب جانا اگر ایک دو برس نہ اگے تو کیا کرے اس سوا کہ دعا مین سر پیٹ لے سر پہ تو ہاتھ مارے جانب حق کے کہ رزق دینے پہ سر و ہاتھ گواہ ہین حق اصل اصل رزق ہے جو کوئی اس سے رزق لے نہ زید و عمرو سے اور اس سے سستی لے نہ کہ بنگ و خمر سے اور ثروت جاہ نہ گنج و مال سے اس سے نفرت جاہ نہ محمود خال سے آخر کار تو ان سب سے جدا ہوگا انسدم تو کسی کو پکاریگا بھلا تو یعنی تو رزق حق سے جان اور زید و عمرو سے مت جا کہ وہ رزق کی اصل کا اصل ہے باقی حال آگے ہے

تا بدانی کاصل اصل رزق اوست — تا ہم اورا جوید آنکو رزق جوست
رزق از وی جو مجو از زید و عمر — مستی از وی جو مجو از بنگ و خمر
منعمے زو خواہ نے از گنج و مال — نصرت از وی خواہ نے از عم و خال
عاقبت زینہا بخواہی ماندن — ہین کرا خواہی در آندم خواندن
این ہمہ را خوان و باقی را بمان — تا تو باشی وارث ملک جہان
چون یفر المرء آید من اخیہ — یہرب المولود یوما من ابیہ
زان شود ہر دوست آن ساعت عدو — کہ بت تو بود از رہ مانع او
روی از نقاش بر می تافتی — چون ز نقشے انس دل می یافتی
ہیندم از یارانت با تو ضد شوند — ور تو برگردند و در خصمے روند
تو بگو نک روز من پیروز شد — آنچہ فردا خواست شد امروز شد
ضد من گشتند اہل این سرا — تا قیامت عین شد پیشین مرا
پیش از ان کر روزگار خود برم — عمر با ایشان بپایان آورم
کالہ معیوب بخریدہ بدم — شکر کز عیبش بگہ واقف شدم
پیش از ان کز دست سرمایہ شدی — عاقبت معیوب بیرون آمدی
مال رفتہ عمر رفتہ اے نسیب — مال و جان دادہ پے کالہ معیب
نقد دادم زر قلبی بستدم — شاد شادان سوے خانہ می شدم
شکر کاین قلبیش پیدا شد کنون — پیش از ان کہ عمر بگذشتی فزون
قلب ماندی تا ابد در گردنم — حیف بودی عمر ضائع کردنم

اصل اصل رزق ہے وہ جان تو — اُس سے ڈھونڈھے جو کوئی ہو رزق جو
رزق اُس سے لے نہ زید و عمر سے — مستی اُس سے لے نہ بنگ و خمر سے
ثروت اُس سے چاہ نہ گنج و مال سے — نصرت اس سے چاہ نہ عم و خال سے
آخر ان سب سے تو ہووے گا جدا — اُس گھڑی کس کو پکاریگا بھلا
چاہ[1] اب اُسکو ہو باقی سے جدا — تا تو ہووے وارث اک اس ملک کا
جب یفر المرء آئے من اخیہ — یہرب المولود یوما من ابیہ
دوست دشمن ہووے اُسدم اس لیے — کہ تو بت تھا او مانع راہ سے
پھیرتا تھا منہ کو تو نقاش سے — نقش سے جو انسیت تھی بس تجھے
یار گر پھر جائیں تیرے اُس گھڑی — اور کریں تجھسے وہ ضد اور دشمنی
کہہ تو اب دن کامیاب اپنا ہوا — جو کہ کل چاہتا تھا آج ہی ہو گیا
ہو گئے[2] اہل جہان یہ ضد مرے — حشر آیندہ ہوا نقد اب مجھے
پہلے اس سے کہ زمانہ کھو چلوں — ساتھ اُنکے عمر کو آخر کردوں
میں نے جو معیوب سامان تھا لیا — شکر ہے عیب اُسکا مجھکو کھل گیا
اس سے پہلے کھوتا یہ پونجی جو میں — پڑتا آخر کار میں معیوب میں
بس گئی عمر اور مال افسوس ہے — جان دی معیوب سامان کے لیے
نقد[3] دیکر کھوٹا زر میں نے لیا — اور خوش خوش سوے میخانہ گیا
شکر کھوٹا پن مجھے اب کھل گیا — پہلے اُس سے عمر کہ جاتی سوا
کھوٹا اب تک ہے رہتا گردن پر مرے — حیف کھوتا عمر کوئی کس لیے

[1] چاہ اب الخ ۔ شراب اُسکو چاہ اور باقی اقارب سے جدا ہوتا کہ تو وارث اُس ملک کا ہووے ترجمہ مرد فرار کریگا بھائی اپنے سے اور بھاگے گا بچہ باپ سے اُسدم دوست دشمن ہووے اسواسطے کہ تو ایک بت دل نع راہ سے تھا تو منہ کو پھیرتا تھا نقاش سے بوجہ نقش سے تجھے انسیت تھی اگر تیرے یار پھر جائیں اُسدم اور تجھسے وہ ضد اور دشمنی کریں تو کہہ اپنا اب دل کامیاب ہوا جو کل چاہتا تھا آج ہی ہو گیا یعنی تو اپنے عزیز و اقارب سے روگردان ہو اور خدا کی جانب رجوع کر کہ سب تیرے دشمن دوست ہو جاویں کیونکہ تو خالق سے منہ پھیرتا تھا مخلوق سے انسیت رکھتا تھا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

[2] ہو گئے الخ ۔ شعر یہ اہل جہان مرے ضد ہو گئے حشر آیندہ مجھے نقد ہوا اس سے اول کہ زمانہ کو کھو کر چلوں اور اُنکے ساتھ عمر کو آخر کروں میں نے جو سامان معیوب لیا تھا شکر ہے کہ عیب اُسکا مجھکو کھل گیا اس سے پہلے کہ جو یہ پونجی میں کھوتا آخر کار میں معیوب میں پڑتا پس عمر گئی اور مال افسوس ہے کہ معیوب سامان کے لیے جان دی یعنی شکر ہے کہ جو میں نے سامان معیوب دنیا کا لیا تھا اُسکا عیب مجھکو کھل گیا ورنہ میں بس سامان معیوب میں گرفتار رہتا باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲۔

[3] نقد دیکر الخ ۔ شعر نقد دیکر کھوٹا زر میں نے لیا اور خوش خوش ہما بت خانہ کے گیا شکر ہے کہ کھوٹا پن مجھکو کھل گیا اس سے پہلے کہ عمر سوا جاتی اب تک میرے گردن پہ کھوٹا رہتا افسوس ہوتا کہ عمر کسو ایسے کھوئی اسکا کھوٹا پن جو جلدی کھل گیا اپنا پایا تو ان جلدی کھینچوں مشفقانہ تیرا یار دشمنی ظاہر کرنے جنگ و کینہ اور حسد آخر سے اُسکی روگردانی سے تو مت بیچ اور خود احمق و نادان مت بن بلکہ تو شکر حق کر اور کہا نا کہلا کر اُسکے کینہ میں

چون بگہ تر قلبے آورد نمود | پای چو را کشتم من زود زود
یار تو چون دشمنی پیدا کند | گر ز رشک و حسد او بیرون زند
تو ازان اغراض او افغان مکن | خویشتن را ابلہ و نادان مکن
بلکہ شکر حق کن و نان بخش کن | کہ نہ گشتی در جوال او کہن
از جوالش چون تو بیرون آمدی | تا بجوئی یار صدق سرمدی
نازنین یاری کہ بعد از مرگ تو | رشتۂ یاری او گردد سہ تو
آن مگر سلطان بود شاہ رفیع | یا بود مقبول سلطان و شفیع
رستی از قلاب و سالوس و دغل | عز او دیدی عیان پیش از اجل
این جفای خلق با تو در جہان | گر بدانی گنج زر آمد نہان
خلق را با تو چنین بدخو کند | تا ترا ناچار رخ زانسو کند
این یقین دان کاندر آخر جملہ شان | خصم گردند و عدو و سرکشان
تا بمانی با فغان اندر لحد | لا تذرنی فرد خواہان از احد
ای جفایت بہ ز عہد واقیان | ہم ز داد تست عہد باقیان
بشنو از عقل خود ای انباردار | گندم خود را بارض اللہ سپار
تا شود ایمن ز دزد و از شپش | دیو را با دیو چہ زود تر بکش
کو ہمی ترساندت ہر دم ز فقر | بچہ کبکش صید کن ای زہ صقر
باز سلطانی عزیز و کامیار | ننگ باشد گر کند کبکش شکار
بس وصیت کرد و تخم وعظ کاشت | چون زمین شان شورہ بد سودی نداشت

کھونا پن اسکا جو جلدی کھل گیا | پاؤن اپنا جلد کھینچ مشفقا
یار تیرا دشمنی ظاہر کرے | جنگ و کینہ اور حسد آخر کرے
اُسکے بس اغراض سے مت چیخ تو | مت کرے نادان و احمق آپ کو
بلکہ کر تو شکر حق کھانا کھلا | کہ نہ کہنہ گون اسکی مین ہوا
گون[۱] سے جو اسکی تو باہر ہوا | کہ تلاش اب یار با صدق و صفا
یار ایسا کہ ترے بعد از فنا | اسکی یاری کا ہو رشتہ سہ لا
ہووے وہ سلطان و شاہ رفیع | یا کہ ہو مقبول سلطان شفیع
کھوٹے پن مکر و دغل سے تو چھٹا | عزت اسکی پیش از اجل دیکھے سوا
ظلم تجھپر خلق کا اندر جہان | گر تو جانے گنج زر کا ہی نہان
ایسا تجھسے خلق کو بدخو کرے | تا کہ تو ناچار منہ اُس سو کرے
کر یقین[۲] تو کہ وہ آخر مین سبھی | تیرے دشمن ہون کرین وہ سرکشی
تا کہ تو چلائے اندر گور کے | لا تذرنی فرد قرآن سے پڑھے
ظلم تجھپر عہد واقی سے بھلا | عہد باقی تیری بخشش سے سدا
عقل سے سن اہل غلہ بات کو | گندم ارض اللہ مین اپنی تو بو
تا کہ چور اور گھن سے بس امن تو ہو | دیو کے بچہ کو مار اور دیو کو
وہ ڈراتا تجھکو ہر دم فقر سے | صید تو کر کبک کی مانند اُسے
باز سلطانی ہی تو ای کامگار | شرم ہے جو کبک کا تو ہو شکار
کی وصیت[۳] تخم بویا وعظ کا | تھی زمین شور انکی نہ اُگا

سلہ گون سے الخ، شعر تو گون سے اسکی جلد سے باہر ہو گیا صدق و صفا کے ساتھ یار کو تلاش کر لیا یار بھی وہ کہ تیری فنا کے بعد اسکی یاری کا رشتہ سہ لا ہو وہ سلطان و شاہ رفیع ہووے یا کہ مقبول سلطان و شفیع ہووے یعنی وہ یار تیرا جناب رسول مقبول صلعم ہووین یا کہ اولیاء اللہ ہووین مکر و دغل کے کھوٹے پن سے تو چھٹا اسکی عزت اجل سے پہلے سوا دیکھے ظلم دنیا کا تجھپر جہان مین گر تو جانے گنج زر پوشیدہ ہے تجھسے خلق کو ایسا بدخو کرے کہ تا اس طرف ناچار منھ کرے یعنی جبکہ یاری حق کی تو نے قبول کی وہ مخلوق کو تجھپر ایسا کرے کہ تو ناچار ہو کر یار کی طرف متوجہ ہووے پس تو خدا کی طرف متوجہ ہو دنیا سے بیگانہ ہو کر یہ نجم ہو بچہ ہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ کر یقین الخ، شعر تو یقین کر کہ وہ آخر مین سب تیرے دشمن ہون اور سرکشی کرین تا کہ گور مین چلائے تو لا تذرنی فرداً کو قرآن سے پڑھ عہد واقی سے تجھپر ظلم بہ اور عہد باقی سے تجھپر بخشش ہمیشہ ہے اے اہل غلہ اس بات کو سن کہ تو گندم ارض اللہ مین اپنا بو کہ تا چور سے اور گھن سے تو امن ہو دیو کے بچہ و دیو کو تو مار وہ تجھکو ڈرتا ہر دم فقر سے ہے کبک کے مانند تو اسکو صید کر تو باز سلطانی ہے شرم کی بات ہے تو کبک کا شکار ہو یعنی تو اپنے نفس و شیطان کو اسیر کر اور جو کام کرنا ہے راہ خدا مین کر بڑی شرم کی بات ہے کہ تو بازشاہ ہو کر کبک نفس کا تو شکار ہووے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲
سلہ کی وصیت الخ، شعر وصیت کی اور تخم بویا وعظ کا جو انکی زمین شور تھی نہ اگا اگرچہ ناصح سو نصیحت رکھتا ہے ولیکن نصیحت کو گوش شنوا چاہیئے تو نے اطلاع سے سو نصیحت بکہ دی ولیکن وہ نصیحت سے پہلو تہی کرتا ہے ایک سننے والا بہت گزرتے سو کہنے والون کو عاجز کر دے انبیاء کو ان ناصح تر سے کہ انکے دم نے سنگ کو ریزہ کیا اسدم سے کوہ و پتھر کلام مین شنا آئے ولیکن بدبخت کا کان بند نہ کھلا یعنی انبیاء و اولیاء کی نصیحت سے پتھر پانی ہو جاتا ہے ولیکن بدبخت و سنگدل پر کچھ اثر ترتب نہیں ہوتا ہے یہ اثر ہدایت پر موقوف نہیں ہے خدا جسکو چاہتا ہے ہدایت پذیر

گرچه ناصح را بود صد داعیه — پند را اذنی بباید واعیه
تو بصد تلطیف پندش میدهی — او ز پندت می کند پهلو تهی
یک کس نامستمع ز استیز ورد — صد کس گوینده را عاجز کند
ز انبیا ناصح تر و خوش لهجه تر — کی بود که رفت دمشان در حجر
زانچه سنگ و کوه در کار آمدند — می نشد بدبخت را بگشاده بند

گرچہ ناصح سو نصیحت ہو رکھے — گوش شنوا پند کو بس چاہیے
لطف سے سو پند تو نے اسکو دی — پند سے کرتا ہے وہ پہلو تہی
ایک نا شنوا بہت تکرار سے — کہنے والے سو کو عاجز تر کرے
انبیا سے کون ہے ناصح سوا — کہ حجر ریزہ دم انکے نے کیا
کوہ پتھر آئے اُسدم سے بکار — نے کھلا بدبخت کا بند اور یا

در بیان آنکه عطای حق و قدرت او موقوف بر قابلیت نیست همچون داد خلقان که آن را قابلیت باید زیرا که عطای حق قدیم ست و قابلیت حادث که آن صفت حق ست و این صفت خلق

بیان میں اُسکے کہ عطائے حق تعالی موقوف اوپر قابلیت کے نہیں ہے جیسے کہ بخشش مخلوق کی کہ اُسکو قابلیت چاہیے کسواسطے کہ عطائے حق کی قدیم ہے اور قابلیت حادث کہ وہ صفت حق کی ہے اور یہ صفت خلق کی

آنچنان دلها که بدشان ما و من — نعتشان شد بل اشد قسوة
چارهٔ آن دل عطای مبدلیست — داد او را قابلیت شرط نیست
بلکه شرط قابلیت داد اوست — داد لب و قابلیت هست پوست
اینکه موسی را عصا ثعبان شود — همچو خورشیدی کفش رخشان شود
صد هزاران معجزات انبیا — کان نگنجد در ضمیر و عقل ما
نیست از اسباب تصریف خدا — نیستها را قابلیت از کجا
قابلی گر شرط فعل حق بدی — هیچ معدومی بهستی نامدی

ایسے دل کہ انمیں تھی ہر ما و من[1] — انکی ہوئی تعریف اشد قسوة
ہے عطاء مبدل اس دل کی دوا — جود حق کو قابلیت نے روا
خود اُسی کی قابلیت جود مغز — قابلیت پوست اور ہے جود مغز
جیسے موسیٰ کا عصا اژدر ہوا — اور خورشید درخشاں کف بنا
انبیا کے معجزے لاکھوں جو ہیں — کہ ہماری عقل میں کب آسکیں
ہے تصرف حق کا نہ اسباب سے — نیست کو بس قابلیت کہاں سے ہے
شرط[2] ہوتی فعل حق کو قابلی — آتا نے معدوم ہستی میں کوئی

[1] ایسے دل الخ یہ شعر ایسے دل کہ انمیں ما و من پر تھی انکی تعریف ہوئی ترجمہ سنگ عطاء و مبدل، اس دل کی دوا ہے بخشش اسکی قابلیت کو نادر ہے قابلیت پوست و بخشش مغز ہے آگے اسکی مثال ہے جیسے موسیٰ عم کا عصا اژدہا ہوا اور خورشید درخشاں کف دست کی جا جو کہ ہوئے انبیا کے لاکھوں ہیں کہ ہماری عقل میں کب آسکتے ہیں وہ تصرف حق کا ہے اسباب سے نہیں ہے کہ نیست کو قابلیت کہاں سے ہے یعنی انبیا علیہم السلام کے معجزے جو ہر ایک شے سے ظاہر ہوتے ہیں وہ تصرف حق کا ہے اسباب کے سبب سے نہیں ہوتے ہیں آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲-

[2] شرط ہوتی الخ یہ شعر اگر فعل حق کو قابلیت شرط ہوتی کوئی معدوم ہستی میں نہیں آتا سنت و اسباب و طریقہ طالبوں کے واسطے زیر آسمان رکھا ہے احوال سنت پر بیشتر چلے اور کبھی سنت کو قدرت پھاڑ دے سنت و عادت باعزہ کبھی ہے پھر خرق عادت کو معجزہ کیا ہے یعنی فعل حق کا قابلیت پر موقوف نہیں ہے مگر طالبوں کے واسطے سنت و اسباب و طریقہ کو رکھا ہے اور معجزہ کو خرق عادت کیا ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم

سنتی بنهاد و اسباب و طرق / طالبان را زیر این ازرق تتق
بیشتر احوال بر سنت رود / گاه قدرت خارق سنت شود
سنت و عادت نهاده با مزه / باز کرده خرق عادت معجزه
بی سبب گر عز با موصول نیست / قدرت از عزل سبب معزول نیست
ای گرفتار سبب بیرون مپر / لیک عزل آن مسبب ظن مبر
هرچه خواهد آن مسبب آورد / قدرت مطلق سببها بر درد
لیک اغلب بر سبب راند نفاد / تا بداند طالبی جستن مراد
چون سبب نبود چه ره جوید مرید / پس سبب در راه می آید پدید
این سببها بر نظرها پرده هاست / که نه هر دیدار صنعش را سزاست
دیده باید سبب سوراخ کن / تا حجب را بر کند از بیخ و بن
تا مسبب بیند اندر لامکان / هرزه بیند جهد و اسباب و دکان
از مسبب میرسد هر خیر و شر / نیست اسباب و وسائط ای پدر
جز خیال منعقد بر شاهراه / تا بماند دور غفلت چندگاه

سنت و اسباب و طرق بس رکھا / طالبون کے واسطے زیر سما
بیشتر احوال سنت پر چلے / اور کبھی سنت کو قدرت پھاڑ دے
سنت و عادت رکھی ہی با مزہ / پھر کیا ہی خرق عادت معجزہ
گر نہ عزت بے سبب ہمکو ملے[1] / بے سبب قدرت نہین معزول ہے
اے گرفتار سبب باہر نہ جا / پر مسبب کو نہ جان اُس سے جدا
جو مسبب چاہتا کرتا وہ سب / قدرت مطلق سبب کو پھاڑ دے
حکم جاری ہی سدا اسباب پے / تا مرادین چلتا طالب جان لے
نے سبب ہو راہ کیا ڈھونڈھے مرید / رہ مین ہوتے ہین سبب ظاہر مزید
یہ سبب پردے ہین اندر دید کے / اُسکی صنع دیکھ کب کوئی سکے
ایسا دیدہ ہو سبب کو پھاڑ دے / اور اکھیڑے پڑ وہ جڑ سے
لامکان مین تا مسبب دیکھے وہ / جانے بیہودہ وہ جہد اسباب کو
یہ مسبب سے آتا خیر و شر / واسطہ اسباب کب ہے ای پدر
جز خیال پائدار اس راہ پے / عقل تیری تا نہ تھوڑی دن رہے (غفلت)

در بیان ابتدای خلقت آدم که جبرئیل را امر شد باوردن خاک

ابتدائے خلقت جسم آدم علیہ السلام مین کہ جبرئیل عم کو حکم ہوا واسطے لانے خاک کے

چونکه صانع خواست ایجاد بشر / از برای ابتلای خیر و شر
جبرئیل صدق را فرمود رو / مشت خاکی از زمین بستان گرو

چاہی[2] صانع نے جو ایجاد بشر / واسطے اس امتحان خیر و شر
پس کہا جبرئیل صادق کو کہ جا / اور زمین سے ایک مٹھی خاک لا

[1] بے سبب الخ۔ اشعر گر ہمکو بے سبب عزت نہ ملے قدرت بھی بے سبب کے معزول نہین ہے تو اے گرفتار سبب کے باہر مت جا مگر سبب کو اس سے جدا بھی نہ جان جو مسبب چاہتا ہے وہی کرتا ہے قدرت مطلق سبب کو پھاڑ دیتی ہے حکم جاری ہمیشہ اسباب پر ہے تاکہ طالب مرادین پا جاوے اگر سبب نہ ہو مرید کیا ڈھونڈھے کیونکہ راہ مین سبب زیادہ ہوتے ہین یہ سبب پردے ہین دیدہ مین جسکی صنعت کب کوئی دیکھ سکے ایسا دیدہ ہو تو سبب کو پھاڑ دے اور جڑ کو پیڑ سے اکھیڑ دے لامکان مین تا وہ مسبب کو دیکھے اور اسباب و جہد کو بیہودہ جانے یہ خیر و شر مسبب سے آتا ہے اسباب و واسطے کیا ہے سوائے خیال پائدار کے اس راہ پر عقل تیری تا نہ تھوڑے دن رہے یعنی سبب کو سب سے جدا مت جان کیونکہ مسبب جو چاہتا ہے کرتا ہے اور یہ سبب واسطے ڈھونڈھنے راہون کی ہے کہ صنعت الٰہی بغیر اسکے کب کوئی دیکھ سکے ہان ایسا دیدہ ہو کہ سبب کو پھاڑ دے وہ مسبب کو لامکان مین دیکھ سکتا ہے آگے اسکا حال ہے تخلیق آدم مین فرماتے ہین فافہم ۱۲۔

[2] چاہی صانع الخ۔ شعر صانع نے جو چاہی ایجاد بشر کے واسطے امتحان خیر و شر کے جبرئیل صادق کو کہا کہ جا اور زمین سے ایک مٹھی خاک کی واپس کمر باندھی اور زمین کی طرف گیا تا کہ حکم رب العالمین کا بجا لاوے جو ہاتھ جانب خاک کے لے گیا اُس سے خاک اُسدم ظاہرا بھاگی اور خوشامد کی خاک نے اور کہا حرمت حق کے واسطے اے مشفق مجھکو میری جان کو چھوڑ دے اور باز رہ اپنا پھیر لے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

او میان بست و بیامد بر زمین — تا گزارد امر رب العالمین
دست سوی خاک برد آن مؤتمن — خاک خود را درکشید از وی علن
پس زبان بگشاد خاک و لابه کرد — کز برای حرمت خلاق فرد
ترک من گو و برو جانم ببخش — رو بتاب از من عنان خنگ رخش
در کشاکشهای تکلیف و خطر — بهر الله هل مرا اینجا مبر
بهر آن لطفی که حقت برگزید — کرد بر تو علم لوح کل پدید
تو ملائک را معلم آمدے — دائما با حق مکلم آمدے
هم سفیر انبیا خواهی بدن — تو حیات جان و روحی بی بدن
بر سرافیلت فضیلت بود ازان — کو حیات تن بود و تو زان جان
بانگ صورش نشات تنها بود — نفخ تو نشو دل یکتا بود
جان جان تن حیات دل بود — پس ز دادش داد تو فاضل بود
باز میکائیل رزق تن دهد — سعی تو رزق دل روشن دهد
او بداد کیل پر کرد ست ذیل — داد رزق تو نگنجد در کیل
هم ز عزرائیل با قهر و عطب — تو بهی چون سبق رحمت بر غضب
حامل عرش این چهارند و تو شاه — بهترین هر چهارے ز انتباه
روز محشر هشت بینی حاملانش — هم تو باشی افضل هشت آن زمانش
همچنین برمی‌شمرد و میگریست — بوی میبرد او کزان مقصود چیست
معدن شرم و حیا بد جبرئیل — بست آن سوگندها بر وی سبیل
بسکه لابه کردش و سوگند داد — بازگشت و گفت یا رب العباد

مترجم

پس کمر باندھ کے گیا سمت زمین — تا بجائے حکم رب العالمین
ہاتھ جانب خاک کے جو لے گیا — خاک اُسدم بھاگی اُس سے ظاہرا
پس خوشامد خاک نے کی اور کہا — حرمت حق کے لیے ای شفقا
چھوڑ مجھکو میری جان کو اور چل — مجھسے منھ پھیر اور تو گھوڑا پھرا
کشمکش[1] کی آفت و تکلیف سے — واسطے حق کے تو مجھکو چھوڑ دے
واسطے اس لطف حق کے کہ تجھے — کرکے مقبول علم کل ظاہر کیے
تو فرشتون کا معلم ہوگیا — اور حق سے باتین کرتا ہی سدا
انبیا کا ایلچی تو ہوے گا — تو ہی جان بے تن حیات دائما
افضل اسرافیل سے تو اس لیے — وہ حیات تن ہے اور تو جان ہے
صور اسکا پرورش تن کی کرے — نفخ تیرا پرورش دل کی کرے
جان جان تن حیات اک دل کی ہے — ذات افضل تیری از رہ عقل کے
رزق میکائیل پھر اس تن کو دے — رزق سعی تیرے دل روشن کو دے
ناپ کر وہ کیل سے دامن بھرے — رزق تیرا کیل مین نے آسکے
بہتر[2] عزرائیل قاہر سے تو ہے — جیسے سبقت قہر پر رحمت کو ہے
عرش کے حامل ہیں چار اور شاہ — بہتر ان چارون سے با علم اله
حشر کو تو آٹھ حامل پاوے گا — بھی تو ان آٹھوں مین افضل ہوئیگا
اسطرح کہتی تھی اور روتی تھی وہ — کیا ہے مقصد بھید بس لیتی تھی وہ
معدن شرم و حیا جبریل تھا — راستہ بند اُسنے قسمون سے کیا
بس خوشامد کرکے دین قسمین اسے — پھر گیا اور عرض کی اللہ سے

[1] کشمکش کی الخ ۹ شعر آفت و کشمکش کی تکلیف سے تو واسطے حق کے مجھکو چھوڑ دے اس لطف حق کے واسطے کہ تجھکو مقبول کرکے کل عالم ظاہر کیے تو فرشتون کا معلم ہوگیا اور حق سے باتین سدا کرتا ہے تو انبیا کا ایلچی ہوئیگا اور تو جان بے تن و حیات جاودان ہے اسرافیل سے تو افضل اسواسطے ہے کہ وہ حیات تن ہے اور تو ملک جان کا ہے اسکا صور پرورش تن کی کرے اور تیرا نفخ پرورش دل کی کرے ہیا جان بدن کی حیات دل کی ہے تیری ذات افضل از راہ عقل کے ہے میکائیل رزق اس بدن کو دے اور تیری سعی رزق دل روشن کردے وہ کیل سے ناپ کر دامن بھرے اور تیرا رزق کیل مین نہ آسکے یعنی جبرئیل سے رزق روحی ملتا ہے اور اسرافیل سے رزق تن پہونچتا ہے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲۔

[2] بہتر الخ ۸ شعر تو عزرائیل قاہر سے بہتر ہے جیسے رحمت کو سبقت قہر پر ہے ان چارون سے بہتر ہے بعلم خدا تو حشر کو آٹھ حامل پائیگا بھی ان آٹھون مین تو افضل ہوے گا وہ زمین اس طرح کہتی تھی اور روتی تھی اور بھید لیتی تھی کہ اس سے مقصد کیا ہے جبرئیل معدن شرم و حیا تھا اس نے راستہ بند قسمون پر کیا بس خوشامد کی اور اُسے قسمین دین پھر گیا اور اللہ سے عرض کی آگے عرض جبرئیل کا بیان ہے فافہم ۱۲۔

من نبودستم بکارت سرسری	لیک زانچه رفت تو داناتری
گفت نامی که ز هوشش ای بصیر	هفت گردون باز مانند از مسیر
چون بنامت تو مرا سوگند داد	رحمتت عام ست و احسان تو داد
شرمم آمد گشتم از نامت خجل	ورنه آسان ست نقل مشت گل
که تو قوت داده املاک را	که بدر آنند این افلاک را
مشت خاکی را چه قدر و قوت ست	برگرفتن لیک غالب رحمت ست

میں نہ[1] آسان جانوں تیرے کام کو	جو کہ گذرا ماجرا جانے ہے تو
وہ لیا نام اک کہ اُسکے ہول میں	چرخ ساتوں باز پھرنے سے رہیں
جو قسم دی مجھکو تیرے نام کی	تیری رحمت عام ہے احسان بھی
شرم آئی مجھکو تیرے نام سے	ورنہ مٹھی خاک لینا سہل ہے
تو نے قوت دی فرشتوں کو ہے وہ	کہ وہ دم میں پھاڑ دیں افلاک کو
قدر قوت کیا ہے مٹھی خاک کو	چھین لیوے پر ہے رحمت فوق کو

چلن

فرمان آمدن بہ میکائیل کہ از روئے زمین قبضہ خاک بردار جہت تخمیر وجود آدم زاری کردن او در گذاشتن او

حکم آنا میکائیل کو ایک مٹھی خاک واسطے خمیر جسم آدم کے زمین سے لا اور زاری کرنا زمین کا اور چھوڑ دینا اسکا

گفت میکائیل را تو رو بزیر	مشت خاکی در ربا از وی دلیر
چونکه میکائیل شد تا خاکدان	دست کرد او تا که برباید از آن
خاک لرزید و درآمد در گریز	گشت او لابه کنان و اشک ریز
سینه سوزان لابه کرد و اجتهاد	با سرشک خونیش سوگند داد
که بحق لطف رحمن حمید	که بکردت حامل عرش مجید
کیل ارزاق جهان را مشرفی	تشنگان فضل را تو مغرفی
زانکه میکائیل از کیل اشتقاق	دارد و کیال شد در ارتزاق
که امانم ده مرا آزاد کن	بین که خون آلوده گویم سخن

بولا[2] میکائیل کو نیچے تو جا	اور اس سے ایک مٹھی خاک لا
جبکہ میکائیل آیا خاک پے	اور بڑھایا ہاتھ لینے کے لیے
خاک کانپی اور لگی بس بھاگنے	اور لگی رونے وہ اُسکے سامنے
اور خوشامد سوز دل سے بس کیا	اور رو رو کرکے قسمیں سکو دیں
کہ قسم اس رحمت رحمن کی ہے	کہ کیا ہے عرش کا حامل تجھے
بادشاہ کیل رزق عالم ہے تو	آب دے ہے تشنگان فضل کو
کیونکہ میکائیل مشتق کیل سے	کیل سے تو رزق کو قسمت کرے
کہ امان[3] دے مجھکو اور آزاد کر	کہتی ہوں رو رو کے میں خون جگر

[1] میں نہ آسان الخ۔ شعر میں آسان نہیں جانتا ہوں تیرے کام کو جو ماجرا گذرا تو جانتا ہے وہ ایک نام لیا کہ اُسکے ہول میں ساتوں چرخ پھرنے سے باز رہیں جو مجھکو قسم تیری نام کی دی رحمت عام ہے اور احسان بھی تیرے نام سے مجھکو شرم آئی اور مٹھی خاک لینا سہل تھی تو نے فرشتوں کو وہ قوت دی ہے کہ وہ دم بھر میں افلاک کو پھاڑیں قدر قوت مٹھی خاک کو کیا ہے چھینے میں و لیکن رحمت جو فوق ہے یعنی رحمت حق کی قہر پر فوق ہے اسواسطے اہل سنت بھی رحمت کو قہر پر غالب رکھتے ہیں آگے حکم میکائیل میں بیان ہے فافہم ۱۲۔

[2] بولا الخ۔ شعر حق تعالی نے میکائیل سے کہا کہ تو نیچے جا اور زمین سے ایک مٹھی خاک لا جبکہ میکائیل زمین پر آیا اور خاک لینے کو ہاتھ بڑھایا خاک کانپی اور بس بھاگنے لگی اور رونے لگی اسکے روبرو اور خوشامدیں سوز دل سے از بس کریں اور رو رو کر اسکو قسمیں دیں کہ قسم ہے رحمن کی جسنے عرش کا حامل تجھے کیا ہے تو کیل رزق کا عالم کا بادشاہ ہے اور تشنگان فضل کو آب دیتا ہے کیونکہ میکائیل مشتق ہے کیل سے جو کہ کیل سے رزق کو قسمت کرتا ہے یعنی جو کہ کیل سے رزق تقسیم کرتا ہے اسواسطے نام انکا میکائیل رکھا ہے آگے الحاح زمین کا بیان ہے فافہم ۱۲۔

[3] کہ امان دے الخ۔ شعر کہ امان دے اور آزاد کر میں خون جگر رو رو کر کہتی ہوں جو کہ ملک رحم حق کے کان آئے ہیں لا کہ زخم پر نمک کیسے چھڑکوں آگے اسکی مثال ہے جیسے دیو ایک فان قہر کی کہ استان سے فغان کرتا ہے اے مشفق رحمت غضب پر غالب ہے کیونکہ لطف وصف میں خالق کے غالب تھا اسکی عادت بندے رکھتے ہیں اسکی آب ہوتے پر مشک انکی ہے پس رسول حق اور ہادی سلوک ہیں کہ الناس علی دین ملوکہم یعنی آدمی اوپر دین بادشاہوں کے ہیں باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

معدن رحم اله آمد ملک — گفت چون زنم بر ریش او نمک
همچنانکه معدن قهرست دیو — که بر آورد از بنی آدم غریو
سبق رحمت بر غضب هست ای فتی — لطف غالب بود در وصف خدا
بندگان دارند لابد خوی او — مشکهاشان پر ز آب جوی او
آن رسول حق قلاووز سلوک — گفت الناس علی دین الملوک
رفت میکائیل پیش رب دین — از غرض خالی دو دست آستین
گفت ای دانای سر و رب دین — گرد خاک لابه گر نوحه و انین
خاکم از زاری و نوحه پست کرد — گریه بسیار کرد آن روی زرد
آب دیده پیش تو با قدر بود — من نتانستم که آرم ناشنود
آه و زاری پیش تو بس قدر داشت — من نتانستم حقوق آن گذاشت
پیش تو بس قدر دارد چشم تر — من چگونه گشتمی استیزه گر
دعوت زاریست روزی پنج بار — بنده را که در نماز آرد بزار
نعره موذن که حی علی الفلاح — آن فلاح آن زاریست اقتراح
آنکه خواهی کز غمش خسته کنی — راه زاری بر دلش بسته کنی
تا فرود آید بلا بی دافعی — چون نباشد از تضرع شافعی
وانکه خواهی کز بلایش واخری — جان او را در تضرع آوری
گفته اندر نبی کان امتان — که بر ایشان آمد آن قهر گران

رحم حق کی کان آئی ہین ملک — بولا کیسے زخم پر چھڑکون نمک
دیو جیسے قہر کی اک کان ہے — کہ دلاتا ہی فغان انسان سے
سبق رحمت ہی غضب پر مشفقا — وصف مین خالق کی غالب لطف تھا
عادت اسکی رکھتے بندے ہین وے — اسکی آب جو سے پر مشک انکی ہے
وہ رسول حق و ہادی سلوک — بولے الناس علی دین الملوک
آگے میکائیل خالق کے گیا — ہاتھ خالی بس غرض سے اسکا تھا
بولا اے دانائے راز و کبریا — کی خوشامد خاک نے نوحہ کیا
خاک کی زاری سے مین عاجز ہوا — جو کہ گریہ اسنے از بسکہ کیا
آگے تیرے اشک کی جو قدر ہے — مجھکو کیا قدرت کہ لاؤن بے سنے
آہ و زاری کو ہی قدر آگے ترے — ترک حق اسکا نہ مجھسے ہو سکے
آگے تیرے قدر رکھے چشم تر — کس طرح مین اسکو مارون جنگ کر
سه دعوت زاری ہے دن مین پانچ بار — سوی بندہ کہ نماز اندر ہو زار
بانگ خوش الحان کہ حی علی الفلاح — وہ فلاح او زاری رکھتی ہی صلاح
جسکو چاہے تو کرے غم سے خراب — کرتے زاری تو اسپر بند باب
تا بلا آئے کرنے دفع ہو وہ — جو نہ زاری سے شفاعت خواہ ہو
جسکو چاہے تو بلا سے دے نجات — اسکی جانکو دے تو زاری کی صفات
سه تو نے قرآن مین کہا وہ امتین — کہ بڑے اک قہر نے گھیرا انھین

سله آگے الخ یعنی شعر حق کے روبرو میکائیل گیا اور ہاتھ خالی اسکا غرض سے تھا کہا کہ اے دانائے راز و کبریا خاک نے خوشامد و نوحہ کیا مین خاک کی زاری سے عاجز ہوا کہ اسنے گریہ از بس کیا تیرے آگے جو اشک کی قدر ہے مجھکو کیا قدرت ہے کہ مین بے سنے لاؤن تیرے آگے آہ و زاری کو قدر ہے اسکا ترک حق مجھسے کب ہو سکے تیرے آگے چشم تر قدر رکھتی ہے مین اسکو مارون کس طرح جنگ کرکے آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲ سله دعوت الخ یعنی شعر دن مین دعوت زاری کی ہے پانچ بار طرف بندہ کے کہ نماز مین زاری کرے بانگ خوش الحان کہ حی علی الفلاح ہے وہ فلاح و زاری صلاحیت رکھتی ہے تو جسکو چاہے تو غم سے خراب کرے اسپر زاری کا دروازہ بند کرے تاکہ بلا آئے اور وہ دفع نہو جو کہ زاری سے شفاعت خواہ نہو اور جسکو تو چاہے بلا سے نجات دے اسکی جان کو تو زاری کی صفات دے یعنی خدا کے نزدیک گریہ و زاری بڑی قدر رکھتی ہے خصوصاً کرکے نماز مین کہ فلاحیت دین کی اس سے حاصل ہوتی ہے پس جسپر خدا مہربان ہوتا ہے اور بلا سے نجات دیتا ہے اسکو زاری کی صفت دیتا ہے اسکو اور جسکو خراب کرنا چاہتا ہے اسپر دروازہ زاری کا بند کر دیتا ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ سله تو نے الخ یعنی شعر تو نے قرآن مین کہا کہ وہ امتین انکو ایک بڑے قہر نے گھیرا تھا جو کہ وہ اسوقت زاری نہین کرتی تھین تاکہ وہ بلا نازل انسے لوٹتی ولیکن چونکہ انکا دل سیاہ ہوا تھا وہ گناہ انکو عبادت دکھاتا تھا آگے مثال ہے جو کوئی آپکو مجرم نہین جانتا ہے اسکی پشت پر سے آب کیسے جاری ہوتا ہے یعنی حق تعالی قرآن مین فرماتا ہے کہ جو وہ امتین زاری نہین کرتی تھین انکا دل سیاہ تھا اور وہ اُن گناہ کو عبادت جانتی تھین آگے اسکا بیان امت یونس کے غم مین فرماتے ہین فافہم ۱۲

چون تضرع می نکردند آن نفس — تا بلا از ایشان نگشتی باز پس
لیک مر ایشان را چو قاسی گشته بود — آن گنہ با ایشان عبادت می‌نمود
تا نداند خویش را مجرم عنید — آب از چشمش کجا داند دوید

جو نہ کرتی تھیں وہ زاری اُس گھڑی — تا بلا نازل وہ اُن سے لوٹتی
لیکن اُنکا دل ہوا تھا جو سیاہ — وہ گنہ اُسکو عبادت تھا دکھا
جو نہیں جانے ہے مجرم آپ کو — کیسے جاری چشم سے آب اُسکی ہو

قصہ قوم یونس علیہ السلام در بیان آنکہ تضرع وزاری دفع بلای آسمانست

قصہ یونس علیہ السلام کا اُس بیان مین کہ زاری دفع بلاے آسمانی

قوم یونس را چو پیدا شد بلا — ابر پر آتش جدا شد از سما
برق می‌انداخت می‌سوزید سنگ — ابر می‌غرید رخ می‌ریخت رنگ
جملگان بر بامہا بودند شب — کہ پدید آمد ز بالا آن کرب
چونکہ یونس زمیان شان رفتہ بود — از جحود و حقد آن قوم عنود
لیک چون دیدند آثار بلا — در تضرع آمدند و لابہا
جملگان از بامہا شیب آمدند — سر برہنہ جانب صحرا شدند
مادران بچگان برون انداختند — تا ہمہ نالہ و نفیر افراختند
از نماز شام تا وقت سحر — خاک میکردند بر سر آن نفر
جملگی آوازہا بگرفتہ شد — رحم آمد بر سر آن قوم لد
بعد نومیدی و آہ ناشگفت — اندک اندک ابر واگشتن گرفت
قصۂ یونس درازست و عریض — وقت خاکست و حدیث مستفیض
چون تضرع را بر حق قدرہاست — آن بہا کانجاست زاری را کجاست

قوم یونس پر جو نازل ہو بلا — ابر پر آتش فلک سے اک چلا
ڈالتا تھا بجلی اور جلتے تھے سنگ — اور گرجتا ابر فق ہوتے تھے رنگ
بام پر اُس رات وہ سب لوگ تھے — کہ بلا نازل ہوئی افلاک سے
ہوگئے تھے یونس اُنکے پاس سے — باعث انکار و کینہ قوم کے
[1] پہلے اُنھون نے دیکھے آثار بلا — بس لگے کرنے وہ زاری التجا
سب وہ نیچے اُترے اپنے بام سے — سر برہنہ جانب صحرا گئے
پھینکے بچے اپنے باہر ماؤن نے — تا وہ سب چلانے اور رونے لگے
پس نماز شام سے تا سحر — خاک سر پر ڈالتے تھے وہ نفر
اُن تلک آواز بیٹھ اُنکی گئی — رحم آخر آگیا اُس قوم پے
بعد نا اُمیدی و آہ و بکا — تھوڑا تھوڑا ابر وہ پھٹنے لگا
قصہ یونس کا ہے چوڑا اور بڑا — وقت کہنے کا ہے قصہ خاک کا
[2] پاس حق کے قدر زاری کو جو ہے — وان جو ہے زاری کو قیمت کس جگہ ہے

سلہ جو اُنھون نے الخ، شعر جو اُنھون نے آثار بلا دیکھے زاری و التجا کرنے لگے سب وہ اپنے بام سے نیچے اُترے اور سر برہنہ کر کے جانب صحرا کے گئے ماؤن نے اپنے بچے پھینکے تاکہ وہ سب چلانے و رونے لگے سب نماز شام سے سحر تک خاک سر پر وہ نفر ڈالتے تھے یہاں تک کہ آواز اُنکی بیٹھ گئی آخرکار اُس قوم پر رحم آگیا بعد ناامیدی و آہ و زاری کے وہ ابر پھٹنے لگا قصہ یونس علیہ السلام کا چوڑا اور بڑا ہے خاک کا قصہ کہنے کا وقت ہے یعنی قہر الٰہی سے قوم یونس علیہ السلام نے گریہ و زاری کر کے نجات پائی آگے قصہ خاک کا بیان ہے فافہم ۱۲۔

سلہ پاس حق کے الخ، شعر جو حق کے پاس قدر زاری کو ہے زاری کو جو وہاں قیمت ہے وہ کس جگہ ہے اپنی اب کمر باندھ اور اُمید واصل کر اے رونے والے تو اُٹھ اور ہمیشہ نفس تو زاری کرتا وہ کہ ناخوش ہے اور بے دہان وہ کہ تا تو جانے کہ حق برابر رکھتا ہے فضل میں آنسو کو خون شہید سے جو کہ زاری سوز درد سے ہووے وہ زاری مرد کو از بس اثر رکھے خوشامدگی اور اشک کو جاری رکھا رحمت آئی اور وہ غضب دفع کیا یعنی رو کر خوشامد جو کرے وہ غضب کو دفع کرے اور رحمت آئے پس واسطے دفع قہر و غضب کے خوشامد و زاری اکسیر اعظم ہے آگے حضرت اسرافیل عم کے بھیجنے کا بیان ہے فافہم ۱۲۔

ہین امید اکنون میان را چست بند — خیز ای گرینده و دائم بخند
با تضرع باش تا شادان شوی — گریہ کن تا بیدہان خندان شوی
کہ برابر می نہد شاہ مجید — اشک را در فضل با خون شہید
ہر تضرع کہ بود با سوز و درد — آن تضرع را اثرہا شد بمرد
لابہ کرد و اشک چشم خویش راند — رحمت آمد وان غضب را وانشاند

باندھ اب اپنی کمر امید پا — اٹھ اے رونے والے اور ہنس تو سدا
زاری کرتا رہ کہ تا تو خوش رہے — اور ہو تو بیدہان تا تو ہنسے
کہ برابر رکھتا ہے شاہِ مجید — فضل میں آنسو کو با خونِ شہید
جو کہ زاری ہووے سوز و درد سے — مرد کو بس وہ اثر زاری رکھے
کی خوشامد اشک کو جاری کیا — رحمت آئی وہ غضب دفع کیا

فرستادن اسرافیل علیہ السلام را بخاک کہ برو قبضہ برگیر داز خاک بہر ترکیب جسم آدم صلوۃ اللہ و سلامہ علیہ

بھیجنا اسرافیل علیہ السلام کو جانب خاک کے کہ جا ایک مٹھی خاک کی لے واسطے ترکیب بدن آدم علیہ الصلوۃ والسلام

گفت اسرافیل را یزدان ما — کہ برو زان خاک پر کن کف بیا
آمد اسرافیل ہم سوی زمین — باز آغازید خاکستان حنین
کای فرشتہ صور وی بحر حیات — کہ ز دمہای تو جان یابد ممات
در دمی از صور یک بانگ عظیم — پر شود محشر خلائق از رمیم
در دمی در صور و گوئی الصلا — بر جہید ای کشتگان کربلا
ای ہلاکت دیدگان از تیغ مرگ — بر زنید از خاک سر چون شاخ و برگ
رحمت تو وان دم گیرای تو — پر شود این عالم از احیای تو
تو فرشتہ رحمتی رحمت نما — حامل عرشی و قبلۂ دادہا
عرش معدنگاہ داد و معدلت — چار جو در زیر او پر مغفرت
جوی شیر و جوی شہد جاودان — جوی خمر و دجلۂ آب روان

حکم[1] اسرافیل کو حق نے دیا — کہ تو جا اور ایک مٹھی خاک لا
آیا اسرافیل جانب خاک کے — پھر کیا آغاز وہ ہی خاک نے
اے فرشتے صور والے بحرِ حیات — پاوے دم سے تیرے جان اہلِ ممات
پھونکے اندر صور کے تو اک صدا — پر ہو محشر خلق سے بعد از فنا
صور[2] میں پھونکے کہے تو الصلا — تم اٹھو اے کشتگان کربلا
اے ہلاکت دیدہ تیغِ مرگ سے — خاک سے نکلو مثالِ برگ کے
تیری رحمت در گرفت ہوں جانتی — حشر پر ہو تیرے احیا سے سبھی
تو ہے رحمت کا ملک رحمت نما — عرش کا ہے حامل تو قبلہ سخا
عرش سے اک کان جود و عدل کی — چار جو اسکے تلے بخشش بھری
جوی شیر و جوی شہد لایزال — جوی خمر و دجلہ آب زلال

سلہ[1] حکم اسرافیل کو الخ یہ شعر اسرافیل کو حق نے حکم دیا کہ تو جا اور ایک مٹھی خاک لا۔ اسرافیل جانب خاک کے آیا پھر خاک نے وہ ہی شروع کیا اے فرشتے صور کے والے دریائے حیات کے تیرے دم سے اہل ممات جان پائے تو اندر صور کے ایک صدا پھونکے کہ محشر خلق سے پر ہوئے بعد فنا کے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲۔

سلہ[2] صور میں الخ یہ شعر تو صور میں پھونکے اور کہے الصلا کہ تم اٹھو اے کشتگان کربلا اے ہلاکت دیدہ تیغ مرگ سے خاک سے نکلو مانند برگ کے تیری رحمت در گرفت جانتی ہوں کہ حشر پر ہو تیرے زندہ کرنے سے بالکل تو رحمت کا فرشتہ رحمت نما ہے اور تو عرش کا حامل و قبلۂ سخا ہے عرش ایک کان جود و عدل کی ہے اور چار جو اسکے نیچے بخشش کی بھری ہے جوئے شیر اور جوئے شہد لازوال جوئے خمر و دجلہ آب زلال آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲۔

پس ز عرش اندر بہشتستان رود	در جہان ہم چیز کے ظاہر شود	عرش سے اندر بہشتوں کے گئین	اس جہان مین بھی وہ کچھ ظاہر ہوئین
گرچہ آلودہ است اینجا آن چہار	از چہ از زہر فنائے ناگوار	گرچہ آلودہ ہین وہ چارون یہان	کس سے وہ زہر فنا سے ای جوان
جرعہ بر خاک تیرہ ریختند	زانچہ بار و فتنہ ہا انگیختند	جرعہ ان چارون نے تیرہ خاک پے	ڈالا تو فتنہ اٹھا اُس خاک سے
تا بجویند اصل آن را این خسان	خود بدان قانع شدند این ناکسان	تاکہ ڈھونڈھین اسکی یہ اصل خسان	خود ہوئے قانع اسی پر ناکسان
شیر دادہ پرورش اطفال را	چشمہ کردہ سینۂ ہر زال را	شیر بچے کو دیا اطفال کو	اور کیا چشمہ ہے سینہ زال کو
خمر دفع غصہ و اندیشہ را	چشمہ کردہ از عنب در باغہا	خمر دفع فکر و غصہ کے لیے	باغ مین چشمہ کیا انگور سے
انگبین دارو تن رنجور را	چشمہ کردہ باطن زنبور را	شہد دارو واسطے رنجور کے	چشمہ باطن کو کیا زنبور کے
آب بہر عام اصل و فرع را	از برائے طہر و بہر کرع را	آب اصل و شاخ کل کے واسطے	اور دھونے کو پلیدی کے لیے
تا ازینہا پی بری سوئے اصول	تو بدین قانع شدی ای بوالفضول	کھینچ لیوین اُنسے تا سوئے اصول	تو ہوا قانع انھین پر ای فضول
بشنو اکنون ماجرائے خاک را	کہ چہ میگوید فسون محراک را	سن لے اب تو ماجرائے خاک کو	کہ فسون کہتی ہے کیا اُس پاک کو
پیش اسرافیل گشتہ او عبوس	میکند صد گونہ شکل چاپلوس	آگے اسرافیل کے ہے وہ عبوس	کرتا ہے سو طرح شکل چاپلوس
کہ بحق ذات پاک ذو الجلال	کہ مدار این قہر را بر من حلال	کہ قسم ہے ذات پاک ذو الجلال	کہ نہ کر اس قہر کو مجھپر حلال
من ازین تقلیب بوئی میبرم	بدگمانی میرود اندر سرم	اس سے لینے کی مجھے بو آئی ہے	بدگمانی جاکے ہے سر مین مرے
ہین ترحم کن بمن رحمت نما	زانکہ مرغے را نیازارد ہما	رحم کر مجھپر تو اور رحمت دکھا	مرغ کو آزار کب دیوے ہما
ای شفا و رحمت اصحاب درد	تو ہمان کن کان دو نیکوکار کرد	اے شفا و رحمت اہل درد کے	تو بھی کر جو کہ کیا دو نیک نے
زود اسرافیل باز آمد بشاہ	گفت عذر و ماجرا انزد آلہ	لوٹ اسرافیل آیا پیش شاہ	اور کہا حق سے وہ عذر و ماجرا

سلہ عرش سے الخ ۹ شعر عرش سے بہشتوں مین گئین اور اس جہان مین بھی کچھ ظاہر ہوئین اگرچہ وہ چارون یہان آلودہ ہین کس سے وہ زہر فنا سے ایک جرعہ ان چارون سے خاک پر ڈالا تو اُس خاک سے فتنہ اُٹھا تاکہ اصل اُسکی یہ خسان ڈھونڈھین اور اسی پر قانع ہوئے یہ ناکسان شیر اطفال کے پینے کو دیا اور اسکا چشمہ سینہ زال کو کیا خمر دفع فکر و غصہ کے واسطے باغ مین چشمہ انگور کو کیا شہد دارو واسطے بیمار کے چشمہ زنبور کے باطن کو کیا آب کل اصل و شاخ کی پلیدی کے دھونے کے واسطے پیدا کیا تاکہ اُنسے کھوج لیوین طرف اصل کے تو انھین پر قانع ہو گیا یعنی حق تعالیٰ نے چار چیزین عرش سے جاری کری ہین اور انکا ایک جرعہ خاک پر ڈالا ہے پس نہر شیر پستان مادر سے اور خمر انگور سے اور آب ہر جا سے اس جہان مین جاری کیا ہے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲

سلہ سن لے الخ ۵ شعر اب تو سن لے خاک کے ماجرے کو کہ کیا افسون کہتی ہے اُس پاک کو ترش ہوکر آگے اسرافیل کی خوشامد کرتی ہے سو شکل سے کہ قسم ہے ذات پاک خدا کی کہ اس قہر کو مجھپر حلال نہ کر اس سے بدلنے کی مجھے بو آتی ہے اور بدگمانی جاتی ہے میرے سر مین مجھپر رحم کر اور رحمت دکھا مرغ کو آزار ہما کب دیوے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲-

سلہ اے شفا الخ ۲ شعر اے شفا و رحمت اہل درد کے تو بھی کر جو کہ دو نیک نے کیا اسرافیل لوٹ کر آیا آگے حق کے اور کہا حق سے وہ عذر ماجرا مجھکو حکم باہر سے دیا کہ لے اور برعکس میرے دل مین القا کیا کہ سننے کا کیا طرف گوش کے اور دل کی سختی سے منع کیا ساتھ ہوش کے کیا اسکی رحمت بے نہایت و بے بیان اور وہ حکیم و کریم و مہربان ہے اب رحمت غالب آتی ہے غضب پر اے رب عجائب فضل نیکوکار کے یعنی رحمت حق تعالیٰ کی بے نہایت ہے کیونکہ وہ حکیم ہے اور کریم ہے اور مہربان ہے کہ ظاہر حکم کچھ دیتا ہے اور دل مین کچھ ڈالتا ہے بموجب آیت شریف کے یفعل اللہ ما یشاء و یحکم ما یرید یعنے اللہ جو چاہتا ہے وہ فعل کرتا ہے اور حکم کرتا ہے جو ارادہ کرتا ہے آگے حکم دینے عزرائیل کا بیان ہے فافہم ۱۲-

گر برون فرمان بدادی کز سبیر — عکس آن الہام کردی در ضمیر
امر کردی در گرفتن سوی گوش — نہی کردی از قساوت سوی ہوش
رحمت او بیحدست و بیکران — او حکیم ست و کریم و مہربان
سبق رحمت گشت غالب بر غضب — ای بدیع افعال نیکو کار رب

حکم باہر سے دیا مجھکو رہ لے — دلمین پر عکس او رکیا القا رے
حکم لینے کا کیا بس تیرے گوش — سختی دل سے کیا منع بہوش
رحمت اسکی ہے نہایت بی بیان — وہ حکیم اور ہی کریم اور مہربان
غالب آئی ہی غضب پر رحمت آب — ای عجائب فعل و نیکو کار رب

فرمان آمدن بعزرائیل برداشتن خاک و تضرع کردن خاک و ناشنودن وی برداشتن عزرائیل باذن خدا

حکم ہونا عزرائیل کو واسطے لانے مٹھی خاک کے وزاری کرنا خاک کا اور نہ سننا اور لیجانا عزرائیل کا بحکم خدا

گفت یزدان زود عزرائیل را — کہ ببین آن خاک پر تخییل را
آن ضعیف زال ظالم را بیاب — مشت خاکی را بیاور بین شتاب
رفت عزرائیل سرہنگ قضا — سوی کرۂ خاک بہر مقتضا
خاک بر قانون نفیر آغاز کرد — داد سوگندش بسی سوگند خورد
کای غلام خاص و ای حمال عرش — ای مطاع الامر اندر عرش و فرش
رو بحق رحمت رحمن فرد — رو بحق آنکہ با تو لطف کرد
حق شاہی کہ جز او معبود نیست — پیش او زاری کسی مردود نیست
حق حق حق کہ دستا زمن بدار — کہ ترا از حق فضیلت ہست بار
گفت نتوانم بدین افسون کز من — رو بتابم زامر او سر و علن
گفت آخر امر فرمود او بحلم — ہر دو امر اند آن بگیر از راہ علم

بولا یزدان جلد عزرائیل کو — کہ تو دیکھ اس خاک پر تخییل کو
اس ضعیفہ زال ظالم کو تو پا — ایک مٹھی جلد جا کر اس سے لا
پس وہ عزرائیل سرخیل قضا — سوئے کرہ خاک لینے کو گیا
خاک عادل پر گئی بس چیخنے — دی قسم اور کھائین قسمین آپنے
کہ ای بندۂ خاص و ای حمال عرش — ای مطیع الحکم اندر عرش فرش
جا بحق رحمت رحمن کے — جا بحق لطف جو تجھپر رکھے
اور بحق شہ کو وہ معبود ہے — نہ وہ زاری کو کسی کی رد کرے
حق حق حق کہ مجھ سے باز آ — ای تجھے حق سے فضیلت ہے سوا
بولا اس افسون سے نہ سکتا ذرا — حکم سے منھ پھیر ظاہر باطنا
بولی حکم اسنے دیا آخر بحلم — حکم دو نون ہین وہ لے از راہ علم

سلہ بولا یزدان الخ ۔ اس شعر حق تعالی نے عزرائیل کو فرمایا کہ تو اس خاک پر تخییل کو دیکھ اس زال ضعیفہ عالم کو تو پا اور ایک مٹھی خاک جلدی اس سے لا پس وہ عزرائیل اسرخیل قضا خاک لینے کو طرف کرہ کے گیا خاک اپنی عادت پر چیخی اور قسم دی اور خود قسمین کھائین کہ اے بزرگ خاص والے حامل عرش و فرش تو جا قسم ہے لطف کی کہ جو تجھپر رکھتا ہے قسم ہے شاہ کی کہ وہ معبود ہے اور کسی کی زاری کو وہ رد نہین کرتا ہے کہ مجھسے باز آ کہ تجکو حق سے فضیلت ہے آگے جواب عزرائیل کا ہے فافہم ۱۲۔

سلہ بولا الخ ہم شعر عزرائیل نے کہا کہ اس افسون سے نہین ہو سکتا ہے کہ حکم سے منھ پھیرون ظاہر و باطن زمین نے کہا کہ اسنے حکم دیا ہے آخر ساتھ حلم کے دو نون حکم ہین وہ لے از راہ علم کے یعنی ایک قلبی ہے دوسرا ظاہری ہے پس مین ان دو نون حکم سے کیسے منھ پھیرون عزرائیل نے کہا کہ وہ تاویل ہے یا کہ قیاس ہے تو حکم صریح مین شک کے پاس مت جا اپنی فکر مین تاویلین خوب ہین نہ کہ اس بدشبہ مین تاویل کرے یعنی حکم ظاہر اصریح ہے اور حکم قلبی تاویل یا قیاس ہے پس صریح کے ہوتے تاویل کی طرف نہ جانا چاہیے پس عذر تیرا این سین سنونگا آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲۔

گفت آن تاویل باشد یا قیاس ‌ در صریح امر کم جو التباس
فکر خود را گر کنی تاویل به ‌ کی کنی تاویل آن نامشتبه
دل همی سوزد مرا بر لابه‌ات ‌ سینه‌ام پرخون شد از شورابه‌ات
نیستم بیرحم بل زان هر سه پاک ‌ رحم بیشستم تو اے دردناک
گر طپانچه میزنم من بر یتیم ‌ ور دهد حلوا بدستش آن حلیم
این طپانچه خوشتر از حلوای او ‌ ور شود غره بحلوا وای او
بر نفیر تو جگر مے سوزدم ‌ لیک حق قهرے همی آموزدم
لطف مخفی در میان قهرها ‌ در خرث پنهان عقیق بے بها
قهر حق بهتر ز صد حلم من ست ‌ منع کردن جان ز حق جان کندن ست
بدترین قهرش ز حلم دو کون ‌ نعم رب العالمین و نعم عون
لطفهای مضمر اندر قهر او ‌ جان سپردن جان فزاید بهر او
هین رها کن بدگمانی و ضلال ‌ سر قدم کن چونکه فرمودت تعال
آن تعال او تعالیها دهد ‌ مستی و جفت و نهالیها دهد
باری آن امر سنی را هیچ هیچ ‌ می نیارم کرد من پیچ پیچ
اینچنین بشنید آن خاک نژند ‌ زان گمان بد بدش در گوش بند
باز از نوع دگر آن خاک پست ‌ لابه و سجده همی کردش چو مست
گفت نی برخیز تو زین زیان ‌ من سر و جان می نهم رهن و ضمان
گو نیندیش و مکن لابه دگر ‌ جز بدان شاه رحیم دادگر
بندهٔ فرمانم نیارم ترک کرد ‌ امر او کز بحر انگیزید گرد
جز از آن خلاق گوش و چشم و سر ‌ نشنوم از جان خود هم خیر و شر

بولا وہ تاویل ہے یا کہ قیاس ‌ تو نہ جا حکم صریح میں شک کے پاس
فکر میں تاویل اپنے خوب میں ‌ کہ کرے تاویل اس بے شبہ میں
دل جلے میرا خوشامد پر تری ‌ سینہ پرخون گریہ بیحد پر تری
میں نہیں بیرحم بل ان تین سے ‌ رحم تجھپر مجھکو افزون ہے وے لے
گر طپانچہ کھائے میرا اک یتیم ‌ ہاتھ میں حلوا دے اسکے وہ حلیم
گر طپانچہ خوش ہے حلوا اسکے سے ‌ غرہ اس حلوے سے ہو افسوس ہے
دل جلے میرا تری فریاد پے ‌ پر خدا نے قہر سکھلایا مجھے
لطف قہرون کے ہے اندر میں چھپا ‌ ہے نہان ٹھکری میں لعل بے بہا
عہ قہر حق بہتر مرے سو حلم سے ‌ جان کنی وہ جان حلم حق سے گری
قہر بد بہتر ہے دونون حلم سے ‌ نعم رب اور نعم سے مخلوق کے
لطف پنہان قہر میں اسکے ہے ‌ جان بڑھے جب جان دی اسکے لیے
گمرہی اور بدگمانی کر رہا ‌ سر قدم کر جو کہے کہ تجھکو آ
وہ بلا سے سربلندی دے تجھے ‌ وصل دے مستی دے اور میلان دے
اور میں اس حکم روشن کو کبھی ‌ سست کر سکتا نہیں ہون ای غنی
عہ یہ سنا سب کچھ تو اس خاک کے ‌ کان بند اسکے گمان بد سے تھے
دوسری صورت سے پھر وہ خاک پست ‌ سجدہ کرتی اور خوشامد مثل مست
بولا اے چل تو نہ کچھ بھی تجھکو ہو ‌ میرا سر و جان ہے ضامن اور گرو
الٹی سب سیچ اور خوشامد نا کرے ‌ تو سوا اس شاہ عادل کا رکے
بندہ حکمی ہون نہ چھوڑون حکم کو ‌ کہ نکالے گرد کو دریا سے وہ
میں بجز خلاق چشم و گوش سر ‌ نہ سنون جانکا میں اپنی خیر و شر

؎۱ دل جلے الخ، شعر میرا دل تیری خوشامد پر جلتا ہے تیرے گریہ بیحد پر سینہ پرخون ہے میں بے رحم نہیں ہون بلکہ ان تینون سے مجھکو رحم تجھپر زیادہ ہے اگر میرا ایک طپانچہ یتیم کھائے اسکے ہاتھ میں حلوا وہ حلیم دے یہ طپانچہ خوش ہے اسکے حلوے سے کہ غرہ اس حلوے سے ہووے افسوس ہے میرا دل جلتا ہے تیری فریاد پہ ولیکن خدا نے مجھکو قہر سکھلایا ہے لطف قہرون کے اندر چھپا ہے جیسے ٹھکرون میں لعل بے بہا پوشیدہ ہے یعنی قہر میں حق کا عین لطف ہے کہ وہ بلا سے بچاتا ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ ؎۲ قہر حق الخ، شعر قہر حق کا بہتر ہے میرے سو حلم سے وہ جانکنی جان ہے کہ حق سے جدا کرے قہر بد بہتر ہے دونون حلم سے نعم رب اور نعم مخلوق سے اسکے قہر میں لطف پوشیدہ ہے اسکے واسطے جو جان دے تو جان بڑھے گمراہی اور بدگمانی رہا کر اور سر قدم کر جو تجھکو کہے کہ آ تو وہ بلا سے تجھکو سربلندی دے وصل دے مستی دے اور سامان دے اور میں اس روشن کو کبھی سست نہیں کر سکتا ہون آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ ؎۳ یہ سنا الخ، شعر یہ اس نے سب کچھ سنا خاک نے اسکے کان گمان بد سے بند تھے پھر وہ خاک پست دوسری صورت سے سجدہ کرتی اور خوشامد مانند مست کے کہا کہ نہیں تو چل تجھے کچھ بھی نہو میرا سر و جان ضامن و گرو ہے تو الٹی مت سیچ اور خوشامد نہ کر تو بجز اُس شاہ عادل کا رکے میں بندہ حکمی ہون حکم کو نہ چھوڑون کہ وہ گرد کو نکالے دریا سے میں بجز پیدا کرنیوالے چشم و گوش و سر کے اپنی جان کا نہ سنون خیر و شر اسکے بغیر قال سے میرا کان بہرا ہے حکم اسکا جان سے شیرین تر ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

گوش من لا ز غیر گفت او کر ست ۔ امر او از جان من شیرین تر ست
جان از و آمد نیامد او ز جان ۔ صد هزاران جان بهاد او رایگان
جان چه باشد تا گزینم بر کریم ۔ کیک چه بود تا بسوزم زو گلیم
من ندانم خیر الا خیر او ۔ صم و بکم و عمی من از غیر او
گوش من کرست از زاری کنان ۔ که منم اندر کف او همچون سنان

غیر قال لا سکے سے بہرا میرا کان ۔ حکم اسکا جان سے شیرین تر ہی جان
جان[1] اس سے آئے نہ وہ جان سے ۔ مفت لاکھوں سیکڑوں وہ جان دے
کیا ہی جان بہتر رکھو اللہ سے ۔ کہ جلاؤں کملی پسو کیا ہے شے
مین نہ جانون خیر جز اس خیر کے ۔ صم و بکم و عمی ہون اسکے غیر سے
غیر کی زاری سے بہرا میرا کان ۔ کہ مین اسکے ہاتھ مین ہون جون سنان

در بیان آنکه مخلوقے که ترا از و ظلمے رسد همچو آلتی ست چنانکه در مثل ست قال الجدار للوتد لم تشقنی قال الوتد انظر الی من یدقنی عارف

آن بود که رجوع کند به ظاهر لیکن نه از جهل بل از ای مصلحتے چنانکه بایزید قدس سره گفت چند سال ست من با مخلوق سخن نگوئم و نشنیده ام لیکن خلق پندارند که با ایشان گویم و شنوم زیراکه مخاطب اکبر را نمی بینند که ایشان چون صدا انید

بیان مین اسکے کہ جس مخلوق سے تجھکو ظلم پہونچے وہ مانند ہتھیار کے ہی جیسے کہ اس مثل مین قال الجدار للوتد لم تشقنی قال الوتد انظر الی من یدقنی عارف

(کہا دیوار نے میخ کو کسواسطے پھاڑتی ہے تو مجھکو کہا میخ نے دیکھ طرف اس کسی کے جو ٹھونکتا ہے مجھکو)

وہ ہی کہ رجوع کرے طرف ظاہر کے لیکن نہ جہل سے بلکہ واسطے ایک مصلحت کے جیسے کہ بایزید قدس سرہ نے کہا کئی برس ہوئے مین نے مخلوق سے نہ کہا اور نہ سنا اور مخلوق جانتی ہی کہ مین انسے کہتا و سنتا ہون کسواسطے کہ مخاطب اکبر کو نہین دیکھتے مین کہ وہ مانند صدا کے ہین

احمقانه از سنان رحمت مجو ۔ در دهان اژدها رو بهر او
احمقانہ[2] رحم مت چہ بھال سے ۔ اژدہا کے منھ مین جا حق کیلیے

سلہ جان الخ ہہ شعر جان اس سے آئے نہ کہ وہ جان سے سیکڑون ولاکھون وہ جان مفت دے جان کیا ہی کہ بہتر رکھون . شرے کہ کمل جلاؤن پسو کیا شے ہے مین نہین جانتا خیر بجز اس خیر کے صم و بکم عمی اسکے غیر سے ہون غیر کی زاری سے میرا کان بہرا ہی کہ مین اسکے ہاتھ مین مانند سنان کے ہون یعنے مین حق کے دست قدرت مین مانند سنان کے ہون بجز اسکے حکم کے مین کچھ نہین کرسکتا ہون آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ احمقانہ رحم الخ ۹ شعر احمقون کی مانند رحم مت چاہ وبھال سے اوراژدہا کے منھ مین جا خدا کے واسطے تو دم شمشیر سے رحمت مت چاہ کیونکہ وہ ایک تیغ ہے دست شاہ مین سنان و تیغ سے خوشامد مت کر کہ وہ شاہ کے قبضہ مین پھنسے ہین مین بت اور وہ آذر ہے از رہ صنع کے وہ آلہ ہون جو مجھے بنائے اگر مجھکو ساغر کرے ساغر ہون اگر مجھکو خنجر کرے خنجر ہون اگر مجھکو چشمہ کرے آب دون اگر مجھکو آتش کرے تاب دون اگر مجھکو بارش کرے مین خرمن دون اگر مجھے ناوک کرے مین تن مین گھسون اگر مجھکو مار کرے زہر ڈالون اگر مجھکو یار کرے خبر رکھون اگر شکر کرے مین شیرین ہون اگر حنظل کرے مین تلخی دون یعنے حق تعالی مالک ہے جو مجھکو وہ کرے مین اسکے حکم سے پھر نہین سکتا ہون پس مخلوق کی خوشامد نہ کرے خالق کے حکم مین سرگرم رہ باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

از دم شمشیر تو رحمت مجو — زان شهی چوگان تو در دست او
باسنان و تیغ لابه چون کنی — کو اسیر آمد بدست آن سنی
او بصنعت آزرست و من صنم — آلتی کو سازدم من آن شوم
گر مرا ساغر کند ساغر شوم — ور مرا خنجر کند خنجر شوم
گر مرا چشمه کند آبے دہم — ور مرا ناری کند تابے دہم
گر مرا باران کند خرمن دہم — ور مرا ناوک کند در تن جہم
گر مرا ماری کند زہر افگنم — ور مرا یاری کند مہر آگنم
گر مرا شکر کند شیرین شوم — ور مرا حنظل کند پر کین شوم
گر مرا شیطان کند سرکش شوم — ور مرا سوزان کند آتش شوم
من چو کلکم درمیان اصبعین — نیستم در صف طاعت بین بین
خاک را مشغول کرد اندر سخن — یک کفی بر بود زان خاک کہن
ساحرانه در ربود از خاکدان — خاک مشغول سخن چون بیخودان
برد تا حق تربت بے رائے را — تا بمکتب آن گریزان پای را
گفت یزدان که بعلم روشنم — که ترا جلاد این خلقان کنم
گفت یارب دشمنم گیرند خلق — چون فشارم خلق را در مرگ حلق
تو روا داری خداوندا سنی — که مرا مبغوض و دشمن رو کنی
گفت اسبابے پدید آرم عیان — از تپ و قولنج و سرسام و سنان
از صداع و ماشرا و از خناق — وز زکام و از جذام و از فواق
سده و اسهال و استسقا و سل — کسر ذات الصدر و لدغ و درد دل
تا بگردانم نظرشان را ز تو — در مرضها و سببهائے سه تو
گفت یارب بندگان هستند نیز — که بدرند این سببهائے عزیز

تو دم شمشیر سے رحمت نچاہ — کیونکہ وہ ہی تیغ اندر دست شاہ
مت خوشامد کر سنان و تیغ سی — کہ وہ قبضہ مین پھنسے ہین شاہ کے
مین ہون بت وہ آزر از رہ صنع کے — وہ ہون آلہ بنائے جو مجھے
گر بنے مجھے ساغر کرے ساغر ہون مین — گر مجھے خنجر کرے خنجر ہون مین
گر مجھے چشمہ کرے تو آب دون — گر مجھے آتش کرے تو تاب دون
گر مجھے بارش کرے خرمن مین دون — گر مجھے ناوک کرے تن مین گھسون
زہر ڈالون گر کرے وہ مجھکو مار — مہر رکھون گر کرے وہ مجھکو یار
گر کرے شکر تو مین شیرین ہون — گر کرے حنظل تو مین تلخی رکھون
گر مجھے شیطان کرے سرکش ہون مین — گر مجھے سوزان کرے آتش ہون مین
مین ہون مثل خامہ اندر ہاتھ کے — نے تردد کچھ ہی طاعت مین مجھے
خاک کو مشغول باتون مین کیا — ایک مٹھی خاک کو اس سے لیا
مثل ساحر وہ زمین سے لے گیا — خاک باتون مین رہی بس مبتلا
خاک احمق کو وہ حق تک لے گیا — اس گریزان کو وہ مکتب تک لا
بولا وہ خالق کہ مین ہون جانتا — کہ کرون جلاد تجھکو خلق کا
بولا یارب میرے دشمن ہووے خلق — ہووے جو چون خلق کا مرنے مین حلق
تو روا رکھے گا ای خالق مرے — کہ مجھے تو ترش رو دشمن کرے
بولا مین اسباب کرونگا عیان — تپ اور قولنج سے اندر جہان
اور سرسام و خناق و دردسر — اور زکام و ماشرا ورم جگر
اور جذام و سدہ استسقا و سل — اور ذات الصدر و لدغ و درد دل
تجھسے پھیرینگے نظر انکی وے — جانب امراض اور اسباب کے
بولا یارب اور بندے دوسرے — کہ دلا اسباب کو مین پھاڑتے

سلہ اگر مجھے الخ یعنی اگر مجھکو شیطان کرے سرکش ہون اگر مجھکو سوزان کرے مین آتش ہون مین قلم کی مانند ہاتھ مین ہون مجھے کچھ تردد نہین ہے طاعت مین آگے رجوع بقصہ ہے خاک کو باتون مین مشغول کیا اور ایک مٹھی خاک کو اس سے لیا ساحر کی مانند وہ زمین سے لے گیا اور خاک باتون مین مبتلا رہی خاک اس کو وہ حق تک لے گیا اس گریزان کو مکتب تک حق نے کہا کہ مین جانتا ہون کہ تجھکو جلاد خلق کا کرون آگے قول عزرائیل کا ہے فافہم ۱۲ سلہ بولا الخ یعنی کہا کہ یارب خلق میری دشمن ہووے جو مرنے مین حلق میری دبو چون خلق اے میرے خالق تو روا رکھے گا کہ تو مجھکو ترش رو دشمن کرے کہا کہ مین اسباب ظاہر کرونگا تپ و قولنج سے جہان مین اور سرسام و خناق و دردسر اور زکام ماشرا و ورم جگر سے اور جذام و سدہ و استسقا و سل و ذات الصدر و لدغ و درد دل سے مین تجھسے نظر انکی پھیردون جانب امراض و اسباب کے کہا کہ یارب اور دوسرے بندے کہ وہ ان اسباب کو پھاڑتے ہین یعنی وہ بندے تیرے کہ نظر اسباب پر نہین رکھتے ہین وہ مجھکو دشمن رکھینگے اور میری نسبت کہین گے

چشم شان باشد گذارہ از سبب ہر گذشتہ از حجب از فضل رب
سرمۂ توحید از کحال حال یافتہ رستہ ز علت و اعتدال
ننگرند اندر تپ و قولنج و سل راہ ندہند این سببہا را بدل
زانکہ ہر یک زین مرضہا را دواست چون دوا نپذیرد آن فعل قضاست
ہر مرض دارد دوا میدان یقین چون دوای رنج سرما پوستین
چون خدا خواہد کہ مرد بفسرد سردی از صد پوستین ہم بگذرد
در وجودش لرزہ بنہد کہ آن نی ز آتش کم شود نی از دخان
بر تن او سردی بنہد چنان کان بجامہ بہ نگردد آشیان
چون قضا آید طبیب ابلہ شود وان دوا در نفع ہم گمرہ شود
کے شود محجوب ادراک بصیر زین سببہای حجاب گول گیر
اصل بیند دیدہ چون اکمل بود فرع بیند چونکہ مرد احول بود

آنکھ[1] اسباب سے گذری انکی ہے اور پردونسے بھی تیرے فضل سے
سرمۂ توحید کو کحال سے حال کے پایا تو علت سے چھٹے
دیکھتے کب ہیں وہ اندر تپ و سل راہ دیتے ہیں سبب کو وہ بدل
کیونکہ ہر اک اس مرض کی ہے دوا نی دوا سے جائے جو وہ ہے قضا
ہر مرض رکھے دوا تو کر یقین جیسے سردی کی دوا ہے پوستین
جسکو[2] منظور انا خدا چاہے اگر سردی صدہا پوستین میں دے اثر
لرزہ اسکے جسم کے اندر رکھے نی دھوئیں سے کم ہو وہ نی آگ سے
رکھے سردی ایسی اسکے جسم پے کہ نہ کپڑا نے مکان سے جا سکے
جب قضا آئے طبیب ابلہ بنے اور دوا گمراہ ہو تاثیر سے
ہوئے کب محجوب ادراک بصیر ان سبب سے کہ رہے احمق اسیر
اصل دیکھے دیدہ جو اکمل بنے فرع دیکھے مرد جو احول بنے

آمدن جواب از حضرت عزت عزرائیل را کہ آنکہ نظر بر زخم و تیر ندارد تو نیز نہ بیند کہ نہ تو نیز سببے اگرچہ مخفی تری و نحن اقرب الیہ منکم ولکن لا تبصرون

آنا جواب کا حضرت عزت سے عزرائیل کو کہ جو کوئی نظر زخم و تیر پر رکھے گا وہ تجھکو بھی نہ دیکھے گا کہ تو بھی بمنزلہ ایک سبب کے ہے اگرچہ مخفی زیادہ ہے قال اللہ تعالی و نحن اقرب الیہ منکم ولکن لا تبصرون

فرمایا اللہ تعالی نے میں تر بہ تر ہوں جیسے تو لیکن تم نہیں دیکھتے ہو ۱۲

گفت یزدان ہر کہ باشد اصل دان پس ترا کے بیند او اندر میان

بولا[3] یزدان جو کہ ہووے اصل دان پس تجھے کب دیکھے وہ اندر میان

سلہ آنکھ اسبابون سے الخ یہ شعر آنکی آنکھ اسبابون سے گذری اور پردون سے بھی تیرے فضل سے حال کے کحال سے سرمہ توحید کر تا کہ تو علت سے چھٹے وہ کب دیکھتے ہیں تپ و سل مین وہ کب سبب کو دل مین راہ دیتے ہیں کیونکہ ہر ایک ان امراض کی دوا ہے جو وہ قضا ہے نہ دوا سے جائے ہر ایک مرض دوا رکھتا ہے تو یقین کر جیسے سردی کی دوا پوستین ہے آگے مثال ہے فافہم ۱۲۔

سلہ جسکو الخ یہ شعر اگر جسکو منظور انا ہے خدا سو پوستین رکھے سردی نہ دھوئین سے کم ہو نہ آتش سے اسکے جسم مین ایسی سردی رکھے کہ نہ کپڑے سے نہ مکان سے جا سکے آگے اسکے حقائق ہین جب قضا آئے طبیب ابلہ بنے اور دوا تاثیر سے گمراہ ہو اور ادراک بصیر کب محجوب ہووے ان اسباب سے کہ احمق اسیر ہے جو دیدہ کہ اکمل ہے اصل کو دیکھے اور جو مرد احول ہے فرع کو دیکھے یعنے جو لوگ کہ دیدہ باطن رکھتے ہین وہ اسباب کو نہین دیکھتے ہین اور جو احول ہین فرع کو دیکھتے ہین آگے جواب حق کا بیان ہے فافہم ۱۲۔

سلہ بولا یزدان الخ یہ شعر حق نے فرمایا کہ جو اصل اصل دان ہووے تجھے کب دیکھے وہ درمیان مین اگرچہ آپ کو عامون سے چھپایا آگے روشن دل کے بھی تو پردہ ہے چونکہ انکو اجل شکر ہووے کیسے وہ مست ہودین دولت مین مرگ تن آنکے آگے کب تلخ ہو قید چاہ سے جو چمن مین جاوین قید جان کے بیچ سے چھٹ گئے کوئی نہین روتا ہے بیچ کے گنے سے آگے اسکی مثال ہے بس قید خانہ کا کوئی اہلکار توڑے دل کسی قیدی کا اس سے زار ہووے باقی مثال آگے ہے فافہم ۱۲۔

گرچه خویش از عامه پنهان کرده　　پیش روشن دیدگان هم پرده
گرچہ عاموں سے چھپایا آپ کو　　آگے روشندل کے بھی پردہ ہے تو

وانکه ایشان را شکر باشد اجل　　چون نظرشان مست باشد در دول
جو کہ انکو ہوئے بس شکر اجل　　مست جیسے ہیں نظر اندر دول

تلخ نبود پیش ایشان مرگ تن　　چون روند از چاه زندان در چمن
تلخ کب ہو آگے انکے مرگ تن　　قید سے جا ہیں جو اندر چمن

وا رهیدند از جهان پیچ پیچ　　کس نگرید بر فوات هیچ هیچ
چھٹ گئے قید جہان کے پیچ سے　　نہ کوئی روتا ہی گمنے ہیچ سے

هیچ زندان را نه بشکست ارکانئی　　هیچ از در بجهد دل زندانئی
ہیچ زندان توڑے کوئی اہلکار　　دل کسی قیدی کا ہووے اس سے بار

کای دریغ آن سنگ مرمر را شکست　　تا روان و جان ما از حبس رست
سنگ مرمر توڑا ای افسوس ہے　　تا کہ چھوٹے جان ہماری قید سے

آن رخام خوب وآن سنگ لطیف　　برج زندان را بهی بود و لطیف
وہ رخام خوب وہ سنگ لطیف　　برج زندان کے یہ وہ تھا لطیف

چون شکستن تا که زندانی برست　　دست او در جرم این باید شکست
توڑا اسکو جو کہ زندانی چھٹے　　کاٹنا ہاتھ اس گنہ سے چاہیے

هیچ زندانی نگوید این فشار　　جز کسی کز حبس آرندش بدار
ز کوئی قیدی یہ بیہودہ کہے　　اسکے اگر سونی یون قید سے

تلخ کی باشد کسی را کش برند　　از میان زهرماران سوی قند
تلخ کب آئے ہے لیجانا جسے　　زہر سے سانپونکی جانب قند کے

جان مجرد گشته از غوغای تن　　می‌پرد با پر دل بی پای تن
جان جو ان غوغا سے تنہا جسم سے　　پر دل سے اڑتی ہے نہ پاؤں سے

همچو زندانی چه کاندر شبان　　خسپد و بیند بخواب او گلستان
جیسے قیدی پڑ کا دیکھے رات کو　　خواب کے اندر چمن اور باغ وہ

گوید ای یزدان مرا زینجا ببر　　تا درین گلشن کنم من کر و فر
کہوے اس جا سے نہ لے جا ای خدا　　آمین گلشن میں کروں سیر فضا

گویدش یزدان دعا شد مستجاب　　وا مرو والله اعلم بالصواب
حق کہے اسکو دعا کی مستجاب　　جائے مت والله اعلم بالصواب

اینچنین خوابی ببین چه خوش بود　　مرگ نادیده بجنت در رود
خواب ایسے دیکھے تو کیا خوب ہو　　جائے جنت میں نہ دیکھے مرگ کو

هیچ او حسرت خورد بر انتباه　　بر تن با سلسله در قعر چاه
کچھ بھی حسرت اسکو بیداری کی ہو　　جسم با زنجیر و زندانی پہ ہو

مومنی آخر درآ در صف رزم　　که ترا بر آسمان بود ست بزم
مومن آخر تو آ اندر صف رزم　　کہ ہوئی ہی آسمان پر تجھکو بزم

بر امید راه بالا کن قیام　　همچو شمعی پیش محراب ای غلام
کر امید راہ بالا پر قیام　　مثل شمع پیش محراب ای غلام

سلہ سنگ مرمر الخ یہ شعر کوئی کہے کہ کہ سنگ مرمر خوب سنگ ہے تو زندان کو مامور رکھتا تھا اسکو توڑا کہ زندانی چھٹا اس گناہ سے ہاتھ کاٹنا چاہیے کوئی قیدی یہ بیہودہ نہ کہے اسکے سوا کہ سولی دینے قید سے تلخ ہے کہ اسے لے جانیں سانپوں کے زہر سے جانب قند کے جسم کے غوغا سے جان تنہا ہوئی پر دل سے اڑتی ہے نہ پاؤں سے حق یعنی حق تعالیٰ نے عزرائیل سے فرمایا کہ جو شخص جس دن ہے وہ تجھے دریا میں کب دیکھے گا کہ ہنگ تو نے اگرچہ خود کو عام سے چھپایا روشن دل کے آگے تو بھی پردہ ہے کہ وہ نظر تجھ پر رکھتا ہے جیسے اسی سبب میں تجھکو بھی وہ سب جانتے ہیں اور وہ مرنے کو قید جہان سے چھوٹنا تصور کرتے ہیں آگے اسکی دوسری مثال ہے فافہم ۱۲ سلہ جیسے قیدی الخ یہ شعر جیسے قیدی پیادہ کا رات کو خواب میں دیکھے چمن و باغ کو کہے کہ اس جا سے نہ لے جا ای خدا تا میں گلشن میں سیر فضا کروں اسکو حق کہے کہ دعا مستجاب کی تو یہ جا اسے خوب جانتا ہے تو ایسے خواب میں دیکھے تو کیا خوب ہو جنت میں جائے اور مرگ کو نہ دیکھے اسکو کچھ بھی حسرت بیداری پر ہو اور جسم با زنجیر و زندانی پر ہو آگے اسکے حقائق ہیں فافہم ۱۲ سلہ مومن الخ یہ شعر مومن تو آخر است جنگ میں کہ آسمانی تجھکو بزم ہوئی امید راہ بالا پر قیام کر شمع کی مانند آگے محراب کے تو طلب میں گریہ کر اور بلا اپنا جگر اور شمع کی مانند سر کنارات جو جا نے چھپنے سے منہ کو بند کر اور خوان آسمانی کی طرف نظر کر آسمان سے تو امید رکھ اور ہولے گردون میں مثل مدد کے ناچ گرد ... تجھکو آتا ہے آب و آتش کو رزق کو زیادہ کرے اگر تجھکو دہان کھینچے کیا تعجب ہے مت دیکھ اور مانند طلب کے دیکھ یہ طلب ملک حق تجھ میں گرو ہے کیونکہ ہر طلب مطلوب کو ملتا ہے یعنی ای مومن تو خدا کی طرف رجوع کر کہ تجھکو رزق آسمانی ہو پہنچے اگر تجھکو وہ اپنی طرف کھینچے کیا عجب آگے طلب حق کا بیان ہے فافہم ۱۲

اشک میبار و همی سوز از طلب ۔ همچو شمع سر بریده جمله شب
لب فرو بند از طعام و از شراب ۔ سوی خوان آسمانی کن شتاب
دمبدم از آسمان می دار امید ۔ در هوای آسمان رقصان چو بید
دمبدم از آسمان می آیدت ۔ آب و آتش رزق می افزایدت
گر ترا آنجا کشد نبود عجب ۔ منگر اندر عجز و بنگر در طلب
کاین طلب در تو گروگان خداست ۔ زانکه هر طالب بمطلوبی سزاست
جهد کن تا این طلب افزون شود ۔ تا دلت زین چاه تن بیرون شود
خلق گوید مرد مسکین آن فلان ۔ تو بگوئی زنده ام ای غافلان
گر تن من همچو تنها خفته است ۔ هشت جنت در دلم بشگفته است
جان چو خفته در گل احمر بود ۔ غم چه باشد کاندرین گوهر بود
جان خفته چه خبر دارد ز تن ۔ کو بہ گلشن خفته یا در گولخن
میزند جان در جهان آبگون ۔ نعرۂ یا لیت قومی یعلمون
گر نخواهد زیست جان بی این بدن ۔ پس فلک ایوان کہ خواهد بدن
گر نخواهد بی بدن جان تو زیست ۔ فی السماء رزقکم روزی کیست

تو طلب میں وجلا اپنا جگر ۔ مثل شمع سر کٹا تو رات بھر
کھانے اور پینے سے منھ کو بند کر ۔ آسمانی خوان کی جانب کر نظر
آسمان سے دمبدم رکھ تو امید ۔ ناچ گردونکی ہوا میں مثل بید
دمبدم گردون سے آتا ہے تجھے ۔ آب و آتش رزق کو افزون کرے
گر وہاں کھینچے تجھے کیا ہے عجب ۔ عجز میں مت دیکھ و دیکھ اندر طلب
بلکہ حق ہے یہ طلب تجھ میں گرو ۔ کیونکہ ہر طالب ملے مطلوب کو
کر تو کوشش یہ طلب تا ہو فزون[۱] ۔ تا ترا دل چاہ تن سے ہو برون
خلق کہوے مر گیا مسکین فلان ۔ تو کہے زندہ میں ہوں ای غافلان
تن مرا مثل تنوں کے سوئے ہے ۔ آٹھوں جنت ہیں کھلی دل میں مرے
ہو کہ جان خفتہ گل احمر میں ہو ۔ غم ہے کیا تن سے جو اس گوہر میں ہو
جان خفتہ کیا خبر تن سے رکھے ۔ سو یا گلشن میں و یا گلخن میں ہے
مارے جان اندر جہان آبگون ۔ نعرۂ یالیت قومی یعلمون
گر نہ چاہے جینا بے تن جان بھلا ۔ پس فلک ایوان کسکا ہوئیگا
بے بدن گر جان نہ جی تیری ولا ۔ فی السماء رزقکم کس کی غذا

آسمان میں ہے رزق تمہارا ۱۲

دربیان وخامت چرب و شیرین دنیا و مانع شدن آن از طعام الله چنانچہ فرموده الجوع طعام الله یحیی بہ ابدان الصدیقین ای فی الجوع یصل طعام الله و ابیت عند ربی یطعمنی ویسقینی

بیان میں برائی چرب و شیرین دنیا کے اور مانع ہونا اسکا طعام اللہ سے جیسے کہ فرمایا الجوع طعام اللہ یحیی بہ ابدان الصدیقین ای فی الجوع

بھوک طعام اللہ کی ہے ۱۲ زندہ ہوتا ہے اس سے بدن صدیقوں کا یعنے بھوک میں ملتا ہے طعام

یصل طعام اللہ و ابیت عند ربی یطعمنی ویسقینی

اور سوتا ہوں نزدیک رب اپنے کے کھلاتا و پلاتا ہے مجھکو ۱۲

[۱] کر تو کوشش الخ۔ شعر تو کوشش زیادہ کرتا کہ تیرا دل چاہ تن سے باہر ہو خلق کہے کہ فلانا مسکین مر گیا اور تو کہے کہ میں زندہ ہوں اے غافلو میرا تن مثل تنوں کے سوئے ہے میرے دل میں آٹھوں جنت کھلی ہیں جو کہ جان گل سرخ میں خفتہ ہو گیا خبر تن سے کہ وہ اس گوہر میں ہو جان خفتہ کیا خبر تن سے رکھے کہ گلشن میں سویا ہے یا گلخن میں جہان آبگون میں جان نعرہ مارے ترجمہ اے افسوس میری قوم تم جانتے ہو اگر بغیر تن کے جان جینا نہ چاہے پس فلک کس کا ایوان ہوئیگا اگر جان بغیر بدن کے تیری جیے پس آسمان میں رزق تمہارا کس کی غذا ہے یعنے اگر جان بغیر تن کے جینا نہ چاہے تو رزق آسمانی کس کی غذا ہے اور فلک ایوان کس کا ہے آگے دنیا کی مذمت طعام اللہ کا بیان ہے فافہم ۱۲۔

دار بی بن روزی ریزہ کثیف | در فتی در یوت در قوت شریف
گر ہزاران طل ہوتش میخوری | سیر وی پاک شبک ہمچون پری
کہ نہ حبس باد و قولنج کند | چار میخ معدہ آہنجت کند
گر خوری کم گرسنہ مانی چو زاغ | ور خوری پر گیرد آروغت دماغ
کم خوری خوی بد و خشکی و دق | پر خوری شد تخمہ را تن مستحق
از طعام اللہ و قوت خوشگوار | بر چنان دریا چو کشتی شو سوار
باش در روزہ شکیبا و مُصر | دمبدم قوت خدا را منتظر
کان خدای خوب کار و بردبار | ہدیہ ہا را می دہد در انتظار
انتظارِ نان ندارد مرد سیر | کہ سبک آید وظیفہ یا کہ دیر
بینوا ہر دم ہمی گوید کہ کو | در مجاعت منتظر درماندہ او
چون نباشی منتظر ناید بتو | آن نوالہ دولت ہفتاد تو
ای پدر الانتظار الانتظار | از برای خوان بالا مرد وار
ہر گرسنہ عاقبت قوتی بیافت | آفتاب دولتی بر وی بتافت
ضیف با ہمت چو آشی کم خورد | صاحب خوان آش بہتر آورد
جز کہ صاحب خوان درویش لئیم | ظن بد کم بر بر رزاق کریم
سر بر آور ہمچو کوہ اے سند | تا نخستین نور خور بر تو زند
کان سر کوہ بلند مستقر | ہست خورشید سحر را منتظر

چھوٹے تو اس سے کہ روزی ہے کثیف[۱] | اور غذا پائے تو اور قوت شریف
گر ہزاروں سیر کھائے وہ غذا | چون پری جائے سبک تو اور صفا
کہ نہ پھولے پیٹ اور قولنج ہو | نے تھمے معدہ تری نے جان کو
گر تو کم کھائے ہو بھوکا مثل زاغ[۲] | کھائے پر تو کے ڈکار آخر دماغ
کمتی کھانے سے ہو دق خشکی تجھے | کھائے گر افزون ہو بدہضمی تجھے
ہے طعامِ حق سے قوت خوشگوار | ایسے دریا میں ہو جون کشتی سوار
بس رہ روزہ میں صابر اور مصر | اس طعامِ حق کا ہر دم منتظر
کہ وہ خلاق و جہان بردبار | بھیجتا ہے تحفہ اندر انتظار
منتظر روٹی کا[۳] نہ ہو مرد سیر | کہ وظیفہ جلد آئے یا کہ دیر
اور مفلس ہر گھڑی ڈھونڈھے غذا | اشتہا میں منتظر رہوے سدا
منتظر جو تو نہ ہووے نہ ملے | وہ غذا دولت کی ستر ہ جو ہے
اے پدر کر انتظار اور انتظار | خوان بالا کے لیے تو مرد وار
پائے آخر قوت ہر اک گرسنہ | شمس دولت چمکے اس پر از آلہ
کھائے کم آش اہل ہمت میہمان | آش بہتر لائے پھر وہ میزبان
مت کرے جز میزبانان لئیم | بدگمانی سوی رزاق کریم
کر بلند اپنا تو سر جون کوہ کے | تاکہ پہلے نور خور تجھ پر پڑے
کہ سر کوہ بلند اے بے خبر | بس ہے خورشیدِ سحر کا منتظر

در جواب آن مغفل کہ گفت چہ خوش بودی کہ مرگ در جہان نبودے این جہان را

جواب میں اس غافل کے کہ کہتا تھا کیا اچھا ہوتا کہ موت جہان میں نہوتی اور اس جہان کو

۱؎ چھوٹے تو الخ ۲ شعر تو اس سے چھوٹے کہ روزی کثیف ہے اور تو غذا و قوت شریف پائے اگر وہ ہزاروں سیر غذا کھائے پری کے مانند تو سبک جائے اور صفا ہووے کہ نہ پیٹ پھولے اور نہ قولنج نہ معدہ تھمے اور نہ تیری جان کو بے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۲؎ اگر تو کم الخ ۵ شعر اگر تو کم کھائے مثل زاغ کے بھوکا ہو اگر پر کھائے آخر دماغ کو ڈکار روکے کمتی کھانے سے تجکو خشکی و دق ہو اگر زیادہ کھائے تجکو بدہضمی ہو قوت خوشگوار ہے طعام حق سے ایسے دریا میں مانند کشتی سوار ہو بس روزہ میں صابر و مصر اس طعام حق کا ہر دم منتظر رہو کہ وہ خالق جہان و بردبار ہے تحفہ بھیجتا ہے انتظار میں یعنے طعام حق بہتر ہے طعام دنیا سے کیونکہ طعام دنیا سے امراض پیدا ہوتے ہیں آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲ ۳؎ منتظر الخ ۹ شعر مرد سیر منتظر روٹی کا نہیں ہے کہ وظیفہ جلد آئے یا دیر میں اور مفلس ہر گھڑی غذا ڈھونڈھے اشتہا میں منتظر سدا رہوے جو تو منتظر نہووے نہ ملے وہ غذا دولت کی کہ جو ستر ۴؎ میں ہے اے پدر انتظار کر خوان بالا کے واسطے مرد کے مانند آخر غذا پائے ہر ایک گرسنہ اور شمس دولت چمکے اسپر اللہ کی طرف سے مہمان اہل ہمت آش کم کھائے اور بہتر آش لائے پھر وہ میزبان بدگمانی مت کر سوائے میزبان کے لئیم کی جانب رزاق کریم اپنا سر بلند کر تو مانند کوہ کے تاکہ اول نور شید تجھپر پڑے کہ سر کوہ بلند کا اے بے خبر خورشید سحر کا منتظر ہے یعنے تو اپنی ہمت بلند رکھ کہ رزاق تجکو غذا پاک دے آگے جواب میں غافل کے ہے فافہم ۱۲۔

زوال نبودی

آن یکی می‌گفت خوش بودی جہان	گر نبودی باک مرگ اندر میان
آن دگر گفت ار نبودی مرگ ہیچ	کہ نیرزیدی جہان پیچ پیچ
خرمنی بودی بدشت افراشتہ	مہمل و ناکوفتہ بگذاشتہ
مرگ را تو زندگی پنداشتی	تخم را در شورہ خاکی کاشتی
عقل کاذب ہست خود معکوس بین	زندگی را مرگ پندارد یقین
اے خدا بنمای تو ہر چیز را	آنچنان کہ ہست در خدعہ سرا
ہیچ مردہ نیست پر حسرت ز مرگ	حسرتش آنست کش کم بود برگ
ورنہ از چاہے بصحرا اوفتاد	در میان دولت و عیش و گشاد
زین مقام ماتم و ننگین مناخ	نقل افتادش بصحرای فراخ
مقعد صدقی نہ ایوان دروغ	بادۂ خاصی نہ سکرانی ز دوغ
مقعد صدق و جلیسش حق شدہ	رستہ زین آب و گل آتشکدہ
ورنہ کردی زندگانی اے منیر	یک دو دم ماندہ ست مردانہ بمیر

زوال نہوتا

ایک کہتا تھا کہ خوش ہوتا جہان	گر نہوتا موت کا ڈر درمیان
دوسرا بولا نہ ہوتی مرگ گر	یہ جہان سے کر نہ ہوتا بیشتر
ہوتا خرمن ایک صحرا مین پڑا	بے کُتا بیکار و ابتر بے صفا
مرگ کو جانا ہے تونے زندگی	بیج بویا خاک شورہ مین اجی
عقل کاذب ہے تری معکوس بین	زندگی کو مرگ جانے بالیقین
ای خدا دکھلائے تو ہر چیز کو	جیسے جائے مکر دنیا مین ہو وہ
کوئی مردہ حسرتی ہے مرگ سے	رکھے حسرت ہوئی کم اس برگ سے
ورنہ صحرا مین گیا وہ چاہ سے	درمیان عیش و دولت بسط کے
اس مقام تنگ و جائے رنج سے	نقل کی اسنے بڑی صحرا مین ہے
مقعد صدق ہے نے جائے دروغ	خاص بادہ ہے وہ نے مخمور دوغ
مقعد صدق جلیس حق ہوا	اس گلاب آتشکدہ سے بس چھٹا
گر نہ کی مردانہ تونے زندگی	مر تو مردانہ ہین اک دو دم ابھی

فیما یرجی من رحمة اللہ تعالیٰ معطی النعم قبل استحقاقہا

وہو الذی ینزل الغیث من بعد ما قنطوا ورب بعد

یورث قربا ورب معصیة میمونة ورب سعادة تأتی من حیث

فیما یرجی من رحمة اللہ تعالیٰ معطی النعم قبل استحقاقہا

اس چیز مین کہ امید رکھتا ہو رحمت اللہ سے کہ بخشنے والا نعمتون کا ہے قبل حق پانے اسکے

وہو الذی ینزل الغیث من بعد ما قنطوا ورب بعد

اور وہ اللہ وہ ہے کہ نازل کرتا ہے باران کو بعد ناامید ہونے انکے بہت وقت دوری

یورث قربا ورب معصیة میمونة ورب سعادة تأتی من حیث

پیدا کرتی ہے قرب کو اور بہت وقت گناہ مبارک ہوتا اور بہت سعادت آتی ہے اس جگہ سے

سلہ ایک کہتا الخ شعر ایک شخص کہتا تھا کہ جہان خوش ہوتا اگر ڈر موت کا نہوتا درمیان دوسرے نے کہا اگر موت نہوتی یہ جہان کا ہے سوا نہوتا خرمن صحرا مین پڑا ہوتا بے کُتا و بیکار و ابتر و بے صفا تو مرگ کو زندگی جانتا ہے خاک شورہ مین بیج بویا ہے تیری عقل جھوٹی ہے معکوس بین زندگی کو مرگ جانتا ہے بالیقین یعنی ایک نے مرگ کو برا جانا اور دوسرے نے مرگ کو بہتر جانا اور حقیقت مین مرگ بہتر ہے زندگی دنیا سے آگے اسکی مناجات ہے فافہم ۱۲۔

سلہ اے خدا الخ شعر اے خدا تو ہر چیز کو دکھلا دے جس طور سے وہ مکرگاہ دنیا مین ہے کوئی مرد اہل ہمت نہین ہے مرگ سے کہ حسرت رکھے اس برگ کے کم ہونے سے ورنہ صحرا مین وہ گیا چاہ سے درمیان عیش و دولت کشادہ کے اس مقام تنگ و جائے رنج سے نقل کی بڑی صحرا مین ہے مقعد صدق جائے دروغ نہین ہے خاص بادہ ہے وہ مخمور دوغ نہین ہے مقعد صدق جلیس حق کا ہوا اس گلاب و آتشکدہ سے چھٹا اگر تونے زندگی مردانہ نہ کی تو مردانہ مرا بھی ایک دو دم مین یعنی اے خدا تو ماہیت ہر چیز کی مجھکو دکھلا دے جیسے کہ وہ اصل مین ہے اور اسی کو معرفت کہتے ہین چنانچہ حضرت رسول مقبول صلعم بھی یہی دعا فرمایا کرتے تھے اللہم ارنا الاشیاء کما ہی آگے حقیقت اشیاء کا بیان ہے فافہم ۱۲۔

یرجی انعم لیعلم ان اللہ یبدل سیئاتھم حسنات

در حدیث آمد کہ روز رستخیز	امر آید ہر یکی تن را کہ خیز
نفخ صور امرست از یزدان پاک	کہ بر آرید ای ذرائر سر ز خاک
باز آید جان ہر یک در بدن	ہمچو وقت صبح ہوش آید بتن
جان تن خود را شناسد وقت روز	در خرابہ خود در آید چون کنوز
جسم خود بشناسد و در وی رود	جان زرگر سوی درزی کے شود
جان عالم سوی عالم میرود	جان ظالم سوی ظالم میشود
کہ شناسا کردشان علم الہ	چونکہ برہ و میش وقت صبحگاہ
پای کفش خود شناسد در ظلم	جان تن خود چون نداند ای صنم
صبح حشر کوچک ست ای مستجیر	حشر اکبر را قیاس از وی بگیر
آنچنانکہ جان بپرد سوی طین	نامہ پرد از یسار و از یمین
در کفش بنہند نامہ بخل و جود	فسق و تقوی آنچہ او خود کردہ بود
چون شود بیدار او وقت سحر	باز آید سوی او آن خیر و شر
گر ریاضت دادہ باشد خوی خویش	وقت بیداری ہمان آید بہ پیش
ور بد او دی پاک و با تقوی و دین	نامہ باز آید مرادرا در یمین
ور بد او دی خام و زشت و در ضلال	چون غرا نامہ سیہ یابد شمال
ہست ما را خواب و بیداری ما	بر نشان مرگ و محشر دو گوا
حشر اصغر حشر اکبر را نمود	مرگ اصغر مرگ اکبر را ز دود

یرجی انعم لیعلم ان اللہ یبدل سیئاتھم حسنات

گر امید تمھاری خواری کی ناکر جانے تحقیق اللہ بدلتا ہے گناہ انکی نیکیون سے

ہے حدیثون[1] مین کہ روز حشر کو	حکم ہو ہر ایک تن کو کہ اٹھو
نفخ صور اک حکم ہے اس پاک سے	کہ اے ذرو سر نکالو خاک سے
آئی پھر ہر ایک جان وان جسم مین	جیسے صبح ہوش کو جان جسم مین
جان تن پہچانے اپنا وقت روز	آئے ویرانہ مین اپنے چون کنوز
اپنا تن پہچانے اسمین جائے تب	جان زرگر سوئے درزی جائے کب
جان عالم سوئے عالم جائے ہے	جان ظالم سوئے ظالم جائے ہی
آشنا کس نے کیا علم آلہ	جیسے بکری بچہ وقت صبحگاہ
شب[2] مین پا پہچانے اپنے کفش جو	کیون نجانے جان اپنے جسم کو
سائلا جو حشر اصغر ہے سحر	حشر اکبر کو قیاس اس سے تو کر
جیسے جان اڑتی ہے جانب خاک کے	نامہ اڑتا سیدھے الٹے ہاتھ سے
ہاتھ مین ہے نامہ بخل و سخا	فسق و تقوی انھون نے جو کیا
جبکہ وہ بیدار ہون وقت سحر	اسکی جانب آئے پھر وہ خیر و شر
عادت اپنی کو ریاضت دی ہو جو	وقت بیداری کے وہی پائے وہ
گر وہ[3] کل تھا پاک تقوی دین سے	نامہ سیدھے ہاتھ مین اسکو ملے
گر وہ کل گمراہ تھا نامہ سیاہ	دیوین ہاتھ الٹے مین چون نامہ غرا
خواب و بیداری ہمارا ظاہرا	مرگ و محشر کے نشان ہے گوا
حشر اصغر حشر اکبر کو دکھائے	مرگ اصغر مرگ اکبر کو بتائے

[1] ہے حدیثون مین الخ، شعر حدیثون مین ہے کہ روز حشر کو ہر ایک تن کو حکم ہو کہ اٹھو حق تعالے سے نفخ صور ایک حکم ہے کہ ذرو سر نکالو خاک سے پھر ہر ایک جان وطن جسم مین آئے جیسے صبح کو ہوش جسم مین آتا ہے جان اپنا تن پہچانے وقت روز کے اور آئے اپنے ویرانے مین مانند گنج کے اپنا تن پہچانے تب اسمین جائے جان زرگر کی طرف درزی کے کب جائے جان عالم کی طرف عالم کی جاے ہے اور جان ظالم کی طرف ظالم کے جاے ہے آشنا کس نے علم آلہ نے کیا جیسے بچہ بکری صبح کے وقت یعنی بروز حشر ہر ایک کی جان اپنے تن مین آئیگی جیسے خواب شب مین صبح کو جان اپنے تن مین آتی ہے آگے اسکی مثال ہے فافہم ١٢ [2] شب مین الخ ٦ شعر شب مین پاؤن اپنے کفش کو پہچانے جان کیون نجانے اپنے جسم کو اے سائل جو سحر حشر اصغر ہے اس سے تو حشر اکبر کو قیاس کرکے جیسے جان جانب خاک کے اڑتی ہے نامہ اڑتا ہے سیدھے و الٹے ہاتھ سے ہاتھ مین نامہ بخل و سخا کا دین انھون نے جو فسق و تقوی کیا ہے جبکہ وہ بیدار ہون وقت سحر کے وہ خیر و شر اسکے جانب پھر آئے اپنی عادت کو جو ریاضت دی ہو وقت بیداری کے وہ ہی پائے یعنی بروز حشر نامہ اعمال ہر ایک کے جانب ایسے آئینگے جیسے جان صبح کو اپنے جسم کی جانب آتی ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ١٢ [3] گر وہ کل تھا الخ ٤ شعر اگر وہ کل پاک تھا تقوی دین سے اسکو نامہ سیدھے ہاتھ مین ملے اگر وہ کل گمراہ تھا الٹے ہاتھ مین نامہ سیاہ دیوین مانند تعزیت نامہ کے ہماری خواب و بیداری ظاہرا مرگ و محشر کی نشانی پر دو گواہ ہین حشر اصغر حشر اکبر کو دکھائے اور مرگ اصغر مرگ اکبر کو بتائے ولیکن یہ نامہ خیال و نہان ہے اور حشر اکبر مین وہ عیان ہوے یہ خیال اس جا پر صورت پکڑے یعنی یہ نامہ اعمال دنیا مین خیال مین دو پوشیدہ ہین اور حشر اکبر مین ظاہر ہونگے و صورت پکڑینگے آگے اسکی مثال ہے فافہم ١٢

لیک این نامہ خیالست و نہان | وان شود در حشر اکبر بس عیان
این خیال این جا نہان پیدا اثر | زین خیال آنجا بروید صور
در مہندس بین خیال خانۂ | در دلش چون در زمینی دانۂ
آن خیال از اندرون آید برون | چون زمین که زاید از تخم درون
ہر خیالی کو کند در دل وطن | روز محشر صورتی خواہد شدن
چون خیال آن مہندس در ضمیر | چون نبات اندر زمین دانہ گیر
مخلصم زین ہر دو محشر قصہ ایست | مومنان را در بیانش حصہ ایست
چون برآید آفتاب رستخیز | برجہند از خاک خوب و زشت تیز
سوی دیوان قضا پویان شوند | نقد نیک و بد بکورہ در روند
نقد نیکو شادمان و ناز ناز | نقد قلب اندر زحیر و در گداز
لحظہ لحظہ امتحانہا میرسد | سر دلہا مینماید در جسد
چون ز قندیل آب و روغن گشتہ فاش | یا چو خاکی کہ بروید سبز باش
از پیاز و زعفران و کوکنار | سبزی پیدا کند دشت بہار
آن یکی سرسبز نحن المتقون | وان دگر ہمچون بنفشہ سرنگون
چشمہا بیرون جہیدہ از خطر | گشتہ دہ چشمہ ز بیم مستقر
باز ماندہ دیدہا در انتظار | تا کہ نامہ ناید از سوی یسار
چشم گردان سوی چپ سوی راست | زانکہ بود بخت نامہ راست کاست
نامہ آید بدست بندۂ | سر سیاہ از جرم و فسق آگندۂ

پر ہے یہ نامہ خیال ور ہی نہان | حشر اکبر میں وہ ہووی بس عیان
یہ خیال اس جا نہان ظاہر اثر | صورتین پکڑی خیال اس جا پر
ہے مہندس کے خیال خانہ اک | دل میں جیسے ہو زمین میں دانہ اک
وہ خیال اندر سے باہر آئے ہی | جیسے اُگتا تخم اندر خاک کے
جو وطن دل میں خیال اک بس کرے | ایک صورت ہوئیگا دن حشر کے
جسطرح دل میں مہندس کے خیال | جسطرح دانہ زمین میں ہو نہال
میں دو محشر سے چھٹا قصہ یہ ہے | مومنون کو شرح میں حصہ ملے
جب طلوع خورشید ہووی حشر کا | خاک سے اُٹھے ہر اک اچھا برا
اور روان ہوں سوے دیوان قضا | زر کھٹائی میں پڑے اچھا برا
زر کھرا تو ناز سے خوشیان کرے | اور کھوٹا زر زحیر ہونے لگے
لحظہ لحظہ یہ پہنچتا ہے امتحان | بھید دل کا تن میں کرتا ہی عیان
تیل پانی جون دکھے قندیل سے | یا کہ سبزہ خاک سے جیسے آگے
پس پیاز و زعفران سے آشکار | کرتا سبزہ دشت ہے از رہ بہار
ایک تو سرسبز نحن المتقون | دوسرا مثل بنفشہ سرنگون
ڈر سے باہر چشمے بس نکلے ہوئے | ہو گئے دس چشمے خوف سخت سے
انتظاری سے رہے دیدے کھلے | تا نہ آئے نامہ الٹی سمت سے
آنکھ سیدھی الٹی جانب کو دکھے | کہ نہ قسمت سیدھے نامہ کی گھٹے
نامہ آئے ہاتھ میں اک شخص کے | رو سیہ ہووے وہ جرم و فسق سے

دلستہ

سلہ ہے مہندس کے الخ، شعر مہندس کے ایک خیال خانہ دل میں ہے جیسے زمین میں ایک دانہ ہو وہ خیال اندر سے باہر آتا ہے جیسے تخم اُگتا ہے خاک میں سے جو دل میں ایک وطن کرے حشر کے روز ایک صورت ہوئیگا جیسے دل میں مہندس کے خیال و جیسے دانہ زمین میں ہووے نہال میں دونوں محشر سے چھٹا قصہ یہ ہے اور مومنوں کو شرح کرنے میں حصہ ملے جب خورشید حشر کا طلوع ہووے اور خاک سے ہر ایک اچھا برا اُٹھے اور دیوان قضا کی طرف روان ہوں نہ اچھا و برا کھٹائی میں پڑے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

ستہ زر کھرا الخ، شعر زر کھرا خوشیان کرے ناز سے اور کھوٹا زر زحیر ہووے اور لگے امتحان لحظہ لحظہ پہونچتا ہے اور بھید دل کا تن میں عیان کرتا ہے آگے اسکی مثال ہے تیل پانی جیسے دکھتا ہے قندیل سے یا جیسے سبزہ خاک سے اُگتا ہے پس پیاز و زعفران سے ظاہر دشت سبزہ کرتا ہے از راہ بہار کے ایک تو سرسبز اور تقوی دار اور دوسرا مثل بنفشہ کے سرنگون باہر چشمے خوف سے نکلے ہوے دس چشمے ہو گئے خوف سخت سے یعنی حشر میں جب جملہ اچھے برے جمع ہوں اسوقت بھید دل کا جسم سے ایسا ظاہر ہو جیسے تیل و پانی قندیل سے دکھائی دیتا ہے پس ہر ایک نیک و بد علیحدہ علیحدہ ہو جاوینگے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

سلہ انتظاری سے الخ، شعر انتظاری سے دیدے کھلے رہے تاکہ نامہ الٹے سمت سے نہ آئے سیدھی طرف و الٹی طرف دیکھتے ہیں کہ قسمت سیدھے نامے کی نہ گھٹے ایک شخص کے الٹے ہاتھ میں نامہ آئے وہ روسیاہ ہووے جرم و فسق سے کہ اسکے اندر ایک ایک تو ہیچ خیر نہیں سوائے دل آزاری صد لعنت دیرینہ کے گناہ و جرم سے سرتاپا ہو اور مسخرہ و دستک زنی اہل راہ پر ہو وہ اُنکی مکاریاں و چوریاں اور شر فرعون کے انا نانیان باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

اندرو یک خیر و یک توفیق نہ　　جز کہ آزارِ دلِ صدیق نہ
پُر ز سرتا پای زشتی و گناہ　　تسخر و خنبک زدن بر اہلِ راہ
آن دغل کاری و دزدیہای او　　وان چو فرعونان انا و انای او
چون بخواند نامۂ خود آن ثقیل　　داند او کہ سوی زندان شد رحیل
پس روان گردد چو دزدان سوے دار　　جرم پیدا بستہ راہِ اعتذار
آن ہزاران حجت و گفتارِ بد　　بر دہانش گشتہ چون مسمارِ بد
رخت دزدی بر تن و در خانہ اش　　گشتہ پیدا گم شدہ افسانہ اش
پس روان گردد بزندان سعیر　　کہ نباشد خار را از آتش گزیر
چون موکل آن ملائک پیش و پس　　بودہ پنہان گشتہ پیدا چون عسس
میبرندش میسپوزندش بہ نیش　　کہ برو ای سگ بکہدانای خویش
میکشد پا بر سرِ ہر راہِ او　　تا بود کہ بر جہد زان چاہِ او
منتظر می ایستد تن میزند　　بر امیدے روے واپس میکند
اشک میبارد چو بارانِ خزان　　خشک امیدے چہ دارد او جز آن
ہر زمانے روے واپس میکند　　رو بدرگاہِ مقدس میکند
پس ز حق امر آید از اقلیمِ نور　　کہ بگوئیدش کہ ای بطّالِ کور
انتظارِ چیستی اے کانِ شر　　رو چہ واپس میکنی ای خیرہ سر
نامہ ات آنیست کت آمد بدست　　ای خدا آزار ای شیطان پرست
چون بدیدی نامۂ کردارِ خویش　　منگر از پس بین جزای کارِ خویش

اُسکے اندر اک نہیں توفیق و خیر　　جز دل آزاری صدیق دلیر
پُر ہو سرتا پا گناہ و جرم سے　　اور تمسخر و ستک اہل راہ پے
اُنکی وہ مکاریان وہ چوریان　　مثل فرعون و انا آنانیان
جو پڑھے وہ اپنا نامہ رو سیاہ　　جانے وہ زندان کی جانب ہے چلا
پس چلے جو چور جانب دار کے　　عذر کی رہ بند جرم اکثر کھلے
وہ ہزاروں حجت اور بد گفتگو　　اسکے منہ پر ہو گئے جون میخ وہ
رخت دزدی اسکے گھر تن میں بھرا　　ہو گیا ظاہر وہ افسانہ گما
پس چلا وہ سوے زندان سعیر　　خار کرتے ہو وے آتش سے گزیر
جون محافظ وہ فرشتے پیش و پس　　تھے نہان ظاہر ہوے مثل عسس
اُسکو پس بیجائین آئین مار کر　　کہ تو چل ای خر بس اپنے تھان پر
کھینچتا ہی پاؤن وہ ہر راہ پے　　تا کہ باہر آئے وہ اس چاہ سے
منتظر ہو کر کھڑا بس ہوئے وہ　　منہ کو پیچھے پھیر امیدون پے وہ
اشک برسائی چو باران خزان　　خشک امید اُسکی کیا رکھی وہان
ہر گھڑی منہ پھیرے اپنا پشت کو　　اور کرے درگاہ حق کی سمت رو
حکم حق آئے مقامِ نور سے　　کہ کہو اسکو کہ ای کاذب گدھے
انتظاری کس لیے رکھتا ہی تو　　منہ کو پیچھے کس لیے کرتا ہی تو
یہ ترا نامہ ہے جو تجھکو ملا　　ای بلیس ثانی گستاخ خدا
نامہ دیکھا تو نے اپنے فعل کا　　دیکھ مت پیچھے وہ دیکھ اپنی جزا

سلہ جو پڑھے الخ، شعر جو وہ رو سیاہ اپنا نامہ پڑھے جانے کہ میں زندان کی طرف چلا آگے مثال ہے پس چلے جون چور جانب دار کے راہ عذر کی بند ہو وہ اکثر جرم کھلے وہ ہزاروں حجت اور بد گفتگو اسکے منہ پر وہ مانند میخ کے ہو گئے اسباب دزدی کا اسکے گھر میں تن میں بھرا ظاہر ہو گیا وہ افسانہ گمان ہوا پس وہ چلا سوے زندان دوزخ کے کہ خار کو نہو وے آتش سے چارہ محافظون کے مانند وہ فرشتے آگے پیچھے پوشیدہ تھی ظاہر ہو وے مانند کوتوال کے اسکو لے جائیں آئین مار کر کہ اے خر تو چل اپنے تھان پر یعنی فرشتے اہل دوزخ کو گھیر کر جانب دوزخ کے لے جائیں گے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲۔

سلہ کھینچتا ہے الخ، شعر وہ پاؤن کھینچتا ہے ہر راہ پر تا کہ وہ باہر آئے اُس چاہ سے منتظر ہو کر باہر کھڑا رہوے اور منہ کو وہ پیچھے پھیرے امیدون پر اشک برسائے مانند باران خزان کے اُسکی خشک امید وہان رکھے ہر دم منہ پھیرے اپنا پیچھے اور درگاہ حق کی سمت رو کرے حکم حق مقام نور سے آئے کہ اسکو کہو کہ اے کاذب گدھے تو انتظاری کس لیے رکھتا ہے اور منہ کو کس لیے پیچھے کرتا ہے یہ تیرا نامہ ہے جو تجھکو ملا ہے اے ابلیس ثانی اور اے گستاخ خدا کے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

سلہ نامہ دیکھا الخ، شعر تو نے اپنے فعل کا نامہ دیکھا پیچھے مت دیکھ اور اپنی جزا کو دیکھ بیہودہ کیوں دیر کرتا ہے ایسی چاہ میں کب اُمید روشنی کی ہے از راہ ظاہر کہ تجھکو طاقت نہیں ہے اور نہ ہر باطن سے کچھ نیت ہے نہ مناجات اور نہ قیام شب بھی اور نہ روزہ دن کو نہ خوف رب بھی نہ زبان کو رو کا سچ دینے سے اور نہ آگے پیچھے کی عبرت تجھے آگے کیا ہے اپنی یاد مرگ کی ہمیشہ اور پیچھے کیا ہے مزاد دین پہلو نہ تجھکو ظلم پر تو ہے اور نہ خردش کو غبار گندم تا تو فردوش بھی تو نے جو طاعت رب کی نہ کی یہ اُسکی خرابی ہے اب تو دوزخ دیکھنے سے کیون تامل کرتا ہی کیونکہ آگے پیچھے کا تو نے کچھ خیال نہ کیا آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲۔

بیہدہ چہ مول مولے مے کنی — درچنین چہ کو امید رستنی
بیہدہ کیوں دیر کرتا ہے غبی — ایسے چہ میں کب امید رستی

نی ترا از روے ظاہر طاعتی — نی ترا در سر باطن نیتی
از رہ ظاہر طاعت ہے تجھے — تیرے باطن میں نہ نیت ہی تجھے

نی ترا در شب مناجات و قیام — نہ ترا در روز پرہیز و صیام
نہ مناجات قیام شب تجھے — روزہ نہ ذنکو نہ خوف رب تجھے

نی ترا حفظ زبان ز آزار کس — نی نظر کردن بعبرت پیش و پس
نہ تجھے حفظ زبان آزار سے — آگے پیچھے کی نہ تھی عبرت تجھے

پیش چہ بود یاد مرگ و نزع خویش — پس چہ باشد مردن یاران پیش
آگے کیا ہی یاد مرگ اپنی سدا — پیچھے کیا ہی مرنا یاروں قبل کا

نہ ترا بر ظلم توبہ یا خروش — ای دغا گندم نمای جو فروش
ظلم پر نے تجھکو توبہ نہ خروش — ای دغل گندم نمائے جو فروش

چون ترازوے تو کژ بود و دغا — راست چون جوی ترازوی جزا
[1] جو ترازو تھی تری ٹیڑھی و دغا — سیدھی کیوں ڈھونڈھے ترازوے جزا

چونکہ پاے چپ بدی در غدر و کاست — نامہ چون آید ترا در دست راست
پانوں اُٹھا تھا جو اندر مکر کے — نامہ سیدھے ہاتھ میں کیونکر ملے

چون جزا سایہ است ای قد تو خم — سایۂ تو کژ فتد در پیش ہم
اے خمیدہ قد یہ ہی سایہ ترا — سایہ بھی ٹیڑھا ترا آگے پڑا

زین نسق آید خطابات درشت — کہ شود کہ را ازانہا کوزہ پشت
اسطرح آئیں خطاب انکو درشت — کہ پہاڑ اٹھے ہوں سن کے کوزہ پشت

بندہ گوید آنچہ فرمودی بیان — صد چنانم صد چنانم صد چنان
بندہ کہوے جو تو کہتا ہے خدا — میں اسی لائق اسی لائق میں تھا

خود تو پوشیدی تبرہا از حلم — ورنہ میدانی فضیحتہا بہ علم
خود بدی تونے چھپائی حلم سے — ورنہ تو جانے فضیحت علم سے

لیکہ بیرون از جہاد و فعل خویش — از ورای خیر و شر کفر و کیش
[2] پر ہمارے فعل و کوشش سے سوا — خیر و شر کفر و کیش سے ہے سوا

وز نیاز عاجزانہ خویشتن — وز خیال و وہم من صد چو من
اور نیاز عاجزانہ خویش سے — اور خیال و وہم میرے بیش سے

بود امید بہ لطف عام تو — از ورای راست باشی یا عتو
عام لطفوں سے ترے امید تھی — بس سوائے راستی یا سرکشی

بخشش محضی و لطف بے عوض — بود امید ای کریم بے غرض
بے عوض لطف اور بخشش محض سے — تھی امید ای شاہ بے پروا مجھے

رو پس کردم بدان محض کرم — سوی فعل خویشتن مے ننگرم
اس کرم سے منہ ہوں پیچھے پھیرتا — سوی فعل اپنے نہیں ہوں دیکھتا

سوی آن امید کردم روے خویش — کہ وجودم دادہ از پیش بیش
میں نے اُس امید کی سو منہ کیا — کر دیا پہلے سے تن مجھکو سوا

خلعت ہستی بدادی رائگان — من ہمیشہ معتمد بودم بران
مفت تو نے خلعت ہستی دیا — تھا بھروسا مجھکو بس اسپر سدا

چون شمارد جرم خود را و خطا — محض بخشایش در آید در عطا
جرم جو گنتا ہے اپنا اور خطا — محض بخشش آئے ہی اندر عطا

[1] جو ترازو الخ شعر جو تیری ترازو اے دغا باز ٹیڑھی تھی تو ترازو سیدھی کیون ڈھونڈھتا جزا کی جو پاؤن اُٹھا تھا مکر مین سیدھے ہاتھ مین نامہ کیونکر ملے آگے مثال ہے اے خمیدہ قد سایہ جزا ہے پس تیرا سایہ بھی آگے تیرے ٹیڑھا پڑا ایسے خطاب اُسکو درشت آئین کہ پہاڑ سنگین اُسے سُن کے کوزہ پشت ہون بندہ کہے کہ جو تو کہتا ہے اے خدا مین اسی لائق ہون اور مین اسی لائق تھا تونے خودبدی چھپائی علم سے ورنہ تو فضیحت کو علم سے جانتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [2] پر ہمارے الخ شعر لیکن ہمارے فعل و کوشش سے سوائے خیر و شر و کفر کیش سے سوا ہی اور نیاز عاجزانہ اپنے سے اور خیال و وہم میرے زیادہ سے تیرے عام لطفون سے اُمید تھی سوائے سرکشی کے بے عوض لطف اور بخشش محض سے امید تھی مجھکو اے شاہ بے پروا اس کرم سے مین منہ پیچھے پھیرتا ہون اور اپنے فعل کی طرف نہین دیکھتا ہون مین نے اُس اُمید کی طرف منہ کیا کہ پہلے سے تن مجھکو سوا دیا تونے خلعت ہستی کا مفت دیا مجھکو بھروسا اسپر ہمیشہ تھا جو اپنا جرم گنتا ہی اور خطا محض بخشش آتی ہی عطا مین یعنی جو گنہگار ہنگام لیجانے سمت دوزخ کے خدا کی جانب دیکھتے ہین تو حق اُنکو پھر بلاکر رحم فرماتا ہی آگے اسکا بیان ہی فافہم ۱۲–

کای ملائک باز آریدش بجا — کہ بُدست چشم و دل سوئے رجا
لا اُبالی وار آزادش کنیم — وان خطاہا را ہمہ خط برزنیم
لا اُبالی مر کسے باشد مباح — کش زیان نبود ز جرم از صلاح
آتشی خوش بر فروزیم از کرم — تا نماند جرم و ذلت بیش و کم
آتشے کز شعلہ اش کمتر شرار — می بسوزد جرم و جبر و اختیار
شعلہ در بنگاہ انسانی زنیم — خار را گلزار روحانی کنیم
ما فرستادیم از چرخ نہم — کیمیا یصلح لکم اعمالکم
خود چہ باشد پیش نور مستقر — کرو فر اختیار بو البشر
گوشت پارہ آلت گویای او — پیہ پارہ منظر بینائے او
مستمع او آن دو پارہ استخوان — مدرکش دو قطرہ خون یعنے کہ جان
کرمکے و از قذر آگندۂ — طمطراقی در جہان افگندۂ
از منی بودی منی را واگذار — اے ایاز آن پوستین را یاد دار

اے ملک پھر لاؤ اسکو اُس جگہ جا — تھی اُسکی چشم دل سوئے رجا
لا اُبالی سا کرون آزاد مین — اور خطاؤن پر کرون بے داد مین
لا اُبالی کو وہ ہوتا ہے مباح — جسکو ہو نہ زیان اُسکو با جرم و صلاح
آگ خوش روشن کرون مین با کرم — تا نہ رہوے جرم و ذلت بیش و کم
آگ کہ شعلہ ہے اُسکا کم شرار — ہے جلاتی جرم جبر و اختیار
حجرہ مین انسانی کے مین شعلہ رکھون — خار کو گلزار روحانی کرون
ہم فلک سے بھیجے ہو آگاہ تم — کیمیا یصلح لکم اعمالکم
آگے نور مستقر کے خود ہی کیا — کرو فر اور اختیار انسان کا
گوشت کا ٹکڑا اک اُسکی زبان — آنکھ اُسکی پارہ چربی کا عیان
کان اور ہڈی کے ٹکڑے مضمحل — مدرک اُسکا قطرہ خون یعنی دل
تو ہے کیڑا گندگی کا اک بھرا — طمطراق عالم مین تو نے اک رکھا
تو منی سے ہے منی چھوڑ اے بشر — اے ایاز اُس پوستین کو یاد کر

زلت

منظر

قصّہ ایاز و حجرہ داشتن از جہت پوستین وچارق وگمان خواجہ تاشان کہ اورا دفینہ ایست

قصّہ ایاز کا اور حجرہ بنانا اُسکا واسطے پوستین وچیلی کے اور گمان کرنا دوسرے غلامونکا کہ یہ دفینہ رکھتا ہے

(۱) اے ملک الخ۔ شعرا ے فرشتہ اُسکو پھر لاؤ یہان کہ اسکی چشم دل سوے رجا تھی لا اُبالی کے مانند آزاد کرون مین اور خطاؤن پر داد کرون مین وہ لا اُبالی کو مباح ہوتا ہے کہ زیان اُسکو نہو جرم و صلاحیت سے مین آتش خوب روشن کرون کرم سے تا جرم و ذلت بیش و کم نہووے وہ آتش کہ اسکا شعلہ کم شرار ہے جلاتی ہے جرم جبر و اختیار کو مین حجرہ مین انسانی کے شعلہ رکھون اور خار کو گلزار روحانی کرون یعنی جو مجرم کہ رحمت پر نظر رکھتا ہے حق اُسکو بیباکون کے مانند آزاد کر دیتا ہے اور یہ امر نسبت فقراے زاہدان قدح خوار کے ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲۔
(۲) ز فلک سے الخ۔ شعر ہم فلک سے بھیجے گئے ہو آگاہ کیمیا یصلح لکم اعمالکم کے آگے نور مستقر کے خود کیا ہے کرو فر اختیار انسان کا اُسکی زبان ایک گوشت کا ٹکڑا ہے اور اُسکی آنکھ پارہ چربی کا عیان ہے کان و ہڈی کے ٹکڑے مضمحل ہین درک قطرۂ خون یعنے دل ہے تو ایک کیڑا گندگی بھرا ہے تو نے عالم مین ایک طمطراق رکھا ہے تو منی سے ہے یعنے غرور چھوڑ اے بشر اے ایاز سر پوستین کو یاد کر یعنی اے بشر تجھکو حق نے ز فلک سے خبردار کیا ہے تو اعمال اپنے کی صلاحیت کر کیونکہ تیری پیدایش منی سے ہے تو منی یعنی غرور کو چھوڑ دے اور اُس اپنی اصل کو یاد کر کہ غرور نہ آئے جیسے ایاز اپنی پوستین چیلی کو دیکھ اپنی اصل کو یاد کیا کرتا تھا آگے اسکے حقائق ہین اپنی اصل کی آگہی مین فرماتے ہین فافہم ۱۲۔

آن ایاز از زیرکی انگیخته	پوستین و چارقی آویخته	اُس ایاز پاک نے ایجاد کی	پوستین و چیلیان اکجا رکھی
میرود هر روز در حجرهٔ خلا	چارقت اینست منگر در علا	جاتا بس حجرے میں وہ تنہا سدا	یہ تری چیلی ہے مت دیکھے علا
شاه را گفتند او را حجره ایست	کاندران جا زر و سیم و خمره است	دی خبر شہ کو کہ حجرہ اُسکا ہے	سیم و زر حجرہ کے اندر وہ رکھے
راه می ندهد کسی را اندرو	بسته میدارد همیشه آن در او	اُسکے اندر نے کسی کو آنے دے	اور سدا در بند وہ اُسکا رکھے
شاه فرمود ای عجب آن بنده را	چه بود پنهان و پوشیده ز ما	شہ نے اُس بندہ سے حیران ہو کہا	کیا ہے مخفی مجھسے پوشیدہ ہے کیا
پس اشارت کرد میری را که رو	نیم شب بکشای در حجره شو	پس کہا اک میر کو تیار ہو	جا تو اُس حجرہ مین آدھی رات کو
هرچه یابی مر ترا یغماش کن	سر او را بر ندیمان فاش کن	جو کچھ اُسمین پاوے تو لوٹ لے	بھید اُسکا ہمنشین پر کھولدے
با چنین اکرام و لطف بی‌عدد	از لئیمی سیم و زر پنهان کند	باوجود ایسی وہ بخشش جود کے	سیم و زر پنہان لئیمی سے رکھے
می نماید او وفا و مهر و جوش	وانگه او گندم نما و جو فروش	وہ دکھاتا ہے وفا و مہر و جوش	جان وہ گندم نما و جو فروش
هر که اندر عشق یابد زندگی	کفر باشد پیش او جز بندگی	جو کہ چاہے عشق مین ہے زندگی	اُسکے آگے کفر ہو جز بندگی
نیم شب آن میر با سی معتمد	در گشاد حجره او رای زد	نیم شب کو تیس کس سے میر نے	چاہا حجرہ کھولنا تدبیر سے
مشعله برکرده چندین پهلوان	جانب حجره روانه شادمان	لیکے مشعل ساتھ اُسکے مردمان	جانب حجرہ چلے پس شادمان
که امر سلطانست بر حجره زنیم	هر یکی همیان زر در کش کنیم	حکم شہ ہے ہم اس حجرہ پہ گرین	زر کی ہمیانی کو از بس لوٹ لین
آن یکی میگفت هی چه جای زر	از عقیق و لعل گوی و از گهر	ایک کہتا تھا کہ ہے کیا جائے زر	یہ کہو ہین لعل و یاقوت و گہر
خاص خاص مخزن سلطان وست	بلکه اکنون شاه را خود جان وست	خاص خاص اک مخزن سلطان ہے وہ	بلکہ اب سلطان کی خود جان ہے وہ
چه محل دارد به پیش آن عشیق	لعل و یاقوت و زمرد یا عقیق	لعل کیا ہے آگے اس معشوق کے	لعل و یاقوت و درم شہوار ہے
شاه را بر وی نبودی این گمان	تسخری می کرد بهر امتحان	شاہ کو اُسپر نہین تھا یہ گمان	اک ہنسی کرتا تھا از رہ امتحان

سلہ اُس ایاز الخ۔ شعر اُس ایاز پاک نے یہ ایجاد کی کہ پوستین و چیلیان ایک جا رکھی حجرہ مین وہ تنہا ہمیشہ جاتا کہ تیری یہ چیلی ہے تو اعلیٰ کو مت دیکھ شاہ کو خبر دے کہ ایک اسکا حجرہ ہے اور سیم و زر اور ایک خم کا چک اُسکے اندر رکھتا ہے کسی کو اُسمین آنے نہین دیتا ہے اور ہمیشہ اُسکا دروازہ بند رکھتا ہے بادشاہ نے اُس بندہ سے حیران ہو کر کہا کہ یہ کیا مجھسے مخفی ہے اور پوشیدہ کیا ہے پس ایک کو کہا کہ تیار ہو اور اُس حجرے مین آدھی رات کو جا تو جو کچھ اُس حجرے مین پاوے لوٹ لے اور بھید اُسکا ہمنشین پر کھولدے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

سلہ باوجود الخ ۳ شعر وہ باوجود ایسی بخشش و جود کے سیم و زر لئیمی سے پنہان کرتا ہے وہ مہر و وفا و جوش دکھاتا ہے جانے کہ وہ گندم نما جو فروش ہے آگے ایسے حقائق ہین جو کہ عشق مین زندگی پاتا ہے اُسکے آگے کفر ہو سوائے بندگی کے یعنی جو عشق مین زندگی پاتا ہے اُسکے آگے کفر ہو سوائے بندگی کے پس وہ ہر دم بندگی مین رہتا ہے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲۔

سلہ نیم شب کو الخ۔ شعر نیم شب کو تیس آدمیون کے ساتھ امیر نے حجرہ کھولنا چاہا تدبیر سے مردم اُسکے ہمراہ مشعل لے گئے اور جانب حجرہ کے خوش چلے حکم شاہ کا ہے کہ ہم اس حجرہ پر گرین اور ہمیانی زر کو از بس لوٹ لین ایک کہتا تھا کہ ہین کیا جگہ زر کی ہے کہو لعل و یاقوت و گوہر ہین وہ خاص ایک خزانہ سلطان کا ہے بلکہ وہ خود ایک جان سلطان کی ہے آگے اس معشوق کی اب کیا اصل ہے لعل و یاقوت و گوہر شہوار کی شاہ کو اسپر یہ گمان نہ تھا ایک ہنسی از رہ امتحان کے کرتا تھا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

پاک می‌دیدستش از هر غش و غل / باز از وهمش همی لرزید دل
که مبادا این ازو خسته شود / من نخواهم که برو خجلت رود
این نکردست او وگر کرد او رواست / هر چه خواهد گو بکن محبوب است
هر چه محبوبم کند من کرده ام / او منم من او چه گر در پرده ام
باز گفتی دور از آن خوی و خصال / اینچنین تخلیط ژاژست و خیال
از ایاز این خود محالست و بعید / کو یکی دریاست قعرش ناپدید
هفت دریا اندرو یک قطره / جمله هستیها ز موجش چکره
جمله پاکیها ازان دریا برند / قطره هایش یک بیک میناگرند
شاه شاهانست بلکه شاه ساز / از برای چشم بد نامش ایاز
چشمهای نیک هم بروی بد است / از ره غیرت که حسنش بیحد است
یکدهان خواهم به پهنای فلک / تا بگویم وصف آن رشک ملک
در دهان یابم چنین و صد چنین / تنگ آید در بیان آن امین
این قدر هم گر نگویم ای سند / شیشهٔ دل از ضعیفی بشکند
شیشهٔ دل را چو نازک دیده ام / بهر تسکین بس قبا بدریده ام
من سر هر ماه سه روز ای صنم / بیگمان باید که دیوانه شوم
هین که امروز اول سه روزه است / روز پیروزست نی پیروزه است
هر دلی کاندر غم شاهی بود / دمبدم او را سر ماهی بود
قصهٔ محمود و اوصاف ایاز / چون شدم دیوانه رفت اکنون ز ساز

اُسکو پاک آلودگی سے جانتا / وہم سے پر اسکا دل تھا کانپتا
کہ مبادا اُس سے ہو رنجیدگی / میں نہ چاہوں اُسکو ہو شرمندگی
نے کیا یہ گر کیا مرغوب ہے / جو کرے چاہے مرا محبوب ہے
جو کیا محبوب نے میں نے کیا / وہ ہی میرا میں ہون وہ گر میں چھپا
پھر وہ کہتا دور اس سے یہ خصال / یہ بناوٹ ایسی پوچ اور ہی خیال
اُس ایاز پاک سے یہ ہی محال / کہ وہ یک دریا ہی بے پایان مثال ۵۱
ساتون دریا ایک قطرہ اُسمین ہین / ہستیان سب موج اُسکی سی رکھین
جملہ پاکی اس سے دریا لیتے ہین / میناگر اک ایک قطرہ اُسکے ہین
شاہ شاہون کا ہی بلکہ شاہ ساز / چشم بد کو نام رکھا ہی ایاز
چشم نیک اسپر بھی چشم بد سے ہے / حسن بیحد از رہ غیرت رکھے
جون فلک چوڑا دہان چہتا ہون مین / وصف اس رشک ملک کا تا کرون
ایسے ایسے سو مین پاؤن گر دہان / تنگ آئے وہ امین اندر بیان
نے کہون گر اسقدر مین بھی تو وا / شیشۂ دل کا نازکی سے ٹوٹ جائے ۵۳
شیشۂ دل کا دیکھا نازک مین نے جو / مین نے پھاڑا جامۂ تسکین کو
تین دن ہر ماہ کے ہین ابتدا / بیگمان ہوتا ہون دیوانہ سدا
تین دن کا آج اول روز ہے / دن مبارک ہے نحوست نے رکھے
جو کوئی دل غم مین اُس شاہ کے / اسکو پہلا دن ہو ہر دم ماہ سے
قصۂ محمود و اوصاف ایاز / جو مین دیوانہ ہوا رکھے نہ ساز

۵۱ اسکو الخ شعر اسکو آلودگی سے پاک جانتا تھا لیکن وہم سے اسکا دل کانپتا تھا کہ مبادا وہ اُس سے رنجیدہ ہو اور مین نہین یہ بات چاہتا ہون کہ وہ شرمندہ ہو یہ اُسنے نہین کیا اور کیا جو مرغوب ہے کہ جو وہ چاہے کرے میرا محبوب ہے جو محبوب نے کیا مین نے کیا وہ مین ہون اور مین وہ ہون اگر مین چھپا پھر وہ کہتا کہ یہ خصال اُس سے دور ہے یہ ایسی بناوٹ پوچ اور خیال ہے اس ایاز پاک سے یہ محال ہے کہ وہ ایک دریا بے پایان مثال ہے یعنی جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو ایک دریا ہین یہ خیال محال اُنسے دور ہے کہ وہ مجھسے مال دنیا پوشیدہ رکھین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۲ ساتون الخ شعر ساتون دریا اسمین ایک قطرہ ہین سب ہستیان اُسکی موج سے رکھتی ہین جملہ دریا اس سے پاکی لیتے ہین وہ اُسکے ایک ایک قطرہ میناگر ہین یعنی اولیا اللہ اسکے قطرے ہین کہ میناگری کرتے ہین بادشاہ بادشاہون کا ہے بلکہ بادشاہ ساز ہے چشم بد کے واسطے اسکا نام ایاز ہے چشم نیک اسپر چشم بد سے ہے حسن بیحد از راہ غیرت کے رکھتا ہے فلک کے مانند چوڑا دہن مین چاہتا ہون تاکہ وصف اس رشک ملک کا کرون ایسے سو دہن اگر مین پاؤن وہ امین تنگ آئین بیان مین یعنی اس مقام پر نام جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ایاز رکھ لیا ہے چشم بد کے واسطے کہ تا عوام قصہ ایاز کا جانین اور حقیقت مین یہ قصہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۳ نے کہون الخ شعر اگر اسقدر مین نکہون تو افسوس ہے کہ شیشہ دل کا بسبب نزاکت کے ٹوٹ جائے جو مین نے شیشہ دل کا نازک دیکھا پس مین نے قبائے تسکین کو پھاڑا ہے ابتدا مین تین دن ہر ماہ کے بیگمان دیوانہ ہمیشہ رہتا ہون آج تین دن کا اول روز ہے مبارک دن ہے اور نحوست رکھتا ہی جو دل اس شاہ کے غم مین ہوا اُسکو پہلا دن ہر دم ماہ سے ہو قصہ محمود اور اوصاف ایاز کا جو مین دیوانہ ہوا درستی مین رکھتا ہے یعنی جو مین دیوانہ ہوا ہون اسواسطے حال جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا لکھتا ہون کیونکہ حضرت رسول مقبول صلعم کا کوئی وصف کب کر سکتا ہے

در بیان آنکہ آنچہ بیان میشود صورت قصہ ہست کہ در خور صورتگرانست و در آئینہ ایشان و از قدوسی حقیقت آن نطق را شرم می آید و از خجالت قلم سر در پیش می کند

بیان مین اسکے کہ جو کچھ بیان ہوتا ہی صورت قصہ کی ہے کہ لائق ظاہر بین کے ہے اور آئینہ اُنکے کیلئے اور پاکی حقیقت اُسکے سے ہی گویائی کو شرم آتی ہی اور خجالت سے قلم منفعل ہوتا ہے

زانکہ پیلم دید ہندستان بخواب　　از خراج امید بردہ شد خراب

کیف یاتی النظم لی والقافیہ　　بعد ما ضاعت اصول العافیہ

ما جنون واحد لی فی الشجون　　بل جنون فی جنون فی جنون

ذاب جسمی من اشارات الکنی　　مذ عاینت البقا فی الفنا

ہند دیکھا پیل نے میرے بخواب[1]　　طمع زر سے کر ہوا گاؤن خراب

کیف یاتی النظم لی والقافیہ　　بعد ما ضاعت اصول العافیہ
(کیونکر آئے میرے واسطے نظم و قافیہ　　بعد اسکے جو ضائع ہوئی اصل عافیت کی)

ما جنون واحد لی فی الشجون　　بل جنون فی جنون فی جنون
(نہین ہے جنون و دیوانگی میری ایک غم مین　　بلکہ جنون مین جنون مین جنون ہے)

ذاب جسمی من اشارات الکنی　　مذ عاینت البقا فی الفنا
(گلا جسم میرا اشارون گوشہ چشم سے　　اسوقت سے کہ دیکھی ہے بقا فنا مین)

ای ایاز از درد تو گشتم چو موی　　ماندم از قصہ تو قصہ من مگوی

بس فسانہ عشق تو خواندم بجان　　تو مرا کافسانہ گشتستم بخوان

خود تو میخوانی نہ من ای مقتدا　　من کہ طورم تو موسی وین صدا

کوہ بیچارہ چہ داند گفت چیست　　زانکہ بیچارہ ز گفتنہا تہی ست

لیک موسی فہم گفتنہا کند　　کوہ عاجز خود چہ داند ای سند

کوہ ہم داند بہ قدر خویشتن　　اندکے از لطف روح تن

درد سے مین ای ایاز عاجز ہوا　　تیرے قصہ سے تو کہہ قصہ مرا

قصہ تیرے عشق کا مین نے پڑھا　　اب تو پڑھ کر تو مرا قصہ ہوا

پڑھتا ہی تو بالیقین ای مقتدا　　تو ہی موسی مین ہون طور اور صدا

کوہ عاجز جانے کیا کیا قال ہے　　کیونکہ وہ عاری ہی کرنی قال سے

لیک موسی جانتا ہی قال کو　　کوہ بیچارہ کیا جانے کیا ہی وہ

اپنے لائق کوہ بھی ہی جانتا　　جسم لطف روح سے رکھے مزا

[1] ہند دیکھا الخ یہ شعر میرے پیل نے ہند کو خواب مین دیکھا اب طمع زر کی بت کر گاؤن خراب ہوا ترجمہ میرے واسطے کیونکر آئے نظم و قافیہ اسکے بعد جو ضائع ہوئی اصل عافیت کی میری جنون و دیوانگی نہین ہے ایک غم مین بلکہ جنون مین جنون اور جنون مین جنون ہے میرا جسم گلا گوشۂ چشم سے اسوقت سے کہ مین نے دیکھی ہے بقا فنا مین ہے ایاز مین بسبب درد کے عاجز ہوا تیرے قصے سے تو میرا قصہ کہ مین نے قصہ تیرے عشق کا پڑھا اب تو پڑھ کہ تو ہمہ افسانہ ما آپکی حال آپکے سبب فاہم ۱۲ بلکہ پڑھتا ہے الخ یہ شعر تو بالیقین پڑھتا ہے اے مقتدا تو ہے موسے اور مین طور ہون اور صدا ہے وہ عاجز کیا جانے کیا قال ہے کیونکہ وہ عاری ہے قول کرنے سے ولیکن موسی جانتا ہے قول کو اور وہ بیچارہ نہین جانتا ہے کہ وہ کیا ہے کوہ بھی اپنے لائق جانتا ہے اور جسم لطیف روح سے مزا رکھتا ہے [illegible] اسطرلاب کے مانند حساب مین ہے ایک نشانی روح سے آفتاب کے مانند روح بعد دل کو جانتی ہی اور جسم مانند کوہ کے نہین جانتا ہے ولیکن اپنے لائق کوہ جسم جانتا ہے کہ اصطرلاب ایک نشانی روح سے مثل آفتاب کے جانتا ہی آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

تن چو اصطرلاب باشد ز احتساب	آیتی از روح همچون آفتاب	تن ہی اصطرلاب سا اندر حساب	اک نشانی روح سی جون آفتاب
آن منجم چون نباشد چشم تیز	شرط باشد مرد اصطرلاب ریز	وہ منجم کیون نہووے چشم تیز	شرط ہووے مرد اصطرلاب ریز
تا کند بهرش صطرلابی نکو	تا برد از حالت خورشید بو	تا صطرلابی کرے اُسکے لیے	جانے تا احوال سے خورشید کے
جان کز اصطرلاب جوید او صواب	چه قدر داند ز چرخ و آفتاب	جان بھلائی ڈھونڈھے اصطرلاب سے	چرخ و خور سے کسقدر ہی جان لے
تو کز اصطرلاب دیده بنگری	در جهان دیدن یقین بس قاصری	تو کہ دیکھے اصطرلاب دیدہ سے ہی تو	بس جہان میں دید سے قاصر ہی تو
تو جهان را قدر دیده دیده	کو جهان سبلت چرا مالیده	تو نے قدر دید دیکھا ہی جہان	تو کیون مونچھ مروڑے جہان وہ کہان
عارفان را سرمه هست آن بجو	تا که دریا گردد این چشم چو جو	سرمۂ عارف پاس ہے وہ ڈھونڈھ تو	تا کہ دریا ہووے دیدہ مثل جو
ذره عقل و هوش ار با من ست	این چه سودا و پریشان گفتن ست	عقل و ہوش ہی ساتھ میرے گر ذرا	کب ہے یہ بیہودہ گوئی نارو ا
چونکه مغز من ز عقل و هش تهیست	پس گناه من درین تخلیط چیست	مغز میرا جو ہی خالی عقل سے	اس پریشان گوئی مین کیا جرم ہے
نے گناه اوراست کو عقلم برد	عقل جمله عاقلان پیشش بمرد	نے گنہ اسکا کہ میری عقل لے	آگے اُنکے عقل عقلا کل مرے
یا مجیر العقل فتان الحجی	ما سواک للعقول المرتجی	یا مجیر العقل فتان الحجی	ما سواک للعقول المرتجی
ما اشتهیت العقل مذ جننتنی	ما حسدت الحسن مذ زینتنی	ما اشتهیت العقل مذ جننتنی	ما حسدت الحسن مذ زینتنی
هل جنونی فی هواک مستطاب	قل بلی والله یجزیک الصواب	هل جنونی فی هواک مستطاب	قل بلی والله یجزیک الصواب
گر بتازی گوید و گر فارسی	گوش هوشی کو که در فهمش رسی	فارسی مین خواہ عربی مین کہے	گوش شنوا کہان ہی جو اُسکو سُنے
باده او در خور هر هوش نیست	حلقه او سخره هر گوش نیست	بادہ اسکی لائق ہر ہوش کب	حلقہ اسکا قیدی ہر گوش کب

سلہ وہ منجم الخ ۲ شعر وہ منجم چشم تیز کیون نہووے کہ شرط ہووے مرد اصطرلاب ریز یعنی اصطرلابی اسکے لیے کرے تاکہ خورشید کے احوال سے جانے جان اصطرلاب سے بھلائی ڈھونڈھے آسمان و خورشید سے کسقدر وہ جانے اے تو اصطرلاب دیدہ سے دیکھے پس جہان مین تو قاصر ہے دید تونے بقدر دیدہ دیکھا ہے جہان کو تو مونچھ کو کیون مروڑتا ہے وہ جہان کہان ہے سرمہ عارف کے پاس ہے تو وہ ڈھونڈھ تا کہ یہ دیدہ مثل جو کے دریا ہو یعنی اگرچہ جان کو جسم کے سبب سے لذت دید کی حاصل ہوتی ہے مگر بمقدار دیدہ کے پس اس دیدہ کا سرمہ عارف کے پاس ہے تو اس سے ڈھونڈھ تاکہ دیدہ دریا ہووے مثل نہر کے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ عقل و ہوش الخ ۲ شعر اگر میرے ساتھ عقل و ہوش ذرا بھی ہے کب یہ بیہودہ گوئی ناروا ہی جو میرا مغز خالی عقل سے اس پریشان گوئی مین کیا جرم ہے اسکا گناہ نہین کہ میری عقل نے اسکے آگے عقل کل عقلا کی ترجمہ اے پناہ دینے والے عقل کے وا اے مفتون کرنے والے عقل کے نہین ہے سوائے تیرے واسطے عقل کے امیدگاہ نہین رکھتا ہون مین عقل اُسوقت سے کہ تونے مجھے دیوانہ کیا مین نے حسن کو جبسے تونے زینت دی آیا جنون میرا تیرے عشق مین نیک ہے کہو ہان کہ خدا جزا اے خیر تجھکو دیوے فارسی مین خواہ عربی مین کہے گوش شنوا کہان ہے جو کہ اسکو سنے یعنی اگر میری عقل نہ ہے تو یہ بیہودہ گوئی کرنا میرا ناروا نہین اور اگر عقل نہین ہے تو اس پریشان گوئی سے میرا جرم نہین ہے اور نہ جرم عقل لینے کا ہے کہ وہ غائبانہ عشق مین عقل عقلا کی لیتا ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲۔
سلہ بادہ اسکی الخ ۵ شعر بادہ لائق ہر ایک گوش کا کب ہے مین دوسری بار آیا دیوانہ سا کہا جاتا تو جلد زنجیر لا سوا اُس زنجیر زلف یار کے اگر وہ سو زنجیر لاسکو توڑدون میرے پاے دنپر عشق سے بند ہے مجھے فائدہ کب سے نغز پند اچھے عشق کا قصہ طمع نہین رکھتا ہے اور مانند مقطع بھی نہین رکھتا ہے یعنی پھر مجکو جنون نہ ہوا اے جان جلد زنجیر لا تا پس میرے پانون عشق سے بندھے وعظ و پند کب مجھے فائدہ دے آگے پوستین درچلی کا بیان ہے فافہم ۱۲۔

بار دیگر آمده دیوانه وار	رو بدر دا یجان که دو زنجیری بیا	دوسری بار آیا مین دیوانہ سا	جا جا لے جان جلد تو زنجیر لا
غیر آن زنجیر زلف دلبرم	گر دو صد زنجیر آری بردرم	اس سوا زنجیر زلف یار کے	توڑون دو سو لاکے گر زنجیر دے
هست بر پای دلم از عشق بند	سود کے دارد مرا این غظ و پند	عشق سے ہی پاؤن پر میرے بند	فائدہ کب دے مجھے یہ غظ و پند
قصهٔ عشقش ندارد مطلعی	هم ندارد همچو مطلع مقطعی	قصہ عشق اسکے کا نہ مطلع رکھے	اور نہ مثل مطلع وہ مقطع رکھے

حکمت نظر کردن بچارق و پوستین که فلینظر الانسان مم
خُلِق خَلق من ماءٍ دافقٍ یخرج من بین الصلب والترائب

حکمت دیکھنے چیلی و پوستین کی کہ فلینظر الانسان مم
پس چاہیے کہ نگاہ کرے انسان کہ کس چیز سے پیدا کیا گیا آب سے
خلق خلق من ماء دافق یخرج من بین الصلب والترائب
جو کہ کود نکلتا ہے مرد کی پشت کی استخوان اور عورت کی سینے کی استخوان سے

باز گردان قصهٔ عشق ایاز	کان یکی گنج ست مالامال راز	لہ پھر کہو وہ قصہ عشق ایاز	کہ وہ ہی یکیں گنج مالامال راز
میرود هر روز در حجره درین	تا ببیند چارقی با پوستین	جائے ہے حجرہ کے ہر دن درمیان	تا کہ دیکھے پوستین و چیلیان
زانکه هستی سخت مستی آورد	عقل از سر شرم از دل میبرد	کیونکہ ہستی سخت مستی لائے ہی	عقل سر شرم دل سے جائے ہے
صد هزاران قرن پیشین را همین	مستی هستی بزد ره زین کمین	پس ہزارون قرن پہلی خلق کی	مستی ہستی نے کی ہے رہزنی
شد عزازیل ازین مستی بلیس	که چرا آدم شود بر من رئیس	ایسی مستی سے ہوا شیطان بلیس	کہ یہ آدم کیسے ہو مجھپر رئیس
خواجه‌ام من نیز خواجه زاده ام	صد هنر را قابل و آماده ام	مین ہون خواجہ اور خواجہ زادہ ہون	سو ہنر کے قابل اور آمادہ ہون
در هنر من از کسی کم نیستم	تا بخدمت پیش دشمن بیستم	بس کسی سے نہ ہنر مین کم مین ہون	تا مین خدمت آگے دشمن کے کرون
من ز آتش زاده ام او از وحل	پیش آتش مر وحل را چه محل	آگ سے پیدا مین ہون وہ خاک سے	خاک کو کیا آگ کے آگے جگہ
او کجا بود اندر آن دورے که من	صدر عالم بودم و فخر زمن	وہ کہان تھا اس زمانہ مین کہ مین	صدر عالم تھا مین اس ایام مین

خلق الجان من مارج من نار و کان من الجن
ففسق عن امر ربه

خلق الجان من مارج من نار و کان من الجن
پیدا کیا جنون کو زبانہ آتش سے اور وہ تھا جنون سے پس
ففسق عن امر ربہ
فاسق ہوا حکم رب اپنے سے

سلہ پھر کہو الخ ۹ شعر پھر کہو وہ قصہ عشق ایاز کا کہ وہ ایک گنج مالامال راز کا ہے ہر روز حجرہ کے اندر وہ جاتا ہے تاکہ پوستین چیلیان دیکھے کیونکہ ہستی سخت مستی لاتی ہے عقل سر سے اور شرم دل سے جاتی ہے پس ہزارون قرن پہلے خلق کی مستی ہستی نے رہزنی کی ہے ایسی مستی سے شیطان ابلیس ہوا کہ یہ آدم مجھپر کیسے رئیس ہوں مین خواجہ اور خواجہ زادہ ہون سو ہنر کے قابل اور آمادہ ہون کسی سے مین ہنر مین کم نہین ہون تاکہ مین دشمن کے آگے خدمت کرون مین آتش سے پیدا اور وہ خاک سے ہے خاک کو آتش کے آگے کیا جگہ ہے وہ اس زمانے مین کہان تھا کہ مین صدر عالم تھا اس ایام مین تیئنے ہستی سخت مستی لاتی ہے کہ اس مستی کے سبب سے شیطان ابلیس ہوا اور خود کو آدم سے بہتر جانتا ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

شعلہ میزد آتش جان سفیہ | کآتشی بود الولد سر ابیہ
نی غلط گفتم کہ بد قہر خدا | علتی را پیش آوردن چرا
کار بی علت مبرا از علل | مستمر و مستقر ست از ازل
در کمال صنع پاک مستحث | علت حادث چہ گنجد در حدث
سر آب چہ بود آب با صنع اوست | صنع مغز ست آب صورت چہ پوست
عشق دان ای فندق تن دوستت | جانت بوید مغز کو بد پوستت
دوزخی کہ پوست باشد دوستش | داد بدلنا جلوداً پوستش
معنی و مغزت بر آتش حاکمست | لیک آتش را قشورت ہیزمست
کوزۂ چوبین کہ در وی آب جوست | قدرت آتش ہمہ بر ظرف اوست
معنی انسان بر آتش مالکست | مالک دوزخ در آن کی ہالکست
معنی ہیزم بر آتش حاکمست | لیک آتش را تن او ہیزمست
پس میفزا تو تن معنی فزا | تا چو مالک باشی آتش را کیا
پوستہا بر پوست می افزودہ | لاجرم چون پوست اندر رودہ
زانکہ آتش را علف جز پوست نیست | قہر حق آن کبر را گردن زنیست
این تکبر از نتیجہ پوست ست | جاہ و مال آن کبر را زان دوستست
این تکبر چیست غفلت از لباب | منجمد چون غفلت یخ زآفتاب
چون خبر شد زآفتابش یخ نماند | نرم گشت و گرم گشت و تیز راند

تھی بھڑکتی[۵۱] آتش جان سفیہ | آتشی تھا الولد سر ابیہ
(ضرور ہر بیٹا نشانی باپ کی ہے)
نی غلط کہتا ہوں تھا قہر خدا | علتی کس واسطے پیدا کیا
کار بے علت نہیں رکھے علل | دائم اور قائم ہے یا روز ازل
پس کمال صنع میں اس پاک کے | علت حادث حدث کب رہ سکے
سر آب کیا باپ ہمارا صنع رب | صنع مغز ہے اور صورت پوست اب
فندق تن عشق کو تو یار جان | مغز ڈھونڈھے اور کوئی پوست جان
دوست اہل نار رکھے پوست جو | بخشا بدلنا جلوداً پوست کو
مغز معنی تیرا حاکم آگ ہے | ہیزم و آتش ترا ہر پوست ہے
چوب[۵۲] کا کوزہ کہ اسمیں آب ہے | آگ کی قدرت ہو اسکے ظرف پے
معنی انسان کا ہی مالک آگ پے | مالک دوزخ بس اسمیں اب جلے
مالک لکڑی ہی حاکم آگ کی | آگ کو تن اُسکا لکڑی ہی سبھی
مت بڑھا تو تن کو معنی کو بڑھا | تا مثل مالک تو ہو حاکم آگ کا
پوست پر تو پوست کو زیادہ کرے | مثل چھلکا آگ میں ہے اسلیے
کیونکہ ایندھن آگ کا ہی پوست ہے | قہر حق اس کبر کا جلاد ہے
یہ تکبر ہے نتیجہ پوست سے | جاہ و مال اس کبر کا ہے دوست سے
یہ تکبر کیا ہے غفلت مغز سے | یخ جما غفلت سے جون خورشید کے
جو خبر[۵۳] خورشید سے ہوئی یخ نہ رہا | گرم نرم اور تیز رو از بس ہوا

۵۱ یعنی بھڑکتی ہے شعر بھڑکتی تھی آتش جان احمق کی کہ آتشی تھا ترجمہ ضرور کہ بیٹا نشانی باپ کی ہے غلط نہیں کہتا ہوں قہر خدا تھا کس واسطے علتی پیدا کیا کام بے علت علیل نہیں رکھتا ہے کہ دائم و قائم ہے روز ازل سے پس کمال صنعت میں اس پاک کے علت حادث اور حدث کب رہ سکتی ہے بھید باپ کا کیا ہے باپ ہمارا وہ صنع رب ہے صنعت مغز اور صورت پوست ہے اسے فندق تن تو عشق کو یار جان کہ جان مغز ڈھونڈھے اور پوست کو لے جو پوست کو اہل نار دوست رکھے بخشا بدلنا جلوداً پوست کو مغز و معنی ترا حاکم آتش پر ہے ولیکن پوست ترا ہیزم آتش ہے یعنے آتش دوزخ سے جسم کو نقصان ہے اور جان کو کچھ نقص نہیں ہے کیونکہ اہل حق دولت رکھتے ہیں تن کو اسواسطے کہ تن ہیزم دوزخ کا ہے اور ہمیشہ جلایا جائیگا آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲ ۵۲ چوب کا کوزہ الخ شعر چوب کا کوزہ کہ اسمیں آب ہے قدرت آتش کی اسکے ظرف پر ہووے انسان کا معنی آتش پر مالک ہے مالک دوزخ کب اسمیں جلے تو تن کو مت بڑھا معنی کو بڑھا مالک کے مانند کہ تا حاکم ہو آتش کا یعنی مالک نام خازن دوزخ کا ہے تو پوست پر پوست کو زیادہ کرتا ہے اسواسطے چھلکا کی مانند تو آتش میں ہے ہر کوئلہ پوست ایندھن آتش کا ہے اس کبر کا قہر حق جلاد ہے اس تکبر کا نتیجہ پوست ہے مال و جاہ کب اسکا دوست ہے یہ تکبر کیا ہے مغز سے غفلت ہے اور یخ جمتا ہے غفلت سے خورشید کے یعنی جو تکبر نتیجہ پوست سے ہے اور تو پوست پر پوست کو زیادہ کرتا ہے پس پوست کے مانند تو دوزخ میں جلتا ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ ۵۳ جو خبر الخ شعر جو خورشید سے خبر ہوگی یخ نہ رہا گرم و نرم و تیز رو وہ بس ہوا مغز کی وجہ سے سب تن طمع ہے عاشق خوار کرکہ دل سن طمع ہے اگر مغز دیکھے فارغ پوست سے ہو بندہ عز من قنع زندان ہے عزت اس جگہ کبر ہے اور ذلت دین کی ہو سنگ جب تک فانی نہ ہو کب تمکین ہو سنگ کی حالت میں انا کرتا ہے اور تب تسکین فنا ہونے کا ہے اس سبب سے کہ جاہ دل ڈھونڈھتا ہے کہ صد گونہ سے طمع کو کمال ہو اور یعنی نجات سنگ دلی کا نہایت کرتا ہے اور وقت تسکین فنا ہو نیکا ہے کیونکہ بید مغز سے تن کو طمع ہے اسواسطے عاشق خوار ہے ذلیل ہے طمع سے پس کیونکر کمال ہو جائے کہ بہبہ ابھی ہوا آگے بیان ہے فافہم ۱۲

شد ز دید مغز جملہ تن طمع　　خوار عاشق شد کہ دل بن طمع
چون نبیند مغز قانع شد بہ پوست　　بند عز من قنع زندان اوست
عزت اینجا گبریست و ذل دین　　سنگ تا فانی نشد کے شد نگین
در مقام سنگی و آنگہ انا　　وقت مسکین گشتن تست و فنا
کبر زان جوید ہمیشہ جاہ و مال　　کہ ز سرگین ہست گلخن را کمال
کاین دو دایہ پوست را افزون کنند　　شحم و لحم و کبر و شہوت آگنند
دیدہ را بر لب لب نفراشتند　　پوست را زان رو لب پنداشتند
پیشوا ابلیس بود این راہ را　　کو شکار آمد شبیکہ جاہ را
مال چون مارست و آن جاہ اژدہا　　سایۂ مردان زمرد این دو را
زان زمرد مار را دیدہ جہد　　کور گردد مار و رہرو وارہد
چون بر این رہ خار بنہاد آن رئیس　　ہر کہ خست او گفت لعنت بر بلیس
یعنی این غم بر من از غدر وی ست　　غدر را آن مقتدا سابق پی است
بعد ازان خود قرن بر قرن آمدند　　جملگان بر سنت او پا زدند
ہر کہ بنہد سنت بد اے فتی　　تا در افتد بعد او خلق از عمی
جمع گردد بر وی آن جملہ بزہ　　کو سری بودست و ایشان دم غزہ
لیک آدم چارق و آن پوستین　　پیش می آرد کہ ہستم من ز طین
چون ایاز آن چارقش مورد بود　　لاجرم او عاقبت محمود بود
ہست مطلق کارساز نیستی ست　　کارگاہ ہست کن جز نیست چیست

مغز کے ہی دید سے سب دل طمع　　خوار ہی عاشق کہ دل مین طمع
مغز نے دیکھے ہو قانع پوست سے　　بند عز من قنع زندان ہے
عزت اس جا کبر ہی اور ذل دین　　سنگ تا فانی نہو کب ہو نگین
سنگ کی حالت مین کرتا ہی انا　　وقت ہو نیکا ہی مسکین اور فنا
کبر ڈھونڈھے اس سبب جاہ و مال　　ہی صدا گوبر سے گلخن کو کمال
یہ دو دانہ پوست کو افزون کرے　　گوشت چربی کبر و شہوت کو بھرے
مغز کا نے مغز دیکھا اے نکو　　اس لیے کہ مغز جانا پوست کو
پیشوا ابلیس تھا اس راہ کا　　کہ شکار آیا وہ دام و جاہ کا
مال مثل مار و جاہ ہے اژدہا　　ہے زمرد انکو سایہ مرد کا
وہ زمرد کرے اندھا مار کو　　مار اندھا ہو و چھوٹے راہ رو
رہ مین کانٹے والے اُسنے جو چبھے　　جسکی وہ لعنت کرے ابلیس پے
یعنی مجھپہ غم یہ اُسکے مکر سے　　مکر کا وہ مقتدا پہلے سے ہے
بعدہ خود قرن پر قرن آئے ہین　　سب اُسی سنت کے اوپر جائے ہین
بد طریقہ جو کوئی جاری کرے　　اندھے پن سے خلق بعد اُسپر چلے
وہ گنہ سب جمع ہون اُس شخص پے　　کہ ہوا وہ سر اور یہ دم بنے
پوستین و چلیان آدم ولے　　آگے لاتا ہی کہ ہون مین خاک سے
چون ایاز اُسکو وہ چیلی در تھا　　اس لیے محمود وہ آخر ہوا
ہست مطلق کارساز نیست ہے　　ہست کن کو کام کیا جز نیست کے

۱ یہ دو دانہ الخ، شعر یہ دونون دانہ پوست کو زیادہ کرتا ہے گوشت چربی کبر و شہوت کو بھرے اے تو نے مغز کو بے مغز نہین دیکھا اسواسطے پوست کو مغز جانا اُس راہ کا پیشوا ابلیس تھا کہ وہ شکار آیا دام جاہ کا مال مانند مار کے اور جاہ اژدہا ہے اور سایہ مرد کا انکو زمرد ہے وہ زمرد اندھا کر دے مار کو مار اندھا ہو اور راہ رو چھوٹے راہ مین اُسنے کانٹے ڈالے جو چبھے جسکی وہ لعنت کرتا ہے ابلیس پر یعنی مال و جاہ ابلیس کا ہے اور اس مال و جاہ کی خواہش پر تو مردان خدا سے دور ہوتی ہے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲

۲ یعنی مجھپہ الخ، شعر یعنے مجھپر غم اُسکے مکر سے ہے کہ وہ مکر کا مقتدا پہلے سے ہے بعدہ خود قرن پر قرن آئے ہین اور سب اُسی سنت پر چلے جاتے ہین آگے اسکے حقائق ہین جو کوئی بد طریقہ جاری کرے اور بعدہ خلق اندھے پن سے اُسپر چلے اُس شخص پر وہ سب گناہ جمع ہون کہ وہ سر ہوا ہے اور یہ دم بنے ہین ولیکن آدم پوستین چلیان آگے لاتا ہے کہ مین خاک سے ہون ایاز کے مانند اُسکے وہ چیلی در و تھا اس لیے وہ آخر محمود ہوا ہست مطلق کارساز نیست ہے ہست کن کو کیا کام ہے سوائے نیست کے یعنی جو کوئی طریقہ بد جاری رکھیگا اور مخلوق اندھے پن سے اسپر چلے گی پیرو وہ گناہ اُسپر جمع ہوگا اور آدم مثل ایاز کے اپنی اصل خاص دیکھتا ہے اسواسطے آخر کا محمود ہوتا ہے آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲

بر نوشته هیچ ننویسد کسے / یا نهالی کارد اندر مغرسے
کاغذی جوید که آن ننوشته نیست / تخم کارد موضعی که کشته نیست
ای برادر موضع ناکشته باش / کاغذی اسپید نانوشته باش
تا مشرف گردی از نون والقلم / تا بکارد در تو تخم آن ذو الکرم
خود ازین پالوده نالیسیده گیر / مطبخے که دیدهٔ نادیده گیر
زانکه زین پالوده مستیها بود / پوستین و چارق از یادت رود
چون در آید وقت نزع آهی کنی / ذکر دلق و چارق آنگاهی کنی
تا نگردی غرق موج زشتئی / که نباشد از پناهت کشتئی
یاد ناری از سفینهٔ راستین / ننگری در چارق و در پوستین
چونکه درمانی بغرقاب بلا / پس ظلمنا در دسازی بر ملا
دیو گوید بنگرید این خام را / سر برید این مرغ بے هنگام را
دور این خصلت ز فرهنگ ایاز / که پدید آید نمازش بے نیاز
او خروس آسمان بوده ز پیش / نعره هاے او همه در وقت خویش
ای خروسان از وی آموزید بانگ / بانگ بهر حق کند نی بهر بانگ

کوئی بھی[سلہ] لکھتا ہی لکھی چیز پے / یا کہ تھالی مین شجر کو بوئے ہی
ڈھونڈھتا کاغذ ہی جو لکھا نہو / بوے تخم اس جا کہ دان بویا نہو
ای برادر کھیت بے بویا رہو / کاغذ سادہ اور بے لکھا رہو
تا مشرف ہوئے با نون والقلم / بوی تجھ مین تخم تازہ ذو الکرم
خود کو پالودہ سے بے کھایا سمجھ / دیکھا جو مطبخ ہی بے دیکھا سمجھ
کیونکہ پالودہ سے ہو وین مستیان / اور بھلا دی پوستین و چیلیان
وقت[سلہ] نزع آئے تو ہا ہو کرے / ذکر چیلی پوستین کا تو کرے
تا نہ غرق موج زشتی ہوئے تو / کہ نہو پشت پناہ اس زشت کو
قصہ سچا یاد کرتا ہے نہین / اور نہ دیکھے ہی تو چیلی پوستین
جو تو عاجز ہو بغرقاب بلا / پس ظلمنا کہ پڑھے تو بر ملا
دیو کہوے دیکھو تم اس خام کو / مار دو تم اس مرغ بے ہنگام کو
دور یہ خصلت ہی یا عقل ایاز / کہ نماز اسکی ہو ظاہر بے نیاز
آسمانی مرغ وہ اول سے ہے / بانگ وہ دیتا ہی اپنے وقت بے
اس سے تم سیکھو ای مرغو دینا بانگ / بانگ بہر حق وہ دے نہ بہر بانگ

در معنی ارنا الاشیاء کما ہی و بیان لو کشف الغطاء ما ازددت یقیناً

اس معانی مین ارنا الاشیاء کما ہی اور یہ لو کشف الغطاء ما ازددت یقیناً

دکھلا مجھکو اشیا جیسی کہ ہے ۱۲ — اگر کھل جائین پردے ۱۲ — ہرگز نہین زیادہ ہوگا یقین میرا ۱۲

سلہ کوئی الخ ۔ شعر کوئی بھی لکھے کاغذ پر لکھتا ہے یا کہ تھالی مین درخت بوتا ہے وہ کاغذ ڈھونڈھتا ہے کہ جو لکھا نہو و تخم اُس جگہ بوتا ہے کہ وہان بویا نہو پس اے برادر تو کھیت بے بویا رہو اور کاغذ سادہ و بے لکھا رہو تاکہ تو مشرف ہووے دوات و قلم سے تاکہ تخم تجھ مین بوئے وہ ذو الکرم تو خود کو پالودہ سے بے کھایا سمجھ اور جو مطبخ دیکھا ہے سمجھ کیونکہ پالودہ سے مستیان ہوتی ہین اور پوستین و چیلیون کو بھلا دیتا ہے یعنی تو اپنے دل کو حُب دُنیا سے پاک و صاف رکھ تاکہ حق تعالیٰ تجھ مین اپنا تخم محبت بوئے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

سلہ وقت نزاع الخ ۔ شعر نزع کا وقت آئے اور تو ہا ہو کرے اور چیلی و پوستین کا تو ذکر کرے تاکہ تو غرق موج زشتی کا نہووے اور پشت پناہ اُس زشت کا نہووے تو سچا قصہ یاد نہین کرتا اور چیلی و پوستین کو نہین دیکھتا جب تو عاجز ہو غرقاب بلا مین پس ظلمنا کو پڑھے بر ملا دیا کہوے کہ تم دیکھو اس خام کو اور تم مار دو اس مرغ بے ہنگام کو کہ یہ خصلت دور ہے عقل ایاز سے کہ اسکی نماز ظاہر ہو بے نیاز وہ تو آسمانی مرغ اول سے ہے کہ وہ بانگ دیتا ہے اپنے وقت پر تم اُس سے سیکھو اے مرغو بانگ دینا کہ وہ بانگ حق کیواسطے دیتا ہے دم دنیا کے واسطے یعنی وقت نزع کے غافل ہائے ہو کرتا ہے اور اپنی اصل سے دیکھتا ہے اور اولیا اللہ اول سے اپنی اصل پر نظر رکھتے ہین کیونکہ وہ مرغ آسمانی ہیں پس ان سے تم سیکھو فافہم ۱۲۔

صبح کاذب آید و نفریبدش	صبح کاذب عالم نیک و بدش
اہل دنیا عقل ناقص داشتند	تا کہ صبح صادقش پنداشتند
صبح کاذب کاروانہا را زدست	کہ ببوی روز بیرون آمدست
صبح کاذب خلق را رہبر مباد	کو دہد بس کاروانہا را بباد
ای شدہ تو صبح کاذب را رہین	صبح صادق را تو کاذب ہم مبین
گر نداری از نفاق و بد امان	از چہ داری بر برادر ظن ہمان
بدگمان باشد ہمیشہ زشت کار	نامۂ خود خواند اندر حق یار
آن خسان کاندر کجہا ماندہ اند	انبیا را ساحر و کژ خواندہ اند
وان امیران خسیس و قلب ساز	این گمان بردند بر حجرہ ایاز
کو دفینہ دارد و گنج اندران	آئنہ خود منگر اندر دیگران
شاہ میدانست خود پاکی او	بہر ایشان کرد او آن جستجو
کای امیران جملہ بکشایید در	نیم شب کہ باشد او زان بیخبر
تا پدید آید سگالشہای او	بعد ازان بر ماست تالشہای او
مر شما را دادم این زر و گہر	من ازان زر بانخواہم جز خبر
این ہمی گفت و دل او می طپید	از برای آن ایاز بی ندید
کہ منم کاین بر زبانم میرود	این جفا گر بشنود او چون شود

صبح[1] کاذب ہی نہیں دھوکا ہے	صبح کاذب عالم بد نیک ہے
اہل دنیا عقل جو ناقص رکھیں	صبح صادق جانتے تا اسکو ہیں
صبح صادق نے ہیں مارے کاروان	کہ ہوے وہ جان کو صبح روان
صبح کاذب خلق کی مت ہو جیو	راہ بر کہ کاروان مارے ہی وہ
اے ہوا تو صبح کاذب کا گرو	دیکھ مت کاذب تو صادق صبح کو
گر نفاق بد سے ہے تجھکو امان	کیون تو بھائی پر رکھے ہے وہ گمان
بدگمان[2] بدفعلیان قائم رکھے	نامہ اپنے یار کے حق میں پڑھے
وہ کمینے کج ادائی کرتے ہین	اور نبی حق کو ساحر کہتے ہین
وہ امیران کمینے قلب ساز	یہ گمان رکھتے تھے با حجرہ ایاز
کہ دفینہ و گنج وہ اسمین رکھے	دیکھ مت آئینہ اپنا غیر پے
پاکی[3] اسکی جانتا خود شاہ ہے	جستجو انکے لیے اسکی کرے
اے امیر دیکھو تو حجرہ اور در	نیم شب کو کہ وہ ہووے بے خبر
تا کہ اندیشے ہون اسکے برملا	بعد مجھپر اسکی ہے دنیا سزا
مین نے تمکو یہ دیا زر و گہر	مین نہ اس زر سے ہون چاہتا جز خبر
یہ وہ کہتا اور تڑپتا دل وے	اس ایاز بے مثل کے واسطے
کہ زبان سے یہ مرے نکلے ہی جو	یہ جفا گر وہ سنے تو کیسا ہو

۱ صبح کاذب الخ ۲ شعر صبح کاذب اُسے دھوکا ہے کہ صبح کاذب عالم نیک و بد ہے اہل دنیا عقل ناقص جو رکھتے ہین تا اسکو صبح صادق جانتے ہین صبح کاذب نے کاروان مارے ہین کہ وہ صبح جان کر روان ہوئے ہین صبح کاذب خلق کی رہبر مت ہو جیو کہ وہ کاروان مارتی ہے اے شخص تو صبح کاذب گرد ہوا ہے صبح صادق کو کاذب مت دیکھ اگر نفاق بد سے تجھکو امان نہین ہے تو بھائی پر وہ گمان کیون رکھتا ہے یعنے اہل دنیا بسبب عقل ناقص کے دنیا کاران دنیا کو اولیاء اللہ جانتے ہین چونکہ تو اہل دنیا کاران سے ہے پس اولیاء اللہ کو ریاکار مت جان آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲۔

۲ بدگمان الخ ۲ شعر بدگمان ہمیشہ فعل بد رکھتے ہین اور نامہ اپنا یار کے حق مین پڑھتے ہین وہ کمینی اور کج ادائی کرتے ہین اور انبیاء اللہ کو ساحر کہتے ہین وہ امیران کمینے قلب ساز یہ گمان رکھتے ہین حجرۂ ایاز کہ وہ دفینہ و گنج اس مین رکھتا ہے تو اپنا آئینہ غیر پر مت دیکھ یعنے امیران عرب جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر مثل ایاز کے گمان بد رکھتے تھے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے باطن مین مثل ساحرون کے مکر و دغا رکھتے ہین نعوذ باللہ آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲۔

۳ اس کی پاکی الخ ۵ شعر اسکی پاکی خود شاہ جانتا ہے اسکی جستجو خود انکے لیے کرتا ہے اے امیر و حجرہ جو وہ اور دروازہ آدھی رات کو کہ وہ بیخبر ہووے تا کہ وہ اسکے اندیشے ظاہر ہون مجھپر اسکے بعد سزا دینا ہے مین نے یہ زر و گوہر تم کو دیا کہ مین اس زر سے نہین چاہتا ہون بجز خبر کے جو وہ کہتا تھا اور دل تڑپتا اس ایاز بے مثل کے واسطے کہ میری زبان سے جو نکلتا ہے یہ جفا اگر وہ سنے تو کیسا ہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

باز می گوید بحق دین او	کز زمین افزون بود تمکین او	کہتا پھر اسکی قسم ہو دین کی[۵۱]	کہ کرون اس سے قدر اسکی بڑی
کہ بہ قذف زشت من ظاہر شود	وز غرض از سر من غافل شود	کہ مری گالی سے شرمندہ وہ ہو	اور غرض میری سے کب غافل ہو وہ
مبتلا چون دید تاویلات رنج	برد بیند کے شود او مات رنج	مبتلا جو دیکھے تاویلات رنج	برد دیکھے اور وہ کب ہو مات رنج
صاحب تاویل ایاز صابر ست	کو بہ بحر عاقبتہا ناظر ست	صاحب تاویل ہے صابر ایاز	کہ وہ دیکھے عاقبت پر چشم باز
ہمچو یوسف خواب این زندانیان	ہست تعبیرش بنزد او عیان	مثل یوسف کے ہین تعبیرین عیان	اسکو بھی مانند خواب قیدیان
خواب خود را چون نداند مرد خیر	کے بود واقف ز سیر خواب غیر	خواب اپنے کو نجانے مرد جو	کب وہ جانے راز خواب غیر کو
گر زنم صد تیغ او را ز امتحان	کم نگردد وصلت آن مہربان	امتحان سے تیغ سو مارون اُسے	کچھ نہین مجھسے وہ ملنا کم کرے
داند او کہ تیغ بر خود میزنم	من ویم اندر حقیقت او منم	جانے وہ کہ تیغ مارون آپ کو	وہ حقیقت مین ہون مین اور مین ہون وہ

حکایت در بیان اتحاد عاشق و معشوق از روے حقیقت اگرچہ متضاد اند جہت آن کہ نیاز ضد بے نیازی ست چنان کہ آئینہ بے صورت و سادہ ضد صورت ست لیکن بمیان ایشان اتحادیست کہ شرح آن بنطق در نیاید

حکایت بیان مین اتحاد عاشق و معشوق کے از روے حقیقت کے اگرچہ آپس مین ضد ہین بسبب اسکے کہ نیاز ضد بے نیازی کی ہو جیسے کہ آئینہ بے صورت و سادہ ضد صورت دار کا ہے لیکن دونون مین اتحاد ہو کہ شرح اُسکی بیان مین نہین آتی ہو

جسم مجنون را ز رنج دورے	اندر آمد علت رنجورے	جسم مجنون رنج فرقت سے ہوا[۵۲]	علت امراض مین بس مبتلا

۵۱ کہتا پھر الخ شعر پھر کہتا کہ اسکے دین کی قسم ہے کہ اُس سے قدر اسکی بڑی کرون کہ میری گالی سے وہ شرمندہ ہوا اور میری غرض سے وہ غافل ہو جو مبتلا تاویلات رنج دیکھے بُرد دیکھے اور وہ مات رنج کب ہووے ایاز صابر صاحب تاویل ہے کہ وہ چشم کشادہ رکھتا ہے انجام پر آگے یہ اسکی مثال ہے یوسف کے مانند تعبیرین عیان ہین اُسکو مانند خواب قیدیون کے جو مرد خواب اپنے کو نجانے وہ کب راز خواب غیر کو جانے سو تیغ امتحان سے اُسے مارون وہ مجھسے ملنا کچھ کم نہ کرے وہ جانتا ہے کہ مین تیغ مارتا ہون آپ کو کہ وہ حقیقت مین مین ہون اور مین وہ ہون یعنے جو شخص اپنی تعبیر خواب کو نجانے وہ غیر کے خواب کا راز کب جان سکے اگر مین امتحان سے سو تیغ اُسے مارون وہ ماننا کچھ کم نہ کرے کیونکہ مین وہ ہون اور وہ مین ہون آگے اتحاد عاشق و معشوق کا بیان ہے فافہم ۱۲ ۵۲ جسم مجنون الخ ۹ شعر جسم مجنون کا رنج فرقت سے علت امراض مین مبتلا ہوا خون جوش مین آیا شعلہ عشق سے اختناق پیدا ہوا اُس قیس کے جو طبیب دوا کے واسطے آیا کہا کہ علاج نہین بجز فصد کے فصد لازم ہے دفع خون کے واسطے آخر ایک فصاد آیا اس جگہ جو اُسنے بازو باندھا و نشتر کھولا اُسکو وہ معشوق تو دکھنے لگا تو فصد مت کر اور اپنی مزدوری لے اگر مر دن یا اپنے جسم سے جاؤن کہا کہ تو اُس سے ڈرتا ہے اور شیر و چیتا و ریچھ و بھیڑیا تیرے گرد شب کو ہمیشہ پھرتے ہین مجھسے انکو بوے بشر نہین آتی ہے عشق کے باعث سے کہ جو جگر پر ہے آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲

خون بجوش آمد ز شعلہ اشتیاق　تا پدید آید بران مجنون خناق
پس طبیب آمد بدارو کردنش　گفت چارہ نیست ہیچ از رگ زنش
رگ زدن باید برای دفع خون　رگ زنی آمد درانجا ذو فنون
بازوش بست و کشاد آن نیش او　بانگ زد بر وے ای معشوق خو
مزد خود بستان و ترک فصد کن　گر بمیرم گو برو جسم کہن
گفت آخر تو چہ می ترسی ازین　چون نمی ترسی تو از شیر عرین
شیر و خرس و یوزہ بر گرگ و دده　گرد بر گرد تو شب گرد آمدہ
می نیاید شان ز تو بوے بشر　ز انبہی عشق و وجد اندر جگر
گرگ و شیر و خرس اند عشق چیست　کم ز سگ باشد کہ از عشق او عمی ست
گر رگ عشقی نبودی کلب را　کی بجستی کلب کہف قلب را
ہم ز جنس او بصورت چون سگان　گر نشد مشہور ہست اندر جہان
تو نبردی بوے دل از جنس خویش　کی بری تو بوے دل از گرگ و میش
گر نبودی عشق ہستی کے بدی　کے زدی نان بر تو و تو کی شدی
نان تو شد از چہ ز عشق و اشتہی　ورنہ نان را کی بدی تا جان رہی
عشق نان مردہ را جان کند　جان کہ فانی بود جاویدان کند
گفت مجنون من نمی ترسم ز نیش　صبر من از کوہ سنگین است بیش
منبلم بے زخم ناساید تنم　عاشقم بر زخمہا بر مے تنم
لیک از لیلی وجود من پرست　این صدف پر از صفات آن درست

جوش مین خون آیا رنج عشق سے　تا ہوا پیدا خناق اس قیس کے
جو طبیب آیا دوا کے واسطے　بولا نئی چارہ بجز اب فصد کے
فصد لازم دفع خون کے واسطے　آیا اک فصاد آخر اس جگہ سے
باندھا بازو کھولا نشتر اُسنے جو　اُسکو وہ کہنے لگا معشوق خو
فصد مت کر اپنی مزدوری تو لے　گر مرون یا جاؤن اپنے جسم سے
بولا تو ڈرتا ہے اس سے کس لیے　کیونکہ تو ڈرتا نہین ہے شیر سے
شیر و چیتا اور ریچھ اور بھیڑیا　گرد تیرے شب کو پھرتے ہین سدا
تجھسے نہ آتی اُنھین بوئے بشر　عشق کے باعث سے جو پر ہے جگر
شیر و چیتا[۱] جانے کیا یہ عشق ہے　کم ہے سگ سے جو ہے خالی عشق سے
عشق کی اک رگ نہوتی سگ کو جو　ڈھونڈھتا کب کلب دل کے کہف کو
جنس سے اُنکی بصورت ہے سگان　گر نہو مشہور ہے اندر جہان
بوئے دل تو نے نہ جنس اپنے سے لی　گرگ و بز سے بوئے دل کی کب ملے
گر نہوتا عشق ہستی ہوتی کب　کب تو کھاتا ہوتا تو وہ روٹی کب
نان بنے تو کس سے راہ عشق سے　ورنہ جان مین نان کو کب رہ ملے
عشق مردہ نان کو جو جان کرے　جان کہ فانی بھی جاویدان کرے
بولا مجنون[۲] نے ڈرو نہین نیش سے　صبر میرا کوہ سے سنگین ہے
سست ہون بے زخم کب آرام ہے　مین ہون عاشق زخم پر رغبت مجھے
لیک تن میرا ہے اس لیلی سے پر　یہ صدف اُس دُر کی صفتون سے ہے پُر

۱ شیر و چیتا الخ ، شعر شیر و چیتا کیا جانے کہ یہ عشق سے ہے جو سگ کہ عشق کی ایک رگ نہوتی کتا کب ڈھونڈھتا دل کے غار کو اُنکی جنس سے ہے وبصورت سگ ہے اور اگر نہو یہ مشہور جہان مین ہے تو نے اپنی جنس سے بوے دل نہ لی کب گرگ و دنبہ سے دل کی بو ملے اگر عشق نہوتا کب ہستی ہوتی تو کب کھاتا اور وہ روٹی تو کب کھاتا روٹی بنے کس سے راہ عشق سے ورنہ جان مین روٹی کو کب راہ ملے عشق روٹی مُردہ کو جان کی مانند کرے جان کہ فانی تھی جاودانی کرے یعنی جانور بھی عشق سے خبردار ہین مثل سگ اصحاب کہف کے بس عشق نہوتا ہستی نہوتی آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲۔

۲ بولا مجنون الخ ، شعر مجنون نے کہا کہ مین ڈرتا نہین نیش سے میرا صبر کوہ سے سنگین سوا ہے سُست ہون مگر بے زخم کے آرام کب ہے مین عاشق ہون اور زخم پر مجھے رغبت ہے ولیکن میرا تن اس لیلی سے پر ہے اور یہ صدف اس دُر کی صفتون سے پُر ہے مین ڈرتا ہون کہ اگر تو میری فصد کرے ناگہان نشتر لیلے کے تجھے وہ عاقل جانتا ہے کہ جو روشن دل رکھتا ہے مجھ مین اور لیلی مین کچھ فرق نہین ہے مین کیا ہون لیلی ہون اور لیلی کیا ہے مین ہون ایک ہم مین روح و جسم ہین یعنی میرا تن لیلی سے پُر ہے کہ مین اور وہ ایک ہین اسواسطے مین ڈرتا ہون کہ نشتر لیلی کے پیچھے آگے عاشق و معشوق کے ایک ہونے کا بیان ہے فافہم ۱۲۔

ترسم ای فصاد اگر فصدم کنی　　نیش را ناگاه بر لیلی زنی
داند آن عقلی که او دل روشنیست　　در میان لیلی و من فرق نیست
من کیم لیلی و لیلی کیست من　　ما دو روحیم آمده در یک بدن

ڈرتا ہون گر فصد میری تو کرے　　ناگہان لیلی کے یہ نشتر چبھے
جانے وہ عاقل کہ روشن دل رکھے　　مجھ مین لیلی مین نہین کچھ فرق ہے
مین ہون کیا لیلی و لیلی کیا ہی مین　　ہم او ر وہ دو روح ہین اک جسم مین

پرسیدن معشوق عاشق را که تو خود را دوست تر داری یا مرا. اخرج بصفاتی الی خلقی من رآک فقد رآنی و من قصدک قصدنی و من احبک احبنی

معشوق نے عاشق سے پوچھا کہ خود کو دوست رکھتا ہے یا مجھکو. اخرج بصفاتی الی خلقی من رآک
ظاہر ہو ساتھ صفات میری کے طرف مخلوق میری کے
فقد رآنی و من قصدک قصدنی و من احبک
اس کسی نے دیکھا تجھے بس البتہ دیکھا مجھے اور جس کسی نے ارادہ کیا تیرا قصد کیا میرا اور اس کسی نے
احبنی
کہ دوست رکھا تجھے دوست رکھا مجھے

گفت معشوقی بعاشق ز امتحان　　در صبوحی کای فلان ابن الفلان
مر مرا تو دوست تر داری عجب　　یا که خود را راست گو ای بو الکرب
گفت من در تو چنان فانی شدم　　که پرم من از تو از سر تا قدم
بر من از هستی من جز نام نیست　　در وجودم جز تو ای خوش کام نیست
زان سبب فانی شدم من اینچنین　　همچو سرکه در تو بحر انگبین
همچو سنگی کو شود کل لعل ناب　　پر شود او از صفات آفتاب
وصف آن سنگی نماند اندر او　　پر شود از وصف خور او پشت و رو
بعد از آن گر دوست دارد خویش را　　دوستی خور بود آن ای فتی

پوچھا اک عاشق سے اس معشوق نے[1]　　امتحان سے وقت بادہ نوش کے
دوست زیادہ مجھکو رکھتا ہے تو آپ　　یا کہ اپنے کو کہو ای بو الکرب
بولا مین تجھ مین ہوا فانی اتم　　کہ مین پر ہون تجھ سے سر تا قدم
میری ہستی اک برائے نام ہے　　میرے تن مین تو ہی ای خوش کام ہے
اس لیے مین ایسا فانی ہو گیا　　تجھ مین جیسے شہد مین سرکہ فنا
جیسے پتھر کہ وہ کل ہو لعل ناب　　ہووے پر وہ با صفات آفتاب
سنگ پن کا وصف ذرا اس مین ہے　　پر ہو وہ کل وصف سے خورشید کے
بعدہٗ[2] گر دوست رکھے آپ کو　　دوستی وہ خور کی ہووے ای نکو

سلہ پوچھا الخ شعر ایک عاشق لے ایک معشوق سے پوچھا از راہ امتحان کے وقت بادہ نوشی کے کہ تو مجھکو زیادہ دوست رکھتا ہے سچ سچ کہدیا کہ خود کو اے بو الکرب کہا کہ مین تجھ مین فانی ہوا بالکل کہ مین تجھسے پر ہون سر سے قدم تک میری ہستی ایک برائے نام ہے میرے تن مین تو ہی اے خوش کام ہے اسواسطے کہ مین تجھ مین ایسا فانی ہو گیا جیسے سرکہ شہد مین فنا ہو آگے اسکی مثال ہے جیسے ایک پتھر کہ وہ کل لعلناب ہو و لیکن وہ ہووے باصفات آفتاب اُس مین سنگ پن کا وصف ترہے وہ کل پر ہو وصف خورشید ہے یعنی عاشق و معشوق مین ایسا فانی ہوتا ہے کہ جدائی اُس مین کچھ نہین ہوتی ہے کہ وہ دونون یک رنگ ہو جاتے ہین باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲ـ

سلہ بعدہٗ الخ شعر بعدہٗ اگر خود کو دوست رکھے وہ دوستی خورشید کی ہووے اور اگر خورشید کو دوست رکھے ساتھ جان کے وہ دوستی اپنی ہووے بیشک لعلناب خواہ خود کو دوست رکھے و خواہ خود دوست رکھے آفتاب کو ہر دوستی مین کچھ فرق نہین ہے کہ دونون جانب مین ضیا و شرق ہے یعنی جس صورت مین کہ لعل و خورشید ایک یکرنگ ہو جاوین ہر تقت لعل خواہ خود کو دوست رکھے وہ ایک ہی دوستی ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ـ

در کہ خور را دوست دارد او بجان — دوستی خویش باشد بیگمان
خواہ خود را دوست دارد لعلتاب — خواہ با او دوست دارد آفتاب
اندرین دو دوستی خود فرق نیست — ہردو جانب جز ضیاء شرق نیست
تا نشد او لعل خور را دشمن ست — زانکہ یک من نیست اینجا دو من ست
زانکہ ظلماتی ست سنگی با حضور — ہست ظلماتی حقیقت ضد نور
خویشتن را دوست دارد کافرست — زانکہ او مناع شمس اکبرست
پس نشاید کہ بگوید سنگ انا — کو ہمہ تاریکیست اندر فنا
گفت فرعونی انا الحق گشت پست — گفت منصوری انا الحق و برست
آن انا را لعنة اللہ در عقب — وین انا را رحمة اللہ ای محب
زانکہ او سنگ سیہ بد این عقیق — آن عدو نور بود و این عشیق
این انا ہو بود در سر ای فضول — زاتحاد نور نز راہ حلول
جہد کن تا سنگیت کمتر شود — تا بہ لعلے سنگ تو انور شود
صبر کن اندر جہاد و در عنا — دمبدم می بین بقا اندر فنا
وصف ہستی میرود از پیکرت — وصف مستی میفزاید در سرت
وصف سنگی ہر زمان کم میشود — وصف لعلے در تو محکم میشود
سمع شو یکبارگی تو گوشوار — تا ز حلقہ لعل یابی گوشوار
ہمچو چہ کن خاک می کن گر کسے — زین تن خاکی کہ در آبی رسی

دوست گر خورشید کو رکھے بجان — دوستی نہ اپنی ہووے بیگمان
خواہ خود کو دوست رکھے لعلتاب — خواہ یا وہ دوست رکھے آفتاب
کچھ نہیں اس دوستی مین فرق ہے — دونون جانب مین ضیاء و شرق ہے
۵۱ تا نہووے لعل دشمن خور کا ہے — کیونکہ یکمین نے نہان دو من رکھے
کیونکہ ظلمانی ہی سنگ ای باحضور — اصل مین ظلماتی ہی ہے ضد نور
ہی وہ کافر دوست رکھے آپ کو — کیونکہ مانع شمس اکبر کا ہے وہ
پس نہ لائق ہی کہ کہوے سنگ انا — کہ وہ سب تاریک ہے اندر فنا
بولا فرعون اک انا الحق تو پھنسا — بولا منصور اک انا الحق تو چھٹا
اس انا کے لعنت اللہ ہی عقب — اس انا پر رحمة اللہ ای محب
۵۲ کیونکہ وہ سنگ سیہ تھا یہ عقیق — وہ عدو نور تھا اور یہ عشیق
یہ انا ہو سر مین تھا بس ای فضول — اتحاد نور سے نے با حلول
جہد کر سنگی تری تا دور ہو — سنگ لعلی سے ترا پُر نور ہو
صبر کر تو جہد کے اندر صدا — دیکھ ہر دم تو بقا اندر فنا
وصف ہستی جائے تیرے جسم سے — وصف مستی ہو فزون سر مین ترے
وصف سنگی ہر گھڑی کم ہوئے ہے — وصف لعلی تجھ مین محکم ہوئے ہے
سمع ہو بالکل تو مثل گوش کے — گوشوار پائے حلقہ لعل سے
۵۳ مرد گر ہی مثل چہ کن کھود خاک — اس تن خاکی سے پا آب پاک

۵۱ تا نہووے الخ شعر جب تک لعل نہیں ہوا وہ دشمن خورشید کا ہے کیونکہ اکائی نہیں رکھتا ہی وہ دوئی رکھتا ہی کیونکہ سنگ ظلماتی ہے اور اصل مین ظلماتی ضد نور کا ہے وہ کافر ہے کہ دوست رکھے آپ کو کیونکہ وہ مانع شمس اکبر کا ہے پس لائق نہیں ہے کہ سنگ انا کہوے کہ وہ بالکل تاریک ہے فنا مین آگے اسکی مثال ہے فرعون نے ایک انا الحق کہا تو پھنسا اور منصور نے انا الحق کہا تو چھٹا اُس انا کے لعنت اللہ کی عقب مین ہی اور اس انا پر رحمت اللہ کی ہے یعنی اس سنگ لعل کو آفتاب مین خار کامل نہین ہوئی ہی اسواسطے ابھی دوئی مین ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲-
۵۲ کیونکہ وہ سنگ سیاہ تھا اور یہ عقیق ہے وہ دشمن نور کا تھا اور یہ عاشق ہے یہ انا ہو سر مین اتحاد نور سے اور نے حلول سے جہد کر کہ تا سنگی تیری دور ہو اور سنگ ترا لعل سے پُر ہو تو صبر کر جہد کے اندر ہمیشہ اور ہر دم دیکھ بقا کو فنا مین وصف ہستی کا جائے تیرے جسم سے اور وصف مستی کا زیادہ ہو تیرے سر مین وصف سنگی ہر گھڑی کم ہوتا ہے اور وصف لعلے تجھ مین محکم ہوتا ہے تو سمع بالکل ہو مانند گوش کے گوشوارہ حلقہ لعل سے پائے یعنے تو کوشش کر کہ تیرگی دلکی تیری دور ہو اور نور باطن پیدا ہو اور گوش رضا سے سُن اسکو کہ حلقہ نورانی گوشوارہ ہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۳ مرد گر ہے الخ شعر اگر مرد ہے مثل چاہ کن کے خاک کھود کہ اس تن خاکی سے آب پاک پائے اگر جذب حق آئے بے کھدے چاہ کے اس مین خاک سے اُبلے تو کچھ کام کیا کرین لیکن کاہل مت ہو تھوڑا تھوڑا خاک چاہ کو کھود کام وکوشش کیا کر واسطے آب کے تھوڑی تھوڑی خاک دکیچڑ دور کر جسنے رنج کھینچا گنج حاصل ہوا یعنے جد و جہد جد سے ملا پیغمبر نے کہا کہ رکوع و سجود حق کے دروازہ پر حلقہ وجود کو ہلاتا ہے جو کہ حلقہ اس دروازہ کا بجاتا ہے دولت اُسکے واسطے سر نکالے تو پھر لوٹ اُسکا قصہ پھر کہو تا کہ ایاز نیک کو کیا گذرا یعنی تو اپنے دل کو صاف کر کہ اس کثافت مین سے نور باطن پیدا ہوگا اگر کاہل کوشش نہ ہوسکے تھوڑی تھوڑی کوشش کیا کر کہ نور باطن ظہور کرے م
۱۲ اور کوشش کیا ہے رکوع و سجود کرتا ہے کہ دولت معنی حاصل ہو آگے اُن امیران چشیلخوز کا بیان ہے فافہم ۱۲-

گر رسد جذب خدا ما را معین … چاه ناکنده بجوشد از زمین
کار میکن تو و کاہل مباش … اندک اندک خاک چہ می تراش
کار میکن کوشش بان از بہر آب … اندک اندک دور کن خاک و تراب
ہر کہ رنجے برد و گنجے شد پدید … ہر کہ جدے برد در جدے رسید
گفت پیغمبر رکوع ست و سجود … بر در حق کوفتن حلقہ وجود
حلقہ آن در ہر آن کو میزند … بہر او دولت سرے بیرون کند
باز گرد و قصہ او باز گو … تا چہ شد حال ایاز نیک خو

جذب حق گر آئے بے کچھ کھدے … اُبلے خود ما معین بس خاک سے
کچھ کیا کر کام پر کاہل نہ ہو … تھوڑا تھوڑا کھود خاک چاہ کو
کام اور کوشش کیا کر بہر آب … تھوڑی تھوڑی دور کر خاک و تراب
جسنے کھینچا رنج گنج حاصل ہوا … جسنے کی جد وجہد جد سے ملا
بولے پیغمبر رکوع ہے اور سجود … حق کے در پے کوٹنا حلقہ وجود
حلقہ اُس در کا بجانا جو کہ ہے … سر نکالے دولت اُسکے واسطے
پھر تو لوٹ اور قصہ اُسکا پھر کہو … تاکہ کیا گذرا ایاز نیک کو

آمدن آن امیران تمام غماز نیم شب با سرہنگان وکشادن حجرہ ایاز و دیدن چارق و پوستین آویختہ و گمان بُردن کہ این مکرو خدعہ ست وحفرہ کردن و خجل شدن

آنا اُن امیرون چغلخور کا آدھی رات کو مع سپاہیون کے اور کھولنا حجرہ ایاز کو اور دیکھنا چپلی و پوستین لٹکے ہوئے کا اور گمان کرنا کہ یہ مکر و فریب ہے اور کھودنا حجرہ کا اور شرمندہ ہونا

آن امیران بر در حجرہ شدند[۱] … طالب گنج و زر و خمرہ شدند
قفل را بر میکشادند از ہوس … با دو صد فرہنگ و دانش چند کس
زانکہ قفل صعب پر پیچیدہ بود … از میان قفلہا بگزیدہ بود
نے ز بخل سیم و مال و زر خام[۲] … از برای کتم آن سر از عوام
کہ گروہے بر خیال بد تنند … قوم دیگر نام سالوسم کنند
پیش باہمت بود اسرار جان … از خسان محفوظ تر از لعلکان

وہ امیر اُس در پہ حجرے کے گئے[۱] … سیم و زر اور گنج کے طالب ہوے
کھولتے تھے قفل کو از رہ ہوس … دو سو عقل و رائے سے وہ چند کس
کیونکہ بھاری قفل تھا اُسمین بڑا … تھا بہت قفلونکے اندر سے چُنا
نے وہ بخل سیم و زر کے واسطے[۲] … بل چھپانے بھید کو مخلوق سے
کہ گروہ اک خیال پر رغبت کرے … دوسرا مکار مجھکو بس کہے
آگے ہمت کے مرے اسرار جان … خلق سے پنہان رکھے جون لعلکان

[۱] وہ امیر اُس الخ ۱ شعر وہ امیر اس حجرہ کے دروازے پر گئے اور سیم و زر و گنج کے طالب ہوئے قفل کو کھولتے تھے از راہ ہوس کے وہ چند کس دو سو عقل و رائے سے کیونکہ اسمین قفل بھاری پڑا تھا کہ بہت قفلون مین سے وہ چنا ہوا تھا باقی حال اس کا آگے ہے فافہم ۱۲۔

[۲] نے وہ الخ ۶ شعر وہ سیم و زر کے بخل کے واسطے نہین تھا بلکہ مخلوق کے بھید چھپانے کو تھا کہ ایک گروہ خیال پر رغبت کرے اور دوسرا مجھکو بس مکار کہے میری ہمت کے آگے اسرار جان کہ مخلوق سے پوشیدہ رکھتا لعل کے مانند ہے آگے احمق کے زر بہتر ہے جان سے اور زر نثار جان ہے آگے شاہ کے تیز دوڑتے تھے زر کی حرص سے ولیکن غافل کہتے تھے کہ آہستہ چلو حرص بیہودہ دوڑے طرف سراب کے اور عقل کہوے تو دیکھ یہ کب آب ہے یعنی میرے آگے اسرار جان کو چھپانا ہے زر د لعل سے اور احمق کے آگے زر بہتر ہے بیان سے کہ وہ حرص رکھتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

زر به از جان ست نزد ابلهان	زر نثار جان بود پیش شهان	پیش احمق زر ہے بہتر جان سے	زر نثار جان ہے آگے شاہ کے
می شتابیدند تفت از حرص زر	عقلشان میگفت هان آهسته تر	دوڑتے تھے تیز زر کی حرص سے	عقل کہتی تھی کہ آہستہ ڈلے
حرص تازد بیهده سوی سراب	عقل گوید نیک بین کان نیست آب	حرص تازاور بیہدہ سوے سراب	عقل کہوے دیکھ تو کب ہے یہ آب
حرص غالب بود و زر چون جان شده	نعرهٔ عقل آن زمان پنهان شده	حرص غالب تھی ہوا زر مثل جان	عقل کا کہنا ہوا اُسدم نہان
حرص غالب بود بر زر همچو جان	گفت انیست این متاع رایگان	حرص غالب زر پے تھی مانند جان	بولے یہ ہے مفت دولت اک عیان
گشته صد تو حرص و غوغای او	گشته پنهان حکمت و ایمای او	حرص و شورش اُسکی سو درجہ ہوئی	حکمت اور اُسکی نشانی چھپ گئی
تا که در چاه غرور اندر فتد	آنکه از حکمت ملامت نشنود	پس وہ اندر چاہ غرہ کے گرے	جو کہ حکمت سے ملامت نے سُنے
چون ز حبس دام پای او شکست	نفس لوامه برو یابید دست	ٹوٹا پا اُسکا جو قید دام سے	نفس لوامہ نے بس پھانسا اُسے
تا بدیوار بلا ناید سرش	نشنود پند دل آن گوش کرش	تا بلا مین سر نہین اُسکا پھنسے	کان اُسکا پند دلکی کب سُنے
کودکان را حرص لوزینه و شکر	از نصیحتها کند دو گوش کر	حرص حلوا اور شکر اطفال کے	کان کو بہرا نصیحت سے کرے
چونکه درد دنبلش آغاز شد	در نصیحت هر دو گوشش باز شد	درد دنبل اُسکے جاری جب ہوا	کان اُسکا بس نصیحت سے کھلا
حجره را با حرص و صد گونه هوس	باز گردند آن زمان آن چند کس	سو طرح کی آرزو اور حرص سے	کھولا اُسدم حجرہ ان اشخاص نے
اندر افتادند در هم زان زحام	همچو اندر دوغ گندیده هوام	پس ہجوم اک کرکے وہ اندر گھسے	چون پتنگے دوغ گندہ مین گرے
عاشقانه در فتد با کر و فر	خوردن امکان نی و بسته هر دو پر	عاشقانہ کرّ و فر سے وہ پڑے	کھا نہین سکتے وہ دونو پر پھنسے
بنگریدند از یسار و از یمین	چارق بدریده بود و پوستین	دیکھا گرد و پیش اُنھون نے جو وہان	پوستین اک تھا و ٹوٹی چپلیا
جمله گفتند این مکان بی نوش نیست	چارق اینجا جز پی روپوش نیست	بولے یہ خالی نہین گھر کچھ تو ہی	چپلیان ہین دھوکا دینے کیلیے
هین بیاورید سیخهای تیز را	امتحان کن حفره و کاریز را	لاؤ سیخین تیز تر تم اب یہان	حفرہ کاریز کو کر امتحان
هر طرف کندند و جستند آن فریق	حفرها کردند و گوهای عمیق	کھودا ڈھونڈھا ہر طرف ہر ایک نے	کر سرنگین اور نقب ہر اک جگہ

سلہ حرص غالب الخ شعر زر ہوا مانند جان کے اسدم عقل کا کہنا ہوا پوشیدہ حرص زر پر غالب تھی مانند جان کے کہا کہ یہ ایک دولت مفت ہی ظاہر اسکی حرص و شہوت سو درجہ ہوئی اور حکمت و نشانی اسکی چھپ گئی وہ اندر چاہ غرہ کے گرے جو کہ علامت حکمت سے نہ سُنے جو اسکا پاؤن قید دام سے ٹوٹا نفس لوامہ نے اُسے پھانسا تاکہ اسکا سر بلا مین نہ پھنسے اور اسکا کان نصیحت دل کی کب سُنے آگے اسکی مثال ہے حرص حلوا و شکر کان کو اطفال کے نصیحت سے بہرا کرے درد دنبل جب اسکی جاری ہوا بس نصیحت سے اسکا کان کھلا یعنی جبکہ حرص غالب ہو اور حکمت اُسی آنکھون سے چھپے تو نفس امارہ ٹوٹے اور لوامہ مین گرفتار ہو کہ بلا سے نجات پائے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ **سلہ سو طرح الخ** شعر سو طرح کی آرزو اور حرص سے اُسدم حجرہ کو کھولا اُن شخصون نے بس ایک ہجوم کرکے وہ اندر گھسے اور پتنگون کے مانند گندہ دہی مین گرے کرّ و فر سے عاشقون کے مانند وہ پڑے کھا نہین سکے اور دونون پر پھنسے جو انہون نے گرد و پیش وہان دیکھا تو ایک پوستین دو ٹوٹی چپلیان تھین کہا کہ گھر خالی نہین ہے کچھ تو ہے چپلیان دھوکے دینے کے لیے ہین تم سیخین تیز تر اب یہان لاؤ اور ہر رنگ و نقب سے امتحان کرو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ **سلہ کھودا الخ** شعر ہر طرف کھودا اور ڈھونڈھا ہر ایک نے اور سرنگ و نقب دین ہر ایک جگہے آپنے کہتی تھی کہ ہم سب خالی گڈھے ہین اے اجنبی وہ شرم رکھتے تھے بس اس فکر سے اور اُن گڈھون کو خاک سے پاٹتے تھے اسی طرح سوراخ وہ دیوارون مین جہل سے کرتے تھے ہر ایک سست لاحول بے عدد سے سینہ بھرا اُنکا مرغ حرص کا ۱۲

حفرہاشان بانگ میزد آن زمان / گندہاے خالیم ای گندگان
زان سگالش شرم ہم میداشتند / گندہارا بازمے انباشتند
باز در دیوارہا سوراخہا / ہمچنین کردند از خجل دعمے
بیعد و لاحول در ہر سینۂ / ماند مرغ حرص شان بے چینۂ
زان حفالتہا یادہ تازشان / حفرۂ دیوار و در غمازشان
ممکن انداے آن دیوار نے / باز ایاز امکان ہیچ انکار نے
گر خداع بیگناہی مے کنند / حائط و عرصہ گواہی میدہند
جملہ در حیرت کہ چہ عذر آورند / تا ازین گرداب جان بیرون برند
عاقبت نومید دست لب گزان / دستہا بر سر زنان ہمچون زنان
بازگردیدند سوے شہریار / پر ز گرد و روے زرد و شرمسار

وہ نقب کہتے تھے اُنسے ہر گھڑی / ہم گدھے خالی ہین سب ای جنبی
شرمندہ رہتے تھے بس اس فکر سے / تھے گدھون کو خاک سے وہ پاٹتے
ایسے ہی سوراخ دیوار مین وہ / جہل سے کرتے تھے بھر ہر سمت کو
بعید و لاحول سے سینہ بھرا / انکا مرغ حرص بیدانہ رہا
بیہدہ[۱] گمراہی اُنکی سے بیان / کرتے تھے سوراخ اور غمازیان
بھرنا نے ممکن تھا اُس دیوار کا / با ایاز امکان نہ تھا انکار کا
بے گناہی کا جو حیلہ کرتے ہین / فرش اور حائطی گواہی دیتے ہین
سب تھے حیرت مین کہ عذر اب کیا کرین / کیسے اس گرداب آفت سے بچین
ناامید آخر تھے اور لب چابتے / عورتونکی مثل سر تھے پیٹتے
لوٹے پھر آخر وہ سوئے شہریار / زرد رو آلودہ گرد و شرمسار

بازگردیدن نمامان از حجرۂ ایاز خجل و شرمسار چون بدگمانان درحق انبیا کہ یوم تبیض وجوہ وتسود وجوہ

لوٹنا چغلخورون کا حجرۂ ایاز سے خجل اور شرمندہ جیسے بدگمان انبیا کی نسبت یوم تبیض وجوہ وتسود وجوہ

اس روز کہ روشن ہونگے بعضے منہ اور سیاہ ہونگے بعضے منہ

قاصد[۲] شہ گفت ہین احوال چیست / گر بغلتان از زر و ہمیان تہی ست
ور نہان کردید دینار و تسو / فر شادی در رخ و رخسار کو
گرچہ پنہان بیخ ہر بیخ آور ست / برگ سیماہم وجوہ اخضر ست

بولا[۲] قاصد شاہ یہ کیا ہی ماجرا / گر تمھین زر کچھ نہین ہاتھ اب لگا
گر کیے دینار و زر تمنے نہان / رونق فرحت ہی چہرہ پر کہان
گرچہ جڑ پنہان ہی ہر جڑ سے اُگے / برگ سیماہم وجوہ سرسبز ہے

۱؎ بیہدہ الخ ۔ شعر انکی بیہودہ گمراہی سے سوراخ در بیان کرتے تھے غمازیان اس دیوار کا بھرنا ممکن نہ تھا اور ایاز سے امکان نہ تھا انکار کا آگے حائط ہین جو حیلہ بے گناہی کا کرتے ہین فرش اور حائطی گواہی دیتے ہین سب حیرت مین تھے کہ اب کیا کرین اور کیسے اس گرداب آفت سے بچین آخر ناامید تھے اور لب چابتے تھے اور عورت کے مانند سر پیٹتے پھر وہ آخر لوٹے طرف شہریار کے زرد رو اور آلودہ گرد اور شرمسار آگے لوٹے خراب چغل خورون کا بیان ہے فافہم ۱۲۔

۲؎ بولا الخ ۔ شعر قاصد شاہ نے کہا کہ یہ کیا ماجرا ہے کہ اب تمھین کچھ زر نہین ہاتھ لگا اگرچہ زر و دینار تم نے پوشیدہ کیے ولیکن فرحت و رونق چہرہ پر کہان ہے آگے مثال ہے اگرچہ جڑ پوشیدہ ہے ولیکن ہر ایک جڑ سے اُگے برگ سیماہم فی وجوہم سرسبز جو کچھ جڑ نے کھایا زہر قند سے شاخ منادی کرتی ہے جان لے اگرچہ جڑ میوے سے خالی ہے ولیکن اُسکے برگ سبز شجر دیکس واسطے ہین خاک جڑ کی منہ پر مہر کرتی ہے شاخ دست و پا اسکی گواہی دیتی ہے یعنی تمھارا چہرہ مظہر حال ہے گو تم اپنا حال پوشیدہ رکھتے ہو اسی طرح راز دل ہر ایک چہرہ سے عیان ہے الا وید معنی شرح ہے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲۔

آنچه خورد آن بیخ از زهر و ز قند / تنگ منادی میکند شاخ بلند
بیخ اگر چه بی بر از میوه تهیست / برگ سبزش بر شجر از بهر چیست
بر زبان بیخ و گل مهرے زند / شاخ دست و پا گواهی میدهد
آن امیران جمله در عذر آمدند / همچو سایه پیش مه ساجد شدند
عذر آن گرمی و لاف و ما و من / پیش شه رفتند با تیغ و کفن
از خجالت جمله انگشتان گزان / هر یکے میگفت کای شاه جهان
گر بریزی خون حلال ستش حلال / ور ببخشی هست انعام و نوال
کرده ایم آنها که از ما می سزید / تا چه فرمائی تو اے شاه مجید
گر ببخشی جرم ما اے دلفروز / شب شبیها کرده باشد روز تو
گر ببخشی یافت نومیدی گشاد / ورنه صد چون ما فدا شاه باد
گفت شه نی این نوازد این گداز / من نخواهم کرد هست این با ایاز

کھایا جو کچھ جڑ نے زہر و قند سے / شاخ کرتی ہے منادی جان سے
گرچہ جڑ خالی ہے میوہ سے ڈلے / برگ سبز اُسکے شجر پر کس لیے
خاک منہ پر جڑ کی کرتی مہر ہے / شاخ دست و پا گواہی اُسکی دے
[ل]عذر کرنے وہ امیر آخر لگے / مثل سایہ پیش مہ ساجد ہوے
عذر اُس دعوی خودی کیواسطے / پیش شہ تیغ و کفن لے کر گئے
چابتے تھے شرم سے سب اُنگلیان / کہتا ہر اک تھا کہ ای شاہ جہان
گر تو نے خون تجھکو ہے حلال / گر تو بخشے ہے تری جود و نوال
وہ کیا ہمنے کہ لائق ہمکو تھا / اب تو فرماتا ہے کیا ای بادشا
گر ہمارے جرم بخشے ای غنی / شب نے ظلمت کی ہو دن نے روشنی
گر تو بخشے ناامیدی ہو سیاہ / ورنہ ہم جیسے ہون سو قربان شاہ
بولا نے نے یہ سزا اور یہ نواز / مین نہ دونگا دیگا وہ نیکو ایاز

حوالہ کردن سلطان قبول توبہ و عذر گناہ تمامان را با ایاز کہ این جنایت بر عرض او رفتہ است

حوالہ کرنا سلطان کا قبول توبہ و عذر گناہ چغلخورون کو طرف ایاز کے کہ یہ گناہ اسکے جسم کی نسبت کیا ہے

این جنایت بر تن و عرض ویست / زخم بر رگهای آن نیکو پے ست
گرچہ نفس واحدیم از روے جان / ظاہر او دریم ازین سود و زیان
تهمتی بر بندہ شہ خار نیست / جز مزید حلم و استظہار نیست

[۲]یہ گنہ نسبت ہے اُسکے جسم کے / زخم تن پر اس مبارک اسم کے
نفس واحد گرچہ ہم از روی جان / ظاہرا ہمکو نہ یہ سود و زیان
تہمت بندہ سے شہ کو شرم نے / نے بجز پشت و پناہ و حلم کے

[۱] عذر کرنے الخ یہ شعر وہ امیر عذر کرنے لگے اور سایہ کے مانند آگے ماہ کے ساجد ہوئے واسطے عذر اُس دعوی خودی کے پیش شاہ تیغ و کفن لے کر گئے انگلیان چابتے تھے شرم سے اور ہر ایک کہتا تھا کہ اے شاہ جہان اگر تو خون بہوئے تجھکو حلال ہے اور اگر تو بخشے تیرے جود و نوال ہے ہمنے وہ کیا کہ ہم کو لائق تھا اب تو کیا فرماتا ہے اے بادشاہ اگر ہمارے جرم بخشے اے غنی شب نے تاریکی کی ہوگی اور دن نے روشنی اگر تو بخشے ناامیدی سیاہ ورنہ ہم جیسے سو ہون قربان شاہ نے کہا کہ نہیں یہ سزا اور یہ نواز مین نہیں دونگا وہ نیک ایاز دیگا آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲—

[۲] یہ گنہ الخ یہ شعر یہ گناہ اسکے جسم کی نسبت ہے کہ زخم تن پر اُس مبارک اسم کے ہے اگرچہ ہم از روے جان کے نفس واحد ہین کہ ہم کو ظاہر یہ سود و زیان نہیں ہے بندہ کی تہمت سے بادشاہ کو شرم نہیں ہے اور نہ بجز پشت و پناہ و حلم کے شاہ متہم کو قارون کے مانند کرے اور شہ گناہ پر جو زیادہ کرے باقی متعلق آگے ہین فافہم ۱۲—

مجرمرا شاه چون قارون کند / بی گنه را تو نظر کن چون کند
شاه را غافل مدان از کار کس / مانع اظهار آن حلم ست و بس
من ذا الذی یشفع بپیش علم او / لا ابالی وار الا حلم او
آن گنه اول ز حلمش می جهد / ورنه هیبت آن مجالش کی دهد
خونبهای جرم نفس قاتله / هست بر حلمش دیت بر عاقله
مست و بیخود نفس ما زان حلم بود / دیو در مستی کلاه از سر ربود
ساقی حلم ار نبودی باده ریز / دیو با آدم کجا کردی ستیز
گاه علم آدم ملائک را که بود / اوستاد علم و نقاد نقود
چونکه در جنت شراب حلم خورد / شد ز یک بازی شیطان روی زرد
آن بلادرهای تعلیم ودود / زیرک و دانا و چستش کرده بود
باز آن افیون حلم سخت او / دزد را آورد سوی رخت او
عقل آمد سوی حلمش مستجیر / ساقیم تو بوده دستم بگیر

مجرم کو شاہ جو قارون کرے / بے گنہ پر دیکھ رحم افزون کرے
سلہ شہ کو غافل جان مت ہر ایک سے / مانع اظہار اسکا حلم ہے
من ذا یشفع بس اسکے پیش علم / لاابالی سا وہ ہے اسکا ہی حلم
پہلے ہوتا ہی گنہ حلم اسکے سے / ورنہ وہ ہیبت مجال اسکو نہ دے
جرم نفس قاتلہ کا خون بہا / حلم پر دیت جون وارث پر روا
نفس ہمارا مست تھا اس حلم سے / چھینی اس مستی مین ٹوپی دیو نے
سلہ حلم کا ساقی نہ دیتا گر شراب / دیو آدم سے نکرتا پیچ و تاب
وقت علم آدم فرشتونکا کہ تھا / نقد کا صراف و اُستادِ علم کا
حلم کی جنت مین جو کھائی شراب / ہوگیا اک مکر شیطان سے خراب
اس بھلادین حق کے اک تعلیم نے / زیرک و دانا کیا تھا جو اُسے
پھر خدا کے حلم کی افیون نے / چور بھیجا جانب اسکے مال کے
اسکے سوے علم عقل آئی پناہ / تو مرا ساقی ہے بتلا مجھکو راہ

فرمودن شاه ایاز را که اختیار کن از عفو و مکافات

کہ از عدل و لطف آنچه کنی صواب ست که در هر / یکی مصالح و در هر عدل هزار لطف در ضمن ست
ولکم فی القصاص حیوة کسیکه مکروه می دارد

فرمانا بادشاہ کا ایاز کو کہ اختیار کر عفو و مکافات

کو کہ عدل و لطف سے جو کچھ کرے تو صواب ہے اور ہر / مصلحت اور ہر عدل مین ہزار لطف ڈھونڈھ
ولکم فی القصاص حیوة جو کہ کوئی مکروہ رکھتا ہے

تمہارے واسطے قصاص مین زندگی ہے ۱۲

سلہ شہ کو الخ یعنی شاہ کو غافل مت جان ہر ایک سے کیونکہ اسکا حلم مانع اظہار ہے من ذا الذی یشفع اسکے علم کے آگے ہے ولیکن اس کا حلم لاابالی سا ہے اول گناہ ہوتا ہے اُسکے علم سے ورنہ وہ ہیبت اُسکو مجال ندے جرم نفس قاتلہ کا خون بہا حلم پر جیسے دیت وارث پر روا ہے ہمارا نفس اس حلم سے مست تھا اس مستی مین ٹوپی دیو نے چھینی یعنی بادشاہ حقیقی کو تو خود سے غافل مت جان مگر اس کا علم لاابالی سا ہی سب گناہ اُسکے حلم کے سبب سے کرتے ہین کیونکہ ہمارا نفس اسکے حلم کے سبب سے مست ہے اس مستی کے سبب سے دیو ہم پر غالب ہوگیا آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ حلم کا الخ یعنی اگر حلم کا ساقی شراب نہ دیتا تو آدم سے پیچ و تاب نہ کرتا وقت علم کے آدم فرشتون کا صراف نقد و استاد علم تھا جو جنت مین حلم کی شراب کھائی ایک مکر شیطان سے خراب ہوگیا حق کے اس بھلادین کی تعلیم نے جو اسے زیرک و دانا کیا پھر خدا کے حلم کی افیون نے ایک چور بھیجا اُسکے مال کی جانب اسکے حلم کی طرف عقل پناہ آئی کہ تو میرا ساقی ہے مجھکو راہ بتلا یعنی حلم حق کے سبب سے آدم ہوشیار تھے کہ فرشتون کو تعلیم کرتے تھے مگر حلم حق کے سبب سے شیطان کا دھوکا کھایا پس گناہ آدم نادہ حکم حق کے سبب ہے ورنہ ہیبت حق سے کوئی گمراہ نہوتا آگے عدل ایاز کا بیان ہے فافہم ۱۲

قصاص را درین یک حیات قاتل می بینند وہزار حیات دیگر نہ بینند

قصاص کو اس دنیا مین حیات قاتل کو دیکھتا ہے اور ہزار حیات کو نہین دیکھتا ہے

کن میان مجرمان حکم ای ایاز / ای ایاز پاک با صد احتراز
گر دو صد بارت بجوشم در عمل / در کفت جوششت نیابم یک دغل
ز امتحان شرمندہ خلقی بیشمار / امتحانہا کردہ ایشان شرمسار
بحر بے قعرست تنہا علم نیست / کوہ و صد کوہ است تنہا حلم نیست
گفت من دانم عطای تست این / ورنہ من آن چارقم وان پوستین
بہر این پیغمبران را شرح ساخت / ہر کہ خود بشناخت یزدان را شناخت
چارقت نطفہ است و خونت پوستین / باقی ای خواجہ عطای اوست این
بہر آن دادست تا جوئے دگر / تو مگو کہ نیستش جز این قدر
زان نماید چند سیب آن باغبان / تا بدانی نخل و دخل بوستان
کف گندم زان دہد خریار را / تا بداند گندم انبار را
نکتہ زان شرح گوید اوستاد / تا شناسی علم او را مستزاد
ور تو گوئی خود ہمینش بود بس / دورت اندازد چنان کز ریش خس
اے ایاز اکنون بیا و داد دہ / داد نادر در جہان بنیاد نہ
مجرمانت مستحق کشتنند / وز طمع بر عفو و حلمت می تنند
تا کہ رحمت غالب آید یا غضب / آب کوثر غالب آید یا لہب

ای ایاز ان مجرمون پر حکم کر[۱] / ہو رعایت سے کہ تو اے خیر البشر
گر عمل مین جوش دون از بس تجھے / نہ دغل پاؤن نہین کف مین جوش کے
امتحان سے خلق شرمندہ ہوئی / امتحان کرکے پشیمان ہوگئی
بحر بیحد ہے نہ تنہا علم ہے / کوہ صد کہ ہے نہ تنہا حلم ہے
بولا یہ بخشش تری ہے بالیقین / ورنہ مین وہ چیلیان ہون پوستین
اس لیے فرمایا پیغمبر نے وہ / حق کو جانا جس نے جانا آپ کو
تیری چپلی نطفہ خون ہے پوستین / باقی یہ بخشش ہے اسکی بالیقین
اسلیے کی ہے کہ مانگی اس سے اور / مت کہو کہ نے سوا اسکے ہے اور
اسلیے تادی سیب اک باغبان[۲] / تا تو جانے نخل و دخل بوستان
مشتری کو گندم اک مٹھی تھمائے / تا کہ گندم باقی سب پہچان جائے
شرح سے اک نکتہ کہوے اوستاد / تا کہ جانے علم اسکا ہے زیاد
گر کہے تو یہ سب ہے تا اسکو ہے / پھینکے تجھکو مثل تنکا ریش سے
اے ایاز اب آ تو انکو داد دے / داد نادر تجھسے عالم مین رہے
تیرے مجرم مستحق ہین قتل کے / طمع سے راغب ہین عفو و حلم پے
تا کہ رحمت غالب آئے یا غضب / آب کوثر غالب آئے یا لہب

سلہ اے ایاز الخ یعنی شعر ای ایاز ان مجرمون پر حکم کر کہ تو سو رعایت کے ساتھ اگر عمل مین بہت جوش تجھے دون کف مین جوش کے دخل نہ پاؤن خلق امتحان سے شرمندہ ہوئی اور امتحان کرکے پشیمان ہوئی ہے تنہا علم نہین ہے کوہ صد کوہ ہے تنہا حلم نہین نہین ہے ایاز نے کہا کہ یہ تیری بخشش ہے ورنہ مین وہ چیلیان و پوستین ہون اسواسطے جناب رسول مقبول صلعم نے فرمایا کہ جس نے حق کو جانا اس نے آپکو پہچانا کیونکہ تیری چپلی نطفہ ہے اور خون پوستین ہے باقی حال یہ اسکی بخشش ہے بالیقین اسواسطے بخشش کی ہے اور اس سے انکو یہ مت کہو کہ سوا اسکے اور نہین ہے یعنے جسنے حق کو جانا اس نے خود کو جانا کہ یہ میری اصل ہے اور باقی بخشش ہے اسوقت زیادہ بخشش کی بھی حق سے مانگے گا کہ یہ نمونہ ہے آگے اسکی مثال ہے فافہم سلہ اس لیے الخ یعنی شعر باغبان اسواسطے ایک سیب بتلاتا ہے کہ تا تو جانے نخل و دخل بوستان کہ خریدار کو ایک مٹھی گندم بتائے تاکہ باقی سب گندم پہچان جائے استاد شرح سے ایک نکتہ کہوے تاکہ اسکا علم زیادہ جانے اگر تو کہے کہ یہی اسکو آتا ہے تجھکو مثل تنکے کے پھینکے ریش سے اے ایاز تو آ اور انکو داد دے کہ وہ داد نادر تجھ سے عالم مین رہے تیرے مجرم مستحق قتل کے ہین اور طمع سے راغب ہین عفو و حلم تاکہ رحمت غالب آئے یا غضب کہ آب کوثر غالب آئے یا لہب آگے اسکا حقیقی ہے فافہم ۱۲ -

از پئے مردم ربائی ہر دو ست — شاخ حلم و خشم از روز الست
بہر این لفظ الست مستبین — نفی و اثباتست در لفظی قرین
زانکہ استفہام اثباتست این — لیک در وے لفظ لیس ہم ببین
ترک کن تا ماند این تقریر خام — کاسۂ خاصان منہ در پیش عام
لطف و قہرے چون صبا و چون وبا — آن یکے آہن ربا وین کہربا
میکشد حق راستان را تا رشد — قسم باطل باطلان را میکشد
معدہ حلوائی بود حلوا کشد — معدہ صفرائی بود سکبا کشد
فرش سوزان سردی از جانش برد — فرش افسردہ حرارت را خورد
دوست بینی از تو رحمت میجہد — خصم بینی از تو سطوت میجہد
نور بینی روشنی بیرون جہد — نار بینی بادخان ظلمت دہد
خصم و یار و نور و نار و فخر و عار — تخت و دار و برد و حر و ورد و خار
مور و مار و پود و تار و زیر و زار — ہر یکے با جنس خود در بے شمار

سلہ آزمائش کو آدمی ہین دونون ہست — شاخ جو حلم و خشم کی روز الست
لفظ الست ہے ظاہر اسکو اسطے — لفظ مین ہے نفی اور اثبات کے
کیونکہ استفہام اثبات اس سے ہے — دیکھ لفظ لیس بھی اس مین وے
چھوڑ تو تا یہ رہے تقریر خام — کاسۂ خاصون کا رکھ تو پیش عام
لطف و قہر اک چون صبا و چون وبا — وہ ہے مقناطیس تو ہی کہربا
کھینچے حق نیکو نیکی تک وے — قسم باطل باطلون کو جانی ہے
سلہ معدہ جو حلوائی ہو حلوا کو لے — معدہ جو صفرائی ترشی چکھے
فرش سوزان سردی جان اسکی ہے لے — فرش افسردہ حرارت کھائے ہے
دوست دیکھے تجھسے رحمت ہو عیان — دیکھے دشمن تجھسے سطوت ہو عیان
نور دیکھے نکلے باہر روشنی — نار دیکھے دے دھوین سے تیرگی
یار و دشمن نور و نار و فخر و عار — گرمی سردی تخت و دار و گل و خار
زیر و بم اور تانا بانا مور و مار — اپنی ہر اک جنس سے گن تو ای یار

تعجیل فرمودن شاہ ایاز را کہ زود این حکم را فیصل رسان

جلد فرمانا بادشاہ کا ایاز کو کہ جلدی اس حکم کا فیصلہ کرنا

ای ایاز این کار زار د تر گذار — زانکہ نوعے ز انتقامست انتظار

سلہ اے ایاز اس کام کو جلدی گزار — کیونکہ اک نوع کا ہی بدلا انتظار

سلہ آزمائش الخ یہ شعر دونون آزمایش کو ہست ہوئے ہین شاخ حلم و خشم کی بروز الست لفظ الست ظاہر اکے واسطے ہین کہ لفظ مین نفی و اثبات پڑے ہے کیونکہ استفہام اثبات ہے اس سے ہے لفظ لیس کو اسمین دیکھ تو چھوڑ تا یہ تقریر خام رہے کاسہ خاصون کا آگے عام کے نہ رکھو لطف و قہر چون صبا چون وبا ہے وہ مقناطیس اور یہ کہربا ہے حق نیکو نیکی تک پہنچے ولیکن قسم باطل باطلون کو جاوے ہے یعنی علم و خشم دونون بروز الست ہست ہوئے ہین کیونکہ لفظ الست مین بھی نفی و اثبات پڑا ہے کہ حق تعالی نے اپنی ربوبیت کا اثبات نفی کے ساتھ کیا ہے کہ آیا نہین ہون میں رب تمہارا اسواسطے قہر حق مین لطف ہے آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲ سلہ معدہ الخ یہ شعر جو معدہ حلوائی ہو حلوہ کو لے اور جو معدہ صفرائی ترشی چکھے فرش گرم اسکی جان سے سردی لے اور فرش افسردہ حرارت کو کھاتا ہے دوست دیکھے رحمت تجھسے عیان ہو اور دشمن دیکھے سطوت تجھسے عیان ہو نور دیکھے روشنی باہر نکلے اور نار دیکھے دھوین سے تاریکی دے یار وہ دشمن نور و نار فخر و عار گرمی و سردی تخت و دار و گل و خار زیر و بم اور تانا بانا اپنی ہر ایک جنس سے تو گن ای یار یعنی ہر ایک شے اپنے جنس کو چاہتی ہے پس نیک نیکی اور باطل باطل کو کھینچتی ہے آگے ایاز کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ اے ایاز الخ یہ شعر اے ایاز اس کام کو جلد ادا کر کیونکہ ایک نوع کا انتظار بھی بدلا ہے کہا کہ اے شاہ سب تیرا حکم ہے آفتاب کے روبرو اختر فنا ہے کیا زہرہ ہے کہ عطارد یا شہاب طلوع ہووین آگے آفتاب کے اگر مین حرکت دلق و پوستین کرتا تھا سو قدر رحم و ملامت کب ہوتا حجرے کے دروازے پر قفل دیا گیا تھا بدگمان حاسد کے اندر تھا پھنسا انہون نے ہاتھ ڈالا جو مین اور ہر کسی نے خشک ڈھیلے کو ڈھونڈھا تہ کے اندر خشک ڈھیلا کھیلے اور ماہی یا آب کب عاصی ہے تیغی مین بدگمانون مین گرفتار تھا اسواسطے قفل حجرے کے دروازہ پر دیا تھا اور لوگون نے اس حجرے سے مال ڈھونڈھا پس مال اس حجرے سے پایا ایسا تھا جیسے ڈھیلا آب جو سے نکلتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

گفت اے شہ جملگی فرمان تراست ٭ با وجود آفتاب اختر فناست
زہرہ کہ بود یا عطارد یا شہاب ٭ کو برون آید بہ پیش آفتاب
گر ز دلق و پوستین بگذشتمے ٭ کے چنین تخم ملامت گشتمی
قفل کردن بر در حجرہ چہ بود ٭ در میان بدگمانان حسود
دست در کردہ درون آب جو ٭ ہر یکے زایشان کلوخ خشک جو
پس کلوخ خشک در جو کے بود ٭ ماہی با آب عاصی کے شود
بر من مسکین جفا دارند ظن ٭ کہ وفا را شرم می آید ز من
گر نبودی زحمت نامحرمے ٭ چند حرفے از وفا وا گفتمے
چون جہان شبہت و اشکال جو ست ٭ حرف میرانیم ما بیرون ز پوست
گر تو خود را بشکنی مغزے شوی ٭ داستان مغز نغزے بشنوی
جوز را در پوستہا آوازہاست ٭ مغز و روغن را خود آوازے کجاست
دارد آوازے نہ اندر خورد گوش ٭ ہست آوازش نہان در گوش ہوش
گر نہ خوش آوازی مغزے بود ٭ ژغ ژغ آوازِ قشرے کہ شنود
ژغ ژغ آن ز آن تحمل میکنی ٭ تا کہ خاموشانہ بر مغزے زنی
چندگاہے بے لب و بے گوش شو ٭ وانگہی چون لب حریف نوش شو
چند گفتی نظم و نثر و راز فاش ٭ خواجہ یک روز امتحان کن گنگ باش
چند پختی تلخ و شور و تیز و کز ٭ ہم یکے بار امتحان شیرین بپز
چند خوردی چرب و شیرین از طعام ٭ امتحان کن چند روزے در صیام

بولا اے شہ جملہ فرما ہے ترا ٭ روبروے شمس کے اختر فنا
کیا ہی زہرہ کہ عطارد یا شہاب ٭ پس طلوع ہوویں وہ پیش آفتاب
ترک دلق و پوستین کرتا میں گر ٭ ہوتا کب تخم ملامت اسقدر
قفل دینا در پہ حجرہ کے تھا کیا ٭ بدگمان حاسد کے تھا اندر بھنسا
ہاتھ انھوں نے ڈالا اندر آب جو ٭ ہر کسی نے ڈھونڈ ڈھیلا خشک کو
خشک ڈھیلا جو کے اندر کب ملے ٭ ماہی با آب عاصی کب بنے
ظن[سلہ] جفا کا مجھ پہ رکھتے ہیں وے ٭ اور وفا کو شرم آتی مجھسے ہے
ہوتی نامحرم کی زحمت نے اگر ٭ میں وفا سے حرف کہتا چند تر
جو جہان پر شبہہ ڈھونڈھے مشکلیں ٭ خارجی باتوں سے اب کہتا ہوں میں
گر تو توڑے آپ کو ہووے تو مغز ٭ اور سنے تو داستان مغز نغز
جوز اندر پوست کے آواز دے ٭ مغز روغن میں کہان آواز ہے
رکھتا ہی آواز نے لائق بگوش ٭ ہے نہان آواز اندر گوش ہوش
مغز کا آواز خوش ہوتا نہ دوست ٭ کون سنتا ژغ ژغ آواز پوست
ژغ ژغ اسکی اسلیے سنتا ہی تو ٭ تا کہ خاموشانہ پاوے مغز کو
تھوڑی[سلہ] دیر اب بے لب بے گوش ہو ٭ مثل آب اسدم تو بار نوش ہو
کب سے کہتا ہے تو نظم و نثر و راز ٭ ہو تو اک دن امتحان کو گوش باز
ہے بہت کڑوا پکایا ہے سدا ٭ امتحان کو اب کے تو شیرین پکا
چرب و شیرین کھائی مدت سے غذا ٭ امتحان روزہ میں کر کچھ دن ذرا

سلہ ظن جفا کا الخ یہ شعر مجھپر گمان جفا کا رکھتے ہیں ولیکن وفا کو مجھسے شرم آتی ہے اگر نامحرم کی زحمت نہوتی میں وفا سے چند حرف کہتا جو جہان پر شبہہ اور اشکال جو ہے میں خارجی باتوں سے اب کہتا ہوں اگر تو آپ کو توڑے مغز ہووے اور تو سنے داستان مغز کی نادر آگے اسکی مثال ہے جوز پوست میں آواز دیتا ہے اور مغز و روغن میں آواز کہان ہے آواز نہیں رکھتا ہے لائق گوش کے الا آواز پوشیدہ ہے گوش ہوش میں مغز کا آواز خوش نہوتا تو کون ژغ ژغ آواز پوست کی سنتا ہے تو اس لیے اسکی ژغ ژغ سنتا ہے کہ تا خاموشانہ اسکے مغز کو پاوے یعنی تو اگر خاموش ہووے تو آواز جانانہ سنے کیونکہ جو تو قال میں گرفتار ہے اسواسطے مقال حال سے محروم ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ـ

سلہ تھوڑی دیر الخ یہ شعر اب تو تھوڑی دیر لب بے گوش ہو اور اب لب کے مانند اسدم بار نوش کا ہو تو کب سے نظم و نثر و راز کہتا ہے اے خواجہ تو ایک دن امتحان کر اور گنگ ہو جاے تو نے بہت کڑوا پکایا ہے سدا امتحان کے واسطے اب تو شیرین پکا غذای چرب و شیرین مدت سے کھائی ہیں روزہ میں امتحان کر چند روز یعنے تھوڑے کمت روزوں مزے اٹھاے ہیں تھوڑے دن ریاضت کرلے کہ ثمر حاصل ہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ـ

چند شبہا خواب گشتی ای اسیر | یک شبے بیدار شو دولت بگیر
روزہا بردی بسر در ہزل و جد | روز کے دو جہد را شو مستعد
آن یکے را در قیامت منتباہ | در کف آید نامۂ عصیان سیاہ
سر سیہ چون نامہ ہائے تعزیہ | پر معاصی متن آن با حاشیہ

خواب شب کا قیدی مدت سے ہوا | ایک شب بیدار ہو دولت کو پا
دن گزارے ہزل مین تو نے ہیچ | ایک دو دن مستعد کوشش کا ہو
ایک کو محشر مین آگاہی سے آہ | ہاتھ مین دین نامۂ عصیان سیاہ
ہو سیہ کل مثل نامۂ تعزیت | پر گنہ ہو اُسکا متن حاشیہ

در وصف خاموشی و بیان فضیلت آن
وصف خاموشی اور اُسکی فضیلت کے بیان مین

جملہ فسق و معصیت آن یکسرے | ہمچو دار الحرب پر از کافرے
آنچنان نامہ پلید و پر وبال | در یمین ناید در آید در شمال
خود ہم اینجا نامۂ خود را ببین | دست چپ اشایدت یا در یمین
موزۂ چپ کفش چپ ہم در دکان | آن چپ ناشی پیش از امتحان
چون نباشی راست میدان کز چپی | ہست پیدا نعرۂ شیر و کپی
آنکہ گل را شاہد و خوشبو کند | ہر چپے را راست فضل او کند
ہر شمالے را یمینے او دہد | بحر را ماء معینی او دہد
گر چپی با حضرت او راست باش | تا ببینی دست برد لطفہاش
تو روا داری کہ این نامہ مہین | بگذرد از چپ در آید در یمین
این چنین نامہ کہ پر ظلم و جفاست | کی بود خود در خور آن دست راست

فسق اور عصیان سے بالکل پُر ہو وہ | جیسے دار الحرب پر کافر سے ہو
ایسا نامہ کہ پلیدی کو رکھے | نہ ملے دہنے مین بائین مین ملے
اپنا نامہ تو یہین پر دیکھ لے | لائق اُلٹے کے ہی یا سیدھے کے ہی
موزہ اُلٹا کفش اُلٹی جانے دو | امتحان سے پہلے دکانین ہیچ
ہو نہ سیدھا ہو کے جان اُلٹا تو ہی | نعرہ ظاہر شیر اور بندر رکھے
خاک کو معشوق اور خوشبو کری | فضل اسکا سیدھے اُلٹے کو کرے
سیدھا ہر اُلٹے کو بس کرتا ہی وہ | بحر کو ماء معین دیتا ہے وہ
تو اگر اُلٹا ہی سیدھا اُس سے ہو | تا تو دیکھے اسکے غلبۂ لطف کو
تو روا رکھے سیہ نامہ جو ہے | آئے دہنے مین گذر کے بائین سے
ایسا نامہ کہ جفا عصیان رکھے | کب ہے لائق خود وہ سیدھے ہاتھ کے

در بیان آنکہ کسی سختی گوید مناسب آن دعوے نباشد چنانچہ ولئن سالتہم من خلق السموات
بیان مین اُسکے کہ کوئی ایک بات کہے کہ مناسب اُس دعوے کے نہ جیسے کہ ولئن سالتہم من

برآئینہ تو سوال کرے ان کافرون سے

سلہ خواب شب کا الخ یعنی مدت سے قیدی خواب شب کا ہوا ایک شب بیدار ہو ایک دولت حاصل کر جو تو نے دن گذارے ہزل مین ایک دو دن مستعد کوشش کا ہو ایک ایک کو محشر مین آگاہی سے آہ ہاتھ مین نامہ عصیان سیاہ دین کل سیاہ ہو مثل نامۂ تعزیت کے اور متن حاشیہ اُسکا پُر گناہ ہو یعنے تو نے اپنی عمر لہو لعب دُنیا مین گذاری مگر ایک دن تو نے مستعد ہو کے کوشش نہ کی اور زبان اپنی بند نہ کی آگے وصف خاموشی کا بیان ہے فافہم ۱۲-

سلہ فسق اور عصیان الخ یعنی وہ بالکل فسق اور عصیان سے پُر ہے جیسے دار الحرب پُر ہے کافرون سے ایسا نامہ کہ پلیدی کو رکھے دہنے مین نہ ملے بائین مین ملے تو اپنا نامہ یہین پر دیکھ لے لائق کہ اُلٹے کے ہے یا سیدھے کے آگے اسکی مثال ہے اُلٹا موزہ کفش اُلٹی وہ جانے کہ جو پہلے امتحان سے دوکان مین ہو ہو تو سیدھا نہین ہو جان تو اُلٹا ہے نعرہ ظاہر شیر اور بندر رکھے خاک کو معشوق اور خوشبو کرے اسکا فضل اُلٹے کا سیدھا کرے وہ ہر ایک اُلٹے کو سیدھے کرتا بحر کو ماء معین وہ دیتا ہے اگر تو اُلٹا ہی اس سے سیدھا ہو تا کہ اُسکے غلبۂ لطف کو دیکھے جو سیاہ نامہ ہے تو روا رکھتا ہے کہ داہنے ہاتھ مین آئے گذر کے بائین ہاتھ سے ایسا نامہ کہ جفا و عصیان رکھے کب وہ لائق ہے سیدھے ہاتھ کے یعنی حق تعالی تجھکو سیدھا کر دیگا اگر تو اس سے سیدھا رہے آگے طاعت حق کا بیان ہے فافہم

والارض لیقولن الله خدمت بت سنگین
کردن وجان وزر نثار او نمودن
چہ مناسب باشد با حال کسیکہ داند خالق
سموات وارضین خدائیست سمیع وبصیر
ومراقب وغیور

خلق السموات والارض لیقولن الله پتھر
(کہ کس نے پیدا کیا آسمان وزمین کو البتہ کہین گے اللہ نے)
کے بت کی خدمت کرنا وجان وزر اسپر نثار کرنا
اسکے مناسب حال ہے کہ جانتا ہے خالق
زمین وآسمان کا خدا ہے سمیع وبصیر
ومراقب غیور

زاہدی را بد یکے زن ہمچو حور ۔ رشک او اندر حق او بس غیور
زانکہ بد زن را کنیزی ہمچو شمع ۔ در دل زاہد ازو آتشے
زن ز غیرت پاس شوہر داشتی ۔ با کنیزک خلوتش نگذاشتی
مدتے شد زن مراقب ہر دو را ۔ تا کہ شان فرصت نیفتد در خلا
تا در آمد حکم و تقدیر الہ ۔ عقل حارس خیرہ سر گشت و تباہ
حکم تقدیرش چو آید بے وقوف ۔ عقل کہ بود در قمر افتد خسوف
بود در حمام آن زن ناگہان ۔ یادش آمد طشت و در خانہ بدان
با کنیزک گفت رو ہان مرغ وار ۔ طشت سیم از خانہ بر گیر و بیار
آن کنیزک زندہ شد چون این شنید ۔ کہ بخواجہ این زمان خواہد رسید
خواجہ در خانہ بخلوت این زمان ۔ پس دوان شد سوی خانہ شادمان
عشق شش سالہ کنیزک را ہمین ۔ کہ بیابد خواجہ را خلوت چنین

ایک زاہد کی تھی عورت مثل حور[۱] ۔ رشک افزا اسکے حق مین بس غیور
کیونکہ عورت کی تھی اک لونڈی حسین ۔ اس سے دل زاہد کا تھا آتش گزین
نگہبان شوہر کی زن غیرت سے تھی ۔ ساتھ لونڈی کے نہ تنہا چھوڑتی
زن نگہبان انکی ایک مدت رہی ۔ تا انھین فرصت خلوت کی ملی
تاکہ آیا حکم تقدیر الہ ۔ عقل ہوئی ابتر نگہبان کی تباہ
حکم تقدیر آئے پس ناگاہ جو ۔ عقل کیا ہی گہن ہووے ماہ کو
تھی وہ زن حمام مین کہ ناگہان ۔ طشت گھر مین یاد آیا اسکو وان
بولے[۲] لونڈی کو کہ اڑتی جلد جا ۔ طشت کو تو گھر سے لیکر جلد آ
خوش ہوئی وہ لونڈی جبکہ یہ سنا ۔ کہ ملونگی اب مین خواجہ سے بھلا
خواجہ گھر مین ہے و تنہائی وہان ۔ پس وہ دوڑی گھر کی جانب شادمان
عشق لونڈی دیکھ تو چھ سال کا ۔ کہ اسے تنہائی مین خواجہ ملا

[۱] زاہدی الخ شعر ایک زاہد کی عورت مثل حور کے تھی رشک افزا اور اسکے حق مین غیور تھی کیونکہ عورت کی ایک لونڈی تھی حسین اس سے دل زاہد کا آتش گزین تھا عورت نگہبان شوہر کی تھی غیرت سے کہ لونڈی کے ساتھ تنہا نہین چھوڑتی تھی عورت ایک مدت نگہبان عورت کی رہی تاکہ انکو فرصت خلوت کی نہ ملے آگے اسکے حقائق ہین تاکہ حکم تقدیر آنہ آیا عقل نگہبان کی ابتر و تباہ ہوئی حکم تقدیر جو ناگاہ آئے عقل کیا ماہ کو گہن ہووے وہ عورت حمام مین گئی تھی کہ ناگہان گھر مین طشت یاد آیا اسکو وہان پر باقی حال اسکا آگے ہے۔ فافہم ۱۲

[۲] بولے الخ شعر لونڈی سے کہا کہ جلد اڑتی جا اور طشت کو گھر سے جلد لاکر آ جبکہ یہ سنا وہ لونڈی خوش ہوئی کہ اب مین خواجہ سے ملونگی خواجہ گھر مین ہے اور تنہائی وہان ہے پس وہ گھر کی جانب دوڑی خوش ہوکر تو چھ سال کا عشق لونڈی کا دیکھو کہ اسکو خواجہ تنہائی مین ملا وہ گھر کی جانب جلد وہان سے دوڑی اور خواجہ سے تنہا جا ملی وہ دونون عاشق ایسی شہوت مین بھرے تھے کہ دروازہ بند کرنا یاد سے گیا دونون ۔ ہم مل گئے پس شوق سے جان سے جان واصل ہوئی اسی دم مگر عورت کو یاد آیا کہ کیون مین نے اسکو بھیجا طشت گھر کے آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲

گشت پران جانب خانہ شتافت	خواجہ را در خانہ خلوت بیافت	گھر کی جانب جلد وہ ان سے گئی	گھر میں خواجہ سے وہ تنہا جا ملی
ہر دو عاشق را چنان شہوت بود	کاحتیاط و یاد در بستن نبود	دونون عاشق ایسی شہوت مین پڑے	بند در کرنا گیا بس یاد سے
ہر دو باہم در خزیدند از نشاط	جان بجان پیوست آندم اختلاط	دونون باہم مل گئے بس شوق سے	جان سے جان وصل ہوئی اُسدم لئے
یاد آمد در زمان زن را کہ من	چون فرستادم درا سوے وطن	یاد اُسدم آیا عورت کو معاً	بھیجا کیون مین نے اُسے سوے وطن
پنبہ را آتش نہادم من بخویش	در فگندم من قچ نر را بہ پیش	آگ مین دی گو ڈالا آپ سے	ڈالا دُنبہ نر کو مین نے بھیڑ لئے
گل فرو شست از سر و بیچود دوید	در پے او رفت و چادر برکشید	دھوئی مٹی سر اور بیچود چلی	پیچھے اُسکے اور چادر اوڑھتی
آن ز عشق جان دوید این از بیم	عشق کو وہ بیم کو فرق عظیم	عشق جان سے دوڑ وہ یہ خوف سے	عشق کہان اور خوف کہان بس فرق ہے
سیر عارف ہر دمی تا تخت شاہ	سیر زاہد ہر مہی یکروزہ راہ	سیر عارف ہر گھڑی تا تخت شاہ	سیر زاہد ایک دن ہر مہ مین آہ
گرچہ زاہد را بود روزی شگرف	کی بود یکروزہ چون خمسین الف	گرچہ ہو زاہد کو اک دن خوش گزار	ایک دن کب سال ہو پنجہ ہزار
قدر ہر روزے ز عمر مرد کار	باشد از سال جہان پنجہ ہزار	عمر سے مردونکے ہر دن کا شمار	ہو جہان کے سال سے پنجہ ہزار
عقلہا زین سر بود بیرون در	زہرۂ وہم ار بدرد گو بدر	در کے باہر عقل ہو اس بھید سے	وہم کا زہرہ پھٹے گر گو پھٹے
ترس موئی نیست اندر پیش عشق	جملہ قربانند اندر کیش عشق	بال بھر کچھ ڈر نہین ہو پیش عشق	جملہ ہین قربان اندر کیش عشق
عشق وصف ایزد است اما کہ خوف	وصف بندہ مبتلا فرج و جوف	عشق وصف اللہ کا ہے اور ڈر	وصف بندہ کا کہ پر خوف و خطر
چون یحبونہ بخواندی از نبی	یا یحبہم شو قرین در مطلبی	جو یحبونہ پڑھا قرآن سے	اپنے مطلب کو یحبہم سے تو لے
پس محبت وصف حق دان عشق نیز	خوف نبود وصف یزدان ای عزیز	جان وصف ہی محبت عشق کو	خوف ہرگز وصف یزدان کا نہو
وصف حق کو وصف مشت خاک کو	وصف حادث کو وصف پاک کو	وصف حق کہان وصف مشت خاک کہان	وصف حادث کہان وصف پاک کہان
شرح عشق ار من بگویم بر دوام	صد قیامت بگذرد وان ناتمام	عشق کی شرح کہون مین گر مدام	سو قیامت گذرے نہ ہو وہ تمام

سله آگ مین الخ ۵ شعر آگ مین روئی کو ڈالا آپ سے اور دُنبہ کو ڈالا بھیڑ پر مٹی سر سے دھو کر بیچود چلی اُس کے پیچھے اور چادر اوڑھی آگے اسکے حقائق ہین وہ عشق جان سے دوڑی اور یہ خوف سے عشق کہان اور خوف کہان بڑا فرق ہے سیر عارف کی ہر دم تخت شاہ تک اور سیر زاہد کی ایک دن ہر ماہ مین ہے اگرچہ زاہد کو ایک دن خوش گذرا ہو مگر ایک دن کب برابر پنجاہ سال کے ہو یعنی سیر عارف کی شوق سے تخت شاہ تک ہر دم ہے اور سیر زاہد کی خوف سے ہر مہینے مین ایک دن ہے اگرچہ زاہد کو ایک دن بھی خوش گذرا ہے مگر ایک دن کب پچاس ہزار سال کے دن کے برابر ہو آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ عمر سے الخ ۸ شعر مردون کی عمر سے ہر ایک دن کا شمار جہان کے پنجاہ ہزار سال سے ہو اس بھید سے عقل دروازہ کے باہر ہے اور وہم کا زہرہ پھٹے اگر گو پھٹے آگے عشق کے بال بھر کچھ ڈر نہین ہے کہ جملہ قربان ہے کیش عشق مین عشق وصف اللہ کا ہے خوف بندہ کا ہے کہ پُر خوف و خطر ہے جو دوست رکھتا ہے اُنکو قرآن سے پڑھ اور اپنے مطلب کو یے کہ وہ دوست رکھتے ہین اُسکو محبت عشق کو وصف حق کا جان لے اور خوف ہرگز وصف خدا کا نہو وصف حق کہان اور وصف مشت خاک کہان وصف جان حادث کہان اور وصف پاک کہان یعنی عشق وصف اللہ کا ہے اور خوف وصف بندہ کا ہے پس وصف بندہ کا وصف اللہ کے برابر کب ہو آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ عشق الخ ۶ شعر اگر مین عشق کی شرح مدام کہون سو قیامت گذرے وہ تمام نہووے کیونکہ تاریخ قیامت مدد رکھتی ہے اس جگہ حد کہان کہ وصف اللہ کا ہے عشق کے پانسو پر ہین اور ہر ایک پر عرش سے تحت الثریٰ تک ہے زاہد ڈر سے دوڑتا ہے پاؤن سے اور عاشق باد و برق سے زیادہ اُڑتا ہے باد و برق کی ہرگز مجال نہین کیونکہ اُسنے راہ حق مین بال کھولے ہین کب یہ خائف گرد عشق کی پا سکتے ہین کہ در عشق عرش کو فرش کرتا ہے یعنی خائف عشق کو کب پا سکتے ہین کیونکہ عشق عرش کو فرش کرتا ہے یعنی عرش

زانکه تاریخ قیامت را حدست — حد کجا آنجا که وصف ایزدست
عشق را پانصد پرست و هر پری — از فراز عرش تا تحت الثری
زاهد با ترس می تازد بپا — عاشقان پران تر از برق و هوا
چه مجال باد یا برق ای پسر — چونکه او در راه حق بگشاد پر
کی رسند این خائفان در گرد عشق — که آسمان را فرش سازد درد عشق
جز مگر آید عنایتهای ضو — کز جهان وین روش آزاد شو
از روش خود وز روش خود بازره[1] — که بسوی شه یافت آن شهباز ره
این روش هست جبر و اختیار — از ورای این دو آمد جذب یار

کیونکہ تاریخ قیامت حد رکھے — حد کہاں اس جگہ کہ وصف اللہ کا ہے
پانسو پر عشق کے ہر ایک پر — عرش سے تحت الثری تک ہیگا
ڈر سے زاہد دوڑتا ہے پاؤن سے — اور صبا سے زیادہ عاشق برق سے اڑتی
باد برق پاکی نے ہرگز مجال — کیونکہ اسنے راہ حق مین کھولے بال
کب خائف پہنچے ہین گرد عشق — فرش کرنا عرش کو ہے درد عشق
جز عنایت کہ چمک آئے[1] کہ — ہو جا تو اس روش سے دور تر
خودنمائی اور خودی سے بازرہ — کہ سوی شہ پائے وہ شہ بازرہ
بے خودی و خودنما جبر اختیار — ان سوا دونوں کے آیا جذب یار

رسیدن زن بخانه و جدا شدن زاهد از کنیزک و رسوا شدن زاهد را

آنا عورت کا گھر مین اور جدا ہونا زاہد کا لونڈی سے اور رسوا ہونا زاہد کا

چون رسیدن زن بخانه در گشاد — بانگ در در گوش ایشان درفتاد
آن کنیزک جست آشفته زساز — مرد برجست و در آمد در نماز
زن کنیزک را شولیده بدید — درهم و آشفته و دنگ و مرید
شوی خود را دید قائم در نماز — در گمان افتاد زن زان اهتزاز
شوی را برداشت دامن بی خطر — دید آلوده منی خصیه و ذکر
از ذکر باقی نطفه می چکید — ران و زانو گشته آلوده و پلید
بر سرش زد سیلی و گفت ای مهین — خصیه مرد نمازی باشد این

گھر مین جو آئی[2] وہ عورت کھولا در — در کی آواز آئی انکے کان پر
لونڈی غمگین اٹھی بے بو وگدا — مرد اٹھا اور لگا پڑھنے نماز
زن نے لونڈی دیکھی بس مسلی ہوئی — اور پریشان حیران شرمائی ہوئی
دیکھا شوہر کو نماز اندر کھڑا — شک ہوا تھا جو ذکر ہلتا ہوا
مرد کا دامن اٹھایا بے خطر — دیکھا آلودہ منی خصیہ و ذکر
تھا ذکر سے[3] ٹپکے نطفہ ما بقا — ران و زانو اس سے آلودہ ہوا
اک چپت اسکے لگائی اور کہا — ایسا خصیہ ہو نمازی کو روا

[1] جز عنایت الخ مع بجز عنایت کے کہ شاید چمک آئے اس جہان و روش سے دور تر ہو خودنمائی اور خودی سے بازرہ کہ جانب بادشاہ کے وہ شہباز راہ پائے خود و خودنمائی جبر و اختیار ہے اور جذب نازان دونوں کے اوپر آیا ہے یعنی نور باطن کا پیدا ہونا بعنایت حق پر ہے تو اس روش جہان سے دور ہو اور خودی کو چھوڑ دے کہ خود جانب شاہ کے راہ پائے آگے عورت کا بیان ہے فافہم ۱۲

[2] گھر مین جو آئی الخ ۵ شعر جو وہ عورت گھر مین آئی ہو اور دروازہ کھولا انکے کان میں در کی آواز آئی لونڈی غمگین چل بلبیہ وگدا اٹھی اور مرد اٹھا نماز پڑھنے لگا زن نے لونڈی کو مسلی ہوئی دیکھا اور پریشان و حیران اور شرمائی ہوئی شوہر کو دیکھا نماز مین کھڑا شک ہوا کہ جو ذکر ہلتا ہوا تھا مرد کا دامن بے خطر اٹھایا آلودہ منی سے دیکھا خصیہ و ذکر کو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

[3] تھا ذکر سے الخ مع شعر باقی نطفہ ذکر سے ٹپکتا تھا ران و زانو اس سے آلودہ ہوا ایک چپت اسکے لگایا اور کہا کہ خصیہ نمازی کو روا ہوا لائق ذکر نماز کے ایسا ذکر اور ایسی ران و پشم پر آب شرم ہے آگے اسکا حقائق نامہ کفر و ظلم فسق سے بھرا ہوا سیاہ ہے ہاتھ کے لائق کب ہے یعنی بظاہر پارسائی اور بباطن بسیاہی زاہدون کے کب لائق ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

لائق ذکر و نماز ست این ذکر	وانچنین ان وزہا ر پر قذر	لائق ذکر نماز ایسا ذکر	ایسی ان شرم ہی پر آب شر
نامۂ پر ظلم و فسق و کفر و کین	لائق ست انصاف دہ اندر یمین	کفر و ظلم و فسق سے نامہ بھرا	ہاتھ سیدھے کے ہی لائق کب بھلا
گر بپرسی گبر را کاین آسمان	آفریدہ کیست وین خلق جہان	سلہ گر تو پوچھے گبر سے یہ آسمان	کسکا پیدا ہی یہ سب خلق جہان
گوید اینہا آفریدہ آن خداست	کافرینش بر خدایش گواست	کہوے یہ پیدا خدا نے ہے کیا	اسکی پیدائش خدائی پر گوا
کفر و ظلم داستم بسیار او	ہست لائق با چنین اقرار او	کفر و ظلم اسنے بہت سے کیے	ایسے لائق اسکو ہین اقرار کے
ہست لائق با چنین اقرار راست	آن فضیحتہا و آن کردار کاست	ایسی سچ اقرار کے لائق ہوئی	وہ فضیحت اور وہ خصلت بری
فعل او کردہ دروغ آن قول را	تا شد او لائق عذاب ہول را	فعل نے جھوٹا کیا اس قول کو	تا ہوا لائق عذاب سخت و درد
پس دروغ آمد ز سر تا پای او	کہ دروغش کرد ہم اعضای او	سر سے وہ پاؤن تلک جھوٹا ہوا	اسکے اعضا نے اسے جھوٹا کیا
روز محشر ہر نہان پیدا شود	ہم ز خود ہر مجرمے رسوا شود	حشر کو ہر اک نہان ہووے عیان	اور رسوا ہووے ہر مجرم وہان
دست و پا بدہد گواہی با بیان	بر فساد او بہ پیش مستعان	سلہ دست و پا دیوین گواہی جرم پے	آگے اللہ کے کہ جو اسنے کیے
دست گوید من چنین دزدیدہ ام	لب بگوید من چنین بوسیدہ ام	ہاتھ کہوے مین نے یہ چوری کری	لب کہے مینے یہ کی بوسہ زنی
پای گوید من شدستم تا منی	فرج گوید من بکردستم زنا	پاؤن کہوے منزلون تک مین گیا	فرج کہوے بس کیا مین نے زنا
چشم گوید غمزہ کردستم حرام	گوش گوید چیدہ ام سوء الکلام	چشم کہے غمزہ کیا مین نے حرام	کان کہے مین نے کیا ہی بدکلام
پس دروغ آمد ز سر تا پای خویش	چون گواہی مید ہد اعضای خویش	جھوٹا سراپا ہوا وہ آپ سے	پہلے اعضا سے گواہی جو ملے
آنچنان کاندر نماز با فروغ	از گواہی خصیہ شد زرقش دروغ	جیسے وہ اندر نماز بار یا	جھوٹا خصیہ کی گواہی سے ہوا
پس چنان کن فعل کان خود بی زبان	باشد اشہد گفتن و عین بیان	سلہ فعل ایسا کر کہ وہ خود بے زبان	ہووے اشہد گو اور عین بیان

سلہ گر تو پوچھے الخ ۔ شعر اگر تو گبر سے پوچھے کہ یہ آسمان کس کا پیدا کیا ہے اور یہ خلق جہان کہے کہ یہ خدا کا پیدا کیا ہوا ہے کہ اسکی پیدائش خدائی پر گواہ ہے اسنے کفر و ظلم بہت سے کیے ایسے اسکو لائق ہین اقرار کے ایسی سچ اقرار کے لائق ہوئی وہ فضیحت اور بڑی خصلت اسکے قول کو فعل نے جھوٹا کیا تا عذاب سخت کے لائق ہو وہ سر سے پاؤن تک جھوٹا ہوا اسکے اعضا نے اسے جھوٹا کیا حشر کو ہر ایک پوشیدہ ظاہر ہووے اور ہر ایک مجرم وہان رسوا ہووے یعنی کا فر مخلوق کا پیدا ہونا خدا کی نسبت بیان کرتا ہے اور پھر شرک حق کی جانب رجوع کرتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ دست و پا الخ ۔ شعر گواہی جرم پر دست و پا دیوین آگے اللہ کے کہ جو اسنے کیے ہاتھ کہوے کہ یہ مین نے چوری کری اور لب کہے کہ یہ مین نے بوسہ زنی کری پاؤن کہوے کہ مین منزلون تک گیا فرج کہوے کہ یہ مین نے زنا کیا چشم کہوے کہ یہ مین نے غمزہ حرام کیا کان کہوے کہ یہ مین نے کلام بد سنا وہ جھوٹا سرتاپا ہوا کیونکہ اسکے اعضا سے گواہی ملے آگے اسکی مثال ہے جیسے وہ زاہد نماز باریا مین خصیہ کی گواہی سے جھوٹا ہوا یعنی اس زاہد کی مانند ہر ایک ظالم بروز حشر پیش حق گواہی اعضا سے جھوٹا ہووے آگے اس فعل کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ فعل ایسا الخ ۔ شعر ایسا فعل کر کہ وہ بے زبان خود گواہی دینے والا ہو اور عین بیان تاکہ سب تیرے بدن کا اعضا اعضا نفع و نقصان مین گواہی دینے والا ہو ہمیشہ بندے کا چلنا پیچھے خواجہ کے گواہ ہے کہ مین محکوم ہون اور یہ میرا مولا ہے اگر جامہ سیاہ اپنی عمر کا ہے اس سے توبہ کر جو پہلے کیا ہے عمر گندی اور اسدم اسکے جڑ ہے آب توبہ کا دے اگر تم نہین رکھتا ہے تو عمر کی جڑ کو آب حیات دے تاکہ درخت عمر کا مضبوط ہو اس سے سب گذرا ہوا تیرا نیک ہووے اور زہر کہنہ اس سے قند کی مانند ہووے تیری کل بدی حق لے مبدل کری تاکہ وہ پہلے سب تیری طاعت ہون یعنی توبہ کر کہ تیرے وہ سب گناہ گذشتہ نیکون سے بدل جائین آگے توبہ نصوح کا بیان ہے مثال مین فرماتے ہین فافہم ۱۲

تا همه تن عضو عضوت ای پسر | گفته باشد اشهد اندر نفع و ضر
رفتن بنده پی خواجه گواست | که منم محکوم و این مولای ماست
گر سیه کردی تو نامهٔ عمر خویش | توبه کن زانها که کردستی به پیش
عمر اگر بگذشت بیخش این دم است | آب توبه اش ده اگر او بی نم است
بیخ عمرت را بده آب حیات | تا درخت عمر گردد با ثبات
جمله ماضی ها ازین نیکو شدند | زهر پارینه ازین گردد چو قند
کی سیانت را مبدل کرد حق | تا همه طاعت شوند آن ما سبق

تا بدن کا اعضا اعضا سب ترا | نفع و نقصان میں ہو اشہد گو سدا
چلنا بندہ کا پس خواجہ گوا | کہ میں ہوں محکوم وہ مولا مرا
گر سیہ نامہ ہے اپنی عمر کا | توبہ کر اس سے کہ جو پہلے کیا
عمر گذری بیخ اُسدم اسکی ہے | آب توبہ دے اگر نے نم رکھے
عمر کی جڑ کو تو دے آبحیات | تا درخت عمر ہووے باثبات
اس سبب گذرا ترا ہووے نکو | زہر کہنہ اس سے مثل قند ہو
کی مبدل تیری حق نے کل بدی | تا کہ سب طاعت ہوں وہ پہلی تری

در بیان توبهٔ نصوح که چنانچه شیر از پستان که بیرون آید باز به پستان نرود آنکه توبهٔ نصوح کرد هرگز ازان گناه یاد نه کند بطریق رغبت بلکه هر دم نفرت او زیاده گردد و نفرت او دلیلی قاطع بود بر قبول توبهٔ او چه شهوت اول بی لذت شده و لذت قبول توبه بجای آن نشسته و آنکه قبول توبه نیافته ازین حال بی خبر ست

بیان میں توبہ نصوح کے جیسے دودھ چھاتیوں سے نکلے اور پھر چھاتیوں میں نہ جائے اور جسنے کہ توبہ نصوح کی ہرگز اس گناہ کو یاد نہ کریگا بطریق رغبت کے بلکہ ہر دم نفرت اُسکو زیادہ ہوگی اور وہ نفرت دلیل قاطع ہے اوپر قبول توبہ اُسکی کے کسواسطے کہ اول خواہش بے لذت ہوئی اور لذت قبول توبہ اُسکی جگہ قائم ہوئی اور جو کہ قبول توبہ کی لذت نہ پائے اس حال سے بیخبر ہے

خواجه بر توبهٔ نصوحی خوش بتن | کوششی کن هم بجان و هم به تن
شرح این توبهٔ نصوح از من شنو | بگرویدستی ولی از نو گرو
بود مردی پیش ازین نامش نصوح | بد ز دلاکی زنان او را فتوح

راغب[1] توبہ نصوحی خواجہ ہو | جان و تن سے کوششیں کرتا رہو
مجھسے اس توبہ نصوح کا سن بیان | تو ہی خواہاں پرنیا خواہاں ہو جان
مرد تھا اگلے زمانے میں نصوح | زن کی دلالی سی اُسکو تھی فتوح

[1] راغب، الخ، شرائے خواجہ راغب توبہ نصوحی کا ہو اور جان و تن سے کوشش کرتا رہ تو مجھسے توبہ اور نصوح کا بیان سن تو خواہان ہے ایک مرد اگلے زمانے میں نصوح نام تھا کہ عورتوں کے سر دھلانے سے اُسکو کام تھا کیونکہ اسکی صورت مثل عورتوں کے تھی اور اپنی مردی کو وہ چھپاتا تھا وہ حمام عورتوں میں سر دھلانے والا تھا در مکر و حیلے میں از بس چالاک تھا مدتوں وہ سر دھلایا کرتا تھا اور کوئی اسکے حال سے واقف نہ تھا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

بود مردی او چو رخسار زنان | مردمی خود را همی کردی نهان
او بحمام زنان دلاک بود | در دغا و حیله بس چالاک بود
سالها می کرد دلاکی و کس | بو نبرد از حالت آن بوالهوس
زانکه آواز و رخش زن وار بود | لیک شهوت کامل و بیدار بود
چادر و سربند پوشید و نقاب | مرد شهوانی و در غره شباب
دختران خسروان را زین طریق | خوش همی مالید و شستان آن عشیق
توبها می کرد و پا در می کشید | نفس کافر توبه اش را مید رید
رفت پیش عارفی آن زشت کار | گفت ما را در دعای یاد دار
سر او دانست آن آزاد مرد | لیک چون علم خدا پیدا نه کرد
بر لبش قفل ست و در دل رازها | لب خموش و دل پر از آوازها
عارفان که جام حق نوشیده اند | رازها دانسته و پوشیده اند
هر کرا اسرار حق آموختند | مهر کردند و دهانش دوختند
سست خندید و بگفت ای بدنهاد | زانچه دانی ایزدت توبه دهاد

کیونکہ صورت اسکی تھی مثل زنان | اپنی مردی کو وہ کرتا تھا نہان
وہ بحمام زنان دلاک تھا | مکر اور حیلہ مین بس چالاک تھا
مدتون دلاکی وہ کرتا رہا | کوئی اسکے حال سے واقف نہ تھا
سلہ مثل زن آواز و رخ تھا اسکا | لیکہ شہوت مین تھا کامل ہوشیار
چادر و سربستہ پہنے اور نقاب | شہوتی تھا مرد اور زور شباب
وہ کیونکو شاہ کی اک ڈھنگ پر | ملتا اور نہلاتا وہ عاشق بشر
توبہ کرتا اور پاؤن کھینچتا | نفس کافر توبہ اسکی توڑتا
پاس عارف کے گیا بدکار وہ | بولا حق مین تم دعا میری کرو
بھید اسکا جانا اس آزاد نے | نہ کیا ظاہر جون علم حق اسے
لب پہ قفل اسکے دل مین رازہا | لب خموش اور دل بھرا آواز سے
سلہ عارفون نے جام حق کا ہے پیا | راز جانا اور پوشیدہ کیا
بھید سے حق کے جسے آگہ کیا | مہر کی اور منہ پہ اسکے سی دیا
مسکرایا اور کہا اسے ناسزا | جو تو جانے حق سے توبہ کر ذرا

در بیان آنکہ دعای عارف واصل و درخواست او از حق ہچو درخواست حق ست از خود کہ کنت لہ سمعًا و بصرًا و لسانًا و یدًا و قولہ تعالی ما رمیت اذ رمیت و لکن اللہ رمی و امثال این از اخبار و آیات وارد ست

بیان مین اسکے کہ درخواست دعا کرنا عارف واصل کی خدا سے جیسے درخواست حق کی ہے خود سے کنت لہ سمعًا و بصرًا و لسانًا و یدًا و قولہ تعالی ما رمیت اذ رمیت و لکن اللہ رمی اور امثال اسکے اخبار و آیات سے وارد ہین

مین ہون واسطے اسکے سمع و بصر و زبان و ہاتھ اور فرمایا اللہ تعالی نے

نہین پھینکا تو نے جو وقت کہ پھینکا تو نے لیکن اللہ نے پھینکا ۱۲

سلہ مثل زن الخ، شعر ور تون کی مانند صورت و آواز ظاہر تھا لیکن شہوت مین کامل ہوشیار تھا چادر و سربستہ پہنتا تھا اور نقاب مگر بڑا شہوتی تھا اور زور شباب مین شاہزادیون کو ایک ڈھنگ پر ملتا نہلاتا وہ عاشق مرد توبہ کرتا اور پاؤن کھینچتا مگر نفس کافر اسکی توبہ توڑتا وہ بدکار پاس عارف کے گیا اور کہا کہ میرے حق مین دعا کرو اس آزاد مرد نے اسکا بھید جانا اور علم حق کی مانند اسے ظاہر نہ کیا آگے اسکے حقائق ہین لب پر قفل اور اسکے دل مین راز ہے لب خموش اور دل آوازت بھرا ہے یعنی اہل اللہ مثل علم حق تعالی کے سب کچھ بھید جانتے ہین مگر کچھ نہین کہتے ہین بقول استاد سہ سب جہرہ رکھو پر ایسی کر باتین * جیسی کرتے ہین بے خبر باتین * باقی حقائق آگے ہین فافہم ۱۲۔

سلہ عارفون نے الخ ۳ شعر عارفون نے جام حق کا پیا ہے راز جانا اور پوشیدہ کیا ہے جسکو بھید حق سے آگاہ کیا مہر کی اور اسکے منہ کو سی دیا پس وہ عارف مسکرایا اور کہا کہ اے ناسزا اگر تو جانتا ہے ذرہ حق سے توبہ کر آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲۔

آن دعا از هفت گردون درگذشت　　کار آن مسکین بآخر خوب گشت
کان دعای شیخ نی چون هر دعاست　　فانیست و گفت او گفت خداست
چون خدا از خود سوال و کد کند　　پس دعای خویش را چون رد کند
یک سبب انگیخت صنع ذوالجلال　　که رهانیدش ز نفرین و وبال
اندران حمام پر میکرد طشت　　گوهرے از دختر شه یاوه گشت
گوهرے از حلقهاے گوش او　　یاوه گشت و هر زنی در جستجو
پس در حمام بربستند سخت　　تا بجویند اول اندر پیچ رخت
رختها جستند و آن پیدا نشد　　دزد گوهر نیز هم رسوا نشد
پس بجد جستن گرفتند از گزاف　　در دهان و گوش و اندر هر شگاف
در شگاف فوق و تحت و هر طرف　　جستجو کردند دُر از هر صدف
مرد و زن جویان شدند از هر طرف　　جملگان از بهر دُر خوش صدف
بانگ آمد که همه عریان شوند　　هر که هستند از عجوز و از نوند
یک بیک را حاجبه جستن گرفت　　تا پدید آید گهر بنگر شگفت
آن نصوح از ترس شد در خلوتے　　روے زرد و لب کبود از خشیتے
پیش چشم خویشتن میدید مرگ　　سخت میلرزید بر خود همچو برگ
گفت یارب بارها برگشته ام　　توبها و عذرها بشکسته ام
کرده ام آنها که از من می سزید　　تا چنین سیل سیاهی در رسید
نوبت جستن اگر در من رسد　　وه که جان من چه سختیها کشد

گذری[۱] ساتون چرخ سے اسکی دعا　　کام اس مسکین کا خوب آخر ہوا
ہے دعا اس شیخ کی جون ہر دعا　　فانی وہ قول اسکا ہی قول خدا
جو سوال اپنے سے یزدان خود کرے　　پس دعا اپنی کو کیونکر رد کرے
صنع حق سے اک سبب پیدا کیا　　کہ وبالون سے کیا اسکو رہا
بھرتے طشت حمام مین تھی خادمہ　　شاہزادی کا گہر اک گم گیا
کان کی بالی سے موتی گم گیا　　عورتین کرتی تھیں تلاش ہر جگہ
بند[۲] دروازہ کیا حمام کا　　ڈھونڈھیں تا اسباب مین اول ذرا
ڈھونڈھا اسباب اور نہ وہ گوہر ملا　　چور بھی اسکا نہیں رسوا ہوا
پھر انھون نے ڈھونڈھا کرکے کوشش　　کان و منھ مین اور ہر سوراخ مین
نیچے اور اوپر کے سوراخونکا در　　ڈھونڈھتے تھے ہر صدف سے وہ گہر
مرد و عورت ڈھونڈھتے تھی ہر طرف　　تھے پریشان بہر دُر خوش صدف
کہ صدا آئی برہنہ ہووین سب　　جو کہ ہین پیر و جوان یہان پہ اب
ڈھونڈھتی قلماقنی اک اک کو تھین　　تا کہ ظاہر ہووے وہ دُر ثمین
وہ نصوح[۳] دہشت سے خلوت مین گیا　　ہونٹ نیلے زرد رو ڈرتا ہوا
دیکھتا تھا سامنے وہ اپنے مرگ　　کانپتا تھا سخت وہ مانند برگ
بولا یارب بارہا مین پھر گیا　　توڑا مین نے عذر توبہ کو سدا
وہ کیا مین نے کہ لائق ہے مجھے　　ایسی تا سیل سیاہی بس ملے
نوبت تلاش ہو پہنچے گر مجھے　　ہای کیسی جان پر سختی پڑے

سلہ گذری الخ شعر ساتوین چرخ سے اسکی دعا گذری آخر کام اس مسکین کا بہتر ہوا اس شیخ کی دعا ہر ایک دعا کے مانند نہین وہ فانی ہے اور قول اسکا قول خدا ہے جیسے حق تعالیٰ خود سے سوال خود کرے پس اپنی دعا کو کیونکر رد کرے صنعت حق نے ایک سبب پیدا کیا کہ اسکو وبالون سے رہا کیا خادمہ حمام مین طشت بھرتے تھے کہ شاہزادی کا ایک گوہر گم گیا کان کی بالی سے گوہر گم گیا عورتین ہر جگہ تلاش کرتی تھین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ ۵۲ بند دروازہ الخ شعر حمام کا دروازہ بند کیا تا کہ اسباب مین اول ڈھونڈھین اسباب ڈھونڈھا اور وہ گوہر نہ ملا اور نہ چور اسکا رسوا ہوا پھر انہون نے کوشش کرکے ڈھونڈھا کان منھ اور ہر ایک سوراخ مین نیچے اوپر کے سوراخون کا در ڈھونڈھتے تھے ہر ایک صدف سے وہ گوہر کو کہ آواز آئی سب برہنہ ہووین جو کہ پیر و جوان اب یہان پر ہین قلماقنیان ایک ایک کو ڈھونڈھتی تھین کہ تا ظاہر ہووے وہ دُر ثمین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ ۵۳ وہ نصوح الخ شعر وہ نصوح دہشت سے خلوت مین گیا ہونٹ نیلے و زرد رو اور ڈرتا ہوا وہ دیکھتا تھا اپنے اوپر مرگ کو اور وہ کانپتا تھا سخت مانند برگ کے کہا وای خدا مین بارہا پھر گیا اور عذر توبہ کو توڑا مین نے وہ کیا کہ جو مجھکو لائق ہے تاکہ ایسی سیل سیاہی ملی اگر نوبت تلاش کی مجھے نہ پہونچے افسوس جان کو میری کیسی کنج مین بیچ کے ظلم نے سو شر و ڈالے تو میرے بحر بیکس خون جگر کو دیکھ ایسا غم گنہگار پرست ہو جیو مین نے دامن رحمت کو پکڑا ہوا تو داد دے یعنی مجھکو علم نے اب بلا مین ڈالا ہے اے خدا میری عاجزی کو دیکھ اور انصاف دے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲-

در جگر افتادہ استم صد شرر ۔ در مناجاتم ببین خون جگر
اینچنین اندوہ کافر را مباد ۔ دامن رحمت گرفتم داد داد
کاشکے مادر نزادی مر مرا ۔ یا مرا شیرے بخوردی در چرا
ای خدا آن کن کہ از تو می سزد ۔ کہ ز ہر سوراخ مارم مے گزد
جان سنگین دارم و دل آہنین ۔ ورنہ خون گشتی درین رنج و حنین
وقت تنگ آمد مرا و یک نفس ۔ پادشاہی کن مرا فریاد رس
گر مرا این بار ستاری کنی ۔ توبہ کردم من ز ہر ناکردنی
توبہ ام بپذیر این بار دگر ۔ تا ببندم بہر توبہ صد کمر
من اگر این بار تقصیرے کنم ۔ پس دگر مشنو دعا و گفتنم
او ہمی زارید صد قطرہ روان ۔ کاندر افتادم بجلاد و عوان
تا نمیرد ہیچ افرنگی چنین ۔ ہیچ ملحد را مبادا این چنین
نوحہ ہا میکرد او بر جان خویش ۔ روی عزرائیل دیدہ پیش پیش
ای خدا و ای خدا چندان بگفت ۔ کان در و دیوار با او گشت جفت
در میان یارب و یارب بُد او ۔ بانگ آمد از میان جستجو

ظلم نے ڈالے جگر میں سو شرر ۔ دیکھ میرے عجز میں خون جگر
ایسا غم مت ہو جیو کفار پے ۔ دامن رحمت کو پکڑا داد دے
کاش[1] میری مان نہیں جنتی مجھے ۔ یا کہ کھاتا شیر صحرائی مجھے
ای خدا وہ کر کہ تجھکو ہے روا ۔ سانپ ہر رخنہ سے دے مجھکو سزا
جان پتھر لوہا دل رکھتا ہوں میں ۔ ورنہ ہوتے خون ایسے درد میں
وقت تنگ آیا ہے مجھکو اک نفس ۔ کر تو شاہی ہو مرا فریاد رس
اس دفعہ گر میری ستاری کرے ۔ توبہ کی ہے میں نے ہر اک جرم سے
تو قبول اب کی مری توبہ کرے ۔ تا کمر سو باندھوں توبہ کے لیے
میں[2] کروں تقصیر اب کی بار گر ۔ پھر نہ سننا تو دعا میری مگر
زاری کر آنسو بہاتا آنکھ سے ۔ کہ حوالہ میں ہوا جلاد کے
تا کوئی ایسا فرنگی نے مرے ۔ نے کسی ملحد پہ یہ آفت پڑے
نوحہ کرتا تھا وہ اپنی جان پے ۔ دیکھا عزرائیل کا منہ سامنے
اے خدا وائے خدا اتنا کہا ۔ کہ در و دیوار ساتھ اسکے ہوا
درمیان یارب و یارب کے تھا وہ ۔ آئی آواز اسکو اندر جستجو

توبہ کردن نصوح و آواز آمدن کہ ہمہ را جستیم نصوح را بجوئید و بیہوش شدن نصوح ازان ہیبت و کشاد کار پس از بستگی کما قال رسول اللہ

توبہ کرنا نصوح کی اور آواز آنا کہ سب کو ہم نے ڈھونڈھا نصوح کو تم ڈھونڈھو اور بیہوش ہونا نصوح کا اسکی ہیبت سے اور مراد پوری ہونا بعد نامرادی کے

[1] کاش الخ۔ شعر کاش کہ میری مان مجھے نہ جنتی یا کہ شیر صحرائی مجھے کھاتا اے خدا وہ کر کہ تجھے روا ہے سانپ ہر ایک سوراخ سے مجھکو کاٹتے ہیں جان پتھر اور دل لوہا رکھتا ہوں ورنہ خون ہو جاتا ایسے درد میں مجھکو تنگ وقت آیا ہے ایک نفس تو شاہی کر اور میرا فریاد رس ہو اس دفعہ اگر تو میری ستاری کرے میں ہر ایک جرم سے توبہ کروں تو اب کی میری توبہ قبول کر تا کہ سو کمر باندھوں توبہ کے لیے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

[2] میں کروں الخ۔ شعر اگر میں اب کی بار تقصیر کروں پھر تو میری دعا مت سننا زاری کے آنسو بہاتا آنکھ سے کہ میں حوالہ جلاد کے ہوا تا کہ کوئی زنگی ایسا نہ مرے اور نہ کسی ملحد پر یہ آفت پڑے وہ نوحہ کرتا تھا اپنی جان پر اور دیکھا عزرائیل کو اپنے روبرو وائے خدا وائے خدا اتنا کہا کہ در و دیوار اسکا ہمراہ ہوا وہ درمیان یارب یارب کے تھا کہ آواز اسکو اندر جستجو کے آئی یعنی نصوح اس خوف سے اندر گریہ زاری کے تھا کہ یہ آواز آئی کہ سب کو ڈھونڈھا اب نصوح کو لاؤ آگے اس آواز کا بیان ہے فافہم ۱۲۔

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا اصابہ مرض اوہم اشتدی ازمۃ تفرجی

الی قولہ کما کان یقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا اصابہ مرض اوہم اشتدی ازمۃ تفرجی

طرف قول اُسکے کو جیسے کہ تھا فرمایا رسول خدا صلعم نے " جب تک کہ پہونچا اُسکو مرض شدید اور اُس شدت سخت سے پس کشادہ ہوجے تو "

جملہ را جستیم پیش آی نصوح / گشت بیہوش آن زمان پرید روح
ہمچو دیوار شکستہ در فتاد / ہوش و عقلش رفت و شد ہمچو جماد
چونکہ ہوشش رفت از تن آن زمان / سر او با حق بپیوست آن زمان
چون تہی گشت و خودی او نماند / باز جانش را خدا در پیش خواند
چون شکست آن کشتی او بی مراد / در کنار رحمت دریا فتاد
جان بحق پیوست چون بیہوش شد / موج رحمت آن زمان در جوش شد
چونکہ جانش وا رہید از ننگ تن / رفت شادان پیش اصل خویشتن
جان چو باز و تن مر او را کندہ / پای بستہ پر شکستہ بندہ
چونکہ ہوشش رفت و پایش بر کشاد / میپرد آن باز سوی کیقباد
چونکہ آن دریای رحمت جوش کرد / سنگہا ہم آب حیوان نوش کرد
ذرۂ لاغر شگرف و زفت شد / فرش خاکی اطلس و زربفت شد
مردۂ صد سالہ بیرون شد ز گور / دیو ملعون شد بخوبی ہمچو حور
جملگی روی زمین سرسبز شد / شاخ خشک آشگوفہ کرد و نغز شد
گرگ با برہ حریف می شدہ / ناامیدان خوش رگ و خوش پی شدند

جب نے سب کو ڈھونڈھا آگیا نصوح / تب وہ بےخود ہوا اڑی اسکی روح
مثل دیوار شکستہ گر پڑا / عقل ہوئی زائل وہ پتھر سا ہوا
ہوش اُس دم اُسکا جو تن سے گیا / بھید اُسکا حق سے پوشیدہ ملا
جو ہوا خالی خودی اُسکی گئی / جان اُسکی پھر خدا نے کھینچ لی
ٹوٹی کشتی جبکہ اُس مایوس کی / بحر رحمت کے کنارے جا لگی
جب ہوا بیہوش و جان حق سے ملی / موج رحمت جوش زن اُس دم ہوئی
تنگ تن سے جبکہ جان اُسکی چھٹی / آگے اصل اپنی کے خوش ہو گئی
جان جون باز اور تن پھندا ہی ایک / ٹوٹا بازو پا بندھا بندہ ہی ایک
ہو گیا ہوش اُسکا پا اُسکا کھلا / اڑ تب وہ باز سوئے بادشاہ
جوش جو دریائے رحمت نے کیا / آب حیوان پتھروں نے بس پیا
ذرہ اک لاغر تھا جو موٹا ہوا / فرش خاکی اطلس و دیبا ہوا
سو برس کا مُردہ نکلا گور سے / دیو ملعون ہو گیا جون حور کے
ہو گئی سرسبز سب روئے زمین / سوکھی شاخیں پرشگوفہ ہو گئیں
گرگ بزغالہ کا ہمسر ہو گیا / ناامید آخر مبارک پا ہوا

۵۱ ہمنے سب کو الخ یعنے سب کو ڈھونڈھا اے نصوح تو آگے آ تب بیخود ہوا اور اُسکی روح اڑی دیوار شکستہ کے مانند گر پڑا اور عقل زائل ہوئی اور پتھر کے مانند ہوا جو اُسدم ہوش اُسکا تن سے گیا اُسکا بھید اللہ سے پوشیدہ ملا جو خالی ہوا اُسکی خودی گئی پھر جان اُسکی خدا نے کھینچ لی جبکہ اس مایوس کی کشتی ٹوٹی دریاے رحمت کے کنارے جا لگی یعنی شکستگی کے ہوتے ہی رحمت حق اسپر جاری ہو گئی باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲—

۵۲ جو ہوا الخ یہ شعر جو بیہوش ہوا جان حق سے مل گئی اُسدم موج رحمت جوش زن ہوئی جبکہ جان اُسکی تنگ تن سے چھٹی اپنی اصل کے آگے خوش ہوگئی یعنی آگے اُسکے حقائق ہیں جان جون باز ہے بدن ایک پھندا ہی بازو ٹوٹا و پا بندھا وہ ایک بندہ ہی ہوش اسکا گیا پانوں اسکا کھلا وہ باز اڑتا ہی طرف بادشاہ کے جب دریاے رحمت نے جوش کیا پتھروں نے آب حیوان پیا یعنی ہوش کے جاتے ہی وصال حق کا ہوا پس یہ ہوش بندہ حق کے درمیان میں حجاب ہے آگے اسکا بیان ہی فافہم ۱۲ ۵۳ ذرہ ایک الخ یہ شعر جو ایک ذرہ لاغر تھا موٹا ہوا فرش خاکی اطلس و دیبا ہوا سو برس کا مُردہ گور سے نکلا اور دیو ملعون حور کی مانند ہو گیا سب روے زمین سرسبز ہو گئی اور سوکھی شاخیں پرشگوفہ ہو گئیں گرگ بزغالہ کا ہمسر ہو گیا اور ناامید آخر کو مبارک پا ہو گیا یعنی اس توبہ قبول کے سبب سے وہ نصوح واصل ہو گیا اور داخل زمرہ ولی اللہ ہوا آگے یافتگی گوہر کا بیان ہے فافہم ۱۲—

پیدا شدن گوہر و حلالی خواستن حاجبان از نصوح

بانگ آمد ناگہان کہ رفت بیم — شد پدید آن گم شدہ دُرِّ یتیم
بعد از آن خوف و ہلاک جان بُدہ — مژدہ ہا آمد کہ اینک گم شدہ
حزن رفت و در فرح در تافتیم — مژدہ گانی دہ کہ گوہر یافتیم
از غریو و نعرہ و دستک زدن — پر شدہ حمام قد زال الحزن
آن نصوح رفتہ باز آمد بخویش — دید چشمش تابشِ صد روزہ پیش
می حلالی خواست از وی ہر کسے — بوسہ میدادند بر دستش بسے
بد گمان بودیم ما را کن حلال — لحم تو خوردیم اندر قیل و قال
زانکہ ظن جملہ بر وے بیش بود — زانکہ در قربت ز جملہ پیش بود
خاص دلاکش بُد و محرم نصوح — بلکہ ہمچون دو تن و یک گشتہ روح
گوہر ار ہر دست او بر دست و بس — زو ملازم تر بخاتون نیست کس
اول او را خواست جستن دستبرد — بہر حرمت داشتش تاخیر کرد
تا بود کانرا بیندازد بجا — اندران مہلت رہاند خویش را
بس حلالیہا ازو می خواستند — وز برای عذر بر می خاستند
گفت بد فضل خدائے دادگر — ورنہ زانچہ گفتہ شد ہستم بتر
چہ حلالی خواست میباید ز من — کہ منم مجرم تر از اہل زمن

مل جانا گوہر کا اور معافی چاہنا قلماقینوں کا نصوح سے

ناگہاں آئی صدا کہ مت ڈرو — مل گیا موتی گما تھا جو کہ وہ
بعد اُس خوف ہلاکت جان کے — مژدہ آیا جو گما تھا وہ یہ ہی
ہم پڑے فرحت میں ہم سے غم گیا — دے تو خوشخبری ہمیں گوہر ملا
شور و غوغا اور دستک سے معاً — پُر ہوا حمام قد زال الحزن
اُس نصوح کی بیخودی جبکہ گئی — دیکھی سو دن سے زیادہ روشنی
ہر کوئی اس سے معافی چاہتا — ہر اک اُسکے ہاتھ کو تھا چومتا
بدگمان ہم تھے ہیں کر تو معاف — گوشت تیرا کھایا بالاف و گزاف
کیونکہ سب کا تھا گمان اسپر سوا — کیونکہ اسکو سب سے زیادہ قرب تھا
خاص[۲] وہ دلاک محرم تھا نصوح — بلکہ تھا مانند دو تن ایک روح
گر لیا گوہر ہے بس اُسنے لیا — نے کوئی بیگم کے نزدیک اس سوا
پس تلاشی چاہئی دل اُسکی تھی — اُسکی عزت تا رہے تاخیر کی
تا کسی جا پر وہ اُسکو ڈالدے — اور بچائے آپ کو اُس ڈھیل سے
بس معافی اُس سے سب تھے چاہتے — آتے وہ تھے معذرت کیواسطے
بولا تھا فضل خدائے دادگر — ورنہ جو کہتے ہو اُس سے ہوں بتر
تم[۳] معافی چاہتے کیا مجھسے ہو — میں تو اوروں سے ہوں مجرم تر سنو

---

[۱] ناگہاں الخ یہ شعر ناگہاں آواز آئی کہ مت ڈرو جو کہ گوہر گیا تھا وہ یہ ہے مل گیا بعد اس خوف و ہلاک جان کے مژدہ آیا کہ جو گمان تھا وہ یہ ہے ہم فرحت میں پڑے اور ہم سے غم گیا ہم کو خوشخبری دے کہ گوہر ملا شور و غوغا اور دستک زنی سے حمام پر ہوا ترجمہ کہ تحقیق دور ہوا غم جبکہ اُس نصوح کی بیخودی گئی سو دن سے زیادہ روشنی دیکھی کوئی اس سے معافی چاہتا تھا ہم بدگمان تھے ہیں تو معاف کر ہم نے تیرا گوشت کھایا بالاف و گزاف سے کیونکہ سب کا گمان اسپر سوا تھا کیونکہ اسکو سب سے قرب سوا تھا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

[۲] خاص وہ الخ یہ شعر خاص وہ نصیحت سر دھلانے والا اور محرم تھا بلکہ مانند دو تن ایک روح کے تھا اگر گوہر لیا ہے تو اُس نے لیا ہے کہ اُسکے سوا کوئی بیگم کے نزدیک نہ تھا پس تلاش اُسکی اول چاہیے تھی تاکہ کسی جا پر وہ اُسکو ڈال دے اور خود کو بچائے اس ڈھیل سے پس سب اُس سے معافی چاہتے تھے اور معذرت کے واسطے آتے تھے کہا کہ فضل خدائے دادگر تھا ورنہ جو کہتے ہو اُس سے بدتر ہوں باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

[۳] تم معافی الخ یہ شعر تم کیا مجھسے معافی چاہتے ہو میں تو اوروں سے مجرم سوا ہوں جو مجکو کہا وہ سو سے ایک ہے مجھ ظاہرا اگر کوئی شک رکھے مجھے کون جانے تھوڑے کے سوا اور گناہ و جرم صدہا سے ذرا میں ہی وہ جانوں اور میرا ستار بھی جرم و بد کردار اور زشتی میری اول ابلیس ایک میرا اُستاد تھا بعد کو ابلیس میرے آگے باد تھا حق نے جانا اور ایک انجان بنا تاکہ فضیحت سے میں رسوا نہوا میری عیب پوشی رحم سے کی اور توبہ شیریں مجکو دی کہ میں داصل ہوا آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

آنچه گفتندم زبد از صد یکیست　بر من آن کشف ست اگر کس را شکیست
کس چه میداند ز من جز اندکے　در هزاران جرم و بد فعلی یکے
من همی آن دانم و استاد من　جرم ها و زشتی کردار من
اول ابلیسی مرا استاد بود　بعد ازان ابلیس پیشم باد بود
حق بدید آن جمله را نادیده کرد　تا نگردم در فضیحت روی زرد
از رحمت پوستین دوزیم کرد　توبه شیرین چو جان روزیم کرد
هرچه کردم جمله ناکرده گرفت　طاعت ناکرده آورده گرفت
همچو سرو و سوسنم آزاد کرد　همچو بخت و دولتم دلشاد کرد
نام من در نامهٔ پاکان نوشت　دوزخی بودم ببخشیدم بهشت
عفو کرد آن جملگی جرم و گناه　شد سپید آن نامهٔ روی سیاه
آه کردم چون رسن شد آه من　گشت آویزان رسن در چاه من
آن رسن بگرفتم و بیرون شدم　شاد و زفت و فربه و گلگون شدم
در بن چاهی همی بودم اسیر　روز و شب اندر فغان و در نفیر
از هوس در تنگنا بودم زبون　در همه عالم نمی گنجم کنون
آفرینها بر تو بادا اے خدا　ناگهان کردی مرا از غم جدا
گر سر هر موی من گردد زبان　شکر تو از ما نیاید در بیان
می زنم نعره درین روضه و عیون　خلق را یالیت قومی یعلمون

جو کہا مجھکو وہ سچ ہے ایک ہے　مجھسے ظاہر ہے کوئی گر شک تجھے
کون مجھسے جانے تھوڑے کے سوا　اور گناہ و جرم صد ہا ہے ذرا
مین بھی وہ جانون مرا استاد بھی　جرم بدکردار اور زشتی مری
پہلے ابلیس اک مرا استاد تھا　بعد ابلیس آگے میرے باد تھا
حق نے جانا اور انجان اک بنا　تا فضیحت سے نہ مین رسوا ہوا
عیب پوشی رحم سے میری کری　توبہ شیرین مثل جان کے مجھکو دی
جو کیا سب اسنے جانا بے کیا　میری نہ طاعت کو بس طاعت کیا
مثل سرو آزاد اک مجھکو کیا　مثل دولت شاد اک مجھکو کیا
نامۂ پاکون مین لکھا میرا نام　دوزخی تھا بخشی جنت مجھکو عام
عفو میرا سب کیا جرم و گناہ　اور سفید آخر ہوا نامہ سیاہ
آہ کردی آہ اک رسی ہوئی　اور لٹکی رسی وہ چہ مین مری
مین پکڑ کے رسی وہ باہر ہوا　شاد و موٹا سرخ رو خوشتر ہوا
جو کہ تہ مین چاہ کی مین قید تھا　رات دن کرتا تھا مین شور و بکا
تنگ جا مین تھا ہوس سے مین نہان　اب سما سکتا نہین اندر جہان
آفرین بس ہو جیو تجھپر خدا　ناگہان غم سے کیا مجھکو جدا
ہر سر مو گر مرا ہووے زبان　شکر تیرا مجھسے کب ہووے بیان
کرتا ہون اس باغ مین نعرہ فزون　خلق کو یالیت قومی یعلمون

باز خواندن شاهزادی نصوح را و عذر آوردن او

پھر بلانا شاہزادی کا نصوح کو اور عذر کرنا اُسکا

سلہ جو کیا الخ ۔ شعر جو کچھ کیا سب اسنے جانا بے کیا اور میری طاعت کو طاعت کیا مجھکو ایک مرد آزاد کے مانند کیا اور مجھکو ایک دولت شاد کے مانند کیا میرا نام پاکون مین لکھا مین دوزخی تھا مجھکو جنت عام بخشی میرا سب جرم و گناہ عفو کیا اور نامہ سیاہ آخر سفید ہوا جو آہ کرے وہ آہ ایک رسی ہوئی اور وہ رسی میری چاہ مین لٹکی ہوئی مین وہ رسی پکڑ کے باہر نکلا شاد و فربہ و سرخ رو خوشتر ہوا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

سکہ جو کہ الخ ۔ شعر جو کہ مین تہ مین چاہ کی قید تھا اور وہ دن رات شور و بکا کرتا تھا مین تنگ جگہ مین ہوس سے پوشیدہ تھا اب جہان مین سما سکتا نہین ہون اے خدا تجھپر آفرین ہو جیو کہ ناگہان مجھکو غم سے جدا کیا ہر ایک سر مو میرا زبان ہووے تیرا شکر کب مجھسے بیان ہووے مین اس باغ مین نعرہ سو لگاتا ہون خلق کو کہ اے کاش قوم میری تم کو جاننے والی ہوتی اے خدا تو نے مجھکو چاہ ذلت سے نکالا اور اپنے قرب مین بلایا تجھپر آفرین ہو جیو پس اثر دعاے عارف نے اُس نصوح کو درجہ قرب کو پہونچایا آگے بیان بلانے نصوح کا ہے فافہم ۱۲۔

بعد ازان آمد کسے کز مرحمت	دختر سلطان ما میخواندت	بعدہ آیا کوئی کہ رحم سے	شاہزادی چل بلاتی ہی تجھے
دختر شاہست ہمی خواند بیا	تا سرش شوئی کنون ای پارسا	شاہزادی تجھکو بلواتی ہے آ	تا سر اسکا دھو تو اب ای پارسا
جز تو دلاکی نمی خواہد دلش	کہ بمالد یا بشوید با گلش	تجھ سوا دلاک نے چہتی ہے وہ	کہ ملے نہلائے اُسکے جسم کو
گفت رو رو دست من بیکار شد	وین نصوح تو کنون بیمار شد	ہو نا جا جا ہاتھ اب بیکار ہے	یہ نصوح تیرا ہوا بیمار ہے
رو کسی دیگر بجو تعجیل و تفت	کہ مرا واللہ دست از کار رفت	جلد کوئی دوسرا جا ڈھونڈھ لے	کہ مرا بیکار واللہ ہاتھ ہے
با دل خود گفت کز حد رفت جرم	از دل من کے رود آن ترس و گرم	دل مین کہتا حد سے گذرا جرم ہے	دل سے کب وہ خوف جاتا ہی مرے
من بمردم یکرہ و باز آمدم	من چشیدم تلخی مرگ و عدم	مین مرا اکبار پھر آیا ہون مین	مینے چکھی تلخیان مرنکی ہین
توبہ کردم حقیقت با خدا	نشکنم تا جان شود از تن جدا	مین نے توبہ کی حقیقی با خدا	توڑون کب تا جان نہو تن سے جدا
بعد ازین محنت کرا بار دگر	پا رود سوے خطر الا کہ خر	بعد اسکے کس کو محنت ہے روا	جائے پھر سوے خطر الا گدھا

در بیان کسیکہ توبہ کند و پشیمان شود و باز آن پشیمانی را فراموش کند و آزمودہ را بیازماید و در خسارت ابد در افتد کہ من جرب المجرب حلت بہ الندامۃ و چون توبہ او را ثباتے نباشد مدد از حق نرسد چون درخت بے بیخ بود	بیان مین اُس کسی کے کہ توبہ کرے اور پشیمان ہو اور پھر اُس پشیمانی کو بھول جائے اور آزمائے ہوئے کو آزمائے گمراہی ابدی مین پڑے من جرب المجرب حلت بہ الندامۃ اور جو توبہ اُسکی ثابت نہو اور مدد خدا سے پہونچے مثل درخت بے جڑ کے ہے

گازری بُد مر او را یک خرے	پشت ریش اشکم تہی چون لاغرے	ایک دھوبی تھا اُسکا تھا گدھا	پیٹھ زخمی پیٹ خالی بھوک مرا

سلہ بعدہ آیا الخ یہ شعر بعد اُسکے کوئی شخص آیا کہ چل تجھے شاہزادی ازراہ رحم کے بلاتی ہے تجھکو شاہزادی بلواتی ہے تاکہ اُسکا تو سر دھلا کہ وہ تیرے سوا سر دھلانے والا نہین چاہتی ہے کہ ملے اور نہلائے اُسکے جسم کو کہا جا جا اب میرا بیکار ہاتھ ہے یہ تیرا نصوح بیمار ہے تو جلد جا اور دوسرا ڈھونڈھ لے کہ واللہ میرا ہاتھ بیکار ہے دل مین کہتا کہ جرم ہے حد سے گذرا میرے دل سے کب وہ خوف جاتا ہے مین ایک بار مرا اور پھر آیا ہون اور مرگ کی تلخیان مین نے چکھی ہین مین نے خدا سے توبہ حقیقی کی ہے مین کب توڑون جب تک جان تن سے جدا نہو اسکے بعد کس کو محنت روا ہے کہ خطر کی طرف جائے الا گدھا یعنی توبہ کرکے کون توڑے کہ مین ایک بار مر کے پھر زندہ ہوا ہون اور سختیان مرنے کی دیکھی ہین پھر مین کیسے اس طرف جاؤن آگے توبہ شکنی کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ ایک دھوبی الخ یہ شعر ایک دھوبی تھا اور اُسکا ایک گدھا تھا پیٹھ زخمی اور پیٹ خالی بھوکا تھا وہ پتھریلی زمین بے گھاس مین رات دن مارا پھرتا تھا پاس مین وہان کھانے کو بجز پانی کے نہ تھا اور رات دن وہ گدھا وہان پریشان تھا اس نواح مین ایک جنگل سنے کا تھا اور شیر شکاری ایک جگہ اس جگہ پر تھا شیر نے ایک پیل سے لڑائی کی تھی تو زخم کے سبب شکار نکرتا تھا مدت سے بے شکار اس ضعف کے سبب تھا اور نہ درندون کو پس خوردہ اسکا ملتا تھا باقی حال اسکا

درمیانِ سنگلاخی بے گیاہ ‖ روز و شب بے نوا و بے پناہ
بہر خوردن غیر آب آنجا نبود ‖ روز و شب خر بُد دران کور و کبود
آن حوالی نیستان و بیشہ بود ‖ شیرے آنجا بود صیدش پیشہ بود
شیر را با پیل نر جنگے فتاد ‖ خستہ شد آن شیر و ماند از اصطیاد
مدتے واماند زان ضعف از شکار ‖ بینوا ماندند دد از چاشت خوار
زانکہ باقی خوار شیر ایشان بُدند ‖ شیر چون رنجور شد تنگ آمدند
شیر یک روباہ را فرمود رو ‖ مر خری را بہر من صیاد شو
گر خری یابی بہ گردِ مرغزار ‖ رو فسونش خوان فریبانش بیار
یا خری یا گاؤ بہر من بجو ‖ زان فسونہائے کہ میدانی بگو
چون بیابم قوتے از لحمِ خر ‖ پس بگیرم بعد ازان صیدے دگر
اندکے من میخورم باقی شما ‖ من سبب باشم شما را در نوا
از فسونہا و سخنہای خوشش ‖ نرم کرد آن خر و زودتر اینجا کشش

پتھریلی وہ زمین بے گھاس مین ‖ رات دن پھرتا تھا مارا یاس مین
واسطے کھانے کو بجز پانی نہ تھا ‖ رات دن ان تھا پریشان وہ گدھا
اُس نواحی مین تھا جنگل نے کا ایک ‖ اور شکاری شیر تھا اُس جا پہ ایک
شیر نے ایک پیل سے کی کارزار ‖ زخم کے باعث نہ کرتا تھا شکار
بے شکار اس ضعف سے مدت سے تھا ‖ اور درندون کو نہ پس خوردہ ملا
کیونکہ وہ[1] کھاتے تھے جھوٹا شیر کا ‖ اسکی بیماری سے ہر اک تنگ تھا
شیر نے فرمایا اک روباہ کو ‖ میری خاطر خر کی تو صیاد ہو
اس چراگہ مین کوئی گر ہو گدھا ‖ جا تو دم دیکر اُسے حیلے سے لا
گاؤ یا خر ڈھونڈھ میرے واسطے ‖ ان دمون سے جانتی تو جو کہ ہے
گوشت خر سے یا مجھے قوت ملے ‖ بعد مین صید پکڑون دوسرے
تھوڑا مین کھاؤن باقی دون تمھین ‖ مین سبب ہوؤن ترے افلاس مین
تو دمون سے اور میٹھی بات سے ‖ نرم کر اور جلد لا یان پر اُسے

تشبیہ کردن قطب کہ عارف واصل ست در اجرے دادن خلق از قوت رحمت و مغفرت بر مراتبے کہ حقش الہام داد کہ ددان باقی خوار اونید مراتب بر مراتب قرب لبشر نہ قرب مکانی بلکہ قرب صفتے و تفاصیل این بسیار ست

تشبیہ دینا قطب کی کہ عارف واصل ہے غذا دینے مین مخلوق کے قوت رحمت و مغفرت سے اُس مرتبہ پر کہ حق نے اُسکو الہام دیا کہ خلق ورندہ پس خوردہ کھانے والی اُسکی ہر مرتبہ قرب لبشر نہ قرب مکانی بلکہ قرب صفتے اور تفصیل اُسکی بہت ہے

قطب شیر و صید کردن کار او ‖ باقیان این خلق باقی خوار او

قطب[2] شیر اور صید کرنا اُسکا کام ‖ خلق کھاتی اُسکا پس خوردہ طعام

[1] کیونکہ الخ، شعر کیونکہ وہ شیر کا جھوٹا کھاتے تھے اور ہر ایک اسکی بیماری سے تنگ تھا شیر نے ایک روباہ کو فرمایا کہ تو میری خاطر سے خر کی صیاد ہو اگر اس چراگاہ مین کوئی خر ہو تو جا اُسکو دم دیکر حیلے سے گاؤ لا یا خر میرے واسطے ڈھونڈھ ان دمون سے کہ جو تو جانتی ہے اگر مجھکو تو گوشت خر سے ملے بعدہ مین شکار دوسرے پکڑون مین تھوڑا کھاؤن باقی تمھین دون اور مین سبب تیرے افلاس مین ہوؤن تو دمون اور میٹھی بات سے نرم کر اور اُسے جلد یہان لا آگے تشبیہ قطب کا بیان ہے غذا دینے مین فافہم ۱۲ [2] قطب شیر الخ، شعر قطب شیر ہے اور صید کرنا اسکا کام ہے اور خلق اُسکا پس خوردہ طعام کھاتی ہے جو ہو سکے رضا مین قطب کے سعی کر تاکہ اُسکو قوت صید گیری مین ہو وہ فنا ہو وے خلق محتاج رہے یہ رزق خلق عقل کے ہاتھ ہے کیونکہ سب مخلوق اسکی باقی خوار ہے یہ اسکی دلجواد وہ صید افگن ہے وہ مثل عقل کے اور خلق اجزاے تن ہے کیونکہ عقل کی پابند تدبیر بدن ہے قطب کو ضعف تن سے ہے نہ روح سے کشتی مین ضعف ہے نہ نوح مین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲—

تا توانی در رضای قطب کوش / تا قوی گردد کند در صید جوش
چون برنجد بینوا مانند خلق / کز کف عقل ست چندین رزق خلق
زانکہ جملہ خلق باقی خوار اوست / این نگہدار ار دل تو صید جوست
او چو عقل و خلق چون اجزای تن / بستہ عقل ست تدبیر بدن
ضعف قطب از تن بود از روح نی / ضعف در کشتی بود در نوح نے
قطب آن باشد کہ گرد خود تند / گردش افلاک گرد او بود
یاری دہ در مرمت کشتیش / گر غلام خاص و بندہ گشتیش
یاریت در تو فزاید نے در و / گفت حق ان تنصروا اللہ ینصروا
ہمچو روبہ صید گیر و کن فدیش / تا ہزاران عوض گیری تو بیش
روبہانہ باشد آن صید مرید / مردہ گیرد صید کفتار مرید
مردہ پیش او کشی زندہ شود / چرک در پالیز رویندہ شود

ہو سکے کر سعی رضا مین قطب کے / تا ہو قوت صید گیری مین اُسے
جو خفا ہووے رہے محتاج خلق / عقل کی ہی ہاتھ سے یہ رزق خلق
کیونکہ سب خلق اُسکی باقی خوار ہے / اُسکی یہ دلجو و صید افگن رہے
وہ ہی مثل عقل و خلق اجزا تن / عقل کی پابند تدبیر بدن
ضعف تن سے قطب کو نی روح سے / ضعف کشتی مین نہ اندر نوح کے
قطب ۱؎ وہ ہی کہ ہو نازان خود پہ ہی / چرخ گرد اگرد پھرتا اُسکے ہے
پشتی کشتی مرمت مین تو دے / گر غلام خاص و بندہ اُسکا ہی
تیری پشتی ہی تو ہو زیادہ نہ دو / بولا حق ان تنصروا اللہ ینصروا
مثل روبہ کر شکار اور ہو فدا / تا ہزار دن بز عوض پاے سدا
مثل ۲؎ روبہ ہووے وہ صید مرید / اور چرک کھاتا ہی بس صید پلید
مردہ اُسکے روبرو زندہ بنے / گندگی پاکیزگی اندر اُگے

اطاعت روباہ شیر را و روانہ شدن و دیدن خر

اطاعت کرنا روبہ کی شیر کے لیے اور روانہ ہونا اور دیکھنا گدھے کا

گفت روبہ شیر را خدمت کنم / حیلہا سازم ز عقلش بر کنم
حیلہ و افسونگری کار من ست / کار من دستان و از رہ بردن ست
از سر کوہ جانب جو شتافت / آن خر مسکین لاغر را بیافت

بولی ۳؎ روبہ شیر کی خدمت کردن / حیلہ کرکے عقل اُسکی پھیر دون
حیلہ دھوکا کرنا میرا کام ہے / مکر سے بہکانا میرا کام ہی
کوہ پر سے نہر کی جانب گئی / اُس خر مسکین لاغر سے ملی

۱؎ قطب وہ ہے الخ یہ شعر وہ قطب ہے کہ وہ نازان خود پہ ہے چرخ گرد اگرد اُسکے پھرتا ہے تو مرد کشتی کی مرمت مین پشتی دے اگر غلام خاص و عام بندہ اُسکا ہے تیری مدد سے تو زیادہ ہو نہ وہ حق نے کہا ترجمہ اگر یاری کرو تم خدا کی خدا تمھاری مدد کریگا روباہ کے مانند یہ شکار کر اور خدا ہو تا کہ ہزار دن بز عوض مین تو ہمیشہ پاے یعنی قطب مانند شیر کے ہین کہ پس خوردہ اُنکا سب مخلوق کھاتی ہیں تو اس قطب کی مدد کر کہ درحقیقت وہ مدد تیری ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

۲؎ مثل روبہ الخ ۲ شعر روباہ کی مانند وہ صید مرید کا ہووے اور چرک کھاتا ہے صید پلید کو اُسکے روبرو زندہ ہے اور گندگی پاکیزگی کے اندر اُگے یعنے اولیاء اللہ کا شکار پاک اور اہل دُنیا کا شکار پلید ہے آگے اطاعت روباہ کا بیان ہے فافہم ۱۲۔

۳؎ بولی الخ ۳ شعر روباہ نے کہا کہ شیر کی خدمت کردن اور حیلہ کرکے اُسکی عقل پھیر دون حیلہ دھوکا کرنا میرا کام ہے اور مکر سے بہکانا میرا کام ہے اور نہر کی جانب کوہ پر سے گئی اور اُس خر مسکین لاغر سے ملی پس سلام ادب سے کرکے بڑھی اور آگے اُس دل سادہ کے گئی کہا کہ خشک صحرا مین تو کیونکر ہے اور اُس جا خشک پتھرون مین تو ہے خر نے کہا کہ اگر غم مین ہون مین یا گلشن مین حق نے قسمت میری کی پس مین شاکر ہون خیر و شر مین شکر یار مین کرتا ہون کہ قضا مین بد سے بدتر شمار ہی آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲۔

پس سلامی گرم کرد و پیش رفت — پیش آن سادہ دل درویش رفت
گفت چونی اندرین صحرای خشک — در میان سنگلاخ و جای خشک
گفت خر گر در غمم در در ارم — قسمتم حق کرد من زان شاکرم
شکر گویم دوست را در خیر و شر — زانکہ ہست اندر قضا از بد بتر
چونکہ قسام اوست کفر آمد گلہ — صبر باید صبر مفتاح الصلہ
باز گفت الصبر مفتاح الفرج — صابران را کی رسد جور و حرج
راضیم من قسمت قسام را — کہ خداوندست خاص و عام را
بہرہ ور از نعمت او خاص و عام — میرساند روزی وحش و ہوام
مرغ و ماہی قسمت خود میخورند — مور و مار از نعمت او میخورند
خوان اوست تا سر عالم گرفت — بر سر خوانش خلائق در شگفت
میخورند و ہیچ کم ناید از ان — کیست بیروزی بگو اندر جہان
باش راضی گر توئی دل زندۂ — کو رساند روزی ہر بندۂ
غیر حق جملہ عدو و دوست اوست — با عدو از دوست کی شکوہ نکوست
شکر کن تا نایدت از بد بتر — ورنہ مانی ناگہان زگل چو خر
یا دہد و غم نخواہم انگبین — زانکہ ہر نعمت غمے دارد قرین
گنج بے مار و گل بے خار نیست — شادی بے غم دریں بازار نیست
یک حکایت یاد دارم از پدر — در نصیحت گفت روزی کای پسر

پس سلام اسکو ادب سے کر دیا — اور گئی اس دل سادہ مفلس کے گئی
بولی کیونکر خشک صحرا میں ہے تو — پتھروں کی خشک اس جا میں ہے تو
بولا خر گر غم میں ہون گلشن میں ہون — حق نے کی قسمت مری شاکر میں ہون
خیر و شر کرتا ہون میں فکر دیار — کہ قضا میں بد سے بد ہے بیشمار
جو وہ ہے اقسام کفر آیا گلہ — صبر گر ہے صبر مفتاح الصلہ
پھر کہا الصبر مفتاح الفرج — صابرون کو پہونچے کب ظلم و حرج
مین ہون راضی قسمت قسام ہے — کہ وہ خاص و عام کا رزاق ہے
اسکی نعمت سے ہین خوش خاص و عام — مرغ وحشی کو وہ روزی دے تمام
مرغ و ماہی اس سے روزی کہاتے ہین — مور و مار اس سے نعمت پاتے ہین
سارا عالم اسکا دستر خوان ہے — خلق اسکے خوان پر حیران ہے
کہاتے ہین کچھ کم نہوتا اس سے ہے — کون ہے عالم مین بے روزی رکھے
ہو تو راضی گر تو دل زندہ رکھے — کہ وہ روزی دیتا ہر بندہ کو ہے
غیر حق دشمن ہین کل وہ دوست ہے — دوست کا دشمن سے کیا شکوہ کرے
شکر کرنے آسکے تا نہ پھر بلا — ورنہ مثل خر پھنسے گل میں سدا
گرد ہی دوست سے چاہون نہیں — کیونکہ ہر نعمت رکھے ہے غم قرین
گنج بے مار اور نہ گل بے خار ہین — شادی بے غم نہ اس بازار مین
اک حکایت یاد مجھکو باپ سے — کہ نصیحت میں کہی اکدن مجھے

۵۱ جو وہ ہے الخ یہ شعر جو وہ قسام ہے گلہ کفر آیا ہے صبر کر کہ صبر کنجی بخشش کی ہے پھر کہا کہ صبر کنجی کشادگی کی ہے پس صابرون کو کب ظلم و حرج پہونچے مین قسمت قسام پر راضی ہون کہ وہ خاص و عام کا رازق ہے آپ اسکی نعمت سے خاص و عام خوش ہین کہ مرغ و وحشی کو وہ روزی بالکل دیتا ہے یعنی خدا اقسام مطلق ہے تم صبر کرو کہ صبر کنجی کشادگی کی ہے اسکا حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

۵۲ مرغ و ماہی الخ یہ شعر مرغ و ماہی اس سے روزی کہاتے ہین اور مور و مار اس سے نعمت پاتے ہین تمام عالم اسکا دستر خوان ہے اور مخلوق اسکے خوان پر حیران ہے کہاتے ہین اور اس سے کچھ کم نہین ہوتا ہے عالم مین کون ہے کہ روزی نہین رکھتا ہے تو راضی ہو اگر دل زندہ رکھتا ہے کہ وہ روزی ہر ایک بندہ کو دیتا ہے کل غیر حق دشمن اور وہ دوست ہے پس دشمن سے حق کا کیا شکوہ کر باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

۵۳ شکر کر الخ یہ شعر شکر کر تاکہ بلا پھر نہ آئے ورنہ خر کی مانند ہمیشہ کیچڑ مین پھنسے اگر دہی دوست مشدہ چاہون کیونکہ ہر ایک نعمت غم قرین رکھتی ہے گنج بے مار اور گل بے خار نہین اور شادی بے غم کے اس بازار مین نہین ہے ایک حکایت مجھکو باپ سے یاد آئی کہ نصیحت مین ایک دن مجھسے کہتا تھا یعنی خدا رازق مطلق ہے اور سب روزی اسیکی ہے یہ باتین ہین آگے حرص کا بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲۔

دیدن خر سقائی بانوای اسپان تازی را بر آخر و تمنا بردن که آن دولت دریابد و تمنا نباید بردن الا مغفرت را که اگر در صد رنجی لذت مغفرتش شیرین کند

دیکھنا بہشتی کے گدہے کا اسپان تازی آسودہ کو اصطبل مین اور تمنا کرنا کہ وہ دولت مجھکو ملے اور تمنا نہ چاہیے کرنا الا مغفرت کی کہ اگر سو رنج مین ہے تو لذت مغفرت اسکو شیرین کرے

بود سقائی مر او را یک خری ۔ گشته از محنت دوتا چون چنبری
پشتش از بار گران صد جای ریش ۔ عاشق جویای روز مرگ خویش
جو کجا از کاه خشک او سیر نی ۔ در عقب زخمی و سیخ آهنی
میر آخر دید او را رحم کرد ۔ کآشنای صاحب خر بود مرد
پس سلامش کرد پرسیدش ز حال ۔ کز چه این خر شد دوتا همچون هلال
گفت کز درویشی و تقصیر من ۔ خود نمی آید جو این بسته دهن
گفت بسپارش بمن تو روز چند ۔ تا شود در آخر شه زورمند
خر بدو بسپرد از رحمت برست ۔ در میان آخر سلطانش بست
خر ز هر سو مرکب تازی بدید ۔ با نوا و فربه و خوب و جدید
زیر پاشان روفته و آبی زده ۔ که بوقت جو به هنگام آمده
خارش و مالش مر اسپان را بدید ۔ پوز بالا کرد کای رب مجید
نه که مخلوق توام گیرم خرم ۔ از چه زار و پشت ریش و لاغرم
شب ز درد پشت و از جوع شکم ۔ آرزومندم بمردن دمبدم

سلہ ایک بہشتی تھا اور اسکا تھا گدھا ۔ مثل حلقہ ٹیڑھا محنت سے ہوا
بوجھ سے پیٹھ اسکی زخمی دس جگہ ۔ عاشق جو تھا روز مرگ کے
جو کہان بھوکا تھا سوکھی گھاس سے ۔ اور کے زخمون سے چوتڑ لال تھے
آیا داروغہ کو رحم اصطبل کے ۔ آشنا بہشتی کا تھا وہ قبل سے
پس سلام اسکو کیا پوچھا یہ حال ۔ کہ یہ خر ٹیڑھا ہے کیون مثل ہلال
بولا میری شامت اعمال سے ۔ جو نہین دس بیزبان کو کچھ ملے
سلہ بولا چند دنون دے مجھے رنجور کو ۔ تو وہ اصطبل شہ مین تا کہ ہو
خر اسے سونپا و محنت سے چھٹا ۔ اور وہ اصطبل شاہی مین بندھا
خر نے دیکھے ہر طرف گھوڑے بندھے ۔ موٹے تازے خوش و خرم اور نئے
انکے نیچے پانی چھڑکا اور جھڑا ۔ گھاس و دانہ وقت پر انکو ملا
دیکھی مالش اسنے گھوڑون کی کہا ۔ منھ کو اونچا کرکے ای رب علا
مین نہ مخلوق ہون تیری مانا گو ہون خر ۔ کس لیے زخمی ہون اور لاغر تر
رات بھر مین درد پشت و بھوک سے ۔ آرزو رکھتا ہون موت آئے مجھے

سلہ ایک بہشتی الخ یعنی ایک بہشتی تھا اور اسکا گدھا تھا اور حلقہ کے مانند محنت سے ٹیڑھا ہوا تھا اسکی پیٹھ بوجھ سے دس جگہ زخمی ہوئی عاشق جو تھا روز مرگ تک جو کہان وہ تو بھوکا تھا سوکھی گھاس سے اور آرے کے زخمون سے چوتڑ لال تھے داروغہ اصطبل کو رحم آیا وہ بہشتی کا آشنا تھا قبل سے پس اسکو سلام کیا اور یہ حال پوچھا کہ یہ خر کیون ٹیڑھا ہے مثل ہلال کے کہا کہ میری شامت اعمال سے اس بیزبان کو کچھ جو نہین ملتے باقی حال آگے ہے فافہم۔ سلہ بولا الخ یعنی کہا کہ تھوڑے دنون کے لیے تو اس رنجور کو مجھے دے تاکہ اصطبل شاہی مین زوردار ہو اسکو خر سونپا اور محنت سے بچا اور اصطبل شاہی مین وہ بندھا خر نے ہر طرف گھوڑے بندھے دیکھے خوش خرم و موٹے تازے جسم سے انکے نیچے پانی چھڑکا ہوا اور گھاس دانہ وقت پر انکو ملا گھوڑون کی مالش اسنے جو دیکھی تو کہا منھ اونچا کرکے اے رب علا کیا مین تیری خلق نہین یہ مانا گو خر ہون کس واسطے زخمی ہون اور لاغر تر ہون مین رات درد پشت و بھوک سے آرزو رکھتا ہون کہ مجھے موت آئے باقی حال آگے ہے فافہم۔

حال این اسپان چنین خوش با نوا | من چه مخصوصم بہ تعذیب و بلا
ناگہان آوازۂ پیکار شد | تازیان را وقت زین و کار شد
زخمہائے تیر خوردند از عدو | رفت پیکانہا و ایشان سو بسو
از غزا باز آمدند آن تازیان | اندر آخر جملہ افتادہ ستان
پایہاشان بستہ محکم با نوار | نعلبندان ایستادہ در قطار
می‌شکافیدند تنہاشان بہ نیش | تا برون آرند پیکانہا ز ریش
چون خر آن را دید پس گفت ای خدا | من بہ فقر و عافیت دادم رضا
زان نوا بیزارم و زین زخم زشت | ہر کہ خواہد عافیت دنیا بہشت

حال اُن گھوڑونکا ایسا خوش بھلا | مین ہی ہون کیا مخصوص با رنج و بلا
ناگہان آوازہ آیا جنگ کا | وقت کسنے زین گھوڑونکا ہوا
دشمنون سے زخم کھائے تیر کے | تیر و بھالے اُنکے جسمونمین لگے
جو غزا سے آئے گھوڑے لوٹ کے | سنہ اُٹھا اصطبل مین جملہ پڑے
باندھے پا رسی سے اُنکے استوار | نعلبند آکر کھڑے تھے با قطار
جسم اُنکا نشترون سے چیر کے | تا نکالین بھالین اُنکے زخم سے
دیکھا جو خر نے اُنھین تو بس کہا | راضی فقر و عافیت پر ہون خدا
ہون مین بیزار اس نوا و اس زخم سے | عافیت جو چاہے دُنیا چھوڑ دے

جواب دادن روباہ خر را

گفت روباہ جستن رزق حلال | فرض باشد از برای امتثال
عالم اسباب و رزقی بے سبب | می نیاید پس مہم باشد طلب
وابتغوا من فضل حق کردہ است امر | تا نباید غصب کردن ہمچو نمر
گفت پیغمبر کہ بر رزق اے فتی | در فرو بست ست بر در قفلہا
جنبش و آمد شد ما و اکتساب | ہست مفتاحی بر این قفل و حجاب
بے کلید این در گشادن راہ نیست | بے طلب نان سنت اللہ نیست
گر تو بنشینی بچاہے اندرون | رزق کی آید برت ای ذو فنون

جواب دینا روباہ کا خر کو

بولی روباہ ڈھونڈھنا رزق حلال | فرض طاعت کیلیے ہی لامحال
عالم اسباب مین رزق بے سبب | کب ملے ہی اسکی مشکل ہی طلب
وابتغوا من فضل حق نے ہی کہا | تا غضب مثل درندہ بے روا
اور پیمبر نے کہا کہ رزق پے | در کیے ہین بند قفل اسپر لیے
کسب اور کوشش ہماری جان پے | ہی کلید اس در پہ اور اس قفل کے
کھلتا ہے کنجی کے یہ در ہی کہین | بے طلب نان سنت اللہ کی نہین
بیٹھ جائے گر تو اندر چاہ کے | رزق تجھکو اس جگہ کیسے ملے

سلہ حال الخ یہ شعران گھوڑون کا حال ایسا خوش ہے مین کیا مخصوص ہون سامنہ رنج و بلا کے ناگہان جنگ کا آوازہ آیا اور وقت زین کسنے گھوڑون کا ہوا دشمنون سے تیر زخم کے کھائے اور تیر و بھالے اُنکے جسمون مین لگے جب گھوڑے لوٹ کر غزا سے آئے منہ اُٹھا کر اصطبل مین پڑے اُنکے پاؤن رسی مضبوط سے باندھے اور نعلبند قطار باندھکر کھڑے آکر ہوئے اُنکا جسم نشترون سے چیرا کہ تا بھالے نکالے اُنکے زخم سے جو خر نے اُنھین دیکھا تو کہا فقر و عافیت پر راضی ہون اے خدا مین بیزار ہون اس آسودگی اور اس زخم سے کہ جو عافیت چاہے دُنیا چھوڑے یعنی جو دُنیا چاہے وہ زخم و صدمہ اُٹھائے اور جو عافیت چاہے وہ دُنیا چھوڑ دے کہ دُنیا باعث رنج و بلا ہے آگے جواب روباہ کا ہے فافہم ۱۲ سلہ بولی الخ یہ شعر روباہ نے کہا کہ ڈھونڈھنا رزق حلال کا فرض ہے طاعت کے لیے مزدور کر عالم اسباب مین رزق بے سبب کب ملتا ہے اسکی طلب مشکل ہے ڈھونڈھو تم فضل سے حق نے کہا ہے تا غصب درندون کی مانند روا نہین ہے اور پیمبر نے کہا کہ رزق پہ در بند کیے ہین اور اسپر قفل دیئے ہین یعنی عالم اسباب مین رزق بے سبب بجز فضل خدا کے نہین ملتا ہے کہ رزق پر دروازہ بند کیا قفل اُسپر دیا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ کسب اور کوشش الخ یہ شعر ہماری کسب و کوشش کو جان لے کہ کنجی اس دروازے و اس قفل پر ہے بغیر کنجی کے یہ دروازہ کہین کھلتا ہے اور بغیر طلب کے روٹی ملتی ہے کہ سنت اللہ کی نہین ہے اسکی مثال اگر تو اندر چاہ کے بیٹھ جائے تجھکو اس جگہ رزق کیسے ملے یعنی رزق بے سبب پر جو در بند و قفل دیا ہے اسکی کنجی کسب و کوشش ہے کہ وہ در و قفل اس سے کھلتا ہے پس حصول رزق بے سبب کوشش پر موقوف ہے آگے جواب خر کا ہے فافہم ۱۲

جواب دادن خر روباہ را کہ امر ست باکتساب ورضا بہ قسمت ترک کسب نیست

گفت از ضعف توکل باشد آن — ورنہ بدہد نان کسی کو داد جان
ہر کہ جوید بادشاہی وظفر — کم نیاید لقمۂ نان اے پسر
دام و دد جملہ شدہ اکال رزق — نی پے کسب و نی حمال رزق
جملہ را رزاق روزی میدہد — قسمت ہر یک بپیشش مے نہد
رزق آید پیش ہر کہ صبر جست — رنج و کوشش از بیصبری تست

جواب دینا خر کا روباہ کو کہ حکم ہے کسب پہ راضی ہونا قسمت پر نہ ترک کسب پر

بولا خر ضعف توکل ہے یہ وہ — ورنہ نان دیوے جسنے دی ہر جان کو
جو کہ ڈھونڈھے بادشاہی و ظفر — کم نہووے لقمۂ نان اے پسر
سب درندے اپنا کھاتے رزق ہیں — کسب نہ کرتے نہ رکھتے رزق ہیں
سب کو روزی دیتا وہ رزاق ہے — حصہ ہر اک کے وہ آگے بس رکھے
صبر جو کرتا ہی رزق اسکو ملے — کوششیں اور رنج بے صبری سی ہے

باز جواب دادن روباہ خر را

گفت روبہ آن توکل نادرست — کم کسے اندر توکل ماہر است
گرد نادر گشتن از نادانی ست — ہر کسی را کے رہ سلطانی ست
چون قناعت را پیمبر گنج گفت — ہر کسی را کے رسد گنج نہفت
حد خود بشناس و بر بالا مپر — تا نیفتی در نشیب شور و شر
جد کن و اندر طلب سعیی نما — چون نداری در توکل صبرہا

پھر جواب دینا روباہ کا خر کو

بولی نادر ہی توکل وہ کہاں — اس توکل سے ہیں ماہر کم یہاں
گرد نادر پھرنا نادانی سے ہے — ہر کسی کو رہ نہ سلطانی سے ہے
جو قناعت کو پیمبر بولے گنج — کب کسی کو وہ چھپا ملتا گنج
قدر اپنی جان زیادہ مت بڑھے — تا گڑھے میں شور و شر کے نہ گرے
کر طلب میں سعی کوشش بایقین — صبر جو رکھتا توکل میں نہیں

باز جواب دادن خر روباہ را

گفت خر معکوس میگوئی بدان — شور و شر از طمع آید سوی جان

پھر جواب دینا خر کا روباہ کو

بولا خر بر عکس کہتی ہی تو جان — طمع سے شر شور آئے سوے جان

سلہ بولا خر الخ ۲ شعر خر نے کہا کہ وہ ضعف توکل سے ہے ورنہ وہ روٹی دیگا کہ جس نے جان دی ہے جو کہ بادشاہی وظفر ڈھونڈھے لقمہ روٹی کا کم نہووے سب درندے اپنا رزق کھاتے ہیں کسب نہیں کرتے اور نہ رزق رکھتے ہیں سب کو وہ رزاق روزی دیتا ہے اور ہر ایک کے آگے وہ حصہ رکھتا ہے جو صبر کرتا ہے اسکو رزق ملتا ہے اور رنج و کوشش بے صبری سے ہے آگے جواب روباہ کا ہی تمام
سلہ بولی نادر الخ ۵ شعر روبہ بولی کہ مرد توکل نادر کہاں ہے اس توکل سے کم یہاں ماہر ہیں نادر کے گرد پھرنا نادانی سے ہے اور ہر کسی کو راہ سلطانی سے نہیں ہے یعنی رزق صبر کرنے سے ملتا ہے اور کوشش و رنج بے صبری سے ہوتا ہے تا فہم ۱۲
سلہ جو قناعت الخ ۳ شعر جو پیغمبر صلعم نے قناعت کو گنج کہا ہے پس وہ گنج پوشیدہ کب کسی کو ملتا ہے اپنی قدر جان اور زیادہ مت بڑھ کہ تا شور و شر کے گڑھے میں نہ گرے طلب میں سعی و کوشش کر کہ جو صبر توکل میں نہیں رکھتا ہے یعنے جو صبر توکل میں نہیں ہے تو طلب میں کوشش کر آگے جواب خر کا ہے تا فہم ۱۲ سلہ بولا خر الخ ۵ شعر خر نے کہا کہ تو برعکس کہتی ہے جان لے کہ شور و شر طمع سے ہی طرف جان کے کوئی قناعت سے نہ بیجان ہوا اور نہ کوئی حرص سے سلطان ہوا رزق توکل و سنگ سے نہیں نہیں ہے کسب بانان نہیں سے یہ بارش دابر ہے جیسے و عاشق ہے رزق پر رزق بھی اہل رزق پر عاشق ہے اگر تو نہ دوڑے وہ تیرے پاس آئے اور اگر تو دوڑے وہ دور و یاس دیوے یعنی شور و شر طمع سے ہوتا ہے اور صبر و قناعت سے رزق ملتا ہے کیونکہ جیسے تو رزق پر عاشق ہے رزق بھی تجھ پر عاشق ہے اگر تو نہ دوڑے وہ رزق تیری طرف دوڑے

از قناعت ہیچکس بیجان نشد / از حریصے ہیچکس سلطان نشد
نان نمی‌دارد ز کس ابر دریغ / کسب مردم نیست این باران میغ
ہمچو عاشق عاشق است بر رزق دار / ہست عاشق رزق ہم بر رزق خوار
گر تو نشتابی بیاید بر درت / ور تو بشتابی دہد درد سرت

ز قناعت سے کوئی بیجان ہوا / اور نہ کوئی حرص سے سلطان ہوا
نہیں دریغ ابر رزق سنگ و جوک ہے / کسب انسانی پہ بارش ابر ہے
جیسے تو عاشق ہے اوپر رزق کے / رزق بھی عاشق ہے اہل رزق پے
گر نہ دوڑے تو وہ آوے تیرے پاس / اور گر تو دوڑے دیوے درد یاس

حکایت آن زاہد کہ توکل را امتحان می‌کرد از اسباب منقطع شد و از شہر بیرون آمد و از شوارع دور در دامن کوہے مہجور شد سر بر سنگ نہاد و گفت توکل کردم

حکایت اُس زاہد کی کہ توکل کا امتحان کرتا تھا اور اسباب کو ترک کیا اور شہر سے نکلا راہ سے دور دامن کوہ میں مہجور ہوا اور سر ایک پتھر پر رکھا اور کہا کہ توکل کیا میں نے

آن یکے زاہد شنید از مصطفٰی / کہ یقین آید بجان رزق خدا
گر تو خواہی ور نخواہی رزق تو / پیش تو آید دوان از عشق تو
از برای امتحان این مرد رفت / در بیابان نزد کوہے خفت تفت
کہ ببینم رزق چون آید بمن / تا قوی گردد مرا در رزق ظن
کاروانی راہ گم کرد و کشید / سوی کوہ آن ممتحن را خفتہ دید
گفت این مرد این طرف چون ست عور / در بیابان از رہ و از شہر دور
اے عجب مردہ ست یا زندہ کہ او / می نترسد ہیچ از گرگ و عدو
آمدند و دست بروے می‌زدند / قاصدا چیزی نگفت آن ارجمند
ہم نجنبید و نہ جنبانید سر / وا نکرد از امتحان ہیچ او نظر
پس بگفتند این ضعیف بے مراد / از مجاعت سکتہ اندر او فتاد

مصطفٰے[۱] سے ایک زاہد نے سُنا / ہے یقین جان کو ملے رزق خدا
گر تو چاہے یا نچاہے تیرا رزق / دوڑ کر آئے تجھے از راہ عشق
جو گیا مرد امتحان کے واسطے / سویا اک صحرا میں پاس اک کوہ کے
دیکھوں کیونکر رزق ملتا ہے مجھے / رزق میں تا کہ گمان میرا بڑھے
کاروان رہ بھول سوئے کوہ گیا / ممتحن کو دیکھا وان سویا ہوا
بولا[۲] اُس جا کیوں برہنہ مرد ہے / دور اُس صحرا میں شہر و راہ سے
اے عجب مُردہ ہے یا زندہ ہے وہ / کہ درندوں سے نہ کچھ ڈرتا ہے وہ
آئے اور اُسکو ہلایا ہاتھ سے / کچھ نہیں قصداً کہا اُس مرد نے
نے ہلا اور نے ہلایا اُسنے سر / امتحان سے کچھ نہ کی اُسنے نظر
پس کہا کہ یہ ضعیف بے نوا / بھوک سے سکتہ کے اندر ہے پڑا

۱ مصطفٰے الخ دو شعر ایک زاہد نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ یقین ہے جان کو رزق خدا ملے اگر تو چاہے یا نہ چاہے تیرا رزق دوڑ کر تجھے آئے از راہ عشق کے یہ مرد گیا امتحان کے واسطے اور صحرا میں سویا ایک کوہ کے نزدیک کہ دیکھوں رزق کیونکر مجھے ملتا ہے تا کہ رزق میں میرا گمان بڑھے اور ایک کاروان راہ بھول کر کوہ کی طرف گیا اس ممتحن کو وہاں سویا ہوا دیکھا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

۲ بولا الخ ۵ شعر کہا کہ اس جا پر مرد برہنہ کیوں ہے اور اس صحرا میں شہر و راہ سے دور کیوں ہے اے عجب مُردہ ہے یا زندہ ہے کہ درندوں سے کچھ ڈرتا نہیں ہے وہ آئے اور اُسکو ہلایا ہاتھ سے کچھ نہ قصداً اُس مرد نے کہا نہ ہلا اور نہ ہلایا اُسنے سر کو امتحان سے کچھ اُسنے نظر نہ کی پس کہا کہ یہ ضعیف بے نوا بسبب بھوک کے سکتہ میں پڑا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲-

نان بیاوردند و در دیگے طعام ۔ تا بریزندش بحلقوم و بکام
پس بقاصد مرد دندان سخت کرد ۔ تا بداند صدق آن معیار مرد
رحم شان آمد کہ این بس بےنواست ۔ وز مجاعت ہالک و مرگ و فناست
کارد آوردند قوم اشتافتند ۔ بستہ دندانہاش را بشگافتند
ریختند اندر دہانش شوربا ۔ می فشردند اندران نان پارہا
گفت ای دل گرچہ خود تن میزنی ۔ راز میدانی و نازی مے کنی
گفت دل دانم بہ قاصد میکنم ۔ رازق ست اللہ بر جان و تنم
امتحان زین بیشتر خود چون بود ۔ رزق سوی صابران خود میرود
تا بدانی وز توکل نگذرے ۔ حرص آوردن چہ باشد از خرے
بعد ازان بکشاد آن مسکین دہن ۔ گفت کردم امتحان رزق من
ہرچہ گفت ست آن رسول پاک جیب ۔ ہست حق و نیست در وی ہیچ ریب

روٹی لائے اور ہانڈی میں طعام ۔ تاکہ اُسکے حلق میں ڈالیں طعام
مرد نے قصدًا کیا دانتوں کو بند ۔ تاکہ صادق جانے وہ معیار بند
رحم آیا اُنکو کہ یہ بے نوا ۔ بھوک کے مارے بس ہوتا ہے فنا
دوڑے وہ لوگ اور لائے اک چھری ۔ دانت بند اُسکے کو چیرا اُس گھڑی
ڈالا اُسکے منہ کے اندر شوربا ۔ اور اندر اُسکے روٹی کو ملا
بولا اے دل گر تو کرتا صبر ہے ۔ ناز کرتا ہے و جانے راز سے
بولا دل قصدًا میں ہوں جانتا ۔ حق ہے رازق میرے جسم و جان کا
امتحان خود زیادہ کیا اب اس سے ہی ۔ رزق خود ہی سوئے صابر جائے ہی
تا تو جانے پھر توکل سے بچائے ۔ ہووے کیا جو گدہے پن سے حرص لائے
بعدہ مسکین نے کھولا دہان ۔ بولا رزق اپنے کا پایا امتحان
جو کہا ہے اُس رسول پاک نے ۔ حق ہے وہ فرمانا نے کچھ شک ریب ہے

بازجواب روباہ خر را و تحریص کردن بہ کسب

پھر جواب روباہ کا خر کو اور حرص دلانا طرف کسب کے

گفت روبہ این حکایت را بہل ۔ دستہا در کسب زن ز جہد المقل
دست در ستت خدا کاری بکن ۔ مکسبی کن یاری یاری بکن
ہر کرا در مکسبی پاے نہد ۔ یاری یاران دیگر میدہد
زانکہ جملہ کسب ناید از یکے ۔ ہم درودگر ہم سقا ہم حائکے

بولی روبہ اس حکایت کو تو چھوڑ ۔ تھوڑی کوشش جہد میں کر منہ کو موڑ
تجھکو ہاتھ حق نے دیا ہے کام کر ۔ کسب کر یار دینگی تو یاری نہ کر
کسب میں جو کوئی پاؤں رکھے ۔ دوسرے یار دینگی بس یاری وہ دے
کیونکہ جملہ کسب نہیں ہوتے ایک سے ۔ سقا نجار و جلاہا دیکھ لے

سلہ روٹی الخ یعنی شعر روٹی لائے اور ہانڈی میں طعام تاکہ اُسکے حلق میں ڈالیں بالکل مرد نے قصدًا دانتوں کو بند کرلیا تاکہ صادق جانے معیار بند کو انکو رحم آیا کہ یہ بینوا بھوک کے مارے فنا ہوتا ہے وہ لوگ دوڑے اور ایک چھری لائے اُسکے دانت بند کو اُسدم چیرا اُسکے منہ کے اندر شوربا ڈالا اور اُسکے اندر روٹی کو ملا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ بولا الخ یعنی شعر کہا کہ اے دل اگر تو صبر کرتا ہے وہ ناز کرتا ہے اور راز سے جانتا ہے دل نے کہا کہ قصدًا یہ میں جانتا ہوں کہ حق میرے جسم و جان کا رازق ہے اب اس سے زیادہ خود کیا امتحان ہے رزق خود صابر کے پاس جاتا ہے تاکہ تو جانے اور پھر تو توکل سے بچائے کیا ہووے کہ گدہے پن سے حرص لائے بعدہٗ اُس مسکین نے دہان کھولا اور کہا کہ رزق اپنے کا امتحان پایا جو کچھ اُس رسول پاک نے فرمایا ہے وہ فرمانا حق ہے کچھ شک نہیں رکھتا ہے یعنی توکل کو بموجب فرمانے جناب رسول مقبول صلعم کے امتحان کیا کہ رزق کو خداوند عالم بے سبب پہونچاتا ہے آگے جواب روباہ کا ہے فافہم ۱۲ سلہ بولی الخ یعنی شعر روباہ نے کہا کہ اس حکایت کو چھوڑ اور تھوڑی کوشش کسب میں کر اور منہ مت موڑ تجھکو حق نے ہاتھ دیا ہے کام کر اور کسب کر اور یاروں کی تو مددگاری مت کر جو کوئی کسب میں پاؤں رکھے دوسرے یار دونگی وہ مددگاری کرے کیونکہ سب کسب ایک سے نہیں ہوتے ہیں سقا و نجار و جلاہا کو دیکھ لے جو شرکت سے عالم برقرار ہے ہر ایک یار کام کرتا ہے افلاس کے پیٹ بھر کے کھانا کچھ شرط نہیں ہے سنت یہی ہے کہ کسب کرنا چاہیے یعنی کسب کرنا سنت ہے اور پیٹ بھر کے کھانا کچھ شرط نہیں ہے آگے جواب خر کا ہے فافہم ۱۲

چون بانباز نیست عالم برقرار　　ہر کسی کاری گزیند ز افتقار
طبل خواری در میانہ شرط نیست　　راہ سنت کار و مکسب کردنیست

جو شراکت سے ہی عالم برقرار　　کام کو تا فقر سے ہر ایک بار
پیٹ بھر کے کھانا نہ کچھ شرط ہی　　سچی سنت کسب کرنا چاہیے

جواب گفتن خر روباہ را کہ بہترین توکل کسبہاست کہ ہر کسے محتاج توکل ست کہ اے خدا این کار مرا راست دار و دعا متضمن ست توکل را و توکل محتاج ہیچ نیست

جواب دینا خر کا روباہ کو کہ توکل بہتر کسبون سے ہی کہ ہر کوئی محتاج توکل کا ہی کہ ای خدا اس کام کو میرے درست رکھ اور دعا توکل سے ملی ہوئی ہی اور توکل محتاج کسی کا نہین ہے

گفت من بہ از توکل بر ربی　　می ندانم در دو عالم مکسبی
کسب شکرش را نمیدانم ندید　　تا کشد شکر خدا رزق مزید
خود توکل بہترین کسبہاست　　زانکہ در ہر کسب و حقت بر خداست
کای خدا کار مرا تو راست آر　　وین دعاہست از توکل برسرا
در توکل ہیچ نبود احتیاج　　فارغی از نقص ریع از خراج
بحث شان بسیار شد اندر خطاب　　ماندہ گشتند از سوال و از جواب
بعد ازان گفتش کہ اندر مہلکہ　　نہی لا تلقوا بایدی تہلکہ
صبر در صحرای خشک سنگلاخ　　احمقی باشد جہان حق فراخ
نقل کن زینجا بسوی مرغزار　　میچرا آنجا سبزہ گرد جویبار
مرغزار سبز مانند جنان　　سبزہ رستہ اندر آنجا تا میان

سلہ بولا مین بہتر توکل سے بر رب　　دونون عالم مین نہین جانون کسب
کسب شکر اسکا نہ دیکھا تو نے ہی　　تا کہ کھینچے شکر حق تو رزق سے
خود توکل بہتر اک کسبون سے ہے　　کسب مین کیون ہاتھ تیرا حق پہ ہے
کہ خدا گر کام سیدھا تو مرا　　پورا کر دے یہ توکل سے دعا
کچھ توکل مین نہ حاجت ہوتی ہے　　تو ہی فارغ کشت کے نقصان سے
سلہ بحث آپس مین ہوئی انکے سوا　　تا ہر اک عاجز جوابون سے ہوا
پس کہا اسکو کہ اندر مہلکہ　　نہی لا تلقوا بایدی تہلکہ
صبر کرنا خشک صحرا مین بنا　　احمقی ہی اور جہان حق کا بڑا
چل یہان سے اب طرف سبزہ کے تو　　وان چرا کر سبزہ جو ہے گرد جو
مثل جنت کے ہی اک سبزہ عیان　　تا کمر سبزہ اگا ہے بس وہان

سلہ بولا مین الخ ہ شعر کہا کہ مین بہتر توکل ہے ہون ساتھ رب کے دونون عالم مین کسب نہین جانتا ہون مین اسکا کسب شکر تو نے نہین دیکھا ہے کہ تا شکر حق نئے رزق سے کھینچے خود توکل ایک بہتر کسبون سے ہے کیونکہ تیرا ہاتھ کسب مین اور پر حق کے ہے کہ اے خدا تو میرا کام پورا کر یہ دعا ہے توکل سے پورا کر دے توکل مین کچھ حاجت نہین ہوتی تو کھیتی کے نقصان سے فارغ ہے یعنی خود توکل بہتر ہر ایک کسبون سے ہے کیونکہ ہر کسب مین توکل ہے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲۔

سلہ بحث الخ ۷ شعر انکے آپس مین بحث سوا ہوئی تاکہ ہر ایک جوابون سے عاجز ہوا پس اسکو کہا کہ مہلکہ مین نہی آئی ہے ترجمہ آپ کو اپنے ہاتھ سے ہلاکت مین مت ڈالو صبر کرنا صحرائے خشک مین احمقی ہے اور حق کا جہان بڑا ہے اب یہان سے طرف سبزہ کے تو چل اور وہان سبزہ چرا کر جو نہر کے گرد ہے ایک سبزہ درخت کے مانند عیان ہے اور کمر تک اگا ہے وہان سبزہ دہ میدان خوش ہے کہ جو وہان جائے اونٹ اسمین پوشیدہ ہوتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

خرم آن حیوان کہ او آنجا رود ۔۔۔ کاشتر اندر سبزہ ناپیدا شود
ہر طرف در وی یکی چشمہ روان ۔۔۔ اندر و حیوان مرفہ در امان
از خری او را نمی گفت ای سمین ۔۔۔ چون تو زانجائے چرا زاری چنین
کو نشاط و فربہی و فر تو ۔۔۔ چیست این لاغر تن مضطر تو
شرح روضہ گر دروغ و زور نیست ۔۔۔ پس چرا چشمت ازان مخمور نیست
این گدا چشمی و این نادیدگی ۔۔۔ از گدائی تست نز بگلر بگے
چون ز چشمہ آمدی چونی تو خشک ۔۔۔ ور تو ناف آہوے کو بوے مشک
ور تو مے آئی ز گلزار جنان ۔۔۔ دستۂ گل کو برائے ارمغان
زانچہ میگوئی و شرحش میکنی ۔۔۔ چہ نشانہ در تو ماند اے سنی

خوش ہے وہ حیوان کہ وہ جاوے وہان ۔۔۔ اونٹ اُس سبزہ مین ہوتا ہی نہان
ہر طرف[1] جسمین ہی چشمہ روان ۔۔۔ اسمین ہین حیوان مرفہ با امان
یہ نہ کہتا تھا کہ گدہے پن سے تو ۔۔۔ جو وہان کی ہی تو دبلی کیون ہی تو
کہان ہی وہ تیری خوشی و فربہی ۔۔۔ کیون ہی یہ لاغر بدن اور مضطری
شرح بستان گر نہ جھوٹ اور زور ہے ۔۔۔ کیون نہ آنکھ اُس سے تری مخمور ہے
یہ گدا چشمی تری نادیدگی ۔۔۔ مفلسی سے ہے نہ با آسودگی
آئی گر چشمہ سے تو ہی کیون یہ خشک ۔۔۔ گر تو ناف آہوی کہان بوے مشک
باغ جنت سے اگر آتی تو ہے ۔۔۔ ہی کہان گلدستہ تحفہ کے لیے
جو تو کہتی ہے و شرح کرتی ہے ۔۔۔ کیا نشانی اُسکی خود مین رکھتی ہے

مثل در آنکہ در مخبر دولتے چون فر و اثر نہ بینی جائے متہم داشتن ست کہ او مقلد ست

مثال لانا اونٹ کی اُس بیان مین کہ مخبر دولت جو فر اور اثر اسکا نہ دیکھے تو جائے متہم ہونیکی ہے کہ وہ اسمین مقلد ہے

آن یکی می گفت اشتر را کہ ہے ۔۔۔ از کجا می آئی اے اقبال پے
گفت از حمام گرم کوے تو ۔۔۔ گفت خود پیداست از زانوے تو
مار موسیٰ دید فرعون عنود ۔۔۔ حیلتے میخواست نرمی مینمود
زیرکان گفتند بایستی کہ این ۔۔۔ تندتر گشتی چو ہست او رب دین
معجزہ گر اژدہا گر مار بد ۔۔۔ نخوت و خشم خدائیش چہ شد

اونٹ[2] کو اک شخص کہتا تھا کہ اے ۔۔۔ تو کہان سے آیا ہے اے اقبال پے
بولا مین حمام کوچہ سے ترے ۔۔۔ بولا ظاہر تیرے خود زانو سے ہی
مار موسیٰ دیکھا فرعون نے ذرا ۔۔۔ نرمی کر کے چاہتا مہلت وہ تھا
کہتے زیرک تھے کہ اُسکو تھا روا ۔۔۔ تیز تر ہوتا کہ رب تھا دین کا
معجزہ گر اژدہا گر مار تھا ۔۔۔ خشم کیا اسکی خدائی کا ہوا

[1] ہر طرف الخ ۔ شعر ہر طرف چشمہ اُسمین روان ہے اور حیوان مرفہ و با امن اُسمین ہین یہ گدہے پن سے نہین کہتا تھا کہ اے تو جو وہان کی ہے تو دُبلی کیون ہے وہ خوشی و فربہی تیری کہان ہے اور یہ لاغر بدن و مضطربی کیون ہے اگر شرح بستان کی جھوٹ و زور نہین ہے پس کیون نہین اُس سے آنکھ تری مخمور ہے یہ گدا چشمی تیری اور نادیدگی مفلسی سے ہے نہ آسودگی سے، اگر تو چشمہ سے آئی ہے تو خشک کیون ہے اور اگر تو ناف آہو ہے تو اے مشک کہان ہے اگر تو باغ جنت سے آتی ہے گلدستہ کہان ہے تحفہ کے لیے جو تو کہتی ہے و شرح کرتی ہے اُسکی کیا نشانی خود مین رکھتی ہے یعنے جو کوئی کہین سے آتا ہے تو اُسکا اثر اُسمین ہوا کرتا ہے آگے حکایت اونٹ کی مثال مین فرماتے ہین تا فہم ۱۲۔

[2] اونٹ کو الخ ۔ شعر ایک شخص اونٹ کو کہتا تھا کہ تو کہان سے آیا ہے اے اقبال پے کہا کہ تیری حمام کوچہ گرم سے کہا کہ خود تیرے زانو سے ظاہر ہے آگے اسکی مثال ہے فرعون نے مار موسیٰ دیکھا کہ نرمی کر کے وہ مہلت چاہتا تھا زیرک کہتے تھے کہ اُسکو روا تھا تیز تر ہوتا کہ رب دین کا تھا اگر معجزہ اژدہا تھا اُسکی خدائی کا خشم کیا ہوا اگر وہ جلوس مین رب اعلیٰ ہے ایک کیڑے کے لیے چاپلوسی کرتا ہے یعنے دعویٰ خدائی فرعون جھوٹا تھا کہ اژدہائے موسیٰ سے ڈر گیا آگے حقائق مین فافہم ۱۲۔

رب اعلی گردیست اندر جلوس / هر یکی گرمی چه است این چاپلوس
نفس تو تا مست نقل ست و نبید / وانگه روحت خوشهٔ غیبی بچید
که علامات است زان دیدار نور / التجافی منک عن دار الغرور
مرغ چون بر آب شوری می تند / آب شیرین را ندیدست او مدد
بلکه تقلیدست آن ایمان او / روی ایمان را ندیده جان او
پس خطر باشد مقلد را عظیم / از ره و رهزن ز شیطان رجیم
چون ببیند نور حق ایمن شود / ز اضطرابات شک او ساکن بود
تا کف دریا نیاید سوی خاک / کاصل او آید بود در اصطکاک
خاکیست آن کف غریبست اندر آب / در غریبی چاره نبود ز اضطراب
چونکه چشمش باز شد آن نقش خواند / دیو را بر وی دگر دستی نماند
گرچه با روباه خر اسرار گفت / سرسری گفت و مقلدوار گفت
آب را بستود و تایق نبود / رنگ و رو و جامه را عاشق نبود
از منافق عذر رد آمد نه خوب / زانکه در لب بود آن نی در قلوب
بوی سیبش هست جزو سیب نی / بود در وی جز از پی آسیب نی
حملهٔ زن در میان کارزار / نشکند صف بلکه گردد کار زار
گرچه می بینی چو شیر اندر صفش / تیغ بگرفته همی لرزد کفش
وای آن که عقل او ماده بود / نفس زشتش نر و آماده بود

رب اعلی گردہ ہے اندر جلوس / ایک کیڑے کے لیے ہی چاپلوس
نفس تیرا مے سے جب تک مست ہی[۵۱] / اسکی جانکو کب خوشۂ غیبی ملے
کہ علامت اس سے ہی دیدار نور / التجافی منک عن دار الغرور
مرغ جو راغب ہے آب شور پے / آب شیرین کو نہ دیکھا اسنے ہی
اسکا تقلیدی وہ بس ایمان ہے / دیکھا نہ ایمان کو اسکی جان نے
پس خطر ہووے مقلد کو عظیم / راہ دونون سے کہ شیطان ہے رجیم
ہووے ایمن دیکھے جو نور خدا / شک و بیتابی سے ساکن ہووے
تا کف دریا[۵۲] نہ آئے خاک پے / کاصل اسکی ہی نہ حرکت سے چھٹے
ہے کف خاکی مسافر آب سے / تو سفر مین چارہ بیتابی سے ہی
جب کھلی آنکھ اور نقش اسنے پڑھا / دیو کو پھر غلبہ سے نے اسپر ہوا
گرچہ خر نے بھید روبہ سے کہا / سرسری مثل مقلد کے کہا
آب[۵۳] کی تعریف کی تشنہ نہ تھا / رخ و جامہ پھاڑا اور والہ نہ تھا
عذر رد آیا منافق سے نہ خوب / کیونکہ لب پر تھا نہ تھا اندر قلوب
بوی سیب اس پاس جز و سیب نے / بو رکھے اسمین بجز آسیب نے
زن کا حملہ کرنا اندر جنگ کے / صف نہ توڑے بلکہ کام ابتر کرے
گرچہ چون شیر اسکو دیکھے صف مین تو / اور لیے ہی ہاتھ مین وہ تیغ کو
حیف اسپر عقل اسکی مادہ ہو / نفس بد نر اسکا اور آمادہ ہو

سلہ نفس تیرا الخ یعنی شعر جب تک تیرا نفس مے سے مست ہے خوشۂ غیب کے اسکی جان کو نہین ملے کہ اس سے علامت دیدار نور ہے ترجمہ دور ہونا تیرا دار غرور سے آگے اسکی مثال ہے جو مرغ راغب ہے آب شور پے اسنے آب شیرین کو نہین دیکھا ہے اسکا وہ ایمان تقلیدی ہے کہ اسکی جان نے ایمان کو نہین دیکھا ہے پس مقلد کو خطر عظیم ہووے راہ و رہزن سے کہ شیطان رجیم ہے جو نور خدا دیکھے ایمن ہووے اور شک و بیتابی سے ساکن ہووے یعنی جس شخص کا ایمان تقلیدی ہے اور اسکی جان نے ایمان کو نہین دیکھا ہے پس مقلد کو شیطان سے خطر ہے آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲ **سلہ** تاکف دریا الخ یعنی شعر جب تک کف دریا خاک پر نہ آئے کہ اصل اسکی ہے حرکت سے نہ چھٹے کف خاکی آب سے مسافر ہے اور سفر مین بیتابی سے چارہ نہین ہے جب آنکھ اسکی کھلی اور اسنے نقش پڑھا پھر دیو کو اسپر غلبہ ہوا اگرچہ خر نے بھید روباہ سے کہا مگر سرسری مقلد کے مانند کہا یعنی خر نے عذر روباہ سے کیے مگر مقلدانہ کیے کہ آخر کو اسکے دام فریب مین گرفتار ہوا آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲ **سلہ** آب کی الخ یعنی شعر آب کی تعریف کی اور خود تشنہ نہ تھا رخ و جامہ پھاڑا اور خود عاشق نہ تھا عذر رد کا منافق سے خوب نہ آیا کیونکہ لب پر تھا اور دل مین نہ تھا اسمین بوے سیب ہے اور جزو سیب نہین ہے کہ بو سوا آسیب کے نہین رکھتی ہے لڑائی مین عورت کا حملہ کرنا صف کو نہ توڑے بلکہ کام ابتر کرے اگرچہ شیر کے مانند تو اسکو صف مین دیکھے اور ہاتھ مین تیغ کو لیے ہوے دیکھے حیف اسپر ہے کہ عقل اسکی مادہ ہو اور نفس بد اسکا آمادہ ہو اسواسطے اسکی عقل مغلوب ہو پس سوا نقصان کے وہ کیا پاوے یعنی وہ شخص بد بسبب ذات اپنے نفس کا مغلوب ہوا اور نفس کے کہنے پر چلے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲-

لاجرم مغلوب باشد عقل او	جز سوی خسران نباشد نقل او	اس لیے مغلوب اسکی عقل ہو	بس سو النقصان کے کیا پای وہ
حملہ مادہ بصورت ہم جریست	آفت او ہمچو آن خر از خریست	حملہ[1] مادہ بظاہر ہے جری ہے	آفت اُسکی مثل خر از رہ خری ہے
وصف حیوانی بود بر زن فزون	زانکہ سوی رنگ و بو دارد رکون	وصف حیوانی فزون عورت میں ہے ہو	کیونکہ سوئے رنگ و بو راغب ہے وہ
ای خنک آنکس کہ عقلش نر بود	نفس زشتش مادہ و مضطر بود	اے وہ اچھا ہے کہ عقل اسکی ہے نر	نفس بد اُسکا ہے مادہ اے بشر
عقل جزویش نر و غالب بود	نفس انثی را خرد سالب بود	عقل جزوی نر و غالب اسکی ہو	عقل جاذب ہووے نفس مادہ کو
رنگ و بوی سبزہ زار آن خر شنید	جملہ حجتہا ز طبع او رمید	رنگ و بو سبزہ کی اُس خر نے سنی	طبع سے سب حجتیں اُسکی گئیں
تشنہ محتاج مطر شد ابر نے	نفس را جوع البقر بد صبر نے	تشنہ[2] بارش ہوا اور ابر نے	نفس کو جوع البقر تھی صبر نے
اسپر آہن بود صبر اے پدر	حق نوشتہ بر سپر جاء الظفر	صبر آہن کی سپر ہے اے پسر	حق نے لکھا ڈھال پر جاء الظفر
صد دلیل آرد مقلد در بیان	از قیاسی گویدآنرا نز عیان	سو دلیلوں کو مقلد بس بیان	کرتا ہے از رہ قیاس از نے عیان
مشک آلودست اما مشک نے	بوی مشکستش ولے جز پشک نے	مشک آلودہ ہے لیکن مشک نے	بوی مشک اُسکی بجز نے لید کے
تا کہ پشک مشک گردد ای مرید	سالہا باید دران روضہ چرید	تا کہ لید ہو مشک اے دلبر مرے	چاہیے برسوں چمن میں وہ چرے
کہ نباید خورد جو ہمچون خران	آہوانہ در ختن چر ارغوان	چاہیے جو کو نہ کھانا جون خران	مثل آہو چر ختن میں ارغوان
رو بصحرای ختن با آن نفر	جز قرنفل یا سمن یا گل مچر	مرد کے دشت ختن میں ساتھ جا	جز قرنفل یاسمن یا گل نہ کھا
معدہ را خوکن بدان ریحان و گل	تا بیابی حکمت و قوت رسل	عادی[3] کر معدہ کو با ریحان و گل	تا کہ پائے حکمت قوت رسل
خوی معدہ زین کہ و جو باز کن	خوردن ریحان و گل آغاز کن	خوی معدہ کاہ جو سے چھوڑ تو	کر شروع کھانا گل و ریحان کو
معدۂ تن سوی کہدان می کشد	معدۂ دل سوی ریحان میکشد	تن کا معدہ سوئے کہدان جاتا ہے	دل کا معدہ سوئے ریحان جاتا ہے
ہر کہ کاہ و جو خورد قربان شود	ہر کہ نور حق خورد قرآن شود	جو کہ کھائے کاہ و جو قربان ہو	جو کہ کھائے نور حق قرآن ہو

[1] حملہ مادہ الخ ٭ شعر حملہ مادہ کا بظاہر یہ ہی ہے آفت اُسکی مثل خر کے ازراہ خری کے ہے وصف حیوانی عورت پر زیادہ ہو کیونکہ رنگ و بو کی طرف وہ راغب ہے آگے حقائق ہیں اے وہ شخص اچھا ہے کہ عقل اُسکی نر ہے اور نفس بد اُسکا مادہ ہے عقل جزوی اُسکی نر و غالب ہو اور عقل کھینچے نفس مادہ کو آگے رجوع بقصہ ہے رنگ و بو سبزے کی اُس خر نے سنیں اُسکی طبع سے حجتیں سب گئیں یعنی اُس خر نے جو روباہ سے تعریف رنگ و بو سبزہ کی سنیں طبع میں وہ سب حجتیں اُسکی رد ہوئیں اور آمادہ جانے کا ہوا اور صبر نہ کیا آگے اس بے صبری کے حقائق ہیں فافہم ۱۲-

[2] تشنہ الخ ٭ شعر تشنہ بارش کا ہوا اور ابر نہ ہوا نفس کو جوع البقر تھی صبر نہ تھا صبر سپر آہن کی ہے اور حق سپر پہ لکھا ہے جاء الظفر سو دلیلوں کو مقلد بیان کرتا ہے ازراہ قیاس کے اور نہ عیان کے آگے اسکی مثال ہے مشک آلودہ ہے ولیکن مشک نہیں ہے بوے مشک اُسکی بجز لید کے نہیں ہے تا کہ لید مشک ہو جاوے برسوں چمن میں وہ چرے جو کہ کھانا نہ چاہیے خرون کے مانند آہو کی مانند ختن میں ارغوان چرے مرد کے ساتھ دشت ختن میں جا بجز قرنفل و یاسمن و یا گل کے نہ چر یعنی دوسری سے فائدہ چاہنے والا ہوا اور خود فائدہ پہونچانے والا نہ ہوا کیونکہ مقلد دلیل بیان کرتا ہے ازراہ قیاس کے نہ عیان کے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲-

[3] عادی کر الخ ٭ شعر معدہ کو عادی کر ریحان و گل سے تا کہ حکمت قوت رسل کی پائے خوے معدہ کاہ و جو سے چھوڑ اور شروع کر کھانا گل و ریحان کو معدہ تن کا طرف کہدان کے جاتا ہے اور معدہ دل کا طرف ریحان کے جاتا ہے جو کاہ و جو کھائے قربان ہووے اور جو نور حق کھائے قرآن ہووے تو آدھا لید اور آدھا مشک ہو مت بڑھا لیدون کو تو مشک کو بڑھا وہ مقلد سو دلیل اور سو بیان کرتا ہے اور کچھ نہیں جان رکھتا ہے یعنی غذائے روحانی سے اپنی جان کو عادی کر تا کہ حکمت قوت رسل کی پاوے نہ مقلد کے مانند غذائے نفسانی کھا کہ ظلمت و تیرگی زیادہ ہو کہ اس سے طرف

نیم تو مشکست و نیمی پشک ہین | ہین میفزا پشک افزا مشک عین
آن مقلد صد دلیل و صد بیان | بر زبان آرد ندارد ہیچ جان
چونکہ گوینده ندارد جان و فر | گفت او را کے بود برگ و ثمر
میکند گستاخ مردم را براه | او بجان لرزان ترست از برگ کاه
پس حدیثش گرچہ بس با فر بود | در حدیثش لرزه ہم مضمر بود

آدھا تو مشک اور آدھا لید ہے | مت بڑھا لید اور بڑھا تو مشک ہے
وہ مقلد سو دلیل اور سو بیان | کرتا ہی اور کچھ نہین رکھتا ہی جان
جو نہین رکھتا ہی قائل جان و فر | کب ہون اُسکے قال کے برگ و ثمر
کرتا ہے گستاخ مردم کو براہ | جان سے لرزان تر ہے وہ جون برگ کاه
بات اُسکی گرچہ کرو فر رکھے | لرزان بات اُسکی مین پنہان ہی رہے

فرق میان دعوت شیخ کامل و اصل و سخنان مقلد ناصح بخود دلبستہ

فرق درمیان دعوت شیخ کامل و قال ناقصان عقل خود پسند کے

شیخ نورانی ز ره آگہ کند | با سخن ہم نور را ہمره کند
جہد کن تا مست نورانی شوی | تا حدیثت را شود نورش روی
ہرچہ در دوشاب جوشیده شود | در عقیده طعم دوشابش شود
از گزر و زسیب و بہ و ز گردگان | لذت دوشاب یابی تو ازان
علم چون در در حق فرغوده شد | پس ز علمت نور یابد قوم لد
ہرچہ گوئی باشد آن ہم نور پاک | کآسمان ہرگز نیارد سنگ و خاک
آسمان شو ابر شو باران ببار | ناودان بارش کند نبود بکار
فکر و اندیشست مثل ناودان | وحی و مکشوفست ابر و آسمان
آب اندر ناودان عاریتی ست | آب اندر ابر و دریا فطرتی ست

شیخ نورانی بتائے راه کو | قول سے ہمرہ کرے بھی نور کو
جہد کر تا مست نورانی تو ہو | ہو تری باتون کے ہمرہ نور جو
شیرۂ انگور مین جو کچھ پکے | ذائقہ شیرہ کا وہ کھانے مین ہے
سیب گاجر اور بہی اخروٹ سے | لذت شیرہ ملے اُس سے تجھے
نور حق مین مل گیا جو علم ہے | پائے سرکش نور تیرے علم سے
جو تو کہوے وہ بھی ہووے نور پاک | کب فلک برسائے ہرگز سنگ و خاک
آسمان ہو ابر ہو برسا تو آب | جو کرے پرنالہ بارش ہے خراب
فکر و اندیشہ کو پرنالہ سا جان | اور کشود وحی ہے ابر آسمان
ابر پرنالہ کے اندر عارضی | آب اندر ابر کے پیدائشی

۵۱ جو نہین الخ ۔ شعر جو قائل جان و فر نہین رکھتا ہے اُسکی قول کے برگ و ثمر کب ہون گستاخ رہبری کرے مردم کی اور وہ جان سے لرزان سے مانند برگ کاہ کے اگرچہ اسکی بات مین کر و فر رکھتی ہین ولیکن اُسکی بات مین لرزہ پوشیدہ ہے یعنی مقلد دوسرون کی رہبری کرتے ہین اور خود لرزان تر ہین مانند برگ کاہ کے چنانچہ آگے فرق میان دعوت کامل و ناقص کے بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲۔

۵۲ شیخ نورانی الخ ۔ شعر شیخ نورانی راہ کو بتاتا ہے اول قول سے وہ ایک نور ہمراہ کرتا ہے جہد کر تا مست نورانی تو ہو اور ایک نور تیری باتون کے راہ ہو آگے اسکی مثال ہے جو کچھ شیرہ انگور مین پکے وہ ذائقہ شیرہ کا کھاتے ہین وہ بوے سیب و گاجر و بہی و اخروٹ سے لذت شیرہ تجھے اُس سے ملے جو علم کہ نور حق مین مل گیا ہے سرکش تیرے علم سے ہے وہ نور جو تو کہے وہ بھی تو پاس ہے کب فلک سنگ و خاک حق برسائے یعنی کلام کہ سامع کے دل مین اثر کرتا ہے اور جس کے کلام مین وہ اثر تو نہین ہوتا ہے اُسکو زاہد خشک کہتے ہین آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲۔

۵۳ آسمان ہو الخ ۔ شعر آسمان و ابر ہو اور آب برسا اور جو پرنالہ بارش کرے وہ خراب ہے تو فکر و اندیشہ کو پرنالہ کی مانند جان اور کشود وحی ابر و آسمان ہے آب پرنالہ مین عارضی ہے اور ابر مین آب پیدائشی ہے آب بارش سو رنگ باغ کو دے اور پرنالہ سے ہمسایہ فریادی ہین اُس رو باہ خر کی طرف پھر پھرا دیکھ کہ وہ خر کیونکر ہمراہ ہوا یعنی دل عارف کا ابر و دل ریا کا پرنالہ ہے کہ آب ابر کا نافع ہے اور آب پرنالہ کا عارضی بے اثر آگے خر کا بیان ہے فافہم ۱۲۔

آب باران باغ صد رنگ آورد	ناودان همسایه در جنگ آورد	آب بارش باغ کو سو رنگ سے	اور پرنالہ سے ہمسایہ لڑے
باز گردم سوی آن روباه و خر	تا چسان از راه برد آن خر نگر	اس خر و روبہ کی سو لوٹین پھر	دیکھ کیونکر اب وہ خر بہرہ ہوا

زبون شدن خر در دست روباه از حرص علف

خراب ہونا گدھے کا روباہ کے ہاتھ سے بسبب حرص گھاس کے

خر دو سه نوبت بر روبه حمله کرد	چون مقلد بد فریب او بخورد	خر نے اک دو حملہ روبہ پر کیا	تھا مقلد اُسکا دھوکا کھا گیا
طنطنهٔ ادراک بینائی نداشت	دمدمهٔ روبه برو سکته گماشت	درک بینائی نہین رکھتا وہ تھا	مکر روبہ نے اُسے حیران کیا
حرص خوردن آنچنان کردش ذلیل	که زبونش کرد با پانصد دلیل	حرص کھانے نے اُسے رسوا کیا	کہ دلیلون سے اُسے گمرہ کیا

حکایت آن مخنث و پرسیدن لوطی از وی در حالت لواطت که خنجر از بهر چیست گفت از بهر آنکه اگر کسی با من بد اندیشد شکمش بشگافم لوطی بر او آمد و شد می کرد و می گفت الحمد لله که من با تو بد نیندیشیدم ؎ بیت من بیت نیست اقلیم ست ÷ هزل من هزل نیست تعلیم ست ÷ قال الله تعالی ان الله لا یستحی ان یضرب مثلاً ما بعوضة فما فوقها ای فما فوقها فی تغییر النفوس بالانکار ماذا اراد الله بهذا مثلا و آنگه جواب میفرماید که این خواستم یضل به کثیرا و یهدی

حکایت اُس مخنث کی اور پوچھنا لوطی کا اُس سے بحالت لواطت کہ خنجر کس لیے ہی کہا اسواسطے ہی کہ اگر کوئی مجھسے بُرائی کرے پیٹ اُسکا پھاڑ ڈالون مین لوطی اُس سے فعل بد کرتا تھا اور کہتا تھا الحمد للہ کہ مین نے تجھسے بُرائی نہ کی ؎ بیت میری نہ بیت ہے اقلیم ÷ ہزل میرا نہ ہزل ہے تعلیم ÷ قال اللہ تعالی ان اللہ لا یستحی ان یضرب (کہا اللہ تعالی نے تحقیق اللہ کو نہین شرم آتی ہے کہ بیان کرے) مثلاً ما بعوضة فما فوقها ای فما فوقها فی تغییر النفوس (مثال مچھر کے یا اُس سے کہ فوق مچھر سے ہے بیچ تغییر) بالانکار ماذا اراد الله بهذا مثلا فرمایا ہے (انکار نفسون کے کیا ارادہ کیا اللہ نے ساتھ اس مثل کے) کہ یہ چاہا مین نے یضل بہ کثیرا و یہدی (گمراہ ہوے ساتھ اسکے بہت اور ہدایت)

سلہ خر نے الخ ۳ شعر خر نے ایک دو حملہ روباہ پر کیا گو کہ خر مقلد تھا اُسکا دھوکا کھا گیا وہ درک بینائی نہین رکھتا تھا اُسکو مکر روباہ نے حیران کر دیا اس کو حرص کھانے نے رسوا کیا کہ دلیلون سے اُس کو گمراہ کیا آگے حکایت مخنث و لوطی کی مثال مین فرماتے ہین فافہم ۱۲

یہ کثیراً کہ ہر فتنۂ ہمچون میزان ست

بسیارے اند و سر خرد شوند و بسیارے بے مراد

گردند و لو تاملت فیہ قلیلاً لوجدت من

نتائجہ الشریفۃ کثیراً فہم من فہم واللہ الملہم والسلام

یہ کثیراً کہ ہر فتنہ مانند میزان کے ہے

پانی بہوتوں نے ۱۲

بہت اس سے سرخرو ہوویں اور بہت بے مراد

ہوویں و لو تاملت فیہ قلیلاً لوجدت من

اور اگر تامل کرے تو تھوڑا تو پاوے تو

نتائجہ الشریفۃ کثیراً فہم من فہم واللہ الملہم والسلام

نتیجوں بزرگ سے بہت سمجھا اس کو جس نے سمجھا اور اللہ سمجھاوے اور سلام ۱۲

کنده را لوطی در خانه برد — سرنگون افگند و در وی میفشرد

در میانش خنجری دید آن معین — پس بگفت اندر میانت چیست این

گفت آنکه با من ار یک بداندیش — بد بیندیشد بدرم اشکمش

گفت لوطی حمد لله را که من — بد نیندیشیده ام با تو بفن

چونکه مردی نیست خنجرها چه سود — چون نداند دل ندارد سود خود

از علی میراث داری ذوالفقار — بازوی شیر خدا هستت بیار

گر فسونی یاد داری از مسیح — کو لب و دندان عیسی ای وقیح

کشتی سازی ز توزیع و فتوح — کو یکی ملاح کشتی همچو نوح

بت شکستی گیرم ابراهیم وار — کو بت تن را فدا کردن بنار

گر دلیلت هست اندر فعل آر — تیغ چوبین را بدان کن ذوالفقار

لوطی گھر کونی کو اپنے لے گیا — الٹا اسکو ڈالا اور اسپر چڑھا

دیکھا اک خنجر کمر میں اسکے جو — پوچھا یہ کیا ہے کمر میں بس کہو

بولا جو کہ میرا بد اندیش ہے — پھاڑوں میں پیٹ اسکا برائی جو کرے

بولا لوطی شکر ہے اللہ کا — کہ نہ میں نے فعل بد تجھسے کیا

جو نہ مرد ہے فائدہ خنجر سے کیا — جو نہ جانے دل کو کیا ہو فائدہ

رکھتا ہے میراث علی سے ذوالفقار — بازوئے شیر خدا بھی لا تو یار

گر فسون ہے یاد عیسے کا تجھے — پس لب و دندان کہاں عیسیٰ کا ہے

کشتی چندے سے بنائی اور فتوح — پر ہیں کشتیبان کہاں مانند نوح

مانا بت توڑا جوں ابراہیم کے — تن کا بت کرنا فدا کہاں نار سے

گر دلائل ہیں تو لا با فعل و کار — تیغ چوبیں اس سے کر تو ذوالفقار

سلہ لوطی گھر کو الخ ۔ شعر ایک لوطی اپنے گھر کونی کو لے گیا اس کو الٹا ڈالا اور اسپر چڑھا جو اسکی کمر میں ایک خنجر دیکھا پوچھا کہ یہ کمر میں کیا ہے کونی نے کہا کہ جو کوئی میرا بد اندیش ہو اسکا پیٹ پھاڑوں اگر کوئی برائی کرے لوطی نے کہا کہ اللہ کا شکر ہے کہ میں نے تجھسے فعل بد نہ کیا آگے اسکے حقائق ہیں فافہم ۱۲۔

سلہ جو نہ مرد ہے الخ ۔ شعر جو مرد نہیں ہے خنجر سے کیا فائدہ ہو اور جو دل کو نہ جانے کیا فائدہ ہو علی سے میراث ذوالفقار کو رکھتا ہے مگر بازو شیر خدا اے یار تو لا اگرچہ فسون عیسیٰ تجھکو یاد ہے پس لب و دندان عیسیٰ کا کہاں ہے چندے و فتوح سے کشتی بنائی ولیکن کشتیبان مانند نوح کے کہاں ہے یہ مانا کہ ابراہیم کے مانند بت توڑا لیکن تن کا بت فدا کرنا نار میں کہاں ہے اگر دلائل میں تو فعل و کار میں لا اور اس سے تیغ چوبیں کو ذوالفقار کر دہ دلیل ایسی کہ تیرے عمل کی مانع ہو اور خواری حیا کی بنی تیغے اگرچہ تو قول عارفوں کا بیان کرتا ہے مگر وہ دل پر نور عارفوں کا کہاں کہ جس سے قال تیرا سامعین کے دل میں اثر کرے پس یہ قال عارضی تیرا مثل خنجر مخنث کے بیکار ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲۔

آن دلیلے کو ترا مانع شود	از عمل آن نقمت صانع شود	وہ دلیل ایسی کہ مانع ہو تری	اس عمل کی خواری صانع ہو تری
خائفان راہ را کردی دلیر	از ہمہ لرزان تری تو زیر زیر	خائفان رہ کو کرتا ہے دلیر	سب سے تو خائف بڑا فردان پر زیر
بر ہمہ درس توکل مے کنی	در ہوا تو پشہ را رگ میزنی	تو توکل کا سبق ہم سب کو دے	اور ہوس سے خود تو مکھی چوس لے
ای مخنث پیش رفتہ از سپاہ	بر دروغ و ریش تو گیرد گواہ	اے مخنث آگے لشکر کے بڑھا	جھونٹ پر داڑھی ہے تیری بس گواہ
چون زنا مردی دل آگندہ بود	ریش و سبلت موجب خندہ بود	دل جو نامردی سے رکھے رابطہ	مونچھ و داڑھی جو ہنسی کا واسطہ
توبہ کن اشک باران چون مطر	ریش و سبلت از خندان باز خر	توبہ کر اور ابر کی مانند رو	رکھ ہنسی سے دور داڑھی مونچھ کو
دار و مردی بجوز اندر عمل	تا شوی خورشید گرم اندر حمل	دار و مردی کی تو کھا اندر عمل	تا تو ہو خورشید گرم اندر حمل
دار و مردی کن و عنین خوے	تا برون آید صد گون خوبروے	کر دوا مردی کی تو ہجڑا نہ ہو	تاکہ پیدا ہوویں صدہا خوبرو
معدہ را بگذار و سوے دل خرام	تا کہ بے پردہ ز حق آید سلام	چھوڑ معدہ جا طرف دل کے تمام	آئے حق سے تاکہ بے پردہ سلام
رستمی گر بایدت خنجر بگیر	ور بجیزے مائلے چادر بگیر	رستمی گر چاہے تو خنجر کو لے	میل زنخاپن ہے گر چادر کو لے
رستی گر مائلے جوشن بپوش	ور بجیزے راغبی رکون فروش	رستمی چاہے زرہ کو پہن تو	میل زنخاپن ہے جادی کون کو
یک دوگامی در توکل ساز خوش	تا ترا عشقش کشد اندر برش	کر توکل اور تو چل اک دو قدم	کھینچے تا عشق اسکا تجھکو اکدم
بر سر میدان چو مردان پایدار	تا نگردی مبتلا در پائے دار	بر سر میدان قدم رکھ مردوار	تا نہ ہووے مبتلا تو زیر دار
تا کہ از جامہ نان ہمچون زنان	در صف مردان درآ ہمچو سنان	کب تلک جامہ زنونسے جو زنان	صف مین مردونکی تو آ مثل سنان

غالب شدن مکر روباہ بر خر و بردن اورا | غالب آنا مکر روباہ کا اوپر خر کے اور لیجانا اسکو

روبہ اندر حیلہ پای خود فشرد	ریش خر بگرفت و پیش شیر برد	پانون تلے گاڑا جال مین روباہ نے	لے گئی خر کو وہ آگے شیر کے

نسخہ چادر

سلہ خائفان رہ الخ، شرح خائفان راہ کو دلیر کرتا ہے اور سب سے تو زیادہ خائف پوشیدہ ہے تو سب کو توکل کا سبق دیتا ہے اور خود ہوس سے مکھی چوس ہے اے مخنث تو آگے لشکر کے بڑھا اور تیری داڑھی جھونٹ پر گواہ ہے دل نامردی سے جو رابطہ رکھتا ہے مونچھ داڑھی ہنسی کا واسطہ ہو توبہ کر اور ابر کی مانند رو اور داڑھی مونچھ کو ہنسی سے دور رکھ دوا مردی کی اندر عمل کے کھا تاکہ خورشید حمل مین ہو دار و مردی کی کر تو زنخامت ہو تاکہ صدہا خوبرو پیدا ہون یعنی اے ریاکار تو دوسرون کو راہ بتاتا ہے اور خود گمراہی مین پڑتا ہے پس تو خود مرد ہو کر تاکہ تجھسے مرد پیدا ہون باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ چھوڑ معدہ الخ، شرح تو معدہ کو چھوڑ اور دل کی طرف جا تاکہ حق سے بے پردہ سلام آئے اگر رستمی چاہتا ہے خنجر کو لے اور اگر رغبت زنخاگری کی ہو چادر کو لے اگر رستمی چاہتا ہے تو زرہ کو پہن اور اگر رغبت زنخاپن کی ہے جان سے توکل کر اور ایک دو قدم چل کر تا عشق اسکا ایک دم تجھکو کھینچے بر سر میدان مردون کی مانند قدم رکھ تاکہ مبتلا نہو وے زیر دار کے کب تک جامہ زنون کا زنونکی مانند پہنے گا صف مین مردونکی تو مثل سنان کے آ یعنی اگر تو مرد راہ ہے کوشش کر اور اگر نامرد ہے پوشش زنان پہن اور کونے بن پس توکل کر اور سالک ہو کہ عشق اسکا خود تجھکو کھینچے آگے غلبہ مکر روباہ کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ پانون الخ، شرح روباہ نے خیال مین پانون گاڑا خر کو آگے شیر کے لے گئی وہ کہان ہین سطربان خانقاہ کہ دف پر گا مین خر گیا خر گیا شیر کو خرگوش جو چاہ مین لائے تو کیون نہ روباہ خر کو گیاہ تک لائے کان بند کر اور افسون تو مت کھا اس ولی حق کے افسون کے سوا وہ افسون اسکا حلوے سے زیادہ خوش ہے کیونکہ سر حلوے اسکے خاک پا ہین لینے تو ریاکارون کے دم مین مت آ اگر دم مین آتا ہے تو اولیاء اللہ کے دم مین آ کہ منزل مقصود کو پہونچے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

مطرب آن خانقه کو تا که تفت	دف زند که خر برفت و خر برفت	ہین کہان وہ مطربان خانقہ	دف پہ گائین خر گیا اور خر گیا
چونکه خرگوشے برد شیرے بچاه	چون نیارد در رہی خر تا گیاه	شیر کو خرگوش لاوے جو کہ چاہ	کیون نہ روبالاوے خر کو تا گیاہ
گوش را بربند و افسونها مخور	جز فسون آن ولی دادگر	بند کر کان اور افسون تو نکھا	اس ولی حق کے افسون کے سوا
آن فسون خوشتر از حلوای او	زانکه صد حلواست خاک پای او	وہ فسون حلوے سے اسکا خوش سوا	کیونکہ سو حلوے ہین اسکے خاک پا
خمہای خسروانی پر زمے	مایه برده از دمے لب های وی	خسروانی خم کے خم مے سے بھرے	مایہ اسکے لب کے دم سے لب گئے
عاشق می باشد آنجان بعید	کوئی بہاے لعلش را ندید	عاشق وہ ہووے وہ اور جان جدا	کہ دی لب سے نہ اس کے آشنا
آب شیرین چون نبیند مرغ کور	چون نگردد گرد چشمه آب شور	آب شیرین جو نہ دیکھے مرغ کور	کیون نہووے گرد چشمہ آب شور
موسی جان سینه را سینا کند	طوطیان کور را بینا کند	موسی جان سینہ کو سینا کرے	طوطیون اندھی کو وہ بینا کرے
خسرو شیرین جان نوبت زداست	لاجرم در شهر قند ارزان شده است	عہد آیا شیرین خسرو جان کا	شہر مین قند اسلیے ارزان ہوا
یوسفان غیب لشکر می کشند	تنگهای قند و شکر می کشند	یوسفان غیب لشکر کش ہوے	لاتے ہین انبار مصری قند کے
اشتران مصر را رو سوی ماست	بشنوید ای طوطیان بانگ درا	رخ ہماری سمت اونٹون مصر کا	طوطیو بانگ جرس سنیو ذرا
شهر ما فردا پر از شکر شود	شکر ارزانست ارزان تر شود	شہر پر شکر سے کل ہووے مرا	وہ شکر ارزان و ارزان ہو سوا
در شکر غلطید ای حلواییان	همچو طوطی کوری صفراییان	تم شکر مین لوٹو اے حلوائیو	جیسے اندھی طوطی کی صفرائی ہو
نیشکر کوبید کار اینست و بس	جان برافشانید یار اینست و بس	نیشکر کو کوٹو یہی بس کار ہے	جان کر قربان یہی بس یار ہے
یک ترش در شهر ما اکنون نماند	چونکه شیرین خسروان را بر نشاند	اک ترش نے شہر مین میرے رہا	جو کہ شیرین خسرو آکر کے رہا
نقل بر نقل ست و می بر می هلا	بر مناره رو بزن بانگ صلا	نقل پر نقل و مے پر مے ہے جا	چڑھ کے دے مینار پر بانگ صلا
سرکه نه ساله شیرین میشود	سنگ مرمر لعل و زرین میشود	نو برس کا سرکہ شیرین ہووے ہے	سنگ مرمر لعل زرین ہووے ہے
آفتاب اندر فلک دستک زنان	ذره ها چون عاشقان بازیکنان	مہر گردون پر بجائے تالیان	ناچتے ذرے ہین مثل عاشقان

سلہ خسروانی الخ یہ شرح ہے خم کے تم خسروانی بھرے ہین اسکے دم لب سے مایہ لے کے وہ جان جدا عاشق ہووے کہ اسکے مے لب سے نہ آشنا ہووے آگے اسکی مثال ہے جو مرغ کور آب شیرین نہ دیکھے گرد چشمہ آب شور کیون ہووے آگے اسکے حقائق ہین جانکا موسی سینہ کو سینا کرے اور اندھی طوطیون کو وہ بینا کرے خسرو جان کو عہد شیرین آیا سو اسکے قند ارزان ہوا یوسفان غیب لشکر کش ہوے انبار مصری و قند کے لاتے ہین اونٹون کا رخ ہماری طرف ہے اے طوطیو بانگ جرس ذرا سنو میرا شہر کل شکر سے پر ہووے شکر ارزان ہے اور ارزان سوا ہووے یعنے غایت رشد سے اب میرا سینہ پر نور ہوا اور قافلے کا میرے دل کی طرف رجوع ہوا ہے اے طالبو مرشد جو کہ میرا سینہ پر از شکر معنی کل بہت ہوگا تب جسکو خواہش معنی ہو مجھسے حاصل کرے کہ کمال کو پہونچا ہون غرض کہ اسی قول سے مولانا اس مترجم کی طرف بھی اشارہ از راہ غیب گوئی کے فرماتے ہین کہ میرے بعد اس مثنوی کو یوسف موزون کریگا چنانچہ دیباچہ مین معنی اس بات کو بیان کیا ہے اہل معنی پر یہ امر بخوبی ظاہر ہوگا باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ تم شکر مین الخ یہ شرح اے حلوائیو تم شکر مین لوٹو جیسے طوطی اندھی صفرائی ہو نیشکر کو کوٹو یہی کار اور جان کو قربان کرو یہی بار ہے میرے شہر مین ایک ترش نرہا جو کہ شیرین خسرو آکر رہا نقل پر نقل و مے پر مے ہے مینار پر چڑھکر بانگ صلا دی نو برس کا سرکہ شیرین ہوتا ہے۔ وہ سنگ مرمر لعل زرین ہوتا ہے مہر گردون پر تالیان بجاتا ہے اور ذرے ناچتے ہین مانند عاشقون کے یعنی موجود کی تکلیف دو اور جان قربان کرو یہی کام باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲-

چشمها مخمور شد از سبزه زار / گل شگوفه میکند بر شاخسار
چشم دولت سحر مطلق میکند / روح شد منصور انا الحق میزند
شد ز یوسف آن زلیخا نوجوان / عشرت از سر گیر خوش خوش شادمان
آتشی اندر دل خود بر فروز / دفع چشم بد سپندان را بسوز
تو بحال خویشتن میباش شاد / تا بیابی در جهان جان مراد
گر خرے را می برد روبہ ز سر / گو ببر تو خر مباش و غم مخور

چشمے بس مخمور سبزہ سے ہوئے / سبز شاخون پر گل و غنچے کھلے
چشم دولت سحر مطلق بس کھے / روح انا الحق کہہ کے منصور اک بنے
ہوئے یوسف سے زلیخا نوجوان / ہو سر نو تو خوشی اور شادمان
آگ اپنے دل مین کر روشن ذرا / دفع چشم بد کو اسپند تو جلا
حال پر اپنے رہو خوش و شادمان / تا جہان مین پائے تو جان مراد
روبہ گر دھوکے سے لیجاتی ہے خر / کہہ دے لیجا تو نہ خر ہو غم نہ کر

حکایت آن شخص کہ از ترس خویش را بخانہ افگند روی زرد و تن لرزان خداوند خانہ پرسید چیست ترس تو گفت خر میگیرند گفت تو خر نیستی گفت بتمیز بر خاستہ است

حکایت اُس شخص کی کہ خوف سے ایک گھر مین زرد رُو و لرزان گھسا گھر والے نے پوچھا تو کیون ڈرتا ہے کہا کہ گدہون کو پکڑتے ہین کہا کہ تو تو گدہا نہین ہے کہا تمیز جاتا رہا ہے

آن یکے در خانۂ ناگہ گریخت / زرد روی و لب کبود و رنگ ریخت
صاحب خانہ بگفتش خیر ہست / کہ ہمی لرزد ترا چون پیر دست
واقعہ چونست چون بگریختی / رنگ رخسارہ بگو چون ریختی
گفت بہر سخرۂ شاہ حرون / خر ہمی گیرند مردم از برون
گفت میگیرند خر ای جان عم / چون نہ خر تو ترا زین چیست غم
گفت بس جدند و گرم اندر گرفت / گر خرم گیرند ہم نبود شگفت

ایک کس ناگاہ اک گھر مین گھسا / ہونٹ نیلے زرد رو ڈرتا ہوا
بولا گھر والا کہ صاحب خیر ہے / کہ ہو لرزان مثل بوڑھے جسم کے
مر کہ کیا ہے جو کیون بھاگا ہے تو / رنگ فق کیون ہے تو کہہ تو ای نکو
بولا وہ بیگار مین شہ کے لیے / خر پکڑتے ہین سپاہی شاہ کے
بولا پکڑے جاتے ہین خر با ستم / تو نہین خر ہے تو جا کیا تجکو غم
بولا کوشش مین پکڑنے مین ہین سب / گر مجھے وہ پکڑ لین خر کیا ہے عجب

سلہ چشمے الخ یہ شعر چشمے سبزے سے مخمور ہوئے اور سبز شاخون پر گل و غنچے کھلے چشم دولت سے سحر مطلق رکھتی ہے اور روح انا الحق کہہ کر منصور بنتی ہے یوسف سے زلیخا نوجوان ہوتی ہے اور سر نو تو خوشی و شادمان ہو ذرا آتش اپنے دل مین روشن کر اور دفع چشم بد کو تو اسپند بنا اپنے حال پر خوش و شادمان ہو کہ تا کہ جہان مین تو جان مراد پائے روباہ اگرچہ خر کو دھوکے سے لیجاتی ہے کہہ دو کہ لے جا تو خر نہو اور غم نکر یعنی اب مین تو بہ مرشد سے نوجوان ہوا ہون اور عشق سے دل کو پُر رکھتا ہون جسکا دل چاہے مجھسے عشق حال کرے اور معنی پائے اگر شیطان ریاکارون کو دھوکا دیکر لیجاتا ہے کہ دو کو لیجا تو ریاکار مت ہو اور غم نکر آگے اسکی مثال ہے اہل تمیز کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ ایک کس الخ یہ شعر ایک شخص ناگاہ ایک گھر مین گھسا نیلے ہونٹ زرد رو اور ڈرتا ہوا گھر والے نے کہا کہ صاحب خیر ہے کہ لرزان ہو مانند بوڑھے جسم کے کہا کہ مر کہ کیا ہے اور کیون تو بھاگا ہے اور رنگ فق کیون ہے تو کہا کہ بیگار مین شاہ کیواسطے خر پکڑتے ہین سپاہی شاہ کے کہا کہ خر پکڑے جاتے ہین باستم گھر والے نے کہا تو خر نہین ہے تو جا تجکو کیا غم ہے آگے جواب اسکا ہے فافہم ۱۲ سلہ بولا الخ یہ شعر کہا کہ سب کوشش پکڑنے کی ہین اگر مجکو وہ خر سمجھ کر پکڑ لین کیا عجب ہے خر پکڑنے کیواسطے ہاتھ ڈالا ہے پس تمیز اب کوشش سے اٹھ گیا ہے جو اہل حکومت بے تمیز ہین بجائے خر کے صاحب خر کو لے جاتے ہین آگے اسکے حقائق ہین ہمارے شہر کا امیر بیہودہ نہین ہے اسکو تمیز ہے کہ وہ سمیع و بصیر ہے یعنی بسبب کثرت ریاکارون کے اہل تمیز مفقود جہان مین ہین کہ اہل معنی و بے معنی مین تمیز کرین الحمد اللہ کہ جس شہر وجود کا امیر بیہودہ نہین ہے بلکہ صاحب تمیز و سمیع و بصیر ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

بهر خرگیری برآوردند دست — جد جد تمییز هم برخاسته است
چونکه بی تمییزیانمان سرورند — صاحب خر را بجای خر برند
نیست شاه شهر ما بیهوده گیر — هست تمییزش سمیع ست و بصیر
آدمی باش و ز خرگیران مترس — خر نهٔ ای عیسی دوران مترس
چرخ چارم هم ز نور تو پرست — حاش لله که مقامت آخرست
تو ز چرخ و اختران هم برتری — گرچه بهر مصلحت در آخری
میر آخر دیگر و خر دیگرست — نی هر آنکو اندر آخر شد خرست
میر آخر گرچه در آخر بود — هر که او را خر بگوید خر بود
چه در افتادیم در دنبال خر — از گلستان گوی و از گلهای تر
از انار و از ترنج و شاخ سیب — وز شراب و شاهدان بی حسیب
یا از آن بازان که کبکان پرورند — هم نگون اشکم هم استان می چرند
یا از آن دریا که موجش گوهرست — گوهرش گوینده و بینا درست
یا از آن مرغان که گلچین می کنند — بیضه ها زرین و سیمین می کنند
هر دیاها نیست پنهان در جهان — پایه پایه تا عنان آسمان
هر گره را نردبانی دیگرست — هر روش را آسمانی دیگرست
هر یکی از حال دیگر بی خبر — ملک با پهنای بی پایان سر
این در آن حیران که او از چیست خوش — وان درین خیره که حیرت چیستش
صحن ارض الله واسع آمده — هر درختی از زمینی سر زده

ہاتھ ڈالا خر کو پکڑنے کے لیے — بس تمیز اب اٹھ گیا کوشش سے کر
بے تمیز اہل حکومت بس جو ہیں — خر کی جا لیجاتے صاحب خر کو ہیں
نے ہمارے شہر کا بیہودہ گیر — ہے تمیز اسکو سمیع ہے اور بصیر
آدمی ہو اور نہ ڈر خر گیر سے [1] — تو نہیں خر ہے اے عیسیٰ وقت کے
چرخ چوتھا پر ہے تیرے نور سے — کب ترا ہرگز مقام اصطبل ہے
چرخ و اختر تیرے آگے پست ہیں — مصلحت کو گرچہ ہے اصطبل میں
میر آخر اور ہے اور خر اور ہے — نے طویلہ میں کہ جائے خر بنے
گرچہ داروغہ طویلہ میں ہے — جو کہ خر کہوے اُسے بس خر وہ ہے
کیا پڑا ہوں خر کے پیچھے میں اب آ — کچھ کہوں گل سے گلستاں سے ذرا
اور نارنجی انار و سیب سے — اور شراب و شاہد بے ریب سے
یا کہ بازوں سے [2] کہ پالیں کبک کو — پُر شکم اور کھاتے ہیں آسمان دو
یا کہ دریا سے کہ موج اسکی گہر — گوہر اسکا اہل قال و باہنر
یا کہ مرغوں سے کہ وہ گل چنتے ہیں — بیضے زریں اور سیمیں دیتے ہیں
سیڑھیاں عالم میں ہیں از بس نہاں — پایہ پایہ تا کنارہ آسمان
ہر گرہ کی ایک سیڑھی اور ہے — ہر روش کا آسمان بھی اور ہے
بے خبر ایک دوسرے کے حال سے — ملک چوڑا بے سر و پا اسکا ہے
انہیں [3] یہ حیران کہ وہ خوش کیسے ہیں — انہیں وہ حیران کہ حیرت کیوں انہیں
صحن ارض اللہ واسع آیا ہے — ہر درخت اگتا زمین کی خاک سے

[1] آدمی ہو الخ۱۲ شعر تو آدمی ہو اور خر گیر سے مت ڈر اے عیسیٰ وقت تو خر نہیں ہے فلک چہارم تیرے نور سے پُر ہے تیرا مقام کب اصطبل ہے تیرے آگے چرخ و اختر پست ہیں اگرچہ اصطبل میں مصلحت کو ہے میر آخر اور ہے اور خر اور ہے نہ طویلہ میں جائے کہ خر بنے اگر داروغہ طویلہ میں رہتا ہے جو کوئی اُسکو خر کہے بس وہ خر ہے میں خر کے پیچھے کیا پڑا ہوں کچھ گل و گلستان سے اور نارنگی و انار و سیب سے اور شراب و شاہد بے ریب سے کہوں یعنے اولیاء اللہ بظاہر اس اصطبل دنیا میں ایک مصلحت کے واسطے ہیں کہ تا خران اہل دُنیا کو ہدایت کریں میں تا موت کے پیچھے پڑا ہوں کچھ ملکوت سے کہوں آگے اسکے بیان میں مثال ہے فافہم ۱۲ [2] یا کہ الخ۱۲ شعر یا کہ بازوں کے حال سے کہ کبک کو پالتے ہیں پُر شکم ہیں اور آسمان کھاتے ہیں یا کہ دریا سے کہوں کہ موج اُسکی گوہر ہے اور گوہر اسکا اہل قال و باہنر ہے یا کہ مرغوں سے کہوں کہ وہ گل چنتے ہیں اور بیضے زرین اور سیمی دیتے ہیں بہت سیڑھیاں عالم میں پوشیدہ ہیں پایہ پایہ کنارہ آسمان تک ہر ایک گروہ کی ایک سیڑھی اور ہے اور ہر ایک روش کا آسمان بھی اور ہر ایک دوسرے کے حال سے بیخبر کہ اسکا ملک چوڑا بے سر و پا ہے یعنی اولیاء اللہ کے حال سے کہوں گروہ ہر ایک قوم میں ہیں اور بناء طریقہ کہتے ہیں ایک دوسرے کے حال سے خود بیخبر ہیں آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ [3] انہیں الخ۱۲ شعر یہ انہیں حیران ہیں اور وہ خوش کیسے اور وہ انہیں حیران ہیں کہ انہیں کیوں حیرت ہے ترجمہ زمین اللہ کی بڑی آئی ہے کہ ہر ایک درخت طلب زمین سے اگتا ہے شجر برگ و شاخ شکر کرتے ہیں کہ عجب ملک و عجیب دشت فراخ ہے یہ بات بعید ہے اس لئے پھر طرف اُس روباہ بھوکے شیر کے ہم گئے روباہ و خر

بر درختان شکر گویان برگ و شاخ	کہ زہی ملک و زہے عرصہ فراخ	شکر کرتے ہین شجر پر برگ و شاخ	کہ عجب ملک اور عجب دشت فراخ
این سخن پایان ندارد کن رجوع	سوی آن روباہ و شیر و سقم جوع	بات یہ بیحد ہے پھر اس راہ سے	جانب اس روباہ و بھوکے شیر کے

بردن روباہ خر را پیش شیر و جہیدن خر از شیر و عتاب روباہ با شیر کہ شتاب کردی و لابہ کردن شیر کہ دگر بارہ بیارش

لے جانا روباہ کا خر کو آگے شیر کے اور بھاگنا خر کا شیر سے اور غصہ ہونا روباہ کا شیر پہ کہ تو نے جلدی کی اور خوشامد کرنا شیر کی کہ پھر اسکو لا

چونکہ روباہش سوی مرج برد	تا کند شیرش بہ حملہ خرد مرد	لے گئی روبہ اسے تا سبزہ زار[1]	کہ کرے شیر اسکو حملہ سے شکار
دور بود از شیر و آن شیر از نبرد	تا بہ نزدیک آمدن صبری نکرد	دور تھا خر شیر نے حملہ کیا	پاس آنے تک نہ صبر اسکو رہا
گنبدی کرد از بلندی شیر ہول	خود نبودش قوت و امکان حول	جست کی اوپر سے شیر ہول نے	جو نہ تھی خود قوت و قدرت اسے
خر ز دورش دید و برگشت و گریخت	تا بپای کوہ تازان نعل ریخت	دور سے خر دیکھ اس کو چل دیا	کوہ کی جڑ تک گیا وہ بھاگتا
گفت روبہ شیر را کای شاہ ما	چون نکردی صبر در وقت وغا	بولی روبہ شیر کو اے شہ مرے	کیون رہا صابر نہ وقت جنگ کے
تا بہ نزدیک تو آمد آن غوی	پس باندک حملۂ غالب شوی	تا کہ تیرے پاس آیا وہ غبی	تجھکو اک حملہ مین ہوتی غالبی
مکر شیطان ست تعجیل و شتاب	لطف رحمانست صبر و احتساب	مکر ہے شیطان کا تعجیل کا	لطف ہے رحمن کا صبر و قرار
دور بود و حملہ دید و گریخت	ضعف تو ظاہر شد و آب تو ریخت	دور تھا اور دیکھا حملہ چل دیا	ضعف نے تیرے تجھے رسوا کیا
گفت من پنداشتم بر جاست زور	خود بدم از ضعف خود نادان کور	بولا[2] جانا مین نے وہ ہی زور ہے	اور خود نادان تھا اپنے ضعف سے
نیز جوع و حاجتم از حد گذشت	صبر و عقلم از تجوع یاوہ گشت	بھوک حاجت میری جو حد سے گئی	بھوک سے صبر و خرد سب گم گئی
گر توانی بار دیگر از خرد	باز آوردن مر او را می سزد	گر تو سکتی ہے دوبارہ عقل سے	دھوکا دیکر پھر یہان پر لا اسے

[1] لے گئی الخ، شعر روباہ لے گئی اسکو سبزہ زار تک کہ شیر اسکو حملہ سے شکار کرے خر دور تھا کہ شیر نے حملہ کیا اور پاس آنے تک اسکو صبر نہ رہا اور پر سے جست کی شیر ہول نے خود اسکو قوت و قدرت نہ تھی اسکو خر دور سے دیکھ کر چل دیا پہاڑ کی جڑ تک ایک تیر سا گیا روباہ نے کہا شیر کو کہ اے شاہ میرے تو صابر کیون نہین رہا وقت جنگ کے کہ تا وہ غبی تیرے پاس آتا اور تجھکو ایک حملہ مین غالبی ہوتی آگے اسکے حقائق ہین شیطان کا مکر ہے جلدی کام اور رحمن کا لطف ہے صبر و قرار دور تھا اور حملہ دیکھکر چل دیا تجھکو تیرے ضعف نے رسوا کیا یعنی جلدی کام شیطان کا ہے اور صبر و قرار لطف رحمن کا ہے باقی حال آگے کا سننے کا ہی فافہم ۱۲۔

[2] بولا الخ، شعر شیر نے کہا کہ مین نے جانا وہی زور ہے خود اپنے ضعف سے نادان تھا بھوک و حاجت و میری حد سے گئی بھوک سے صبر و خرد سب گم گئے اگر تو دوبارہ عقل سے سکتی ہے دھوکا دیکر پھر یہان اسے لا سے تیرا احسان سوار کہتا ہون تو کوشش کر کہ اسکو وکر حق بجھکو وہ گویا روزی کرے بعدہ تمکو سوا امید دون کہا کہ سچ ہے اگر خدا یاری کرے اور دل پہ اسکے اندھے پن کی لہر رکھے بھول جائے جو آنکھو دیکھا بعید نہین اسکے گدھے پن سے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

منت بسیار دارم از تو من — جهد کن باشد بیاریش بفن
گر خدا روزی کند آخر مرا — بعد ازان بس صیدها بخشم ترا
گفت آری گر خدا یاری دهد — بر دل او از عمی مهری نهد
پس فراموشش شود بوی که دید — از خری او نباشد این بعید
لیک چون آرم مرا او را بر متاز — تا بباوش بندی از تعجیل باز
گفت آری تجربه کردم که من — سخت رنجورم مخلخل گشته تن
تا بنزدیکم نیاری خر تمام — من بخسبم خفته باشم بر دوام
رفت روبه گفت ای شه همتی — تا بپوشد عقل او را غفلتی
توبه‌ها کرده است خر با کردگار — که نگردد غرهٔ هر نابکار
توبه اور الفن برهم زنیم — ما عدوی عقل و عهد روشنیم
کلهٔ خر گوی فرزندان ماست — فکرتش بازیچهٔ دستان ماست
عقل کان باشد ز دوران زحل — پیش عقل ما ندارد آن محل
از عطارد وز زحل دانا شد او — ما ز داد کردگار لطف خو
علم الانسان خم طغرای ماست — علم عند اللہ مقصدهای ماست
تربیت آن آفتاب روشنیم — ربی الاعلی ازان رو میزنیم
تجربه گر دارد او با این همه — بشکند صد تجربه زین دمدمه
بو که توبه بشکند آن سست خو — در رسد شومی اشکستن در او

مین ترا احسان اٹھاتا ہون سوا — گر کرے کوشش کرے تو اسکو لا
گر کرے حق مجھکو روزی وہ گدھا — بعدہٗ بس صید دون تجھکو سوا
بولی سچ ہی گر خدا یاری کرے — دل پہ اندھے پن کی مہر اسکے رکھے
بھول جا ہی بول جو اسکو دکھے — نے بعید اسکے گدھے پن سے ہے یہ
پر اسے[1] جو لاؤن تو تیزی نہ کر — تا نہو برباد جلدی سے وہ خر
بولا سچ ہے تجربہ مین نے کیا — سخت ہون بیمار و تن ہے مبتلا
تا مرے نزدیک تر نے لائے خر — نے ہلون سوتا رہون مین بیشتر
روبہ جلدی بولی شہ ہمت کرو — تا چھپائے غفلت اسکی عقل کو
توبہ کی ہے خر نے جو باکبریا — کہ نہو وہ غرہ ہر نا اہل کا
اسکی توبہ توڑتی ہون مکر سے — دشمن عہد خرد ہون جان لے
خر[2] کا گلہ گیند بچپن کی مرے — عقل اسکی میرا ادنی کھیل ہے
جو زحل کے دور مین بس عقل ہو — آگے میری عقل کے بے اصل ہو
وہ عطارد و آکیوان سے ہوا — لطف خو مین ہون بجود کبریا
علم الانسان خم طغرای کا ہے — علم عند اللہ مقصد میرا ہے
تربیت اس مہر دوشن سے مجھے — ربی الاعلی ہون کہتا اسلیے
تجربہ اس گل کا گر رکھتا ہو وہ — تجربے سو توڑدون مین اس مکر سے
ہو توقع توبہ توڑے اسکی خو — توڑنے کی شومی لائے رنج کو

در بیان آنکہ نقض عہد توبہ موجب بلا بلکہ باعث مسخ ست چنانکہ در حق اصحاب سبت

اُس بیان مین کہ توڑنا عہد توبہ کو سبب بلا بلکہ سبب مسخ صورت ہے جیسے کہ حق مین اصحاب

سله پر اُسے الخ۔ شعر۔ لیکن جو اُسے لاؤن تو تیزی مت کر تا جلدی سے وہ خر برباد نہ ہووے کہا کہ سچ ہے مین نے تجربہ کیا سخت برباد ہون اور تن مبتلا ہے تاکہ میرے نزدیک تر خر کو نہ لائے نہ ہلون اور سوتا رہون مین بیشتر روباہ جلدی اور کہا کہ اے شاہ ہمت کر تاکہ غفلت چھپائے اسکی عقل کو خر نے توبہ کری ہے ساتھ خدا کے کہ وہ غرہ نہو ہر نااہل کو اسکی توبہ اور مکر کو توڑتی ہون اور دشمن عہد و خرد کی ہون یعنی نااہلان دنیا توبہ کرتے ہین اور پھر ذرا سے بہکانے شیطان کے توبہ توڑ ڈالتے ہین آگے مکر روباہ کا بیان ہے فافہم ۱۲۔

سله خر کا گلہ الخ۔ شعر خر کا گلہ میرے بچپن کی گیند ہے اور اسکی عقل میرا ادنی کھیل ہے جو عقل ہے زحل کے دور مین وہ میری عقل کے آگے بے اصل ہو کر وہ عطارد و آکیوان سے ہوا اور مین لطف خو مین ہون جو کبریا سے ترجمہ تعلیم کیا انسان کو میرے طغرا کا خم ہے اور نزدیک اللہ کے علم میرا مقصد ہے اس مہر روشن سے تربیت مجھکو ہے اسواسطے ربی الاعلی کہتا ہون اگر اس گل ترجمہ وہ رکھتا ہے سو تجربے مین توڑدون اس مکر سے امید ہے کہ اسکی خو توبہ توڑے اور توبہ توڑنے کی شومی لائے رنج کو یعنی جو توبہ توڑتا ہے اسکی شومی سے آفت مین گرفتار ہوتا ہے آگے اس توبہ شکنی کا بیان ہے فافہم ۱۲۔

ودر حق اصحاب مائدۂ عیسےٰ کہ وجعل منہم القردۃ والخنازیر

نقض میثاق و شکست توبہا　موجب لعنت بود در انتہا

نقض عہد و توبۂ اصحاب سبت　موجب مسخ آمد و اہلاک و مقت

پس خدا آن قوم را بوزینہ کرد　چونکہ عہد خود شکستند از نبرد

اندرین امت نبد مسخ بدن　لیک مسخ دل بود ای ذو الفطن

چون دل بوزینہ گردد آن دلش　از دل بوزینہ شد خوار آن گلش

گر ہنر بودی دلش را ز اختیار　خوار کی بودی ز صورت آن حمار

آن سگ اصحاب خوش بد سیرتش　ہیچ بودی منقصت زان صورتش

مسخ صورت بود اہل سبت را　تا ببیند خلق ظاہر کبت را

از رہ سر صد ہزاران دگر　گشتہ از توبہ شکستن خوک و خر

سبت و اصحاب مائدہ عیسیٰ کے ہے وجعل منہم القردۃ والخنازیر

اور گردانا

انمین سے بندر و خنزیر ۱۲

عہد سے پھرنا و توبہ توڑنا[1]　ہووے لعنت کا سبب آخر ولا

توڑنا بس عہد قوم سبت کا　باعث مسخ و ہلاکت کا ہوا

حق نے پس اس قوم کو بندر کیا　جو کہ عہد اپنے کو توڑا ظاہرا

مسخ تن ہونا نہ اس امت میں ہے[2]　لیک ہونا مسخ دل ہے جان سے

جو کہ دل بندر بنے دل اسکا وہ　دل ہو بندر کا وہ گل اک خار ہو

دل کو گر ہوتا ہنر با اختیار　خوار کب ہوتا وہ صورت سے حمار

وہ سگ اصحاب خوش سیرت جو تھا　کچھ بھی نقصان صورت بد سے ہوا

مسخ صورت تھی بس اہل سبت کی　تا کہ دیکھے خلق ظاہر بدتری

از رہ سیرت ہزاروں دوسرے　عہد شکنی سے گدہے سور بنے

عتاب کردن خر بار و باہ

بس بیامد زود روبہ نزد خر　گفت خر از چون تو یاری الحذر

تا جوانمردا چہ کردم من ترا　کہ بہ پیش شیر بردی مرا

غصہ ہونا خر کا روباہ پے

آئی روبہ پاس خر کے جلد تر　بولا خر تجھ یار سے تو الحذر

میں نے اے نامرد تیرا کیا کیا[3]　مجھکو لے جا شیر کے آگے رکھا

---

[1] عہد سے الخ سو شعر عہد سے پھرنا و توبہ توڑنا آخر لعنت کا سبب ہووے قوم سبت کا عہد توڑنا باعث مسخ و ہلاکی کا ہوا حق نے اس قوم کو بندر کیا جو کہ ظاہر عہد کیا اپنے کو توڑا آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲-

[2] مسخ تن الخ، شعر اس امت مین مسخ تن ہونا نہین ہے ولیکن دل مسخ ہوتا ہے جان سے جو کہ دل بندر بنے وہ دل اسکا بندر کا دل ہوا اور وہ گل ایک خار ہوا اگر دل کو ہنر با اختیار ہوتا وہ خر صورت سے کب خوار ہوتا آگے اسکی مثال ہے وہ سگ اصحاب کہف خوش سیرت جو تھا کچھ بھی نقصان اسکو صورت سے ہوا جو اہل سبت کی مسخ صورت تھی تاکہ خلق ظاہر بدتری دیکھی از راہ سیرت کے دوسرے ہزارون عہد شکنی سے گدہے و سور بنے روباہ خر کے پاس جلد تر آئی کہا خر نے تجھ یار سے ہے پرہیز یعنی اہل امت اگلے انبیا علیہم السلام کی شامت اعمال سے مسخ صورت ظاہری ہوتی تھی مگر امت جناب رسول مقبول صلعم کے بسبب گناہ کے مسخ دل ہوتے ہین اور انکا دل اس جانور کا سا دل ہوتا ہے کہ اس سے وہی صفتین پیدا ہوتی ہین آگے غصہ ہونا خر کا بیان ہے فافہم ۱۲-

[3] مین نے الخ یہ شعر اے نامرد مین نے تیرا کیا کیا کہ مجھکو لے جاکر شیر کے آگے رکھا میری جان سے کیا تجھکو دشمنی تھی اسکے سوا کہ تیری بدنیتی تھی آگے اسکی مثال ہے جیسے بچھو پانون کو کاٹ کھائے باوجودیکہ اس سے آفت پائی نہین ہو یا کہ جیسے دیو دشمن جان کا ہے کہ ہم سے کچھ تکلیف نہ پہونچی ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ -

موجب کین تو با جانم چہ بود ‌‌ — از خبیث جوہر تو اے عنود
ہمچو کژدم کو گزد پاے فتے — تا رسیده از وے او را آفتے
یا چو دیوے کو عدوے جان ماست — نا رسیده زحمتش از ما و کاست
بلکہ طبعا خصم جان آدمی ست — از ہلاک آدمی در خرمی است
از پئے ہر آدمی او نگسلد — خود طبع زشت خود را کے ہلد
زانکہ خبث ذات او بے موجبے — ہست سوئے ظلم و عدوان جاذبے
ہر زمان خواند ترا تا آخرے — کاندر اندازد ترا اندر چہے
کہ فلانجا حوض آبست و عیون — تا دراندازد بحفرت سرنگون
آدمی را با ہزاران کر و فر — اندر افگند آن لعین در شور و شر
بیگناہی بے گزند سابقے — کے رسید او را ز آدم ناحقے
کے رسید او را ز مردم زشتیے — کو دمادم آرد از غم پشتیے

میری جان سے کیا تھی تجھکو دشمنی — اس سوا کہ تھی تری بد طینتی
جیسے بچھو کاٹ کھائے پاؤں کو — با وجود اسنے نہ آفت پائی ہو
یا کہ جیسے دیو دشمن جانکا ہے — کچھ نہ تکلیف ہم سے پہونچی ہی اسے
بلکہ[1] ذاتی دشمن انسان ہے — مرگ سے انسان کے شادی کرے
واسطے ہر آدمی کے زشت خو — وہ طبع بد کو کب چھوڑے ہے وہ
کیونکہ طینت بد ہے اسکی ناروا — کھینچے ہے وہ جانب ظلم و جفا
تا چراگہ وہ بلاتا ہے تجھے — ہر گھڑی تا ڈالے اندر چاہ کے
کہ فلانی جا پہ حوض و نہر ہے — تا کہ ڈالے اندھا اندر حوض کے
آدمی کو با ہزاروں کر و فر — اس لعین نے ڈالا اندر شور و شر
بے گنہ بے پہلے پانے رنج کے — ناحق آدم سے یہ کب پہونچے اسے
آدمی سے رنج کب پہونچا اسے — کہ وہ ہر دم غم سے پشتی لائے ہے

جواب دادن روباہ خر را — جواب دینا روباہ کا خر کو

گفت روبہ آن طلسم سحر بود — کہ ترا در چشم آن شیرے نمود
ورنہ من از تو بتن مسکین ترم — چون شب و روز اندر آنجا میچرم
گر نہ زانگونہ طلسمے ساختے — ہر شکم خواری بدانجا تاختے
یک جہان بینوا چون پیل و ارج — بے طلسمی کے بماند سبز مرج
من ترا خود خواستم گفتن بدرس — کاینچنین ترسے اگر بینی مترس

بولی[2] روبہ وہ طلسم سحر تھا — کہ تجھے شیر ایک وہ کھلائی دیا
ورنہ مسکین تر میں تجھسے تن میں ہوں — رات دن کیونکہ وہاں چرتی رہوں
گر طلسم ایسا نہیں کرتے عیاں — ہر چرندہ آکے بس چرتا وہاں
ہاتھی گینڈے سے جہاں پر ایک ہے — بے طلسم ہرگز یہ کب سبزہ بچے
میں[3] نے چاہا تھا سکھا دینا تجھے — کہ نہ ڈرنا شکل گر ایسی دکھے

[1] بلکہ ذاتی الخ ہ شعر بلکہ انسان کا ذاتی دشمن ہے کہ انسان کی مرگ سے شادی کرتا ہے ہر ایک آدمی کے واسطے زشت خود طبع بد کو کب وہ چھوڑتا ہے کیونکہ اسکی طینت بد ناروا ہے کہ ظلم و جفا کی طرف وہ کھینچتی ہے آگے اسکے حقائق ہیں کہ وہ تجھکو بلاتا ہے چراگاہ تک ہر دم کرتا اندر چاہ کے ڈالے کہ فلانی جا پہ حوض و نہر ہے تاکہ اندر حوض کے اندھا ڈالے آدمی کو ہزاروں کر و فر کے ساتھ اس لعین نے ڈالا شور و شر میں بے گناہ و بے پہلے رنج پانے کے آدم سے ناحق یہ کب اسے پہونچے اسے آدمی سے کب رنج پہونچا ہے کہ وہ ہر دم غم سے بیگاری لاتا ہے یعنی شیطان دشمن انسان ہے کہ بغیر رنج پہونچنے کے وہ انسان کو بلا میں ڈالتا ہے آگے جواب روباہ کا ہے فافہم ۱۲

[2] بولی روبہ الخ ہ شعر روباہ نے کہا کہ وہ ایک طلسم سحر تھا کہ تجھے ایک شیر دکھلائی دیا ورنہ میں مسکین تر تجھسے تن میں ہوں کیونکہ میں رات دن وہاں چرتی ہوں اگر ایسا طلسم ظاہر کرتے ہر ایک چرندے وہاں آکر چرتے ہاتھی گینڈے ایک جہان پر ہے بغیر طلسم کے ہرگز یہ ترکیب سبزہ کب بچے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲ [3] میں نے چاہا الخ ہ شعر میں نے تجھکو چاہا تھا سکھا دینا کہ تو نہ ڈرنا اگر ایسی شکل دیکھے لیکن میں اس علم کے سکھا دینے سے بھول گئی کہ تیری دلسوزی میں مستغرق تھی میں نے تجھکو بھوکا و بینوا دیکھا اور دوڑتی تھی کہ تا دوا لاؤں ورنہ میں تجھسے شرح طلسم کی کہتی کہ وہ خیال دکھتا ہے اور جسم نہیں ہے بالکل بھولی کہ تجھسے ذرا کہتی اس شکل ہیبت ناک کے حال میں آگے جواب خر کا ہے فافہم ۱۲

لیک وقت از یاد علم آموزیت — کہ بدم مستغرق دلسوزیت
بودمت در جوع کلب و بینوا — می شتابیدم کہ آئی تا دوا
ورنہ با تو گفتمی شرح طلسم — کان خیالی مینماید نیست جسم
شد فراموش آنکہ گویم مر ترا — حال آن شکل مہیب پر بلا

پر میں بھولی اس سکھانے علم سے — کہ تھی دلسوزی میں مستغرق ترے
دیکھا میں نے تجھکو بھوکا بینوا — دوڑتی تھی میں کہ تا لاؤں دوا
ورنہ تجھسے کہتی میں شرح طلسم — کہ وہ دکھتا ہی خیالی نہی جسم
بھولی بالکل تجھسے بس کہنا ذرا — حال میں اس شکل ہیبت ناک کا

جواب دادن خر روباہ را

گفت رو رو ہین ز پیشم ای عدو — تا نہ بینم روی تو ای زشت رو
آن خدائی کہ ترا بدبخت کرد — روی زشتت را قبیح و سخت کرد
با کدامین روی می آئی بمن — اینچنین سغری ندارد کرگدن
رفتہ در خون و جانم آشکار — کہ ترا من رہبرم در مرغزار
تا بدیدم روی عزرائیل را — باز آوردی فن و تسویل را
گرچہ من ننگ خرانم یا خرم — جانور جاندارم این را کے خرم
بیدل و جان از نہیب آن شکوہ — سرنگون خود را در افگندم ز کوہ
آنچہ من دیدم ز ہول بی امان — طفل دیدی پیر گشتی در زمان
بستہ شد پایم در آندم از نہیب — چون بدیدم آن عذاب بے حجیب
عہد کردم با خدا کای ذو المنن — بر کشا زین بستگی تو پای من
تا نہ شنوم وسوسہ کس بعد ازین — عہد کردم نذر کردم ای معین
حق کشادہ کرد آندم پای من — زان دعا و زاری و ہیہای من
ورنہ اندر من رسیدی شیر نر — چون بدی در زیر پنجہ شیر خر

جواب دینا خر کا روباہ کو

بولا[۵۱] ہٹ آگے سے میرے ای عدو — تا نہ دیکھوں منہ ترا ای زشت رو
اُس خدا نے تجھکو بدقسمت کیا — زشت رو بے شرم پر آفت کیا
آتی کس منہ سے ہی میرے پاس تو — دانت گینڈے کا نہو ایسا کبھو
میری جان خون کی تو درپے ہوئی — کہ چراگہ میں ہوں رہبر میں تری
میں نے تا منہ دیکھا عزرائیل کا — پھر تو اب لائی ہی کچھ مکر و دغا
نام لیوا میں خروں کا گرچہ ہوں — جانور جاندار ہوں کب اسکو لوں
دیکھا[۵۲] جو کچھ ہول میں نے شیر کے — سرنگوں اپنے کو ڈالا کوہ سے
میں نے جو کچھ ڈر سے دیکھا بے اماں — ہو گیا لڑکے سے بوڑھا ناگہاں
پاؤں میرا خوف سے اُس دم بندھا — جبکہ دیکھا وہ عذاب پر بلا
عہد اللہ سے کیا کہ اے خدا — کھول دے اس بند سے پاؤں مرا
تا کسی کا وسوسہ نے پھر سنوں — ای معین میں نذر و عہد کرتا ہوں
حق نے کھولا پاؤں میرا اس گھڑی — اُن دعاؤں التجاؤں سے مری
ورنہ مجھ تک پہونچا تھا وہ شیر نر — ہوتا کیا پنجہ میں اُسکے حال خر

۵۱ بولا ہٹ الخ ۰ شعر کہا میرے آگے سے ہٹ اے دشمن کہ تیرا منہ نہ دیکھوں اے زشت رو اُس خدا نے تجھکو بدقسمت کیا زشت رو اور بے شرم و پُر آفت کیا کس منہ سے تو آتی ہے میرے پاس ایسا دانت گینڈے کا کبھو نہو تو میری جان دخون کی درپے ہوئی کہ میں چراگاہ میں تیری رہبر ہوں تا میں نے منہ عزرائیل کا دیکھا اب تو پھر لائی ہے کچھ مکر و دغا اگرچہ میں نام لیوا خروں کا ہوں جانور جاندار ہوں کب اسکو لوں جو کچھ میں نے ہول پر بلا دیکھا بچہ بوڑھا ہوتا اگر جس دم دیکھتا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔
۵۲ دیکھا جو کچھ الخ ۰ شعر شیر کے خوف سے میں نے بے دل و جان خود کو سرنگوں ڈالا کوہ سے میرا پاؤں خوف سے اُس دم بندھا جبکہ وہ عذاب دیکھا پر بلا اللہ سے عہد کیا کہ اے خدا اس بند سے میرا پاؤں کھول دے تا کہ پھر کسی کا وسوسہ نہ سنوں اے معین اب نذر و عہد میں کرتا ہوں اُس دم حق نے میرا پاؤں کھولا میری اُن دعاؤں و التجاؤں سے ورنہ مجھ تک وہ شیر نر پہونچا ہے اور اُسکے پنجے میں حال خر کا کیا ہوتا پھر اُس شیر نر نے شاید بھیجا ہے میرے پاس اے مصاحب بد تجھے آگے اسکے حقائق ہیں فافہم ۱۲

باز بفرستادت آن شیر عرین | سوی من از مکر ای خبس القرین
حق ذات پاک الله الصمد | که بود به مار بد از یار بد
مار بد جانی ستاند از سلیم | یار بد آرد سوی نار جحیم
مار بد زخم او زند بر جان زند | یار بد بر جان و بر ایمان زند
از قرین بے قول و گفت وگوی او | تو بدزدد دل نهان از خوی او
چونکه او افگند بر تو سایه را | دزدد آن بے مایه از تو مایه را
عقل تو گر اژدهائی گشت مست | یار بد آنرا زمرد دان که هست
دیدهٔ عقلت بدو بیرون جهد | طعنه دست اندر کف طاعون نهد
در جهان نبود تبرا زیار بد | دین مرا عین الیقین گشته است خود

بھیجا پھر شاید کہ ہی اُس شیر نے | پاس میرے ای مصاحب بد تجھے
ہے قسم اُس ذات پاک اللہ کی | یار بد سے مار بد کو بہتری
جان لیوے مرد کی وہ مار بد | لائے دوزخ کی طرف وہ یار بد
مار بد تو زخم لیوے جان پر | یار بد دے زخم جان ایمان پر
ترتیب سے بس وہ یہ قول و بیان | اسکی خو سے خود چرالئے دل نہان
جو کہ ڈالا اُس نے تجھپر سایہ کو | ہی چراتا تجھسے بس وہ مایہ کو
عقل تیری گر ہو مست اک اژدہا | یار بد کو تو زمرد جانتا
تیری چشم عقل اندھی اُس سے ہو | دست طعنہ زن مین نشتر دیوے وہ
نے تبر عالم مین ہے نے یار بد | بس ہوا عین الیقین یہ مجھکو خود

پاسخ دادن روباه مر آن خر را دیگر

گفت وہ صاف ما را درد نیست | لیک تخییلات وہمی خرد نیست
اینهمه وهم تو است ای ساده دل | ورنه با تو نه غشی دارم نه غل
از خیال زشت خود منگر بمن | بر محبان از چه داری سوء ظن
ظن نیکو بر برادران صفا | گرچه آید ظاهر از ایشان جفا
آن خیال و وهم بد چون شد پدید | صد هزاران یار را از هم برید
مشفقے گر کرد جور و امتحان | عقل باید که نباشد بدگمان
خاصه من بد رگ نبودم زشت قسم | آنچه دیدی بد نه بد بود آن طلسم

جواب دینا روباہ کا خر کو دوسری بار

بولی روبہ جھوٹ نہ سچ مین مرے | پر تخیل وہم کا کب خرد ہے
یہ ترا سب وہم ہے ای سادہ دل | ورنہ نے رکھتی مین تجھسے غش و غل
تو خیال بد سے مت دیکھ اب مجھے | دوستون پر بدگمانی مت کرے
رکھ گمان اب نیک با اہل صفا | گرچہ ظاہر اُنسے ہووے کچھ جفا
جو خیال و وہم بد ظاہر ہوا | یار آپس سے ہوئے صدہا جدا
گر کیا مشفق نے ظلم امتحان | چاہیے دانش کرنے ہو بدگمان
خاصکر بد مین نہ تھی زشت قسم | دیکھا جو بد تو نے بد نے تھا طلسم

سلہ ہے قسم الخ۔ شعر قسم ہے اُس ذات پاک اللہ کی کہ یار بد سے مار بد کو برتری ہے وہ مار بد جان لیوے مرد کی اور وہ یار بد دوزخ کی طرف لائے مار بد تو زخم جان پر دے اور یار بد زخم جان و ایمان پر دے ترتیب سے جو قول و بیان کی اسکی خو سے خود چرائے دل پوشیدہ جو کہ اُسنے تجھپر ڈالا سایہ کو پس تجھسے چراتا ہے وہ مایہ کو تیری عقل اگر ایک مست اژدہا ہو یار بد کو ایک زمرد جان تیری چشم عقل اس سے اندھی ہو اور دست طعنہ زن مین وہ نشتر دیوے عالم مین بدتر نہین ہے بجز یار بد کے کہ یہ مجھکو خود عین الیقین ہوا ہے یعنے یار بد سے مار بد بہتر ہے کہ مار بد تو زخم جان پر دیتا ہے اور یار بد دوزخ مین ڈالتا ہے آگے جواب روباہ کا ہے فافہم ۱۲۔

سلہ بولی الخ۔ شعر روباہ نے کہا کہ میرے سچ مین جھوٹ نہین ہے ولیکن غلط وہم کا کب تھوڑا ہے یہ تیرا سب وہم ہے اے سادہ دل ورنہ مین تجھسے غل و غش نہین رکھتی تو مجھکو خیال بد سے مت دیکھ اور دوستون پر بدگمانی مت کر گمان نیک رکھ اہل صفا سے اگرچہ ان سے ظاہر کچھ جفا ہووے جو خیال و وہم بد ظاہر ہووے یار آپس سے صدہا جدا ہوئے اگر مشفق نے ظلم و امتحان کا کیا عقل چاہیے کہ بدگمانی نہو باقی حال سکا آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ خاصکر الخ۔ شعر خاصکر بد و زشت قسم نہ تھی جو تو نے بد دیکھا وہ طلسم بد نہ تھا اگر اندیشہ تقدیری میرا بد تھا یارونکی خطا عفو فرمائین آگے اسکے حقائق ہین عالم وہم و خیال و طمع ہم راہ رو کو ایک مانع عظیم ہے نقشبندی خیال کی ہی نقش سے خلیل مثل کوہ کو دھوکے ہوئے جو ہذا ربی کہا ابراہیم نے کہ وہ وہم کے عالم مین آیا تھا یعنی عالم وہم و خیال سالک کو مانع عظیم ہے کہ خلیل اللہ کی مانند کو نقشبندی خیال سے دھوکے ہوئے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲۔

وربدی بدآن سگالش قدررا — عفو فرمائید از یاران خطا
عالم وہم وخیال وطمع وبیم — ہست رہرو را یکے سد عظیم
نقشہای این خیال نقشبند — چون خلیلے را کہ کہ بد شد گزند
گفت ہذا ربی ابراہیم راد — چونکہ اندر عالم وہم او فتاد
ذکر کوکب را چنین تاویل گفت — آن کسی کو گوہر تنزیل سفت
عالم وہم وخیال وچشم بند — آنچنان کہ را ز جای خویش کند
تاکہ ہذا ربی آمد قال او — خربط وخر را چہ باشد حال او
غرق گشتہ عقلہای چون جبال — در بحار وہم وگرداب خیال
کوہہا را ہست زین طوفان فضوح — کو امانی جز کہ در کشتی نوح
زین خیال رہزن راہ یقین — گشت ہفتاد ودو ملت اہل دین
مرد ایقان رست از وہم وخیال — موے ابرو را نمی گوید ہلال
آنکہ را نور عمر نبود سند — موی ابروے کجی راہش زند
صد ہزاران کشتی با ہول وہم — تختہ تختہ گشتہ در دریاے وہم
کمترین فرعون چستی فیلسوف — ماہ او در برج وہمی در خسوف
کس نداند روسپی زن کیست آن — وانکہ داند نیستش بر خود گمان
چون ترا وہمی تو دارد خیر وشر — از چہ گردی گرد وہم آن دگر
عاجزم من از منی خویشتن — چہ نشینی پر منی تو پیش من

گر عقا بد اندیشہ تقدیری مرا — عفو فرماتے ہین یارونکی خطا
عالم وہم وخیال وطمع بیم — راہ رو کو ایک ہے مانع عظیم
نقشبندی خیال کی ان نقش سے — چون خلیل کوہ کو دھوکے ہوے
ہذا ربی بولا ابراہیم جو — وہم کے عالم مین آیا وہ نکو
ایسی۱؎ اختر کی کری تاویل ہے — اُسنے جو کہ صاحب تنزیل ہے
عالم وہم ونظر بند وخیال — ایسے کہ کو لے گیا از راہ چال
تاکہ ہذا ربی آیا اُسکا قال — صاحب خر اور خر کا کیا ہو حال
غرق کل عقلین مثال کوہ ہین — وہم کے گرداب بحر فکر مین
کوہ اس طوفان سے رُسوا ہوا — امن کب ہے نوح کی کشتی سوا
رہزن راہ یقین کی فکر سے — ہین بہتر ملت اہل دین کے
مرد۲؎ ایقان چھوٹا وہم وفکر سے — کب ہلال اس موے ابرو کو کہے
جسکا ہو نور عمر سے پیشوا — رہزن اُسکا ہوی ابرو ہو سدا
ٹکڑی ٹکڑی کشتیان لاکھون ہوئین — وہم کے دریا مین ڈوبے بایقین
کمترین فرعون دانا اہل جاہ — برج وہمی مین رکھے گہن اسکا ماہ
نے کوئی جانے زن قحبہ کہان — جو کہ جانے ہو نہ خود پر وہ گمان
وہم تیرا تجھسے رکھے خیر وشر — جاتا کیون ہے دوسرے کے وہم پر
مین۳؎ غرور اپنے سے عاجز ہون دور — میرے آگے کیون تو بیٹھا پر غرور

۱؎ ایسی اختر کی الخ ۶ شعر اختر کی ایسی تاویل کرے اُسے کہ جو صاحب تنزیل ہے عالم وہم ونظر وخیال ایسے کوہ کو از راہ چال کے لے گیا تاکہ ہذا ربی اُسکا قال آیا صاحب خرد وخر کا کیا حال ہو کل عقلین مثال کوہ کے غرق ہین گرداب وہم وبحر فکر مین اس طوفان سے کوہ رُسوا ہوا امن کب ہے سوا کشتی نوح کے رہزن ہے راہ یقین کی فکر سے بہتر ملت اہل دین کے واسطے ہین جبکہ وہم وخیال سے ابراہیم نے ہذا ربی کہا صاحب خرد خر کا کیا حال ہے پس ایسے وہم وخیال کے سبب سے بہتر ملت اہل دین کی ہوگئین آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲۔

۲؎ مرد ایقان الخ ۷ شعر چھوٹا وہم وخیال سے کب ہلال موے ابرو کو کہے یعنی یہ حکایت مثل مین فرماتے ہین اول مولانے فرمائی ہے دیکھیہ کہ جسکا نور عمر پیشوا نہو اُسکا رہزن موئی ہمیشہ ہو لاکھون کشتیان ٹکڑے ٹکڑے ہوئین وہم کے دریا مین خوف سے کمترین فرعون دانا واہل جاہ کا ماہ برج وہمی مین گہن رکھے کوئی نہین جانتا کہ زن قحبہ کہان ہے اور جو کہ جانے وہ گمان خود پر نہو تیرا وہم تجھپر خیر وشر رکھے تو کیون جاتا ہے دوسرے کے وہم پر یعنے تیرا وہم تجھپر خیر وشر رکھتا ہے دوسرے کے وہم پر کیون جاتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

۳؎ مین غرور الخ ۵ شعر مین اپنے غرور سے عاجز دور ہون میرے آگے تو کیون بیٹھا ہے پر غرور جو کہ خود نمائی سے دعویٰ کرے اپنا عاشق ہے دلا پر راغب ہے ہین بیخودی کو ڈھونڈھتا ہون تاکہ مین گیند ہوؤن اس چوگان کی جو بیخود ہوا سب خودی اُسمین ہے کہ وہ یار سب کا ہے جو اپنا یار نہین ہے آگے اسکی مثال ہے جو آئینہ نقش ہے وہ قیمت پائے کیونکہ وہ جملہ نقش کو دکھلاتا ہے یعنی بیخودی کے حاصل ہونے مین سب خودی ہے کہ وہ سب کا یار ہے جو اپنا یار نہین ہے آگے ذلت نفس کا بیان ہے فافہم ۱۲۔

از من و ما ہر کہ این در میزند	عاشق خویش ست و برلامی تند
بے من و مائی ہمی جو یم بجان	تا شوم من گوی آن خوش صولجان
ہر کہ بے من شد ہمہ منہا در وست	یار جملہ شد چہ خود نیست دوست
آئنہ بے نقش شد یابد بہا	زانکہ شد خاکی ز جملہ نقشہا

خود نمائی سے کہ جو دعوی کرے	عاشق اپنا ہی و راغب لا پے ہے
بیخودی کو ڈھونڈھتا ہون اخی	تا مین ہو وُن گیند اُس چوگان کی
جو ہوا بیخود خودی سب اُسمین ہے	یار سب کا ہے جو اپنا یار نے
پائے قیمت آئینہ بے نقش ہو	کیونکہ دکھلاتا ہے جملہ نقش کو

حکایت شیخ محمد سرزری و ریاضت او که ہر شب افطار بہ برگ رز مے کرد جہت ذل نفس خود

زاہدی [۵۱] ز غزنی از دانش مزی	بد محمد نام و کنیت سرزری
بود افطارش سر رز ہر شبے	ہفت سال او دائم اندر مطلبے
پس عجائب دید از شاہ وجود	لیک مقصودش جمالِ شاہ بود
بر سرِ کہ رفت آن از خویش سیر	گفت بنمایا فتادم من بزیر
گفت نامد نوبت آن مکرمت	ور فرو افتی نمیری نکشمت
او فرو افگند خود را از وداد	در میانِ عمق آبی او فتاد
چون بمرد از نکس آنجان میر مرد	از فراقِ مرگ بر خود نوحہ کرد
کاین حیات او را چو مرگے مینمود	کار پیشش بازگونہ گشتہ بود
موت را از غیب میکرد او گدی	ان فی موتی حیاتے میزدی
موت را چون زندگی قابل شدہ	با بلاک جان خود یکدل شدہ

حکایت شیخ محمد سرزری اور ریاضت اُسکی کہ ہر شب انگور کے پتون سے افطار روزہ کرتا تھا واسطے ذلت نفس اپنے کے

زاہد [۵۱] اک غزنی مین دانش سے غنی	تھا محمد نام و کنیت سرزری
ہر شب افطار اُسکو تھا انگور سے	سات سال آخر کو مطلب مین گئے
پس عجائب دیکھے شاہِ جسم سے	تھا جمالِ شاہ سے مقصد اُسے
چڑھ گیا اک کوہ پر اپنے سے سیر	بولا دیکھا ورنہ مین گرتا ہون زیر
بولا آیا وقت اُس بخشش کا نے	گر گرے نے مارون تجھکو نے مرے
پھینکا نیچے اُسنے خود کو عشق سے	وہ گرا اندر عمیق اک آب کے
جو [۵۲] نہ اُس تکلیف سے وان وہ مرا	موت کی حسرت سے خود رونے لگا
موت دکھتی تھی یہ اُسکو زندگی	کام اُلٹا اُسکے آگے تھا سبھی
موت کی کرتا تھا خواہش غیب سے	ان فی موتی حیات اک تھا اُسے
موت کا جو ن زندگی قابل ہوا	جان دینے کو وہ خود اک دل ہوا

۵۱ زاہد الخ، شعر ایک تو اہد غزنین مین عقلمند تھا محمد نام اور کنیت سرزری ہر شب اُسکو افطار انگور سے تھا سات برس مطلب مین آخر گئے پس عجائب شاہ جسم سے دیکھے جمال شاہ سے اُسکو مقصد تھا پہاڑ پر خود سے پھر گیا اور کہا جلوہ دکھلا ورنہ نیچے گرتا ہون حق نے کہا کہ اس بخشش کا وقت نہین آیا ہے کہ اگر تو گرے نہ تجھکو مارون ونہ تو مرے پس اُسنے خود کو عشق سے نیچے پھینکا ایک گہرے پانی مین وہ گرا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

۵۲ جو نہ اُس الخ، شعر نہ اُس تکلیف سے وہ وہان مرا خود موت کی حسرت سے رونے لگا یہ موت اُسکو زندگی دکھتی ہے سب کام اُسکے آگے اُلٹا تھا آگے حقائق ہین غیب سے موت کی خواہش کرتا تھا ترجمہ تحقیق موت مین حیات میری ہے زندگی کے مانند جو موت کا قائل ہو اجان دینے کو وہ خود یکدل ہوا علی کے مانند تیغ و خنجر اُسے ریحان اور نرگس اور نسترین عدو جان ہوا یعنے جسکو موت زندگی کے مثل ہے اُسکو جان دینے مین کچھ تامل نہین ہے آگے رجوع بقصہ ہے حکم آیا شہر کو جنگل سے وہ حکم طرفہ بے دہان و بے مجال کے تھا کہا کہ تو جانتا ہے میرے بھید کو مین شہر مین کیا خدمت کرون آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲۔

سیف و خنجر چون علی ریحان او * نرگس و نسرین عدو جان او
بانگ آمد روز صحرا سوی شہر * طرفہ بانگی از وراے سر و جہر
گفت ای اناای رازم مو بمو * چہ کنم در شہر خدمت گوی تو
گفت خدمت آنکہ بہر ذل نفس * خویشتن سازی تو چون عباس دبس
مدتی از اغنیا زر می ستان * پس بہ درویشان مسکین میرسان
خدمت این ست تا یک چندگاہ * گفت سمعاً طاعۃ ای جان پناہ
بس سوال و بس جواب و ماجرا * بُد میان زاہد و رب الوری
کہ زمین و آسمان پر نور شد * در مقالات آن ہمہ مذکور شد
لیک کوتہ کردم آن گفتار را * تا نوشد ہر خسے اسرار را

تیغ و خنجر جون علی ریحان اُسے * نرگس و نسرین عدو جان اُسے
حکم آیا شہر کے جا دشت سے * حکم طرفہ بیدہان بے قال کے
بولا تو جانے ہی میرے بھید کو * کیا کرون مین شہر مین خدمت کہو
بولا[1] خدمت وہ ہی بہر ذل نفس * کر تو اب اپنے کو جون عباس دبس
ایک مدت اغنیون سے تو لے * اور وہ مسکین و درویشون کو دے
یہ تری خدمت ہی اک مدت تلک * بولا جانا مانا ای رب فلک
بس سوال و بس جواب و ماجرے * درمیان اللہ و زاہد کے ہوئے
کہ زمین و آسمان روشن ہوا * ہمکلامی مین وہ سب اُسپر کھلا
لیک کوتہ مین نے کی اس بات کو * تا نہ کوئی بھید سے آگاہ ہو

آمدن شیخ بعد از چندین سال بشہر غزنین و زنبیل گردانیدن باشارت غیبی و تفرقہ کردن بر فقرا

سے ہر کرا جان ز عز لبیک ست * نامہ بر نامہ پیک بر پیک ست

آنا شیخ کا بعد کئی سال کے شہر غزنین مین اور زنبیل لیکر پھرنا باشارہ غیبی اور تقسیم کرنا فقیرون پر

سے جان کو ہے جسکی عز سے لبیک * نامہ پر نامہ پیک پر ہے پیک

رو بشہر آورد آن فرمان پذیر * شہر غزنین گشت از رویش منیر
از فرح خلقی باستقبال رفت * او در آمد از رہ دزدیدہ تفت
جملہ اعیان و مہان برخاستند * قصر ہا از بہر او آراستند
گفت من از خودنمائی نامدم * جز بخواری و گدائی نامدم

شہر کی سو[2] آیا وہ فرمان پذیر * ہوگیا غزنین رخ اُسکے سے منیر
خلق استقبال کو خوش خوش گئی * اور وہ آیا از رہ پوشیدگی
جملہ سردار اور اُمرا بس اُٹھے * اور سنوارے محل اُسکے واسطے
بولا نے آیا تو خودی کے واسطے * بلکہ آیا ہون مین ذلت کے لیے

[1] بولا الخ • شرح حق نے کہا کہ وہ خدمت ہے واسطے ذلت نفس کے کہ تو خود مانند عباس دبس کے ہے ایک مدت غنیون سے تو زر لے اور مسکین درویشون کو دے یہ تیری خدمت ہے ایک مدت تک کہا کہ جانا و مانا اے رب فلک کے از بس سوال و جواب و ماجرے درمیان حق کے و زاہد کے ہوئے کہ زمین و آسمان روشن ہوا وہ سب ہمکلامی مین اسپر کھلا و لیکن مین نے کوتہ کری اس بات کو تا کوئی بھید سے آگاہ نہووے یعنی اُسکو گدا اگری مین راز باطن کا کھل گیا کہ راز افشان نہین کر سکتا ہون باقی حال اسکا آگے ہی فافہم ۱۲

[2] شہر کی سو الخ • شعر وہ فرمان پذیر طرف شہر کے آیا اور شہر غزنین ہوگیا اُسکے رخ سے روشن استقبال کو خلق خوش خوش گئی اور وہ از راہ پوشیدگی کے آیا سب سردار و امرا بس اُٹھے اور محل اُسکے واسطے سنوارے کہا کہ خودی کے واسطے نہین آیا ہون بلکہ ذلت کے واسطے آیا ہون میرا ارادہ قال و قیل سے نہین ہے مین دربدر زنبیل لیکر پھرونگا حکم خدا ہے و مین حکمی جاکر ہون کہ تا گدا ہووُن باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲-

نیستم بر عزم قال و قیل من · در بدر گردم بکف زنبیل من
بندہ فرمانم کہ امرست از خدا · تا گدا باشم گدا باشم گدا
در گدائی لفظ نادر نادرم · جز طریق خر گدایان نسپرم
تا شوم غرق مذلت من تمام · تا سقطہا بشنوم از خاص و عام
امر حق جانست و من او را تبع · او طمع فرمود ذل من قنع
چون طمع خواہد من سلطان دین · خاک بر فرق قناعت بعد ازین
او مذلت خواست کی عزت تنم · او گدائی خواست کی میری کنم
بعد ازین گدیہ و مذلت جان من · بیست عباسند در انبان من
شیخ برمیگشت و زنبیلی بدست · شیٔ للہ خواجہ توفیقیت ہست
بود از کرسی و عرش اسرار او · شیٔ للہ شیٔ للہ کار او
انبیا ہر یک ہمین فن میزنند · خلق مفلس گدیہ ایشان میکنند
اقرضوا اللہ اقرضوا اللہ میزنند · باژگون بر تنصروا اللہ می تنند
در بدر این شیخ می آرد نیاز · بر فلک صد در برای شیخ باز
کان گدائی کہ بجد میکرد او · بہر یزدان بود نے بہر گلو
ور بگردی نیز از بہر گلو · نان گلو از بہر حق دارد علو
در حق او خوردن نان و شہد و شیر · بہ ز چلہ و ز سہ روزہ صد فقیر
نور مینوشد مگو نان می خورد · لالہ می کارد بصورت میچرد
چون شراری کو خورد روغن ز شمع · نور افزایش خوردش بہر جمع

نے ارادہ میرا قال و قیل سے · مین پھرونگا در بدر زنبیل لے
حکمی چاکر ہون کہ ہی حکم خدا · تا گدا ہوؤن گدا ہوؤن گدا
[1] لفظ نادر نے گدائی مین کہون · جز طریقہ خر گدایان نے چلون
تا کہ مین ذلت مین ہوؤن غرق یا · خاص و عام و سب مین کہاؤن گالیان
امر حق جانمین مطیع اسکا طمع · کہتا وہ ہی مجھکو ذل من قنع
جو طمع چہتا ہی مجھسے شاہ دین · خاک سر پر ہو قناعت کے امین
اُسنے ذلت چاہی کب عزت مین لون · وہ گدائی چاہے کب میری کرون
[2] بعدہٗ ذلت گدائی ہے و مین · کہ مری جھولی مین ہیں عباس ہین
شیخ پھرتا در بدر زنبیل لے · شیٔ للہ خواجہ کچھ توفیق ہے
عرش و کرسی سے تھا بھید اُسکا سوا · شیٔ للہ شیٔ للہ کام تھا
انبیا ہر ایک یہ ہی کرتے ہین · مرد مفلس بھیک اُنکو دیتے ہین
اقرضوا اللہ اقرضوا اللہ کرتے ہین · تنصروا اللہ پڑہ پھر رغبت رکھین
در بدر یہ شیخ کرتا تھا نیاز · چرخ پر اُسکے لیے سو در تھے باز
[3] وہ گدائی کرتا تھا جو جہد سے · حق کی خاطر تھی نہ کھانے کے لیے
بھی اگر کرتا تھا کھانے کے لیے · کھانا وہ اعلیٰ تھا حق کیواسطے
اسکے حق مین پارۂ نان شہد و شیر · اعلیٰ چلہ سے کہ سو رکھین فقیر
نور کھاتا ہی نہ کھاتا ہے نان · لالہ بوتا ہے و چرتا ہے عیان
جیسے شعلہ کھائے روغن شمع سے · ہو فزون نور اُس سے محفل کے لیے

[1] لفظ نادر الخ یہ شعر نادر لفظ گدائی مین نہ کہون اور بجز طریقہ خر گدایون کے نہ چلون تا کہ مین غرق ذلت مین یہان ہوؤن اور خاص عام سب سے گالیان کھاؤن حکم حق جان مین اُسکا تابع ہون اور جسنے طمع فرمائی اور ذلیل ہے وہ کوئی جو قناعت کرے جو مجھے شاہ دین طمع چاہتا ہے قناعت کے سر پر خاک ہووے اُسنے ذلت چاہی مین کب عزت لون وہ گدائی چاہے مین کب امیری کرون یعنی یار تو مجھسے گدائی چاہتا ہے مین بادشاہی کب چاہون پس میری عزت گدائی مین ہے نہ بادشاہی مین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [2] بعدہ الخ یہ شعر بعدہ گدائی و ذلت ہے اور مین ہون کہ میری جھولی مین بیس عباس ہین شیخ در بدر زنبیل لے کر پھرتا ہے کچھ شے واسطے اللہ کے اے خواجہ کچھ توفیق ہے اسکا بھید عرش و کرسی سے سوا تھا شیٔ للہ کام تھا آگے اسکے حقائق ہین ہر ایک انبیا یہی کرتے ہین اور مرد مفلس اُنکو بھیک دیتے ہین قرض دو تم اللہ کو قرض دو تم اللہ کو کرتے ہین تنصروا اللہ پر وہ رغبت رکھتے ہین شیخ سے در بدر نیاز کرتا تھا اور چرخ پر اُسکے واسطے سو دروازہ کھولے تھے یعنے انبیا علیہم السّلام بھی ذلت نفس کے واسطے یہی کام کرتے تھے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [3] وہ گدائی الخ یہ شعر وہ گدائی کرتا تھا جہد سے حق کے واسطے تھی نہ کھانے کیواسطے بھی اگر کھانے کے لیے کرتا تھا وہ کھانا اعلیٰ تھا حق کے واسطے اُسکے حق مین پارہ نانکا شہد و شیر تھا اور اعلیٰ چلہ سے کہ سو فقیر رکھین نور کھاتا تھا اور مت کہہ کہ نان کھاتا ہے لالہ بوتا ہے و کاہر چرتا ہے آگے اسکی مثال ہے جیسے شعلہ روغن شمع سے کھائے اور نور اُس سے زیادہ ہو محفل کے واسطے حق نے نا نخوا دنکے واسطے لا لتہ فوائد ہے نور کھانے کو اکتفوا نہین کہا ہے یہ کھانا امتحان کے واسطے ہے اور وہ کھانا اسراف سے فارغ ہے حکم تھا نہ مسعود مونجھی نیسی جان ترس کی تاریخ نمود۔ یعنی مانعت اسراف کی اس غذا کے واسطے ہے نہ غذائے نور کے واسطے کہ وہ جسقدر زیادہ ہو اسراف نہین ہے ۱۲

تا نخوری گفت حق لا تسرفوا | نور خوردن را نگفتست اکتفوا
این کلوی ابتلا بد وان کلو | فارغ از اسراف و آمین از غلو
امر و فرمان بود نے حرص و طمع | آنچنان جان حرص را نبود تبع
گر بگوید کیمیا مس را بده | تو بمن خود را طمع نبود فره
گنجہای خاک تا ہفتم طبق | عرضہ کردہ بود پیش شیخ حق
شیخ گفتا خالقا من عاشقم | در بجویم غیر تو بس فاسقم
ہشت جنت گر درآرم در نظر | ور کنم خدمت من از خوف سقر
آن گدائی کہ بجد می کرد او | بود آن آثار حکمتہاے او
مومنی باشم سلامت جوے من | زانکہ این ہر دو بود حظ بدن
عاشقی کز عشق یزدان خورد قوت | صد بدن پیشش نیرزد ترہ توت
وین بدن کہ دارد آن شیخ فطن | چیز دیگر گوی و کم خوانش بدن
عاشق عشق خدا و انگاہ مزد | جبرئیل موتمن انگاہ دزد
عاشق آن لیلی کور و کبود | ملک عالم پیش او یک ترہ بود
نزد او یکسان شدہ بد خاک و زر | زر چہ باشد کہ نبد جان زا خطر
شیر و گرگ و دد ازو واقف شدہ | ہمچو خویشان گرد او جمع آمدہ
کاین شدست از خوی حیوان پاک پاک | پر ز عشق و لحم و شحمش زہرناک
زہر دد باشد شکرریز خرد | زانکہ نیک و نیک باشد ضد بد

بولا حق نان خوار کو لا تسرفوا | نور کھانے کو نہ بولا اکتفوا
ہے یہ کھانا امتحان کیواسطے | ہے وہ فارغ کھانا بس اسراف سے
امر حق تھا نہ طمع اور حرص بھی | ایسی جان نے تابع ہووے حرص کے
کیمیا سلہ تانبے کو کہوے ہی مجھے | تو دکو دے تو نہ طمع وہ ہوسکے
سات طبقوں تک خزانے خاک کے | شیخ پر ظاہر کیے اللہ نے
شیخ بولا خالقا عاشق میں ہوں | غیر ڈھونڈھوں گر ترا فاسق میں ہوں
آٹھوں جنت پر کروں گر میں نظر | گر کروں خدمت میں با خوف سقر
وہ گدائی کرتا تھا جو جد سے | حکمتوں سے ہو کے وہ آثار تھے
ہوؤں مومن اور سلامت جوے تن | کیونکہ یہ دونوں ہیں اک حظ بدن
عشق حق سے کھائی عاشق نے غذا | جانے سو تن کو نہ بھاجی سے سوا
شیخ سلہ دانا جو یہ رکھتا جسم ہے | دوسری ہے چیز تن مت کہہ اُسے
عاشق عشق خدا اسوقت مرد | اور امین ہو جبرئیل اسوقت دزد
عاشق اُس لیلی روی زشت کا | ملک عالم کو تھا بھاجی جانتا
ایکساں وہ جانتا تھا خاک و زر | زر ہے کیا بلکہ نہ تھا جان کو خطر
شیر زاد ر گرگ واقف اُس سے تھے | جوں یگانہ گرد رہتے اُس کے تھے
کہ ہوا ہے خوی حیوانی سے پاک | عشق سے پر گوشت چربی زہرناک
زہر سلہ دد کو ہو شکر ریز خرد | کیونکہ نیک ہو نیک کو اور بد کو بد

سلہ کیمیا تانبے کو الخ، شعر اگر کیمیا تانبے کو کہے کہ تو خود کو مجھے دے وہ طمع نہیں ہوسکے کہ وہ گدائی کرتا تھا جو جد سے وہ آثار بو کی حکمتوں سے تھے کہ سات طبقوں تک خزانے خاک سے شیخ پر انور نے ظاہر کیے شیخ نے کہا اے خالق میں عاشق ہوں تیرا اگر غیر ڈھونڈھوں فاسق ہوں اگر میں آٹھوں جنت پر نظر کروں اور اگر میں خدمت کروں خوف سقر سے ہوں اور سلامت جو تن کا ہوؤں کیونکہ یہ دون ایک حظ بدن ہیں عاشق عشق حق سے جو غذا کھاکے رہ جسم کو بھاجی سے سوا نجانے یعنی عاشق جو کام کرتا ہے واسطے خدا کے کرتا ہے اگر طمع جنت یا خوف دوزخ سے کرے مومن ہووے نہ عاشق آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ شیخ دانا الخ، شعر شیخ دانا جو جسم رکھتا ہے وہ دوسری چیز ہے اُسے تن نہ کہو عاشق عشق خدا کا ہووے اور اسوقت مزدوری چاہے اور امین ہووے جبرئیل اور اُسوقت دزد ہووے اس لیلی زشت رو کا عاشق ملک عالم کو ایک بھاجی جانتا تھا اور ایکسان وہ خاک و زر کو جانتا تھا زر کیا ہے بلکہ جان کو خطرہ تھا شیر و گرگ اُس سے واقف تھے اور یگانوں کی مانند اُسکے گرد رہتے تھے کہ وہ خوے حیوانی سے پاک ہووے اور عشق پر گوشت و چربی اُسکی زہرناک یعنی جسم عاشق کا نور حق ہے گوشت و چربی اُسکی زہرناک یعنی نہیں ہے کہ کوئی درندہ اسے کھالے اور زمین اسپر و شیرین صادق ہے اسواسطے کہ نفس یکسان ان دونوں کے نہیں ہوتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ زہر دد کو الخ، شعر شکر ریز خرد کا زہر دد کو ہو کیونکہ نیک کو نیک و بد کو بد گوشت عاشق کا وہ نہیں کھاتے ہیں کہ عشق مشہور ہے آگے نیک کے اگر فی المثل درندہ اُسے کھائے گوشت عاشق کا زہر ہووے اور اُسے مارے جو عاشق کے ماسوا ہے وہ لقمہ عشق کا ہے کہ دو جہان ایک دانہ ہے اُسکے عشق کے آگے مثال ہے مرغ کو دانہ ہرگز کہیں بچتا ہے اور اسپ کو کاہ ہرگز نہیں چرتی ہے بندگی کر کہ تا عشق ہو بندگی کسب و عمل تو بسلا کر بندہ ...

لحم عاشق را نیارد خورد دد	عشق معروف ست پیش نیک و بد	گوشت عاشق کا نہین کھاتے ہین دد	عشق ہی مشہور پیش نیک و بد
در خوری فی المثل دام و دد وش	زہر گردد لحم عاشق بکشدش	گر درندہ فی المثل کھائے اُسے	لحم عاشق زہر ہو مارے اُسے
ہر چہ جز عشق ست شد ماکول عشق	دو جہان یکدانہ پیش نول عشق	ما سوائے عشق لقمہ عشق ہے	دو جہان اک دانہ آگے عشق کے
دانۂ مر مرغ را ہرگز خورد	کاہدان مر اسپ را ہرگز چرد	مرغ کو دانہ کہین ہرگز چگے	کاہ گھوڑے کو کہین ہرگز چرے
بندگی کن تا شوی عاشق اجل	بندگی کسب ست آید در عمل	بندگی کر تا کہ عاشق ہو مگر	بندگی کسب اور عمل آ سکا تو کر
بندہ آزادی طمع دارد زجد	عاشق آزادی نخواہد تا ابد	بندہ آزادی کا طامع ہی سوا	عاشق آزادی کو نہ چاہے سدا
بندہ دائم خلعت وادرار جوست	خلعت عاشق ہمہ دیدار اوست	سلہ بندہ خلعت چاہتا ہی داور سے	خلعت عشاق کل دیدار ہے
در نگنجد عشق در گفت و شنید	عشق دریائیست قعرش ناپدید	کہنے سُننے مین سماتا کب ہی عشق	اور ہی بے انتہا دریائے عشق
قطرہ ہای بحر را نتوان شمرد	ہفت دریا پیش آن بحر ست خرد	بحر کے قطرے نہ کوئی گن سکے	سات دریا آگے کم اُس بحر کے
این سخن پایان ندارد ای فلان	باز رو در قصۂ شیخ زنان	بات یہ بے انتہا ہی اے فلان	لوٹ سوئے قصۂ شیخ زمان

در معنی لولاک لما خلقت الافلاک ست

معنی مین لولاک لما خلقت الافلاک کے

اگر نہین پیدا کرتا مین تجھکو نہین پیدا کرتا مین افلاک کو ۱۲

شد چنین شیخے گدائے کو بکو	عشق آمد لاابالی اتقوا	سلہ شیخ ہوا ایسا گدا ے کو بکو	عشق آیا لاابالی اتقوا
عشق جوشد بحر را مانند دیگ	عشق ساید کوہ را مانند ریگ	بحر کو جوش عشق دی مانند دیگ	عشق پیسے کوہ کو مانند ریگ
عشق بشگافد فلک را صد شگاف	عشق لرزاند زمین را از گزاف	پارہ پارہ عشق گردون کو کرے	عشق تھراوے زمین کو لاف سے
با محمد بود عشق پاک جفت	بہر عشق او خدا لولاک گفت	جو محمدؐ سے خدا کو عشق تھا	عشق سے لولاک اُنھین حق نے کہا
منتہی در عشق او چون بود فرد	پس مرا از انبیا تخصیص کرد	عشق کے اندر جو وہ تھے منتہی	انبیاؤن سے اُنھین تھی سروری

سلہ بندہ الخ یہ شعر بندہ خلعت خدا سے چاہتا ہے اور خلعت عاشق کا کل دیدار یار ہے عشق کہنے سُننے مین کب سماتا ہے اور دریائے عشق بے انتہا ہے قطرے دریا کے کوئی گن نہین سکتا ہے کہ ساتون دریا کم ہین آگے اُس بحر کے یہ بات بے انتہا ہے اے فلان تو لوٹ طرف قصہ شیخ زمانہ کے آگے بیان ہے کہ دُنیا پیدا ہوئی بسبب عشق کے فافہم ۱۲ سلہ شیخ ہوا الخ یہ شعر شیخ اسقدر گدائے کو بکو ہوا کہ عشق آیا بیباک تم پرہیز کرو عشق دریا کو جوش دے مانند دیگ کے اور عشق کوہ کو پیسے مانند ریگ کے عشق گردون کو پارہ پارہ کرے اور عشق زمین کو لرزہ دے ہی لاف سے جو محمدؐ سے خدا کو عشق تھا عشق کے سبب سے لولاک اُنھین حق نے کہا یعنی جو کہ خداوند عالم کو جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق تھا اسواسطے بہ نسبت حضور کے فرمایا کہ اگر نہین پیدا کرتا مین تجھکو محمدؐ نہین پیدا کرتا مین زمین و آسمان کو بسبب عشق رسول اللہ کے پیدا کیا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ عشق کے اندر الخ یہ شعر جو جناب رسول مقبول صلعم کے اندر منتہی تھے اسواسطے انبیاؤن سے اُنھین سروری تھی اگرچہ عشق کا اُس پاک کو نہ تاکب پیدا کرتا افلاک کو اسواسطے افلاک کو بالا کیا تا بلندی عشق کی بہتر جانے فائدے گردون سے دوسرے بھی آتے ہین وہ مثل بیضہ کے تابعدار ہین اور یہ عشق مانند چوزہ کے ہے مین نے خاک کو کل خوار کیا ہے تاکہ تو ذلت عاشق سے آگاہ ہو مین نے خاک کو سبزی تری دی ہے تاکہ درویش کی تبدیل کو جانے یعنی حق تعالی نے جو افلاک کو بسبب عشق کے پیدا کیا ہی تو افلاک سے بلندی عشق کی معلوم ہو اور خاک سے ذلت عاشق کی پیدا ہو کہ اسطرح عاشق کی بسبب عشق کے ذلت ہوجاتی ہی باقی حال آگے ہی

گر نبودی بهر عشق پاک را / کی وجودی دادمی افلاک را
من بدان افراشتم چرخ سنی / تا علوی عشق را فهمی کنی
منفعتهای دگر آید ز چرخ / آن چو بیضه تابع آید این چو فرخ
خاک را من خوار کردم یکسرے / تا ز ذل عاشقان بوئے بری
خاک را دادیم سبزی و تری / تا ز تبدیل فقیر آگه شوی
با تو گویند این جبال راسیات / وصف حال عاشقان اندر ثبات
گرچه آن معنیست وین نقش ای پسر / تا به فهم تو شود نزدیک تر
غصه را با خار تشبیهے کنند / آن نباشد لیک تنبیهے کنند
آن دل قاسی که سنگش خوانده‌اند / نامناسب بدمثالی رانده‌اند
در تصور در نیاید عین آن / عیب بر تصویر نه نفیش مدان

گر نہ ہوتا عشق پاک کو / کب مین پیدا کرتا اس افلاک کو
اس لیے بالا کیا افلاک کو / تا بلندی عشق کی جانے تو
فائدے گردون سے آئے دوسرے / مثل بیضہ تابع وہ چوجہ یہ ہے
خوار مین نے کل کیا ہی خاک کو / تا ہو آگہ ذلت عاشق سے تو
خاک کو دی مین نے سبزی اور تری / جانے تا تبدیل کو درویش کی
اور کہین یہ کوہ تجھسے وصف حال / عاشقون کا جو ہین ثابت لا محال
گرچہ وہ معنی ہے اور یہ نقش ہے / تا کہ ہو نزدیک تیری فہم کے
خار سے تشبیہ غصہ کو کرین / وہ نہین ہوتا ہے پر تنبیہ دین
سخت دل کو جو کہ ایک پتھر کہا / نا مناسب بد مثال اک دی ذرا
آئے عین اسکا تصور مین دگر / عیب رکھ تصویر پر نفی نہ کر

رفتن شیخ بخانۂ امیرے بهر گدیه در روزے چهار بار باشارت غیبی و عتاب کردن امیر و عذر آوردن

جانا شیخ کا امیر کے مکان پر واسطے گدائی کے ایک دن مین چار بار غیب کے اشارہ سے اور خفا ہونا امیر کا اور پھر عذر کرنا

شیخ روزی چار کرت چون فقیر / بهر گدیه رفت بر قصر امیر
در کفش زنبیل و شیء لله ز مان / خالق جان می بجوید نیم نان
فعلهای باژگونه است ای پسر / عقل کلی را کند هم خیره سر
چون امیرش دید گفتش کای وقیح / گویمت چیزے منه نامم شیخ
ای خس بے شرم چندین گفتگو / تا کی و تا چند این رزق دو تو

شیخ اکدن چار دفعہ جون فقیر / مانگنے کو بس گیا پیش امیر
ہاتھ مین زنبیل شیٔ للہ ہے / خالق جان مانگے ٹکڑے نان کے
فعل الٹا ہی جہان مین جان لے / عقل کلی کو کرے حیران بے
میر بولا دیکھ اُسے کہ ای ذلیل / مین کہون تجھکو نہ مجھکو کہ بخیل
اے فقیر بے حیا یہ گفتگو / کب تلک اتنا کریگا مکر تو

۱؎ اور کہین الخ شعر اور تجھسے یہ کوہ وصف دل کہین عاشقون کو جو ثابت ہین لا محال اگرچہ وہ وصف معنی ہے اور یہ مثال نقش ہے تاکہ تیرے فہم کے نزدیک ہو کیونکہ خار سے تشبیہ غصہ کو کرتے ہین اگرچہ وہ نہین ہوتا ہے ولیکن تنبیہ دیتے ہین جو کہ سخت دل کو ایک پتھر کہنا مناسب تھا ولیکن ایک مثال دی ہے جو عین اسکا تصور مین نہ آوے عیب تصویر پر رکھکر مگر وہ نفی نہین ہے یعنی عشق سے یہ مثالین جو پھیر دی ہین اگرچہ عشق معنی ہے اور یہ مثالین صورت ہین ولیکن سمجھ مین آنے کے واسطے دی ہین کہ معقول بات محسوس مین کیونکر آئے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲

۲؎ شیخ ایک دن الخ شعر ایک دن شیخ چار بار فقیر کی مانند مانگنے کو امیر کے پاس گیا زنبیل ہاتھ مین شیٔ للہ کی خالق جان روٹی کے ٹکڑے مانگے فعل الٹا ہے جہان مین کہ عقل کلی کو حیران کرتا ہے یعنی چونکہ وہ شیخ حق مین بالکل فنا تھا سو اسلئے فعل اسکا بالکل فعل حق کا تھا آگے رجوع بقصہ ہے امیر نے اُسے دیکھکر کہا کہ اے ذلیل مین تجھکو کہتا ہون کہ مجھے بخیل مت کہہ کہ اے فقیر بے حیا یہ گفتگو کب تک تو اتنا مکر مت کر تیرا کیا طریقہ و کیا کام ہے کہ تو ایک دن مین چند بار آتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

این چه شوخی چیست و چه کار	گر بروزی اندر آیی چند بار	کیا طریقہ یہ ترا ہے کیا ہے کار	گر تو اکدن مین ہے آ چند بار
نیست اینجا شیخ اندر بند تو	من ندیدم هم گدا مانند تو	نے مطیع اے شیخ یان تیرا کوئی	نر گدا دیکھا نہین تجھسا کوئی
حرمت آب گدایان برده	این چه عباسی زشت آورده	آبروریزی گداؤنکی کری	تو یہ کیا لایا ہے عباسی بُری
غاشیه بر دوش آن عباس بس	هیچ ملحد را مباد این نَفَس خس	تابع اُس عباس بدکا تو ہے جو	نے کسی ملحد کا یہ نفس ہو جیو
گفت میر ابنده فرمانم خموش	ز آتشم آگه نه چندین امکوش	بولا چپ رہ بندہ حکمی ہون امیر	جدمت کر جانے کیا نار فقیر
سیر نان و خویش حرص از دیده مے	اشکم نانخواره را بدرید مے	حرص پایا خود مین گر نان کیلئے	نا نخوارد پیٹ کو ہم پھاڑتے
هفت سال از سوز عشق جسم نیز	در بیابان خورده ام من برگ رز	سات سال اب مین نے سوز عشق سے	کھائے ہین صحرا مین برگ انگور کے
تا ز برگ خشک و تازه خورده ام	سبز گشته بود این رنگ تنم	خشک و تر پتے یہانتک کھائے ہین	آئی سبزی میرے تن کے رنگ مین
تا تو باشی در حجاب بوالبشر	سرسری در عاشقان کمتر نگر	ہوئے کب تک با حجاب بوالبشر	سرسری مت عاشقون پر کر نظر
زیرکان کہ موی اشگافتند	علم هیئت را بجان دریافتند	موشگافی کی بہت عقلا نے ہی	علم ہیئت کو بھی پایا جان سے
علم نیرنجات و سحر و فلسفه	گرچه نشناسند حق المعرفه	علم نیرنجات و سحر و فلسفہ	گرچہ نے پہچانا حق پہچان کا
لیک کوشیدند تا امکان خود	بر گذشتند از همه اقران خود	لیک تا امکان خود کوشش کری	ہمسرون سے اپنے پائی برتری
عشق غیرت کرد و خود را در کشید	شد چنین خورشید زایشان ناپدید	عشق غیرت کرکے اُنسے چھپ گیا	ایسا خورشید اُنسے پنہان ہو گیا
نور چشمی که بروز استاره دید	آفتابی چون از دو در کشید	وہ نہین کوکب دیکھا نور چشم نے	خور ہوا گر پوش اُس سے کس لیے
زین گذر کن پند من بپذیر هین	عاشقان را تو بچشم عشق بین	چھوڑ اُسکو پند میری مان لے	عاشقونکو دیکھ چشم عشق سے
وقت نازک گشته و جان در جهد	با تو نتوان گفت آمدم عذر خود	وقت نازک جان کو اُمید ہے	عذر اپنا کہہ سکون مین کب تجھے
تو هم کن موقوف این گفتن مباش	سینه های عاشقان کمتر خراش	تو سمجھ موقوف کہنے پر نہو	چھیل کم تو سینۂ عشاق کو

سلہ نے مطیع الخ، شعر شیخ یہان تیرا کوئی مطیع نہین ہے نر گدا تجھسا نہین کوئی دیکھا گداؤن کی آبروریزی کرے تو یہ کیا عباسی بُری لایا ہے تابع اُس عباس بدکا جو تو ہے کسی ملحد کا یہ نفس مت ہو تیو کہا کہ چپ رہ اے امیر مین بندہ حکمی ہون جدمت کر آگ فقیر کی توکیا جانے اگر روٹی کے لیے خود مین حرص پاتا مین شکم پھاڑتا کہ جو نان خوار ہے اب مین نے سات سال اس سوز عشق سے صحرا مین برگ انگور کے کھائے ہین یہانتک خشک و تر پتے کھائے ہین کہ میرے بدن کے رنگ مین سبزی آگئی ہے آگے اسکے حقائق مین فافہم ۱۲

سلہ ہوئے الخ، شعر کب ہوئے حجاب بوالبشر مین عاشقون پر نظر سرسری مت کر بہت عقلمندون نے موشگافی کری ہے اور علم ہیئت کو بھی جان سے جانا ہے اور علم نیرنجات و سحر و فلسفہ اگرچہ نہین پہچانا حق پہچان کا لیکن اپنے امکان تک خود کوشش کری اور ہمسرون سے اپنی برتری پائی عشق اُن سے حیرت کرکے چھپ گیا اور ایسا خورشید اُنسے پوشیدہ ہو گیا یعنے اگرچہ انکو علم ہیئت و نیرنجات و سحر فلسفہ پڑھے مگر حق پہچاننے کا نہین پہچانا بجز حاصل کرنے عشق کے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

سلہ ان مین الخ، شعرون مین تار او دیکھا نور چشم نے آفتاب اس سے وہ پوش کس لیے ہوا اُسکو چھوڑ اور میری پند مان لے کہ عاشقون کو دیکھ چشم عشق سے وقت نازک ہے اور جان کو امید ہے مین اپنا عذر تجھکو کب کہہ سکون مین عاشق کو عشق کی آنکھ سے دیکھ آگے رجوع بقصہ ہے تو سمجھ اور موقوف کہنے پر مت ہو اور سینۂ عشاق کو کم تو چھیل اس خوشی سے تو گمان ہے کیا حرم کو مت چھوڑ اور اب ذرا احتیاط کرنا واجب ہے اور جائز ہے اور ناروا ہے حزم مین اوسط کو مت بے مشق آگے شیخ و امیر کا بیان ہے فافہم ۱۲

نے گمان بردۂ تو زین نشاط	حزم را مگذار و میکن احتیاط	نے گمان تو ہی خوشی سے لیگیا	حزم مت چھوڑ احتیاط اب کر ذرا
واجب ست و جائز ست و مستحیل	تو وسط را گیر در حزم اے دخیل	واجب اور جائز ہے اور ہے ناروا	حزم مین اوسط کو لے تو مشفقا

گریان شدن امیر از نصیحت شیخ و عکس صدق او بر وی بردن و ایثار کردن مخزن و قبول نا کردن شیخ کہ بے امر غیب نستانم

رونا امیر کا نصیحت سے شیخ کی اور پرتو اسکا پڑنا اسپر اور بخشنا خزانہ کا اور قبول نہ کرنا شیخ کا کہ بے حکم غیب مین نہین لیتا

این بگفت و گریہ در شد ہاے ہا	اشک غلطان بر رخ او جای جا	یہ کہا اور رویا کرکے ہاے ہاے	اور رخ پر جا بجا آنسو بہائے
صدق او ہم بر ضمیر میر زد	عشق ہر دم طرفہ دیگے می پزد	صدق نے اسکے اثر دل پر کیا	عشق نے طرفہ کیا اک ماجرا
صدق احمد بر جمال ماہ زد	بلکہ بر خورشید رخشان راہ زد	صدق احمد نے اثر مہ پر کیا	بلکہ وہ خورشید کا رہزن ہوا
صدق عاشق بر جمادی ہم تند	چہ عجب گر بر دل دانا زند	صدق عاشق کرتا پتھر پے اثر	کیا عجب دلپر ہو دانا کے اثر
صدق موسیٰ بر عصا و کوہ زد	بلکہ بر دریاے پر اشکوہ زد	صدق موسیٰ نے عصا و کوہ پے	بلکہ دریا پر اثر پیدا کیے
رو برو آوردہ ہر دو در نفیر	گشتہ گریان ہم امیر و ہم فقیر	روبرو کرنے لگے دونون نفیر	اور روئے بھی امیر و بھی فقیر
ساعتے بسیار چون بگریستند	گفت میر او را کہ خیز اے ارجمند	ایک ساعت جو بہت گریہ کیا	بولا میر اسکو کہ اٹھ اے مقتدا
ہر چہ خواہی از خزینہ برگزین	گرچہ استحقاق داری صد چنین	جو تو چاہے لے خزانہ سے مرے	گرچہ حق رکھتا ہی سو اس طور کے
خانۂ زان تست ہر چت میل ہست	برگزین خود ہر دو عالم اندکیست	گھر ہے تیرا جو کہ حاجت ہی تجھے	لے تو خود کونین اک ادنی سا ہے
گفت دستورے نداد ندم چنین	کہ بدست خویش چیزی برگزین	بولا ایسی نے اجازت مجھکو دی	کہ مین کوئی چیز خود لون اے غنی
من نیم خود توانم این کردن فضول	کہ کنم من این دخیلانہ دخول	نے فضولین مجھسے اب یہ ہو سکین	کہ کرون مثل دخیلان دخل مین

۵۱ یہ کہا الخ ۵ شعر یہ امیر نے کہا اور رویا ہاے ہاے کرکے اور جابجا رخ پر آنسو بہائے اسکے صدق نے دل پر اثر کیا اور عشق نے ایک طرفہ ماجرا کیا آگے اسکے حقائق ہین احمد صلعم کے صدق نے ماہ پر اثر کیا بلکہ خورشید کا وہ رہزن ہوا صدق عاشق کا پتھر پر اثر کرتا ہے کیا تعجب ہے کہ دانا کے دل پر اثر ہو صدق موسیٰ نے عصا و کوہ بلکہ دریا پر اثر پیدا کیے تھے اولیاء اللہ کا صدق دل پر اثر کرتا ہے اور اس سے ہر ایک راستی پاتا ہے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲-

۵۲ روبرو الخ ۵ شعر روبرو دونون ... اور روئے بھی امیر و فقیر بھی جو ایک ساعت گریہ کیا امیر نے اسکو کہا کہ اٹھ اے مقتدا جو تو چاہے میرے خزانہ سے لے اگرچہ سو اس طرح کے حق ہین تیرا گھر ہے جو کہ تجھے حاجت ہے خود تو لے کونین ایک ادنی سا ہے کہا ایسی اجازت مجھکو نہین دی کہ مین کوئی چیز خود لون باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲-

۵۳ نے فضولین الخ ۵ شعر یہ فضولیان مجھسے اب نہو سکین کہ دخیلون کی مانند مین دخل کرون یہ بہانا کرکے ایک چال چل گیا اور وہ سمجھا کہ صادق عاقل بھی اگرچہ صادق تھے وبس صاف تھے شیخ کو ہر ایک صدق کب منظور ہو کہا کہ ایسا حکم جو مجھے حق نے دیا ہے کہ تو ایک شے مانگ کر لے مانند گدا کے مین گدا کی مانند اسواسطے مانگتا ہون ورنہ زر و مال سے مین بے پروا ہون آگے شیخ کا بیان ہے فافہم ۱۲-

این بہانہ کرد و زہرہ در زبود	مانع آن بدکان عطا صادق نبود	یہ بہانہ کرکے چالاک چل گیا	وہ تھا مانع کہ نہ تھی صادق عطا
گرچہ صادق بود و بخل بود و حشم	شیخ را ہر صدق می ناید بہ چشم	گرچہ صادق تھے و بس تھے صاف دل	شیخ کو ہر صدق کب منظور ہو
گفت فرمانم چنین زو دست آلہ	کر گدایانہ برو چیزے بخواہ	بولا حکم ایسا مجھے حق نے دیا	کہ تو ہر شے مانگ کر لے جون گدا
ما گدایانہ ازان درخواستیم	ورنہ از اموال بے پروا ستیم	جون گدا مین مانگتا ہون اسلیے	ورنہ بے پروا ہون زر اور مال سے

اشارۃ آمدن بہ شیخ کہ این دو سال بہ فرمان ما بستدی و دادی بعد ازین بدہ و مستان دست در زیر حصیر کن کہ آن را انبان ابوہریرہ گردانم کہ ہر چہ خواہی بیابی تا عالمیان را یقین شود کہ ورای این عالم عالمیست کہ خاک بکف گیری زر شود مردہ در و مردہ آید زندہ گردد نحس اکبر دران آید سعد اکبر شود کفر ایمان شود زہر تریاق گردد نہ داخل این عالمست نہ خارج نہ فوق نہ تحت نہ متصل نہ منفصل نہ بچون و چگون و ہر لحظہ ازو را ہزار اثر و نمونہ چنانچہ صنعت دست با دست و غمزۂ چشم با چشم و فصاحت زبان با زبان نہ داخل ست و نہ خارج و نہ متصل و نہ منفصل

اشارہ ہوا شیخ کو کہ یہ دو سال ہمارے حکم کے بموجب لیا تو نے اور دیا تو نے بعد اسکے دے اور مت لے ہاتھ نیچے بوریے کے ڈال کہ ہمنے اسکو زنبیل ابوہریرہ کا کیا ہی کہ جو کچھ چاہے گا تو پائیگا تو تو اہل عالم کو یقین ہووے کہ سوا اس عالم کے ایک اور عالم ہے کہ خاک ہاتھ مین لیوے زر ہووے مردہ آوے زندہ ہووے اور نحس اکبر اُس مین آئے سعد اکبر ہووے کفر ایمان ہووے زہر تریاق ہووے نہ داخل اس عالم کے ہی نہ خارج نہ اوپر ہے نہ نیچے نہ نزدیک ہے نہ دور بچون و بچگون ہے اور ہر لحظہ اُسکو ہزار اثر ہی اور نمونہ جیسے کہ صنعت دست با دست و غمزۂ چشم با چشم و فصاحت زبان با زبان نہ داخل ہے نہ خارج نہ نزدیک ہے نہ دور

تا دو سال این کار کرد آن مرد کار	بعد ازان امر آمدش از کردگار	یہ کیا[1] دو سال کام اُس مرد نے	بعد حکم آیا اُسے اللہ سے

[1] یہ کیا، الخ یہ شعر یہ کام دو برس اُس مرد نے کیا بعدہٗ اُسکو حکم آیا اللہ سے بعدہٗ دے ولیکن کسی سے مت لے ہمنے یہ قدرت تجھے دی ہے کہ ایک سے لاکھ مانگے تجھسے بوریے کے نیچے ہاتھ ڈال اور دے بے تامل گنج رحمت سے تو دے خاک زر ہو تیرے ہاتھ مین ہو کر جیسے چاہے اندیشہ دے بخشش حق کی زیادہ سے زیادہ جان لے ہماری عطا مین کچھ کمی نہین ہے اور نہ پشیمانی ہے اور نہ حسرت بعد باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

بعد ازین میدہ ولی از کس مخواہ　　تا بدادیمت زغیب این دستگاہ
ہر کہ خواہد از تو یک تا یک ہزار　　دست در زیر حصیرت کن بر آر
ہین ز گنج رحمتِ ما ہم بدہ　　در کفِ تو خاک گردد زر بدہ
ہرچہ خواہندت مہ اندیش ازان　　داد یزدان آن تو بیش از بیش دان
در عطاے ما نہ تخسیر و نہ کم　　نہ پشیمانی نہ حسرت نہ ندم
دست زیر بوریا کن ای سند　　از برای روی پوش چشم بد
پس ز زیر بوریا پر کن تو مشت　　دہ بدست سائل اشکستہ پشت
بعد ازین از اجر نا ممنون بدہ　　ہر کہ خواہد گوہر مکنون بدہ
رو ید اللہ فوق ایدیہم تو باش　　ہمچو دستِ حق گزافہ رزق پاش
وام داران را ز عہدہ وا رہان　　ہمچو باران سبز کن فرشِ جہان
بود یک سال دگر کارش ہمین　　کہ بدادی زر ز کیسہ رب دین
زر شدہ خاکِ سیہ اندر کفش　　حاتم طائی گدائی در صفش
حاجت خود گر نگفتی آن فقیر　　او بدانستی و دادی از حصیر

بعدہٗ دے ہر کسی سے تو نہ لے　　ہمنے دی قدرت تجھے یہ غیب سے
تجھسے مانگے جو کہ تا لاکھ ایک سے　　ہاتھ نیچے بوریہ کے ڈالدے
بے تامل گنج رحمت سے تو دے　　خاک زر ہو ہاتھ مین تیرے تو دے
جو کہ چاہے تجھسے بے اندیشہ دے　　دادہ حق افزون سے افزون جان لے
نے عطا مین ہی ہمارے کچھ کمی　　نے پشیمانی ہے نے حسرت بھری
ہاتھ[1] ڈال اب بوریہ کے تو تلے　　پردہ پوشی اور نظر بد کے لیے
پھر تو [illegible] کے اب تلے　　اور شکستہ سائلون کو بس تو دے
بعد اسکے تو بلا احسان دے　　جو کہ چاہے گوہر و مرجان دے
جا ید اللہ فوق ایدیہم رہو　　دست حق کی مثل دے تو رزق کو
قرضدارون کو چھڑا تو قرض سے　　سبز کر عالم کو جون برسات کے
اک برس اور اُسکو یہ ہی کام تھا　　کہ خزانہ حق سے تھا زر بخشتا
ہوتا زر جو لیتا وہ خاکِ سیا　　حاتم طائی تھا اک اُسکا گدا
اُس سے حاجت نہ کوئی کرتا بشر　　بوریہ سے دیتا خود وہ جانکر

دانستن شیخ ضمیر سائلان را بے گفتن کہ نشان ایشان باشد کہ اخرج بصفاتی الی خلقی فمن رآک فقد رآنی

جاننا شیخ کا ضمیر سائلون کو بے کہے کہ نشانی انکی ہو کہ اخرج بصفاتی الی خلقی فمن رآک فقد رآنی

پیش او روشن ضمیر ہر کسے　　از فقیر و وام دار و مفلسے
بھید دل[2] ہر اک کا ظاہر اُسکو تھا　　قرضدار اور مفلس اور درویش کا

[1] ہاتھ ڈال الخ، شعر تو بوریہ کے نیچے ہاتھ ڈال پردہ پوشی و نظر بد کے واسطے تو مٹھی بھر بوریہ کے نیچے اور سائلون شکستہ کو دے بعد اُسکے تو بلا احسان دے جو کہ چاہے گوہر و مرجان دے جا ید اللہ فوق ایدیہم رہ اور دست حق کی مانند تو رزق دے تو قرضدارون کو قرض سے چھڑا اور عالم کو سبز کر برسات کے مانند اُسکو ایک برس اور یہی کام تھا کہ خزانہ حق سے زر بخشتا تھا جو خاک سیاہ وہ لیتا زر ہوتا حاتم طائی اُسکا ایک گدا تھا اُس سے کوئی بشر حاجت نہ کہتا وہ بوریہ سے خود دیتا جان کر یعنے دست غیب اُسکو بحکم حق حاصل ہوئی کہ وہ بوریہ سے نکال کر جو کوئی مانگتا دیتا تھا آگے ضمیر سائلون کی ہے فافہم ۱۲۔

[2] بھید دل الخ، شعر ہر ایک کا بھید دل اُسکو ظاہر تھا قرضدار اور مفلس اور درویش کا جو کہ سائل دل مین فکر و غم رکھتا اسکے لائق دیتا نہ کم و زیادہ اُس سے پوچھا کہ تو نے وہ کیسے جانا کہ وہ اسقدر فکر کو رکھتا ہے کہا کہ وہ دل کا گھر ایک خلوت ہے اور مثل جنت کے بھیک سے خالی ہے اس مین سوائے عشق کے اللہ کے کام نہین ہے اور خیال وصل کا اِس گھر مین بسا ہے مین نے اُس گھر سے نیک و بد کو جھاڑا ہے اور میرا گھر پر ہوا نور واحد سے اسمین جو غیر خدا کو دیکھتا ہون وہ میری ملک نہین ہے عکس گدا ہے یعنی کشف قلوب کا یہ طریقہ ہے کہ جب عارف اپنی نسبت کو دل خالی کرتا ہے اسوقت جو دل مین پیدا ہوتا ہے وہ پرتو مقابل کے دل مین کا ہے آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲۔

هرچه در دل داشتی آن پشت خم	قدر آن دادی نه بسیار و نه کم	دل میں سائل جو کہ رکھتا فکر و غم	لائق اسکے دیتا نے زیادہ نہ کم
پس بگفتندش چه دانستی که او	اینقدر اندیشه دارد ای عمو	پوچھا اس سے تو نے جانا کیسے وہ	گر وہ رکھتا اسقدر ہے فکر کو
او بگفتی خانهٔ دل خلوت ست	خالی از کدیه مثال جنت ست	بولا وہ گھر دلکا خلوت ایک ہے	مثل جنت کے ہی خالی بھیک سے
اندران جز عشق یزدان کار نیست	جز خیال وصل او دیار نیست	اسمیں نے کام عشق اللہ کے سوا	ہی خیال وصل اس کو میں بسا
خانه را من روفتم از نیک و بد	خانه‌ام پر گشت از نور احد	میں نے اس خانے سے جھاڑا نیک بد	پر ہوا گھر میرا با نور احد
هرچه بینم اندرو غیر خدا	آن من نبود بود عکس گدا	دیکھتا ہوں اسمیں جو غیر خدا	وہ نہ ملک ہے میری ہی عکس گدا
گر در آبی نخل یا عرجون نمود	جز ز عکس نخل بیرون نبود	گر شجر[51] یا شاخ پانی میں دیکھے	نخل باہر کے سوا نے عکس کے
در تگ آب ار ببینی صورتی	عکس بیرون باشد آن نقش ای فتی	آب کی تہ میں اگر صورت دیکھے	عکس کی صورت کو باہر جان لے
لیک تا آب از قذر خالی شدن	تنقیه شرط است در جوی بدن	تا نہ پانی صاف ہو خاشاک سے	نہر تن میں تصفیہ بس شرط ہی
تا نماند تیرگی و خس درو	تا امین گردد نماید عکس رو	تا نہ[52] اسمیں تیرگی و خس رہے	تا امین ہو عکس و اسمیں دیکھے
جز گلابہ در تنت کو ای مقل	آب صافی کن ز گل ای خصم دل	نے ترے تن میں سوا کیچڑ کے ہی	جلد کر پانی کو صاف اپنے لیے
تو برای هر دلی کز خواب و خور	خاک ریزی اندرین جو بیشتر	تو ہی پر اس خواب و خور سے ہر گھڑی	خاک ڈالے نہر میں تو اے اخی
چون درون آب از انہا خالیست	عکس رو ها از برون در آب جست	جو ہی خالی اس سے باطن آب کا	عکس رو باہر سے پانی میں گیا

## در بیان سبب دانستن ضمیرہای خلق	## بیانیں جاننے سبب ضمیروں خلق کے

پس صفا کن درون خویش را	تا بدانی سر هر درویش را	پس[53] صفا کر اپنا باطن تو ذرا	تا کہ جانے بھید ہر درویش کا
پس ترا باطن مصفا ناشده	خانه پر از دیو و نسناس دده	تیرا باطن جو صفائی نے رکھے	خانہ پر ہے دیو اور خناس سے
ای خراز استیز مانده در خری	کی ز ارواح مسیحا بو بری	اے گدھے عاجز گدھے پن سے ہی تو	روح سے عیسیٰ کی کب تو پائے بو

۵۱ گر شجر ا لخ ۵۱ شعر اگر درخت یا شاخ پانی میں دیکھے درخت باہر کے سوا عکس کے نہیں ہے اگر آب کی تہ میں صورت دیکھے اس عکس کی صورت کو باہر جان لے جب تک پانی خاشاک سے صاف ہو نہر تن میں تصفیہ شرط ہے آگے اسکے حقائق ہیں فافہم ۱۲۔

۵۲ تا نہ اسمیں الخ ۵۲ شعر تاکہ اسمیں تیرگی و خس نہ رہے تا امین ہو اور عکس رو اسمیں دیکھے تیرے تن میں سوا کیچڑ کے نہیں ہے جلد اپنے پانی کو صاف کر تو اسپر خواب و خور سے ہر دم خاک ڈالتا ہے نہر میں جو باطن آب کا اس خاک سے خالی ہے عکس رو باہر سے پانی میں گیا یعنی جبکہ باطن آلایش دنیا سے پاک و صاف ہوا اسمیں عکس ضمیر غیر کا پڑا آگے کشف ضمیر کا بیان ہے فافہم ۱۲۔

۵۳ پس صفا کر الخ ۵۳ شعر تو اپنا باطن صفا کر تاکہ ہر ایک درویش کا بھید جانے تیرہ باطن جو صفائی نہ رکھے تو خانہ پر دیو و خناس ہے اے گدھے تو عاجز گدھے پن سے ہے تو بوے روح عیسیٰ کی کب پائے کب تو جانے اگر ایک خیال ہو کونسی جاسے وہ یہاں پیدا ہوا ہی جب زہد سے تیرا جسم لاغر ہو تب خیال اندر سے تیرے صفا ہو جیتے خیالات کے پیدا ہونے کا حال معلوم ہووے جب تک جسم لاغر نہووے اور جسم کے لاغر ہونے سے تصفیہ باطن نہووے آگے غلبہ مکر روباہ کا بیان ہے فافہم ۱۲۔

کی شناسی گر خیالے سر کند	گر گدا مین مکمتے سر بر کند	کب تو جانے گر خیال کچھ عیان	کونسی جا سے ہوا پیدا یہان
چون خلالی میشود در زہد تن	تا خیال ست از در شہ رفتن	زہد سے جب جسم لاغر ہو ترا	تب خیال نہ رہے تیری ہو صفا

غالب شدن مکر روباہ و زبون شدن خر از حرص

غالب ہونا مکر روباہ کا اور خراب ہونا خر کا حرص سے

خر بسے کوشید و او را دفع گفت | لیک جوع الکلب با خر بود جفت
غالب آمد حرص و صبرش شد ضعیف | بس گلوہا را برد عشق رغیف
زان رسولے کش حقائق داد دست | کاد فقر ان یکن کفرا آمد ست
گشتہ بود آن خر مجاعت را اسیر | گفت اگر مکرست یکرہ مردہ گیر
زین عذاب جوع یکرہ وارہم | گر حیات این ست من مردہ بہم
گر خر اول توبہ و سوگند خورد | عاقبت ہم از خری خبطی بکرد
حرص کور و احمق و نادان کند | مرگ را بر احمقان آسان کند
نیست آسان مرگ بر جان خران | کہ ندارند آب جان جاودان
چون ندارد جان جاوید ان شقیست | جرأت او بر اجل از احمقیست
جہد کن تا جان مخلد گرددت | تا بروز مرگ برگے باشدت
اعتمادش نیز بر خالق نبود | کہ برافشاند بروی از غیب جود
تاکنونش فضل بے روزی نداشت | گرچہ گہ گہ بر تنش جوعی گماشت

سلہ خر نے کوشش دفع مین اُسکی کری | لیک جوع الکلب ہمرہ خر کے تھی
غالب آیا حرص و صبر اُس سے گیا | عشق بے روٹی کا کاٹے ہے گلا
مصطفے سے کہ حقائق کہتے تھے | کاد فقر ان یکن کفرا آیا ہے
بھوک مین وہ خر ہوا تھا مبتلا | بولا اگر یہ ہے مکر مین مردہ بھلا
ستہ اس عذاب بھوک سے ہوؤن رہا | زندگی گر یہ ہے مین مردہ بھلا
خر نے توبہ کی تھی اول قسیما | خبط آخر بس گدھے پن سے کیا
حرص اندھا احمق و نادان کرے | احمقون پر مرگ کو آسان کرے
مرگ آسان ہے گدھون کی جان پے | کہ نہ رونق جان کی دائم انکو ہے
ہو نہ تجھے جان دائم ہے شقی | ہے جری مرنے پے از رہ احمقی
جہد کرتا جان دائم ہو تجھے | مرگ کے دن تا کہ توشہ ہو تجھے
اعتماد اُسکو نہین خالق پے تھا | غیب سے بخشش کرے اُسپر سدا
فضل نے رکھا نہ بے روزی کبھی | گرچہ گہ گہ تن پے بھوک اُسکے رکھی

سلہ خر نے الخ یہ شعر اُسکے دفع مین خر نے کوشش کی ولیکن جوع الکلب ہمراہ خر کے تھی حرص غالب آئی اور اس سے صبر گیا بس عشق روٹی کا گلا کاٹتا ہے مصطفے صلعم سے کہ حقائق فرماتے تھے کاد فقر ان یکن کفرا آیا ہے وہ خر بھوک مین مبتلا ہوا تھا کہا کہ اگر مکر ہے وہ مردہ بھلا یعنے بسبب حرص کے صبر اس سے گیا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

ستہ اس عذاب الخ یہ شعر اس عذاب بھوک سے مین چھوٹون اگر یہی زندگی ہے مین مردہ بہتر ہون خر نے اول تو قسمیہ کی تھی آخر خبط گدھے پن سے کیا آگے اسکے حقائق ہین حرص اندھا احمق و نادان کرے اور احمقون پر مرگ کو آسان کرے مرگ آسان ہے گدھون کی جان پر کہ اُنکو جان کی رونق ہمیشہ نہین ہے جو جان دائم نہ رکھے وہ شقی ہے اور مرنے پر جری ہے از راہ احمقی کے کوشش کرنا جان دائم تیری [illegible] تھا اُسکو اعتماد خالق پر نہ تھا غیب سے بخشش اُسپر ہمیشہ کری فضل نے کبھی بے روزی نہ رکھا اگرچہ کبھی تن پر اُسکے بھوک رکھی یعنی حرص اندھا احمق کرے اور مرگ کو آسان کرے پس تو اعتماد خالق پر کر کہ بخشش غیب کرے آگے حکایت گاؤ کی مثال مین فرماتے ہین فافہم ۱۲۔

در فضیلت جوع و احتما

گر نباشد جوع صد رنج دگر ‏ ‏ از پی ہیضہ برآرد از تو سر
رنج جوع از رنجہا پاکیزہ تر ‏ ‏ خاصہ در جوع ست صد فضل و ہنر
رنج جوع اولی بود خود زان علل ‏ ‏ ہم بلطف و ہم بخفت ہم عمل
جوع خود سلطان داروہاست ہین ‏ ‏ جوع بر جان نہ چنین خوارش مبین
جوع نور چشم باشد در بصر ‏ ‏ جوع باشد قابلیت در نظر
جملہ ناخوش از مجاعت خوش شود ‏ ‏ جملہ خوشہا بے مجاعتہا ست رد
آن یکے میخورد نان فخفرہ ‏ ‏ گفت سائل چون بدین داری شرہ

بھوک اور احتما کی بڑائی مین

گر نہ جوع ہو رنج صد با دو سرے ‏ ‏ تجھ مین پیدا ہوین بس بد ہضم سے
بھوک کا رنج اور رنجون سے بھلا ‏ ‏ بھوک مین ہی خاص سو فضل خدا
بھوک کا افضل ہے رنج امراض سے ‏ ‏ لطف سے ہی پاکی دہ خفت سے ہی
بھوک خود سلطان کل داروکی ہے ‏ ‏ بھوک مت دیکھ ایسے خر کی جان پے
بھوک نور چشم ہو اندر بصر ‏ ‏ قابلیت بھوک ہو اندر نظر
بے مزا سب بھوک سے ہو بامزا ‏ ‏ بامزا بے بھوک کے ہو ناروا
جو کی روٹی ایک کھاتا تھا کھا ‏ ‏ ایک سائل نے تو کیون راغب ہوا

تمثیل در صبر و قناعت

گفت جوع از صبر چون دوتا شود ‏ ‏ نان جو در پیش من حلوا شود
پس توانم کہ ہمہ حلوا خورم ‏ ‏ چون کنم صبری صبورم لاجرم
خود نباشد جوع ہر کس را زبون ‏ ‏ کاین علف زاریست زاندازہ برون
جوع مر خاصان حق را دادہ اند ‏ ‏ تا شوند از جوع شیر زورمند
جوع ہر جلف گدا را کے دہند ‏ ‏ چون علف کم نیست پیش او نہند
کہ بخور ہم تو بدین ارزانے ‏ ‏ تو نۂ مرغاب مرغ نانے
بنود اندر سر ترا جز فکر نان ‏ ‏ ناید اندر خاطرت جز ذکر نان

مثال صبر و قناعت مین

بولا زیادہ بھوک جو ہو صبر سے ‏ ‏ جو کی روٹی ذائقہ حلوے کا دے
پس مین سکتا ہون کہ حلوا کھاؤن مین ‏ ‏ جو کرون مین صبر صابر ہوؤن مین
ہر کسی کو بھوک کب ہو ناروا ‏ ‏ کہ یہ سبزہ زار ہے حد سے سوا
بھوک دی خاصان حق کو حق نے ہی ‏ ‏ شیر زور آور ہون تا کہ بھوک سے
بھوک کب مفلس گدا کو دیتے ہین ‏ ‏ جو نہ کم ہی گھاس آگے رکھتے ہین
کہ تو ارزانی سے کھا خواب اسے ‏ ‏ تو نہ مرغ آبی ہی مرغ نان ہے
نے ترے سر مین ہو فکر نان سوا ‏ ‏ اور نہ دل مین آئے ذکر نان سوا

سلہ گر نہ جوع الخ، شعر اگر بھوک نہ ہو صد ہا رنج دوسرے تجھ مین پیدا ہون بد ہضم سے بھوک کا رنج اور رنجون سے بہتر ہے بھوک مین خاص سو فضل خدا کے ہین بھوک رنج اور امراض سے افضل ہے لطف سے ہے پاکی خفت سے ہے بھوک خود سلطان سب دوا کی ہے بھوک مت دیکھ ایسے خر کی جاپر بھوک نور چشم ہو اندر بصر کے اور قابلیت بھوک ہو اندر نظر کے بے مزا سب بھوک سے بامزا ہو اور بامزا بے بھوک کے ناروا ہو ایک شخص جو کی روٹی کھاتا تھا ایک سائل نے کہا تو کیون راغب ہوا یعنی رنج بھوک کا بہتر ہے سب امراض سے کیونکہ بھوک سلطان ہے سب دوا کی آگے مثال صبر و قناعت کی ہے فافہم ۱۲۔

سلہ بولا الخ، شعر کہا کہ جو بھوک سے زیادہ ہو صبر سے روٹی جو کی ذائقہ حلوے کا دے پس مین حلوا کھا [illegible]ؤن جو مین صبر کرون و صابر ہوؤن ہر کسی کو بھوک کب ناروا ہو کہ یہ سبزہ زار حد سے سوا ہے حق نے خاصان حق کو بھوک دی ہے تا کہ شیر زور آور ہون بھوک سے نفس گدا کو بھوک کب دیتے ہین جو کم نہین ہے گھاس آگے رکھتے ہین کہ تو ارزانی سے کھا اب اے تو تو مرغابی نہین ہے مرغ نان ہے تیرے سر مین فکر نان سوا ہو اور نہ دل مین ذکر نان سوا آئی بعد برسون کے کیا تجھے حاصل ہو بھوک سے مرنا خوب ہے اس زیست سے یعنی حق نے بھوک خاصان حق کو دی ہے تا کہ شیر حق زور آور ہون بھوک سے پس بھوک بہتر ہے سیری سے آگے مرض کا بیان ہے فافہم ۱۲۔

بعد چندین سال حاصل چیست نیست	جوع مردن به بود زین زیستنیست	بعد برسوں کے ہی کیا حاصل تجھے	بھوک سے مرنا بھلا اس زیست سے

حکایت مریدی که شیخ از حرص او آگاه شد و نصیحت کرد

حکایت اس مرید کی کہ شیخ اسکی حرص سے آگاہ ہوا اور نصیحت کی

شیخ میشد با مریدی بیدرنگ	سوی شهری نان در آنجا بود تنگ	[۱] شیخ کے ہمرہ مرید اک بس چلا	شہر کو ایک قحط تھا وان نان کا
ترس جوع و قحط در جان مرید	هر دمی میگشت از غفلت مزید	خوف بھوک اور قحط کا اندر مرید	ہر گھڑی ہوتا تھا غفلت سے مزید
شیخ واقف بود آگاه ضمیر	گفت او را چند باشی در زحیر	شیخ دل کے بھید سے آگاہ تھا	بولا کب تک تو رہے گا مبتلا
از برای غصهٔ نان سوختی	دیده از صبر و توکل دوختی	ایک روٹی کے تو غصہ سے جلا	آنکھ کو صبر و توکل سے سیا
تو نه زان نازنینان عزیز	که ترا دارند بی جوز و مویز	تو نہیں اُن نازنینوں میں سے ہے	کہ رکھیں بے جوز و کشمش کے تجھے
جوع رزق جان خاصان خداست	کی زبون همچو تو گیج گداست	[۲] ہی غذا جوع جان خاصان خدا	کب بُری ہے جیسے تو بدتر گدا
باش فارغ تو از آنها نیستی	کاندرین مطبخ تو بی نان بایستی	تو رہو بے غم نہ تو اُنمیں سے ہے	کب تو اس مطبخ میں رہ بے نان کے
کاسه بر کاسه ست خوان بر خوان مدام	از برای این شکم خواران عام	خوان ہے خوان پیالہ پہ پیالہ بسکہ ہی	اس جہاں میں بھگردن کے واسطے
چون بمیری میدهد نان پیش پیش	کای زبیم بینوائی کشته خویش	آگے آگے جائے نان جب تو مرے	جو تو مرتا خوف سے افلاس کے
تو برفتی ماند نان برخیز گیر	ای بکشته خویش را اندر زحیر	تو گیا روٹی رہی اب اُٹھ کے لے	اے کہ مارا خود کو اندر رنج کے
بر سر هر لقمه بنوشته عیان	کز فلان بن فلان بن فلان	[۳] ہے لکھا ہر ایک لقمہ پر عیاں	کہ فلان ابن فلان ابن فلان
هین توکل کن ملرزان پا و دست	رزق تو بر تو ز تو عاشق ترست	کر توکل مت ہلا تو دست و پا	رزق تجھ پر تجھ سے عاشق ہی سوا
عاشق ست و میزند او مول مول	کو ز بی صبریت داند ای فضول	رزق عاشق ہے و گر نا صبر ہے	کہ وہ بے صبر ایسے آگہ ہی ترے
گر ترا صبری بدی رزق آمدی	خویش را چون عاشقان بر تو زدی	رزق آتا صبر ہوتا گر تجھے	مثل عاشق خود کو وہ دیتا تجھے

[۱] شیخ کے الخ یہ شعر شیخ کے ہمراہ ایک مرید چلا شہر کو کہ وہاں روٹی کا قحط تھا خوف بھوک و قحط کا مرید میں اور ہر گھڑی غفلت سے زیادہ ہوتا تھا شیخ رازِ دل سے آگاہ تھا کہا کہ تو کب تک رہے گا مبتلا تو ایک روٹی کے غصہ سے جلا اور آنکھوں کو صبر و توکل سے سی تو اُن نازنینوں سے نہیں ہے کہ تجھکو بے جوز و کشمش کے رکھیں یعنے تو اولیاء اللہ سے نہیں ہے کہ بھوک تجھکو دے آگے بھوک کا بیان ہے فافہم ۱۲۔

[۲] ہے غذا الخ یہ شعر جوع غذا ہے خاصان خدا کی کب بُری ہے جیسے تو بدتر گدا ہے تو بے غم رہو تو اُنمیں سے نہیں ہے کب تو اس مطبخ میں بے روٹی کے رہے خوان پر خوان و پیالہ پر پیالہ ہے اس جہان میں بھگردن کے واسطے روٹی آگے آگے جا جب تو مرے جو تو مرتا ہے خوف سے افلاس کے تو گیا روٹی رہی اب اُٹھکر لے اے شخص کہ تو نے خود کو مارا روٹی کے رنج میں باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲۔

[۳] ہے لکھا الخ یہ شعر ہر ایک لقمہ پر ظاہر لکھا ہے کہ فلان ابن فلان تو توکل کر اور دست و پا ہلا کہ رزق تجھ پہ سوا عشق ہے رزق عاشق ہے و صبر کرتا ہے کہ وہ بے صبری سے آگے تیرے ہے رزق آتا اگر تجھے صبر ہوتا عاشق کی مانند خود کو وہ تجھے دیتا بھوک کے خوف سے یہ لرزہ کس واسطے ہے توکل کے ساتھ جینا چاہئیے یعنے ہر ایک لقمہ پر ہر ایک کا حال لکھا ہے کہ فلان ابن فلان بن فلان ہے پس رزق حق سے چاہ اور کسی سے مت چاہ آگے گداگری کا بیان ہے فافہم ۱۲۔

این تپ لرزه ز خوف جوع چیست ‏ در توکل سیرمی تانید زیست

بھوک کے ڈر سے یہ لرزہ کس لیے ‏ با توکل سیر جینا چاہیے

حکایت آن گاو حریص که هر روز صحرای پرعلف بیند و بچرد تا فربه شود و تا فردا از غم روزی لاغر شود

یک جزیره هست سبز اندر جهان	اندرو گاویست تنها خوش دهان
جمله صحرا را چرد او تا بشب	تا شود زفت و عظیم و منتخب
شب ز اندیشه که فردا چه خورم	گردد او چون تار مو لاغر ز غم
چون بر آید صبح بیند سبز دشت	تا میان رسته قصیل سبز گشت
اندر افتد گاو با جوع البقر	تا بشب آنرا چرد او سربسر
تا که زفت و فربه و لمتر شود	آن تنش از پیه و قوت پر شود
باز شب اندر تب افتد از فزع	تا شود لاغر ز خوف منتجع
که چه خواهم خورد فردا وقت خور	سالها این ست کار آن بقر
هیچ نندیشد که چندین سال من	میخورم زین سبزه زار و زین چمن
هیچ روزی کم نیامد روزیم	چیست این ترس و غم و دلسوزیم
باز چون شب میشود آن گاو زفت	میشود لاغر که آوه رزق رفت
نفس آن گاوست آن دشت این جهان	که همی لاغر شود از خوف نان
که چه خواهم خورد مستقبل عجب	قوت فردا از کجا سازم طلب

حکایت اُس گاؤ حریص کی کہ ہر روز صحرائے پر سبزہ کو دیکھتا و چرتا تا فربہ ہو اور کل کے غم روزی سے لاغر ہوتا

۵۱ اک جزیرہ سبز ہے اندر جہان	اُسمین ہی اک گاؤ تنہا خوش دہان
رات تک وہ جملہ صحرا کو چرے	تا کہ تیار اور موٹا بس بنے
فکر سے شب کو کہ کل کیا کھاؤنگا	ہووے لاغر غم سے بس وہ بال سا
جب سحر ہو سبز دیکھے دشت کو	تا کمر سبزہ اوگا اور سبز ہو
پھر پڑے وہ گاؤ با جوع البقر	رات تک اُسکو چرے وہ سربسر
تا کہ تیار اور موٹا ہووے وہ	اُسکا تن پُر چرب اور قوت سے ہو
۵۲ رات کو پھر درد و غم میں وہ پڑے	تا ہو لاغر بھوک کے وہ خوف سے
وقت کھانیکے میں کیا کل کھاؤنگا	خوف برسوں گاؤ کو یہی رہا
یہ نہ سوچا کہ میں اتنے سال سے	چرتا ہوں اس سبزۂ خوشحال سے
ایکدن روزی نہ کم میری ہوئی	کس لیے ہے خوف دلسوزی مری
شب جو پھر آئے وہ فربہ گاؤ بھی	ہووے لاغر ہائے وہ روزی گئی
نفس ہے وہ گاؤ صحرا یہ جہان	ہوتا لاغر ہے وہ بس با خوف جان
۵۳ کہ میں آیندہ کو اب کیا کھاؤنگا	کل کا کھانا میں کہاں سے لاؤنگا

۵۱ جزیرہ الخ ، شعر اک جزیرہ سبز ہے جہان میں اور اُسمین ایک گاؤ تنہا خوش ہے وہ رات تک جملہ صحرا کو چرے تا کہ تیار و فربہ بنے فکر سے شب کو کہ کل کیا کھاؤنگا ہووے لاغر غم سے وہ بال کی مانند جب سحر ہو دشت کو سبز دیکھے کہ کمر تک سبزہ اُگا ہے سبز ہو پھر وہ گاؤ پڑے جوع البقر سے اور رات تک اُسکو چرے وہ سربسر تا کہ تیار اور موٹا وہ ہووے اور اُسکا بدن پُر چرب اور قوت سے ہووے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

۵۲ رات کو الخ ، شعر پھر رات کو درد و غم میں پڑے تا لاغر بھوک کے خوف سے ہو میں وقت کھانے کے کل کیا کھاؤنگا برسوں گاؤ کو یہی خوف رہا یہ نہ سوچا کہ میں اتنے برس سے چرتا ہوں اس سبزہ کو میری ایک دن روزی کم نہ ہوئی میری کس واسطے خوف دلسوزی ہے پھر جو شب آوے وہ گاؤ فربہ بھی لاغر ہووے کہ ہائے روزی گئی آگے اسکے حقائق ہیں وہ گاؤ نفس و صحرا جہان ہے کہ لاغر ہوتا ہے وہ خوف نان سے باقی حقائق آگے ہیں فافہم ۱۲

۵۳ کہ میں آیندہ الخ ، شعر کہ میں آیندہ کو اب کیا کھاؤنگا اور میں کل کو کھانا کہاں سے لاؤنگا برسوں کھایا اور رزق کو کم نہ پایا مستقبل چھوڑ ماضی کو تو دیکھ کھانے کو یاد کر کہ جو کھاتا آیندہ کو مت دیکھ دست نالہ کر قصت اس گاؤ کا اب چھوڑ اور اس گدھے و شیر کا پیغام دے یعنی وہ گاؤ نفس صحرا یہ جہان ہے کہ انسان ہمیشہ رزق پاتا ہے اور پھر اندیشہ مستقبل میں رہتا ہے کہ میں آیندہ کیا کھاؤنگا آگے شیر و خر کا بیان ہے فافہم ۱۲

سالہا خوردی و کم نامد ز خور	ترک مستقبل کن و ماضی نگر	کھایا برسوں کم نہ پایا رزق کو	چھوڑ مستقبل و ماضی دیکھ تو
بوت پوت خوردہ را ہم یاد آر	منگر اندر غابر و کم باش زار	یاد کر کھانے کو کھایا جو کہ ہے	دیکھ مت آیندہ مت نالاں کری
قصۂ این گاو را یک سوی نہ	وان خر و زان شیر ز پیغام دہ	قصہ اب اس گاو کا تو چھوڑ دے	اس گدھے اور شیر کا پیغام دے

صید کردن شیر آن خر را و رفتن به آب خوردن و خوردن روباه دل و جگر او را و سوال کردن شیر

شکار کرنا شیر کا اُس گدھے کو اور جانا پانی پینے کو اور کھانا روباہ کا دل و جگر اُسکے کو اور سوال کرنا شیر کا

برد خر را روبہک تا پیش شیر	پارہ پارہ کردش آن شیر دلیر	لیگئی خر روبہ آگے شیر کے [1]	ٹکڑے اُسکو کر دیئے اُس شیر نے
تشنہ از کوشش آن سلطان ودد	رفت سوی چشمہ تا آبی خورد	تشنہ کوشش سے وہ شاہ وحوش	پانی پینے کو سوے چشمہ گیا
روبہک خورد آن جگر بند و دلش	چون زمانی فرصتی شد حاصلش	کھایا دل روبہ نے اُسکا او جگر	جو کہ فرصت پائی اُسنے جلد تر
شیر چون واگشت از چشمہ بخور	جست دل را ز خر نہ دل بد نہ جگر	پانی پی کر جب کہ آیا شیر نر [2]	ڈھونڈھا دل خر کا نہ تھا دل اور جگر
گفت روبہ را جگر کو دل چہ شد	کہ نباشد جانور را زین دو بد	پوچھا روبہ سے جگر دل کیا ہوا	کہ نہ کوئی جانور اس سے بچا
گفت اگر بودی ورا دل یا جگر	کی بدینجا آمدی بار دگر	بولی جو دل ہوتا اُسمیں یا جگر	کب دوبارہ آتا وہ اس جاے پر
آن قیامت دیدہ بود آن رستخیز	وان ز کوہ افتادن از ہول گریز	اُسنے دیکھی بس قیامت حشر ہے	وہ گرا کہ سے و بھاگا ہول سے
گر جگر بودی ورا یا دل بدی	بار دیگر کی در اینجا آمدی	گر دل اُسکا ہوتا یا ہوتا جگر	کب وہ آتا پھر یہاں پر دوڑ کر
چون ندارد نور دل دل نیست آن	چون نباشد روح جز گل نیست آن	جو نہ رکھے نور دل نے دل ہے وہ [3]	جو نہووے روح نے جز گل ہے وہ
آن زجاجی کو ندارد نور جان	بول و قارورہ ست قندیلش مخوان	جو نہیں رکھتا ہی شیشہ نور جان	وہ ہے قارورہ نہ قندیل اُسکو جان
نور مصباح است داد ذو الجلال	صنعت خلق ست آن شیشہ و سفال	ہے عطا نور چراغ اک ذو الجلال	خلق کی صنعت ہے وہ شیشہ سفال

[1] لے گئی الخ یہ شعر روباہ خر کو لے گئی آگے شیر کے کہ اُسے شیر نے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے وہ شاہ وحوش کوشش سے تشنہ ہوا اور پینے پانی گیا طرف چشمہ کے روباہ نے اُسکا دل و جگر کھا لیا جلدی کہ جو فرصت پائی باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

[2] پانی پی کر الخ یہ شعر جبکہ پانی پی کر آیا و خر کا دل ڈھونڈھا پس دل و جگر نہ تھا روباہ سے پوچھا کیا ہوا دل و جگر کہا کہ کوئی جانور اس سے نہ بچا ہے کہا کہ اگر دل و جگر اسکا ہوتا تو کب دوبارہ آتا اس جگہ پر اُسنے قیامت دیکھی تھی حشر ہے کہ وہ کوہ سے گرا و بھاگا ہول سے اگر اس کا دل ہوتا یا جگر پھر یہاں پر دوڑ کر وہ کب آتا آگے اسکے حقائق ہیں فافہم ۱۲۔

[3] جو نہ رکھے الخ یہ شعر جو نور دل نہ رکھے وہ دل نہیں اور جو روح نہووے بجز گل کے وہ نہیں ہے جو نور جان شیشہ نہیں رکھتا ہے وہ قارورہ ہے اسکو قندیل مت جان نور چراغ ایک عطائی خدا ہے اور خلق کی صنعت ہے وہ شیشہ و سفال اسواسطے طرف تعدد ہووے اور شعلہ میں نہو کہ وہ ایک ہے آگے مثال نور چہ قندیل کا جو کہ ملا اس نور میں تعدد نہووے زرا وہ جو دی ظرف سے مشرک ہوا اور نور دیکھ کر مومن مدرک ہوا یعنی تعدد ظروف میں ہے اور نور شعلہ ایک ہے پس جو ظروف دیکھتا ہے مشرک ہے اور جو نور دیکھتا ہے مومن مدرک ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲۔

لاجرم در ظرف باشد اعتداد ۔ در لہبہا نبود الا اتحاد
نور شش قندیل چون آمیختند ۔ نیست اندر نورشان اعداد چند
آن جہود از ظرفہا مشرک شدست ۔ نور دید آن مومن مدرک شدست
چون نظر بر روح افتد مرد را ۔ پس یکے بیند خلیل و مصطفےٰ
چون نظر بر ظرف افتد روح را ۔ پس دو بیند شیث را و نوح را
چونکہ آبش ہست خود جو آن بود ۔ آدمی آنست کو را جان بود
این نہ مرد انند اینہا صورتند ۔ مردۂ نانند و کشتہ شہوتند

ظرف مین ہووے تعدد اس لیے ۔ اور نہو شعلہ مین پرچہ ایک ہے
نور چہ قندیل کا جو کہ ملا ۔ نے عدد اُس نور مین ہووے ذرا
وہ جہودی ظرف سے مشرک ہوا ۔ نور مومن دیکھکر مدرک ہوا
جو کہ دیکھے[۱] روح کو اہل صفا ۔ ایک جانے وہ خلیل و مصطفےٰ
جو کہ دیکھے ظرف کو وہ روح کو ۔ جانے دو بس شیث کو اور نوح کو
نہر خود وہ ہے کہ جو پانی پیئے ۔ آدمی وہ ہے کہ جسکو جان ہے
یہ نہیں ہین مرد اک صورت ہین یہ ۔ مثل مردہ کشتۂ شہوت ہین یہ

ولو کنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحاب السعیر

حکایت آن راہب کہ بروز روشن باشمع در بازار بہ طلب آدمے می گشت

ولو کنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحاب السعیر

اور اگر ہوتے ہم کہ سنتے ہم اور سمجھتے تو نہوتے ہم صاحب دوزخ کے ۱۲

حکایت اُس راہب کی کہ دن کو چراغ لے کر بازار مین پھرتا تھا بسبب ایک حالت طاری ہونے کے اُسپر

آن یکے باشمع برگشیت روز ۔ گرد بازار و دلش پر عشق و سوز
بو الفضولے گفت او را کای فلان ۔ ہین چہ میجوئی بپیش ہر دکان
ہین چہ میجوئی تو ہر سو با چراغ ۔ درمیان روز روشن چیست لاغ
گفت میجویم بہر سو آدمی ۔ کہ بود حی از حیات آن دمی
گفت من جویائے انسان گشتہ ام ۔ می نیابم ہیچ و حیران گشتہ ام
ہست مردی گفت این بازار پر ۔ مردمانند آخر ای دانائے حر

ایک[۲] پھرتا دن مین تھا بس شمع لے ۔ گرد بازار اور دل پر عشق سے
بو الفضول اک بولا اس سے ای فلان ۔ ڈھونڈھتا کیا ہے تو پیش ہر دکان
لے چراغ اک ہر طرف ڈھونڈھے ہے کیا ۔ روز روشن مین تمسخر ہے یہ کیا
بولا ہر سو ڈھونڈھتا ہون آدمی ۔ کہ ہو زندہ با حیات دائمی
بولا مین ہون ڈھونڈھتا انسان کو ۔ ہو نہین حیران نے کوئی ملتا کو
مرد ہے کوئی کہا اے مشفقا ۔ ہے یہ کل بازار مردونسے بھرا

[۱] جو کہ دیکھے الخ یہ شعر جو اہل صفا روح کو دیکھے ایک جانے وہ خلیل و مصطفےٰ کو جو ظرف کو دیکھے وہ شیث و نوح کو دو جانے وہ خود نہر ہے کہ جو پانی رکھے آدمی وہ ہے کہ جسکو جان ہے یہ مرد نہین ہے ایک صورت ہین اور مرے ہوئے روٹی پر یا کشتہ شہوت ہین یعنی جو ظرف صورت کو دیکھتا ہے وہ مرد نہین ہے مانند کشتہ شہوت کے ہے آگے راہب کا بیان ہے اس مثال مین فرماتے ہین فافہم ۱۲۔

[۲] ایک پھرتا الخ یہ شعر ایک شخص دن مین پھرتا تھا شمع لیکر گرد بازار کے اور دل پر عشق سے تھا ایک بو الفضول نے کہا اُس سے اے فلان تو کیا ڈھونڈھتا ہے آگے ہر ایک دکان کے کہ تو چراغ لے کر ہر ایک طرف کیا ڈھونڈھتا ہے روز روشن مین یہ کیا تمسخر ہے کہا کہ ہر طرف ڈھونڈھتا ہون آدمی کہ زندہ حیات دائمی عرفان سے ہو کہا کہ مین ڈھونڈھتا ہون انسان کو مین حیران ہون کوئی نیک ملتا نہین ہے کوئی مرد کہاں ہے کہا کہ اے مشفق یہ کل بازار مردون سے بھرا ہے آگے دیکھا نہین ہے فافہم ۱۲۔

گفت خواهم مرد بر جادهٔ ره — در رهِ خشم و بهنگام شره
وقت خشم و وقت شهوت مرد کو — طالب مردی دوانم کو بکو
کو درین دو حال مردی در جهان — تا فدای او کنم امروز جان
گفت نادر چیزی جوئی ولیک — غافل از حکم خدای نیک نیک
ناظرِ فرعی ز اصلی بے خبر — فرع مائیم اصل احکام قدر
چرخ گردان را قضا گمره کند — صد عطارد را قضا ابله کند
تنگ گرداند جهانِ چاره را — آب گرداند حدید و خاره را
ای قراری داده ره را گام گام — خام خامی خام خامی خام خام
چون بدیدی گردش سنگ آسیا — آب جو را هم ببین آخر بیا
خاک را دیدی بر آمد بر هوا — در میانِ خاک بنگر باد را
دیگهاے فکر می بینی بجوش — اندر آتش هم نظر میکن بہوش
گفت حق ایوب را در مکرمت — من بهر موے ترا صبرے دادمست
هین بصبرِ خود مکن چندین نظر — صبر دیدی صبر دادن را نگر
چند بینی گردشِ دولاب را — سر برون کن هم ببین میزاب را
تو همی گوئی که می بینم ولیک — دیدِ آن را بس علامتهاست نیک
گردش کف را چو دیدی مختصر — حیرتت باید بدریا درنگر
آنکه کف را دید سرگویان بود — وانکه دریا دید او حیران بود

[1] بولا چاہتا ہون مرد دو راہ کا — یعنی خشم و حرص کی ہو راہ کا
مرد وقتِ خشم و شہوت ہی کہان — چاہتا ہون مردِ روح آرزِ جہان
مرد اس دو حال کا یان پر کہان — تا کرون آج اُسپے مین قربان جان
بولا نادر چیز کو چہتا تو ہے — لیک غافل ہے خدا کے حکم سے
شاخ دیکھے اصل سے تو بیخبر — شاخ ہم ہین اصل ہے حکمِ قدر
چرخ گردان کو قضا گمرہ کرے — سو عطارد کو قضا ابلہ کرے
عالم تدبیر کردی تنگ دو — اور کر دے آب آہن سنگ کو
اے توقف ہر قدم پر تو کرے — خام ہے تو خام ہے تو خام ہے
[2] تو نے گردش دیکھی پن چکی کی ہے — نہر کا پانی بھی دیکھ اب آن کے
خاک دیکھی لے گئی اوپر ہوا — دیکھ تو اب خاک کے اندر ہوا
دیکھی دیگِ فکر اندر جوش کے — دیکھ اندر آگ کے تو ہوش سے
لطف سے ایوب کو حق نے کہا — صبر ہر مو کو ترے مین نے دیا
صبر کو مت دیکھ اپنے اے جوان — صبر دیکھا صبر دینے کو تو جان
دیکھیے کب تک گردشِ دولاب کو — سر نکال اور دیکھ اُس موری کو تو
تو کہے کہ دیکھتا ہون مین ولے — دید کی اُسکی علامت اور ہے
گردشین کف کی جو دیکھین مختصر — چاہے حیرت بحر مین کر تو نظر
[3] جس نے کف دیکھا تو سرگردان ہے وہ — جسنے دیکھا بحر تو حیران ہے وہ

[1] بولا الخ۔ شعر کہا کہ مرد چاہتا ہون دو راہ کا یعنی خشم و حرص کی راہ کا وقت خشم و شہوت کے مرد کہان ہین مرد روح چاہتا ہون انہین بیان پر مرد اس دو حال کا کہان ہے تاکہ اُسپر آج کرون مین قربان جان کہا کہ تو نادر چیز کو چاہتا ہے ولیکن تو غافل ہے خدا کے حکم سے تو شاخ دیکھتا ہے اور اصل سے بیخبر کہ شاخ ہم ہین اور اصل حکم قدر ہے قضا چرخ گردون کو راہ کرے اور سو عطارد کو ابلہ کرے وہ عالم تدبیر کو تنگ کر دے اور آہن و سنگ کو آب کر دے اسے تو توقف ہر قدم پر کرتا ہے بس تو خام ہے خام ہے خام ہے یعنی خشم و شہوت کا مرد کہان ہے کہ اسکے تابع ہو پس انسان شاخ ہے اور حکم خدا اسکی اصل ہے پس تو چاہتا ہے اصل کا ہو آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲
[2] تو نے گردش الخ۔ شعر تو نے پن چکی کی گردش دیکھی ہے اب نہر کا پانی تو آکر دیکھے خاک دیکھی لے گئی اوپر ہوا تو خاک کے اندر دیکھ ہوا کو تو نے دیگ فکر کو دیکھا جوش مین تو اندر آتش کے دیکھ ہوش سے ایوب کو حق نے لطف سے کہا کہ تیرے ہر مُو کو مین نے صبر دیا صبر کو اپنے مت دیکھ تو نے صبر جانا صبر دینے کو تو جان تو کب تک دیکھے گردش دولاب کو سر نکال اور اس موری کو تو دیکھ تو کہے کہ مین دیکھتا ہون ولیکن دید کی اُسکی علامت اور ہے اور جو گردشین کف کی مختصر دیکھین اگر حیرت چاہتا ہے بحر مین نظر کر یعنی تو صورت دیکھتا ہے اگر حیرت چاہتا ہے معنی مین نظر کر کہ وہ اصل ہے پس آگے صورت و معنی کا بیان ہے فافہم ۱۲ [3] جسنے کف دیکھا الخ۔ شعر جسنے کف دیکھا وہ سرگردان ہے اور جسنے بحر دیکھا وہ حیران ہی جسنے کف دیکھا وہ نیت بیجا کرے جسنے بحر دیکھا وہ دل دریا کرے جسنے کف دیکھا وہ اندر شمار کے ہے جسنے بحر دیکھا وہ بیشمار ہے جسنے کف دیکھا وہ کرے جسنے بحر دیکھا وہ بیخویش رہے جسنے کف دیکھا وہ نزاع کرے جسنے بحر دیکھا اسکو دل صاف ہے جسنے کف دیکھا وہ مست ہووے جسنے بحر دیکھا وہ ہوشیار ہے جسنے کف دیکھا وہ گفتگو کرے جسنے بحر دیکھا وہ بے مین و تو ہووے جسنے کف دیکھا وہ آلودہ رہے اور جسنے بحر دیکھا وہ آسودہ رہے یعنی جو صورت دیکھتا ہے وہ فراق میں ہے اور جو معنی دیکھتا ہے وہ اندر وصال کے ہے آگے مغ و مسلمان کے سوال و جواب کا بیان ہے فافہم ۱۲

آنکه کف را دید نیتها کند ۔ وانکه دریا دید دل دریا کند
آنکه کف را دید باشد در شمار ۔ وانکه دریا دید شد بے اختیار
آنکه کف را دید در گردش بود ۔ وانکه دریا دید او بیغش بود
آنکه کف را دید پیکارش کند ۔ وانکه دریا دید بردارش کند
آنکه کف را دید گردد مست او ۔ وانکه دریا دید باشد غرق ہو
آنکه کف را دید آید در سخن ۔ وانکه دریا دید شد بی ما و من
آنکه کف را دید پالودہ شود ۔ وانکه دریا دید آسودہ شود

جسنے کف دیکھا بہت بیجا کرے ۔ جسنے دیکھا بحر دل دریا کرے
جسنے کف دیکھا وہ ہے اندر شمار ۔ جسنے دیکھا بحر ہے بے اختیار
جسنے کف دیکھا وہ بس گردش میں ہے ۔ جسنے دیکھا بحر وہ بیغش رہے
جسنے کف دیکھا لڑائی وہ کرے ۔ جسنے دیکھا بحر دار اسکو ملے
جسنے کف دیکھا وہ ہووے مست خو ۔ جسنے دیکھا بحر ہووے غرق ہو
جسنے کف دیکھا کرے وہ گفتگو ۔ جسنے دیکھا بحر ہو بے مین و تو
جسنے کف دیکھا وہ آلودہ رہے ۔ جسنے دیکھا بحر آسودہ رہے

دعوت کردن مسلمانے مغی را بدین اسلام و جواب گفتن او

دعوت کرنا مسلمان کا طرف اسلام کے ایک مغ کو اور جواب دینا اسکا

مر مغی را گفت مردے کای فلان ۔ هین مسلمان شو بباش از مومنان
گفت اگر خواهد خدا مومن شوم ۔ ور فزاید فضل هم موقن شوم
گفت میخواهد خدا ایمان تو ۔ تا رهد از دست دوزخ جان تو
لیک نفس زشت و شیطان لعین ۔ میکشندت جانب کفران و کین
گفت ای منصف چو ایشان غالب اند ۔ یار او باشم که باشد زورمند
یار او خواهم بدن کو غالب است ۔ آن طرف افتم که غالب جاذب است
چون خدا میخواست از من صدق زفت ۔ خواستش چه سود چون پیشش نرفت
نفس و شیطان خواهش خود پیش برد ۔ وان عنایت قهر گشت و خرد و مرد
تو یکے قصر و سرائے ساختی ۔ اندرو صد نقش خوش افراختی

[1] ایک مغ کو بس کہا اک مردنے ۔ ہو مسلمان رہ تو با ایمان سے
بولا حق چاہے اگر مومن کرے ۔ گر زیادہ فضل ہو ایقان دے
بولا چاہتا ہے خدا ایمان ترا ۔ تا کہ دوزخ سے ہو جان تیری رہا
ایک تیرا نفس و شیطان لعین ۔ کھینچتے ہین تجھکو سوئے کفر و کین
[2] بولا اے منصف اگر غالب ہین ۔ جو کہ زور آور ہین یار اسکا مین ہون
یار ہین اسکا ہون غالب جو ہے ۔ اسطرف جاؤن جو مجھکو کھینچ لے
چاہتا تھا صدق جو مجھسے خدا ۔ خواہش اسکی نہ چلے کیا فائدہ
پوری خواہش نفس و شیطان کی ہوئی ۔ وہ عنایت قہر و ٹکڑے ہو گئی
[3] اک محل تو نے بنایا اور مکان ۔ سو بنائے نقش اسکے درمیان

سلہ ایک مغ الخ یہ شعر ایک مغ کو ایک مردنے کہا کہ تو مسلمان ہو صاحب ایمان رہو کہا کہ اگر حق چاہے مجھے مومن کرے اور اگر زیادہ فضل ہو مجھے ایقان دے کہا کہ حق چاہتا ہے ایمان تیرا تاکہ دوزخ سے تیری جان رہا ہو لیکن تیرا نفس و شیطان تجھکو کھینچتے ہین طرف کفر و کینہ کے آگے جواب مغ کا ہے فافہم ۱۲ سلہ بولا الخ یہ شعر مغ نے کہا کہ اے منصف اگر یہ غالب ہین اور زور آور ہین مین اسکا یار ہون اور جو غالب ہین اس کا یار ہون مین طرف جاؤن جو مجھکو کھینچ لے ہے خدا مجھسے صدق چاہتا تھا اسکی نہ چلی کیا فائدہ نفس و شیطان کی خواہش پوری ہوئی اور وہ عنایت و قہر ٹکڑے ہو گئی یعنی نفس و شیطان کی خواہش پوری ہوا اور خدا کی خواہش پوری نہو پس نفس و شیطان خدا پر غالب ہوا پس جو غالب ہے مین اسکا یار ہون آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲ سلہ ایک محل الخ یہ شعر ایک محل و مکان تو نے بنایا اور سو نقش اسکے اندر بنائے تو نے مسجد چاہی کہ وہ بنائے خیر ہو اور دوسرے نے اسکو دیر بنالیا یا تو نے ایک کپڑا بنا تاکہ پہننے کو تو اپنے بنا کرے تو قبا چاہے اور دشمن جنگ اتیرے برعکس اسکا پاجامہ کرے اس کپڑے کا چارہ کیا ہو سکے سوا اس بدرائے کے غالب ہونے کے اس کپڑے کا کیا جرم ہے اگر بد ہوا وہ مغلوب ہے اور غالب نہین ہے پس کیا ہے یعنی وجود انسان کی خدا راستی چاہا ہے اور نفس و شیطان اسکو کج کر دے تو وجود کا کیا قصور ہے پس اس صورت مین نفس شیطان خدا پر غالب ہوا پھر یہ خدا کیسا ہے کہ مغلوب ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

تو اسیر مسجد بود آنجای خیر — تو دگر آمد مرا و را ساخت دیر
یا تو بافیدی یکی کرباس تا — خوش بسازی بہر پوشیدن قبا
تو قبا میخواستی خصم از نبرد — زعم تو کرباس را شلوار کرد
چارۂ کرباس چہ بود جان من — جز زبون رای آن غالب شدن
گر زبون شد جرم آن کرباس چیست — آنکہ او مغلوب غالب نیست کیست
چون کسی ناخواہ وی بروی براند — خارہا در باغ ملک او نشاند
صاحب خانہ بدین خواری بود — کاین چنین بر وی خلافت میرود
ہم خلق کردم من از تازہ و نوم — چونکہ یار این چنین خواری شوم
چون کہ خواہ نفس آمد مستعان — تسخر آمد ایش شاء اللہ کان
من اگر ننگ مغان یا کافرم — آن نیم کہ بر خدا این ظن برم
کہ کسی ناخواہ او در غم او — گردد اندر مملکت او حکم جو
مملکت او را فرو گیرد چنین — کہ نیارد دم زدن دم آفرین
دفع او میخواہد و می بایدش — دیو ہر دم غصہ می افزایدش
بندۂ آن دیو می باید شدن — چونکہ غالب اوست در ہر انجمن
تا مبادا کین کشد شیطان ز من — پس کہ دستم گیرد اینجا ذو المنن
آنچہ او خواہد مراد او شود — از کجا کار من دگر نیکو شود
حاش للہ ایش شاء اللہ کان — حاکم آمد در مکان و لامکان
ہیچکس در ملک او بی امر او — در نیفزاید سر یک تار مو

چاہی مسجد تونے ہو وہ جائے خیر — کر لیا وہ دوسرے نے آکے دیر
یا کہ اک کپڑا بنا تونے کہ تا — پہننے کو تو کرے اپنا قبا
تو قبا چاہے وہ دشمن جنگ سے — تیرے برعکس اُسکا پاجامہ کرے
چارہ اس کپڑے کا بس کیا ہو سکے — ہو تا غالب اس سوا بدرائے کے
جرم اس کپڑے کا کیا گر بد ہوا — ہے وہ مغلوب و نہ غالب بس ہے کیا
ظلم[1] بے مرضی کوئی اُسکی کرے — باغ ملک اُسکے میں کانٹے بس رکھے
صاحب خانہ اس آفت میں پڑے — کہ حکومت اسطرح اُسپر چلے
میں نئے تازے اور نئے پیدا کیے — بار ایسے خوار کا ہوں کس لیے
جبکہ خواہش نفس کی مضبوط ہے — انشاء اللہ ہے تمسخر کے لیے
گرچہ میں کافر ہوں یا ننگ مغاں — نے وہ ہوں کہ حق پہ یہ رکھوں گماں
اُسکے برعکس اور بے مرضی کوئی — حکمراں ہو ملک میں اُسکے اخی
ملک کو اُسکے وہ ایسا گھیر لے — کہ نہ دم جو مارے مالک دم کا ہے
دفع[2] وہ چاہے نہ اُس سے ہو سکے — دیو ہر دم غصہ اُسپر بس کرے
بندہ ہونا چاہیے اُس دیو کا — جو وہ ہر محفل میں غالب ہے ولا
تا مبادا غصہ شیطان مجھسے ہو — یاں خدا کیا پکڑے میرے ہاتھ کو
چاہے وہ جو کچھ تمنا اُسکی ہو — کام میرا کس سے پھر ہووے نکو
حاش للہ ایش شاء اللہ کان — ہے امیر لا مکان و با مکان
ملک میں بے حکم اُسکے نہ کوئی — بال بھر اُس سے نہ غالب ہے کوئی

[1] ظلم الخ، شعر ظلم بے مرضی اُسکے کوئی کرے اور اُس کے ملک و باغ میں کانٹے رکھے صاحب خانہ اُس میں پڑے کہ اُسپر حکومت چلے میں نے نئے و تازے پیدا کیے ایسے خوار کا یار کیا ہوؤں جبکہ خواہش نفس کی مضبوط ہے انشاء اللہ تمسخر کے لیے ہے اگرچہ میں کافر ہوں یا سنگ مغاں ہوں وہ نہیں ہوں کہ حق پر یہ گمان رکھوں اُسکے برعکس و بے مرضی کوئی حکمراں ہو اُسکے ملک میں وہ اُسکے ملک کو ایسا گھیرے کہ دم نہ مارے جو مالک دم کا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

[2] دفع وہ چاہے الخ، شعر وہ دفع چاہے اور اُس سے ہو نہ سکے اور دیو ہر دم اُن پر غصہ کرے پس اُس دیو کا بندہ ہونا چاہیے جو کہ وہ محفل میں غالب ہے تاکہ مبادا شیطان مجھسے غصہ ہو یہاں خدا میرے ہاتھ کو پکڑے جو کچھ وہ چاہے اسکی تمنا ہو پھر میرا کام کس سے نیک ہو آگے اسکے حقائق ہیں ترجمہ پناہ دے اللہ اگر چاہے اللہ کہ میر لامکان یا مکان ہے اُسکے ملک میں بے حکم نہ کوئی بال بھر اس سے غالب کوئی نہیں ہے یعنی میں حق پر یہ گمان نہیں رکھتا ہوں کہ نفس و شیطان اُسکی بے مرضی حکمرانی اُس کے ملک میں کرے اور خداوند عالم اُسکو دفع نہ کر سکے پس خداوند کریم مالک ہے اور بے حکم اُس کے کوئی کچھ نہیں کر سکتا ہے آگے شیطان کا حال ہے فافہم ۱۲۔

در بیان مثل شیطان بر درگاہ رحمٰن

ملک ملک اوست فرمان آن او ۔ کمترین سگ بر درش شیطان او
ترکمان را گر سگے باشد بدر ۔ بر درش بنہادہ باشد روے و سر
کودکان خانہ دمش میکشند ۔ باشد اندر دست طفلان خوار مند
باز اگر بیگانۂ معبر کند ۔ حملہ بر وی ہمچو شیر نر کند
کہ اشداء علی الکفار شد ۔ با ولی گل با عدو چون خار شد
ز آب تتماجی کہ دادش ترکمان ۔ آنچنان وافی شدست و پاسبان
پس سگ شیطان کہ حق ہستش کند ۔ اندرو صد فکرت و حیلت تند
آب روہا را غذاے او کند ۔ تا برد آن آبروی نیک و بد
آب تتماجست آب روی عام ۔ کہ سگ شیطان ازو یابد طعام
بر در خرگاہ قدرت جان او ۔ چون نباشد حکم را قربان او
گلہ گلہ از مرید و از مرید ۔ چون سگ باسط ذراعی بالوصید
بر در کہف الوہیت چو سگ ۔ ذرہ ذرہ امر جو بر جستہ رگ
ای سگ دیو امتحان میکن کہ تا ۔ چون درین رہ می نہند این خلق پا
حملہ میکن منع میکن مے نگر ۔ تا کہ باشد مادہ اندر صدق و نر
پس اعوذ از بہر چہ باشد چو سگ ۔ گشتہ باشد از ترفع تیز تگ
این اعوذ آنست کای ترک خطا ۔ بانگ بر زن بر سگت رہ برگشا

بیان مین تمثیل شیطان کے اوپر درگاہ رحمٰن کے

ملک اور فرمان اسکی ملک ہے ۔ شیطان ادنی سگ ہے اس درگاہ پے
ترکمان کے ایک سگ در پر ہو گر ۔ اسکے در پر رکھتا ہووے رخ و سر
بچے گھر کے اسکی دم ہون کھینچتے ۔ خوار ہون بچون کے وہ بس ہاتھ سے
گر کرے بیگانہ کوئی پھر گذر ۔ حملہ اسپر وہ کرے جون شیر نر
وہ اشداء علی الکفار ہو ۔ دوست سے جون گل عدو سے خار ہو
ترکمان نے کہ اسے فضلہ دیا ۔ پاسبان و باوفا ایسا ہوا
حق سگ شیطان کو پیدا کرے ۔ اسکے اندر فکر و حیلے سو رکھے
آبرو کو اک غذا اسکی کرے ۔ نیک و بد کی آبرو وہ تا کہ لے
اسکا فضلہ آبروئے عام ہے ۔ کہ سگ شیطان غذا اس سے چکھے
جان اسکی در پے اس درگاہ کے ۔ کیون نہ اسکے حکم پر قربان ہی
ہے ہر اک عضو مرید و یا مُرید ۔ چون سگ باسط ذراعی بالوصید
در پے کہف الوہیت کے ہی ۔ مثل سگ کے ڈھونڈھتا ہی حکم کو
اے سگ بد امتحان کر تو کہ تا ۔ رکھتی ہی اس راہ مین جو خلق پا
دیکھ دائم حملہ کر اور منع کر ۔ صدق مین ہے کون مادہ کون نر
ہی اعوذ اب کس لیے جون سگ کے وہ ۔ پس تکبر سے ہوا ہو تیز رو
ہی اعوذ اب وہ کہ ای ترک خطا ۔ سگ کو دے آواز ہو رہ سے جدا

سلہ ملک اور فرمان الخ۔ شعر ملک اور فرمان اسکی ملک ہے اور شیطان ادنی سگ ہے اسکی درگاہ پر آگے اسکی مثال ہے اگر ترکمان کے در پر ایک کتا ہو جو اس کے در پر وہ رخ و سر رکھتا ہے بچے گھر کے اسکی دم کھینچتے ہون اور وہ بچون کے ہاتھ سے خوار ہو اگر پھر کوئی بیگانہ گذر کرے تو وہ حملہ اسپر کرے مانند شیر کے ترجمہ وہ سخت ہین اوپر کافرون کے دوست سے جون گل اور عدو سے خار ہو ترکمان نے اسے فضلہ دیا ایسا پاسبان و باوفا ہو آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲۔

سلہ حق سگ شیطان الخ۔ شعر سگ شیطان کو حق پیدا کرے اور سو فکر و حیلہ اسکے اندر رکھے اور آبرو کو اسکی غذا کرے تا کہ نیک و بد کی وہ آبروئی اسکا فضلہ آبرو عام ہے کہ سگ شیطان اس سے غذائی اسکی جان در پر اس درگاہ کے اسکے حکم پر کیون نہ قربان ہے ہر ایک عضو مرید یا مرید کا سگ کی مانند ہے کہ رکھے ہوئے ہاتھ اپنے آگے غار کے ہے وہ در پر کہف الوہیت کے ہے اور مانند سگ کے حکم سے ڈھونڈھتا ہے یعنی شیطان دروازہ الوہیت حق پر مانند ایک سگ کے ہے کہ حکم اپنے مالک کا ڈھونڈھتا ہے پس جو حکم ہوتا ہے اسکے بموجب حرکت کرتا ہے آگے قول حق کا بیان ہے فافہم ۱۲

سلہ اے سگ بد الخ۔ شعر اے سگ بد تو امتحان کر تا کہ اس راہ مین جو خلق پاؤن رکھتی ہے دائم دیکھ اور منع کر کہ سچائی مین مادہ و کون نر ہے اعوذ کس واسطے ہے کہ وہ سگ کی مانند تکبر سے تیز رو ہوا ہو آگے اس سوال کا جواب ہے یہ اعوذ وہ ہے کہ اے ترک خطا سگ کو آواز دے کہ راہ سے جدا ہو تا کہ تیری درگاہ کے اندر مین آؤن اور جود سے تیری مین حاجت پاؤن جبکہ ترک سگ کے خوف سے عاجز ہے یہ اعوذ و شور بیکار ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

تا بیایم بر درِ خرگاہ تو — حاجتی خواہم ز جود و جاہ تو
چونکہ ترک از سطوت سگ عاجزست — این اعوذ این فغان نا جائزست
ترک ہم گوید اعوذ از سگ کہ من — ہم ز سگ درماندہ ام اندر وطن
تو نمی یاری بدین در آمدن — من نمی یارم ز در بیرون شدن
خاک اکنون بر سرِ ترک و قنق — کہ یکی سگ ہر دو را بندد عنق
حاش للہ ترک بانگے بر زند — سگ چہ باشد شیر نر خون قے کند
اے کہ خود را شیر یزدان خواندۂ — سالہا شد با سگے درماندۂ
چون کند آن سگ برائے تو شکار — چون شکار سگ شدستی آشکار

تا تری درگہ کے اندر آؤن مین — جو نسے تیری مین حاجت پاؤن مین
جبکہ ترک عاجز ہی سگ کے خوف سے — یہ اعوذ و شور بس بیکار ہے
ترک بھی کہوے[سلہ] اعوذ اس سگ کو پر — بھی مین سگ سے تنگ ہون گھر مین بس
اندر آنے کی تجھے طاقت نہین — جانے باہر کی مجھے طاقت نہین
خاک سر پر ترک اور مہمان کے — کہ غالب ایک سگ دونون پہ ہی
حاش للہ ترک بس آواز دے — سگ ہے کیا بس شیر نر خون قے کرے
اے کہ خود کو شیر حق کا تو کہے — تنگ اک سگ سے ہے تو برسون ہوے
کب کرے تیرے لیئے وہ سگ شکار — جو شکارِ سگ ہوا تو آشکار

جواب مومن سُنی مر کافر جبری را در اثبات اختیار بندہ و دلیل گفتن کہ سُنت راہیست کوفتہ اقدام انبیا و بر یمین آن راہ بیابان جبرست کہ خود را اختیار نہ بیند و امر و نہی را منکر شود و تاویل کند از منکر شدن امر و نہی لازم آید انکار بہشت و دوزخ را کہ بہشت جزاے مطیعان ست و دوزخ سزاے مخالفان و دیگر نگوییم بچہ انجامد والعاقل

جواب مومن سُنی کلمہ کا فر جبری کو اثبات اختیار بندہ مین اور دلیل کہنا کہ سُنت ایک راہ ہے انبیا کی چلی ہوئی اور سیدھی طرف اس راہ کے بیابان جبر کا ہے کہ اپنا اختیار نہین دیکھتے اور امر و نہی کے منکر ہین اور تاویل کرتے ہین اور انکار امر و نہی سے لازم آتا ہی انکار بہشت اور دوزخ کا کہ بہشت جزا مطیعون کی ہی اور دوزخ سزا مخالفون کی اور سوا اسکے نہین کہتا ہون کہ کیا انجام ہو والعاقل

سلہ ترک بھی اے شیر ترک بھی اعوذ اس سگ کو کہوے ولیکن مین بھی گھر مین سگ سے تنگ ہون تجھے اندر آنے کی طاقت نہین ہے اور مجھے باہر جانے کی طاقت نہین خاک سر پر ترک اور مہمان کے کہ یہ ایک سگ دونون پر غالب ہے حاشا للہ پس ترک آواز دے سگ کیا ہے شیر نر بھی خون قے کرے اے شخص تو خود کو شیر حق کہتا ہے اس سگ سے تو تنگ ہے برسون ہوئے وہ سگ تیرے لیے کب شکار کرے جو تو شکار سگ کا ظاہر ہوا یعنے جو شیطان اُس درگاہ پر ایک سگ ہے پس جب حکم بانگ کے کیا کر سکتا ہے جبکہ تو خود کو شیر حق کا جانتا ہے اُس سگ شیطان سے کیون ڈرتا ہے آگے مومن جواب سُنی کا ہے نا تمام

تکفیۃ الاشارۃ و بر بسیار آن راه بیابان قدرست که قدرت خالق را مغلوب قدرت خلق دادند

تکفیۃ الاشارۃ اور الٹی طرف اُس راہ کے بیابان قدر کا ہے کہ قدرت خالق کو مغلوب قدرت خلق کی جانتے ہین اور اُس سے فساد پیدا ہوتے ہین

گفت مومن بشنو ای جبری خطاب … آن خود گفتی نک آوردم جواب
بازی خود دیدی ای شطرنج باز … بازی خصمت ببین پهن و دراز
نامهٔ عذر خودت برخواندی … نامهٔ سنی بخوان چه ماندی
انچه گفتی جبریانه در قضا … سر آن بشنو زمن در ماجرا
اختیاری هست ما را بیگمان … حس را منکر نتانی شد عیان
اختیاری خود ببین جبری مشو … ره رها کردی براه کج مرو
سنگ را هرگز نگوید کس بیا … وز کلوخی کس کجا جوید وفا
آدمی را کس کجا گوید ببر … یا بیای کور خوش در من نگر
گفت یزدان ما علی الاعمی حرج … کی نهد بر ما حرج رب الفرج
کس نگوید سنگ را دیر آمدی … یا که چوبا تو چرا بر من زدی
این چنین واجستها مجبور را … کس نگوید یا زند معذور را
امر و نهی و خشم و تشریف عتیب … نیست جز مختار را ای پاک جیب
اختیاری هست در ظلم و ستم … من ازین شیطان نفس این خواستم

بولا[1] مومن سن تو ای جبری خطاب … وہ کہا تو نے یہ ہے میرا جواب
تو چلے چال اپنی اے شطرنج باز … چال دشمن کی تو دیکھ اپنی ودراز
اپنے نامۂ عذر کو تو نے پڑھا … نامۂ سُنی پڑھ عاجز ہے کیا
جبریانہ جو کہا اندر قضا … بھید سُن وہ مجھ سے اندر ماجرا
اختیار اندر جہان کے ہمکو ہے … منکر اب حس کا نہونا چاہیے
مت ہو جبری دیکھ اپنا اختیار … راہ پر آ اور نہ چل ٹیڑھا تو یار
سنگ[2] کو ہرگز نہ کہوے کوئی آ … اور ڈھیلے سے کوئی ڈھونڈے وفا
آدمی کو کب کوئی کہوے کہ اُڑ … دیکھنے کو یا مجھے اندھے تو مُڑ
بولا یزدان ما علی الاعمی حرج … کب رکھے ہم پر حرج رب الفرج
نے کہے پتھر کو آیا دیر سے … اور نہ لکڑی کو کیون مارا مجھے
پس چنندہ ایسے اب مجبور کو … کہوے یا مارے کوئی معذور کو
امر و نہی اور خشم اور لطف و عتاب … نی بجز مختار کے ای کامیاب
تجھکو ہے ظلم و ستم مین اختیار … نفس شیطان سے یہ مین ہون خواستگار

[1] بولا مومن الخ؛ شعر مومن نے کہا کہ اے جبری تو سن وہ خطاب تو نے کہا یہ میرا جواب ہے تو اپنی چال چلتا ہے اے شطرنج باز تو اپنے دشمن کے چال ور از دیکھ تو اپنے نامۂ عذر کو پڑھ سُنی کے نامہ کو پڑھ عاجز کیا ہے جبریانہ جو کہا قضا مین وہ بھید مجھ سے سُن اندر ماجرے کے ہمکو اختیار جہان مین ہے منکر حس کا ہونا نہ چاہیے جبری مت ہو اپنا اختیار دیکھ اور راہ پر آ ٹیڑھا مت چل یعنے حق نے ہم کو اختیار دیا ہے تو جبری مت ہو اور سیدھی راہ پر چل کجی چھوڑ دے آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲۔ [2] سنگ کو الخ؛ شعر کوئی سنگ کو نہ کہوے کہ آؤ اور کوئی ڈھیلے سے وفا نہ ڈھونڈھے کوئی آدمی کب کہے کہ اُڑ یا مجھے دیکھ اے اندھے تو مُڑ حق نے کہا کہ نہیں ہے اوپر اندھے حرج کب ہمپر حرج رکھے رب الفرج پتھر کو نہ کہے کہ آیا دیر سے اور نہ لکڑی کو کہ مجھے کیون مارا اب ایسے چنندہ مجبور کو کوئی کہوے یا مارے کوئی معذور کو امر و نہی اور خشم و لطف و عتاب بجز مختار کے نہیں ہے اے کامیاب تجھکو ظلم و ستم مین اختیار ہے مین نفس و شیطان سے خواستگار ہون یعنے امر و نہی بجز مختار کے نہیں ہے کیونکہ حق تعالی نے جس چیز مین بندہ کو اختیار دیا ہے اُسمین امر و نہی کا حکم دیا ہے آگے اس اختیار کی مثال ہے فافہم ۱۲۔

اختیار اندر درونت ساکن است | تا ندید او یوسفی کف را نخست
اختیار و داعیه در نفس بود | روش دید آنگه پر و بالی کشود
سگ بخفته اختیارش گشته گم | چون شکنبه دید جنبان کرد دم
اسپ ہم حو حو کند چون دید جو | چون به بیند گوشت گربه کرد مو
دیدن آمد جنبش آن اختیار | ہمچو نفخی ز آتش انگیزد شرار
پس بجنبد اختیارت چون ابلیس | شد دلاله آردت پیغام ویس
چونکه مطلوبی برین کس عرضه کرد | اختیار خفته بکشاید نبرد
وان فرشته خیرہا بر رغم دیو | عرضه دارد میکند در دل غریو
تا بجنبد اختیار خیر تو | زانکه پیش از عرضه خفته است این دو خو
پس فرشته و دیو گشته عرضه دار | بهر تحریک عروق اختیار
میشود ز الہامہا و وسوسه | اختیار خیر و شرت ده کسه
وقت تحلیل نماز ای بانمک | زان سلام آورد باید بر ملک
کز الہام و دعای خوبتان | اختیار این نمازم شد روان
باز از بعد گنه لعنت کنی | بر ابلیس ایراکه از وی منحنی
این دو ضد عرضه کنندت در سرار | در حجاب غیب آمد عرضه دار
چونکه پرده غیب برخیزد ز پیش | تو ببینی روی دلالان خویش
وز سخنشان وا شناسی بی‌گزند | کان سخنگو در حجاب اینہا بدند

[1] اختیار اندر ہے تیری جان تو | دیکھا جب یوسف کو کاٹا ہاتھ کو
نفس میں تھا اختیار اور ادعا | اسکا منہ دیکھا تو بس اسپر اڑا
سویا سگ اور اختیار اسکا تھا گم | اوجھڑی دیکھی ہلائی اسنے دم
اسپ بھی جو جو کرے جو دیکھے جو | گوشت بلی دیکھی جو کرتی ہی مو
دیکھنا ہے جنبش کل اختیار | پھونک اڑائے جیسے آتش سے شرار
اختیار آخر ہے مثل ابلیس | ہو دلالہ دے تجھے پیغام ویس
[2] اسپے معشوقہ کو جو ظاہر کیا | اختیار خفتہ بس لڑنے لگا
وہ فرشتہ خیر کو ظاہر کرے | دیو کے برعکس دلکو جوش دے
اختیار خیر تیرا تا ہلے | دونوں خو خفتہ ہیں قبل اظہار کے
دو فرشتہ و دیو بس ظاہر کرے | اختیاری رگ کے ہلنے کے لیے
ہوے ہی بس وسوسہ الہام سے | اختیار خیر و شر از بس تجھے
وقت تحلیل نماز اے تو کرے | وہ سلام اب اس ملک کو چاہیے
کہ دعا الہام تیرے سے ملا | اختیار اب ان نمازوں کا ترا
پھر گنہ کے بعد تو ابلیس پے | کہو لعنت اس لیے کہ اس سے ہے
[3] یہ دو ضد کو کھولتی ہی راز سے | غیب کے پردہ میں ظاہر بس کرے
غیب کا پردہ جو آگے سے اٹھے | دیکھے رخ کو اپنے تو دلال کے
انکی باتوں سے تو پہچانے عیان | کہ سخنگو یہ تھے پردہ میں نہان

[1] اختیار الخ شعر اختیار تیرے اندر ہے تو جان کہ دیکھا جب یوسف ؑ کو ہاتھ کاٹا نفس میں اختیار و ادعا تھا کہ اسکا منہ دیکھا تو اسپر اڑا سگ سویا اسکا اختیار گم تھا جو اوجھڑی دیکھی اسنے دم ہلائی اسپ بھی جو جو کرے جو کو دیکھے اور بلی جو گوشت دیکھے تو میو کرے تو کل اختیار کی جنبش دیکھنا ہے جیسے پھونک اڑاتی ہے آتش سے شرارہ کو آخر اختیار ہے مثل ابلیس کے اور دلالہ ہوکر تجھکو پیغام ویس کا دے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔ [2] اسپے الخ شعر جو معشوقہ کہ اسپر ظاہر کیا اختیار خفتہ لڑنے لگا خیر کو وہ فرشتہ ظاہر کرے اور دیووں کو جوش برعکس دے تاکہ تیرا اختیار خیر ہلے کہ دونوں خو خفتہ ہین قبل اظہار کے تو فرشتہ اور دیو ظاہر کرے اختیاری واسطے ہلنے رگ کے پس ہوتا ہے وسوسہ الہام سے اختیار خیر و شر از بس تجھکو اے شخص تو وقت تحلیل نماز کے وہ سلام کرے اب اس ملک کو چاہیے کہ دعا الہام تیرے سے بلا اختیار اب ان نمازوں میری کا پھر گنہ کے بعد تو ابلیس پر اسواسطے لعنت کہوے کہ اس سے ہے یعنی اس صورت میں اختیار خیر و شر کا انسان کو ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

[3] یہ دو ضد الخ شعر یہ دونوں ضد کو کھولتی ہے کہ راز غیب کے پردہ میں ظاہر کرے غیب کا پردہ جو آگے سے اٹھے تو اپنے دلال کے رخ کو دیکھے تو انکی باتوں سے ظاہر پہچانے کہ یہ سخن کو پردہ میں پوشیدہ تھے دیو کہوے کہ اے قیدی تن کے تو عذر کر کہ میں ظاہر کرتا تھا اور زور نہیں کرتا تھا وہ فرشتہ کہوے کہ میں تجھکو کہتا تھا کہ تجھکو غم زیادہ ہوا اس عیش سے یعنی انسان میں ایک فرشتہ و ایک دیو ہے کہ کام کرتے ہیں جب تک پردہ اٹھتا ہے تو اسوقت یہ پہچانتا ہے کہ یہ خیر اور وہ شر ترجمہ میں پیدا کرتے ہیں آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲۔

دیو گوید ای اسیر طبع و تن　　عرضه می کردم نکردم زور من

وان فرشته گویدت من گفتمت　　که ازین شادی فزون گردد غمت

این فلان روزت نگفتم من چنان　　که ازان سویست ره سوی جنان

ما محب روح جان افزای تو　　ساجدان و مخلص بابای تو

این زمانت خدمتی هم میکنیم　　سوی مخدومی صلایت میزنیم

این گره بابات را بوده عدی　　کز خطاب اسجدوا کرده ابا

آن گرفتی وان ما انداختی　　حق خدمتهای ما نشناختی

این زمان ما را و ایشان را عیان　　در نگر بشناس از لحن و بیان

نیم شب چون بشنوی رازی ز دوست　　چون سخن گوید سحر دانی که اوست

ور دو کس در شب خبر آرند ترا　　روز از گفتن شناسی هر دو را

بانگ شیر و بانگ سگ شب در رسید　　صورت هر دو ز تاریکی پدید

روز شد چون باز در بانگ آمدند　　پس شناسدشان ز بانگ آن هوشمند

مخلص آنکه دیو و روح عرضه دار　　هر دو هستند از تتمه اختیار

اختیاری هست در ما ناپدید　　چون دو مطلب دید آید در مزید

اوستادان کودکان را میزنند　　آن ادب سنگ سیه را کی کنند

هیچ گوئی سنگ را فردا بیا　　ورنه آیی من دهم بد را سزا

هیچ عاقل مر کلوخی را زند　　هیچ با سنگی عتابی کس کند

در خرد جبر از قدر رسواترست　　زانکه جبری حس خود را منکرست

دیو کہوے قیدی تن کے کر تو غور　　کرتا تھا ظاہر مین نے کرتا تھا زور

وہ ملک کہوے مین کہتا تھا تجھے　　کہ ہو غم زیادہ تجھے اس عیش سے

سلہ نے فلانے دن تجھے ایسا کہا　　کہ ادھر سے راہ جنت کی ہے جا

مین محب ہون روح تیری کا سوا　　ساجد اور مخلص ہین تیرے باپ کا

تیری اسدم بھی مین خدمت بس کرون　　سوے مخدوم اب تجھے لیجاؤن ہون

یہ گروہ دشمن تھا تیرے باپ کا　　اور انکار اسجدوا سے بس کیا

اسکو پکڑا چھوڑا میری ملک کو　　حق مری خدمت کا نے جانے نکو

اس گھڑی مجکو اور اسکو تو عیان　　دیکھ اور پہچان با قول و بیان

سلہ یار کی زاری سنے جو رات کو　　صبح باتین سن کے جانے یہ ہے وو

رات کو دو کس خبر دیوین تجھے　　دن کو تو دونونکو جانے قال سے

بانگ شیر و سگ کی شب کو آئے جو　　شکل دونونکی نہان ظلمت سے ہو

دن کو پھر آواز انکی جو سنے　　دانا پہچانے انھین آواز سے

الغرض کہ دیو و روح ہوشیار　　رکھتے ہین باقی یہ دونون اختیار

اختیار اندر ہمارے ہے چھپا　　دونون مطلب دیکھین تب ہووین سوا

مارتے لڑکونکو سب استاد ہین　　وہ ادب سنگ سیہ کو کب کرین

سنگ کو کہتا کبھی ہے کل تو آ　　گرنہ آئیگا تو مین دونگا سزا

کوئی عاقل مارتا ڈھیلے کو ہے　　کوئی پتھر پر عتاب آخر کرے

سلہ جبر رسواتر قدر سے عقل مین　　کیونکہ جبری منکر اپنی حس سے ہین

سلہ نے فلک نے الخ شعر ایسا تجھکو فلانے دن نہین کہا کہ راہ جنت کی ادھر سے ہے جا مین تیری روح محب کا سوا ہون اور ساجد و مخلص تیرے باپ کا ہون تیری خدمت بھی اسدم کرون اور تجھکو طرف مخدوم کے لے جاتا ہون یہ گروہ شیطان کا دشمن تیرے باپ کا تھا اور سجدہ کرنے سے انکار کیا پس اسکو پکڑا اور چھوڑا میری ملک کو اور میری خدمت کا حق نہ جانا اسدم مجکو اور اسکو تو ظاہر دیکھ اور پہچان قول و بیان سے آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲۔ سلہ یار کی الخ ۹ شعر جو رات کو یار کی زاری سنے صبح کو باتین سن کے جانے کہ وہ یہ ہے دو شخص رات کو تجھے خبر دین تو دن کو دونون قول سے جانے جو بانگ شیر و سگ کی شب کو آوے اور دونون کی شکل ظلمت سے پوشیدہ ہو جو دن کو پھر آواز انکی سنے دانا پہچانے انھین آواز سے الغرض کہ دیو و روح ہوشیار باقی یہ دونون رکھتے ہین اختیار چھپا ہے دونون مطلب دیکھین تب سوا ہوونگے آگے اسکی مثال ہر لڑکے کو مارتے ہین سب استاد اور رنگ سیاہ کو وہ ادب کب کرین سنگ کو کبھی کہتا ہے تو کل آ اگر نہین آئیگا تو مین سزا دونگا کوئی عاقل ڈھیلے کو مارتا ہے اور کوئی پتھر پر عتاب آخر کرتا ہے یعنے دیو و روح بد کو دونون اختیار کو کہتے ہین ہمارے اندر ہمیشہ اور جب مطلب دیکھتے ہین تو سوا جاتے ہین آگے جبر و قدر کا بیان ہے فافہم ۱۲۔ سلہ جبر رسوا الخ شعر جبر رسواتر ہے قدر سے عقل مین کیونکہ جبری منکر ہین اپنی حس سے وہ مرد قدر منکر حس سے نہین کہ فعل حق حسی نہین ہے منکر فعل خدا انکار مدلول و دلیل کا رکھتا ہے وہ کہوے کہ دھوان ہے اور نار نہین ہے اور نور دوش شمع کا بے شمع کے ہے جبری نہیں ہے وہ دیکھتا ہے اور واسطے انکار کے لا کہتا ہے پس دامن جلے اور وہ کہے کہ نار نہین ہے اور جامہ سلے وہ کہوے کہ تار نہین ہے یہ سوفسطائی ہین

[illegible]

منکر حس نیست آن مرد قدر ۔ فعل حق حسی نباشد ای پسر
منکر فعل خداوند جلیل ۔ هست در انکار مدلول دلیل
آن بگوید دود هست و نار نی ۔ نور شمعی بی ز شمع روشنی
وین همی بیند معین نار را ۔ نیست میگوید پی انکار را
دامنش سوزد بگوید نار نیست ۔ جامه‌اش دوزد بگوید تار نیست
پس تسفسط آمد این دعوی جبر ۔ لاجرم بدتر بود زین رو ز گبر
گبر گوید هست عالم نیست رب ۔ یا ربی گوید که نبود مستحب
این همی گوید جهان خود نیست هیچ ۔ هست سوفسطائی اندر پیچ پیچ
جملهٔ عالم مقر در اختیار ۔ امر و نهی این بیار و آن میار
او همی گوید که امر و نهی لاست ۔ اختیاری نیست این جمله خطاست
حس را حیوان مقرست ای رفیق ۔ لیک ادراک دلیل آمد دقیق
زانکه محسوس ست ما را اختیار ۔ خوب می‌آید برو تکلیف کار

ہے نہ منکر حس سے وہ مرد قدر ۔ فعل حق حسی نہیں ہے اے بشر
منکر فعل خداوند جلیل ۔ رکھتا ہے انکار مدلول و دلیل
وہ کہے کہ ہے دھواں اور نار نے ۔ نور روشن شمع کا ہے شمع کے
یہ معین نار کو ہے دیکھتا ۔ واسطے انکار کے کہتا ہے لا
بس جلے دامن وہ کہے نار نے ۔ ور سلے جامہ وہ کہوے تار نے
ہے یہ سوفسطائی پن دعوی جبر ۔ [illegible] بدتر ہے ان دونوں [illegible] گبر
گبر کہوے ہے جہان اور نے خدا[1] ۔ کہوے یارب تو قبول [illegible] دعا
یہ کہے اور کچھ نہیں ہے خود جہان ۔ پیچ میں آیا ہے سوفسطائی [illegible]
اختیار اندر مقر ہے سب جہان ۔ امر و نہی یہ ہے وہ [illegible]
وہ یہ کہتا ہے کہ امر و نہی لا ۔ اختیار آیا نہیں یہ سب خطا
حس کا حیوان کو ہے اقرار ای رفیق ۔ لیکن ادراک دلیل آئی دقیق
کیونکہ ہے محسوس ہمکو اختیار ۔ خوب آئی اس پہ تکلیف [illegible]

در بیان آنکه درک وجدانی چون اختیار و اضطرار و خشم و اصطبار بجای حس است که زرد از سرخ و تلخ از شیرین و پشک از مشک و درشت از نرم و سرد از گرم معلوم کند پس منکر وجدان منکر حس باشد و زیاده که منکر وجدان از حس ظاهرترست که حس را از احساس توان منع کرد و بستن راه مدخل

بیان میں اسکے کہ درک وجدانی مثل اختیار و اضطرار و خشم و صبر بجائے حس کے ہے کہ زرد و سرخ سے و کڑوا میٹھے سے لید مشک سے سخت نرم سے و سرد گرم سے علیحدہ کرے پس منکر وجدان منکر حس کا ہووے اور وجدان حس سے زیادہ ظاہر کہ حس کو احساس سے منع کر سکتا ہے اور بند کرنا راہ

[1] گبر کہوے الخ و شعر گبر کہوے کہ جہان ہے اور خدا نہیں ہے اور یا رب کہے اب قبول کب دعا ہووے کہے اور خود جہان کچھ نہیں ہے یہاں سوفسطائی پیچ میں آیا ہے اختیار کے اندر سب جہان مقر ہے امر و نہی یہ ہے اور تو وہ بیان کرو وہ یہ کہتا ہے کہ امر و نہی کا ہے اختیار نہیں آیا یہ سب خطا ہے حیوان کو حس کا اقرار ہے ولیکن ادراک دقیق دلیل آئی ہے کیونکہ ہمکو اختیار محسوس ہے خوب اسپر تکلیف کار آتی ہے یعنے ہمکو اختیار محسوس ہے اور اسی پر امر و نہی آیا ہے اور سوفسطائی و جبر بیان پیچ میں آیا ہے کہ اختیار سے منکر ہے پس مثال اختیار میں آنکہ درک وجدانی کا بیان ہے تا فہم ہو۔

وجدان ممکن نخواہد بود

درک وجدانی بجائے حس بود ۵۱ | ہر دو در یک جدول ای عم میرود
نغز می آید بروکن یا مکن | امر و نہی و ماجرا اندر سخن
آنکہ فردا این کنم یا آن کنم | این دلیل اختیارست ای صنم
وان پشیمانی کہ خوردی از بدی | ز اختیار خویش گشتی مہتدی
جملہ قرآن امر و نہی ست و وعید | امر کردن سنگ مرمر را کہ دید
ہیچ دانا ہیچ عاقل این کند | با کلوخ و سنگ خشم و کین کند
کہ بگفتم کہ چنین کن یا چنان ۵۲ | چون نکردید ای موات و عاجزان
عقل کے حکمے کند بر چوب و سنگ | مرد جنگی چون زند بر نقش جنگ
کای غلام بستہ دست اشکستہ پا | نیزہ برگیر و بیا سوئے وغا
خالقے کو اختر و گردون کند | امر و نہی جاہلانہ چون کند
احتمالِ عجز بر حق راندۂ | جاہل و گیج و سفیہش خواندۂ
عجز نبود در قدر ور خود شود | جاہلے از عاجزی بدتر بود
ترک میگوید فتق را از کرم ۵۳ | بے سگ و بے دلق آ سوے درم
وز فلان سو اندر آ ہین با ادب | تا سگم بندد ترا دندان و لب
تو بعکس آن کنی بر در روی | لاجرم از زخم سگ خستہ شوی

آنے وجدان کا ممکن نہو گا

درک وجدانی بجائے حس کے ہے | دو نون جاری جان لے اک نہر سے
تا در آیا ہے کر اُسپر یا نہ کر | امر و نہی اندر سخن کے بیشتر
کہ مین کل کو یہ کرون یا وہ کرون | ہے دلیل اختیار اے ذو فنون
وہ پشیمانی بدی سے جو ہوئی | اختیار اپنے سے وہ تو نے کری
امر و نہی سے سارا قرآن ہی بھرا | حکم کس نے سنگ مرمر پے کیا
کوئی دانا کوئی عاقل یہ کرے | خشم و کینہ سنگ و ڈھیلے سی رکھے
ایسا کر یا ویسا نے مین نے کہا | کیون نہین اے عاجزو تمنے کیا
حکم کب دے ہی خرد با چوب و سنگ | مرد جنگی کب بجائے نقش جنگ
اے غلام دست و پا ٹوٹے ہوئے | نیزہ لے اور آ تو جانب جنگ کے
ایسا خالق کہ فلک اختر کرے | جاہلانہ امر و نہی کیونکر کرے
احتمالِ عجز کو حق پر رکھا | اُسکو جاہل اور بیہودہ کہا
نے قدر مین عجز ہی اور خود وہ کہے | عاجزی سے جاہلی بدتر دکھے
ترک و مہمان کو کری بس لطف سے | بے سگ و بے دلق آ در پر مرے
اُس طرف سے آ تو اندر با ادب | باندھے تا سگ میرا تجھے دانت لب
در پے تو بر عکس اُسکے جائے ہی | اس لیے زخمی تو سگ سے ہووے ہی

سلہ درک وجدانی الخ شعر درک وجدانی بجائے حس کے ہے اور دونون کو جاری جان لے ایک نہر سے تا در یا ہے اُسپر کر یا نکر امر و نہی کو اندر سخن کے بیشتر کہ مین کل کو یہ کرون یا وہ کرون یہ دلیل اختیار کی ہے وہ پشیمانی جو بدی سے ہوئی وہ تو نے اپنے اختیار سے کری تمام قرآن امر و نہی سے بھرا ہے کس نے حکم سنگ مرمر پر کیا کوئی دانا و عاقل یہ کریگا اور خشم و کینہ سنگ و ڈھیلے سے رکھے گا یعنی انسان کو جو اللہ نے اختیار دیا ہے اسواسطے اُسپر امر و نہی رکھا ہے اور سنگ و ڈھیلے پر کچھ امر و نہی نہین ہے کیونکہ اُسکو اختیار نہین دیا ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ ۵۲ ایسا کر الخ شعر ایسا کر یا ویسا کر مین نے کہا اے عاجزو تم نے نہین کیا خرد کب حکم دیتی ہے چوب سنگ کو اور مرد جنگی کب بجائے نقش جنگ کو اے غلام دست و پا ٹوٹے ہوئے نیزہ لے اور طرف جنگ کے آ آگے اسکے حقائق ہین ایسا خالق کہ وہ فلک و اختر کرے جاہل کے مانند کیونکر امر و نہی کرے احتمال عجز کو حق پر رکھا اور اُسکو جاہل و بیہودہ کہا قدر مین عجز نہین ہے از خود وہ ہے عاجزی سے جاہلی بدتر رکھتا ہے یعنی اہل قدر نے حق پر عجز کو رکھا اور جاہل بیہودہ اُسکو کہا پس قدر مین عجز نہین ہے تو وہ ہی عاجزی و بدتر کہتا ہی آگے رجوع بقصہ تمام ہے فافہم ۱۲ ۵۳ ترک مہمان الخ شعر ترک مہمانون کو لطف سے کہے کہ بے سبب بے دلق میرے در پہ اُسطرف سے تو اندر با ادب آ تا کہ سگ میرا تجھے دانت لب بندھے تو اُسکے در پر عکس جاتا ہی اسواسطے تو زخمی سگ سے ہوتا ہی اسطرح جا جیسے غلام جاتے ہین تاکہ سگ میرا تجھسے مہربان ہمیشہ ہو تو سگی کو اپنے ساتھ لے گیا تو سگ ہوا اور ہر ایک دروازہ پر جاتا ہو حق کے اگر اختیار نہوتا تجھکو خشم کیونکر مجرم پاتا تو دشمن پر کسواسطے دانت چباتا ہے اور کسواسطے تو اُسکے جرم کو دیکھتا ہے یعنے اگر حق کے سوا اختیار نہین ہوتا ہے تو غصہ پر کیون ہوتا ہے آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲

آنچنان رو کہ غلامان رفتہ اند ۔ تا سگش گردد حلیم و مہرمند
تو سگے با خود بری یا روبہی ۔ سگ بشو رو از بن ہر خرگہے
غیر حق را گر نباشد اختیار ۔ خشم چون می آیدت بر جرم دار
چون ہمی خائی تو دندان بر عدو ۔ چون ہمی بینی گناہ و جرم ازو
گر ز سقف خانہ چوبے بشکند ۔ بر تو افتد سخت مجروحت کند
ہیچ خشمے آیدت بر چوب سقف ۔ ہیچ اندر کین او باشی تو وقف
کہ چرا بر من زد و دستم شکست ۔ یا چرا بر من فتاد و کرد پست
او عدو جان و خصم تن بدست ۔ قاصدا در بند خون من شدست
کودکان خرد را چون میزنی ۔ چون بزرگان را منزہ میکنی
آنکہ دزدد مال تو گوئی بگیر ۔ دست و پایش را ببر سازش اسیر
وانکہ قصد عورت تو میکند ۔ صد ہزاران خشم از تو می دمد
ور بیاید سیل و رخت تو برد ۔ ہیچ با سیل آورد کینے خرد
گر بیاید باد و دستارت ربود ۔ کے ترا با باد دل خشمے نمود
خشم در تو شد بیان اختیار ۔ تا نگوئی جبریانہ اعتذار
گر شتربان اشترے را میزند ۔ آن شتر قصد زنندہ می کند
خشم اشتر نیست با آن چوب او ۔ پس ز مختاری شتر بر دست بو
ہمچنین گر بر سگے سنگے زنی ۔ بر تو آرد زود گردد منثنی
سنگ را گر گیرد از خشم تو است ۔ چون تو دوری و نماند در تو دست

اسطرح جا جیسے جاتے ہین غلام ۔ مہربان ہو تا کہ سگ اُسکا مدام
تو سگے و مکر باخود لے گیا ۔ سگ ہو تو ہر ایک دروازہ پہ جا
غیر حق کے گر نہوتا اختیار ۔ خشم کیون آتا تجھے مجرم پہ بار
کس لیے دشمن پہ چابے دانت کو ۔ کس لیے تو اُسکے دیکھے جرم کو
اک ۵۱ کڑی ٹوٹے اگر چھت کی ترے ۔ اور گرے وہ تجھپہ اور زخمی کرے
کچھ کڑی پر تجھ کو غصہ آئیگا ۔ کچھ بھی اُس سے دشمنی تو لائیگا
کیون گری اور توڑا میرے ہاتھ کو ۔ کیون کیا زخمی مجھے گر کے کہو
دشمن جان وہ عدو تن ہوئی ۔ خون کی تشنہ مرے وہ قصداً ہوئی
چھوٹے بچون کو تو کیون ہے مارتا ۔ اور بزرگونکو تو کیون ہی چھوڑتا
جو چرائے مال تیرا تو کہے ۔ پکڑو کاٹو دست و پا کر قید اُسے
جو کہ قصد عورت کا کرتا ہی تری ۔ تجھکو غصہ آئے زیادہ حد سے بھی
۵۲ سیل گر اسباب ترے کو بہائے ۔ سیل سے کینہ تجھے بس کچھ بھی آئے
گر اڑائے تیری پگڑی کو ہوا ۔ کب ہوا سے دل ترا غصہ ہوا
غصہ تجھ مین ہے بیان اختیار ۔ جبریانہ تا نکہ تو عذر کار
اونٹ والا مارتا ہے اونٹ کو ۔ اونٹ دشمن مارنے والے کا ہو
اونٹ کب دیکھے ہے اُسکی چوب کو ۔ اونٹ نے پائی ہے مختاری کی بو
ایسے ہی گر سگ کو مارے سنگ تو ۔ ہو رجوع اور سرنگون وہ تیری سو
۵۳ سنگ کو گر پکڑے غصہ سے ترے ۔ کیونکہ تجھسے دور ہے مغلوب ہے

۵۱ اک کڑی الخ، شعر اگر چھت کی ایک کڑی تیری ٹوٹے اور تجھپر گرے وزخمی کرے کچھ تجکو غصہ کڑے پر آئیگا اور کچھ بھی تو اُس سے دشمنی لائیگا تو کیون گری اور میرے ہاتھ کو توڑا اور کیون مجکو زخمی کیا گر کے وہ دشمن جان و عدو تن ہوئی اور خون کی وہ تشنہ میری قصداً ہوئی آگے رجوع بقصہ ہے تو چھوٹے بچون کو کیون مارتا ہے اور بزرگون کو تو کیون چھوڑتا ہے آگے اسکی مثال ہے جو تیرا مال چرائے تو کہے پکڑو اور کاٹو دست وپا اور اُسے قید کرو جو تیری عورت کا قصد کرتا جو تجکو غصہ حد سے سوا آتا ہے یعنے جو کہ بے اختیار تجھکو تکلیف دے تجھے اُسپر غصہ نہین آئے اور جو با اختیار تجھکو تکلیف دے پس تجھے اُسپر غصہ آئے آگے اسکی دوسری مثال ہے فافہم ۱۲۔

۵۲ سیل گر الخ، شعر اگر سیل تیرے اسباب کو بہاوے کچھ بھی کینہ تجھے سیل سے آئے اگر ہوا تیری پگڑی کو اڑائے تیرا دل کب ہوا پر غصہ ہو پس غصہ تجھ مین ہے بیان اختیار کا جبریوں کی مانند تو عذر کار نہ کر آگے اسکی مثال ہے اونٹ والا اونٹ کو مارتا ہے پس اونٹ دشمن مارنے والے کا ہوتا ہے اونٹ کب اسکی چوب کو دیکھتا ہے کہ اونٹ نے مختاری کی بو پائی ایسے ہی اگر سگ کو تو سنگ مارے وہ رجوع و سرنگون تیری طرف ہو باقی مثال آگے ہے فافہم ۱۲۔ ۵۳ سنگ کو الخ، شعر اگر وہ تیرے سنگ کو غصہ سے پکڑتا ہے کیونکہ تجھسے دور و مغلوب ہے جو عقل وحیوانی اختیار کو جانتی ہے اے عقل انسان و شرم رکھ و مت کھو آگے اسکی مثال ہے یہ روشن ہے کہ سحری کھانے کے لیے کھانیوالا چشم باندھتا ہے نور سے کیونکہ اسکو کل رغبت کھانے سے ہے کہ دن کہان ہے منہ سیاہی مین کرتا ہے جب قرص خورشید کو پنہان کرتی ہے کیا تعجب ہے کہ وہ ترک برہان کرے یہ مثل حسن اور منکر مت ہو اے جوان تو اپنے اختیار کا امتحان کر یعنے عقل حیوان کی اختیار کر پہچاننے کی آگے ہے حکایت فرماتے ہین فافہم ۱۲۔

عقل حیوانی چو دانست اختیار ۔ این بگو ای عقل انسان شرمدار
روشن ست این لیک از طمع سحور ۔ آن خورنده چشم بربندد ز نور
چونکه کلی میل آن نان خوردنیست ۔ رو بتاریکی کند کز روزنیست
حرص چون خورشید را پنہان کند ۔ چہ عجب گر پشت بر برہان کند
این مثل بشنو مشو منکر بدان ۔ اختیار خویش را در امتحان

عقل حیوانی جو جانے اختیار ۔ ست کہو ای عقل انسان ہوشیار
یہ ہر دشمن کھانے سحری کیلئے ۔ کھانیوالا چشم باندھے نور سے
کیونکہ کل رغبت اسی کھانے سے ہے ۔ کرے دن ہی منہ سیاہی میں کہو
حرص کو خورشید جب پنہان کرے ۔ کیا عجب کہ ترک و برہان کرے
یہ مثل سن ہو نہ منکر اے جوان ۔ اختیار اپنے کا کر تو امتحان

حکایت در تقدیر و امتحان بندہ گوید

حکایت بیان مین اختیار خلق کے

گفت دزدی شحنہ را کای بادشاہ ۔ آنچہ کردم بود آن حکم اِلٰہ
گفت شحنہ آنچہ من ہم می کنم ۔ حکم حق ست ای دو چشم روشنم
از دکانی گر کسے تربے برد ۔ کاین ز حکم ایزدست ای باخرد
بر سرش کوبے دو سہ مشت ای کرہ ۔ حکم حق ست اینکہ اینجا باز نہ
در یکے ترہ چو این عذر ای فضول ۔ می نیاید نزد بقالے قبول
چون بدین عذر اعتمادے میکنی ۔ گرد مار و اژدہا بر مے تنی
ز انچنین عذرے سلیم نانبیل ۔ خون و مال و زن ہمہ کردی سبیل
ہر کسی پس سبلت تو بر کند ۔ عذر آرد خویش را مضطر کند
حکم حق گر عذر می شاید ترا ۔ پس بیاموز و بدہ فتوی مرا
کہ مرا صد آرزو و شہوت ست ۔ دست من بستہ ز بیم و ہیبت ست
پس کرم کن عذر را تعلیم دہ ۔ برگشا از دست و پای من گرہ
اختیاری کردہ تو پیشہ ۔ کاختیاری دارم و اندیشہ

بولا[1] اک شحنہ سے چور اے بادشاہ ۔ جو کیا مین نے وہ تھا حکم الٰہ
بولا شحنہ مین بھی کرتا جو کہ ہون ۔ حکم حق ہے اے شریر سرنگون
مولی لے گر کوئی اک کان سے ۔ اور کہے یہ حکم ہے یزدان سے
گھونسے اک دو مارے اسکے سر پہ وان ۔ حکم حق ہے یہ کہ رکھ مولی کو یان
ایک بھاجی مین جو یہ عذر اے فضول ۔ نے کرے ہے کوئی کنجڑہ اسکو قبول
اعتماد اس عذر پہ جو تو کرے ۔ گرد مار و اژدہا کے تو پھرے
اسطرح[2] کے عذر کرکے اے بخیل ۔ مال و خون عورت کری اپنی سبیل
ہر کوئی مونچھین تری کھینچے اے یار ۔ عذر سے خود کو کرے بے اختیار
عذر کو گر حکم حق کا ہے بجے ۔ پس سکھا تو اور دے فتوی مجھے
کہ مجھے سو آرزو شہوت سے ہے ۔ اور بندھا ہاتھ اب مرا ہیبت سے ہے
پس کرم اور عذر کی تعلیم دے ۔ ہاتھ اور پاؤن کو میرے کھول دے
تونے اک پیشہ کیا ہے اختیار ۔ کہ مین اندیشہ رکھون اور اختیار

[1] بولا الخ ۔ شعر ایک چور شحنہ سے کہا کہ اے بادشاہ جو مین نے کیا وہ بحکم خدا تھا شحنہ نے کہا کہ جو مین کرتا ہون حکم خدا ہے اے شریر سرنگون اگر کوئی ایک مولی لے دکان سے اور یہ کہے کہ حکم خدا سے ہے ایک دو گھونسے مارے وہان اسکے سر پر اور کہے کہ حکم خدا ہے یہان مولی کو رکھ دے آگے حقائق ہین جبکہ ایک بھاجی مین عذر ہے کہ کنجڑہ اسکو قبول نہین کرتا ہے اعتماد کب ہو اس عذر پر کہ جو تو کرتا ہے اور گرد مار و اژدہا کے تو پھرتا ہے یعنے کنجڑہ بھی بھاجی کے چور کے عذر پر اعتماد نہین کرتا ہے تیرے اس عذر پر کون اعتماد کرے گا آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲۔

[2] اس طرح کے الخ ۔ شعر اے بخیل اس طرح کے عذر کرکے مال و خون و عورت کو اپنی سبیل کرتا ہے پر جو کوئی تیری مونچھ کھینچے اور تو عذر سے خود کو بے اختیار کرے اگر تجھے عذر ہے تو حکم خدا کا ہے پس سکھا اسکو اور مجھے فتوی دے کہ مجھکو سو آرزو شہوت سے ہے اور میرا ہاتھ بندھا ہیبت سے ہے کرم کر اور عذر کی تعلیم دے اور میرے ہاتھ پاؤن کو کھول دے تونے ایک پیشہ اختیار کیا ہے کہ مین اندیشہ رکھتا ہون وہ اختیار باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

ورنه چون بگزیده آن پیشه را — از میان پیشه‌ها ای کدخدا
چونکه آید نوبت نفس و هوا — بیست مرده اختیار آید ترا
چونکه برد یک حبه از تو یار سود — اختیار جنگ در جانت گشود
چونکه آید نوبت شکر و نعم — اختیارت نیست در سنگی تو کم
دوزخت را عذر این باشد یقین — کاندرین سوزش مرا معذور بین
کس بدین حجت چو معذورت نداشت — وزکف جلاد این دوریت نداشت
پس بدینسان در جهان معلوم شد — حال آن عالم یقین معلوم شد
آن یکی بر رفت بالای درخت — میفشاند او میوه را دزدانه سخت
صاحب باغ آمد و گفت ای دنی — از خدا شرمیت کو چه میکنی

ورنہ تو نے کس لیے پیشہ لیا [1] — سارے پیشوں میں سے بس اے کتخدا
جبکہ آئی نفس کی نوبت سے — اختیار اک بیس مردوں کا تجھے
فائدہ اک ذرہ ہووے تجھ سے یار — جنگ کا پیدا ہو تجھ مین اختیار
جبکہ آئے نوبت شکر نعم — سنگ سے بھی اختیار اک تجھکو کم
تیری دوزخ کو یقین یہ عذر ہو — تجھکو معذور اس تپش مین جان لو
تجھکو معذور اس حجت سے رکھا — ہاتھ سے جلاد کے نے تو چھٹا
جو ہوا عالم کا ایسا انتظام — حال اس عالم کا جانا بس تمام
ایک کوئی نخل کے اوپر چڑھا — اور چرا کے جھاڑتا میوہ کو تھا
باغ والے نے کہا او زشت رو — کیا خدا سے ڈرتا کیا کرتا ہے تو

حکایت در جواب جبری و اثبات اختیار خلق و صحت امر و نهی و هم در بیان آنکه عذر جبری در هیچ مقام مقبول نیست

حکایت جواب مین جبری کے اثبات کرنے اختیار خلق وصحت امر و نہی کی اور بھی بیان مین اسکے کہ عذر جبری کا کسی مقام مین مقبول نہین ہے

گفت از باغ خدا بنده خدا — گر خورد خرما که حق کردش عطا
جاهلانه چه ملامت میکنی — بخل بر خوان خداوند غنی
گفت ای ایبک بیاور آن رسن — تا بگویم من جواب بوالحسن

بولا تو بندہ خدا کے باغ سے [2] — کھایا گر خرما کیا حق نے عطا
جاہلانہ کیا ملامت تو کرے — بخل سے اللہ غنی کے خوان پے
بولا اک رسی تو لا تو اے غلام — تاکر دون اسکو جواب لاکلام

[1] ورنہ الخ ۔ شعر ورنہ تو نے کس واسطے پیشہ کیا تمام پیشون مین سے جبکہ نفس کی نوبت آئی ایک اختیار مثل بیس مردون کا تجھکو ایک ذرہ تجھ سے لیوے تجھ مین جنگ کا اختیار پیدا ہووے جبکہ نوبت شکر نعمت کی آوے سنگ سے تجھکو اختیار ایک کم ہووے یقین ہے کہ تیری دوزخ کو یہ عذر ہو تجھکو تو معذور اس تپش مین جان تو تجھکو معذور اس حجت سے نہ رکھا تو ہاتھ سے جلاد کے نہ چھٹا جو عالم کا ایسا انتظام ہوا کہ عالم کا حال جانا بس تمام ایک شخص نخل کے اوپر چڑھا اور میوہ کو چرا کر جھاڑتا تھا باغ والے نے کہا کہ اے زشت رو تو خدا سے نہیں ڈرتا ہے کیا کرتا ہے یعنی جو اختیار کے طریقہ پر اس جہان کا بندوبست ہوا پس اس جہان کا حال بھی معلوم ہو کہ ایسا ہی ہو آگے جواب جبری کا ہے فافہم ۱۲۔

[2] بولا الخ ۔ شعر کہا کہ بندہ خدا نے حق کے باغ سے اگر خرما کھایا حق نے بخشا تو جاہلانہ کیا ملامت کرتا ہے از راہ بخل کے اللہ غنی کے خوان پے پھر کہا کہ ایبک رسی تو لا اے غلام تاکہ اسکو جواب لاکلام دون پس اسکو اسنے باندھا نخل سے اور لاٹھی لیکر خوب اسکو مارا کہا کہ آخر کار تو خدا سے شرم کر کہ تو بیگناہ کو جرم کو مارتا ہے آگے جواب خواجہ کا ہے فافہم ۱۲۔

پس ببستش سخت آندم بر درخت — میزدش بر پشت و پہلو چوب سخت
اسکو باندھا اس گھڑی پس نخل سے — دے کے لاٹھی خوب سا مارا اسے

گفت آخر از خدا شرمے بدار — میکشی آن بیگنہ را زار زار
بولا آخر رکھ خدا سے شرم تو — مارتا ہے بیگنہ بے جرم کو

گفت کز چوب خدا این بندہ اش — میزند بر پشت دیگر بندہ خوش
بولا حق کا بندہ حق کی چوب سے — دوسرے بندہ کی ماری پشت پر

چوب حق و پشت و پہلو آن او — من غلام آلت و فرمان او
چوب حق کی پشت اسکی ملک ہے — میں غلام آلہ اسکے حکم سے

گفت توبہ کردم از جبر ای عیار — اختیارست اختیارست اختیار
بولا توبہ جبر سے کی اے عیار — اختیار اب اختیار اب اختیار

اختیارش اختیارت ما کند — اختیارش چون سواری زیر گرد
اختیار اسکے سے تیرا اختیار — اختیار اسکا ہے گرد اندر سوار

اختیارش اختیار ہست کرد — امر شد بر اختیار اے مستند
اختیار اسکا ہمیں دے اختیار — اختیار ان پر ہوا حکم آشکار

حاکمی بر صورت بے اختیار — ہست ہر مخلوق را در اقتدار
صورت بے اختیار پر ہوئی — حاکمی قدرت میں ہر مخلوق کی

تا کشد بے اختیاری صید را — تا برو بگرفتہ گوش او زید را
کھینچے تا بے اختیاری صید کو — تا پکڑ کے کان کھینچے زید کو

لیک بے ہیچ آلتے صنع صمد — اختیارش را کمند او کند
لیک صنع حق بغیر آلات کے — اختیار اسکا کمند اسکی کرے

اختیارش زید را قیدی کند — بے سگ و بی دام چون صید کند
اختیار اسکا پکڑ لے زید کو — بے سگ و بے دام پھانسے صید کو

آن درودگر حاکم چوبے بود — وان مصور حاکم خوبی بود
حاکمی نجار کی لکڑی پہ ہی — حاکمی نقاش کی خوبی پہ ہی

ہست آہنگر بر آہن قیمی — ہست بنا ہم بر آلت حاکمی
حاکمی آہن کی آہنگر پہ ہی — حاکمی معمار آلہ پر رکھے

نادرا باشد کہ چندین اختیار — ساجد آید ز اختیارش بندہ وار
ہووے نادر کہ یہ اتنے اختیار — اختیار اسکے کے ساجد بندہ وار

قدرت تو بر جمادات آنچنان — نفی نکند اختیاری را از آن
اس جمادات پر قدرت تری — جنگ کرکے کب جمادی دور کی

قدرت تو بر جمادات از نبرد — کی جمادی را از آن نافی کرد
پس جمادوں سے تری قدرت ای یار — کب کرے نفی انھوں سے اختیار

خواہشش میگوئی بر وجہ کمال — کہ نباشد نسبت جبر و ضلال
انشاء اللہ تو کہے کامل بھلا — کہ نہ ہووے جبر کی نسبت ذرا

چونکہ گفتی کفر من خواہ ویست — خواہ خود را نیز ہم میدان کہ ہست
کفر میرا اسکی خواہش تو کہے — خواہش اپنی کو بھی تو جان اب کہ ہی

زانکہ بیخواہ تو خود کفر تو نیست — کفر بیخواہش تناقض گفتنی ست
کیونکہ بے خواہش تری کفر ہے — کفر بے خواہش ہے کہنا ضد رکھے

سلہ بولا الخ یہ شعر کہا کہ حق و بندہ حق چوب سے دوسری بندہ کی پشت پر مارتا ہے چوب حق کی اور پشت اسکی ملک ہے اور میں غلام ایک آلہ ہوں اسی کے حکم سے کہا کہ توبہ کی جبر سے اے عیار اب اختیار ہے اسکے اختیار سے تیرا اختیار ہے کہ اسکا اختیار اندر گرد کے سوار ہے یعنے جبری اس مثال سے تو ہوا کہ بندہ کا اختیار اسکے اختیار سے ہے اور اسکا اختیار بندہ کے اختیار میں ایسا ہے جیسے گرد میں سوار ہوتا ہے کہ ظاہرا گرد کو حرکت ہے ولیکن گرد کے سوار کے باعث سے ہوتی ہے آگے بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ اختیار الخ یہ شعر اسکا اختیار ہمکو اختیار دیتا ہے کہ اختیار ان پر حکم ظاہر ہوا حاکمی اوپر صورت بے اختیار کے ہر مخلوق کی قدرت میں ہے تاکہ بے اختیاری کھینچے صید کو تاکہ کان پکڑ کے کھینچے زید کو ولیکن صنعت حق بغیر آلات کے اسکے اختیار کو کمند اسکی کرے اسکا اختیار زید کو پکڑ لے الخ بے سگ کے بیدام پھانسے صید کو آگے اسکی مثال ہے نجار کی [illegible] حاکمی نقاش کی خوبی پر ہے آہنگر کی حاکمی آہن پر ہے معمار کی حاکمی آلہ پر ہے یعنے صورت بے اختیار جمادات پر حاکمی قدرت میں مخلوق کے ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ ہووے الخ یہ شعر نادر ہووے کہ یہ ہوئی اسکے اختیار کے ساجد ہوں بندہ وار پس قدرت نے تیرے جمادات سے جنگ کر کے کب جمادی دور کی پس جمادوں سے تیری قدرت کب نفی کرے اختیار کو تو انشاء اللہ کامل کہے کہ جبر کی نسبت ذرا نہ ہووے تو کہتا ہے کہ کفر میرا اسکی خواہش سے ہے تو اپنی خواہش کو بھی جان لے کہ ہے کیونکہ تیری بے خواہش کفر نہیں ہے پس کفر بے خواہش کہنا ضد ہے [illegible]

امر عاجز را قبیح ست ای ذمیم / خشم بدتر خاصہ از رب رحیم
گاو گر یوغی نگیرد میزنند / ہیچ گاوی کو نپرد شد نژند
گاو چون معذور نبود در فضول / صاحب گاو از چہ معذورست دول
چون نہ رنجوری سر را بر مبند / اختیارت ہست بر سبلت مخند
جہد کن گر جام حق یابی نوی / بیخود و بی اختیار انگہ شوی
انگہ آن می را بود کل اختیار / تو شوی معذور مطلق مست وار
ہر چہ گوئی گفتہ می باشد آن / ہر چہ روبی رفتہ می باشد آن
کی کند آن مست جز عدل و صواب / کہ ز جام حق کشیدست او شراب
جادوان فرعون را گفتند بیست / مست را پروای دست و پای نیست
دست و پای ما می آن واحد ست / دست ظاہر سایہ است و کاسد ست
چون بسر بر شد ز جام او مدام / خانہ دل را فرو گیرد تمام

حکم کرنا عاجزون پر ہی برا[سلہ] / خشم بدتر خاص کر رحمن کا
گر جوانی بیل بے مارین اسے / نے برا ہو وہ بیل کوئی نے اڑے
جرم مین جو بیل نے معذور ہو / بیل والا کس لیے معذور ہو
باندھ مت سر تو نہین بیمار یار / مونچھ پر مت ہنس تجھے ہی اختیار
جہد کر تو جام حق سے ہووے تر / بیخود و بے اختیار اُسوقت ہو
اُس گھڑی اُس مے کو ہو کل اختیار / تو ہو معذور اور مطلق مست وار
جو تو کہوے وہ کہا سب کا ہو[سلہ] / جو تو جھاڑے وہ جھڑا سب کا ہو
کب کرے وہ مست بجز عدل و صواب / جام حق سے اسنے پی ہی وہ شراب
جادو گر فرعون سے بولے کہ اب / دست و پا کی مست کو پروا ہی کب
دست و پاے وحدت ہاے دست و پا / دست ظاہر اک ہے سایا اور فنا
جام اُسکے سے جو ہی سر مین بھرے / خانہ دل کو وہ بالکل گھیر لے

در معنی ماشاء اللہ کان یعنی خواست خواست اوست و رضا رضای او و از خشم و رد دیگران تنگدل نباشد کان اگرچہ لفظ ماضی است لیکن در فعل خدا ماضی و مستقبل نباشد لیس عند ربنا صباح ولا مساء

معنی مین ماشاء اللہ کان یعنی خواہش خواہش اُسکی ہے اور رضا رضا اُسکی اور دوسرون کے غصہ و رد کرنے سے تنگدل نہو تم کان اگرچہ لفظ ماضی ہی لیکن فعل خدا مین ماضی و مستقبل نہین ہوتا ہی لیس عند ربنا صباح ولا مساء

قول بندہ ایش شاء اللہ کان / بہر آن نبود کہ منبل کن دران

قول بندہ ایش شاء اللہ کان[سلہ] / اس لیے کب ہے کہ کاہل ہو وجان

سلہ حکم کرنا الخ یہ شعر عاجزون پر حکم کرنا برا ہے خشم بدتر ہے اور خاصکر رحمن کا آگے اسکی مثال ہے اگر بیل جوا نہ لے اُسے مارین اور بیل نہ اڑے وہ برا نہین ہے جو بیل جرم مین معذور نہو بیل والا کسواسطے معذور نہو سر کو مت باندھ بیمار نہین ہے مونچھ پر مت ہنس تجھے اختیار ہے جہد کر تو جام حق سے بھر جاوے اُسوقت بیخود و بے اختیار ہووے اُس دم اُس مے کو کل اختیار ہو تو معذور ہو اور مطلق مست کی مانند ہو یعنے تو شراب وحدت سے بیخود و بے اختیار ہو کر اُسوقت تجھے اختیار کل ہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ جو تو کہوے الخ یہ شعر جو کہوے وہ سب کہا ہے کا ہو جو جھاڑے وہ سب جھڑا ہے کا ہو وہ مست کب کرے بجز عدل و صواب کے جو اُسنے جام حق سے شراب پی ہے آگے مثال ہے جادو گرون نے فرعون سے کہا کہ اب دست و پا کی مست کو کب پروا ہے جو وحدت ہمارے دست و پا ہے اور دست و پا ظاہری ایک سایہ فنا ہے اسکے جام سے جو سر مین بھرے وہ خانہ دل کو بالکل گھیر لے یعنے جس مین شراب وحدت بھر لے وہ بجز یار کے کب وہ سرے کو چاہے آگے اس وحدت کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ قول بندہ الخ یہ شعر قول بندہ کا ایش شاء اللہ کان اسواسطے کب ہے کہ کاہل جان ہووے وہ جس کی خاطر اخلاص کی سب خدمتون مین تا بست کوشش کرے اگر کہیں کہ تو جو کچھ یاد کرتا ہے وہ کام تیرا کام ہے [illegible] جو کہین کہ ایش شاء اللہ کان یہ حکم اسکا ہے جادو دان کسواسطے اسکے کام کے واسطے مردانہ بندہ کی مانند گرد اسکے نہ پھرا آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲

بہر تحریضست بر اخلاص و جد | که بدان خدمت فزون شو مستعد
هر بگویند آنچه میجوهی تو راد | کار کار تست بر حسب مراد
آنکه از مقبل شوی جایز بود | هر چه خواهی آنچه جوئی آن شود
گر بگویند ایش شاء الله کان | حکم حکم اوست مطلق جاودان
پس چرا صد مرده اندر ورد او | بر نگردی بندگانه گرد او
گر بگویند آنچه می خواهد وزیر | خواست آن دست اندر آن گیر
گرد او گردان شوی صد مرده زود | تا بریزد بر سرت احسان و جود
یا گریزی از وزیر و قهر او | این نباشد جستجو و نصر او
بازگونه زین سخن کاهل شوی | منعکس ادراک خاطر ای غوی
امر امر آن فلان خواجه ست هین | چیست یعنی با جز او کمتر نشین
گرد خواجه گرد چون امر آن اوست | کو کشد دشمن رهاند جان دوست
هر چه او خواهد همان خواهی یقین | یاوه کم رو خدمت او برگزین
نی چو حاکم اوست گرد او مگرد | تا شوی نامه سیاه و روی زرد
چونکه حاکم اوست او گیر و بس | غیر او را نیست حکم و دسترس
حق بود تاویل کان گرمت کند | پر امید و چست و با شرمت کند
ور کند سستت حقیقت این بدان | هست تبدیل و نه تاویل ست آن
این برای گرم کردن آمده ست | تا بگیرد ناامیدان را دو دست
معنی قرآن ز قرآن پرس و بس | وز کسی کآتش زدست اندر هوس
پیش قرآن گشت قربانی و پست | تا که عین روح آن قرآن شده ست

حرص کی خاطر ہے اور اخلاص کے | خدمتوں میں تا بہت کوشش کرے
گر کہیں جو کچھ کہ تو کرتا ہے یاد | کام تیرا کام ہے حسب مراد
ہے روا کاہل ہو تو گر اس گھڑی | کہ تو جو کچھ چاہے ڈھونڈھے ہو وہی
جو کہیں کہ ایش شاء اللہ کان | حکم حکم اسکا ہے یہ بس جاودان
کس لیے مردانہ اسکے کام کو | گرد اُس کے نے پھر ابندہ سا
گر کہیں جو کچھ کہ چاہے وزیر | خواہش اُسکی ملک ہے یاد رگیر
گرد اُسکے پھر تو سو مردانہ وار | تا کرے تجھپر وہ احسان و نثار
یا وزیر و جاہ سے بھاگے اُسکے تو | یہ نہ نصرت اُسکی ہو اور جستجو
اُلٹا ان باتوں سے اور کاہل تو ہو | اُلٹا ادراک اور دل ہو جان لو
حکم حکم اک ہے فلان سردار کا | ہے وہ کیا یعنی نہ بیٹھ اُسکے سوا
گرد خواجہ پھر جو اہل حکم ہو | مارے دشمن کو چھڑائے دوست کو
جو کہ وہ چاہے چاہے وہ ہی تو | مت ہو گمرہ خدمت اُسکی کر نکو
نے جو حاکم ہے وہ گرد اُسکے نہ جا | تا ہو تیرا زرد رو نامہ سیاہ
جو وہ حاکم ہے پکڑ اُسکو و بس | غیر کو اُسکے نہ حکم و دسترس
سچ وہ ہی تاویل رکھے تجکو گرم | پر امید اور کرے تجکو اہل شرم
سست گر تجکو کرے تو جان لے | ہے وہ تبدیل اور نہیں تاویل ہے
گرم کرنے کے لیے یہ آئی ہے | لیوے تا امید دونوں ہاتھ سے
معنی قرآن سن قرآن سے بس | اور اُسنے جسنے چھوڑی ہے ہوس
آگے قرآن کے ہوا [illegible] | آ وہ عین روح قرآن کا ہوا

سلہ گر کہیں الخ یہ شعر اگر کہیں کہ وزیر جو کچھ چاہتا ہے خواہش اُسکی ملک ہے [illegible] تو اُسکے گرد پھر سو مردوں کی مانند تاکہ وہ تجھپر احسان و نثار کرے یا کہ وزیر جگہ سے تو اُسکے بھاگے وہ یہ نصرت اُسکی ہو اور نہ جستجو تو اُلٹا ان باتوں سے اور کاہل ہوا اور اُلٹا ادراک اور دل ہو حکم ایک ہے فلان سردار کا اور وہ کیا ہے یعنی مت بیٹھ اُسکے سوا [illegible] حکم بادشاہ [illegible] کہ گرد وزیر کے پھرے کہ وہ سوا [illegible] کی آگ [illegible] کا بیان ہے فافہم ۱۲

سلہ گرد خواجہ الخ [illegible] دشمن کو اور چھڑاوے دوست کو جو وہ چاہے وہی تو چاہے گمراہ مت ہو اور اُسکی خدمت کر [illegible] غیر کو اُسکے نہ حکم ہے اور نہ دسترس ہے سچ ہے کہ وہ تاویل تجکو گرم رکھے اور پر امید اور اہل شرم [illegible] باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ سرد الخ یہ شعر اگر تجکو سرد کرے تو جان لے کہ وہ تبدیل ہے تاویل نہیں ہے [illegible] ناامید دونوں ہاتھ سے لیوے معنی قرآن سے سن اور اُس سے جسنے ہوس چھوڑی [illegible] قرآن کے قربان [illegible] مرشد [illegible]

روغنی کو شد فدای گل بگل | خواہ روغن بوی کن خواہی تو گل
جو ہوا روغن فدائے گل کا گل | خواہ دے روغن کی اور خواہ گل

معنی قد جف القلم وکتب ان لا یستوی الطاعة والمعصیة و لا یستوی الامانة والسرقة جف القلم ان لا یستوی الشکر والکفران جف القلم ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین

قد جف القلم وکتب آن لا یستوی الطاعة
خشک ہوئی قلم اور لکھا کہ برابر نہیں ہے طاعت
والمعصیة و لا یستوی الامانة والسرقة جف القلم
اور معصیت اور نہیں ہے برابر امانت اور چوری خشک ہوئی قلم
ان لا یستوی الشکر والکفران جف القلم
نہیں برابر ہے شکر و کفر خشک ہوئی قلم
ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین
تحقیق اللہ نہیں ضائع کرتا ہے اجر نیکوکاروں کا ۱۲

ہمچنین تاویل قد جف القلم | بہر تحریض ست بر شغل اہم
پس قلم بنوشت کہ ہر کار را | لائق آن ہست تاثیر و جزا
کژ روی جف القلم کژ آیدت | راستی آری سعادت زایدت
چون بدزدی دست شد جف القلم | بادہ نوشی مست شد جف القلم
تو روا داری روا باشد کہ حق | ہمچو معزول آید از حکم سبق
ظلم آری مدبری جف القلم | عدل آری برخوری جف القلم
کہ ز دست من برون رفتست کار | پیش من چندین میا چندین مزار
بلکہ آن معنی بود جف القلم | نیست یکسان نزد من عدل و ستم
فرق بنہادم میان خیر و شر | فرق بنہادم ز بد ہم از بتر

سلہ ایسی ہی تاویل ہے جف القلم | ترغیب کاموں کے لئے جو ہیں اہم
لکھ دیا خامہ نے ہر اک کام کے | لائق اسکے ہیں جزا تاثیر ہے
کج چلے جف القلم کج ہے ترا | اور چلے سیدھا سعادت [illegible]
ہاتھ چوری سے کٹے جف القلم | بادہ پیکر مست ہے جف القلم
تو روا رکھے روا ہو کہ خدا | حکم ازل کو کرے معزول سا
ظلم لائے بد ہو تو جف القلم | عدل لائے ہو نکو جف القلم
سلہ کام قدرت سے اگر میری گیا | آنہ میرے آگے رو سے [illegible]
بلکہ وہ ہے معنی جف القلم | نے برابر [illegible] ستم
خیر اور شر میں رکھا ہے فرق | بد و بدتر میں کیا ہے میں فرق

سلہ ایسی ہی تاویل الخ یہ شعر ایسی ہی تاویل قد جف القلم کے کاموں کے واسطے ہے کہ جو مشکل میں قلم نے لکھا کہ ہر ایک کام کے لائق اسکی جزا اور تاثیر ہے اگر ٹیڑھا چلے جف القلم تیرا کج اور اگر سیدھا چلے سعادت ہو اور جو چوری کرے جف القلم ہے کہ ہاتھ کٹے اور شراب پئے جف القلم ہے کہ مست ہو تو روا رکھے روا ہو کہ خدا حکم ازل کو کرے معزول کے مانند تو ظلم لائے بد ہو جف القلم ہے اور عدل لائے نیکی کا جف القلم ہے [illegible] ہے فافہم ۱۲ سلہ کام قدرت سے الخ یہ شعر اگر کام میری قدرت سے گیا اسقدر میرے آگے مت رو اور آہ و بکا [illegible] جف القلم ہے اسکو بلکہ ان عدل و ستم نہیں ہے میں نے خیر و شر میں فرق رکھا ہے اور بد و بدترین میں نے فرق رکھا ہے اگر تجھ میں ادب ایک ذرہ زیادہ ہو تو ایک بار ہو اور فضل رب جل نے تجکو قدر اس ذرہ کی زیادہ ہے اور وہ مثل کو دے قدم باہر رکھے آگے اسکی مثال ہے اگر بادشاہ اسکے تخت کے آگے فرق ہے ایمن دو تو سے یعنی جو اس خدا نے لکھ دیا ہے وہ اس بندہ سے نتیجہ اسکا ظاہر ہوتا ہے اگر اس کام سے برائی ہوتی ہے یہی جف القلم ہے اور اگر نیکی سرزد ہوتی ہے وہی جف القلم ہے یعنے نیک سے نیکی و بد سے بدی ظاہر ہوگی بس یہی جف القلم کے معنی ہیں آگئے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

ذرۂ گر در تو افزونی ادب / باشد از یارت بداند فضل رب
تجھ مین گر ذرہ زیادہ ہو ادب / یار اک ہو تو وہ جانے فضل رب

قدر آن ذرہ ترا افزون دہد / ذرہ چون کوہی قدم بیرون نہد
قدر اُس ذرہ کی زیادہ تجکو دے / ذرہ مثل کہ قدم باہر رکھے

پادشاہی کہ بپیش تخت او / فرق نبود از امین و ظلم جو
بادشہ کہ آگے اُسکے تخت کے / فرق نے ہووے امین و چور سے

آنکہ می لرزد ز بیم رد او / وانکہ طعنہ میزند بر جد او
ایک کانپے اُسکے خوف رد سے / ایک طعنہ مارے اُسکے جد پے

فرق نبود ہر دو یک باشد برش / شاہ نبود خاک تیرہ بر سرش
نے کرے فرق ایک جانے دو کو وہ / شہ نہین ہے خاک اُسکے سر پہ ہو

ذرۂ گر جہد تو افزون شود / در ترازوی خدا موزون شود
گر ہو ذرہ زیادہ تیرے جہد کا / وزن رکھے یا ترازوے خدا

پیش این شاہان ہمیشہ جان کنی / بیخبر ایشان ز عذر و روشنی
آگے اُن شاہون کے جان کھووے اگر / روشنی و عذر سے ہون بے خبر

گفت غمازی کہ بد گوید ترا / ضایع آرد خدمتت را سالہا
تجکو بد کہنے سے اک غماز کے / خدمتین رد تیری برسون کی کرے

پیش شاہی کو سمیع ست و بصیر / گفت غمازان نباشد جاگیر
ایسے شہ کو کہ سمیع ہی اور بصیر / کہنا غمازون کا نے ہو دلپذیر

جملہ غمازان ازان آیس شوند / سوی ما آیند و افزایند پند
ہووین غماز اُس سے نا اُمید سب / پند لے آئین ہمارے پاس اب

بس ہمی گویند شہ را پیش ما / کہ بر و جف القلم کم کن وفا
بد کہین شہ کو ہمارے پاس آ / کم کرے جف القلم اُسپر وفا

معنی جف القلم کی آن بود / کہ جفاہا با وفا یکسان بود
معنی جف القلم یہ ہووے کب / کہ جفا مین اور وفا یکسان ہون سب

بل جفا را ہم جفا جف القلم / وان وفا را ہم وفا جف القلم
بل جفا کو بھی جفا جف القلم / اور وفا کو بھی وفا جف القلم

عفو باشد لیک کو فر امید / کہ بود بندہ ز تقوی روسپید
عفو ہووے پر کہان فر اُمید / کہ ہو بس تقوی سے بندہ رو سفید

دزد را گر عفو باشد جان برد / کی وزیر و خازن مخزن شود
چور کی گر عفو ہووے جان بچے / کب وزیر اور گنج کا مالک بنے

ای امین الدین ربانی بیا / کز امانت رست ہر تاج و لوا
اے امین الدین ربانی تو آ / امن سے تیری اُگا تاج و لوا

پور سلطان گر بود خائن شود / آن سرش از تن بدان بائن شود
شاہزادہ اُسکا خائن ہووے گر / جسم سے ہووے جدا بس اُسکا سر

سلہ ایک کانپے الخ۔ شعر ایک کانپتا ہے اُسکے خوف رد سے اور ایک طعنہ مارتا ہے اُسکے جد پر فرق نہین کرتا ہے اور ایک جانتا ہے دوکو وہ بادشاہ نہین ہے خاک اُسکے سر پہ ہو جو اگر تیرے جہد کا ذرہ زیادہ ہو وزن رکھے ترازو خدا مین اگر ان شاہون کے آگے کھووے روشنی عذر سے بیخبر ہون تجکو ایک غماز کے بد کہنے سے تیری برسون کی خدمتین رد کردے ایسے شاہ کو کہ سمیع و بصیر ہے غمازون کا کہنا دلپذیر نہو اُس سے سب غماز نا امید ہووین نصیحت لین اور ہمارے پاس آئین یعنی اگر تو جہد و کوشش کرے ایک ذرہ بھر ہو تو نزدیک خدا کے اُسکی قدر و منزلت ہو آگے جف القلم کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ بدکہین الخ۔ شعر بدکہوین شاہ کو کہ ہمارے پاس آکر لے جف القلم اُسپر وفا کم کر یہ معنی جف القلم کے کب ہووین کہ وفا و جفا سب یکسان بلکہ جفا کو بھی جفا جف القلم ہے اور وفا کو بھی وفا جف القلم ہے عفو ہووے ولیکن فر اُمید کہان ہے کہ تقوی سے بندہ رو سفید ہو آگے اسکی مثال ہے اگرچہ چور کی عفو ہووے جان بچے ولیکن کب وزیر اور مالک گنج کا بنے اے امین الدین ربانی تو آکہ تیرے امن سے بلند ہو تاج و لوا یعنی اے مرشد تو آکہ تیرے امن سے تاج و لوا معنی بہتری ہو آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲-

سلہ شاہزادہ الخ۔ شعر اگر شاہزادہ اسکا خائن ہووے اُسکا سر جسم سے جدا ہووے اگر ایک غلام ہندو فالاے اُسکی دولت کو طول بقا ملے غلام کیا ایک پتھر بھی باوفا ہو دل مین خواجہ کے اُسکی سو رہتا ہو اس لیے ممنون کتے کا جو وہ چوٹ اگر شیر ہو تو اُسپر غلبہ کرے اگرچہ بھی ہو ذلت کا نہ ہت کرے اسکا صدق جفائی جز تو رشہ آگے اسکی مثال ہے فضیل ہے راہزن کو راہ ملے کیونکہ تیری راہ چل مردانہ جیسے ساحرون نے فرعون کو روسیاہ کیا خود صبر و وفا کر کے اپنے دست و پا قدا میں ہوچکے وہ عبادت سو برس مین کب ہے تو نے خدمت پچاس برس کی ایسا صدق کب بھلا تجکو ملے ایسے رشدہ

[illegible] ۱۲-

در غلام هندوی آرد وفا / دولت او را میزند طال بقا
چه غلام از پی سگی باوفاست / در دل سالار او را صد رضاست
زین چو سگ را بوسه بر پوزش دهد / گر بود شیری چه پیروزش کند
جز مگر دزدی که خدمتها کند / صدق او بیخ جفا را بر کند
چون فضیل رهزنی کو راست باخت / زانکه ده مرده بسوی توبه تاخت
وآنچنان که ساحران فرعون را / روسیه کردند از صبر و وفا
دست و پا دادند در جرم و قود / آن بصد ساله عبادت کی شود
تو که پنجاه ساله خدمت کرده / کی چنین صدقی بدست آورده

گر غلام ہند اک لائے وفا / اسکی دولت کو ملے طول بقا
کیا غلام اک سگ بھی ہووے باوفا / دلمین خواجہ کے ہو اسکی سو رضا
اس لیے منھ چومے جو کتے کا وہ / اسپہ کیا غلبہ کرے گر شیر ہو
چور بھی ہووے کہ خدمت گر کرے / صدق اسکا جڑ جفا کی توڑ دے
جیسے فضیل راہ زن کو رہ ملے / کیونکہ تیری راہ مردانہ چلے
ساحرون نے جیسے فرعون کا / روسیہ بس کرکے خود صبر و وفا
دست و پا اپنے قصاص اندر دئے / سو برس مین وہ عبادت کب ملے
تو نے کی خدمت پچاس برس کہ اسکے / صدق ایسا کب بھلا تجکو ملے

حکایت آن درویش کہ در ہری غلامان عمید خراسانی را آراستہ دید پرسید کیانند چون یافت کہ بندہ اند رو بآسمان کرد گفت بندہ پروری از عمید بیاموز

حکایت اُس درویش کی کہ ہرات مین عمید خراسانی کے غلامون کو آراستہ دیکھا پوچھا کہ کون ہین معلوم ہوا کہ غلام ہین آسمان کیطرف منھ کرکے کہا بندہ پروری عمید سے سیکھ لے

آن یکی گستاخ رو اندر ہری / چون بدیدی او غلام مہتری
جامۂ اطلس کمر زرین روان / روی کردی سوی قبلۂ آسمان
کای خدا زین خواجۂ صاحب منن / چون نیاموزی تو بندہ داشتن
بندہ پروردن بیاموز ای خدا / زین رئیس و اختیار شہر ما
بود محتاج و برہنہ بینوا / در زمستان لرزہ لرزان از ہوا
انبساطی کرد آن از خود بری / جرأتی بنمود او از لمتری

دیکھا[1] اک گستاخ نے اندر ہرات / جو غلام با وضع اور با صفات
پٹکہ زرین پہنے اطلس کی قبا / سوئے قبلہ چرخ اُسنے منھ کیا
اس سخی کے لیے رب زمین / بندہ رکھنا تو نے کیون سیکھا نہین
پالنا بندہ کا اے رب سیکھ لے / اس ہمارے شہر کے سردار سے
تھا وہ[2] محتاج اور برہنہ بینوا / وہ جاڑون مین ہوا سے کانپتا
اسنے گستاخی فضولی سے کری / اور جرأت لمترانی سے کری

[1] دیکھا الخ یہ شعر ایک گستاخ نے ہرات مین دیکھا جو غلام باوضع و باصفات کو پٹکہ زرین و اطلس کی قبا پہنے جانب قبلہ آسمان کے اُس نے منھ کیا کہ اے رب زمین اُس آدمی سے تو اب بندہ رکھنا کیون نہین سیکھا بندہ کا پالنا اے رب سیکھ لے اس ہمارے شہر کے سردار سے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔ [2] تھا وہ الخ یہ شعر وہ محتاج و برہنہ و بینوا تھا اور جاڑون مین ہوا سے کانپتا تھا اُسنے گستاخی و فضول سے کری اور لمترانی سے جرأت کری اُسکو اعتماد حق کی عطا پر تھا کہ ندیم حق و عارفین مین سے تھا آگے اسکی مثال ہے اگر ندیم شاہ گستاخی کرے تو مت کر کہ تو وہ سند نہین رکھتا ہے حق نے چشمہ سے بہتر کر دی ہے اگر کسی نے تاج بخشا اُسنے سر بخشا یعنی اولیاء اللہ بسبب اعتماد حق کے پر راز و نیاز کی باتین کرتے ہین کہ ندیم حق کے ہین تو گستاخی مت کر وہ سند تو نہین رکھتا ہے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲۔

اعتمادش بر ہزاران موہبت گر ندیم حق شد اہل معرفت
گر ندیم شاہ گستاخی کند تو مکن چون تو نداری آن سند
حق میان داد و میان باز کمر گر کسی تاجی دہد او داد سر
تا یکی روزی کہ شاہ آن خواجہ را متہم کرد و ببستش دست و پا
وان غلامان را شکنجہ می نمود کہ دفینہ خواجہ بنمائید زود
سر او با من بگوئید ای خسان ورنہ برم از شما دست و لسان
مدت یک ماہ شان تعذیب کرد روز و شب اشکنجہ و افشار و درد
پارہ پارہ کرد لیکن یک غلام راز خواجہ را نگفت از اہتمام
گفتش اندر خواب ہاتف کای کیا بندہ بودن ہم بیاموز و بیا
ای دریدہ پوستین یوسفان گر بدرد گرگت آن از خویش دان
زانچہ میبافی ہمہ روزہ بپوش زانچہ میکاری ہمہ سالہ بنوش
فعل تست این غصہ ہای دمبدم این بود معنی قد جف القلم
کہ نگردد سنت ما از رشد نیک نیکی را بود و بد راست بد
کار کن ہین کہ سلیمان زندہ است تا تو دیوی تیغ او برندہ است
چون فرشتہ گشت از تیغ ایمن ست وز سلیمان ایمن و از خوف رست
از سلیمان ہیچ او را خوف نیست دشمنی دیوست از وی ایمنی ست
حکم او بر دیو باشد نی ملک رنج در خاک ست نی فوق فلک
ترک کن این جبر را کہ بس تہیست تا بدانی ستر سر جبر چیست

اعتماد انکو عطا پے حق کی تھا گر ندیم حق تھا عارف مین سے تھا
گر ندیم شاہ گستاخی کرے تو نکر جو وہ سند نے تو رکھے
حق نے دی ٹیکہ سے ہی بہتر کمر گر کسی نے تاج بخشا اسنے سر
تا کہ اک دن شاہ نے اس خواجہ کا متہم بس کر کے باندھا دست و پا
تنگ پکڑا ان غلام خواجہ کو کہ دفینہ سے نشان خواجہ کے دو
بھید اسکا مجھکو دو تم اے خسو ورنہ کاٹوں مین تمھارے ہاتھ کو
ایک مہ انکو عذاب از بس دیے رات دن آفت بلا و درد سے
مارا از حد انکو لیکن اک غلام راز خواجہ سے ہوا نے ہمکلام
خواب مین ہاتف نے اس سے یوں کہا بندہ ہونا سیکھ لے تو او سا آ
اے درندہ پوستین یوسف کے جو گرگ پھاڑے تجھکو جان اپنی سے وہ
پہن اس سے جو بنے ہر روز تو کھا تو اس سے بو کہ بوئے سال بھر
فعل تیرا ہے یہ غصہ دمبدم پس یہی معنی قد جف القلم
نے پھرے سنت ہماری نیک کا نیک کو ہے نیک اور بد بد کو ہی
ہے سلیمان زندہ دیوا کام کر کاٹے تیغ اسکی تو تا دیوی شر ہے
تیغ سے چھوٹا فرشتہ جو ہوا اور سلیمان کی تو ہیبت سے بچا
کچھ سلیمان سے نہ اسکو خوف ہے دیو کا دشمن ہے اور ایمن ہے
دیو پر ہے حکم اسکا نہ ملک خاک مین ہے رنج نہ فوق فلک
چھوڑ تو اس جبر کو خالی یہ ہے بھید جانے جبر کے تو بھید سے

سله تا کہ اک دن الخ یعنی شعر یہان تک کہ ایک دن شاہ نے اس خواجہ کا دست و پا باندھا متہم کر کے اور ان غلامان خواجہ کو تنگ پکڑا کہ خواجہ کے دفینہ سے نشان دو اسکا بھید تم مجکو ورنہ مین تمھارے دست و پا کو کاٹونگا ایک مہینے تک انکو عذاب از بس دیے رات دن آفت و بلا و درد سے از حد انکو مارا و لیکن ایک غلام راز خواجہ سے ہمکلام نہوا ہاتف نے خواب مین اس سے کہا تو بندہ ہونا سیکھ لے۔ور آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲۔ سله اے درندہ الخ یعنی شعر اے درندہ پوستین یوسف کی اگر تجکو گرگ پھاڑے وہ اپنے سے جان اس سے پہنین کہ جو ہر روز تو بنتا ہے اور اس سے کھا کہ جو سال بھر تو بوتا ہے یہ غصہ دمبدم فعل تیرا ہے پس یہ معنی قد جف القلم کے ہین آگے قول حق تعالیٰ کا ہے ہمارے سنت نیک سے نہین پھرتی ہے نیک کو نیک ہے اور بد کو بد ہے سلیمان زندہ ہے اے دیو کام کر جب تک کہ تو شر ہے اسکی تیغ کاٹے گی جو فرشتہ ہوا تیغ سے اور سلیمان کی تو ہیبت سے بچا یعنی اولیاء اللہ زندہ ہین اے دیو تو انکی تیغ سے خوف کر ورنہ وہ تیری جان کو کاٹے گی باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲۔

سله کچھ سلیمان الخ یعنی شعر اسکو سلیمان سے کچھ خوف نہین ہے کہ دیو کا دشمن ہے اور ایمن ہے کہ حکم اسکا دیو پر ہے فرشتہ پر نہین ہے خاک مین رنج ہے آسمان پر نہین ہے تو اس جبر کو چھوڑ یہ خالی ہے بھید جاننے جبر کے تو بھید ہے تو چھوڑ تیرا جبر کاہلون کا ہے تاکہ اس جبر کو تو جانے مانند جان کے تو معشوق کو چھوڑا اور عاشق گرا ہے تو گمان رکھتا ہے کہ بس برتری ہے تو شب سے خاموش سوا ہے معنی مین کب تک تو مشتری قول کو ذوق یعنی تو خود پرستی کو چھوڑ اور عاشقی کو کر معنی مین تو سب سے خاموش تر ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

ترک کن این جبر جمع منبلان	تا خبر یابی ازان جبر چو جان	چھوڑ تو یہ جبر جمع کاہلان	جانے تا اس جبر کو تو مثل جان
ترک کن معشوقی و کن عاشقی	ای گمان برده که خوب و فائقی	چھوڑ معشوقی کو اور کر عاشقی	اے گمان رکھے کہ ہے بس بہتری
ای کہ در معنی ز شب خامش تری	گفت خود را چند جوئی مشتری	سب سے ہے خاموش تر معنی میں تو	ڈھونڈھے کب تک مشتری اپنے قول کو
سر بجنبانند پیشت بہر تو	رفت در سودای ایشان عمر تو	سله سر ہلائیں روبرو تیرے لیے	تو گنوائے عمر خود انکے لیے
تو مرا گوئی حسد اندر مپیچ	چہ حسد آرد کسے بر فوت ہیچ	تو کہے مجکو حسد میں مت پڑے	کیا حسد لائے کوئی ناچیز پے
ہست تعلیم خسان ای بار سخ	ہمچو نقش خوب کردن بر کلوخ	ہے یہ تعلیم خسان اس طور سے	جیسے کرنا نقش خوب ڈھیلے پہ
خویش را تعلیم کن عشق و نظر	کان بود کالنقش فی جرم الحجر	خود کو کر تعلیم عشق اور کر نظر	کہ وہ ہے کالنقش فی جرم الحجر
نقش تو با تست شاگرد و روفا	غیر شد فانی کجا جوئی کجا	نقش تیرا ساتھ تیرے باوفا	غیر فانی ہو کہاں ڈھونڈھے بھلا
تا کنی مر خویش را حبر و سنی	خویش را بدخو و خالی میکنی	تا کرے دانا و روشن آپ کو	خالی و بدخو کرے ہے خود کو تو
متصل چون شد دلت با آن عدن	ہین بگو مہراس از خالی شدن	سله دل ترا اس بحر حق سے جو ملا	خالی ہونے سے نہ ڈر اور کہہ سدا
امر قل زان آمدست ای راستین	کم نخواہد شد بگو دریاست این	امر قل آیا ہے بس اسواسطے	کم نہووے گا کہو یہ بحر ہے
انصتوا یعنی کہ آبت را بلاغ	ہین تلف کم کن کہ لب خشک ست باغ	انصتوا یعنی کہ اپنے آپ کو	خشک لب ہے باغ بیہودہ نہ کہو
این سخن پایان ندارد ای پدر	این سخن را ترک کن پایان نگر	بات یہ بے انتہا ہے مشفقا	چھوڑ تو یہ بات دیکھ اب انتہا
غیرتم آید کہ پیشت بیستند	بر تو میخندند عاشق نیستند	غیرت آتی ہے مجھے آگے ترے	تجھپے ہنستے ہیں وہ عاشق نہیں ترے
عاشقانت در پس پرده کرم	بہر تو نعره زنان بین دمبدم	پیچھے پردہ جو ہیں کے عاشق ترے	چیختے تیرے لیے ہیں دیکھ لے
عاشق آن عاشقان غیب باش	عاشقان پنجروزه کم تراش	عاشقان غیب کے عاشق رہو	پانچ دن کے عاشقوں سے کم لو
کہ بخوردندت ز خدعہ جذبہ	سالہا زیشان ندیدی حبہ	کہ ترے جذبہ کو کھایا مکر سے	نفع نے برسوں ملا انسے تجھے
چند ہنگامہ نہی بر راه عام	کام ہستی بر نیامد ہیچ کام	سله رکھے ہنگامہ تو کب تک راہ پے	ڈھونڈھ مقصد نے ملا مقصد تجھے

سله سرہلائین الخ یہ شعر تیرے لیے سرہلائیں روبرو اور تو انکے لیے عمر گنوائے تو مجکو کہتا ہے کہ حسد میں مت پڑ حسد کیا کوئی لائے ناچیز پر یہ تعلیم خسوں کی اس طور سے ہے کہ جیسے نقش خوش کرنا ڈھیلے پر تو خود کو تعلیم عشق کر اور دیکھ کہ وہ ہے جیسے جرم سنگ میں تیرا نقش تیرے ساتھ باوفا ہے غیر فانی ہو ڈھونڈھتے کہاں تاکہ دانا و روشن خود کو کرے اور تو خالی و بدخو خود کو کرتا ہے یعنی ریاکار خود کو فضیحت اور دوسروں کو نصیحت کرتے ہیں باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ - سله دل تیرا الخ یہ شعر جو تیرا دل اس بحر حق سے ملا خالی ہونے سے مت ڈر اور سدا کہ اسواسطے امر قل آیا ہے کہ کم نہوگا کہو یہ بحر ہے انصتوا یعنی اپنے آپ کو بیہودہ مت کہو کہ تیرا باغ خشک لب ہے اے مشفق یہ بات بے انتہا ہے تو یہ بات چھوڑ دو انتہا کو دیکھ تیرے آگے مجھے غیرت آتی ہے تجھپر ہنستے ہیں وہ تیرے عاشق نہیں ہیں پس پردہ جو کہ تیرے عاشق چیختے ہیں تیرے واسطے دیکھ لے عاشقان غیب کے عاشق رہو اور پانچ دن کے عاشقوں سے کم لو تیرے جذب کو کھایا مکر سے برسوں نفع نہ ملا تجھے انسے یعنی اگر تیرا دل بحر حق سے ملا ہے تو قال بیان کر خالی نہوگا کہ امر قل اسیواسطے حق نے کہا ہے اور انصتوا کو فرمایا ہے کہ چپ رہو کہ ابھی دل دریا سے ملا ہے فافہم ۱۲ -
سله رکھے الخ یہ شعر تو کب تک ہنگامہ رکھیگا راہ پر کہ مقصد ڈھونڈھا اور نہ ملا مقصد تجھے صحت کے وقت ہر ایک تیرا دلدار ہے اور غم کے وقت بجز حق کے کوئی یار نہیں ہے درد و غم کے وقت کوئی آدمی تیرا بجز خدا کے ہرگز فریادرس نہیں ہے اس درد و غم با نیاز کو یاد رکھو اور اعتبار پوستین پر کرو ایاز کے مانند وہ تیرا حال درد پوستین ہے کہ وہ ایاز پاک نے پہن لیا ہے یعنی تو اپنے درد و غم کو یاد رکھ کہ وہ جناب رسول مقبول صلعم نے انجام میں اختیار کی ہے آگے پیا اب جبر نکالا ہے فافہم ۱۲ -

وقت صحت جملہ یارند و حریف / وقت درد و غم بجز حق کو الیف
وقت درد و غم بجز حق ہیچکس / خود نباشد مر ترا فریادرس
پس ہمان درد و مرض را یاد دار / چون ایاز از پوستین گیر اعتبار
پوستین آن حالت درد تو است / کہ گرفتہ است آن ایاز آن را بدست

وقت صحت تیرا ہر دلدار ہے / وقت غم جز حق نہ کوئی یار ہے
وقت درد و غم کے تیرا کوئی کس / جز خدا ہرگز نہیں فریادرس
یاد رکھ اُس درد و غم کو با نیاز / اعتبار پوستین کر جون ایاز
پوستین وہ تیرا حالِ درد ہے / کرلیا ہے وہ ایاز پاک نے

باز جواب کافر جبری مومن سنی را و منع کردن از اصرار کہ مادہ اشکال را نبرد الا عشق حقیقی و ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء

پھر جواب دینا کافر جبری کا مومن سُنی کو اور منع کرنا اصرار سے کہ مادہ مشکل کو نہیں کاٹتا ہے الا عشق حقیقی و ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء

کافر جبری جواب آغاز کرد / کہ ازان عاجز شد آن منطیق مرد
لیک گر من آن جوابات و سوال / جملہ وا گویم بمانم زین مقال
زان مہم تر گفتنیہا ہستمان / کہ بدان فہم تو بہ یابد نشان
اندکے گفتیم زان بحث ای عتل / زاندکے پیدا شود قانون کل
در میان جبری و اہل قدر / ہمچنین بحث است تا حشر ای پسر
گر فرو ماندی ز دفع خصم خویش / مذہب ایشان برافتادی ز پیش
چون برون شوشان نبودی در جواب / پس رمیدندی ازان راہ تباب
چونکہ مقضی بد دوام آن روش / می دہدشان از دلائل پرورش
تا نگردد ملزم از اشکال خصم / تا بود محجوب از اقبال خصم
تا کہ این ہفتاد و دو ملت دوام / در جہان ماند الی یوم القیام
چون جہان ظلمت است و غیب این / از برای سایہ می باید زمین

پس[1] جواب آغاز جبری نے کیا / کہ وہ سُنی اُس سے عاجز بس ہوا
لیک گر میں وہ جوابات سوال / سب کہوں رہ جائے مجھسے یہ مقال
اس سے بہتر کر سکوں ہوں میں بیان / کہ سمجھ بہتر تری پائے نشان
پر ذرا میں کہتا ہوں اس بحث سے / پیدا کل قانون ہو تھوڑے ولے
درمیان جبری و قدری کے سدا / بحث ایسی حشر تک ہے مشفقا
ہوتے[2] عاجز دفع دشمن سے اگر / مذہب انکا ہوتا باطل بیشتر
جو جواب اندر نہ غالب ہوتے وہ / بھاگتے اُسوقت اُس مذہب سے وہ
جو رواج اس راہ کا ہے مقتضا / دیتا انکو ہے دلائل سے جلا
مشکل دشمن سے ملزم تا نہو / دور مقبولی دشمن سے ہو وہ
تا بہتر ملتیں رہویں مدام / اس جہان میں تا الی یوم القیام
یہ جہان جو غیب اور ظلمت سے ہے / سائے کی خاطر زمین اس جا ہے

سلہ پس جواب الخ ۵ شعر پس جبری نے جواب آغاز کیا کہ وہ سُنی اُس سے عاجز ہوا و لیکن اگر میں وہ جوابات و سوال سب کہوں مجھ سے یہ مقال رہ جائے میں اب اُس سے بہتر بیان کر سکتا ہوں کہ تیری سمجھ بہتر نشان پائے و لیکن اُس بحث بڑی سے تھوڑا کہتا ہوں کہ کل قانون تھوڑے سے پیدا ہو درمیان جبری و قدری کے ہمیشہ ایسی بحث حشر تک ہے اے مشفق آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲۔

سلہ ہوتے الخ ۸ شعر اگر دفع دشمن سے عاجز ہوتے انکا مذہب بیشتر باطل ہوتا جو جواب میں وہ غالب نہوتے اُسوقت اُس مذہب سے بھاگ گئے ہوتے کہ اُس راہ کا رواج مقتضا ہے انکو دلائل سے جلا دیتا ہے تاکہ وہ مشکل دشمن سے ملزم نہو اور مقبولی دشمن سے وہ زیر ہو تا بہتر ملتیں مدام رہویں اس جہان میں دن قیامت تک یہ جہان جو غیب اور ظلمت سے ہے پس سائے کی خاطر زمین چاہیے یعنی حق تعالیٰ نے اہل مذہب باطلہ کو اسواسطے عاجز و بحث و جوابات میں نہ کیا تاکہ انکا مذہب قیامت تک باقی رہے اور اگر وہ عاجز ہوتے تو اپنا مذہب چھوڑ دیتے آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲۔

عزت مخزن بود اندر بہا	کہ برو بسیار باشد قفلہا	گنج[۱] کا اعزاز قیمت مین بڑھے	کہ بہت سے قفل ہون اس گنج پہ
تا قیامت ماند این ہفتاد و دو	کم نیاید مبتدع را گفتگو	تا قیامت ہوین یہ ستر و دو	کم نہووین بدعتی کی گفتگو
عزت مقصد بود اے ممتحن	پیچ پیچ راہ عقبہ راہزن	عزت اس مقصد کی ہوئے ممتحن	پیچ رستہ کا ہو قصد راہزن
عزت کعبہ بود آن ناحیہ	دزدی اعراب و طول بادیہ	عزت اب کعبہ کی اور بطحا کی ہے	چوری بدؤں کی ویران دشت سے
ہر روش ہر رہ کہ آن محمود نیست	عقبۂ و مانعی و رہزنیست	ہر چلن ہر رہ کی نامحمود ہے	اسکے عقبے راہزن اس راہ کے
این روش خصم و حقود آن شدہ	تا مقلد در دو رہ حیران شدہ	یہ چلن کینہ عدو اسکا ہوا	تا مقلد تنگ دو رہ مین رہا
صدق ہر دو رہ بہ بیند در روش	ہر فریقے در رہ خود خوش منش	صدق ہر دو رہ چلن مین دیکھ کے	اپنی رہ مین ہر گروہ ہے بس شادہی
ور جوابش نیست می بند دستیز	بر ہماندم تا بروز رستخیز	گر جواب[۲] انکو نہ دین تو لڑین	اس گھڑی سے تا قیامت نے رکین
گر نہان ماند اندرین حجاب	گرچہ از ما شد نہان وجہ صواب	کہ مرفی جانتے ہین یہ جواب	گرچہ ہم سے چھپ گئی راہ صواب
پوز بند وسوسہ عشق ست و بس	ورنہ کے وسواس را بستہ کس	وسوسہ کا کرتا منہ بند عشق ہے	ورنہ کس سے وسوسہ اب رک سکے
عاشقے شو شاہد خوبی بجو	صید مرغابی ہمی کن جو بجو	عشق کر معشوق خوبی ڈھونڈھ تو	صید مرغابی کو کر تو جو بجو
کے بری زان آب کان آب تو برد	کی کنی زان فہم کہ فہمت خورد	آب کب لے وہ تری لے آبرو	کب وہ سمجھے کوئی تیری فہم کو
غیر این معقولہا معقولہا	یابی اندر عشق با فر و بہا	غیر آن معقول کے معقول ہین	کہ بخوبی پائے تو وہ عشق مین
غیر این عقل تو حق را عقلہاست	کہ بدان تدبیر اسباب سماست	عقل تیری کے ہے غیر عقل خدا	اس سے جو ہوتا ہے بس سامان ترا
کہ بدین عقل آوری رزاق را	زان دگر سفرش کنی اطباق را	رزق تا اس عقل سے تجکو ملے	دوسری سے آسمان پر تو چلے
عشر[۳] امثالت دہد تا ہفت صد	چون ببازی عقل در عشق صمد	عشر امثال اب تجھے دے سات سو	عشق مین حق کے جو مارے عقل کو
آن زنان چون عقلہا در باختند	بر رواق عشق یوسف تاختند	اس گھڑی جو ہارے عقلین آپ سے	دوڑے تو یوسف کے پردہ عشق پے

[۱] گنج کا الخ۔ شعر اعزاز گنج کا قیمت مین بڑھے کہ اس گنج پر بہت سے قفل ہون قیامت تک یہ بہتر رہوین تاکم نہووے گفتگو بدعتی کی اے ممتحن عزت اس مقصد کی ہو کہ پیچ راہ کا مقصد راہزن ہے عزت کعبہ بطحا کی ہے چوری بدون و ویرانی دشت سے ہے ہر چلن ہر راہ کہ نامحمود ہے گھاٹیان راہزن اس راہ کی ہین یہ چلن دشمن و کینہ اسکا ہوا تا مقلد حیران دو راہ مین رہا ہر دو راہ کا صدق چلن مین دیکھ کے ہر ایک گروہ اپنی راہ مین خوش ہے یعنی ان مذاہبون کی برائی سے عمدگی راہ سلوک کی بخوبی معلوم ہوتی ہے اسواسطے حق تعالی نے ان مذاہب باطلہ کو قائم رکھا ہے الا تکلیف ریاضت شرط ہے فافہم ۱۲۔ [۲] گر جواب الخ۔ شعر اگر انکو جواب نہووے تو لڑین اسدم سے قیامت تک نہ رکین کہ یہ جواب ہمارے مرفی جانتے ہین اگرچہ ہم سے راہ صواب چھپ گئی ہے آگے اسکے حقائق ہین عشق وسوسہ کا منہ بند کرتا ہے ورنہ کس سے وسوسہ رک سکتا ہے عشق کر اور معشوق خوبی کو تو ڈھونڈھ آب کو کب سے وہ تیری آبرو لے وہ کب سمجھے اور تیری فہم کو کہ ان معقول کے سوا معقول ہین کہ تو وہ عشق مین بخوبی پائے تیری عقل کے سوا عقل خدا ہے کہ جو اس سے ہوتا ہے تیرا سامان اس عقل سے تجکو رزق ملے اور دوسری عقل سے تو آسمان پر چلے یعنی تو عقل حاصل کر کہ تجھے گردہات زمانہ سے نجات ہو اور ایک عقل دوسری تجکو ملے کہ تو اس سے آسمان پر اڑے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲۔ [۳] عشرا سال الخ۔ شعر دس حصون کے مانند تجکو سات سو تک دے جو عشق مین حق کے عقل کو ہارے اسدم جو عقلین ہارے آپ سے تو دوڑے یوسف کے پردہ عشق پر ایک دم ساقی عمر انکی عقل لے گیا باقی عمر عقل سے سیر ہوگئین جمال حق کا اصل سو یوسف کی ہے تو زن سے کم قدامہ ذوالجلال ہو عشق بحث کو کاٹے کہ وہ قال ہے فریاد بس ہووے یعنی جبکہ زنان مصر یوسف کو دیکھکر ہاتھ اپنا کاٹین تو جمال حق کو دیکھکر انسے بھی کم ہووے پس عشق قال سے زائل نہین ہوتا ہے فافہم ۱۲

عقل شان یکدم ستد ساقی عمر — سیر گشتند از خرد باقی عمر
بس صد یوسف جمال فی الجلال — ای کم از زن شو فدای آن جمال
عشق برد بحث را ایجان و بس — کو ز گفت و گو شود فریاد رس
حیرتی آید ز عشق آن نطق را — زهره نبود که کند او ماجرا
که بترسد گر جواب آن دهد — گوهری از کام او بیرون جهد
لب ببندد سخت او از خیر و شر — تا مباد از دهان افتد گهر
همچنانکه گفت آن یار رسول — چون نبی بر خواندی بر ما فصول
آن رسول مجتبی وقت نثار — خواستی از ما حضور و صد وقار
آنچنانکه بر سرت مرغی بود — کز فواتش جان تو لرزان شود
پس نیاری هیچ جنبیدن ز جا — تا نگیرد مرغ خوب تو هوا
دم نیاری زد ببندی سرفه را — تا نباید ناگهان پرد هما
ور کست شیرین بگوید یا ترش — بر لب انگشتی نهی یعنی خمش
حیرت آن مرغست خاموشت کند — بر نهد سرپوش و پر جوشت کند

عقل اکدم انکی لے ساقی عمر — ہو گئین سیر عقل سے باقی عمر
اصل سو یوسف کی ہی حق کا جمال — کم ہو زن سے تو فدائے ذوالجلال
عشق کاٹے بحث کو ای جان و بس — کہ نہووے قال سے فریاد رس
حیرت[1] آئے عشق سے اس نطق کو — کس کو طاقت ہی کہ ہمقال اس سے ہو
کہ وہ ڈرتا ہی اگر دیوے جواب — نکلے گوہر منہ سے اسکے ہو خراب
خیر و شر سے بند لب کرتا ہی وہ — تا گہر خارج مبادا منہ سے ہو
جیسے اصحاب نبی نے ہی کہا — کہ ہدایت ہمکو کرتے مصطفےٰ
وہ رسول مجتبیٰ وقت نثار — چاہتے ہمسے تھے حضور و سو وقار
جیسے[2] اک سر پہ تمہارے مرغ ہو — اسکے جانے سے ہو دہشت جان کو
کچھ نہ جنبش اپنی جا سے تم کرو — تاکہ اڑ جائے نہ مرغ خوب وہ
دم نہ مارو کھانسی روکو تم سدا — ناگہان تاکہ نہ اڑ جائے ہما
تلخ و شیرین کوئی کہوے تمکو جو — لب پہ انگلی رکھو یعنی چپ رہو
تمکو حیرت مرغ کی پس چپ کرے — وہ رکھے سرپوش تمکو جوش دے

پرسیدن پادشاه قصداً ایاز را که چندین غم و شادی با چارق و پوستین چیست و ایاز را در سخن آوردن

پوچھنا بادشاہ کا قصداً ایاز سے کہ اسقدر غم و شادی پوستین اور چپلی سے کسواسطے ہی اور ایاز کو گفتگو مین لانا

ای ایاز این مهرها بر چارقی — چیست آخر همچو بر بت عاشقی

ای ایاز[3] ان چپلیونسے کس لیے — حب رکھی جیسے کہ عاشق بت پہ ہی

[1] حیرت الخ ہ شعر اس نطق کو عشق سے حیرت آئے کس کو طاقت ہے کہ اس سے ہمقال ہو کہ وہ ڈرتا ہے اگر جواب دیوے کہ اسکے منہ سے گوہر نکلے خراب ہو دے وہ خیر و شر سے لب بند کرتا ہے تاکہ گوہر منہ سے مبادا خارج ہو آگے اسکی مثال ہے جیسے اصحاب نبی نے کہا ہے کہ ہدایت ہمکو مصطفےٰ صلعم فرماتے تھے وہ رسول فدا وقت نثار کے ہم سے چاہتے تھے حضور اور سو وقار آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲

[2] جیسے الخ ۵ شعر جیسے ایک مرغ تمہارے سر پر ہو اسکے جانے سے جان کو دہشت ہو تو جنبش اپنی جا سے نہ کرو تاکہ وہ مرغ خوب نہ اڑ جائے تم دم نہ مارو اور کھانسی روکو سدا تاکہ نہ اڑ جائے وہ ہما ناگہان جو کوئی تلخ و شیرین تم کو کہے لب پر انگلی رکھو یعنی چپ رہو تم کو حیرت مرغ کی چپ کر سکے وہ سرپوش رکھے اور تمکو جوش دے یعنے جب حیرت عشق مقام فرماتا ہے وہ بجز ساکت رہنے کے کچھ نہیں کہتا ہے اور یاد الٰہ مساوی ہر حال مین حضوری رکھتا ہے یہ قائم مراقبہ ہے آگے ایاز کا حال ہے فافہم ۱۲

[3] اے ایاز الخ ہ شعر اے ایاز ان چپلیوں سے کس واسطے محبت رکھتا ہے جیسے کہ عاشق بت پر ہے آگے اسکی مثال ہے جیسے مجنون نے لیلی پر فدا ہے تو ان چپلیوں کو بنا دیا اور پرانوں سے تو محبت کرتا ہے دونوں حجرے مین لٹکا رکھتا ہے وہ پرانوں سے باتین سب تک کرتا رہتا ہے جن کا بیان ہوئے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

همچو مجنون بر رخ لیلای خویش — کرده تو چارقی را دین و کیش
با دو کهنه مهر جان آمیخته — هر دو را در حجره آویخته
چند گوئی با دو کهنه تو سخن — در جمادی میدمی سر کهن
چون عرب با ربع و اطلال ای ایاز — میکنی از عشق گفت خود دراز
چارقت ربع کدامین آصف است — پوستین گوئی قمیص یوسف است
همچو ترسا که شمارد با کشیش — جرم یکساله زنا و غش خویش
تا بیامرزد کشیش آن گناه — عفو او را عفو داند از اله
نیست آگه آن کشیش از جرم و داد — لیک بس جادوست عشق و اعتقاد
دوستی و وهم صد یوسف تند — اسحر از هاروت ماروتش کند
صورتی پیدا کند بر یاد او — جذب صورت آردت در گفتگو
راز گوئی پیش صورت صد هزار — آنچنانکه یار گوید پیش یار
نه بدانجا صورتی نه هیکلی — زاده از وی صد الست و صد بلی
آنچنانکه مادر دل برده — پیش گور بچهٔ نو مرده
رازها گوید بجد و اجتهاد — مینماید زنده او را آن جماد
حی و قائم داند او آن خاک را — خوش نگر این عشق ساحرناک را
پیش او هر ذره زان خاک گور — گوش دارد هوش دارد وقت شور
مستمع داند بجد آن خاک را — چشم و گوشی داند او خاشاک را
آنچنان بر خاک گور تازه او — دمبدم خوش می نهد با اشک رو
که بوقت زندگی هرگز چنان — روی ننهاده ست بر پور چو جان

جیسے مجنون اپنی لیلی پر فدا — چلپیون کو تونے دین اپنا کیا
دو پرانون سے محبت تو کرے — دونون اک حجرہ مین لٹکا رکھے
باتین کبتک دو پرانون سے کرے — اور جمادی مین تو پھونکے بھید ہے
جون[1] عرب تو ٹوٹے گھر سے ای ایاز — عشق سے کرتا ہی قال اپنا دراز
تیری چپلی خانہ کس آصف کا ہی — پوستین کیا پیرہن یوسف کا ہی
جیسے ترسا گناہ پیش کشیش — سال بھر کے کل زنا و جرم خویش
تا کشیش اسکا کرے عفو گناہ — عفو اسکا جانے وہ عفو آلہ
نی کشیش آگہ ہی جرم وجود سے — اعتقاد و عشق پر جادو مین ہے
وہم[2] مین سو عشق یوسف کا رکھے — سحر وہ ہاروت و ماروتی کرے
پیدا اک صورت کرے اس یاد پے — جذب صورت قال مین لائے تجھے
پیش صورت راز تو کھوی ہزار — جس طرح سے یار کھوی پیش یار
نے وہان پر صورت اور نی شکل ہے — پیدا اس سے سو الست و سو بلے
جیسے مادر مشفقہ بس رنج سے — بچہ نو مردہ کی آکر قبر پے
راز دل کھوے بسعی اجتہاد — کہ اسے زندہ دیکھے ہی وہ جماد
جانتی[3] ہی زندہ وہ اس خاک کو — عشق جادوگر کو دیکھ اب خوب تو
آگے اسکے ذرہ بالکل گور کے — رکھتے گوش اور ہوش وقت شور کے
سننے والی جانے وہ اس خاک کو — گوش و دیدہ جانے وہ خاشاک کو
اسطرح وہ تازہ خاک گور پے — دمبدم رو رو کے منہ اپنا ملے
کہ نہ وقت زندگی اس طور پے — اپنے بچہ پہ نہ ہرگز منہ ملے

سله[1] جون عرب الخ یعنی شعرا ے ایاز عرب کے مانند تو ٹوٹے گھر سے بسبب عشق کے قال اپنا دراز کرتا ہے تیری چپلی کس آصف کا گھر ہے اور کیا پوستین پیراہن یوسف کا ہے آگے اسکی مثال ہے ترسا آگے کشیش کے گنتا ہے سال بھر کے کل گناہ و زنا اپنے تا کشیش اسکا گناہ عفو کرے اور اسکا عفو وہ عفو خدا جانے پس کشیش آگاہ نہین ہے جرم وجود سے ولیکن اعتقاد و عشق جادو مین ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

سله[2] وہم مین الخ شعر وہم مین سو عشق یوسف کا رکھتا ہے وہ سحر ہاروتی و ماروتی کرتا ہے پس ایک صورت پیدا کرے اس یاد پر اور سبب صورت قال مین تجھے لائے تو پیش صورت راز ہزار کھوے جیسے یار آگے یار کے کھوے نہ وہان پر صورت وہ اس سے پیدا ہو الست و سو بلے ہزار آئے اسکی مثال ہے جیسے مادر مشفقہ رنج سے نئے بچہ مرے ہوے کی قبر پہ کہ راز دل کے مراتب سعی و جہاد کے کہ اسکو زندہ رہتا ہے وہ جماد یعنی غلبہ عشق سے وہم ایک صورت پیدا ہوتی ہے اور عاشق اس سے باتین کرتا ہے اور سو الست سنتا ہے اور بلی کہتا ہے بتوہم ہے حالات تلوین کہ حضوری کا نہ بس عاشق بار کہتا ہے معاملہ دو بدو رکھتا ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ سله[3] جانتی ہے الخ مردہ اس خاک کو زندہ جانتی ہے عشق جادوگر کو اب خوب دیکھ تو ذرہ بالکل گور کے آگے گوش و ہوش رکھتے ہین وقت شور کے وہ اس خاک کو سننے والی جانتی ہے و خاشاک کو گوش و دیدہ جانتی ہے اسطرح وہ خاک تازہ گور پر دمبدم رو کے اپنا منہ ملتی ہے کہ وقت زندگی اپنے اس طور سے اپنے بچہ پر ہرگز منہ نہ ملتی ہے دیکھا تو نے اثر کو جب بعد گذر جانے کے وہ بچہ کے [illegible] عشق کم ہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

از عزا چون بگذرد یک چند روز
گم شود آن آتش و آن عشق و سوز

بعد ازان زان گور ہم خواب آیدش
از جمادی ہم جمادی زایدش

زانکہ عشق افسون خود بربود و رفت
ماند خاکستر چو آتش رفت تفت

عشق بر مردہ نباشد پایدار
عشق را بر حی جان افزای دار

عشق صورتہا بسازد در فراق
تا مصور سر کند وقت تلاق

کہ منم اصل اصول ہوش و مست
بر صو عکسے ز حسن ما بدست

پردہا را این زمان برداشتیم
حسن را بے واسطہ بفراشتیم

زانکہ بس با عکس من درباختی
قوت تجرید ذاتم یافتی

چون ازین سو جذبہ من شد روان
او کشش را می نبیند در میان

مغفرت میخواہد از جرم و خطا
از پس آن پردہ از لطف خدا

چون ز سنگے چشمہ جاری شود
سنگ اندر چشمہ متواری شود

کس نخواند بعد ازان آن را حجر
زانکہ جاری شد ازان سنگ آن گہر

کاسہا دان این صور را و اندرو
آنچہ حق ریزد بدان گیرد علو

جبکہ اُس ماتم کو گذرین چند روز
گم ہو وہ آگ اور وہ عشق اور سوز

سلہ بعد ازاں اُس گور سے غافل ہووے
ابھی جمادی سے جمادی پیش ہو

کیونکہ وہ عشق اپنا افسون لیگیا
راکھ ہووے جیسے آتش ہو فنا

عشق مردہ پر نہووے پائدار
زندہ جان بخش پر رکھ عشق یار

عشق صورت پیدا فرقت مین کرے
تا مصور وقت ملنے کے ملے

مین ہون اصل اصل ہوش و مست کا
عکس میرے حسن کا صورت پہ تھا

مین نے اب پردہ اٹھایا بر ملا
حسن کو بے واسطہ ظاہر کیا

کیونکہ میرے عکس سے ہے تو خوش
پائے قوت بس مجرد ذات کی

سلہ جذب میرا جو یہان سے ہو روان
وہ کشش کو پھر نہ دیکھے درمیان

مغفرت چاہے خطا و جرم سے
پردہ پوشی کے براہ لطف کے

ایک چشمہ سنگ سے جاری جو ہو
سنگ پنہان اندر اُس چشمہ کے ہو

کوئی پتھر وہ نہ جانے پھر ذرا
کیونکہ پانی جاری پتھر سے ہوا

جان اس صورت کو پیالہ در خدا
نہین جو ڈالے بلند ہو مرتبہ

گفتن خویشاوندان مجنون را کہ حسن لیلی باندازہ است وچندان نیست از و نغزتر درشہر ما بسیارست یکے و دو و دہ بر تو عرضہ کنیم اختیار کن سخن ما را و خود را و دار ہان وجواب گفتن مجنون ایشان را

کہنا یگانونکا مجنون کو کہ حسن لیلی کا ایک طور پر ہے کچھ زیادہ نہین ہے اُس سے بہتر ہمارے شہر مین بہت ہین ایک و دو و دس ہم تجھکو بتاتے ہین تو ہمارا کہنا مان اور اپنے کو بچا اور جواب دینا مجنون کا اُن کو

سلہ بعد ازاں الخ یعنی شعر بعد ازاں وہ اُس گور سے غافل ہو گئی جمادی سے جمادی پیدا ہو کیونکہ وہ عشق اپنا افسون لے گیا راکھ ہووے جیسے کہ آتش فنا ہو آگے اسکے حقائق مین عشق مردہ پر پائدار نہووے پس تو جان زندہ بخش پر عشق رکھ ایک صورت فرقت مین پیدا کرے تا مصور وقت ملنے کے ملے مین اصل اصل ہوش و مست کا ہون میرے حسن کا عکس صورت پر تھا مین نے اب پردہ اُٹھایا ظاہرا اور حسن کو بے واسطہ ظاہر کیا کیونکہ تو میرے عکس سے خوش ہے پس قوت پائے مجرد ذات کی یعنی ہنگام فراق یار کے غلبۂ عشق سے ایک صورت عاشق کے روبرو پیدا ہوتی ہے اور وہ حقیقت صورت اصلی اُس یار کی ہے کہ عاشق اُس سے چند باتین کرتا ہے اُسی کو تشبیہ و تنزیہ کہتے ہین آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲۔

سلہ جذب میرا الخ یعنی شعر جو میرا جذب یہان سے روان ہو وہ کشش کو پھر درمیان نہ دیکھے جرم و خطا سے مغفرت چاہی پردہ پوشی کے لیے از راہ لطف کے آگے اسکی مثال ہے جو ایک چشمہ سنگ سے جاری ہوا اور سنگ پنہان اندر اس چشمہ کے ہو پھر کوئی وہ سنگ نہ جانے ذرا کیونکہ پانی پتھر سے جاری ہوا اس صورت کو پیالہ جان جو خدا اسمین ڈالے مرتبہ بلند ہو یعنی یہ صورت پیالہ اور حسن اُس مین شراب ہے کہ اہل دید کو اس سے مستی پیدا ہوتی ہے چنانچہ اسکی مثال مین آگے حسن لیلی کا بیان ہے فافہم ۱۲ –

ابلهان گفتند مجنون را ز جهل / حسن لیلی نیست چندان هست سهل
بهتر از وی صد هزاران دلربا / هست همچون ماه در شهر ایکیا
نازنین تر زو هزاران حوروش / هست بگزین زانهمه یکیار خوش
وارهان تو دل او را نیز هم / از چنین سودای زشت متهم
گفت صورت کوزه است و حسن می / می خدایم میدهد از ظرف وی
مر شما را سرکه داد از کوزه اش / تا نباشد عشق او تان گوش کش
از یکی کوزه دهد زهر و عسل / هر یکی را دست حق عز و جل
کوزه می بینی ولیکن آن شراب / روی ننماید بچشم ناصواب
قاصرات الطرف باشد ذوق جان / جز بخصم خویش ننماید نشان
قاصرات الطرف باشد آن مدام / وین حجاب ظرفها مثل خیام
هست دریا خیمهٔ در وی حیات / بط را لیکن کلاغان را ممات
زهر باشد مار را هم قوت و برگ / غیر او را زهر او درد و مرگ
صورت هر نعمتے و محنتے / هست آن را دوزخ این را جنتے
پس همه اجسام اشیا تبصرون / اندرو قوتست هم لا تبصرون
هست هر جسمی چو کاسه و کوزهٔ / اندرو هم قوت و هم دلسوزهٔ
کاسه پیدا اندران پنهان رغد / طاعمش داند کزان چه میخورد
صورت یوسف چو جامی بود خوب / زان پدر میخورد صد باده طرب
باز اخوان را ازان زهر آب بود / کاندر ایشان زهر کینه می فزود

جہل سے[1] مجنون کو حمقا نے کہا / حسن لیلیٰ ہے نہ اتنا کچھ سوا
بہتر اس سے سیکڑوں ہیں دلربا / شہر میں مانند ماہ پر ضیا
نازنین ہیں وہ ہزاروں حوروش / کر قبول اک اُن سبھوں سے ہو کے خوش
بس چھڑا خود کو دلکو بس بھی ہے / ایسی بدنامی کے عشق خام سے
بولا[2] صورت کوزہ اور مے حسن ہے / مے مجھے حق دیوے اُسکے ظرف سے
بھید اُس کوزہ سے تمکو کب دیا / تا نہ کھینچے کان عشق اُس یار کا
دیتا اک کوزہ سے ہے زہر و عسل / ہر کسی کو دست حق عز و جل
کوزہ تو رکھتے ہی لیکن وہ شراب / کب دکھاوے مُنھ بچشم ناصواب
قاصرات الطرف ہووے ذوق جان / اپنے ہمسر کے سوا کب دے نشان
قاصرات الطرف ہووے یہ شراب / مثل خیمہ ہیں یہ ظرفوں کے حجاب
ہی یہ دریا خیمہ اور اُسمیں حیات / بط کو ہی لیکن ہی کوے کو ممات
زہر[3] ہووے سانپ کو قوت و برگ / زہر اُسکا غیر کو ہے درد و برگ
صورت ہر نعمت و محنت کی ہے / اُسکو دوزخ اور راحت اسکو ہے
جسم کل اشیا کے ہیں بس تبصرون / ہے غذا اُسمیں وہم لا تبصرون
مثل کوزہ و جام ہر اک جسم ہے / بھی غذا سے پر ہے وہ بھی زہر سے
جام ظاہر اُسمیں ہے پنہاں غذا / کھانیوالا جانے میں کھاتا ہوں کیا
شکل یوسف مثل جام خوشنما / باپ کھاتا اُس سے بادہ جانفزا
بھائیون کو اُس سے پھر زہر آب تھا / کہ انھون میں زہر کینہ کا بڑھا

سلہ جہل سے الخ یہ شعر مجنون کو جہل سے احمقون نے کہا کہ حسن لیلی اتنا کچھ سوا نہیں ہے اس سے بہتر صدہا دلربا ہیں شہر میں مانند ماہ روشن کے ہزاروں نازنین و حوروش ہیں اُن سبھوں میں سے ایک قبول کرلے خوش ہو کر تجکو خود کو ایسی بدنامی کی عشق خام سے چھڑا آگے حقائق میں اسکا جواب ہے فافہم ۱۲ سلہ بولا صورت الخ یہ شعر کہا کہ صورت کوزہ اور حسن شراب ہے بس حق مجکو شراب دیتا ہے اُسکے ظرف سے تمکو بھید اُس کوزہ سے کب دیا تا کہ عشق اُس یار کا کان نہ کھینچے ایک کوزہ سے زہر و شہد دیتا ہے ہر ایک کو دست خدا تو کوزہ رکھتا ہے ولیکن وہ شراب کب منھ دکھاتی ہے چشم ناصواب میں ترجمہ حورتین کہ انکی چشم غیر سے بند ہے ذوق جان ہووے اپنے ہمسر کے سوا نشان کب دیوے حورتین کہ انکی چشم غیر سے بند ہے یہ شراب ہووے مثل خیمہ یہ ظرفون کے حجاب ہین یہ دریا خیمہ ہے اور اسمیں بط کو حیات ہے ولیکن کوے کو موت ہے یعنی اس صورت جسمی میں شراب حسن بھری ہے جسنے اُسکو پیا وہ مست ہوا آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲ سلہ زہر ہووے الخ یہ شعر سانپ کو زہر غذا اور برگ ہووے اور غیر کو اسکا زہر درد و مرگ ہووے ہر نعمت و محنت کی صورت اُسکو دوزخ اور اسکو راحت ہی کل اشیا کے جسم دیکھنے والے ہین اسمین غذا ہے وہ نہیں دیکھتے ہین آگے اسکے حقائق ہین ہر ایک جسم مثل کوزہ و جام ہی کہ بھی غذا و بھی زہر سے پر ہے جام ظاہر ہے اسمین غذا پنہان ہے کھانے والا جانتے کہ میں کیا کھاتا ہون آگے اسکی مثال ہے شکل یوسف کی مثل جام خوشنما کے ہے کہ باپ اس سے بادہ جانفزا کھاتا ہے بھائیون کو اس سے ظاہر آب تھا کہ اُسمین زہر کینہ کا بڑھا یعنی جسم انسان ہم غذا ہم زہر سے بھرا ہوا ہے کہ دوستون کو غذا دشمنون کو زہر پہونچتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم

یا ز ازوی مر زلیخا را شکر	می‌کشید از عشق افیون دگر	پھر زلیخا شکر اُنکے عشق سے	نوش کرتی تھی افیون دوسرے
غیر آن چہ بود مر یعقوب را	بود از یوسف غذا آن خوب را	اور سوا یعقوب کے جو کوئی تھا	اسکو بھی یوسف سے از بس تھی غذا
گونہ گونہ شربت و کوزہ یکے	تا نماند در مے غیبت شکے	شربت انواع اور کوزہ ایک ہے	غیب کے بادہ میں تا نے شک رہے
بادہ از غیب ست و کوزہ زین جہان	کوزہ پیدا بادہ در وی بس نہان	غیب سے بادہ ہے کوزہ یہ جہان	کوزہ ظاہر بادہ اسمین ہے نہان
بس نہان از دیدۂ نامحرمان	لیک بر محرم ہویدا و عیان	دیدۂ نامحرمون سے ہے نہان	لیک محرم پر ہے ظاہر اور عیان
یا الٰہی سُکّرت ابصارنا	فاعف عنا اثقلت اوزارنا	یا الٰہی سُکّرت ابصارنا	فاعف عنا اثقلت اوزارنا
یا خفیا قد ملأت الخافقین	قد علوت فوق نور المشرقین	یا خفیا قد ملأت الخافقین	قد علوت فوق نور المشرقین
انت سرٌ کاشف اسرارنا	انت فجرٌ مفجر انہارنا	انت سرٌ کاشف اسرارنا	انت فجرٌ مفجر انہارنا
یا خفی الذات محسوس العطا	انت کالماء ونحن کالرحیٰ	یا خفی الذات محسوس العطا	انت کالماء ونحن کالرحیٰ
انت کالریح ونحن کالغبار	تختفی الریح وغبراہ جہار	انت کالریح ونحن کالغبار	تختفی الریح وغبراہ جہار
تو بہاری ما چو باغ سبز و خوش	او نہان و آشکارا بخششش	میں جون باغ سبز تو مثل بہار	وہ نہان اُسکی ہے بخشش آشکار
تو چو جانی ما مثال دست و پا	قبض و بسط دست از جان شد روا	تو ہے مثل جان ہم جون دست و پا	جان سے کھلنا بندھنا ہاتھ کا روا
تو چو عقلے ما مثال این زبان	این زبان از عقل دارد این بیان	تو مثال عقل ہم مثل زبان	عقل سے پائی زبان ہے بس بیان

سلہ پھر زلیخا اُنکے الخ یہ شعر پھر زلیخا اُنکے عشق سے شکر نوش کرتی تھی اور دوسرے افیون اور یعقوب کے سوا جو کوئی تھا اُسکو بھی یوسف سے از بس غذا تھی شربت انواع اور کوزہ ایک ہے تاکہ بادہ غیب مین [illegible] ہے بادہ غیب سے ہے اور جہان کوزہ ہے کوزہ ظاہر اور شراب اُسمیں پوشیدہ ہے دیدۂ نامحرمون سے پوشیدہ ہے کچھ کوزہ جسم مین پڑ ہے وہ بادہ معنی ہے کہ چشم نامحرمون سے پنہان ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲۔ سلہ یا الٰہی الخ شعر ترجمہ اے اللہ میرے چشم کی بینائی بند کی پس معفو کر مجکو کہ بھاری ہوا ہے بوجھ میرے گناہ کا ۱۲۔ ترجمہ اے وہ کہ پوشیدہ ہے تو تحقیق پر کیا تو نے مشرق و مغرب کو بتحقیق بلند ہوا تو اوپر نور مشرقین کے ۱۲ ترجمہ تو بھید ہے کھولنے والا بھید دن ہمارے کا تو فخر ہے فخر کرنے والون ہمارے کا ۱۲ ترجمہ اے پوشیدہ تیری اور عطا ظاہر تو مثال پانی کے اور ہم مثال چکی کے ۱۲ ترجمہ تو مثال ہوا کے اور ہم مثال غبار کہ پوشیدہ ہے ہوا اور ظاہر ہے غبار مین باغ سبز ہون اور تو مثال بہار کے پوشیدہ اور اسکی کشش ظاہر ہے تو مثل جان کے ہاتھ کا کھلنا و بندھنا روا ہے یعنی جسم ہم سب تیرے اختیار مین ہین تو جو چاہے وہ کرے ہم بے تیرے کچھ حس و حرکت نہین کر سکتے ہین فافہم ۱۲۔ سلہ تو مثال عقل الخ شعر تو مثال عقل کے وہم مانند زبان کے کہ عقل سے زبان بیان پاتی ہے تو مانند شادی کے وہم مثل ہنسی کے کہ ہم شادی کے نتیجہ سے خوش ہین ہماری جنبش خود ہر دم گواہ ہے اور وہ گواہ ایک ذات خدا ہے آگے اسکی مثال ہے گردش سنگ چکی کی نہر کے پانی کے ہونے پر ہمیشہ گواہ ہے آگے حقائق ہین تو ہمارے تال وہ ہم سے باہر ہے مجھ و میری تمثیل پر خاک ہو جب کب تیری تصویر سے عاشق صابر ہے اور ہر دم کہوے کہ جان جبین ہے لیجئے اے یار میرے تو بیمثل و بے مثال ہے تیری تو ید تشبیہ سے عاشق کو کب صبر ہے جب تک تو ہے پردہ نہ اٹھے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲۔

تو مثالِ شادی و ما خندہ ایم — کہ نتیجہ شادی فرخندہ ایم
جنبش ما ہر دمے خود اشہد است — کہ گواہِ ذو الجلالِ سرمد است
گردش سنگِ آسیا در اضطراب — اشہد آمد بر وجودِ جوی آب
ای برون از وہم و قال و قیل من — خاک بر فرق من و تمثیل من
بندہ نشکیبد ز تصویر خوشت — ہر دمے گوید کہ جانم مفرشت
ہمچو آن چوپان کہ میگفت ای خدا — پیش چوپان و محب خود بیا
تا شپش جویم من از پیراہنت — چارقت دوزم ببوسم دامنت
کس نبودش در ہوا و عشق جفت — لیک قاصر بود از تسبیح و گفت
عشق او خرگاہ بر گردون زدہ — چون سگ خرگاہ آن چوپان شدہ
چونکہ بحر عشق یزدان جوش زد — بر دل او زد ترا بر گوش زد

تو مثالِ شادی ہم مثل ہنسی — ہم ہیں شادی کے نتیجے سے خوشی
ہے ہماری جنبش ہر دم خود گواہ — ہے گواہ وہ ایک ذات کبریا
سنگ سے چکی کی گردش ہے گواہ — نہر کے پانی کے ہونے پر سدا
اے تو باہر میرے قال و وہم سے — خاک مجھپے اور مری تمثیل پے
ہے ہمارا عاشق کب تری تصویر سے — ہر گھڑی کہوے کہ جان بچھین ہے
جیسے (۱) وہ چوپان کہتا اے خدا — اپنے چوپان یار کے تو پاس آ
تا جوئیں ہو ئیں کپڑوں سے ترے — جوتیان سیون مین تیرے واسطے
عشق مین نہ کوئی ہمرہ اُسکے تھا — پر وہ قاصر پڑھنے تسبیحوں سے تھا
خیمہ گردون پر کیا اُس شخص نے — جان سگ عاشق بسی اُس چوپانکی
جوش بحر عشق حق نے جو کیا — اُسکے دل پر کان پر تیرے پڑا

حکایت جوحی کہ چادر پوشید در میان زنان نشستہ و حرکتے کرد کہ زنے او را بشناخت کہ مرد است و نعرہ کشید

حکایت ایک جوحی کی کہ چادر اوڑھکر عورتون مین بیٹھا اور ایک حرکت کی کہ ایک عورت نے اُسکو پہچانا کہ مرد ہے اور چیخ ماری

واعظے بد بس گزیدہ در بیان — زیر منبر جمع مردان و زنان
رفت جوحی چادر و روبند ساخت — در میان آن زنان شد ناشناخت
سائلے پرسید واعظ را براز — موی عانہ ہست نقصان نماز
گفت واعظ چون شود عانہ دراز — پس کراہت باشد از وی در نماز
یا بنورہ یا بہ استرہ بسترش — تا نمازت کامل آید خوب خوش

ایک (۲) واعظ کر رہا تھا خوش بیان — زیر منبر جمع تھے مرد و زنان
منھ چھپا کر جوحی چادر سے گیا — ہو کے انجان عورتون مین مل گیا
پوچھا اک سائل نے واعظ سے یہ راز — بال پشمون کے ہین نقصان نماز
بولا واعظ جو کہ ہون پشمین دراز — بس کراہت اُس سے ہوا اندر نماز
استرہ سے مونڈ یا نورہ سے تو — تا نماز ہو تیری کامل نیک خو

(۱) جیسے الخ۔ شعر جیسے وہ چرواہا کہتا تھا کہ اے خدا اپنے چرواہے یار کے تو پاس آ تا کہ مین تیرے کپڑون سے جوئین بینون اور تیرے واسطے جوتیان سیون عشق مین کوئی اُسکے ہمراہ نہ تھا لیکن وہ تسبیحون کے پڑھنے سے قاصر تھا اور عشق نے خیمہ گردون پر کیا اور جان سگ کی عاشق اُس چوپان پر ہے جو بحر عشق نے جوش کیا اُسکے دل پر اور تیرے کان پر پڑا یعنی جوش عشق کا عاشقوں کے دل پر پڑا اور عاشقون نے کان سے سُنا پس شنیدہ کب مانند دیدہ کے ہوتا ہے چنانچہ آگے اسکی مثال مین قصہ جوحی کا ہے فافہم ۱۲-

(۲) ایک واعظ الخ۔ شعر ایک واعظ اچھا بیان کر رہا تھا اور منبر کے نیچے مرد و زن جمع تھے جوحی منھ چھپا کر چادر سے گیا اور انجان ہو کر عورتون مین مل گیا ایک سائل نے واعظ سے یہ راز پوچھا کہ بال پشمون کے نماز سے نقصان کرتے ہین واعظ نے کہا کہ جو پشمین دراز ہون وہ مکروہ نماز مین ہون استرے یا نورے سے مونڈ تاکہ نماز تیری کامل ہو ایک سائل نے کہا کہ کسقدر وہ دراز ہون کیا شرط ہے کہ نماز کامل ہو کہا کہ مقدار جو کے جو طول مین ہون انکا مونڈنا فرض ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲-

گفت سائل آن درازی تا چه حد | شرط باشد تا نماز اکمل بود
گفت چندین قدر که جوی گرد بول | پس ستردن فرض باشد ای سئول
پیش جوحی یک زنی بنشسته بود | هوش او بر وعظ واعظ بسته بود
گفت او را جوحی ای خواهر ببین | خانه من گشته باشد انچنین
بهر خوشنودی حق پیش آر دست | کان بمقدار کراهت آمدست
دست زن در کرد در شلوار مرد | تیر او در دست زن آسیب کرد
نعره زد سخت اندر حال زن | گفت واعظ بر دلش زد گفت من
صدق را زین زن بیاموزید هین | چونکه بر دل زد ورا گفت چنین
گفت نی بر دل نزد بر دست زد | وای گر بر دل زدی ای پر خرد
بر دل آن ساحران زد اندکے | شد عصا و دست ایشان را یکے
گر ز پیری در ربائی تو عصا | پیش تا چند کان گره از دست پا
نعرهٔ لاضیر بر گردون رسید | هین ببر چون جان ز جان کندن رسید
ما بدانستیم کاین تن نه ایم | از ورای تن بیزدان میزیم
ای خنک آنرا که ذات خود شناخت | اندر امن سرمدی قصری بساخت
کودکی گرید پی جوز و مویز | پیش عاقل باشد آن بس سهل چیز
پیش دل جوز و مویز آمد جسد | طفل کی در دانش مردان رسد
هر که محجوب است او خود کودکیست | مرد آن باشد که بیرون از شکیست

بولا سائل کسقدر ہون وہ دراز | شرط کیا ہے تا کہ کامل ہو نماز
بولا جو کی قدر طولانی جو ہو | مونڈنا ہے فرض انکا جان لو
بیٹھی اک عورت تھی وان جوحی کے پاس | وعظ کی جانب وہ رکھتی تھی حواس
بولا جوحی اس سے دیکھ اے بہن تو | پشم میری چاہئین اتنی نکو
حق کی خوشنودی کو آگے ہاتھ لا | کہ کراہت اسقدر سے ہی روا
ہاتھ پاجامہ مین زن نے مرد کے | ڈالا اور آلت چھوا بس ہاتھ سے
چیخ ماری زن نے سُدم سخت تر | بولا واعظ اب ہوا دل پر اثر
صدق اس عورت سے سیکھو وعظ کا | دل پر اسکے جو اثر پیدا ہوا
بولا دل پر نے اثر ہی ہاتھ پر | ہائے گر ہوتا یہی دل پر اثر
ساحرون کے تھا اثر دل پر ذرا | کہ عصا و دست انھین یکسان ہوا
گر عصا بوڑھے سے چھینے تو خفا | بس ہے اکنے تھے وہ بی دست و پا
نعرہ لاضیر گردون پہ گیا | کاٹ کہ ہو جانکنی سے جان رہا
ہمنے جانا کہ نہ ہم یہ جسم ہین | ہم سوا اس جسم کے حق سے جئین
خوش وہ اچھا جانے اپنی ذات کو | امن دائم مین بنائے محل تو دو
روئے گر بچہ پئے جوز و مویز | آگے عاقل کے وہ ہووے سہل چیز
دل کے آگے تن مویز و جوز ہے | عقل کب بچون کی مردون سے ملے
ہر وہ بچہ جو کہ خود محجوب ہے | مرد وہ ہے جو کہ شک کو نہ رکھے

سطھ بیٹھی الخ، شعر وہان ایک عورت جوحی کے پاس بیٹھی تھی اور واعظ کی جانب وہ دھیان رکھتی تھی جوحی نے اس سے کہا کہ اے بہن تو دیکھ میری پشم کو کہ اتنی کہ چاہیے حق کی خوشنودی کے لیے ہاتھ آگے لا کہ اسقدر کراہت روا ہے زن نے پاجامہ مین مرد کے ہاتھ ڈالا اور ذکر اسکا چھوا ہاتھ سے زن نے اُسدم چیخ ماری سخت تر واعظ نے کہا کہ اب دلپر اثر ہوا کہ صدق اس عورت سے سیکھو وعظ کا کہ اُسکے دل پر اثر پیدا ہوا جوحی نے کہا کہ دل پہ اثر نہین ہاتھ پر ہے افسوس یہ کہ اگر دل پر اثر ہوتا یعنی بات کا اثر دل پر ہونا بہتر ہے اور جس دل پر کہ اثر نہین وہ پتھر سے بدتر ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ سطھ ساحرون کے الخ، شعر ذرا ساحرون کے دل پر اثر تھا کہ عصا بوڑھے سے چھینے خفا ہووے سو اگر وہ بے دست و پا تنے خفا نہ تھے آواز لاضیر کا آسمان پر گیا کہ دست و پا کاٹ کہ جانکنی سے جان رہا ہو ہم نے جانا کہ ہم یہ جسم نہین ہین بلکہ ہم سوا اس جسم کے ہین کہ حق سے جیتے ہین آگے اسکے حقائق ہین اے وہ اچھا کہ جانے اپنی ذات کیا اور امن دائم مین وہ مکان بنائے اگر بچہ رونے واسطے جوز مویز کے آگے عاقل کے وہ سہل چیز ہووے دل کے آگے تن مویز و جوز ہے عقل بچون کی کب مردون کو ملے یعنے وہ شخص اچھا ہے کہ جو اپنی اصل حقیقت کو پہچانے دار الامن مین آئے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ سطھ ہے وہ بچہ الخ، شعر وہ بچہ ہے کہ جو خود محجوب ہے اور وہ مرد ہے کہ جو شک کو نہ رکھے اگر ریش وخایہ سے کوئی مرد ہے تو ڈاڑھی بکرون کے بھی ہوتی ہے وہ پیشوا بکرا بد ہے کہ شتاب بکرون کو جانب قصاص کے لے جائے مین رہبر ہون کہ شانہ ڈاڑھی مین کرون وہ رہبر ہے ولیکن جانب ذبح کے ہے پس بطریقے لے وترک ریش کر اور ترک آرایش وتشویش کر تو اپنی ڈاڑھی پر ہنسی مت کر وناز کم کر اب تو ڈاڑھی آگئی تاکہ مثل گل عشاق پر ہو اور گلستان کا پیشوا اور راہبر ہووے گل گیا ہے دم عقل وخرد ہے اور راہبر ہووے راہ باغ بد کا یعنی تو اپنی ریش ودستار کو چھوڑ اور اُسکی آرایش مت بیچ وذہنی کو حاصل کر کہ رہبر جانب باغ معنی کے تو ہووے آگے ایاز کا حال ہے فافہم ۱۲

گر بریش و خایہ مردی کسے ۔ ہر بزی را ریش و مو باشد بسے
پیشوای بد بود آن بز شتاب ۔ میبرد اخشام را سوے قصاب
ریش را شانہ زدی کہ سابقم ۔ سابقے لیکن بسوے مرگ و غم
ہین روش بگزین و ترک ریش کن ۔ ترک این ما و من و تشویش کن
ریش خود را خندہ زاری کرد ۔ نازکم کن چونکہ ریش آورد
تا شوی چون بوی گل بر عاشقان ۔ پیشوا و رہنماے گلستان
چیست بوی گل دم عقل و خرد ۔ شد قلاوز رہ باغ ابد

ریش و خایہ سے کوئی گر مرد ہی ۔ داڑھی بکرو کے بھی تو ہی بڑے بڑے
پیشوا بد ہے وہ بکرا کہ شتاب ۔ بکریون کو لے چلے تو سوے قصاب
ہون مین بہر شانہ داڑھی مین کسی ۔ ہی وہ رہبر پر ہی جانب رنج کے
یہ طریقہ لے و ترک ریش کر ۔ ترک آرایش تو او تشویش کر
مت کر داڑھی پہ اپنی تو ہنسی ۔ نازکم کر اب تو داڑھی آگئی
تا ہو مثل بوئے گل عشاق پر ۔ گلستان کا پیشوا اور راہبر
کیا ہی بوئے گل دم عقل و خرد ۔ راہبر ہووے رہ باغ ابد

فرمودن شاہ دیگر بارہ ایاز را کہ شرح چارق و پوستین بگو

فرمانا بادشاہ کا دوسری مرتبہ ایاز کو کہ شرح چپلی و پوستین کی کہو

سر چارق را بیان کن اے ایاز ۔ پیش چارق چیست چندین نیاز
تا بنوشد سنقر و بگبارقت ۔ سر ہستر پوستین و چارقت
ای ایاز از تو غلامی نور یافت ۔ نورت از گردون بہ بالاتر شتافت
حسرت آزادگان شد بندگی ۔ بندگی را خود تو دادی زندگی
مومن آن باشد کہ اندر جزر و مد ۔ کافر از ایمان او حسرت خورد

بھید چپلی کا بیان کر اے ایاز[۵۱] ۔ آنا چپلی سے تو رکھے کیون نیاز
تاکہ سنقر اور بگبارق سنے ۔ بھید چپلی پوستین کا بس ترے
تجھسے رونق ہے غلامی کو ایاز ۔ نور تیرا آسمان سے ہے فراز
ہوتی آزادون کی حسرت بندگی ۔ بندگی کو تو نے دی ہے زندگی
ہووے وہ مومن کہ اندر رنج کے ۔ کافر ایمان اُسکے سے حسرت کھیچے

دعوت کردن مسلمانی گبرے را باسلام در عہد بایزید

دعوت اسلام کرنا مسلمان کی گبر کو بایزید کے عہد مین

بود گبری در زمان بایزید ۔ گفت او را یک مسلمان سعید
کہ چہ باشد گر تو اسلام آوری ۔ تا بیابی صد نجات و سروری

گبر تھا[۵۲] اندر زمانہ بایزید ۔ بولا اُس سے اک مسلمان سعید
ہووے کیا اچھا مسلمان گر تو ہو ۔ تا تو پائے سو نجات و حکم کو

[۵۱] بھید چپلی کا الخ ۵ شعر اے ایاز بھید چپلی کا بیان کر کہ آنا کیون تو چپلی سے نیاز رکھتا ہے تاکہ سنقر و بگبارق غلام سنے تیری چپلی و پوستین کا بھید اے ایاز تجھسے رونق غلامی کو ہے تیرا نور آسمان سے بڑا ہے حسرت آزادون کو بندہ ہونے کی ہے کہ تو نے بندگی کو زندگی دی ہے وہ مومن ہووے کہ رنج مین کافر اُسکے ایمان سے حسرت رکھے یعنی اے ایاز تیری بندگی سے بندگی کو رونق ہوگئی ہے پس وہ مومن ہے کہ رنج مین اُسکے ایمان سے کافر کو حسرت ہو آگے اسکی مثال مین بحث گبر و مسلمان کا بیان ہے فافہم ۱۲

[۵۲] گبر تھا الخ ۵ شعر ایک گبر زمانہ بایزید مین تھا کہ ایک مسلمان نے اس سے کہا کیا اچھا ہووے کہ اگر تو مسلمان ہوتا کہ تو نجات و حکم کو پائے کہا کہ اگر اسلام یہ ہے اے مرید جو کہ شیخ زمان بایزید رکھتا ہے مجکو اُسکی تاب و طاقت نہین ہے کہ وہ جان کی کوشش سے افزون ہے اگرچہ دین و ایمان مین بے یقین ہون و لیکن اُسکے ایمان مین مومن ہون یعنے ایمان ویداللہ کا کامل ہوتا ہے سو اسطے کفار بھی اُسکے معتقد ... ہین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

گفت این اسلام اگر هست ای مرید | آنکه دارد شیخ عالم بایزید
من ندارم طاقت آن تاب آن | کان فزون آمد ز کوششهای جان
گرچه در ایمان و دین ناموقنم | لیک در ایمان او بس مؤمنم
دارم ایمان کو ز جمله برترست | بس لطیف و با فروغ و با فرست
مؤمن ایمان اویم در نهان | گرچه مهرم هست محکم بر دهان
باز ایمان کز خود ایمان شماست | نے بدان میلستم و نے اشتهاست
آنکه صد میلش سوی ایمان بدست | چون شما را دید آن باطل شود
زانکه نامی بیند و معنیش نے | چون بیابان را مفازه گفتنی
چون بایمان شما او بنگرد | عشق او ز آورد ایمان بفسرد
این حکایت یاد گیر از تیز هوش | صورتش بگذار و معنی را نیوش

بولا اگر اسلام یہی ہے اے مرید | جو کہ رکھے شیخ عالم بایزید
تاب و طاقت ہی نہین اسکی مجھے | کہ وہ افزون جانکی کوشش سے ہے
بے یقین ہون گرچہ دین ایمان مین | لیکن ہون ایمان مین مومن اسکے مین
رکھتا ہون[1] ایمان کہ سب سے ہے سوا | بس لطیف ہے اور رونق مین بڑا
مومن ایمان کا ہون اسکے مین چھپے | مہر محکم گرچہ منھ پر ہے مرے
بعد ایمان اسکے ہے ایمان ترا | نے مجھے رغبت ہے اس سے کچھ ذرا
جو کہ سو خواہش تھی من ایمانکی | تجکو جو دیکھا وہ باطل ہوگئی
کیونکہ وہ دیکھین نام انسے معنی رکھین | جیسے جنگل کو مفازہ بس کہین
جو کوئی کہ دیکھے ایمان کو ترے | اسکا افسردہ ہو عشق ایمان سے
یہ حکایت یاد رکھ تو ہوش سے | صورت اسکی چھوڑ اور معنی کو لے

حکایت آن مؤذن زشت آواز کہ در کافرستان بانگ نماز زد برائے نماز و مرد کافر او را ہدیہا داد

حکایت اس مؤذن بد آواز کی کہ کفرستان مین بانگ نماز کی واسطے نماز کے دی اور کافرون نے اسکو تحفہ دیا

یک مؤذن داشت بس آواز بد | شب بہر شب میدریدی حلق خود
خواب خوش بر مردمان کردی حرام | در صداع افتادہ ازو خاص و عام
کودکان ترسان ازو در جامہ خواب | مرد و زن زآواز او اندر عذاب
مجتمع گشتند مر توزیع را | بہر دفع زحمت و تصدیع را

اک مؤذن[2] رکھتا بس آواز بد | پھاڑتا تھا رات بھر وہ حلق خود
خواب خوش مردم پے کرتا تھا حرام | درد سر رکھتے تھے اس سے خاص عام
خواب مین بچے تھے اس سے چونکتے | مرد و زن تکلیف مین بس اس سے تھے
چندہ[3] کرنے کو وہ سب جمع ہوئے | دفع تکلیف اس سے کرنے کیلئے

[1] رکھتا ہون الخ، شعر کہ وہ سب سے سوا ہے بس لطیف ہے اور وہ رونق مین بڑا ہے مین اسکے ایمان کا مومن ہون لیکن اگرچہ مہر محکم میرے منھ پر ہے بعد اسکے ایمان کے ایمان تیرا ہے کہ مجکو اس سے کچھ ذرا محبت نہین ہے جو کہ اس ایمان کی سو خواہش تھی جو تجکو دیکھا وہ باطل ہوگئی کیونکہ نام دیکھتے ہین و معنی نہین رکھتے ہین جیسے جنگل کو مفازہ کہتے ہین معنی مفازہ جاے نجات کو کہتے ہین جو کوئی تیرے ایمان کو دیکھے اسکا عشق افسردہ ہووے ایمان سے یہ حکایت تو یاد رکھ ہوش سے اسکی صورت کو چھوڑ اور معنی کو لے لینے اہل ایمان کامل کے دیکھنے سے رغبت دوسرون کو ہوتی ہے اور اہل ایمان کو ناقص کے دیکھنے سے نفرت ہوتی ہے چنانچہ اسی تمثیل مین حکایت مؤذن کی آگے فرماتے ہین فافہم ۱۲- [2] اک مؤذن الخ ۴ شعر ایک مؤذن آواز بد رکھتا تھا اور رات بھر اپنا حلق پھاڑتا تھا خواب خوش مردم پر حرام کرتا تھا اور اس سے درد سر خاص و عام رکھتے تھے اس سے بچے خواب مین چونکتے تھے اور اس سے مرد و زن تکلیف مین تھے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲- [3] چندہ الخ ۲ شعر اور سب چندہ جمع کرنے کو جمع ہوئے اس سے دفع تکلیف کرنے کے لیے پس اسکو اس دم وہان طلب کیا زر کی تھیلیان دین اور کہا کہ اے مؤذن ہم تیری اذان کے سبب آسودہ ہین پس تونے کرم روز و شب کیا ہے تجھسے جو دولت ہر ایک کو پہونچی ہے کہ خواب ایک مدت نہین آتی زبان کو ... ہوا ہے اور انکے فوض سے بہت سے تو جو ایک قافلہ کعبہ کو جاتا تھا تھیلی پر زر لی اور وہ ہمراہ ہوا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲-

پس طلب کردند او را در زمان	قبچہا دادند و گفتند ای فلان	پس طلب اسکو کیا اسدم ہان	تھیلیان دین زرکی بولے ای فلان
از اذانت جملہ آسودیم ما	پس کرم کردی شب و روز ای کیا	ہم ہین آسودہ اذان سے تیری سب	پس کرم تونے کیا ہی روز و شب
چون رسید از تو بہر یک دولتے	خواب رفت از ما کنون ہم مدتے	پہونچی دولت تجھسے جو ہر ایک کو	خواب اک مدت نہ آئے ہمکو تو
بہر آسایش زبان کوتاہ کن	در عوض ما ہبتے ہمراہ کن	کر زبان کوتاہ راحت کیلیے	اور عوض اُسکے ہین ہمت تو لے
قافلہ می شد بہ کعبہ از ولہ	قبچہ بستہ شدزدان با قافلہ	قافلہ جاتا تھا اک کعبہ کو جو	تھیلی زر کی لے ہوا ہمراہ وہ
شبگہی کردند اہل کاروان	منزل اندر موضع کافرستان	شب سله کو اہل قافلہ جا کر رہے	ایک منزل مین تھا کفرستان سے
وان مؤذن عاشق آواز خود	درمیان کافرستان بانگ زد	اس مؤذن عاشق آواز نے	دی اذان اُس کافرستان مین وے
چند گفتندش مگو بانگ نماز	کہ شود جنگ و عداوتہا دراز	پس کہا اُسکو نہ دے بانگ نماز	کہ لڑائی ہووے بس قصہ دراز
او ستیزہ کرد و پس بے احتراز	گفت در کافرستان بانگ نماز	وہ لگا لڑنے نہ آیا اُس سے باز	پس دی کفرستان مین بانگ نماز
جملگان خائف ز فتنۂ عامہ	خود بیامد کافرے با جامہ	ڈر گئے وہ جملہ فتنۂ عام سے	آیا کافر جامۂ خلعت کو لے
شمع و حلوا و یکے جامۂ لطیف	ہدیہ آورد و بیامد چون الیف	شمع و حلوا اور اک خلعت بڑا	تحفہ لایا آیا پس لغت بھرا
پرس پرسان کاین مؤذن کو کجاست	کہ صدای بانگ او راحت فزاست	پوچھا عه آیا وہ مؤذن ہی کہان	کہ اذان سے جسکی راحت ہی عیان
ہین چہ راحت بود زان آواز زشت	گو فتاد از وی بناگہ در کنشت	کیا تھی راحت اُس بری آواز سے	کہ وہ بتخانہ مین ناگہ آئی ہے
دختری دارم لطیف بس سنے	آرزو می بود او را مومنے	میری اک لڑکی ہی بہتر اور نکو	ہونے مومن کی تھی اُسکو آرزو
ہیچ این سودا نمی رفت از سرش	پندہا میداد چندین کافرش	دور یہ سودا نہ ہوتا اُس سے تھا	پند کرتا تھا ہر اک کافر سدا
در دل او مہر ایمان رستہ بود	ہمچو مجمر بود این غم من چو عود	مہر ایمان اُسکے دل مین تھا بھرا	اُسکا غم مجمر تھا اور مین عود تھا
در عذاب و درد و اشکنجہ بدم	کہ بجنبد سلسلۂ او دمبدم	مین عذاب و درد اور آفت مین تھا	ہلتی زنجیر اُسکی ہر دم تھی سوا
ہیچ چارہ می ندانستم در آن	تا فرو خواند این مؤذن آن اذان	کچھ علاج اُسکا نہ مجھ سے بس ہوا	تا مؤذن نے اذان دی برملا

سله شب کو الخ، شعر اہل قافلہ شب کو جا کر رہے ایک منزل مین کہ کفرستان سے تھا اُس مؤذن عاشق آواز نے اُس کافرستان مین اذان دی پس اُسکو کہا کہ بانگ نماز نہ دے کہ لڑائی ہووے اور قصہ بڑھے وہ لڑنے لگا اور اس سے باز نہ آیا اور کفرستان مین بانگ نماز دی وہ ڈر گئے جملہ فتنہ عام سے پس کافر آیا و جامہ خلعت لے کر شمع و حلوا ایک خلعت بھاری تحفہ لایا اور آیا لغت بھرا ہوا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲-

سله پوچھا الخ، شعر پوچھتا آیا کہ مؤذن کہان ہے کہ جسکی اذان سے راحت عیان ہے کیا راحت تھی اُس بری آواز سے کہ بت خانہ مین ناگاہ آئی ہے میری ایک لڑکی بہتر و نیک ہے کہ مومن ہونے کی اُسکو آرزو تھی اُس سے یہ سودا دور نہین ہوتا تھا اور ہر ایک کافر اُسکو نصیحت کرتا تھا محبت ایمان کی اُس کے دل مین بھری تھی کہ اُسکا غم مجمر تھا اور مین عود تھا مین عذاب و درد و آفت مین تھا کہ اُسکی زنجیر سوا ہلتی تھی کچھ اُسکا علاج مجھ سے نہ ہوا یہان تک کہ مؤذن نے اذان دی باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲-

گفت دختر چیست این مکروہ بانگ — کہ بگوشم آید این دو چار دانگ
من ہمہ عمر اینچنین آواز زشت — ہیچ نشنیدم درین دیر و کنشت
خواہرش گفتہ کہ این بانگ اذان — ہست اعلام و شعار مومنان
باورش نامد بپرسید از دگر — آن دگر ہم گفت آری ای قمر
چون یقین گشتش رخ او زرد شد — از مسلمانی دل او سرد شد
باز رستم من ز تشویش و عذاب — دوش خوش خفتم دران بیخوف خواب
راحتم این بود از آواز او — ہدیہ آوردم بشکر آن مرد کو
چون بدیدش گفت این ہدیہ بگیر — چون مرا گشتی مجیر و دستگیر
آنچہ کردی با من از احسان و بر — بندۂ تو گشتہ ام من مستمر
گر بمال و ملک و ثروت فردمے — من دہانت را پر از زر کردمے

بولی لڑکی کیا یہ مکروہ ہے صدا — کہ یہ دو اک بار مین نے اب سنا
کہ تمام عمر ایسی آواز اب بُری — مین نے بتخانہ مین نہ ہرگز سُنی
بہن نے اُسکی کہا کہ یہ اذان — ہے یہ اعلام اک طریقہ مومنان
نہ یقین آیا تو پوچھا اور سے — دوسرا بولا کہ سچ کہتی ہے یہ
جو یقین آیا ہوئی رُو زرد وہ — اور مسلمانی سے بس دل سرد وہ
پھر مین چھوٹا رنج اور آلام سے — کل کی شب سویا ہون مین آرام سے
یہ ہوئی راحت ہے اُس آواز سے — شکر یہ مین تحفہ لایا کہان وہ ہے
جو اُسے دیکھا کہا یہ تحفہ لے — جو ہوا تو جا پناہ میرے لیے
جو کیا احسان میرے ساتھ ہے — بندہ تیرا ہون ہمیشہ کے لیے
ہوتا اگر مین میر ملک مال سے — منھ ترا بھرتا مین زر سے جان لے

رجوع بہ حکایت گبر با مسلمان و ایمان بایزید

رجوع طرف حکایت گبر کے مسلمان سے بایزید کے ایمان مین

ہست ایمانِ شما زرق و مجاز — راہزن ہمچونکہ آن بانگ نماز
لیک از ایمان و صدق بایزید — چند حسرت بر دل و جانم رسید
ہمچو آن زن کو جماع خر بدید — گفت آوہ زان خر فحل فرید
گر جماع این ست کاید از خران — بر کس ما میزنند این شوہران

ہے ترا ایمان سب مکر و مجاز — راہزن جیسے کہ وہ بانگ نماز
لیکن ایمان او صدق بایزید — میری جان و دل پہ ہے حسرت مزید
زن نے دیکھا جون جماع خر کا عیان — بولی افسوس اس گدھے نرے بیان
گر جماع یہ ہے کہ ہوتا خر سے ہے — بکتے ہین شوہر یہیں کس مین مرے

۵۱ بولی الخ۔ شعر لڑکی نے کہا کہ یہ کیا مکروہ آواز ہے کہ یہ دو ایک بار یعنی اب سنا ہے کہ تمام عمر ایسی آواز بُری مین نے بتخانہ مین ہرگز نہین سُنی اُسکی بہن نے کہا کہ یہ اذان ایک اعلام ہے طریقہ مومنون سے یقین نہین آیا تو اور سے پوچھا دوسرے نے کہا کہ یہ سچ کہتی ہے جو یقین آیا تو وہ زرد رو ہوئی اور مسلمانی سے وہ دل سرد ہوئی پھر مین رنج و آلام سے چھوٹا کہ مین کل کی شب سویا ہون آرام سے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۲ یہ ہوئی الخ ۲ شعر یہ راحت ہوئی ہے اُس آواز سے کہ مین شکریہ مین تحفہ لایا ہون وہ کہان ہے جو اُسکو دیکھا کہا کہ یہ تحفہ لے جو تو جا پناہ میرے واسطے ہوا ہے جو میرے ساتھ احسان کیا ہے مین تیرا بندہ ہون ہمیشہ کے واسطے اگر مین امیر ہوتا ملک و مال سے تیرا منھ زر سے بھرتا آگے رجوع طرف حکایت گبر و مسلمان ہے فافہم ۱۲ ۵۳ ہے ترا الخ ۲ شعر تیرا ایمان کل مکر و مجاز ہے اور راہزن کیسے وہ بانگ نماز ہے ولیکن ایمان و صدق بایزید میری جان و دل پر زیادہ حسرت رکھتا ہے آگے اسکی مثال ہے زن نے جو جماع خر کا عیان دیکھی کہا کہ افسوس ہے اس گدھے نر سے یہان پر اگر جماع یہ ہے کہ خر سے ہوتا ہے شوہر بکتے ہین یہ میری کس مین سب داد ایمان بایزید کی دی آخر یہ ہو چوکہ وہ شاہ فرید ہی آگے اسکے حقائق ہین بحر اسکا قطرہ ایمان بحر غرق ہو قطرہ مین آگے مثال ہے دشت مین جیسے کہ ذرہ آگ کا پڑے کل دشت ہمین فنا ہو جیسے شاہ یا فوج کی ایک ذرہ نے انکو تباہ کر دیا جنگ سے یعنے قطرہ ایمان بایزید اگر بحر مین ڈالین تو بحر اسمین غرق ہو پس دوستان کے ایمان کے برابر کس کا ایمان ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

داد جلهٔ داد ایمان بایزید — آفرینها بر چنان شاه فرید
قطرهٔ ایمانش در بحر ار رود — بحر اندر قطرهٔ اش غرقه شود
همچو آتش ذرهٔ در بیشها — کاندران بیشه شود یکسر فنا
چون خیالی در دل شه یا سپاه — کرد در چالیس ایشان را تباه
یک ستاره در محمد رو نمود — تا فنا شد کفر هر گبر و جهود
یک ستاره در محمد شد سطرب — تا فنا شد کفر جمله شرق و غرب
آنکه ایمان یافت آن اندر امان — کفرهای باقیان شد در گمان
کفر صرف اولین باری نماند — یا مسلمانی و یا بیمی نشاند
این بحیلت آب و روغن کردنیست — این مثلها کفو ذره و نور نیست
ذره نبود جز ز چیزی منجسم — ذره نبود شارق لاینقسم
گفتن ذره مرادی دان خفی — محرم دریا نهٔ این دم کفی
آفتاب نیّر ایمان شیخ — گر نماند رخ ز شرق جان شیخ
جمله پستی نور گیرد تا ثری — جمله بالا خلد گردد اخضری
او یکی جان دارد از نور منیر — او یکی تن دارد از خاک حقیر
ای عجب اینست او یا آن بگو — که بماندم در اشکال و جستجو
گر وی اینست ای برادر چیست آن — پر شده از نور او هفت آسمان
ور وی آنست این بدن ای دوست چیست — ای عجب زین دو کدامین است و کیست

سب نے دی ہی داد ایمان بایزید — آفرین ہو کہ وہ ہے شاہ فرید
بحر مین گر قطرۂ ایمان پڑے — اسکا غرق ہو بحر مین قطرہ وسے
دشت مین جیسے کہ ذرہ آگ کا — جو پڑے کل دشت ہو اسمین فنا
جیسے شہ یا فوج کی اک فکر نے — کر دیا انکو تباہ بس جنگ سے
اک ستارہ[1] جو محمد مین کھلا — کفر و فانی گبر و ترسا کا ہوا
اک ستارہ شرق احمد مین ہوا — تا ہوا کل کفر عالم کا فنا
پایا ایمان وہ گیا اندر امان — کفر باقی کا ہوا اندر گمان
کفر اول بار مین سے نہ کچھ رہا — یا مسلمان یا کہ دہشت مین پڑا
تیل پانی کرتا یہ ہے مکر سے — کف و ذرہ کی مثل بے نور ہے
کیا ہے ذرہ اک جسمی چیز ہے — روشنی ذرہ کی نے قسمت رکھے
ہی مراد اب معنی ذرہ سے مجھے — بحر کا محرم نہین ہی کف تو ہے
شیخ[2] کے ایمان کا جو خورشید ہے — گر طلوع ہو شرق جان شیخ سے
پستی کل ہو نور تا تحت الثریٰ — خلد ہو سب عالم بالا سما
ایک جان رکھے وہ نور پاک سے — ایک تن رکھے وہ عاجز خاک سے
ای عجب وہ یہ ہی یا وہ ہے کہو — کہ ہی اس مشکل مین مجکو جستجو
وہ اگر یہ ہے تو وہ کیا ہے بجوان — پر ہی اسکے نور سے سات آسمان
وہ اگر وہ ہے تو یہ ہی جسم کیا — ای عجب ان دو سے ہی اب کونسا

سلہ اک ستارہ الخ، شعر جو محمد صلعم مین ایک ستارہ کھلا گبر و ترسا کا کفر خالی ہوگیا اک ستارہ احمد مین روشن ہوا تھا کل کفر عالم کا فنا ہوا جیسے ایمان پایا وہ امن مین گیا باقی کا کفر گمان مین ہوا اول بار مین کچھ کفر نہ رہا مسلمان ہوا یا دہشت مین پڑا تیل پانی کرتا یہ مکر سے ہے اور کف و ذرہ مثال بے نور ہے ذرہ کیا ہے ایک جسمی چیز ہے کہ روشنی ذرہ کی قسمت نہین رکھتی ہے مجھے ذرہ سے معنی مراد ہے تو بحر کا محرم نہین ہے کف کا ہے یعنے تو معنی سے کچھ خبردار نہین ہے ظاہر بین ہے اور ظاہر آرائی کو دیکھتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔ سلہ شیخ کے الخ، شعر جو شیخ کے ایمان کا خورشید ہے اگر مشرق جان شیخ سے طلوع ہو تو تحت الثریٰ تک کل روشنی ہو اور سب عالم بالا آسمان خلق ہو مرد ایک جان رکھے نور پاک سے اور وہ ایک تن رکھے خاک عاجز سے ای تعجب ہے کہ وہ یہ ہے یا وہ ہے ہمکو اس مشکل مین مجکو جستجو ہے اگر وہ یہ ہے تو وہ کیا ہے اور انکے نور سے ساتھ ایمان پر ہین اور وہ روح ہے تو یہ جسم کیا ہے اے تعجب ہے کہ ان دونون مین سے اب کونسا ہے یعنی شیخ کا اگر نور باطن ظاہر ہو تو اسوقت مجکو حیرت ہو کہ ظاہر و باطن شیخ کا کچھ فرق نہین رکھتا ہے کیونکہ اگر نور باطن ہے تو ظاہر جسم شیخ کہان ہے اور اگر جسم ہے تو نور معنی کہان ہے پس ثابت ہوا کہ ظاہر و باطن شیخ کا ایک کل حق ہے چنانچہ اسکی مثال مین آگے قصہ بلی کا فرماتے ہین فافہم ۱۲۔

حکایت آن زن کہ شوہر را گفت گوشت گربہ خورد

بود مردی کدخدا او را زنی	سخت طناز و پلید و رہزنی
ہر چہ آوردی تلف کردیش زن	مرد مضطر گشتہ اندر تن زدن
بہر مہمان گوشت آورد آن معیل	سوی خانہ با دو صد جہد طویل
زن بخوردش با شراب و با کباب	مرد آمد گفت دفع ناصواب
مرد گفتش گوشت کو مہمان رسید	پیش مہمان بود بباید کشید
گفت زن این گربہ خورد آن گوشت را	گوشت خر دیگر گرت باید ہلا
گفت ای ایبک ترازو را بیار	تا کہ گربہ بر کشم گیرم عیار
بر کشیدش بود گربہ نیم من	پس بگفتش مرد کای محتال زن
گوشت بد شش اوقیہ افزون ازان	گربہ ہم شش اوقیہ ست ای حیلہ دان
گوشت افزون نیم من بد یک ستیر	ہست گربہ نیم من ہم ای ستیر
این اگر گربہ ست پس آن گوشت کو	ور بود این گوشت بنما گربہ کو
بایزید ار این بود آن روح چیست	ور وی آن روح ست این تصویر کیست
حیرت اندر حیرت است ای یار من	این نہ کار تست نے ہم کار من
ہر دو او باشد و لیکن از ریع زرع	دانہ باشد اصل و آن کاہ است فرع
حکمت این اضداد را با ہم ببست	ای قصاب این گردران با گردن است

حکایت اس عورت کی کہ شوہر سے کہا کہ گوشت بلی کھا گئی

ایک عورت[١] مرد گھر والے کی تھی	دانا اور بدکار اور از بس بری
جو وہ لاتا صرف کر دیتی اسے	مرد حیران ہوتا بس تکلیف سے
گوشت لایا مرد مہمان کے لیے	اپنے گھر میں کر کے دو سو جہد سے
کھایا زن نے با شراب و با کباب	مرد آیا تو بنایا اک جواب
مرد بولا آیا مہمان گوشت لا	چاہیے مہمان کو کھانا کھلا
بولی زن وہ گوشت بلی کھا گئی	گوشت جلدی دوسرا تو لا ابھی
بولا[٢] اے بی بی ترازو کو تو لا	تا کہ بلی تولوں اور پاؤں کھرا
تولی بلی تو ہوئی وہ آدھ سیر	مرد نے اس سے کہا ای زن دلیر
گوشت تھا چھ اوقیہ سے بھی سوا	بلی بھی چھ اوقیہ ہے کیوں بھلا
گوشت تو زیادہ تھا آدھے سیر سے	اور یہ بلی بھی آدھے سیر ہے
ہے کہاں وہ گوشت گر بلی یہ ہے	گوشت گر ہے یہ تو بتا بلی مجھے
بایزید اب گر یہی ہے روح ہے کیا	گر وہ روح ہے کسکی یہ صورت بنا
حیرت اندر حیرت اب ہے ای غلام	یہ نہ تیرا کام ہے نے میرا کام
وہ[٣] ہی دونوں ایک دانہ کشت سے	اصل دانہ کاہ اسکی شاخ ہے
یہ دو ضد باہم کرے حکمت نے ہے	ای قصاب بیٹھ یہ گردن سے ہے

سلہ ایک عورت الخ، شعر ایک عورت مرد صاحب خانہ کی تھی دانا و بدکار و از بس بری جو مرد لاتا اسے صرف کر دیتی اور مرد حیران ہوتا تکلیف سے مرد گوشت لایا مہمان کے لیے اپنے گھر میں دو سو کوشش کر کے عورت نے کھایا ساتھ شراب و کباب کے اور جو مرد آیا ایک جواب بنایا مرد نے کہا کہ مہمان آیا گوشت لا کر مہمان کو کھانا کھلانا چاہیے عورت نے کہا کہ وہ گوشت بلی کھا گئی تو دوسرا گوشت لا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ بولا الخ، شعر مرد نے کہا کہ اے بی بی ترازو لا تا کہ بلی کو تولوں و امتحان کروں جو بلی کو تولا تو آدھ سیر ہوئی مرد نے عورت سے کہا کہ اے عورت دلیر گوشت تو آدھ سیر سے زیادہ تھا اور یہ بلی بھی آدھ سیر ہے پس وہ گوشت کہاں ہے اگر یہ بلی ہے اور اگر یہ گوشت ہے تو بلی مجھے بتا آگے اسکے حقائق ہیں اگر اب یہ بایزید ہے تو وہ روح کیا ہے اور اگر وہ روح ہے تو یہ صورت کس کی ہے بتا حیرت اندر حیرت ہے اے غلام کہ یہ نہ تیرا کام ہے نہ میرا کام ہے یعنی جبکہ بایزید ہے تو روح کہاں ہے اور اگر روح ہے تو یہ صورت کس کی ہے پس اس سے ثابت ہوا کہ کل ذات ہے اور ایک صورت اختیار میں رکھتی ہے جیسے کہ آئینہ میں عکس ایک صورت ہے کہ حقیقت میں وہ دونوں ایک ہیں و بظاہر دو ہیں پس دیدۂ حیرت چاہیے آگے اسکا حال ہے فافہم ۱۲۔
سلہ وہ ہے الخ، شعر وہ ہے دونوں و لیکن دانہ کھیت سے حاصل دانہ ہے اور کاہ اسکی شاخ ہے یہ دونوں ضد باہم حکمت نے کرے ہے اے قصاب یہ بیٹھ گردن سے ہے روح بغیر قالب کے بیکار ہے تمام ہے قالب بیجان مٹی سے کم ہے روح مانند مغز کے اور قالب مثل پوست کے تیرا قالب ظاہر و جان پوشیدہ ہے و لیکن دونوں سے اسباب جہان کا ہوتا ہے آگے اسکی مثال ہے اگر خاک سر پر مارے سر ٹوٹے اور اس بغل پر مارے بغل اگر تو سر کا توڑنا چاہے تو خاک کو پانی کو ملا کر مار جو سر ٹوٹے پانی اصل کو جائے اور خاک وطن خاک کے آئے زیر

روح بے قالب نتاند کار کرد / قالب بیجان بود بیکار و سرد
قالب بیجان کم از خاک ست دوست / روح چون مغز ست قالب ہمچو پوست
قالب بے جان نمی آید بکار / سعی کن جانی بدست آری عیان
قالبت پیدا و آنجان بس نہان / راست شد زین ہر دو اسباب جہان
خاک را بر سر زنے سر نشکند / آب را بر سر زنے بر نشکند
گر تو میخواہی کہ سر را بشکنی / خاک را و آب را برہم زنی
چون شکستی سر رود آبش باصل / خاک سوئے خاک آید روز فصل
حکمتے کہ حق نمود از ازدواج / گشت حاصل از نیاز و از لجاج
باشد آنگہ از دو اجات دگر / لا سمع اذن ولا عین بصر
گر شنیدی اذن کے ماندی اذن / تا کجا کردی دگر ضبط سخن
گر بدیدی برف و یخ خورشید را / از یخی برداشتی امید را
آب گشتی بے عروق و بے گرہ / کہ ز لطف از باد گشتی زرہ
پس شدی درمان جان ہر درخت / ہر درختے از قدومش نیکبخت
وان یخی افسردہ در خود ماندہ / لا مساسی بر درختان ماندہ
لیس یألف لیس یولف جسمہ / لیس الا شح نفس قسمہ
نیست ضایع زو شود تازہ جگر / لیک نبود پیک سلطان خضر

روح بے قالب کر سکتی ہے کام / قالب بیجان ہے بیکار تمام
قالب بیجان ہے کم مٹی سے دوست / روح مثل مغز قالب مثل پوست
قالب بیجان سے کب نکلے ہے کام / کرکے کوشش جان کو ہاتھوں سے تھام
تیرا قالب ظاہر اور جان ہے نہان / ہوتا دونوں سے ہے اسباب جہان
خاک مارے سر پہ تو نے ٹوٹے سر / آب بر پہ مارے نے ٹوٹے وہ بر
گر تو چاہے توڑنا سرکان کو / خاک و پانی کو ملا کر مار تو
ٹوٹے جو سر پانی جا سوئے اصل / خاک سو خاک آئے روز فصل
حق نے حکمت جو کری جوڑے سے سب / ہوئی ہے حاصل بس نیاز و ناز سے
دو سرے جوڑ ایسے بس وہ انپر کھلے / نے سنا کان اور نہ دیکھا آنکھ نے
کان گر سنتے تو رہتے کان کب / یا نہ سنتے دوسرے کی بات سب
دیکھتا گر برف یخ خورشید کو / چھوڑتا ہونے سے یخ امید کو
آب ہوتا بے رگوں اور بے گرہ / کہ ہوا کے لطف سے چلتا وہ رہ
پس علاج ہوتا وہ جان ہر درخت / ہر درخت آنے سے اسکے نیکبخت
جم گیا وہ یخ و خود عاجز رہا / نے درختوں پر ہی مس اور نے گیا
لیس یألف لیس یولف جسمہ / لیس الا شح نفس قسمہ
نہ الفت پکڑے سے اسکی اور نہ کوئی اسکے ساتھ الفت پکڑے / نہیں ہے مگر نفس بدبخت قسم اُس کا ۱۲
نے ہے ضایع اس سے ہے تازہ جگر / شاہ سبزہ کا نہ قاصد ہو مگر

حکایت آن امیر کہ غلام را گفت می بیار غلام رفت و سبوے می آورد در راہ زاہدے بود کہ امر معروف می کرد و سنگے بزد و سبوے او را بشکست امیر بشنید و قصد گوشمال زاہد کرد و زاہد گریخت

حکایت اُس امیر کی کہ غلام کو کہا شراب لا غلام گیا اور گھڑا شراب کا لایا راہ میں ایک زاہد تھا کہ امر معروف کرتا تھا ایک پتھر مار کر اُسکے گھڑے کو توڑ ڈالا امیر نے سنکر اُسکی گوشمالی کا ارادہ کیا زاہد بھاگ گیا

سلہ حق نے الخ و شعر جو حکمت حق نے کری وہ جوڑے سے ہے کہ حاصل ہوئی ہے نیاز و ناز سے اور دوسرے جوڑے سے وہاں پر کھلے کہ وہ نہ سنا کان نے وہ نہ دیکھا آنکھ نے اگر کان سنتے تو کان کب رہتے یا دوسرے کی بات نہ سنتے آگے اسکی مثال ہے اگر برف و یخ خورشید دیکھتا یخ ہونے سے امید کو چھوڑتا آب ہوتا بے رگوں و بے گرہ کہ ہوا کے لطف سے وہ راہ چلتا وہ علاج ہوتا جان ہر درخت کا اور ہر درخت اسکے آنے سے نیکبخت ہوتا وہ یخ جم گیا و خود عاجز رہا اور نہ درختوں پہ ہمیشہ مس کیا ترجمہ نہ الفت پکڑے کسی سے وہ نہ کوئی الفت پکڑے اس سے نہیں ہے مگر نفس بدبخت قسم اسکا ضایع نہیں اس سے جگر تازہ ہوتا ہے و لیکن شاہ سبزہ کا قاصد نہیں ہوتا ہے یعنے اس جوڑے جسم و جان سے کار دنیا کا انجام کو پہونچتا ہے دو مختلف جوڑے سے کہ جان و تن ہے کار ہوتا پورا ہوتا ہے آگے اسکی مثال میں شراب لانے غلام کا بیان ہے فافہم ۱۲۔

این قصہ در عہد عیسیٰ بود کہ ہنوز می حرام نشدہ بود لیکن زاہد منع لذت و تنعم می کرد

یہ قصہ عیسیٰ ع کے عہد مین تھا کہ ہنوز شراب حرام نہین ہوئی تھی لیکن زاہد منع لذت و عیش کو کرتا تھا

ای ایاز استارۂ تو بس بلند / نیست ہر برجی عبورت را پسند
ہر صفا را کے پسندد ہمتت / ہر صفا را کی گزیند صفوتت
بود امیر خوش دلے مے خوارۂ / کہف ہر مخمور و ہر بیچارۂ
مشفقی مسکین نوازی عادلے / گوہری زربخشی و دریا دلی
شاہ مردان و امیر المومنین / راہبان راز دان و دور بین
دور عیسیٰ بود و ایام مسیح / خلق دلدار و کم آزار و ملیح
آمدش مہمان بناگاہان شبے / ہم امیر جنس خوش ہم مذہبے
بادہ می بایست شان در نظم حال / بادہ بود آن وقت ماذون و حلال
بادہ شان کم بود گفت از غلام / رو سبو پر کن بما آور مدام
از فلان راہب کہ دارد خمر خاص / تا ز خاص و عام جان یابد خلاص
جرعۂ زان جام راہب آن کند / کہ ہزاران جرۂ و خمدان کند
اندران مے مایۂ پنہانی ست / آنچنان کاندر عبا سلطانی ست
تو بدلق پارہ پارہ کم نگر / کہ سیہ کردند از بیرون زر
از برائے چشم بد مردود شد / وز برون آن لعل دود آلود شد
گنج و گوہر کی میان خانہاست / گنجہا پیوستہ در ویرانہاست

[1] ای ایاز اب تیرا نیزہ ہے بلند / سیر کو ہر برج نے تیری پسند
کب پسند ہمت کو تیری ہر وفا / کب صفائی تیری یوسے ہر صفا
پس امیر اک خوشدل و میخوار تھا / حامی ہر عاجز کا ہر مخمور کا
مہربان و مشفق و عادل وہ تھا / اور سخی زربخش دریا دل وہ تھا
شاہ مردان و امیر المومنین / رازدان اور راہب و پس دوربین
دور عیسیٰ کا تھا اور عہد مسیح / راحت خلق و کم آزار و ملیح
[2] آیا اک مہمان اسکے رات کو / ہم امیر و جنس و ہم مشرب تھا وہ
چاہیے مے بھی تکلف کے لیے / کہ حلال اور بھی روا اسوقت مے
بادہ کم بھی اپنے چاکر سے کہا / کہ گھڑا بھر کے شراب اب جلد لا
اُس فلان راہب کی جو ہے خمر خاص / پائے خاص و عام سے تا جان خلاص
جام راہب سے وہ اک جرعہ کرے / جو ہزاروں خم و خمخانہ کرے
اندر اس مے کے ہے اک بار نہان / جیسے سلطان اک قبا کے درمیان
[3] پارہ پارہ دلق پر کم کر نظر / کہ سیہ کرتے ہین جو اوپر سے زر
چشم بد کو وہ ہوا مردود سے / نقل باہر سے ہوا پر دود سے
گنج و گوہر رکھتے کب خانہ مین ہین / گنج دائم رکھتے ویرانہ مین ہین

[1] ای ایاز الخ٭ شرا ے ایاز اب تیرا قیر بلند ہے اور ہر ایک برج تیری سیر کو پسند نہین ہر ایک وفا ہمت کو کب پسند ہے اور ہر ایک صفا تیری صفائی کب لیتی ہے آگے رجوع بقصہ ہے پس امیر ایک خوشدل و میخوار تھا اور حامی ہر ایک مخمور و میخوار تھا وہ مہربان و مشفق و عادل اور وہ سخی و زربخش تھا وہ دریادل تھا شاہ مردان امیر المومنین و رازدان و راہب و دوربین تھا وہ زمانہ عیسیٰ و دور مسیح کا تھا راحت خلق و کم آزار و ملیح تھا یعنی اس حکایت مین امیر سے اشارہ طرف جناب رسول مقبول صلعم کے ہے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲-

[2] آیا اک مہمان الخ٭ شرا اسکے یہان ایک مہمان رات کو آیا ہم امیر ہم جنس و ہم مشرب وہ تھا شراب چاہیے بھی تکلف کے واسطے کہ اسوقت شراب حلال و روا تھی شراب کم تھی اپنے چاکر سے کہا کہ شراب گھڑا بھر کے جلد لا اُس فلانے راہب کی کہ خمر خاص معرفت کی ہے کہ تا خاص و عام سے جان خلاص پاوے آگے اسکے حقائق ہین ایک جرعہ جام راہب سے وہ اکثر کرے جو کہ ہزاروں خم و خم خانہ اثر کرے کہ اندر اُس مے کے ایک بار پوشیدہ ہے جیسے سلطان اندر ایک قبا کے یعنی وہ مے معرفت کی تھی کہ راہب طالب احد کے یہان ہوتی ہے اُس امیر نے طلب کری تھی آگے راہب کا بیان ہے فافہم ۱۲- [3] پارہ پارہ الخ٭ شرح دلق پارہ پارہ پر نظر کم کر کہ زر اوپر سے سیاہ کرتے ہین چشم بد کے واسطے وہ مردود ہوا ہے کہ لعل باہر سے پر دود ہوا ہے آگے اسکی مثال ہے گنج و گوہر گھر مین کب رکھتے ہین بلکہ گنج ہمیشہ ویرانہ مین رکھتے ہین گنج آدم کا ویرانہ مین دفن تھا خاک اُسکی نظر بند لعین ہوئی وہ خاک کو سرسری دیکھتا تھا جان کہتی میری خاک پر وہ تیری ہے آگے رجوع بقصہ ہے وہ سبو بھر کر وہ چاکر لے چلا اور بتکدۂ رہبان تک اُسوقت گیا یعنی دوستان حق ہ بظاہر پریشان حال ہوتے ہین باطن مین دولت سنی سے مالا مال ہوتے ہین آگے قصہ شراب لانے چاکر کا ہے فافہم ۱۲-

گنج آدم چون بویران بد دفین ‏ ‏ گشت طینش چشم بند آن لعین
او نظر میکرد در طین شست شست ‏ ‏ جان همی گفتش که طینم سد تست
دو سبو بستد غلام و خوش دوید ‏ ‏ در زمان تا دیر رهبانان رسید
زر بداد و باده چون زر خرید ‏ ‏ سنگ داد و در عوض گوهر خرید
باده کان بر سر شاهان جهد ‏ ‏ تاج زر بر تارک ساقی نهد
فتنه ها و شورها انگیخته ‏ ‏ بندگان و خسروان آمیخته
استخوانها رفته جمله جان شده ‏ ‏ تخت و تخته آن زمان یکسان شده
وقت هشیاری چو آب و روغنند ‏ ‏ وقت مستی همچو جان اندر تنند
چون هریسه لحم و گندم غرق هم ‏ ‏ هیچ سبقی نے درایشان فرق هم
چون هریسه گشته آنجا فرق نے ‏ ‏ نیست فرقے کاندرینجا غرق نے
این چنین باده همی برد آن غلام ‏ ‏ سوی فرق آن امیر نیکنام
پیش آمد زاهدی غم دیده ‏ ‏ خشک مغز در بلا پیچیده
تن ز آتشهای دل بگداخته ‏ ‏ خانه از غیر خدا پرداخته
گوشمال محنت بے زینهار ‏ ‏ داغها بر داغها چندین هزار
دیده هر ساعت خلش مر اجتهاد ‏ ‏ روز و شب چسپیده او بر اجتهاد
سال و مه در خاک و خون آمیخته ‏ ‏ صبر و حلمش نیم شب بگریخته
دید در شب یک غلام نیک پے ‏ ‏ در شتابش او زمین می کرد طے
گفت زاهد در سبوها چیست آن ‏ ‏ گفت باده گفت بهر کیست آن

گنج آدم تھا یہ ویرانہ دفین ‏ ‏ خاک تھی اُسکی نظر بند لعین
دیکھتا وہ خاک کو تھا سرسری ‏ ‏ جان کہے خاک ہے مری پردہ تری
دو سبو بھر کے وہ چاکر لے چلا ‏ ‏ تبکدۂ رہبان تک اُسدم گیا
شل[1] زر کے اُسنے لی اور زر دیا ‏ ‏ سنگ عوض مین دے کے اک گوہر لیا
ایسی مے کہ سر پہ شاہون کے چڑھے ‏ ‏ تاج زر کا سر پہ ساقی کے رکھے
شور و شر اور فتنے از بسکہ اُٹھے ‏ ‏ بادشاہ اور بندے باہم مل گئے
ہڈیان گل کر گئے جملہ جان ہوئی ‏ ‏ تخت و تختہ ہو گیا یکسان سبھی
تیل و پانی سا ہی ہشیاری کے وقت ‏ ‏ مثل جان ہے جسم مین مستی کے وقت
جون ہریسہ گوشت گندم غرق ہے ‏ ‏ اُنمین نے غالب کوئی نے فرق ہے
جون ہریسہ ہوئی نے فرق وان ‏ ‏ نے سر ایسا کوئی کہ نے غرق یان
ایسی[2] بادہ بس وہ چاکر لے چلا ‏ ‏ میر اپنے کے سوئے دولت سرا
ایک زاہد آگے آیا غم بھرا ‏ ‏ خشک مغز اندر بلا کے مبتلا
آتش دل سے تھا تن اسکا گلا ‏ ‏ غیر حق سے خانہ خالی اُسکا تھا
محنتون سے رنج پائے بیشمار ‏ ‏ داغ پر تھے داغ لاکھون اور ہزار
جہد مین ہر دم خلش دیکھا ہوا ‏ ‏ جہد پر وہ رات دن چپکا ہوا
سال و مہ خاک و خون مین مبتلا ‏ ‏ نیم شب کو صبر و حلم اُسکا گیا
دیکھا شب کو اک غلام نیک پے ‏ ‏ کس شتابی سے زمین کرتا ہے طے
بولا[3] زاہد اس سبو مین کیا ہے شے ‏ ‏ بولا بادہ بولا کس کے واسطے

---

[1] شل زر الخ، شراسنے شراب مثل رز کی لی اور زر دیا اور سنگ دیکر عوض مین ایک گوہر لیا ایسی شراب کہ شاہون کے سر پر چڑھے اور تاج زر کا سر ساقی کے رکھے شور و شر اور فتنے از بس اُٹھے بادشاہ و غلام باہم مل گئے جملہ ہڈیان گل کر جان ہو گئین وہ سب تخت و تختہ یکسان ہو گیا تیل و پانی کے مانند وقت ہوشیاری کے اور جان مانند وقت مستی کے جسم مین ہے یعنے شراب معرفت مین یہ اثر ہے کہ شاہ و گدا کو ایک کر دیتی ہے آگے اسکی مثال ہے جون ہریسہ گوشت و گندم غرق ہین کہ اُن مین کوئی غالب و نہ فرق ہے وہ مانند ہریسہ کے ہوتے ہین وہان فرق نہین ایسا کوئی سر نہین کہ یہان غرق نہین آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ [2] ایسی بادہ الخ ۹ شعر وہ چاکر ایسی بادہ لے چلا اپنے امیر کی دولتسرا کی طرف ایک زاہد غم بھرا ہوا آگے آیا خشک مغز اور اندر بلا کے مبتلا آتش دل سے اُسکا تن گلا ہوا تھا اور غیر حق سے اُسکا خانہ خالی تھا محنتون سے بیشمار رنج پائے تھے داغ پر داغ لاکھون اُٹھائے تھے کوشش مین خلش ہر دم دیکھے ہوئے تھا اور جہد پر رات دن چپکا ہوا تھا وہ خاک و خون مین سال و ماہ مبتلا تھا اور نیم شب کو صبر و حلم اُسکا گیا ہوا تھا یعنے اس حکایت مین صوفی و رند کا جھگڑا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [3] بولا زاہد الخ ۵ شعر زاہد نے کہا کہ اس سبو مین کیا شے ہے کہا کہ شراب کس کے واسطے کہا کہ یہ ملک فلانے امیر کی ہے کہا کہ یہ کام طالب بھی کرتے ہین طالب حق اور اسدم عیش و نوش شراب شیطانی اور اُسدم تیز ہوش تیرا ہوش پژمردہ بغیرت کے مجھکو ہوش رکھنا چاہیے اس ہوش سے تجھکو کیا ہوش ہووے ہنگام سکر کے کہ تو مانند مرغ کے ہمیشہ دام سکر ہوا ہے یعنے شراب نفسانی تو ہنگام حق طلبی کے چاہتا ہے ہوش باطن تجکو اُس بیہوشی مین کب حاصل ہو آگے اسکی مثال مین ضیائے بلخ کی حکایت فرماتے ہین فافہم ۱۲

گفت این زان فلان میر اجل　　گفت طالب این چنین باشد عمل
طالب یزدان و آنگہ عیش و نوش　　بادۂ شیطان و آنگہ تیز ہوش
ہوش تو بے مے چنین پژمردہ است　　ہوشہا باید بران ہوش تو بیست
تا چہ باشد ہوش تو ہنگام سکر　　اے چو مرغے گشتہ صید دام سکر

بولا ملک ہے یہ فلانے میر کی　　بولا طالب کرتے ہیں یہ کام بھی
طالب حق اور پھر عیش و نوش　　بادۂ شیطان و اُسدم تیز ہوش
ہوش پژمردہ ترا بے مے کے ہے　　ہوش کھنا چاہیے اُس ہوش سے
تجکو ہوئے ہوش کیا ہنگام سکر　　تو ہوا جون مرغ صید دام سکر

حکایت ضیای بلخ و تاج الاسلام و لطیفہ گفتن ضیاء

حکایت ضیاے بلخ و تاج الاسلام اور لطیفہ کہنا ضیاء کا

آن ضیای بلخ خوش الہام بود　　ہم برادر دآن تاج شیخ اسلام بود
از برای علم خلقے پیش او　　گشتہ دائم در ملازم درس جو
تاج شیخ اسلام دار الملک بلخ　　بود کوتہ قد و کوچک ہمچو فرخ
گرچہ فاضل بود و محتل و ذو فنون　　این ضیا اندر ظرافت بد فزون
او بسے کوتہ ضیا از حد دراز　　بود شیخ اسلام را صد کبر و ناز
زین برادر ننگ و عارش آمدے　　وین ضیا ہم واعظے بد باہدے
روز مجلس اندر آمد آن ضیا　　بارگہ پُر قاضیان و اصفیا
کرد شیخ اسلام از کبر تمام　　مر برادر را چنین نصفے قیام
پس ضیا چون دید کبر اندر سرش　　انفعالی داد وحالی درخورش
گفت آری پس درازی بہر مزد　　اندکی از قد سروت ہم بدزد

سلہ وہ ضیاے بلخ خوش الہام تھا　　بھائی اُسکا تاج شیخ اسلام تھا
خلق آگے اُسکے پڑھنے کے لیے　　جمع ہوتی علم کے بس واسطے
تاج شیخ اسلام شہ تھا بلخ کا　　مثل چوجہ کوتہ قد چھوٹا سا تھا
گرچہ فاضل تھا وہ دانا ذو فنون　　یہ ظرافت مین ضیا تھا بس فزون
وہ تھا کوتہ تر ضیا تھا بس دراز　　اور تھا شیخ اسلام کو سو کبر و ناز
ننگ و عار آتا تھا اُسکو بھائی سے　　اور ضیا واعظ تھا آگے خلق کے
ایک دن محفل مین آیا وہ ضیا　　مجمع تھے قاضی اور اہل صفا
سٹہ تاج شیخ اسلام از بس کبر سے　　نصف اُٹھا واسطے تعظیم کے
پر غرور اُسکا ضیا نے دیکھا جو　　پس کیا شرمندہ اُسدم بھائی کو
بولا مزدوری کو تو ہی بس بڑا　　سر و قد اپنے سے بھی تھوڑا لیا

رجوع بحکایت زاہد یا غلام امیر

رجوع طرف حکایت زاہد اور غلام امیر کے

سلہ وہ ضیائے بلخ الخ، شروہ ضیائے بلخ خوش الہام اور بھائی اُسکا تاج شیخ الاسلام تھا خلق اُسکے آگے پڑھنے کے واسطے جمع ہوتی تھی علم کے لیے تاج شیخ الاسلام تھا بادشاہ بلخ کا اور مثل چوجہ کے کوتاہ قد چھوٹا سا تھا اگرچہ فاضل ذو فنون و دانا تھا مگر یہ ظرافت مین ضیا زیادہ تھا وہ کوتاہ قد اور ضیا دراز تھا اور شیخ الاسلام کو سو کبر و ناز تھا اُسکو بھائی سے ننگ و عار آتا تھا اور ضیا واعظ تھا آگے مخلوق کے وہ ضیا ایک دن محفل میں آیا کہ مجمع تھے قاضی اور اہل ادراک باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

سٹہ تاج الخ ۲ شعر تاج شیخ الاسلام از بس غرور سے تعظیم کے واسطے نصف اُٹھا تھا جو ضیا نے اُسکو پُر غرور دیکھا پس بھائی کو اُس دم شرمندہ کیا اور کہا کہ مزدوری کو تو بڑا ہے مگر اپنے سرو قد سے بھی کتھوڑا چرا لیا یعنی اے تاج شیخ الاسلام جو تو میری تعظیم کو نصف اُٹھا تو یہ لطیفہ ہے کہ مزدوری تو زیادہ مانگتا ہے اور قد تیرا اصل مین چھوٹا ہے اور اُسپر تو نصف تعظیم کو اُٹھتا ہے گویا اپنے سرو قد سے خود تھوڑا چرا لیا ہے آگے زاہد و غلام و امیر کا بیان ہے فافہم ۱۲۔

پس تو خود عقل کو و ہوش کو	تا خوری می ای تو دانش را عدو	تجھکو عقل و ہوش خود اب کہان	تا پیے مَے تو اے نادان زمان
روت بس زیباست نیلی ہم بکش	ضحکہ باشد نیل بر روے حبش	رخ ہے زیبا نیل کا ٹیکا لگا	نیل خندان ہووے حبشی پر سدا
در تو نورے کے در آمد اے غوی	تا تو مے نوشی و ظلمت جو شوی	نور چمکے تیرے اندر کب غبی	مے پیے جبتک وہ چاہے تیرگی
سایہ در روز ست جستن قاعدہ	در شب ابرے تو سایہ جو شدہ	ڈھونڈھتے ہین دن مین اکثر سایہ کو	ابر کی شب مین ہوا تو سایہ جو
گر حلال آمد پے قوت عوام	طالبان دوست را آمد حرام	گر حلال آئی ہے مے بہر عوام	طالبان دوست کو آئی حرام
عاشقان را بادہ خون دل بود	چشم شان بر راہ و بر منزل بود	عاشقون کو خون دل بادہ سے ہے	آنکھ انکی راہ اور منزل پہ ہی
در چنین راہ و بیابان مخوف	ای قلاؤز خرد با صد کسوف	اندر ایسی راہ پُر آفات کے	ای خرد کے رہنما ظلمت بھرے
خاک در چشم قلاؤزان زنی	کاروان را گمرہ و ہالک کنی	رہبرونکی آنکھ مین ڈالے تو خاک	کاروان کرتا ہی گمرہ اور ہلاک
نان جو حقا حرامست و فسوس	نفس را در پیش نہ نان سبوس	جو کی روٹی ہی حرام الحق اُسے	نفس کو بھوسی کی روٹی بس تو دے
دشمن راہ خدا را خوار دار	دزد را منبر منہ بر دار دار	دشمن راہ خدا کو خار دے	چور کو منبر نہ دے اور دار دے
دزد را تو دست ببریدن پسند	از بریدن عاجزی دستش ببند	چور کے ہاتھون کو اب تو کاٹ دے	کاٹنے سے ہی تو عاجز باندھ دے
گر نبندی دستش او دست تو بست	گر تو پاش نشکنی پایت شکست	تو نہ باندھے ہاتھ تیرے باندھے وہ	تو نہ توڑے پانون تیرے توڑے وہ
تو عدو را مے دہی و نیشکر	بہر چہ گو زہر نوش و خاک خور	نیشکر مے دیتا دشمن کو ہی تو	کس لیے کہ کھا تو زہر و خاک کو
زد ز غیرت بر سبو سنگ و شکست	او سبو انداخت از زاہد بجست	مارا پتھر سنگ سے توڑا سبو	بھاگا وہ زاہد سے اور پھینکا سبو

خبر یافتن امیر و خشم آلودہ رفتن بہ سر زاہد | خبردار ہونا امیر کا اور پرغصہ ہو کر جانا پاس زاہد کے

رفت پیش میر و گفتش بادہ کو	ماجرا را گفت یک یک پیش او	میر کے پاس آیا پوچھا کہ کہان	ماجرا اُس سے کیا بالکل بیان

۵۱ تجکو عقل الخ ۹ شعر تجکو عقل و ہوش اب خود کہان ہے کہ تو شراب پیے اے نادان زمانہ کے رخ زیبا ہے نیل کا ٹیکا لگا کہ نیل حبشی پر ہمیشہ ہنستا ہے تیرے اندر کب چمکے شراب جب تک پیے وہ تاریکی چاہے آگے مثال ہے دن مین اکثر سایہ کو ڈھونڈھتے ہین مگر تو ابر کی شب مین سایہ ڈھونڈھتا ہے اگرچہ شراب عوام کے واسطے حلال آئی ہے ولیکن حق کو حرام آئی ہے عاشقون کو خون دل بادہ سے ہے کہ انکی آنکھ راہ و منزل پر ہے تو ایسی پُر آفات مین اے عقل کے رہنما ظلمت سے بھرے رہبرون کی آنکھ مین خاک ڈالتا ہے اور کاروان کو گمراہ و ہلاک کرتا ہے قسم ہے خدا کی جو کی روٹی اُسے حرام ہے پس تو نفس کو بھوسی کی روٹی دے یعنی راہ خدا مین تو نفس دشمن کو شراب نہ دے بلکہ تکلیف دے کہ راستی پر آئے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۲ دشمن راہ خدا الخ ۵ شعر دشمن راہ خدا کو تو خوار دے اور چور کو منبر نہ دے بلکہ دار دے تو چور کے ہاتھون کو اب کاٹ دے اگر کاٹنے سے عاجز ہے تو باندھ دے اگر تو ہاتھ نہ باندھے وہ تیرے ہاتھ باندھے تو پانون نہ توڑے وہ تیرے پانون توڑے گا تو کس واسطے دشمن کو شراب و نیشکر دیتا ہے کہ تو زہر و خاک کھا لیعنے تو اپنے نفس دشمن کو شراب دیتا ہے کیونکہ تو زہر و خاک کھا تا وہ راستی پر آئے آگے رجوع بقصہ ہے سنگ سے پتھر مارا اور سبو توڑا بس تو زاہد سے بھاگا اور سبو پھینکا آگے خبردار ہونا امیر کا بیان ہے فافہم ۵۳ میر کے پاس آیا الخ ۲ شعر وہ امیر کے پاس آیا پوچھا کہ شراب کہان ہے ماجرا اس سے بیان کیا امیر سنتے ہی آگ ہو کر اٹھا اور کہا کہ زاہد کا گھر کہان ہے بتا تاکہ اسکا سر اس گرز سے توڑون ... کہ اسکا سر بے عقل ہے ... کیا جانے کہ وہ طالب شہرت و مشہوری کا ہے تاکہ اس مکر سے وہ اپنی جگہ کرے تاکہ وہ کچھ اپنے پیدا کرے تحقیق وہ ... کہتا ہے ...

میر چون آتش شد و برجست راست ❊ گفت بنما خانۂ زاہد کجاست
تا بدین گرز گران کوبم سرش ❊ آن سر پر دانش مادر غرش
او چہ داند امر معروف از سگی ❊ طالب معروفیست آن شرگی
تا بدین سالوس خود را جا کند ❊ تا بچیزی خویش را پیدا کند
او ندارد خود ہنر الا ہمان ❊ کو ستیزد می کند با مردمان
او اگر دیوانہ است و فتنہ گاو ❊ چارۂ دیوانہ چہ بود کیر گاو
تا کہ شیطان از سرش بیرون رود ❊ بی لت خربندگان خر چون رود
میر بیرون جست و بوسے بدست ❊ نیم شب آمد بزاہد نیم مست
خواست کشتن مرد زاہد از خشم ❊ مرد زاہد گشت پنہان زیر پشم
مرد زاہد می شنید از میر آن ❊ زیر پشم آن رسن تابان نہان
گفت در رو گفتن زشتی مرد ❊ آئینہ داند کہ رو را سخت کرد
روی باید آئینہ وار آہنین ❊ تا گویدت روی زشت خود ببین

سنتے ہی میر آگ ہو کر کے اٹھا ❊ بولا کس جا گھر ہے زاہد کا بتا
تا کہ توڑ دوں اسکا اس گرز سے ❊ قحبہ زادی کا کہ سر بے عقل ہے
امر معروفی وہ کتا جانے کیا ❊ وہ ہی طالب شہرت مشہور کا
تا کرے اس مکر سے اپنے جگہے ❊ تا وہ کچھ اپنے لیے پیدا کرے
وہ نہیں تحقیق رکھے کچھ ہنر ❊ دھوکا فرو نکوہ دے ہی جانکر
وہ اگر دیوانہ ہے اور فتنہ گر ❊ دارو دیوانہ کی کیا ہی کیر خر
تا کہ شیطان بھاگے چھوڑ اسکا سر ❊ کب چلے بے مارے خر والے کا خر
میر نکلا گرز لے کر ہاتھ میں ❊ زاہد بجھ دپے آدھی رات میں
مارنا زاہد کو چاہا خشم سے ❊ چھپ گیا زاہد بس اندر پشم کے
سنتا وہ تھا مرد زاہد میر سے ❊ رسی والا پنہاں اندر پشم کے
بولا منہ پر مرد کے کہنا بدی ❊ آئینہ سکتا کہ رکھے سختگی
آئینہ کا سخت اب منہ چاہیے ❊ تا کہے تو اپنا بد رو دیکھ لے

حکایت مات کردن دلقک سید شاہ ترند را

حکایت مات کرنا دلقک کا سید شاہ ترند کو

شاہ با دلقک ہمی شطرنج باخت ❊ مات کردش زود خشم شہ بتافت
گفت شہ شہ و آن شہ کبر آورش ❊ یک یک آن شطرنج میزد برسرش
کہ بگیر اینک شہت اے قلتبان ❊ صبر کرد و گفت دلقک الامان
دست دیگر باختن فرمود میر ❊ او چنان لرزان کہ عور از زمہریر
باخت دست دیگر و شہ مات شد ❊ وقت شہ شہ گفتن و میقات شد
بر جہید آن دلقک و در کنج رفت ❊ شش نمد بر خود فگند از بیم تفت

کھیلتا دلقک سے شہ شطرنج تھا ❊ جو کیا مات اس نے شہ غصہ ہوا
بولا شہ اور شہ پہ شہ پر خشم نے ❊ مارے سر پر مہرے سب شطرنج کے
کہ یہ لے تو اپنی شہ ای قلتبان ❊ صبر کر کے بولا دلقک الامان
پھر لگا وہ میر اس سے کھیلنے ❊ وہ تھا لرزاں جیسے ننگا برف سے
مات کو شہ پھر دوبارا بھی ہوا ❊ اور آیا وقت شہ کا شہ کہا
بھاگا دلقک اور کونے میں چھپا ❊ ڈر سے چھ نمدے کو اپنے پر رکھا

ف۱ تا کہ شیطان بھاگے اور اسکا سر چھوڑے کہ خر کب چلتا ہے بغیر مارنے والے خر کے امیر گرز لیکر ہاتھ میں نکلا زاہد بجوذ پر آدھی رات کو زاہد کو مارنا چاہا خشم سے بس زاہد چھپ گیا اندر پشم کے وہ مرد زاہد سنتا تھا امیر سے کہ وہ رسی ڈانتا تھا اندر پشم کے کہا کہ مرد کے منہ پر جو بدی کہتا آئینہ سکتا ہے کہ وہ سختی رکھتا ہے آب آئینہ کے مانند سخت رو چاہیے تا تو کہے کہ اپنا روے بد دیکھ لے یعنے وہ شخص مرد ہے کہ منہ پر بات سخت کہے جیسے آئینہ ہر ایک کا عیب منہ پر بتا دیتا ہے اور پیٹھ پیچھے عیب نہ کہنا چاہیے چنانچہ اسکی مثال میں دلقک کی حکایت آگے فرماتے ہیں فافہم ۱۲۔

ف۲ کھیلتا تھا شہ بادشاہ دلقک سے شطرنج کھیلتا تھا اس نے مات کیا شاہ غصہ ہوا فرمایا شہ شہ اور شاہ پر خشم نے سر پر مہرے مارے شطرنج کے کہ اے قلتبان یہ اپنی شہ لے دلقک صبر کرکے بولا کہ الامان پھر وہ امیر اس سے کھیلنے لگا اور وہ لرزاں تھا جیسے برف سے شاہ کو پھر مات دوبارہ بھی ہوا اور وقت شہ شہ کا آیا تو شہ کہا دلقک بھاگا اور کونے میں چھپا اور خوف سے چھ نمدوں کو اپنے پر رکھا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

زیر بالشہا و زیر شش نمد	خفت پنہان تا ز زخم شہ زہد	نیچے چھ نمدے وگاوے کے تلے	لیٹا مخفی خشم شہ سے تا بچے
گفت شہ ہی چہ کردی چیست این	گفت شہ شہ شہ ای شاہ گزین	بولا شہ ہین ہین یہ کیا اب چال ہے	بولا شہ شہ شہ لے تو شاہ لے
کے توان حق گفت جز زیر لحاف	با تو خشم آور دمش آتش سجاف	کب کوئی حق کہوے جز زیر لحاف	آگے غصہ ناک تجھ جیسے کے صاف
ای تو مات و من ز زخم شاہ مات	میزنم شہ شہ ز زیر رختہات	ای تو مات و زخم شہ سے ہوں میں مات	زیر سامان کرون شہ شہ کی بات
چون محلہ پر شد از ہیہای میر	وز لگد بر در زدن و زدار و گیر	بھر گیا غل سے محلہ میر کے	توڑنے در اور دار و گیر سے

باز رجوع بہ حکایت امیر و زاہد و اجتماع خلق

پھر رجوع طرف حکایت امیر و زاہد و جمع ہونے مخلوق کے

خلق بیرون جست و از چپ و راست	کای مقدم وقت عفوست و رضاست	خلق[۲] دائیں بائیں سے جمع ہوئی	کہ تجھے لازم ہے اب عفو و خوشی
مغز او خشک ست و عقلش این زمان	کمترست از عقل و فہم کودکان	مغز اسکا خشک ہے اور عقل بھی	کم ہے بچوں سے خرد فہمیدگی
زہد و پیری ضعف بر ضعف آمدش	واندر آن زہدش گشادی نا بُدست	زہد و پیری ضعف ہر اک ضعف ہے	زہد میں آسودگی بس چاہیے
رنج دیدہ گنج نادیدہ زیار	کارہا کردہ ندیدہ مزد کار	رنج دیکھا اور نہ دیکھا گنج یار	نے ملی اجرت ہوا خدمتگزار
یا نبود آن کار او را خود گہر	یا نیامد وقت پاداش از قدر	یا نہیں ہے اسکی خدمت کا گہر	یا نہ آیا وقت عوض کا بیشتر
یا کہ بود آن سعی چون سعی جہود	یا جزا وابستۂ میقات بود	یا تھی سعی اسکی جون سعی کفار کی	یا جزا وہ وقت پر موقوف تھی
مر ورا درد و مصیبت این بس است	کاندرین وادی پرخون بیکس است	مرد کو درد و مصیبت چاہیے	کہ یہ بیکس وحشت خونی میں رہے
چشم پر درد و نشستہ او بہ کنج	رو ترش کردہ فرو افگندہ لنج	چشم[۳] پر درد اور ہے گوشہ نشین	ترش رو لٹکائے منہ او غم گزین
نے کیے کحال کورا غم خورد	عقل ہم نے کو بہ کحلی رہ برد	نے کوئی کحال کہ غم اسکا لے	عقل نے سر موئے وہ رستہ کھلے

سلہ نیچے چھ نمدے الخ یہ شعر نیچے چھ نمدے وگاوے کے پوشیدہ لیٹا کہ تا خشم شاہ سے بچے شاہ نے کہا کہ ہین ہین یہ کیا چال ہے کہا کہ شہ شہ وشہ اے شاہ تو نے حق کب کوئی کہوے بجز زیر لحاف کے آگے تجھ سے غصہ ناک کے صاف آگے حقائق ہیں اے تو مات دین زخم شاہ سے مات ہوں اور زیر سامان سے شہ شہ کی بات کرتا ہوں یعنی منہ پر کوئی حق بات نہیں کہہ سکتا مگر پردہ کے اندر سے آگے رجوع بقصہ ہے امیر کے غل سے محلہ بھر گیا توڑنے در و دار و گیر سے آگے حکایت امیر کا بیان ہے فافہم ۱۲-

سلہ خلق الخ یہ شعر دائیں بائیں سے خلق جمع ہوئی کہ تجکو اب عفو و خوشی لازم ہے اسکا مغز خشک ہے اور عقل بھی کم ہے کہ بچون سے خرد و فہمیدگی کم ہے زہد و پیری ایک ضعف پر ضعف ہے پس زہد میں آسودگی چاہیے رنج دیکھا اور گنج نہ دیکھا اجرت نہ ملی اگرچہ خدمتگزار ہوا یا اسکی خدمت میں گہر نہیں ہے یا وقت عوض کا بیشتر نہ آیا یا اسکی سعی مانند سعی کفار کے تھی مرد کا درد و مصیبت چاہیے کہ وحشت خونی میں بیکس رہے یعنی [illegible] نتیجہ اسکو بستر لے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲- سلہ چشم پر درد الخ یہ شعر وہ چشم پر درد اور گوشہ نشین ہے و ترش رو اور منہ لٹکائے و غم گزین ہے کوئی کحال نہیں کہ اسکا غم لے اور عقل نہیں کہ وہ سر موئے راستے چلے گمان و وہم سے کوشش کرتا ہے تاکہ کام پورا ہو اور خود سنگ میں ہے اسواسطے راہ دور ہے دیدار دوست تک کہ عشق سے نہ اسکا مغز رہا نہ پوست وہ ایک ساعت حق سے غصہ میں رہے کہ اب مجکو رنج نصیب ہے یار سے اور ایک ساعت قسمت سے شکر کرتا ہے کہ سب تو ہیں اور میرے پر کٹے ہیں یعنے عشق سے وہ بیخبر ہے اسواسطے درد محرومی میں دیدار دوست سے پڑا ہے آگے اسکے حقائق ہیں فافہم ۱۲-

اجتہادی میکند با وہم و ظن	کار در بوکست تا نیکو شدن	جہد کرتا ہے گمان و وہم سے	تا ہو پورا کام اندر شک کے ہی
زان رہش دورست تا دیدار دوست	کہ نماندش مغز سر از عشق پوست	اس لیے رہ دور تا دیدار دوست	کہ نہ مغز اسکا رہا با عشق پوست
ساعتی او با خدا اندر عتاب	کہ نصیبم رنج آمد زین جناب	حق سے اک ساعت وہ غصہ مین ہے	ہے نصیب اب رنج مجکو یار سے
ساعتی با بخت خود اندر جدال	کہ ہمہ پران و ما ببریدہ بال	ایک ساعت کرتا قسمت سے ہی شر	کہ اڑے سب اور کٹے ہین میرے پر
ہر کہ محبوس ست اندر بو و رنگ	گرچہ در زہدست او باشد بتنگ	جو مقید ہے بس اندر بو و رنگ	گرچہ زاہد ہی ولے خود ہی وہ تنگ
تا برون ناید ازین تنگین مناخ	کے شود خویش و خوش و صدرش فراخ	جب تلک باہر نہ اس تنگ گھر سے ہو	کب بڑھے دل اور ہو وے نیک خو
زاہدان را در خلا پیش از کشاد	تیغ و استرہ نشاید ہیچ داد	پہلے تنگی مین فراخی سے دلا	زاہدونکو تیغ دینا نے روا
کز ضجر خود را بدراند شکم	غصہ آن بیمرادیہا و غم	اپنا پھاڑے بیقراری سے شکم	بیمرادی سے ہی غصہ اور غم
بیمرادی ہای این دنیا خوشست	بامرادی تندخوی و سرکشست	بیمرادی خوب اس دنیا کی ہے	بامرادی سرکشی بدخوئی ہے

در بیان بیطاقتی سالکان پیش از کشاد و بسط و قصد کردن مصطفے افگندن خود را اندر کوہ حرا از وحشت حجاب و نمودن جبرئیل خود را بوی و منع کردن و بشارت دادن کہ میندا انداز کہ ترا دولتہا و سعادتہا در پیش ست

بیان مین بیطاقت ہونے سالکون کے پہلے بسط سے اور قصد کرنا مصطفے صلعم کا گرانے خود کو کوہ حرا سے بسبب وحشت حجاب کے اور انھین دکھانا جبرئیل کا خود کو اور منع کرنا اور بشارت دینا کہ نہ گرا اپنے تئین کہ تیرے لیے دولت و سعادت موجود ہے

مصطفے را ہجر چون بفراختی	خویش را از کوہ می انداختی	مصطفے کے ہجر بڑھتے جبکہ تھے	خود کو تھے وہ کوہ پر سے ڈالتے
تا بگفتی جبرئیلش ہین مکن	کہ ترا بس دولتست از امر کن	تاکہ جبریل انکو کہتا یہ نہ کر	کہ تجھے دولت ہے یا حکم قدر

سلہ جو مقید ہے الخ یہ شعر جو بو و رنگ مین مقید ہے اگرچہ زاہد ہے ولیکن وہ خود تنگ ہے جب تک اس تنگ گھر سے باہر ہنو کب دل بڑھے اور نیکخو ہووے فراخی سے اول تنگی مین زاہدون کو تیغ دینا روا نہین ہے کہ وہ اپنا بیقراری سے پیٹ پھاڑین اور بیمرادی سے غصہ و غم ہے اس دنیا کی بیمرادی خوب ہے اور بامرادی سرکشی و بدخوئی ہے یعنی دنیا مین بے مراد رہنا بہتر ہے بامراد ہونے سے کہ بامرادی سے عقبیٰ کی گمراہی ہے چنانچہ آگے اسکی مثال مین قبض و بسط سالکون کا بیان ہے فافہم ۱۲-

سلہ مصطفے الخ یہ شعر جبکہ مصطفے صلعم کی ہجر بڑھتے تھے وہ خود کوہ پر سے نیچے ڈالتے تھے یہان تک کہ جبرئیل ع انکو کہتے تھے کہ تمکو دولت حکم قدر سے ہے تو مصطفے صلعم ٹھہر جاتے پھینکنے سے پھر انکو ہجر کا ولولا ہوتا پھر سرنگون کوہ پر سے خود کو ڈالتے وہ اندوہ غم کے سبب سے پھر جبرئیل ع روبرو پیدا ہوتے کہ اے شاہ مت کر تو بے بدیل پر دہ کھلنے تک وہ یہی کرتے تھے تاکہ اس گوہر کو جیب سے پایا یعنی صبر کرنے سے حالت فراق مین یار کو آخر کار خود مین پایا آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲-

مصطفے ساکن شدی ز انداختن ... باز ہجران آوریدی تاختن
باز خود را سرنگون از کوہ او ... میفگندی از غم و اندوہ او
باز گشتی پیش پیدا جبرئیل ... کہ مکن این کہ تو شاہی بی بدیل
ہمچنین می بود تا کشف حجیب ... تا بیابد آن گہر را او ز جیب
بہر ہر محنت چو خود را می کشند ... اصل محنتہا ست این چونش کشند
از فدائی مردمان را حیرتیست ... ہر یکے از ما فدائی سیرتیست
ای خنک آنکو فدا کردہ است تن ... ہر آن کار ز فدای او شدن
باری آن مقبل فدای این تن ست ... کاندران صد زندگی در کشتن ست
عاشق و معشوق عشقش بر دوام ... در دو عالم بہرہ مند و نیکنام
ہر کسے چونکہ فدای این فنی ست ... کاندران صد حرف عمر و کشتنی ست
کشتنی اندر غروبی یا شروق ... گر نہ شایق ماند آنجا نہ مشوق

مصطفے ٹھہر جاتے پھینکنے سے ... ہجر کا پھر اُن کو ہوتا ولولا
سرنگون پھر کوہ پر سے آپ کو ... ڈالتے اندوہ سے اور غم سے وہ
ہوتے پیدا روبرو پھر جبرئیل ... کہ نہ کر ای شاہ تو ہی بے بدیل
پردہ کھلنے تک یہی وہ کرتے تھے ... تا کہ پایا اُس گہر کو جیب سے
مارتا ہے[1] خود کو محنت کے لیے ... جڑ ہے یہ محنت کی اسکو کیون نہ لے
پس فدائے حیرت انسانون پہ ہے ... اور فدا سیرت ہر اک ہم مین سے ہے
اے وہ اچھا ہے فدا تن کو کرے ... ہو فدا وہ واسطے اُس کام کے
اس لیے عاشق فدا اس فن کا ہے ... کہ اُسے سو زندگی ہے مرگ سے
عاشق و معشوق عشق اسکا مدام ... دونون عالم مین معزز نیکنام
جو کوئی جان سے فدا اس تن کا ہے ... جان کو وہ صرف اس رہ مین کرے
ابتدا یا انتہا مین تو مرے ... عاشق و معشوق نے اس جا رہے

یا کرامی ارحموا اہل الہوی ... شانہم ورد التوی بعد التوی

یا کرامی ارحموا اہل الہوی ... شانہم ورد التوی بعد التوی

عفو کن اے میر بر سختی او ... در نگر در درد بدبختی او
تا ز جرمت ہم خدا عفوی کند ... زلّتت را مغفرت در آگند
تو ز غفلت بس سبو بشکستۂ ... بر امید عفو دل بربستۂ
عفو کن تا عفو یابی در جزا ... میشگافد مو قدر اندر سزا
موشگافان قدر را ہوش دار ... قصۂ ما را تو نیکو گوش دار

عفو کر[2] اے میر سختی اُسکی کو ... دیکھ تو درد و ز شتی اُسکی کو
تا کہ تیرا جرم بخشے کبریا ... عفو کر دے تیری زلت کو خدا
تو نے غفلت سے سبو توڑے بھلا ... عفو کی امید پر دل کو رکھا
عفو کر کے عفو کی پائے جزا ... ذرہ ذرہ قدر دے تجھکو سزا
راز داران قدر کا ہوش رکھ ... قصہ پر میرے تو نیکو گوش رکھ

[1] مارتا ہے الخ یہ شعر محنت کے واسطے خود کو مارتا ہے یہ بڑی محنت کی ہے کیون نہ اسکو لے پس فدائے حیرت انسانون پر ہے اور ہم مین سے ہر ایک فدا سیرت کا ہے اے وہ اچھا ہے کہ تن کو فدا کرے اور وہ فدا ہو اس کام کے واسطے اس لیے عاشق اس فن کا فدا ہے کہ اُسے سو زندگی مرگ سے ہے اسکا عاشق و معشوق و عشق ہمیشہ دونون عالم مین معزز و نیکنام ہے اس فن کا جو کوئی فدا ہے وہ جان کو اس راہ مین فدا کرے گا ابتدا یا انتہا مین تو مرے اُس جا عاشق و معشوق تر ہے ترجمہ اے کریم رحم کرو ہر عاشقون کے کہ وہ اور انکا کام داخل ہوتا ہے ہلاکی سے طرف ہلاکی دوسرے کی یعنے عاشق کو خود فراق یار سے یاد پر فدا کرتا ہے کہ اس مرگ سے سو زندگی پاتا ہے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲۔

[2] عفو کر الخ یہ شعر اے امیر عفو کر اُسکی سختی کو اور اسکی درد و زشتی کو دیکھ تا کہ تیرا جرم کبریا بخشے اور تیری لغزش کو خدا عفو کرے آگے رجوع بقصہ ہے تو نے غفلت سے سبو توڑے اور امید پر عفو کی دل کو رکھا عفو کر تا کہ عفو کی جزا پاوے اور قدر تجھکو ذرہ ذرہ سزا دے راز داران قدر کا ہوش رکھ اور میرے قصہ پر تو گوش رکھ تو قصہ امیر کا سُن تا کہ اس قصہ سے تو جزا پائے یعنے تو جرم دو سرون کا عفو کر تا کہ حق تیرا گناہ معاف کرے آگے جواب امیر کا ہے فافہم ۱۲۔

باز شنو قصۂ میران دگر | تا بیابی زین حکایت صد خبر

سُن تو قصہ میر کا پھر اے پسر | تا تو اس قصہ سے پائے سو خبر

جواب گفتن امیر مر شفیعان را و قبول ناکردن شفاعت بجہت گستاخی

میر گفت آن کیست تا سنگے زند | بر سبوے ما سبو را بشکند
چون گذر سازد بکویم شیر نر | ترس ترسان بگذرد با صد حذر
بلکہ بگذارد ز ہیبت پنجہ را | مور گردد پیش قہرم اژدہا
بندۂ ما را چرا آزردہ دل | کرد ما را پیش مہمانان خجل
شربتے کان بہ ز خون اوست ریخت | این زمان ہمچو زنان از ما گریخت
لیک جان از دست من او کی برد | گر شود چون مرغ بر بالا پرد
تیر قہر خویشتن بر پرش زنم | پر و بال مردہ ریگش بر کنم
در شود چون ماہی اندر آب در | از مہیب من شود زیر و زبر
در رود در سنگ سخت از کوششم | از دل سنگش کنون بیرون کشم
جان نخواہد برد از شمشیر من | ور کند صد حیلہ و تدبیر و فن
من برانم بر تن او ضربتے | تا بود مر دیگران را عبرتے
کار او سالوس و زرق و حیلتست | لیک مقصودش بیان شہرتست
با ہمہ سالوس و با ما نیز ہم | داد او و صد چو او اندم دہم

جواب دینا امیر کا سفارشیون کو اور قبول نہ کرنا سفارش کا بسبب گستاخی

میر[1] بولا کون ہے وہ جسنے سنگ | مار کر توڑا سبو کو بیدرنگ
جو گلی مین میرے نکلے شیر نر | ڈرتا ڈرتا گذرے وہ با صد خطر
بلکہ ہیبت سے وہ پنجہ چھوڑدے | مار ہووے مور میرے قہر سے
کیون کیا بندہ مرا آزردہ دل | آگے مہمان کے کیا مجکو خجل
پھینکا شربت اُسکے خون سے خوش جو ہی | مثل زن کے بھاگا میرے خوف سے
جان[2] بچائے کیسے میرے ہاتھ سے | گر مثال مرغ گردون پر اُڑے
اُسکے پر پے تیر ماردن قہر کا | توڑدون پر اُسکا جو ہی مانگا ہوا
مثل ماہی آب مین جاوے اگر | میری ہیبت سے وہ ہو زیر و زبر
سنگ مین گر میری کوشش سے گھسے | لاؤن باہر سنگ کے دل سے اسے
جان بچائے کب مری تلوار سے | گر وہ سو حیلے و تدبیرین کرے
مین ہون اُسپر تن کو اُسکے دون سزا | تا کہ عبرت دُوسرون کو ہو سدا
کام[3] اُسکا مکر و حیلہ سے عیان | پر ہی مقصد اُسکا شہرت کا بیان
سب سے کرتا مکر اور بھی مجھسے وہ | دون سزا مین اُسکے سو مانند کو

[1] میر بولا الخ یہ شعر امیر نے کہا کہ وہ کون ہے جسنے سنگ مار کر سبو کو توڑا جو میری گلی مین شیر نر نکلے وہ ڈرتا ڈرتا با صد خطر گذرے بلکہ ہیبت سے وہ پنجہ چھوڑ کر اور مار میرے قہر سے مور ہووے کہ میرے بندہ کو کیون آزردہ دل کیا اور آگے مہمان کے مجکو خجل کیا شربت پھینک کر جو اُسکے خون سے خوش ہے اور میرے خوف سے مثل زن کے بھاگا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

[2] جان بچائے الخ یہ شعر کیسے جان بچائے میرے ہاتھ سے اگر مثال مرغ کے آسمان پر اُڑے اُسکے پر پے تیر قہر کا ماردون اور پر توڑدون اُسکا جو مانگا ہوا ہے اگر ماہی کے مانند آب مین جائے میری ہیبت سے وہ زیر و زبر ہو وے اگر میری کوشش سے سنگ مین گھسے اُسکو سنگ کے دل سے باہر لاؤن کب میری تلوار سے جان بچائے اگر وہ سو حیلے و تدبیرین کرے مین اسپر ہون کہ اُسکے تن کو سزا دون تا کہ دوسرون کو عبرت ہمیشہ ہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

[3] کام اُسکا الخ یہ شعر اُسکا کام مکر و حیلہ ظاہر ہے ولیکن مقصد اُسکا بیان شہرت ہے سب سے مکر کرتا ہے اور مجھسے بھی مین سزا دون اُسکے سو مانند کو مین اتنے گرز ماردون اُسکے سر پر کہ گنج جان و جسم مین باقی نہ رہے اُسکا خشم خونخوار و سرکش ہوا اور آگ اُسکے منہ سے ظاہر ہوتی تھی آگے اہل سفارش کا بیان ہے فافہم ۱۲۔

بر سرش چندان زنم گرز گران ‖ گر تنش بیرون رود جان و دہان
خشم خونخوارش شدہ بر سرکشی ‖ از دہانش مید رخشید آتشی

اتنے ماروں گرز اُسکے پیر میں ‖ گنج جان رہے نہ باقی جسم میں
خشم خونخوار اُسکا سرکش بس ہوا ‖ آگ اُسکے منہ سے جھڑتی ظاہرا

دست و پای امیر بوسیدن و دوم بار لابہ کردن شفیعان و ہمسایگان زاہد آن امیر را

ہاتھ پانوں چومنا اور دوبارہ سفارش کرنا ہمسایوں و شفیعوں زاہد کا امیر سے

آن شفیعان از دم و ہیہای او ‖ چند بوسیدند دست و پای او
کای امیر از تو نشاید کین کشی ‖ گر بشد بادہ تو بے بادہ خوشی
بادہ سرمایہ ز لطف تو برد ‖ لطف آب از لطف تو حسرت خورد
بادشاہی کن ز بخشش ای رحیم ‖ ای کریم ابن الکریم ابن الکریم
ہر شرابی بندۂ این قد و خد ‖ جملہ مستان را بود بر تو حسد
ہیچ محتاج مے گلگون نہ ‖ ترک کن گلگونہ تو گلگونہ
ای رخ گلگونہ ات شمس الضحیٰ ‖ ای گدای رنگ تو گلگونہا
بادہ کاندر خم ہمی جوشد نہان ‖ ز اشتیاق روی تو جوشد چنان
اے ہمہ دریا چہ خواہی کرد نم ‖ وی ہمہ ہستی چہ میجوئی عدم
ای مہ تابان چہ خواہی کرد گرد ‖ ای کہ خور در پیش روی تو زرد
تو خوشی و خوب و کان ہر خوشی ‖ تو ترا خود منت بادہ کشی
تاج کرمناست بر فرق سرت ‖ طوق اعطیناک آویز برت

ان[1] شفیعوں نے اُسے غل و شور سے ‖ ہاتھ پانوں چومے ازبس میر کے
اے امیر اتنا نہ کینہ چاہیے ‖ گر گئی ہے مے تو خوش بے مے کے ہے
بادہ لیوے مایہ تیرے لطف سے ‖ آب حسرت لطف سے تیرے رکھے
بادشاہی کر کرم سے اے رحیم ‖ ای کریم ابن الکریم ابن الکریم
بندہ[2] ہر مے رخ و قد کی ترے ‖ جملہ مستوں کو حسد بس تجھسے ہے
تو نہ مے گلرنگ کی حاجت رکھے ‖ چھوڑ گلگونہ کہ گلگونہ تو ہے
ای ترا گلگونہ رخ شمس الضحیٰ ‖ رنگ کا ای تیرے گلگونہ گدا
جوش خم میں کرتی ہے بادہ نہان ‖ شوق رو تیرے سے جوش اسکو کہان
ای تو کل دریا ہے کیا تو چاہے نم ‖ ای تو کل ہستی ہے کیا ڈھونڈھے عدم
ای[3] مہ تابان کریگا کیا تو گرد ‖ ای کہ خورشید آگے تیری رو کے زرد
تو خوشی اور ہر خوشی کی کان ہے ‖ کس لیے احسان تو بادہ کا لے
تاج کرمنا کا تیرے سر پہ ہے ‖ طوق اعطیناک گردن میں ترے

[1] آن شفیع نے الخ یہ شعر اُسکے شور و غل سے اُن شفیع نے ازبس ہاتھ پانوں امیر کے چومے کہ اے امیر اتنا کینہ نہ چاہیے مے اگر گر گئی ہے تو بے مے کے خوش ہے آگے اسکے حقائق ہیں شراب مایہ لیوے تیرے لطف سے اور آب تیرے لطف سے حسرت رکھے اے رحیم بادشاہی کر کرم سے کہ اے کریم ابن الکریم یعنی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم کرم کرو کہ تم کریم ابن الکریم ہو آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ [2] بندہ الخ یہ شعر ہر ایک شراب تیرے رخ و قد کی بندہ ہے سب مستوں کو تجھ سے حسد ہے تو مے گلرنگ کی حاجت نہیں رکھتا ہے تو گلگونہ کو چھوڑ کہ گلگونہ تو ہے اے تیرا رخ گلگونہ شمس الضحیٰ ہے اور گلگونہ تیرے رنگ کا گدا ہے خم میں بادہ جوش کرتی ہے پوشیدہ کہ تیرے شوق رو سے اسکو جوش بیان ہے اے کل تو ہستی ہے کیا عدم ڈھونڈھے یعنی یارسول اللہ سب جہان تمہارا بندہ و غلام ہے تحقیق شراب کی کیا حاجت ہے کہ تم دریا ہو پس دریا کو نم کی حاجت نہیں ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [3] اے مہ تابان الخ یہ شعر اے مہ تابان تو گرد کیا کریگا کہ خورشید تیرے آگے زرد رو ہے تو خوشی و ہر ایک خوشی کی کان ہے تو بادہ کا احسان کس واسطے لے کہ تیرے سر پر تاج کرمنا کا ہے اور طوق گردن میں اعطیناک ہے انسان جوہر ہے اور عرض اسکا آسمان ہے پس تو عرض ہوا اور سب شاخ و سایہ علم ڈھونڈھتا ہے کتابوں فسوس سے اور تو ذوق ڈھونڈھتا ہے حلوای بھوسی سے یعنی یارسول اللہ تم حق پر ہو اور سب

جوہرست انسان و چرخ او را عرض / جملہ فرع و سایہ اند و او غرض
علم جوئی از کتب ہای فسوس / ذوق جوئی تو ز حلوای سبوس
ای غلامت عقل و تدبیرات و ہوش / چون چنینی خویش را ارزان فروش
خدمتت بر جملہ ہستی مفترض / جوہری چون عجز دارد با عرض
بحر علمی در نمی پنہان شدہ / در سہ گز تن عالمی حیران شدہ
مے چہ باشد یا جماع و یا سماع / تا تو جوئی زان نشاط و انتفاع
آفتاب از ذرہ کی شد وام خواہ / زہرہ از خمرہ کے شد جام خواہ
جان بے کیفی شدہ محبوس کیف / آفتابی حبس عقدہ اینت حیف

جوہر انسان ہے چرخ اسکا عرض / سب ہین شاخ اور سایہ وہ تو ہے غرض
علم ڈھونڈھے یا کتبہای فسوس / ذوق تو ڈھونڈھے بکوا سبوس
اے ترا چاکر یہ عقل و ہوش ہے / کیون تو ارزان بیچے ایسی اپنی شے
تیری خدمت فرض سب عالم پہ ہے / جوہر عاجز بس عرض ہے کس لیے
علم کا اک بحر قطرہ مین چھپا / تین گز تن مین نہان عالم ہوا
مے ہی کیا یا ہے جماع یا ہے سماع / تا تو ڈھونڈھے اس سے عیش و انتفاع
قرض کب ذرہ سے چاہے آفتاب / کب سبو سے زہرہ لے جام شراب
جان بے حظ حظ کی قیدی ہوگئی / خور گرہ مین پھنس گیا حیف اے اخی

باز جواب دفع گفتن امیر مر شفیعان را

پھر رد جواب کہنا امیر کا شفیعون کو

گفت نے نے من حریف آن میم / من بذوق این خوشی قانع نیم
وارہیدہ از غم خوف و امید / گر ہمی گردم بہر سو ہمچو بید
من چنان خواہم کہ ہمچون یاسمین / گر شوم گاہی چنان گاہی چنین
ہمچو شاخ بید یاران چپ و راست / کز بادش گونہ گونہ رقصہاست
آنکہ خو کردست با شادی مے / این خوشی را کے پسندد خواجہ کے
انبیا زان زین خوشی بیرون شدند / کہ سرشتہ در خوشی حق بدند
زانکہ جان شان آن خوشیہا دیدہ بود / این خوشیہا پیش شان بازی نمود

بولا نے نے مین حریف اس مے کا ہون / قانع اس ذوق خوشی پر کب ہون
مین نہین رکھتا غم خوف و امید / ہر طرف ہوتا ہون گو مانند بید
ایسا مین چاہون کہ مثل یاسمین / ہوؤن گو گاہی چنان گاہی چنین
مثل شاخ بید کے ہر سمت یار / گر ہوا سے رقص کرتے ہین ہزار
جو خوشی سے مے کی عادت بس رکھے / اس خوشی کو کب پسند آقا کرے
اس خوشی سے انبیا باہر ہوے / کہ خوشی مین حق کے وہ مشغول تھے
کیونکہ جان نے انکی وہ دیکھی خوشی / آگے انکی جو خوشی اک کھیل تھی

سلہ اے ترا الخ یعنی شعر اے تیرا عقل و ہوش چاکر ہے تو کیون اپنی شے ایسی ارزان بیچتا ہے تمام عالم پر تیری خدمت ہے پس جوہر عرض سے کس واسطے ہے ایک دریا کے قطرہ مین چھپا ہے اور تین گز قد مین ایک عالم پوشیدہ ہوا ہے مے کیا ہے یا جماع ہے تا اس سے ڈھونڈھتا ہے انتفاع آگے اسکی مثال ہے آفتاب قرض کب ذرہ سے چاہے اور کب زہرہ جام سبو سے لیوے جان بے حظ قیدی حظ کی ہوگئی اور آفتاب گرہ مین پھنس گیا افسوس ہے یعنے تو جوہر ہوکر عرض کا محتاج کیون ہوتا ہے کہ دریاے علم تیرے قطرۂ تن مین پوشیدہ ہے پس تو آفتاب ہوکر ذرہ کا کیون پابند ہے آگے رد جواب کا بیان ہے فافہم ۱۲۔

سلہ بولا الخ یعنی شعر کہا نہین نہین مین اس شراب کا یار ہون اس ذوق خوشی پر قانع کب رہون مین غم و خوف و رجا کا نہین رکھتا ہون اور ہر طرف مانند بید کے جھکتا ہون مین ایسا چاہتا ہون کہ مانند یاسمین کے مجھکو کبھی اسطرح کبھی اس طرح مثل شاخ بید کے اور ہر طرف رقص کرتے ہین ہوا سے ہزار جو عادت مے کی خوشی سے رکھے کب وہ اس خوشی کو پسند آقا کرے آگے حقائق ہین انبیا اس خوشی سے باہر ہوے کہ وہ خوشی مین حق کے مشغول تھے یعنی جو مذاق عشق الٰہی رکھتا ہے وہ خوشی شراب کو کب پسند کرتا ہے کہ ذوق عشق بہتر ہے مستی شراب سے باقی حقائق آگے ہین فافہم ۱۲۔ **سلہ** کیونکہ الخ یعنی شعر کیونکہ انکی جان نے وہ خوشی دیکھی ہے کہ انکے آگے یہ خوشی ایک کھیل تھی وہ نور حقیقی جسکو کسی نے دیکھا وہ دھوین ظلمت پر کب قانع ہوا جیسے منزل کی بھوک مین کھائی انکو نان دشوار کب جسرت دے آگے اسکی مثال ہے جو شخص گلستان مین سویا ہوا ہو وے انکو رغبت گھورے سے کب ہو احمقون کے مانند مستقی آب سے کس طرح بھاگے اور

[illegible]

ہر کرا نورِ حقیقی رو نمود — کے شود قانع بہ تاریکی و دود
وانکہ در جوع او طعام اللہ خورد — کے زنان و شوربا حسرت برد
وانکہ باشد خفتہ اندر گلستان — میل گلخن کے کند چون ابلہان
چون کند مستسقی از آب اجتناب — چون کند مخمور دوری از شراب
سیر نبود ہیچ عاشق از حبیب — صبر نکند ہیچ رنجور از طبیب
عاشق از معشوق کے باشد جدا — چون بباو بیند ہمہ کون و مکان
ہیچکس بر غیر حق عاشق نشد — واقف آن سر بجز خالق نشد
یا بت زندہ کسی گرگشت یار — مردہ را کے در کشد اندر کنار
مردہ راکس در کنار آرد مگر — کو نہ دارد از جہان جان خبر

جسکو وہ نورِ حقیقی کھل گیا — کب ہو وین ظلمت پہ وہ قانع ہوا
جسنے کھائی بھوک مین حق کی غذا — اسکو کب حسرت دے نان و شوربا
جو کہ سویا ہووے اندر گلستان — راغب گلخن ہو کب جون ابلہان
آب سے مستسقی بھاگے کس طرح — دور ہو مخمور مے سے کس طرح
کوئی عاشق یار سے ذی سیر ہو — نے دوا سے صبر ہو بیمار ہو
بھاگے[1] عاشق کب بھلا معشوق سے — دیکھے جو کون و مکان پر اُس سے ہی
غیر حق پر نے کوئی عاشق ہوا — واقف اُس سر سے بجز خالق ہوا
یار بت زندہ کا جو کوئی ہوا — کب بغل مین لے وہ مردہ کو بھلا
لے بغل مین وہ کوئی مردہ مگر — کہ جہان جان سے نے رکھے خبر

در معنی آیۂ وان الدار الآخرۃ لہی الحیوان لو کانوا یعلمون جناب مصطفےٰ فرمود الدنیا جیفۃ وطالبہا کلاب

تفسیر اس آیۃ کی ان الدار الآخرۃ لہی الحیوان لو کانوا یعلمون - الدنیا جیفۃ وطالبہا کلاب

تحقیق گھر دوسرا اُسکی حیات ابدی ہے اگر ہوتے جاننے والے کہ ۱۲ — مردار کر دنیا مردار ہے اور طالب اُسکے کتے ہین ۱۲

آنجہان چون ذرہ ذرہ زندہ اند — نکتہ دانند و سخن گویندہ اند
در جہان مردہ شان آرام نیست — کاین علف جز لائق انعام نیست
ہر کرا گلشن بود بزم و وطن — کے خورد او بادہ اندر گولخن
جای روح پاک علیین بود — جای روح ہر نجس سجین بود

ذرے[2] ذرے زندہ اُس عالم کے ہین — نکتے جانین اور بس باتین کرین
عالم مردہ مین کب چین انکو ہی — گھانس یہ لائق بجز حیوان کے
جسکی گلشن ہووے بزم و عیش جا — کب پیے بادہ کو وہ گھوڑے پے جا
جای روح پاک علیین ہے — اور نجس روح کی جگہ سجین ہے

[1] بھاگے الخ یہ شعر عاشق کب بھلا معشوق سے بھاگے جو دیکھے کون و مکان کو اُس سے بھرا ہو لاتے حقائق ہین کوئی غیر حق پر عاشق نہو اور اُس بھید سے بجز خدا کے واقف نہوا جو کوئی بت زندہ کا یار ہوا وہ بھلا بغل مین کب مردہ کو لیوے مگر وہ کوئی بغل مین مردہ کو لے کہ جان کے جہان سے خبر نہ رکھے یعنے جو کوئی اہل اللہ سے خبردار ہوگیا اور اُنکے نور باطن کو پہچان لیا وہ ریاکاران دنیا کی طرف کبھی متوجہ نہو ورنہ معشوقان مجازی کے راغب ہے آگے اُسی کی مثال مین تفسیر آیہ کی فرماتے ہین فافہم ۱۲-

[2] ذرے ذرے الخ یہ شعر اس عالم کے ذرے ذرے زندہ ہین کہ نکتے پہچانتے ہین باتین کرتے ہین اُنکو عالم مردہ مین کب چین ہے کہ یہ گھاس لائق حیوان کے سوا نہین ہے آگے اسکی مثال ہے جسکی بزم عیش گاہ گلشن ہووے وہ کب گھوڑے پر جا کر شراب پیے روح پاک کی جگہ علیین ہے اور روح نجس کی جگہ سجین ہے جگہ بلبل کی گل و نسرین ہے اور وطن کیڑہ کا سرگین ہے مخموران حق کو جام طہور ہے اور واسطے منکرون کے آب شور ہے جسکو عدل عمر کا حاصل نہوا حجاج خونی اسکو عادل ہوا یعنے اولیاء اللہ کو اس عالم دنیا مین کب عیش و آرام ہے کہ وہ رہنے والے اس عالم پاک کے ہین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲-

جای بلبل گلبن و نسرین بود	کرم باشدش وطن سرگین بود	جاے بلبل کی گل نسرین ہے	اور کیڑے کا وطن سرگین ہے
بہر مخمور خدا جام طہور	بہر منکر آب شور در پر تفور	حق کے مخمورونکو ہی جام طہور	منکرون کے واسطے ہی آب شور
ہر کرا عدل عمر ننمود دست	پیش او حجاج خونی عادل ست	جسکو نے عدل عمر حاصل ہوا	خونی حجاج اُسکو بس عادل ہوا
دختران را لعبت مردہ دہند	کز لعب زندگان ناآگہند	دخترونکو لعبتان مردہ دین[1]	کہ نہ آگہ کھیل سے زندون کے ہین
چون ندارند از فتوت زور دست	کودکان را تیغ چوبین بہتر است	زور بازو نی مروت سے رکھین	تیغ چوبین خوب تر لڑکونکو ہین
کافران قانع بنقش انبیا	کان نگاریدست اندر دیرہا	قانع کافر انبیا کے نقش سے	کہ منقش اُن سے تبخانہ کیے
وان جہان مارا چو روز روشنیست	ہیچ مان پرواے نقش و سایہ نیست	وہ جہان جُن کہ روز روشن ہمکو ہے	ہمکو نے پرواہ نقش و سایہ ہے
آن یکے نقشش نشستہ در جہان	وان دگر نقشش چو مہ بر آسمان	ایک نقش اندر جہان اُنکا رکھا	دوسرا نقش اُنکا بالاے سما
این دہانش نکتہ گویان با جلیس	وان دگر با حق بگفتار و انیس	یہ دہن گویا ہے اُنکا با جلیس	دوسرا حق سے ہی گویا اور انیس
گوش ظاہر ضبط این افسانہ کن	گوش باطن جاذب اسرار کن	گوش ظاہر اُنکا افسانہ سُنے	گوش باطن بھید امر کن کا لے
چشم ظاہر ضابط حلیہ بشر	چشم سر حیران مازاغ البصر	چشم ظاہر[2] دیکھتی حلیہ بشر	چشم دل حیران مازاغ البصر
دست ظاہر میکند داد و ستد	دست باطن بر در فرد صمد	دست ظاہر لینا اور دینا کرے	دست باطن در پہ ہی اللہ کے
پای ظاہر در صف مسجد صواف	پای باطن فوق گردون در طواف	پانوُن ظاہر کا صف مسجد مین ہے	پانوُن باطن کا ہے افلاک کے
جزو جزوش را تو بشمر ہمچنین	اینکہ در وقتست باشد تا اجل	انکا جز جزا ایسی ہی تو جان لے	یہ ہی اندر وقت کے باہر وہ ہے
اینکہ در وقتست باشد تا اجل	وان دگر یار ابد قرن ازل	وقت مین جو یہ ہی رہوے تا اجل	دوسرا یار ابد ہے اور ازل
ہست یکنامش ولی القبلتین	وان دگر نامش امام الدولتین	ایک نام اُس کا ولی القبلتین	دوسرا نام اُنکا امام الدولتین
خلوت و چلہ براو لازم نماند	ہیچ عزمے مر ورا عازم نماند	خلوت و جلوت انھین لازم نہین	عزم اُنپر کوئی بھی عازم نہین
علت و پرہیز شد بحران نماند	کفر و ایمان شد و کفران نماند	ہو مرض پرہیز کب بحران رہے	کفر ہو ایمان کب کفران رہے

سلہ دخترون کو الخ، شعر دخترون کو گڑیان مردہ دیتے ہین کہ زندون کے کھیل سے وہ آگاہ نہین ہین اور بازو قوت سے نہین رکھتے ہین تیغ چوبین لڑکون کو خوب ہے کافر قانع ہین انبیا کے نقش سے کہ اُنسے تبخانہ نقش کیے ہین وہ جہان ہمکو مثل روز روشن کے ہے کہ ہمکو نقش و سایہ سے پروا نہین ہے اُنکا ایک نقش اس جہان مین رکھا اور دوسرا نقش اُنکا آسمان پر ہے یہ دہن اُنکا ہم مجلس سے گویا ہے اور دوسرا حق سے گویا انیس ہے اُنکا گوش ظاہر افسانہ سنتا ہے اور گوش باطن امر کن کا بھید لیتا ہے یعنے انبیا علیہم السلام بظاہر اس عالم مین ہین اور بباطن حق سے واصل ہین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

سلہ چشم ظاہر الخ، شعر چشم ظاہر حلیہ بشر دیکھتی ہے اور چشم دل مازاغ البصر سے حیران ہے دوست ظاہر لینا دینا کرتا ہے اور دوست باطن در پر اللہ کے ہے ظاہر کا پانوُن صف مسجد مین ہے اور باطن کا آسمان پر پھیرتا ہے ایسے ہی اُنکا جزو جزو تو جان لے یہ اندر وقت کے ہے اور وہ باہر ہے جو کہ یہ صورت وقت مین ہے تا اجل رہے دوسرا معنی یار ابد اور ازل ہے اُنکا ایک نام امام مسجد دوسرا نام اُنکا امام دو دولت ہے اُنکو خلوت و جلوت لازم نہین اور کوئی عزم اُنپر عازم نہین اگر مرض پرہیز ہو جاے بحران کب رہے اور کفر ایمان ہو جاے کفران کب رہے یعنی نبی اللہ بظاہر صورت بشر ہین ولیکن بباطن واصل حق ہین کہ فعل اُنکا عین فعل خدا ہے آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲۔

چون الف از استقامت شد بپیش | او ندارد هیچ از اوصاف خویش
گشت فرد از کسوت خوهای خویش | شد برهنه جان بجان افزای خویش
چون برهنه رفت پیش شاه فرد | شاهش از اوصاف قدسی جامه کرد
خلعتی پوشید از اوصاف شاه | بر پرید از چاه بر ایوان جاه
اینچنین باشد چو دردی صاف گشت | از بن طشت آمد او بالای طشت
در بن طشت ارچه بود او دردناک | شومی آمیزش اجزای خاک
یار ناخوش پر و بالش بسته بود | ورنه او در اصل بس برجسته بود
چون عتاب اهبطوا انگیختند | همچو هاروتش نگون آویختند
بود هاروت از ملائک بیگمان | از عتابی شد معلق همچنان
سرنگون زان شد که از سر دور ماند | خویش را سر ساخت تنها پیش راند
آن سبد خود را چو پر از آب دید | کرد استغنا و از دریا برید
بر جگر چون قطرهٔ آبش نماند | بحر رحمت کرد و او را باز خواند
رحمت بی علتی بی خدمتی | آید از دریا مبارک ساعتی
الله الله گرد دریا باز گرد | گرچه باشند اهل دریا روی زرد
تا که آید لطف بخشایش گری | سرخ گردد روی زرد از گوهری
زردی رو بهترین رنگهاست | زانکه اندر انتظار آن لقاست
لیک سرخی بر رخی کو لامع است | بهر آن آمد که جانش قانع است

جون[1] الف وہ استقامت سے اٹھا | نی رکھے اوصاف کچھ اپنا ذرا
اپنے جامہ خو سے وہ تنہا ہوا | جان جان افزا سے وہ ننگا ہوا
جو گیا ننگا وہ آگے شاہ کے | وصف قدسی سے دیا جامہ اسے
پہنا خلعت اسنے وصف شاہ سے | چاہ سے وہ پہونچا بام جاہ پے
درد صاف ایسا ہوا جو بخت سے | طشت پر آیا وہ زیر طشت سے
طشت کے نیچے وہ کیون تھا دردناک | رکھتے شومی اسمین تھے اجزای خاک
یار ناخوش نے تھے باندھے اسکے پر | ورنہ تھا در اصل پران بیشتر
جو عتاب[2] اہبطوا اسپر ہوا | الٹا لٹکایا اسے ہاروت سا
اک فرشتہ بیگمان ہاروت تھا | پر معلق ایسا خفگی سے ہوا
سرنگون بے رازدانی سے ہوا | اس لیے کہ مقتدا خود کو کیا
ٹوکرے نے دیکھا پر آب آپ کو | ہو کے مستغنی چھٹا دریا سے وہ
جو نہ دل مین قطرہ آب اسکے رہا | پھر طلب دریا نے رحمت سے کیا
رحمت بے علت اور بے چاکری | آئی دریا سے بوقت بہتری
اللہ اللہ[3] بحر کے پھر گرد تو | گرچہ ہووین اہل دریا زرد رو
تاکہ آئے لطف اور بخشش نکو | گوہری سے سرخ ہووے زرد رو
منھ کی زردی فوق ہی گو رنگ سے | انتظاری مین ہے کیونکہ یار کے
لیک سرخی رخ پہ جو تابش رکھے | اس لیے کہ قانع اسکی جان ہے

[1] جون الف الخ، شرو وہ الف کے مانند استقامت سے اٹھا کچھ اپنا وصف ذرا نہین رکھتا ہے وہ اپنے جامۂ خو سے تنہا ہوا اور جان جان افزا سے ننگا ہوا جو وہ ننگا گیا آگے شاہ کے شاہ نے اسے جامہ وصف قدسی دیا جو وصف شاہ سے اسنے خلعت پہنا وہ چاہ سے بام جاہ پر پہونچا جو بخت سے درد ایسا صاف ہوا وہ طشت پر آیا زیر طشت سے وہ کیون تھا طشت کے دردناک کہ اجزاے خاک تن اسمین شومی رکھتے تھے یار ناخوش نے اسکے پر باندھے تھے ورنہ در اصل وہ بیشتر پران تھا یعنی انبیا مثل الف کے کچھ وصف اپنا نہین رکھتے تھے بظاہر صورت تھی جب ذات حق مین فنا ہوے بشریت جاتی رہی اور وصف حق اُنسے ظاہر ہوا آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲۔

[2] جو عتاب الخ، شرو عتاب اہبطوا کا اسپر ہوا اسے ہاروت کے مانند الٹا لٹکایا ہاروت ایک فرشتہ بیگمان تھا لیکن ایسا معلق خفگی سے ہوا بے رازدانی سے سرنگون ہوا اسواسطے کہ خود کو مقتدا کیا آگے اسکی مثال ہے ٹوکرے نے خود کو پُر آب دیکھا تو مستغنی ہوکر دریا سے چھٹا جبکہ اسکے دل مین قطرۂ آب نہ رہا پھر دریا نے رحمت سے طلب کیا رحمت بے علت وبے چاکری دریا سے آتے وقت بہتری کے یعنے جو خود کو خود بینی سے بہتر جانتا ہے وہ مثل ہاروت کے لٹکتا ہے اور جو خود سے بہتی ہوتا ہے اسکو مثل ٹوکرے کے دریا خود طلب کرکے رحمت کرتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔ [3] اللہ اللہ الخ، شرو اللہ اللہ تو گرد بحر کے پھر اگرچہ اہل دریا زرد رو ہووین تاکہ لطف وبخشش آئے اور گوہری سے زرد رو سرخ ہووے زرد روے گو رنگ کے فوق ہے کیونکہ یار کی انتظاری مین ہے لیکن جو سرخی رخ پہ تابش رکھتی ہے اسواسطے کہ اسکی جان قانع ہے کہ طمع زرد رو ولاغر کرتا ہے نہ مرض ونہ علت ونہ درد سے یعنے اہل تلوین غلبۂ عشق سے زرد رو ہوتے ہین اور اہل تمکین

گر طمع لاغر کند زرد و ذلیل نی ز درد و علت آید ای علیل
چون ببیند رنج زرد بی سقم خیره گردد عقل جالینوس ہم
چون طمع بستی تو در انوار ہو مصطفیٰ گوید کہ ذلت نفسہ
نور بی سایہ لطیف و عالی ست آن مشبک سایۂ غربالی ست
عاشقان عریان ہمی خواہند تن پیش عریانان چہ جامہ چہ بدن
روزہ داران را بود آن نان و خوان خر مگس را چہ ابا چہ دیگدان
این سخن از حد و اندازست بیش ای ایاز اکنون بگو احوال خویش

گر طمع رو زرد اور لاغر کرے نے مرض نے علت اور نے درد سے
بے مرض کے دیکھے جو تو زرد رو ہووے حیرت عقل جالینوس کو
جو طمع تو رکھے اندر نور ہو مصطفیٰ کہوین کہ ذلت نفسہ
نور بے سایہ لطیف و پاک ہے وہ مشبک سایہ غربالی رکھے
چاہتے ہین عاشق برہنہ اپنا تن آگے کیا ننگون کے جامہ کیا بدن
روزہ دارون کے لیے نان و غذا خر مگس کو اک ہے چولھا شوربا
بات یہ حد سے زیادہ بس ہے جو ای ایاز اب حال اپنا تو کہو

دیگر بارہ خطاب کردن شاہ ایاز را

دوسری بار خطاب کرنا بادشاہ کا ایاز کو

ہین بگو احوال خود را ای ایاز گرچہ تقصیر حکایت شد دراز
ہست احوال تو از کان نوی تو بدین احوال کی راضی شوی
ہین حکایت کن ازین احوال خوش خاک بر احوال و درس پنج و شش
حال باطن گر نمی آید بگفت حال ظاہر گو ممیت در طاق و جفت
کز لطف یار تلخیہای مات گشت بر جان خوشتر از قند و نبات
زان نبات ار گرد در دریا رود تلخی دریا ہمہ شیرین شود
صد ہزار احوال آمد ہمچنین باز سوی غیب رفتند ای امین
حال امروزی بدی مانند نی ہیچو جو اندر روش کش بند نی
شادی ہر روز از نوعی دگر فکرت ہر روز را دیگر اثر

اب کہو احوال اپنا اے ایاز اگرچہ تقصیر حکایت ہوئی دراز
ہے ترا احوال اک نئی طرز پے راضی کب تو ہووے اس احوال سے
قصہ اس احوال اپنے کا کہو خاک سر پر حال اس دنیا کے ہو
حال باطن گر نہ آئے قال مین حال ظاہر مین کہون رمزون مین
موت کی تلخی ہے لطف یار سے قید سے خوشتر و بہتر جان پے
گر پڑے دریا مین گرد اس قند سے تلخی اس دریا کی کل شیرین بنے
سیکڑون احوال آئے غیب سے اس طرح پر غیب کی جانب گئے
آج کا احوال مثل کل نہین نہر جو جاری ہے وہ کر تو یقین
شادی ہر دن آتی ہے نئے رنگ سے فکر ہر دن کا نیا اک ڈھنگ ہے

۱۵۱ بے مرض الخ ۶ شعر جو تو نے مرض کے زرد رو دیکھے عقل جالینوس کو حیرت ہووے۔ جو تو طمع رکھے نور ہو مصطفیٰ صلعم فرماوین کہ ذلیل کر نفس کو نور بے سایہ لطیف و پاک ہے کہ وہ نور خدا سایہ عریانی رکھتا ہے عاشق اپنا تن برہنہ چاہتے ہین ننگون کے آگے کیا جامہ کیا بدن آگے اسکی مثال ہے روزہ دارون کے واسطے نان و غذا ہے کہ خر مگس کو چولھا و شوربا ایک ہے جو بات حد سے سوا ہے اے ایاز اب تو حال اپنا کہہ یعنی جو عاشق کہ نور عریانی رکھتے ہین انکو نفس کشی چاہیے اور عاشق کہ نور عریانی رکھتے ہین وہ حاجت تن کی نہین رکھتے ہین کہ وہ انکی جان و تن سے زیادہ کام دیتی ہے آگے ایاز کا حال ہے فافہم ۱۲۔

۱۵۲ اب کہو الخ ۹ شعر اے ایاز اب اپنا حال کہو اگرچہ تقصیر حکایت دراز ہوئی تیرا احوال ایک نئی طرز پر ہے اس احوال سے تو راضی کب ہووے اپنے اس احوال معنی کا قصہ کہو اور اس دنیا کے حال کے سر پر خاک ہو جیو آگے جواب ہے اگرچہ حال باطن قال مین نہ آئے حال ظاہر مین رمزون مین کہتا ہون موت کی تلخی لطف یار سے بہتر و خوشتر جان پر قند سے ہے اگر گرد اس قند سے دریا مین پڑے اس دریا کی تلخی قند بن جائے سیکڑون احوال غیب سے آئے اور پھر اسی طرح غیب کی جانب گئے احوال آج کا کل کی مانند نہین وہ مثل جو کے جاری ہے تو یقین کر ہر دن شادی نئے رنگ سے آتی ہے ہر دن کی فکر کا نیا ڈھنگ ہے یعنی احوال باطن کا بہتر ہے کہ ہر دم غیب سے آتا ہے و پھر جاتا ہے اسکا حال ظاہر کے رموزات مین بیان ہوتا ہے آگے اس خیالات کا بیان ہے فافہم ۱۲۔

تمثیل تن آدمی به مهمانخانه و تمثیل اندیشهای مختلف بمهمانان و عارف صابر در آن اندیشها چون مرد مهمان دوست

هست مهمانخانه این تن ای جوان ‌‌ ‌— هر صباحی ضیف نو آید در آن
نے غلط گفتم که آید دمبدم — ضیف تازه فکرت شادی و غم
میزبان تازه رو شو اے خلیل — در مبند و منتظر شو در سبیل
هرچه آید از جهان غیب وش — در دلت ضیف است او را دار خوش
هین مگو که ماند اندر گردنم — که هم اکنون باز پرد در عدم

تمثیل جسم آدمی کی مہمانسرا اور تمثیل مختلف اندیشون کی مہمانون سے اور عارف صابر اندیشون مین مانند مرد مہمان دوست کے

جسم انسان خانۂ مہمان ہے — ہر سحر مہمان نوا سمین رہے
نے غلط کہتا ہون بلکہ دمبدم — آئے مہمان فکرت شادی و غم
میزبان رو ہے خوش ہواے خلیل — منتظر رہ پر رہو سوئے سبیل
آئے جو دل مین جہان غیب سے — اسکو خوش رکھو وہ ترا مہمان ہے
مت کہو کہ میری گردن پر رہے — کہ ابھی سوئے عدم پھر وہ اڑے

حکایت آن مهمان که زن خداوند خانه گفت که آه باران گرفت و مهمان بر ما بماند الغیاث

آن یکی را بیگهان آمد قنق — ساخت او را همچو طوق اندر عنق
خوان کشید آنرا کرامتها نمود — آن شب اندر کوی ایشان سور بود
مرد زن را گفت پنهانی سخن — کامشب اے خاتون دو جا خواب کن
بستر ما را بگستر سوے در — بهر مهمان گستر آن سوے دگر
گفت زن خدمت کنم فرمان برم — سمع و طاعت ای دو چشم روشنم

حکایت اس مہمان کی کہ میزبان کی عورت نے کہا کہ افسوس بارش ہونے لگی اور مہمان ہم پر پڑا

ایک بیوقت اک کے یہان مہمان ہوا — اسکو مثل طوق گردن پر رکھا
کھانا مہمان کو کھلایا شاد ہو — اس محلہ مین تھی شادی رات کو
مرد نے عورت سے پوشیدہ کہا — دو بچھونے آج شب کو تو بچھا
میرا بستر در کی جانب تو بچھا — واسطے مہمان کے تو اس سو بچھا
بولی عورت خدمت اور طاعت کرون — چشم روشن اس اطاعت سے کرون

۵۱ جسم انسان الخ یعنی شعر جسم انسان کا خانۂ مہمان ہے کہ ہر سحر اسمین نیا مہمان رہتا ہے غلط نہین کہتا ہون بلکہ دمبدم مہمان فکر و شادی و غم کا آتا ہے میزبان روبے خوش کا ہو اور منتظر ہو و لیکن جانب راہ کے جو جہان غیب سے دل مین آئے اسکو خوش رکھ کہ وہ ترا مہمان ہے یہ مت کہو کہ میری گردن پر رہے کہ وہ ابھی سوے عدم پھر جائیگا یعنی جو فکر ترے دل پر آئی ہے وہ یار کی جانب سے بطور مہمان کے آتی ہے تو اسکو خوش رکھ کہ وہ پھر لوٹ کر یار کی جانب جائیگی کہ تا تیری خوبی ترے یار سے کہے چنانچہ اسکی مثال مین مہمان و میزبان کی حکایت آگے فرماتے ہین فافہم ۱۲ ۵۲ ایک بے وقت الخ یعنی شعر ایک شخص ایک کے یہان بے وقت مہمان ہوا اور طوق کی مانند گردن پر رکھا مہمان کو خوش ہو کر کھلایا اور اس محلہ مین شادی رات کو تھی مرد نے عورت سے پوشیدہ کہا کہ آج شب کو دو بچھونے بچھا میرا بستر در کی جانب بچھا اور مہمان کے واسطے اس طرف بچھا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۳ بولی عورت الخ یعنی شعر عورت نے کہا کہ خدمت و طاعت کرون اے چشم روشن اس اطاعت سے رکھون وہ عورت دونون بستر کر کے گئی اور شادی والون کے یہان جا کر ملی اسکا شوہر اور وہ مہمان رہا اور اسکے آگے طعام خشک تر رکھا وہ اپنا قصہ بیان کرتے رہے اور نصف شب تک ماجرا اپنا کہتے رہے بعدہ مہمان قصہ و خواب سے در کے پاس کے بستر پر جا کر لیٹا

هر دو بستر گسترید و رفت زن — سوے خانه سور کرد آنجا وطن
ماند مهمان عزیز و شوهرش — نقل بنهادند از خشک و ترش
در سمر گفتند هر دو منتجب — سرگذشت نیک و بد تا نیم شب
بعد از آن مهمان ز خواب و از سمر — شد بر آن بستر که بد آنسوے در
شوهر از خجلت بدو چیزی نگفت — که مرا این سوست ای جان جای خفت
وز برای خواب تو ای بوالکرم — بستر آنسوے دگر افگنده ام
آن قراری که بزن او کرده بود — گشت مبدل آن طرف مهمان غنود
آن شب آنجا سخت باران درگرفت — کز شکوه ابرشان آمد شگفت
زن بیامد بر قرار آن که شو — سوی در خفته است آنسو هم او
رفت عریان در لحاف آندم عروس — داد مهمان را برغبت چند بوس
گفت میترسیدم ای مرد کلان — زانچه می‌ترسیدم آمد خود همان
مرد مهمان را گل و باران نشاند — بر تو چون صابون سلطانی بماند
اندرین باران و گل او کی رود — بر سر و جان تو او تاوان شود
زود مهمان جست گفت ای زن بهل — موزه دارم من ندارم غم ز گل
من روان گشتم شما را خیر باد — در سفر یکدم مبادا روح شاد
تا که زوتر جانب معدن رود — کاین خوشی اندر سفر رهزن شود
زن پشیمان شد ازین گفتار سرد — چون رمید و رفت آن مهمان فرد

دونون بستر کر کے وہ عورت گئی — شادی والون کے یہان جا کر ملی
اُسکا شوہر اور وہ مہمان رہا — آگے اُسکے کھانا خشک و تر کھا
قصہ اپنا وہ بیان کرتے رہے — نصف شب تک ماجرا کہتے رہے
بعدہٗ مہمان قصہ و خواب سے — لیٹا جا بستر پہ در کے پاس کے
سلہ نے کہا خجلت سے شوہر نے اُسے — کہ یہ بستر میرے بس سونے کا ہے
ای مکرم تیرے سونے کے لیے — اُس طرف وہ بستر کیا یہ مین نے ہے
جو قرار اُسنے کیا عورت سے تھا — اُس طرف مہمان بدلکر سو گیا
خوب برسا پانی اُس شب کو وہان — کہ ڈری وہ ابر سے بس اُس زمان
آئی عورت تھا قرار اور پر گمان — سوے در شوہر ہے اُس سو میہمان
زن سلہ لحاف اندر برہنہ گھس گئی — اور دیے مہمان کو بوسے کئی
بولی مین ڈرتی تھی ای مرد اہل عیش — جو کہ مین ڈرتی تھی آیا وہ ہی پیش
پانی کیچڑ نے رکھا مہمان کو — مثل دستک تجھپے سلطانی کے ہو
پانی کیچڑ مین وہ کب ہے جا سکے — تیری جان و سر پہ وہ تاوان رہے
جلد اُٹھا مہمان کہا زن چھوڑ دے — موزہ رکھتا ہون نہ غم کیچڑ سے ہے
مین چلا اور تم یہان پر خوش رہو — جان سفر مین خوش نہ اکدم ہو جیو
تاکہ جلدی جاے اپنی اصل کو — یہ خوشی رہزن سفر مین بسکہ ہو
زن سلہ پشیمان ہو گئی اِس بات سے — چل دیا مہمان جبکہ رات سے

سلہ نے کہا الخ ۔ شرح خجالت کے سبب سے اُسکے شوہر نے نہ کہا کہ یہ بستر میرے سونے کا ہے اور اے مکرم تیرے سونے کے واسطے اُسطرف بستر مین نے کیا ہے جو عورت سے اُسنے اقرار کیا تھا اُس طرف مہمان بدلکر سو گیا وہان اُس شب کو خوب پانی برسا کہ وہ ابر سے اُسوقت ڈری عورت آئی کہ اقرار پر گمان تھا کہ سوے در شوہر ہے اور اُس طرف مہمان ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

سلہ زن لحاف اندر الخ ۔ شرح عورت برہنہ لحاف کے اندر گھس گئی اور کئی بوسے مہمان کو دیے اور کہا کہ مین ڈرتی تھی اے مرد اہل عیش کہ جو مین ڈرتی تھی وہی آیا در پیش پانی کیچڑ نے مہمان کو رکھا مثل دستک سلطانی کے ہو کیچڑ پانی مین وہ کب جا سکے اور تیرے سر پر وہ تاوان ہے مہمان جلد اُٹھا اور کہا کہ اے زن چھوڑ دے مین موزہ رکھتا ہون غم کیچڑ کے نہین ہے مین چلا اور تم یہان پر خوش رہو جان سفر مین ایکدم خوش ہو جیو تاکہ جلدی اصل اپنی کو جاے اور یہ خوشی رہزن سفر مین ہو یعنی سفر مین جسکو تکلیف ہوتی ہے وہ جلد اپنی منزل مقصود کو پہونچتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ زن پشیمان الخ ۔ شرح عورت اس بات سے پشیمان ہوئی مہمان چل دیا جبکہ رات سے آخر عورت نے اُسے ازبسکہ کہا اگرچہ ہنسی کری تو تمسخر جان اے عورت کی خوشامد نے نفع نہ کیا وہ چلدیا اور اُسکو حسرت مین رکھا اور سیاہ پوشی مین غم سے مرد و زن تھے کہ اُسکی صورت شمع بے لگن دیکھی وہ جاتا اور اُسکی شمع سے دشت ظلمت شب مین مثل خلد کے تھا پس اپنے گھر کو مہمان سرا کر دیا جو خجلت و غم سے یہ ماجرا دیکھا پس وہ دونون دل مین از راہ پوشیدگی کے ہر دم خیال مہمان کا رکھتے تھے کہ خضر یار ہوا تھا از راہ سخاوت کے جسکو گنج دیتا دلیکن روزی نہ تھا یعنی اس حسرت و خجالت سے پھر ہمیشہ وہ مہمانداری کرتے تھے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲

زن بسی گفتش که آخر اے امیر | گر مزاحی کردم از طیبت مگیر
لابہ و زاری زن سودے نداشت | رفت و ایشان را دران حسرت گذاشت
جامه ازرق کرد از غم مرد و زن | صورتش دیدند شمع بے لگن
می شد و صحرا ز نور شمع مرد | چون بهشت از ظلمت شب گشت زرد
کرد مهمانخانه خانهٔ خویش را | از غم و از خجلت این ماجرا
در درون هر دو از راه نهان | هر زمان گفتی خیال میهمان
که بدم یار خضر صد گنج جود | میفشاندم لیک روزی مان نبود

آخر از بسکہ کہا زن نے اُسے | گر ہنسی کی تو مت خفا جان بے
نفع نے زن کی خوشامد نے کیا | چل دیا اور اُسکو حسرت مین رکھا
تھے سیہ پوشی مین غم سے مرد و زن | صورت اُسکی دیکھی شمع بےلگن
جاتا وہ دشت اُسکی نور شمع سے | ظلمت شب مین تھا مثل خلد کے
اپنے گھر کو کر دیا مہمان سرا | خجلت و غم سے جو دیکھا ماجرا
پس دل مین دونون از راہ نہان | ہر گھڑی کرتے خیال میہمان
کہ ہوا تھا خضر یار از رہ سخا | گنج دیتا ہمکو پر روزی نہ تھا

تمثیل فکر ہر روزینہ کہ در دل آید بہ مہمان نو کہ از اول روز در خانہ فرود آید و فضیلت مہمانداری و ناز مہمان کشیدن

تمثیل فکر ہر روزہ کی کہ دل مین آتی ہے سیاہ اُس مہمان نو کے کہ پہلے روز گھر مین آکر ٹھہرتا ہے اور فضیلت مہمانداری و ناز برداری مہمانونکی

هر زمان فکرے چو مهمان عزیز | آید اندر سینه چون جان عزیز
فکر را ایجان بجاے شخص دان | زانکه شخص از فکر دارد قدر جان
فکر غم گر راه شادی می زند | کارسازیهاے شادی میکند
خانه میروید بتندی او ز غیر | تا در آید شادی تو ز اصل خیر
میفشاند برگ زرد از شاخ دل | تا بروید برگ سبز متصل
میکند از بیخ سرو کهنه را | تا خرامد سرو نو از ماورا
غم کند بیخ کژ پوسیده را | تا نماند بیخ روپوشیده را
غم ز دل هر چه بریزد یا برد | در عوض حقا که بهتر آورد
خاصه آنرا که یقینش باشد این | که بود غم بندهٔ اهل یقین

فکر ہر دم[سلہ] مثل مہمان عزیز | آتی سینہ مین ہے چون جان عزیز
فکر کو ایجان بجاے خود کی جان | فکر سے ہوتی ہے قدر مردمان
فکر غم شادی کی رہ گو روکے ہے گر | کام شادی کا بناتی ہے مگر
جھاڑتی ہے جلد وہ گھر غیر سے | آئے تا تو شادی اصل خیر سے
جھاڑتے پتے زرد دلکی شاخ سے | سبز پتا شاخ مین تا کہ اُگے
کاٹتے ہین جڑ پرانی سرو سے | تا سو آئے نیا سرو اک اُگے
کاٹے بس غم اُس پرانی بیخ کو | تا دکھائے بیخ وہ پوشیدہ رو
غم جو بوے یا کہ کاٹے دل سے جو | بس عوض مین اُسکے بہتر لائے وہ
خاصکر اُسکو کہ یہ ہوئے یقین | کہ یہ غم ہے بندۂ اہل یقین

سلہ فکر ہر دم الخ ۹ شعر فکر ہر دم مانند مہمان عزیز کے ہے اور سینہ مین آتی ہے مانند جان عزیز کے اسے مہمان فکر کو خود کی جگہ جان [illegible] فکر سے قدر آدمیون کی ہوتی ہے اگرچہ فکر غم کی شادی کی راہ روکتی ہے لیکن کام شادی کا بناتی ہے [illegible] تاکہ شادی تو آئے اصل خیر سے [illegible] اسکی مثال ہے [illegible] زرد جھاڑتے تاکہ سبز پتا شاخ مین اُسکے [illegible] اُس پرانی جڑ کو تاکہ پوشیدہ [illegible] دکھائے [illegible] غم [illegible] کہ یہ غم بندۂ اہل یقین ہے یعنی جو فکر غم کی [illegible] شادی کی [illegible] بس غم مقدمہ ہے شادی کا آنے کی اسکی مثال ہے فافہم ۱۲

گر ترش روئی نیارد ابر و برق	زر بسوزد از تبسمہاے شرق	ابر ۱؎ و بجلی گر ترشح نے کرے	بس چلے انگور تاب شمس سے
سعد و نحس اندر دلت مہمان شود	چون ستارہ خانہ خانہ میرود	سعد و نحس اک دل مین مہمان تیرے ہو	جون ستارہ خانہ خانہ جاوہ
آن زمان کاو در ہمین برج تست	باش ہمچون طالعش شیرین و چست	جبکہ تیری برج مین وہ راہن ہو	مثل طالع اسکے تو شیرین رہو
تا کہ چون با مہ شود او متصل	شکر گوید از تو با سلطان دل	متصل وہ جبکہ ہووے ماہ کے	شکر گہوے تیرا دل کے شاہ سے
ہفت سال ایوب با ضیف خدا	در بلا خوش بود با صبر و رضا	سات سال ایوب با مہمان رب	تھا بلا مین راضی و صابر وہ سب
تا چو وا گردد بلاے سخت رو	پیش حق گوید بصد گون شکر او	لوٹ کر کے جاے جبکہ وہ بلا	شکر سو اسکا کرے پیش خدا
کز محبت با من محبوب کش	رو نکرد ایوب یک لحظہ ترش	مجہ محب کش کی محبت سے ہو خوش	نے ہوا ایوب کچھ بھی رو ترش
از وفا و خجلت حلم خدا	بود چون شیر و عسل او در بلا	وہ وفا و خجل حلم رب سے تھا	بسکہ چون شیر و شکر اندر بلا
فکر در سینہ در آید نو بنو	خندان خندان پیش او تو باز رو	نو بنو ۲؎ سینہ مین آتی فکر ہے	جاؤ پھر تم اسکے خوش خوش سامنے
کہ اعذنی خالقی من شرہ	لا تحرمنی انل من برہ	کہ اعذنی خالقی من شرہ	لا تحرمنی انل من برہ
رب اوزعنی ان اشکر ما اری	لا تعقب حسرۃ لی ان مضی	رب اوزعنی ان اشکر ما اری	لا تعقب حسرۃ لی ان مضی
آن ضمیر رو ترش را پاس دار	آن ترش را چون شکر شیرین شمار	اس ضمیر رو ترش کا رکھ تو دھیان	اس ترش کو جون شکر شیرین تو جان
ابر اگر چہ ہست ظاہر رو ترش	گلشن آرندہ است ابر و شورہ کش	ابر گرچہ ہے ترش رو ظاہرا	پیدا گلشن کو کرے ابر سیاہ
فکرت غم را مثال ابر دان	با ترش تو رو ترش کم کن چنان	فکر غم ۳؎ کو ابر کے مانند جان	مت ترش رو ہو ترش پر اے جوان
بو کہ آن گوہر بدست او بود	جہد کن تا از تو او راضی شود	ہے توقع وہ گہر پاس آ سکے ہو	جہد کر راضی ہو تا کہ تجھسے وہ

۱؎ ابر و بجلی الخ یہ شعر اگر ابر و بجلی ترشح نہ کرے پس انگور تاب آفتاب سے جلے تیرے دل مین ایک مہمان سعد و نحس ہو اور ستارے کے مانند خانہ بخانہ وہ پھرے جبکہ تیرے برج مین وہ گردن ہووے اسکے طالع کی مانند تو شیرین رہو جبکہ وہ متصل ماہ کے ہووے دل کے شاہ سے وہ تیرا شکر کہے آگے اسکی مثال ہے سات برس ایوب عم ساتھ مہمانی رب کے بلا مین تھے اور وہ راضی و صابر بالکل تھے جبکہ وہ بلا لوٹ کر جائے اسکا سو شکر خدا کے روبرو کرے کہ مجھ محب کش کی محبت سے خوش ہو کر ایوب کچھ بھی نہوا تو ترش رو وفا و خجل حکم رب سے تھا از بسکہ شیر و شکر کی مانند بلا مین یعنی جو یار کی جانب سے بلا آتی ہے عاشق اُس سے راضی و صابر ہوتا ہے آگے فکر نو کا بیان ہے فافہم ۱۲

۲؎ نو بنو الخ یہ شعر فکر نو بنو سینہ مین آتی ہے تم پھر جاؤ خوش خوش اُسکے روبرو ترجمہ پناہ دے مجھکو اے خالق میرے اس بلا کے شر سے محروم مت کر مجھکو تا پہونچون مین اُسکے شر کو ترجمہ اے رب میرے نصیب کر کہ شکر کرون تیری نعمت کا اور پیچھے اُسکے حسرت نہ دے کہ جو گذرا ہے اُس ضمیر ترش رو کا دھیان رکھ اور اُس ترش رو کو مانند شکر کے شیرین جان آگے اسکی مثال ہے اگر ابر ترش رو ظاہر ہے ولیکن گلشن کو پیدا کرتا ہے وہ ابر سیاہ آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲۔

۳؎ فکر غم کو الخ یہ شعر فکر غم کو ابر کے مانند جان ترش پر مت ترش رو ہو اے جوان توقع ہے کہ پاس اُس کے وہ گوہر ہو کوشش کر کہ تا وہ تجھسے راضی ہو اگر گوہر نہ رکھے اور رنجی ہو عادت شیرین اپنی زیادہ کر پس تیری عادت دوسری جا نفع دے کہ ناگاہ ایک دن تیری حاجت پوری ہو تیری فکر شادی کی مانع ہووے وہ حکم حکمت سے بھی صانع کے ہووے تو اُسکو اب حقیر مت جان امید ہے کہ وہ اختر صاحب قران ہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

ور ندارد گوهر و نبود غنی	عادت شیرین خود افزون کنی
جای دیگر سود دارد عادتت	ناگهان رازی برآید حاجتت
فکرتی کز شادیت مانع شود	آن بامر و حکمت صانع شود
تو مخوانش دو چار دانگش ایجوان	بو که نجمی باشد و صاحبقران
تو مگو فرعیست او را اصل گیر	تا شوی پیوسته بر مقصود چیر
ور تو او را فرع گیری و مضر	چشم تو در اصل باشد منتظر
زهر آمد انتظار اندر چشش	دائما در مرگ باشی زان روش
اصل دان آنرا بگیرش در کنار	باز ره دائم ز مرگ انتظار

گر نہ گوہر رکھے اور نے ہو غنی	شیرین عادت اپنی زیادہ کر ابھی
دوسری جا نفع دے عادت تری	تاکہ اک دن پوری ہو حاجت تری
فکر مانع ہووے شادی کی تری	حکم و حکمت سے ہو صانع کے وہ بھی
تو نہ جان اسکو حقیر اے جوان	ہے امیر اختر ہو وہ صاحبقران
[۵۱] تو نہ کہہ ہے شاخ اسکو اصل جان	تا رسا مقصد پہ ہو غالب بیان
گر تو اسکو شاخ جانے اور مضر	چشم تیری اصل میں ہو منتظر
انتظاری زہر بس ہے منہ میں ہے	اس روش سے مرگ میں دائم رہے
اصل جان اسکو بغل میں اسکو لا	مرگ منتظری سے دائم چھوٹ جا

دیگر بار خطاب شاه با ایاز و نواختن او ایاز را

دوسری بار خطاب کرنا شاہ کا ایاز سے اور نوازنا اسکا ایاز کو

ای ایاز پر نیاز صدق کیش	صدق تو از بحر و از کوه است بیش
نی بوقت شهوتت باشد عثار	نی رود عقل چو کوه است کاه وار
نی بوقت خشم و کینه صبر هات	سست گردد در قرار و در ثبات
هست مردی این نه آن ریش و ذکر	ورنه بودی میر میران گور خر
حق کرا خوانده است در قرآن رجال	کی بود این جسم را آنجا مجال
روح حیوان را چه قدر است ای پدر	آخر از بازار قصابان گذر
صد هزاران سر نهاده بر شکم	ارزشان از دنبه و از گوشت کم
تا توانی بندهٔ شهوت مشو	در پی شهوت مکن جان را گرو

[۵۲] اے ایاز نیک با صدق و صفا	صدق تیرا بحر و کہ سے ہے سوا
وقت شہوت کے نہ تجکو ہو خوشی	مثل کہ جاوے نہ عقل گہ تری
صبر تیرا وقت کینہ و خشم کے	سست ہووے نہ قرار آخر ہے
[۵۳] یہ ہے مردی اور نہ داڑھی و ذکر	ورنہ میر میر ہوتا گیر خر
مرد کس کو حق نے قرآن میں کہا	کب مجال اس تن کو ہووے اس جگہ
روح حیوانی کو کیا ہے مرتبا	تو نکل بازار قصابوں سے جا
سیکڑوں انسان ہیں بند شکم	انکی قیمت گوشت اور دنبہ سے ہے کم
بندہ شہوت کا نہ ہو جبتک سکے	پیچھے شہوت کے تو ہر گز مت پھرے

۵۱ تو نہ کہہ الخ یہ شعر تو اسکو شاخ مت کہہ اصل جان تاکہ ہمیشہ مقصد پہ بیان غالب ہو اور اگر تو اسکو شاخ جانے اور مضر تیری چشم اصل میں منتظر ہو پس انتظار مذہب میں زہر ہے اور اس روش سے دائم مرگ میں رہے تو اسکو اصل جان اور بغل میں لا اور منتظری کی مرگ سے ہمیشہ چھوٹ جا یعنی جو فکر تجھکو باطن سے آئے اسکو عزیز جان کر تاوہ فکر تجھسے راضی ہو اور تجکو اس سے حصہ ملے کیونکہ تو اس فکر کو اصل جان کہ وہی موجب کاربرآری تیری کی ہو ورنہ تو اصل سے دور رہے گا آگے ایاز کا حال بیان فرماتے ہیں فافہم ۱۲۔

۵۲ ای ایاز الخ یہ شعر اے ایاز نیک صاحب صدق و صفا کہ تیرا صدق دریا و کوہ سے سوا ہے تجکو وقت شہوت کے خوشی نہو اور مثل کاہ کے تیری عقل کو جنبش نہ کرے تیرا صبر وقت کینہ خشم کے سست ہووے اور قرار آخر نہ رہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

۵۳ یہ ہے مردی الخ یہ شعر یہ مردی ہے اور داڑھی و ذکر نہیں ہے ورنہ امیر کا امیر ہوتا گیر خر کا حق نے قرآن میں کس کو مرد کہا ہے اور کب مجال اس تن کو ہووے کہ اس جا روح حیوانی کو مرتبہ کیا ہے تو بازار قصابوں سے نکل جاوے سیکڑوں انسان بندے شکم کے ہیں انکی قیمت گوشت و دنبہ سے کم ہے بندہ شہوت کا مت ہو جب تک سکتا ہے اور شہوت کے پیچھے تو ہرگز مت پھر دو شہوت تجکو آوارہ کرے اور تجکو گور تیرہ میں زندہ پھانسے وہ قحبہ ہے کہ جو تیزی کرے اسکی عقل و ہوش شہوت سے تیرا ہو اس معنی میں ایک تحفہ کہتا ہوں اور دل تیرا شہوت سے بالکل دھوتا ہوں یعنے وہ مردہ ہے کہ جو شہوت کو اپنا اسیر رکھے اور خود اسیر غالب ہے چنانچہ اسکی

ورنہ شہوت خان و مانت بر کند — زندہ ات در گور تاریک افگند
روسپی باشد کہ از جولان گیر — عقل او موشی شود شہوت چو شیر
اندرین معنی حکایت گو مہیت — تا دل از شہوت بکلی شو مہیت

ورنہ شہوت تجکو آوارہ کرے — پھانسے زندہ گور تیرہ مین تجھے
ہے وہ قحبہ گیر کی تندی سے جو — عقل اُسکی موش و شہوت شیر ہو
اک حکایت کہتا ہون اس معنی مین — دل ترا شہوت سے کل دھوتا ہو نین

وصیت کردن پدر دختر خود را کہ خود را ازین شوہر کہ تراست نگاہدار تا حاملہ نشوی

وصیت کرنا باپ کا اپنی لڑکی کو کہ تو خاوند سے اپنے کو بچانا تا تو حاملہ نہووے

خواجۂ بود و مرا و را دخترے — زہرہ خدے مہرخے سیمین برے
گشت بالغ داد دختر را بشوے — شو نبود اندر کفایت کفو اوے
خربزہ چون در رسد شد آبناک — گر نہ بشگافی تبہ گشت و ہلاک
چون ضرورت بود دختر را بداد — او بنا کفوے ش از خوفِ فساد
گفت دختر را کزین داماد تو — خویشتن پرہیز کن حامل مشو
کز ضرورت بود عقدِ این گدا — این غریب خوار را نبود وفا
ناگہان بجہد کند ترک ہمہ — بر تو طفلِ او بماند مظلمہ
گفت دختر ای پدر خدمت کنم — ہست پندت دلپذیر و مغتنم
ہر دو روزے و سہ روزے آن پدر — دختر خود را بہ فرمودی حذر
انچنین قومی بعالم ہم بدند — کز چنین نوعی نصیحتگر شدند
حاملہ شد ناگہان دختر از و — چونکہ بُد ہر دو جوان خاتون و شو
از پدر آنرا نہان میداشتش — پنج ماہہ گشت کودک یا کہ شش

[1]ایک خواجہ تھا و دختر اُسکی تھی — زہرہ صورت ماہ رخ مثل پری
جبکہ وہ بالغ ہوئی شادی کری — شوہر اُسکا تھا نہ اُسکے کفو بھی
جب پکے خربوزہ اور ہووے پر آب — گر نہ کاٹین اُسکو وہ ہووے خراب
جو ضرورت بس تھی لڑکی کو دیا — خوف سے فتنہ کے ناکفو مین دلا
[2]اور کہا لڑکی کو اُس داماد سے — بچنا تا کہ حمل نے ہووے تجھے
کہ ضرورت سے گدا کو ہے دیا — اس غریب خوار کو کب ہو وفا
ناگہان وہ جاے سب کو چھوڑ کے — تجھسے اولاد اُسکی بس آفت رہے
بولی لڑکی مین کرون اسپر عمل — ہے نصیحت تیری بہتر بے خلل
دوسرے دن تیسرے دن وہ پدر — کہتا لڑکی کو کہ بچنا بیشتر
اسطرح کی قوم بھی عالم مین ہے — کہ نصیحت اسطرح کی وہ کرے
[3]لڑکی ناگہ حاملہ اُس سے ہوئی — جو کہ تھے دونون جوان پُر شہوتی
باپ سے پوشیدہ رکھتی تھی اُسے — پانچ چھ مہ گذرے آخر حمل کے

[1] ایک خواجہ الخ ۲ شعر ایک خواجہ تھا اور اُسکی ایک دختر تھی زہرہ صورت اور ماہ رخ و مثل پری کے جبکہ وہ بالغ ہوئی شادی کری اور اُسکا شوہر اُسکے کفو سے نہ تھا آگے مثال ہے جبکہ خربوزہ پکے اور پُر آب ہووے اگر اُسکو نہ کاٹین وہ خراب ہووے جو نہایت ضرورت تھی لڑکی کو دیا غیر کفو مین جو خوف فتنہ کا تھا باقی حال آگے ہے فافہم [2] اور کہا الخ ۵ شعر اور لڑکی کو کہا کہ اُس داماد سے بچنا تا حمل تجھے نہووے کہ گدا کو تجھے ضرورت سے دیا ہے اس غریب و خوار کو کب وفا ہووے ناگاہ وہ سب کو چھوڑ کر جاے اور اولاد اُسکی تجھے آفت رہے [illegible] نصیحت تیری بہتر ہے [illegible] تیسرے دن وہ پدر لڑکی کو کہتا کہ بیشتر بچنا آگے حقائق ہین [illegible] لوگ ہوتے ہین کہ ایسی بھی نصیحت اپنی اولاد کو کرتے ہین فافہم [3] لڑکی الخ ۲ شعر وہ لڑکی ناگاہ حاملہ اُس سے ہوئی چونکہ دونون جوان پُر شہوت تھے وہ اسکو باپ سے پوشیدہ رکھتی تھی کہ آخر پانچ چھ مہینے اس حمل کو گذرے بس وہ ظاہر ہوگیا باپ نے کہا کہ مین تو کہتا تھا کہ تو بچنا [illegible] [illegible] لڑکی نے کہا کہ مین کیسے پرہیز کرتی [illegible] آتش [illegible]

گشت پیدا گفت بابا چیست این — من ترا گفتم کز و دوری گزین
آن وصیتہای من خود باد بود — کہ نکردت وعظ و پندم هیچ سود
گفت بابا چون کنم پرهیز من — آتش و پنبہ است بیشک مرد و زن
پنبہ را پرهیز از آتش کجاست — یا در آتش کی حفاظست و تقاست
گفت لے گفتم کہ سوی او مرو — تو پذیرای منی او مشو
در زمان حال انزال و خوشی — خویش را باید کہ از وی برکشی
گفت چون دانم کہ انزالش کیست — این نهانست و بغایت دور دست
گفت چون چشمش کلابیسہ شود — فهم کن کان وقت انزالش بود
گفت تا چشمش کلابیسہ شدن — کور گشتہ است این دو چشم شوم من
نیست هر عقل حقیری پایدار — وقت حرص و وقت جنگ و کارزار

ہو گیا ظاہر پدر بولا یہ کیا — مین تو کہتا تھا کہ تو بچنا بھلا
وہ وصیت میری گویا تھی ہوا — کہ نہ تجھ مین کچھ اثر اُسنے کیا
بولی کیسے کرتی پرہیز ای پدر — مرد و زن ہین پنبہ آتش بیشتر
پنبہ کو پرہیز کب ہے آگ سے — یا حفاظت آگ مین کب ہو سکے
بولا[1] نے تجھکو کہا کہ مل نہین — بلکہ نے اُسکی منی کی ہوا مین
جس گھڑی اُسکو مزا انزال ہو — چاہیے اُس سے تو کھینچے آپ کو
بولی کیونکر جانون کب منزل ہو وہ — کہ یہ پوشیدہ ہی اور مشکل ہے جو
بولا جسدم آنکھ اُسکی بس چڑھے — جان وقت انزال کا ہووے اُسے
بولی جبکہ آنکھ چڑھتی اُسکی ہے — پہلے اندھے ہوتے ہین دیدے مرے
نے ہراک ہے عقل عاجز پایدار — حرص کے وقت اور وقت کارزار

وصف ضعف دل و سستی آن صوفی سایہ پرورده مجاهده ناکرده داغ عشق ناکشیده بہ سجده و دست بوس عام و بحرمت نظر کردن و بانگشت نمودن ایشان کہ امروز در زمانہ صوفی اوست عزه شدن و بہ وهم چون معلم کودکان رنجور شدن و بآن وهم کہ من مجاهدم مرا درین راه پهلوان میدانند با غازیان بغزا رفتہ کہ بظاهر نیز بنمایم جهاد را اگرچہ در

وصف ضعف دل و سستی اُس صوفی آرام طلب بے مجاهده کیے و بے داغ عشق کھائے کا کہ بسبب سجدہ و دست بوسی مخلوق و عزت کرنے و انگشت نمائی اُنکی سے کہ آج زمانہ مین صوفی وہی ہے مغرور ہونا اور بسبب وہم کے مانند معلم لڑکون کے بیمار ہونا اور اُس وہم سے کہ مین مجاہد ہون اس راہ مین مجکو پہلوان جانتے ہین ہمراہ غازیون کے غزا مین گیا کہ ظاہر مین بھی جہاد کرون اگرچہ

[1] بولانے الخ یہ شعر تجکو نہین کہا تھا کہ مت مل بلکہ اُسکی منی کی امین مت ہو کہ جس گھڑی اُسکو انزال کا مزا ہو چاہیے کہ اُس سے خود کو کھینچے کہا کہ مین کیونکر جانون وہ منزل ہو کہ جو یہ مشکل وہ پوشیدہ ہے کہا کہ جس دم اُسکی آنکھ چڑھے جان کہ وقت انزال کا آسے آیا ہے دختر نے کہا کہ جب آنکھ اُسکی چڑھتی ہے تو پہلے دیدے میرے اندھے ہوتے ہین نہ ہر ایک عقل عاجز و پایدار ہے وقت حرص وہ وقت لڑائی کے یعنی ہنگام حرص و ہوا و ہنگام جنگ و بلا کے ہر ایک کی عقل قائم و برجا نہین رہتی ہے جیسے ایک صوفی کا حال آگے بیان ہے فافہم ۱۲

جہاد اکبر مشتغلم جہاد اصغر چہ محل دارد

رفت یک صوفی بلشکر در غزا | ناگہان آمد قطاریق و وغا
ماند صوفی با بنہ و خیمہ و ضعاف | فارسان راندند تا صف مصاف
مثقلان خاک بر جا ماندند | سابقون السابقون در راندند
جنگہا کردہ مظفر آمدند | بازگشتہ با غنائم سودمند
ارمغان دادند کای صوفی تو نیز | او برون انداخت نستد ہیچ چیز
پس بگفتندش کہ خشمینی چرا | گفت من محروم ماندم از غزا
زان تلطف ہیچ صوفی خوش نشد | کہ میان غزو خنجر کش نشد
پس بگفتندش کہ آوردیم اسیر | آن یکے را بہر کشتن تو بگیر
سر ببرش تا تو ہم غازی شوی | اندکی خوش گشت صوفی دل قوی
کاب را گر در وضو صد روشنیست | چونکہ آن نبود تیمم کردنیست
برد آن صوفی اسیر بستہ را | در پس خرگاہ تا آرد غزا
ماند آنجا دیر صوفی با اسیر | قوم گفتند ای عجب چون شد فقیر
کافر بستہ دو دست او کشتنیست | بسملش را موجب تاخیر چیست
شخص آمد در تفحص از پیش | دید صوفی خفتہ زیر گبر خویش
ہمچو نر بالای مادہ آن اسیر | خفتہ ہمچون شیر بالای فقیر

جہاد اکبر میں یکتا ہوں جہاد اصغر کی کیا اصل ہے

اک[سلہ] غزا کو صوفی لشکر میں گیا | ناگہان غل جنگ و لڑنے کا سنا
خیمہ گہ اپنے میں وہ صوفی رہا | اور لڑنے کو سوار اک اک گیا
خاک کے تودے تھے جو جا پر رہے | سابقون السابقون آگے بڑھے
پس لڑائی فتح کرکے آئے وہ | اور بہت مال غنیمت لائے وہ
بھی[۵۲] انھون نے تحفہ صوفی کو دیا | نے لیا کچھ اُسنے اور واپس کیا
بولے وہ اُس سے کہ تو کیون ہے خفا | بولا مین محروم لڑنے سے رہا
اس عنایت سے نہ خوش صوفی ہوا | کہ غزا مین اُسکا نے خنجر چلا
بولے ہم لائے ہین قیدی باندھکے | مارنے کو ایک تو اُنمین سے لے
کاٹ سر اُسکا کہ تا غازی ہو تو | کچھ ہوا وہ صوفی راضی جنگ کو
گر[۵۳] وضو پانی سے روشن ہے سوا | جو نہ پانی ہو تیمم ہے روا
لیگیا پس صوفی وہ قیدی جو تھا | پیچھے خیمہ کے کری اسیر غزا
دیر صوفی کو ہوئی قیدی کے ساتھ | قوم بولی ای عجب کیا ہی یہ بات
قتل آسان ہاتھ کافر کے بندھے | مارنے مین اُسکے کیا تاخیر ہے
دیکھنے کو اُسکے پیچھے اک گیا | دیکھا صوفی نیچے گبر اُسپر پڑا
جیسے[۵۴] نر مادہ کے اوپر وہ اسیر | لیٹا مثل شیر بالائے فقیر

سلہ اک غزا کو الخ یہ شعر ایک صوفی غزا کو لشکر مین گیا اور ناگاہ غل و جنگ و لڑنے کا سُنا وہ صوفی اپنے خیمہ گاہ مین رہا اور ایک سوار لڑنے کو گیا جو طین پر دہ وہ تھے وہ جا پر رہے اور اگلون کے آگے بڑھے بس وہ لڑائی فتح کرکے آئے اور وہ بہت مال غنیمت کا لائے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۲ بھی اُنھون نے صوفی کو تحفہ دیا اُسنے کچھ نہ لیا اور واپس کیا وہ اُس سے بولے کہ تو کیون خفا ہے کہا کہ مین غزا سے محروم رہا صوفی اُس عنایت سے خوش نہوا غزا مین اُسکا خنجر نچلا کہا کہ ہم قیدی باندھکر لائے ہین ایک تو اُنمین سے مارنے کو لے آ تو سر اُسکا کاٹ کرتا تو غازی ہو وہ صوفی کچھ راضی ہوا جنگ کو آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲ ۵۳ گر وضو الخ یہ شعر اگر وضو پانی سے روشن ہے جو پانی نہو تیمم روا ہے پس صوفی وہ قیدی بندھا ہوا لے گیا پیچھے خیمہ کے کہ غزا اسیر کرے جو دیر قیدی کے ساتھ ہوئی قوم نے کہا اے عجب یہ کیا بات ہے ہاتھ بندھے کافر کا قتل آسان ہے کہ مارنے مین اُسکے کیا تاخیر ہے ایک شخص اُسکے پیچھے دیکھنے کو گیا دیکھا کہ صوفی نیچے اور گبر اسیر پڑا ہے آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲ ۵۴ جیسے نر مادہ الخ یہ شعر جیسے نر مادہ کے اوپر ہوتا ہے وہ اسیر لیٹا ہے شیر کی مانند بالای فقیر کہ وہ بندھے ہاتھون سے چاہتا ہے از رہ کشتی کے صوفی کا گلا گبر اُسکا گلا چاہتا ہے دانتون سے اور صوفی اُسکے نیچے پڑا انتعابلی کے مانند جو بندھے ہاتھون سے زخمی کردیا اُسکے حلق کو قیدی نے ادھ مرا دانتون سے کیا اور اسکی داڑھی کو خون سے رنگا آگے اسکا بیان ہے جیسے اب تو دست بستہ نفس سے اس صوفی کے مانند عاجز و پست ہے ابتو عاجز ہوا دین کے ٹیلے سے سیکڑون پہاڑ تیرے روبرو ہین تو اُس ٹیلے کی مخلت سے مرا ہے تو کیسے جاے عقبہ کوہ مانند یہ لیفے تو اس ٹیلے دین سے عاجز ہوا ہے سیکڑون پہاڑ طریقت کے تیرے آگے ہین تو اُنکو کیسے طے کرے گا آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲-

دستها بسته همی خائید او — از سر استیزه صوفی را گلو
گبر میخائید با دندان گلوش — صوفی افتاده بزیرش رفته هوش
دست بسته گبر همچون گربهٔ — خسته کرده حلق او بے حربهٔ
نیم کشتش کرده از دندان اسیر — ریش او پر خون ز حلق آن فقیر
همچو تو کز دست نفس بسته دست — همچو آن صوفی زبون گشتی و پست
اے شده عاجز ز تل کیش تو — صد هزاران کوهها در پیش تو
زین سر پشته بمردی از شکوه — چون روی بر عقبهای همچو کوه
غازیان کشتند کافر را به تیغ — هم در آن ساعت حمیت بے دریغ
بر رخ صوفی زدند آب و گلاب — تا بهوش آمد ز بیهوشی و خواب
چون بهوش آمد بدید آن قوم را — پس بپرسیدند چون شد ماجرا
الله الله اینچه حالست اے عزیز — اینچنین بیهوش گشتی از چه چیز
از اسیر نیم کشته بسته دست — اینچنین مدهوش افتادی و پست
گفت چون قصد سرش کردم بخشم — طرفه در من بنگرید آن شوخ چشم
چشم را وا کرد پهن او سوی من — چشم گردانید و شد هوشم ز تن
گردش چشمش مرا لشکر نمود — من نیارم گفت چون پر هول بود
قصه کوته کن کزان چشم اینچنین — رفتم از خود اوفتادم بر زمین
قصه کوته کن کزان غمزه گران — رفتم از خود اوفتادم من ز ران

کہ بندھے ہاتھوں سے وہ بے جا بتا — از رہ کشتی وہ صوفی کا گلا
گبر چابے اسکا دانتوں سے گلا — صوفی بیہوش اسکے نیچے تھا پڑا
مثل بلی کے بندھے ہاتھوں نے جو — کر دیا زخمی بس اسکے حلق کو
ادھ مرا دانتوں سے قیدی نے کیا — اور خون سے اسکی داڑھی کو رنگا
جیسے تو اب دست بستہ نفس سے — مثل اس صوفی کے عاجز پست ہے
ای ہوا عاجز تو ٹیلے دین سے — سیکڑوں ہین کوہ تیرے سامنے
تو مرا عظمت سے اس ٹیلے کی ہے — کیسے جائے عقبۂ کہ مثل پے
سلہ غازیوں نے مارا کافر تیغ سے — بیدریغ اسدم حمیت کے لیے
رخ پہ اس صوفی کے بس چھڑکا گلاب — آیا بیہوشی سے تا باہوش تاب
ہوش مین جب آیا دیکھا قوم کو — پوچھا کیا ہے ماجرا کچھ تو کہو
اللہ اللہ کیا ترا یہ حال ہے — تو ہوا بیہوش ایسا کس لیے
ادھ مرے قیدی بستہ دست سے — ایسا عاجز اور ہوا مدہوش ہے
سلہ بولا قصد اسکا کیا جب خشم سے — دیکھا اسنے تیز مجکو چشم سے
اسنے بس آنکھین نکالین میری سو — آنکھین بدلین گویا میرے ہوش کو
گردش چشم اسکی اک لشکر دکھا — مین نہین کہہ سکتا جو اک ہول تھا
قصہ کوتہ کر کہ اسکی آنکھ سے — گر پڑا بیہوش ہو مین خاک پے
قصہ کوتہ اسکی چشم فتنہ زا — دیکھ کر کھویا گیا مین گر پڑا

نصیحت کردن مبارزان اورا کہ باین زہرہ کہ تو داری کہ بکلابیسۂ چشم کافر بیہوش

نصیحت کرنا لڑنیوالوں کا اسکو کہ ایسی جرأت رکھتا ہے تو کہ کافر کی آنکھ بدلنے سے تو بیہوش

سلہ غازیوں نے الخ یہ شعر غازیوں نے کافر کو تیغ سے مارا ہے دریغ اسدم حمیت کے سبب سے اس صوفی کے رخ پر گلاب چھڑکا کر بیہوشی سے ہوش مین آیا جب ہوش مین آیا تو قوم کو دیکھا پوچھا کیا ماجرا ہے کچھ تو کہو کہا کہ اللہ اللہ یہ تیرا کیا حال ہے ایسا تو بیہوش کس واسطے ہوا ہے ادھ مرے قیدی دست بستہ سے ایسا عاجز و مدہوش ہوا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲-

سلہ بولا قصد اسکا الخ یہ شعر صوفی نے کہا کہ جب قصد اسکا کیا خشم سے تو اس نے مجکو تیز دیکھا چشم سے اس نے میری طرف آنکھین نکالین اور آنکھین بدلین گویا میرے ہوش کو اس کی گردش چشم ایک لشکر مجھے دکھائی نہین دی سکتا کہ جو ہول تھا قصہ کوتہ اس کی آنکھ سے مین بیہوش ہو کر گر پڑا خاک پر آگے نصیحت کرنا بہادرون کا بیان ہے فافہم ۱۲-

شدی زنہار کہ ملازم مطبخ خانقاہ باش و سوے پیکار و حربگاہ مرو تا رسوا نشوی

قوم گفتندش بہ پیکار و نبرد | با چنین زہرہ کہ تو داری مگرد
گرد مطبخ گرد و اندر خانقاہ | تا دگر رسوا نگردی در سپاہ
چون ز خشم آن اسیر بستہ دست | غرقہ گشتی کشتی تو در شکست
پس میان حملۂ شیران نر | کی بود با تیغ شان چون گوی سر
تق تقا طاقا طاق گردن ہا زدن | طاق طاق جامہ کوبان ممتحن
گرز فشا فاش تیر جانستان | ابر آذاری خجل در امتحان
کی توانی کرد در خون آشنا | چون نۂ با جنگ مردان آشنا
پس تن بے سر کہ دارد اضطراب | پس سر بے تن بخون بر چون حباب
زیر دست و پاے اسپان در غزا | صد فنا کان غرقہ گشتہ در فنا
اینچنین ہوشے کہ از موشے پرید | اندران صف تیغ چون خواہد کشید
چالش ست این لوت خوردن نیست این | تا تو برمالی بخوردن آستین
نیست حمزہ خوردن اینجا تیغ بین | حمزۂ باید درین صف آہنین
نیست لوت و چرب تیغ و خنجر ست | جان بباید باخت چہ جای سر ست
کار ہر نازک دلی نبود قتال | کہ گریزد از خیالی چون خیال
کار ترکانست نے ترکان برو | جای ترکان خانہ خانہ شو

ہوا خانقاہ مین روٹی کھاؤ اور ہرگز لڑنے کو نجا تا کہ بدنام نہ ہو

قوم[1] نے اُس سے کہا کہ جنگ کو | ایسی جرأت سے ہرگز جانا تو
گرد مطبخ پھر تو اندر خانقاہ | اور نہ جانا پھر تو ہمراہ سپاہ
جبکہ اُس قیدی بندھے کے خشم سے | تھی تری نزدیک کشتی غرق کے
کب ہو اندر حملۂ شیران نر | ساتھ تیغ اُنکی کے مثل گوی سر
گر شقاشق چلنے سے تلوار کے | دھو بیونکی بس پھٹا پھٹ خوار ہے
اور فشافش تیر سے گر بگیان | ابر آذر پست اندر امتحان
خونکے اندر تیر کب سکتا ہے تو | آشنا نے جنگ سے مردونکے تو
جسم[2] بے سر کے رکھے ہی اضطراب | خون پر بے جسم سر مثل حباب
پاؤنمین گھوڑونکے بس اندر غزا | سو فنا کہ غرق ہے اندر فنا
ہوش ایسا کہ چوہے سے بس اُڑا | معرکہ مین تیغ زن ہو کب بھلا
معرکہ ہے کھانا کھانا یہ نہین | تا تو کھانے کو چڑھائے آستین
چٹنی کھانا ہی نہین یان تیغ ہے | حمزہ ہونا معرکہ مین چاہیے
نے ہی کھانا چرب خنجر تیغ ہے | سر ہے کیا یان جان دینا چاہیے
ہر[3] دل نازک سے نے ہووے قتال | جون خیالون سے گریزان ہی خیال
کام مردونکا ہی نے عورت کا ہی | عورتونکو گھر مین رہنا چاہیے

---

[1] قوم نے الخ، شعر اُس قوم نے کہا کہ جنگ کو تو جرأت سے ہرگز نجانا تو خانقاہ مین گرد مطبخ کے پھر اور ہمراہ سپاہ کے پھر نجانا جبکہ اُس قیدی بندھے ہوئے کے خشم سے تیری کشتی قریب غرق کے تھی کب شیران نر کے حملہ مین اُنکی تیغ کے ساتھ ہو مثل گوی سر کے کہ تلوار کے شقاشق چلنے سے پھٹا پھٹ دھوبیون کی خوار ہے اور کبھی فشافش تیر سے بگیان ابر آذر امتحان مین پست ہے تو خون کے اندر کب تیر سکتا ہے اور جنگ مردون سے تو آشنا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲-

[2] جسم بے سر الخ، شعر جسم بے سر کہ اضطراب رکھتا ہے اور سر بے جسم خون پر مثل حباب کے ہے پس غزا مین گھوڑون کے پاؤن مین سو فنا اندر فنا کے غرق ہے ایسا ہوش کہ چوہے سے اُڑے وہ معرکہ مین تیغ زن کب ہووے معرکہ ہی یہ کھانا کھانا نہین ہے کہ تا تو کھانے کے واسطے آستین چڑھاتا ہے یہان تیغ ہے چٹنی کھانا نہین ہے پس معرکہ مین حمزہ ہونا چاہیے کھانا چرب نہین ہے تیغ و خنجر ہے سر کیا ہے یہان جان دینا چاہیے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲-

[3] ہر دل نازک الخ، شعر ہر دل نازک سے قتال کب ہووے جیسے خیالون سے خیال گریزان ہے یہ کام مردون کا ہے عورت کا نہین ہے عورتون کو گھر مین رہنا چاہیے تو غزا کب کر سکے کہ آنکھ سے تو بیہوش ہو کر خاک پر گر پڑا یعنے تو جبکہ آنکھ کے دیکھنے سے بیہوش ہو گیا پس معرکہ مین تو کب جنگ کر سکتا ہے کہ جنگ کرنا کام مردون کا ہے آگے حکایت عیاض رحمۃ اللہ کے بیان مین ہے فافہم ۱۲-

غزوہ گہ تا نی گزان چشم انچنین | رفتی از دست و فتادی بر زمین

کب غزا تو کر سکے کہ آنکھ سے | گر پڑا بیہوش ہو کر خاک پے

حکایت عیاضی رحمۃ اللہ علیہ کہ ہفتاد بار بغزو رفتہ بود بامید شہادت و چون از جہاد اصغر بہ جہاد اکبر شتافت و خلوت گزید آواز طبل غازیان شنید نفس او را رنجہ داشتی بہ جہت غزا کردن و او نفس را متہم نمودی درین دعوت

حکایت عیاض رحمۃ اللہ علیہ کی کہ ستر بار غزا مین بامید شہادت گئے تھے اور جب جہاد اصغر سے طرف جہاد اکبر کے خلوت مین گئے اور آواز طبل غازیونکی سنی نفس انکو تکلیف دیتا واسطے غزا کی اور وہ نفس کو الزام دیتے اس دعوت مین

گفت عیاضی نود بار آمدم | تن برہنہ بو کہ زخمی آیدم
بے زرہ رفتم میانِ تیغ و تیر | تا یکے تیرے خورم من جاگیر
تیر خوردن بر گلو یا مقتلی | در نیابد جز شہیدِ مقبلے
در تنم یکجا نگہ بے زخم نیست | این تنم از تیر چون پرویز نیست
لیک بر مقتل نیامد تیرہا | کار بخت ست این نہ چالاکی و دہا
چون شہادت روزیِ جانم نبود | رفتم اندر خلوت و در چلہ زود
در جہاد اکبر افگندم بدن | در ریاضت کردن و لاغر شدن
بانگ طبلِ غازیان آمد بگوش | کہ خرامیدند جیشِ غزو کوش
نفس از باطن مرا آواز داد | کہ بگوشِ حس شنیدم بامداد
خیز ہنگام غزا آمد برو | خویش را در غزو کردن کن گرو
گفتم ای نفس خبیثِ بے وفا | از کجا میلِ غزا تو از کجا
راستگو ای نفس کاین حیلہ گریست | ورنہ نفسِ شہوت از طاعت بریست

ہے[1] عیاض اب کہتا نوے بار مین | آیا ننگا زخم کی امید مین
بے زرہ تیر و تبر مین مین گھسا | تاکہ کھاؤن تیر کاری ظاہرا
تیر کاری کون کھائے حلق پے | جز شہیدِ پاک اور مقبول کے
کوئی جا تن پر نہ رہے بے زخم کے | مثل چلنی ہوگیا تن تیر سے
پر نہ آیا تیر اک کاری مرے | کام قسمت سے ہے نے تدبیر سے
جو شہادت مجکو نہ روزی ہوئی | مین گیا خلوت مین کی چلہ کشی
پس جہاد اکبر مین رکھا جسم کو | تاکہ بس لاغر ریاضت سے وہ ہو
غازیون[2] کے طبل کی آئی صدا | کہ غزا کو لشکرِ غازی چلا
نفس نے باطن سے بس مجکو کہا | گوشِ حس نے صبح کو میرے سنا
اٹھ غزا کا وقت آیا اور جا | اور غزا مین کر تو خود کو مبتلا
بولا مین ای نفس بد اور بیوفا | تجکو کیون رغبت غزا کی ہے بتا
نفس تو سچ کہہ یہ تیرا مکر ہے | ورنہ طاعت نفس و شہوت کب کرے

[1] ہے عیاض الخ، شعر عیاض اب کہتا ہے کہ مین نوے بار ننگا آیا امید مین زخم کے مین بے زرہ تیر و تبر مین گھسا کہ تیر کاری کھاؤن ننگا ظاہرا کون تیر کاری کھائے حلق بجز شہید پاک اور مقبول کے کوئی جا میرے جسم پر بغیر زخم کے نہین کہ مثل چلنی کے ہوگیا تیرون سے بدن ولیکن تیر کاری میرے ایک نہین آیا کہ کام قسمت سے ہے تدبیر سے نہین ہے جو مجکو شہادت روزی نہوئی پس مین خلوت مین گیا اور چلہ کشی کری پس جہاد اکبر مین جسم کو رکھا کہ تا وہ لاغر ریاضت سے ہووے یعنی غزا مین جانا جہاد اصغر ہے اور چلہ کشی مین ریاضت کرنا و نفس کشی کرنا جہاد اکبر ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

[2] غازیون کی الخ، شعر غازیون کی طبل کی آواز آئی کہ غزا کو لشکر غازیون کا چلا پس نفس نے باطن سے مجکو کہا اور گوش حس نے صبح میرے کو سنا کہ اٹھ غزا کا وقت آیا اور جا اور خود کو غزا مین مبتلا کر مین نے کہا ای نفس بد بیوفا تجھکو رغبت غزا کی کیون ہے بتا نفس تو سچ کہہ یہ تیرا مکر ہے ورنہ نفس شہوت طاعت کب کرے اگر تو سچ نہ کہے تو مین تجکو ماردون ریاضت مین تجھے بہت ڈالون آگے بیان نفس مکار کا ہے فافہم ۱۲

ورنہ گوئی راست حملہ آرمت ۔ در ریاضت سخت تر افشارمت
گر نہ سچ کہوے تو مین ماردن تجھے ۔ اور ریاضت مین بہت ڈالون تجھے

نفس بانگ آورد آنگہ از درون ۔ در فصاحت بے دہان اندر فسون
نفس تب[1] اندر سے بولا اُس زمان ۔ با فصاحت بے زبان و بے دہان

کہ مرا ہر روز اینجا مے کشی ۔ جان من چون جان گبران میکشی
کہ مجھے ہر روز تو مارے یہان ۔ جان کھینچے مثل جانِ کافران

ہیچکس را نیست از حالم خبر ۔ کہ مرا تو میکشی بے خواب و خور
نے کسی کو حال سے میرے خبر ۔ کہ مجھے مارے ہے تو بے خواب و خور

در غزا بجہم بیک زخم از بدن ۔ خلق بیند مردی و ایثار من
مین غزا مین چھوٹون بس اک زخم سے ۔ خلق پر مردانگی میری کھلے

گفت ای سگ چون منافق زیستی ۔ ہم منافق می مری تو چیستی
بولا ای سگ کیون منافق سا جئے ۔ بھی منافق کی طرح تو جان دے

خوار و خود رائے و مرائی بودہ ۔ در دو عالم تو چنین بیہودہ
خوار و رسوا و ریاکار اک تو ہے ۔ دونون عالم مین تو بیہودہ ہے

نذر کردم کز خلوت ہیچ من ۔ سر برون نارم چو زندہ ست این بدن
نذر کی مین نے کہ خلوت سے کبھی ۔ سر نہ باہر رکھون تا زندگی

زانکہ در خلوت ہر انچہ تن کند ۔ نز برائے روے مرد و زن کند
کیونکہ[2] خلوت مین بدن جو کچھ کرے ۔ مرد و زن کے نے دکھاوٹ کیلئے

جنبش و آرامش اندر خلوتش ۔ جز برائے حق نباشد نیتش
جنبش و آرام خلوت مین اُسے ۔ ہو نہ نیت اُسکی بجز اللہ کے

این جہاد اکبرست آن اصغرست ۔ ہر دو کار رستمست و حیدرست
یہ جہاد اکبر ہے اور اصغر ہے وہ ۔ رستم و حیدر کے ہین یہ کار دو

کار آنکس نیست این سودا و جوش ۔ کو ز موش و جنبشش گم کرد ہوش
کام نے اُسکا ہی یہ سودا و جوش ۔ موش کی جنبش سے جو کھوتا ہی ہوش

آنچنان کس را بباید چون زنان ۔ دور بودن از مصاف و از سنان
ایسے کس کو مثل زن کے چاہیے ۔ دور رہنا جنگ اور پیکار سے

صوفی آن صوفی اینست حیف ۔ آن ز سوزن مردہ این از طعمۂ سیف
ایک وہ صوفی و اک صوفی یہ ہے ۔ تیغ یہ چکھے مرے وہ سوئی سے

نقش صوفی باشد او را نیست جان ۔ صوفیان بدنام ہم زین صوفیان
نقش[3] صوفی ہی نہ اُسکو جان ہے ۔ صوفی مطعون ایسے صوفی سے ہے

بر در و دیوار جسم گل سرشت ۔ حق ز غیرت نقش صد صوفی نوشت
جسم گل کے بس در و دیوار پے ۔ نقش سو صوفی کے اللہ نے لکھے

تا ز سحر آن نقشہا جنبان شود ۔ تا عصائے موسوی پنہان شود
نقش وہ حرکت کرین بس سحر سے ۔ تا عصا موسےٰ کی پنہان رہے

نقشہا را میخورد صدق عصا ۔ چشم فرعونست پر گرد و سبا
کھاتا جاتا نقش ہے صدق عصا ۔ چشم فرعون کی ہے پر گرد و سبا

[1] نفس تب الخ، شعر اسوقت نفس نے اندر سے کہا فصاحت کے ساتھ بے دہان و بے زبان کہ تو مجھکو ہر روز یہان مارتا ہی اور جان کھینچتا ہے مانند جان کافرون کے کسی کو میرے حال سے خبر نہین ہے کہ مجھکو مارتا ہے بے خواب و خور سے مین غزا مین غم سے چھوٹون اور مخلوقات پر میری مردانگی کھلے عیاض نے کہا کہ اے کتے تو کیون منافق کے مانند جیتا ہے اور بھی منافق کے مانند جان دیتا ہے تو خوار و رسوا اور ریاکار اور دونون عالم مین تو بیہودہ رہتا ہے یعنے نذر مانی ہے کہ کبھی خلوت سے تا زندگی سر باہر نہ لاؤن آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲

[2] شعر کیونکہ بدن الخ، خلوت مین جو کچھ کرتا ہے مرد و زن کی دکھاوٹ کے واسطے نہین کرتا ہے اور جنبش آرام خلوت مین اُسکو ہووے مگر نیت اُسکی بجز اللہ نہووے پس یہ جہاد اکبر ہے اور وہ اصغر ہے یہ رستم اور حیدر کے دو کام ہین یہ سودا و جوش اسکا کام نہین ہے کہ موش کی جنبش سے ہوش کھوتا ہے ایسے آدمی کو عورت کے مانند چاہیے جنگ و جدل سے دور رہنا ایک وہ صوفی اور ایک صوفی یہ ہے کہ یہ تیغ چکھے اور وہ سوئی سے مرے یعنے جہاد اکبر بہتر ہے جہاد اصغر سے کہ اُس جہاد مین ہر دم نفس کو تکلیف پہونچتی ہے اور اس جہاد اصغر مین ایک بار تکلیف زخم جان سے جاتی ہے پس تکلیف ہر دم سے نفع آخرت ہے باقی سوال آگے ۔ ہم فافہم ۱۲

[3] نقش صوفی الخ ہم شعر وہ نفس صوفی کا ہی اُسکو جان نہین ہے پس صوفی ایسے صوفی سے مطعون ہوتے ہین در و دیوار گل کے جسم پر سو نقش صوفیون کے اللہ نے لکھے ہین وہ نقش حرکت کرتے ہین سحر سے تاکہ عصا موسیٰ کا پوشیدہ رہے صدق عصا کا سب نقشون کو کھاتا ہے کہ چشم فرعونی پر گرد و سبا ہے یعنی یہ صوفیان بے معنی ایک نقش بیجان ہین اسواسطے عالم مین صوفی نام بدنام ہوتے ہین آگے دوسرے مجاہد کا بیان ہے مثال مین فرماتے ہین فافہم ۱۲

حکایت مجاہدے دیگر و جانبازی او در غزا

صوفیٔ دیگر میان صف حرب — اندر آمد چند بار از بہر ضرب
بیست زخم از دست کافر چونکہ خورد — باز دیگر حملہ آورد و نبرد
تا نمیرد تن بیک زخم از گزاف — تا بخورد او بیست زخم اندر مصاف
با مسلمانان بہ کافر وقت کر — وا نگشت او با مسلمانان بفر
حیفش آمد کو بہ زخمی جان دہد — جان ز دست صدق او آسان دہد

حکایت دوسرے مجاہد کی اور جانبازی اسکی غزا مین

معرکہ مین دوسرا صوفی گیا[1] — چند بار اس معرکہ مین گھس گیا
کافرون سے بیس زخم اسکے لگے — اس نے حملہ پر کیا کفار پے
زخم کاری سے نہ جبتک تن مرے — کھائے اسنے بیس زخم اوپر تلے
با مسلمان کافرون پر وہ گیا — پھر انکے ساتھ وہ واپس پھرا
حیف آیا زخم سے وہ جان دے — جان دے آسان وہ دست صدق سے

حکایت آن مجاہد کہ ہر روز از ہمیان یک درہم در خندق انداختی بہ تفاریق

آن یکی بودش بکف در چل درم — ہر شب افگندی یکے در آب یم
تا کہ گردد سخت بر نفس مجاز — در تانی درد جان کندن دراز
نفس او فریاد کردی ہر شبے — در فتادی زار در تاب و تبے
کہ چرا می نفگنی یکبارگی — کشتیم در غصہ و بیچارگی
بہر حق یکبارہ کے بگذار دین — نفس را کا یاس احدی الراحتین
او نگشتی ملتفت مر نفس را — ہمچنین کشتی مر او را در عنا

حکایت اس مجاہد کی کہ ہر روز ہمیانی سے ایک ایک درم خندق مین جدا جدا ڈالتا

تھے درم[2] چالیس اک کے ہاتھ مین — آب مین اک پھینکتا ہر رات مین
نفس امارہ پہ تا دشوار ہو — جانکنی اس دیر مین ہر بار ہو
نفس ہر شب کرتا فریاد و فغان — رنج و خواری بلا کے درمیان
کس لیے[3] اکبار نے پھینکے ہی تو — مجکو عاجز کرکے کیون مارے ہی تو
بہر حق کر دے ادا اک بار دین — نفس کا یاس احدی الراحتین
وہ نہوتا ملتفت بس نفس کا — رنج مین ایسے ہی اسکو مارتا

رجوع بہ حکایت آن مجاہد در قتال

رجوع طرف حکایت اس مجاہد اندر قتال کے

١ معرکہ مین الخ ۵ شعر دوسرا صوفی معرکہ مین گیا اور چند بار معرکہ مین گھس گیا کافرون سے بیس زخم اسکے لگے پھر اسنے حملہ کیا کفار پر جب تک زخم کاری سے تن نہ مرے اسنے بیس زخم کھائے اوپر تلے مسلمانون کے ساتھ وہ کافرون پر گیا اور پھر انکے ساتھ وہ واپس نہ پھرا افسوس آیا کہ ایک زخم سے وہ جان دے بلکہ جان دست صدق سے آسان دے یعنی اس جہاد اصغر مین ایک دو زخم سے جان دینا اسکو افسوس معلوم ہوتا ہے بلکہ جہاد اکبر مین ہزارون زخم ریاضت کے کھاکر جان دیتا ہی آگے اس جہاد اکبر کا بیان ہے فافہم ١٢-

٢ تھے درم الخ ۳ شعر ایک کے ہاتھ مین چالیس درم تھے ہر رات مین ایک پھینکتا تھا آب مین تاکہ نفس امارہ پر دشوار ہو اور اس دیر مین جانکنی ہر بار ہو نفس ہر شب فریاد و فغان کرتا تھا رنج و خواری و بلا کے درمیان مین باقی حال آگے ہی فافہم ١٢-

٣ کس لیے الخ ۳ شعر تو کس واسطے ایک بارہی نہین پھینکتا ہے اور مجکو عاجز کرکے کیون مارتا ہے خدا کے واسطے ایک بار دین ادا کر دے نفس کا جیسے کہ نا امیدی ایک راحتون سے پس وہ ملتفت نفس کا نہوتا ویسے ہی رنج مین اسکو مارتا یعنی نفس کشی اس سے بہتر و کم ہے کہ جو محبوب نفس کا ہو اسے ترک کرے پس اسی کو جہاد اکبر کہتے ہین آگے رجوع طرف حکایت مجاہد کے بیان مین ہی فافہم ١٢

همچنین آن صوفی اندر صف جنگ / بهر حق بگرفته بد بر نفس تنگ
با مسلمانان بکر و پیش رفت / وقت فر وا گشت از خصم تفت
زخم دیگر خورد آنرا هم ببست / بیست کرت تیغ و رمح از وی شکست
بعد ازان قوت نماند افتاد پیش / مقعد صدق او ز صدق عشق خویش
صدق جان دادن بود هین سابقوا / از نبی برخوان رجال صدقوا
این همه مردن نه مرگ صورتست / این بدن مر روح را چون آلتست
ای بسا خامی که ظاهر خونش ریخت / لیک نفس زنده آن جانب گریخت
آلتش بشکست و رهزن زنده ماند / نفس زنده است ارچه مرکب خون فشاند
اسپ کشت و راه او رفته نشد / جز که خامی زشت و آشفته نشد
گر بهر خونریزئی گشتی شهید / کافر کشته بدی هم بوسعید
ای بسا نفس شهید معتمد / مرده در دنیا چو زنده میرود
نفس رهزن مرد و تن که تیغ اوست / هست باقی در کف آن غزوه جو
تیغ آن تیغست مرد آن مرد نیست / لیک آن صورت ترا حیران کنیست
نفس چون مبدل شود این تیغ تن / باشد اندر دست صنع ذو المنن
آن یکی مردیست قوتش جمله درد / وان دگر مردی تهی جان همچو گرد

ایسے ہی وہ صوفی اندر وقت جنگ[سلہ] / نفس کو حق کیلیے پکڑے تھا تنگ
با مسلمان جنگ مین آگے بڑھا / وقت واپس وہ نہ دشمن سے ہٹا
اور کھایا زخم باندھا اسکو بھی / بیس بار اس سے شکستہ تیغ بھی
پس اگر طاقت رہی جو نے لیے / مقعد صدق اسکا اپنے عشق سے
صدق جان دینے مین ہی آگے جو تو / پڑھ تو قرآن سے رجال صدقوا
پس یہ مرنا مرگ صورت کا ہی نے / روح کو یہ تن مثال آلہ کے ہر
خود کو خامون نے بہت لاغر کیا / نفس زندہ انکا اس جانب گیا
ٹوٹا آلہ راہزن زندہ رہا / نفس زندہ گرچہ ہے مرکب مرا
مرگیا گھوڑا نہ رہ پوری ہوئی[عہ] / جز برائی اور نہ خامی کی ملی
ہر لڑائی مین اگر ہوتا شہید / کافر کشتہ بھی ہوتا بوسعید
ای بہت نفس شہید اس دار مین / مثل مردہ ہین وے زندہ پھرین
نفس رہزن خالی تن جو تیغ ہی / ہاتھ مین باقی غزا جو کے رہے
تیغ ہی وہ تیغ نے وہ مرد مرد / پر کری حیران تجھے وہ شکل فرد
نفس جو تبدیل ہو یہ تیغ زن / ہووے اندر دست صنع ذو المنن
ایک وہ ہی مرد قوت اسکا ہی درد / دوسرا یہ مرد جان خالی جون گرد

حکایت خلیفہ مصر و شاہ موصل و فرستادن لشکر بطلب کنیزک وصفت کردن

حکایت خلیفہ مصر و شاہ موصل کی اور بھیجنا لشکر کا واسطے طلب لونڈی کے اور تعریف کرنا

[سلہ] ایسے ہی الخ یہ شعر اسی طرح وہ صوفی وقت جنگ کے خدا کے واسطے نفس کو تنگ پکڑتا تھا مسلمانون کے ساتھ جنگ مین آگے بڑھا اور وقت واپس کے وہ دشمن سے ہٹا اور کھایا زخم اسکو باندھا بھی کہ بیس بار اس سے تیغ شکستہ ہوئی جو اسے طاقت نہ رہی تو گرا مقعد صدق مین ازراہ صدعشق کے صدق جان دینے مین ہے تو آگے ہو اور پڑھ قرآن سے ترجمہ دو آدمی ہین کہ عہد وفا کیا پس یہ مرنا مرگ صورت کا نہین ہے یہ تن روح کو مثل آلہ کے ہی خود کو خامون نے بہت لاغر کیا اور نفس زندہ انکا اسی طرف گیا آلہ توڑا اور راہزن زندہ رہا نفس زندہ ہی اگرچہ مرکب ہلاک ہوا یعنی اولیاء اللہ کا مرنا اس صورت کا مرنا نہین ہی کیونکہ جسم انکا گھوڑا ہی پس گھوڑے کے دور ہونے سے سوار کو کچھ نقصان نہین ہوتا ہی کیونکہ حیات ابدی انکو حاصل ہے الخ۔ یا کارنے کہ ظاہر مین جسم کو لاغر کیا اور نفس زندہ انکا اسطرف بھاگا پس انکو بجز حسرت کے اور کچھ حاصل نہوا کہ وہ مردہ ہین باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲ [عہ] مرگیا گھوڑا الخ یہ شعر گھوڑا مرگیا اور راہ پوری نہوئی سوائے برائی و خامی کے نہ ملی اگر ہر لڑائی مین شہید ہوتا کافر کشتہ ابوسعید ہوتا ہی بہت نفس شہید اس دنیا مین مانند مردون کے ہین ولیکن زندہ پھرتے ہین نفس رہزن خالی ہوا اور جو تن تیغ ہے غزا ڈھونڈنے والے کے ہاتھ مین باقی رہے وہ تیغ تیغ ہے اور مرد مرد نہین ہی ولیکن تجکو حیران کرے وہ شکل فرد جو نفس تبدیل ہو یہ تیغ تن دست خدا مین ہووے ایک تو وہ مردہ ہی کہ غذا اسکی درد ہی اور دوسرا یہ مرد ہی کہ جان خالی مانند گرد کے ہی یعنی ایک تو اولیاء اللہ مرد ہین کہ نفس کو ہر بار ہلاک کرتے ہین اور ایک یہ مرد ہین کہ خانہ جنگی وغیرہ مین جان دیتے ہین ولیکن نفع حقیقی سے خالی ہین چنانچہ اسکی مثل مین شاہ موصل کی حکایت آگے بیان فرماتے ہین

غمازان و نقش او بر کاغذ بستن

مر خلیفهٔ مصر را غماز گفت   که شهٔ موصل بحوری گشت جفت
یک کنیزک دارد او اندر کنار   که بعالم نیست مانندش نگار
در بیان ناید که حسنش بیحدست   نقش او اینست کاندر کاغذست
نقش بر کاغذ چو دید آن کیقباد   خیره گشت و جام از دستش فتاد
پهلوانے را فرستاد آن زمان   سوے موصل با سپاهی بس گران
که اگر ندهد بتو آن ماه را   بر کن از بن آن در و درگاه را
ور دهد ترکش کن و مه را بیار   تا کشم من بر زمین مه در کنار
پهلوان شد سوے موصل با حشم   با هزاران رستم و صاحب علم
چون ملخها بیحد و مر گرد دشت   قاصد اهلاک اهل شهر گشت
هر نواحی منجنیقے از نبرد   همچو کوه قاف او بر کار کرد
زخم تیر و سنگهاے منجنیق   تیغها بر کرد چون برق از بریق
هفتهٔ کرد اینچنین خونریز گرم   برج سنگین سست شد چون موم نرم
شاه موصل دید پیکار مهول   پس فرستاد از درون پیشش رسول
که چه میخواهی ز خون مومنان   کشته میگردند زین حرب گران
گر مرادت ملک و شهر موصل ست   بی چنین خونریز اینت حاصل ست
من روم بیرون شهر اینک درآ   تا نگیرد خون مظلومان ترا

غمازون کی اور تصویر اسکی کھینچنا کاغذ پر

بولا[۱] غماز اک خلیفهٔ مصر کو   کہ شہ موصل رکھے اک ماہرو
رکھتا اک لونڈی ہے وہ اندر کنار   کہ نہین عالم مین مثل اسکے نگار
حسن بیحد ہکا نہ ہووے بیان   ہے یہ تصویر اسکی کاغذ پر عیان
دیکھی جو تصویر اسکی شاہ نے   ہوگیا حیران گری مے ہاتھ سے
بھیجا[۲] اسنے اسگھڑی اک پہلوان   پاس موصل کے مع فوج گران
کہ اگر تجکو نہ دے اس ماہ کو   کر تباہ اسکی در و درگاہ کو
گر وہ دے چھوڑ اسکو اور لا ماہ کو   تا زمین پر یون بغل مین ماہ دو
پہلوان با فر سوے موصل گیا   سیکڑون رستم وہ ہمرہ لے گیا
مثل ٹڈی دشت کو پر کر دیا   چاہا اہل شہر کو بس مارنا
منجنیق ہر سمت لڑنے کیلئے   مثل کہ قاف اسنے بس قائم کیے
سنگسار[۳] منجنیق اور زخم تیر   اور نکالین تیغ جون برق منیر
ایک ہفتہ یونہی رکھی جنگ گرم   برج سنگین ہوگئے جون موم نرم
دیکھا شہ موصل نے جو جنگ گران   ایلچی کو بھیجا پیش پہلوان
مومنون کے خون سے کیا چاہتا ہے تو   مرتے ہین اس جنگ سے ای نیکخو
گر تو شہر و ملک موصل خواہ ہے   بے کیے خونریزی تجکو بس ملے
جاتا مین ہون شہر سے اب لے تو آ   خون مظلومین مت ہو مبتلا

۱ بولا الخ یہ شعر ایکے غماز نے کہا خلیفہ مصر سے کہ شاہ موصل ایک ماہرو رکھتا ہے اندر کنار کے کہ عالم مین اسکی مثال معشوق نہین ہے اسکے حسن بیحد کا بیان نہین ہوتا ہے تصویر اسکی کاغذ پر عیان ہے جو تصویر اسکی دیکھی شاہ حیران ہوگیا اور جام شراب ہاتھ سے گرا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲-

۲ بھیجا الخ یہ شعر اسدم اسنے ایک پہلوان کو بھیجا شاہ موصل کے پاس مع ایک فوج گران کے کہ اگر وہ اسے تجکو نہ دے اسکی در و دیوار کو تباہ کر اور اگر وہ دے اسکو چھوڑ اور اس ماہ کو لا تا کہ زمین پر مین اس ماہ کو بغل مین لون پہلوان باکر و فر طرف موصل کے گیا اور سیکڑون رستم ہمراہ لے گیا ٹڈی کے مانند دشت کو بھر دیا اور اہل شہر کو مارنا چاہا ہر طرف لڑنے کے لیے منجنیق مثل کوہ قاف کے اسنے قائم کیے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲-

۳ سنگسار الخ یہ شعر سنگسار اور منجنیق اور زخم تیر کے اور تیغین نکالین مانند بدر منیر کے ایک ہفتہ اسطرح جنگ گرم رکھی کہ برج سنگین مانند موم کے نرم ہوگئے جو شاہ موصل نے جنگ گران دیکھا ایلچی بھیجا پاس پہلوان کے کہ مومنون کے خون سے تو کیا چاہتا ہے کہ اس جنگ سے مرتے ہین اگر تو شہر و ملک موصل چاہتا ہے بے خونریزی کے ملے گا تجکو مین شہر سے جاتا ہون لے تو اب آ اور خون مظلومون مین مبتلا نہ ہو اگر تو سیم و زر دگو ہر چاہتا ہے سہل ہے اس میرے ملک سے تو لے تجکو اب جو کچھ سیم و زر چاہیے مین بھیجون یہ شعر و شعر کہ بعد اسکے ہے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲-

در مرادت گوہر و سیم و زر است — این ولی ملک و شہر خود آسان تراست
ہر چہ می باید ترا از سیم و زر — میفرستم چیست این آشوب و شر

سیم و زر گوہر اک چہتا ہی تو — سہل ہے اس ملک سے لے جیو تو
تجکو جو کچھ چاہیے اب سیم و زر — بھیجو نین یہ کس لیے ہی شور و شر

ایثار کردن صاحب موصل آن کنیزک را بخلیفہ تا خونریزی مسلمانان زیادہ نشود

بخشنا شاہ موصل کا خلیفہ کو وہ لونڈی تا خونریزی مسلمانونکی زیادہ نہووے

چون رسول آمد بپیش پہلوان — گفت پیغام ملک اندر زمان
گفت من نی ملک میخواہم نہ مال — لیک میخواہم یکے صاحب جمال
داد کاغذ کاندرو نقش و نشان — گفت پیشش بر بگو او را عیان
کاندرین کاغذ نگر چہ صورت ست — زود بفرستش کہ ملکش مال رست
این کنیزک خواہم او را طالبم — ہین بدہ ورنہ کنون من غالبم
چون رسولش باز گشت و گفت حال — داد کاغذ را و بنمود آن مثال
گشت معلومش چہ گفت آن شاہ نر — صورتی کم گیر و زود او را ببر
من نیم در عہد ایمان بت پرست — بت بر آن بت پرست اولی ترست
با تبرک داد دختر را و برد — سوی لشکرگاہ و در ساعت سپرد
روی دختر چون بدید آن پہلوان — گشت عاشق بر جمالش در زمان
عشق بحر آسمان بر وی کفی — چون زلیخا در ہوای یوسفی
دور گردون را ز موج عشق دان — گر نبودی عشق بفسردی جہان
کی جمادی محو گشتی در نبات — کی فدای روح گشتی نامیات

ایلچی جو آیا پیش پہلوان [۱] — اور کہا پیغام شہ کا اس زمان
بولا نہ مین ملک چاہون اور نہ مال — لیک مین چہتا ہون اک صاحب جمال
بس اسے تصویر کا کاغذ دیا — بولا لے جا اور اس کو یہ کہا
دیکھ کاغذ اسکی یہ صورت رکھے — بھیج اسکو ملک تا تیرا بچے
لونڈی یہ چہتا ہون اور طالب ہون مین — بھیجدے ورنہ مین اب غالب ہون مین
ایلچی آیا [۲] کہا سب اسنے حال — اور دیا کاغذ دکھائی وہ مثال
جو ہوا واقف تعجب سے کہا — ٹھہرے مت صورت پہ جلدی لیکے جا
عہد ایمان مین ہون نہین بت پرست — چاہیے بت اسکو وہ ہی بت پرست
لونڈی باسامان دی وہ لیکر گیا — سوے لشکر اور سپرد اسکے کیا
پہلوان نے دیکھا اس لونڈی کو جو — ہو گیا عاشق جمال اسکے کا وہ
عشق دریا آسمان کف اسپے ہی — جون زلیخا عشق یوسف کا رکھے
دور چرخ اک عشق کی موجون سے جان — عشق نہ ہوتا تو اجڑ تھا جہان
کب [۳] جماد اندر نبات ہوتا فنا — روح پر کب نامیہ ہوتی فدا

[۱] ایلچی الخ۔ شعر جو ایلچی آیا پاس پہلوان کے اور اسوقت پیغام شاہ کا کہا پہلوان نے کہا کہ مین نہ ملک چاہتا ہون نہ مال ولیکن مین چاہتا ہون ایک صاحب جمال پس اسکو تصویر کا کاغذ دیا اور کہا لے جا اور یہ اسکو دکھلا یہ کاغذ دیکھ کس کی صورت رکھتا ہے اسکو بھیج تاکہ تیرا ملک بچے یہ لونڈی چاہتا ہون اور طالب ہون بھیجدے ورنہ مین اب غالب ہون باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

[۲] ایلچی آیا الخ۔ شعر ایلچی آیا اور اسنے سب کہا اور کاغذ دیا اور تصویر دکھائی وہ جو واقف ہوا تعجب سے کہا صورت پر مت ٹھہر کر جلدی لے کر جا مین عہد ایمان مین ہون بت پرست نہین ہون اسکو بت چاہتا ہے کہ وہ بت پرست ہے لونڈی باسامان دی اور وہ لیکر گیا طرف لشکر کے اور اسکے سپرد کیا جو پہلوان نے اس لونڈی کو دیکھا وہ عاشق اسکے جمال کا ہو گیا آگے اسکے حقائق ہین عشق دریا اور آسمان اسپر کف ہے جیسے زلیخا عشق یوسف کا رکھتی ہے دور چرخ کو عشق کی موجون سے اگر عشق نہوتا تو جہان ابتر تھا یعنے عشق سے سب جہان کی پیدائش ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲۔

[۳] کب جماد الخ۔ شعر کب جماد اندر نباتات کے فنا ہوتا اور روح پر قوت نامیہ کب فدا ہوتی آدمی اور ہوا سے مریم کب حاملہ ہوتی یعنے مکہ مانند ہر ایک جسم خود پر اور ہیئت کے مانند کسو واسطے کوئی آدھا ہر ایک ذرہ عشق جمال کا رکھتا ہے اور حال پہ دوڑتا ہے مانند نہال کے انکا دوڑنا سبحان اللہ ہے کہ جان کے واسطے تن کو صاف کرتا ہے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲۔

روح کے گشتی فدای آن دمی | گر نسیمش حامله شد مریمی
هر یکی بر جا فسرده همچو یخ | گر بدی پران و جویان چون ملخ
ذره ذره عاشقان آن جمال | می‌شتابد در علو همچون نهال
سبح لله هست اشتاب شان | تنقیه تن میکنند از بهر جان
پهلوان چه را چو ره پنداشته | شوره اش خوش آمد حب کاشته
چون خیالی دید آن خفته بخواب | جمع شد با او وازو رفت آب
چون بجست از خواب شد بیدار زود | دید کان لعبت به بیداری نبود
گفت بر هیچ آب خود بردم دریغ | عشوهٔ آن عشوه ده خوردم دریغ
پهلوانی تن بداد مردی نداشت | تخم مردی در زمین ریگ کاشت
مرکب عشقش دریده صد لگام | نعره میزد لاابالی کالحمام

ایش ابالی بالخلیفة فی الهوی | فاستوی عندی وجودی والتوی

اینچنین سوزان و گرم آخر مکار | مشورت کن با یکی دانسته کار
مشورت کو عقل کو سیلاب آز | در خرابی کرد ناخن ها دراز
بین ایدی سد و سوی خلف سد | پیش و پس کی بیند آن مفتون خد
آمده در قصد جان سیل سیاه | تا که روبه افگند شیری بچاه
از چهی بنمود معدومی خیال | در چه انداز اسودا کالجبال
هیچکس را با زنان محرم مدار | که مثال آن چو پنبه ست و شرار

آدمی پر روح کب ہوتی فدا | کب ہوا سے ہوتی مریم حاملہ
مثل یخ جمتا ہر اک جا آب بے | مثل ٹڈی اڑتا کوئی کس لیے
ذرہ ذرہ رکھتا ہے عشق جمال | دوڑتا عالی پہ ہے مثل نہال
سبح لله ہے وہ انکا دوڑنا | جانکی خاطر کرتے ہین تن کو صفا
۵۱ پہلوان نے راہ جانی چاہ کو | بیج بویا خاک شورہ مین نکو
جیسے دیکھے خواب مین کوئی خیال | احتلام اسکو ہوا صاحب جمال
جو اٹھے وہ خواب سے بیدار ہو | دیکھے بیداری مین پھر صورت نہ وہ
بھولے اب ادنی پہ کیون کھویا دریغ | دھوکا اس بیکار کا کھایا دریغ
پہلوان تن تھا نہ مردی تھی اسے | تخم مردی بویا اندر ریگ کے
اسکے اسپ عشق نے توڑی لگام | چیخا بیہودہ مثال مرغ دام

ایش ابالی بالخلیفة فی الہوی | فاستوی عندی وجودی والتوی

کیا پروا رکھتا ہون مین خلیفہ سے عاشقی مین برابر ہے نزدیک میرے موجودگی و ہلاکی ہے

۵۲ ایسا سوز و گرم تو آخر نہ ہو | مشورہ جو ایک دانستہ سے ہو
مشورہ کان ہے کہ سیل حرص نے | بس خرابی مین کیے ناخن بڑے
بین ایدی سد و سوے خلف سد | آگے پیچھے دیکھے کب عشاق خد
آیا جان لینے کو بس سیل سیاہ | تا کہ روباہ شیر کو ڈالے بچاہ
چاہ سے دکھلایا معدوم الخیال | ڈالا چہ مین شیر کو تھا جون جبال
۵۳ رکھ نہ عورت سے کسی کو رازدار | کہ مثال اسکی ہے جون پنبہ شرار

سلہ پہلوان نے الخ، شر پہلوان نے چاہ کو راہ جانی اور زمین شور مین بیج بویا آگے اسکی مثال ہے جیسے کوئی خواب مین خیال دیکھے اور احتلام اسکو ہوا صاحب جمال سے جو وہ خواب سے بیدار ہو کر اٹھے تو بیداری مین وہ صورت نہ دیکھے کہوے کہ ادنی پر کیون کھویا افسوس ہے آگے رجوع بقصہ ہے پہلوان تن تھا مرد نہ تھا کہ تخم مردی کا دیا اندر ریگ کے اسکو اسپ عشق نے لگام توڑی اور بیہودہ چیخا مانند مرغ کے ترجمہ کیا پروا نہ رکھتا ہون خلیفہ سے عاشقی مین کہ برابر ہے نزدیک میرے موجودگی و ہلاکی یعنی ذرہ ذرہ دنیا کا جمال پر عاشق ہے اور اعلی کو دوڑتا ہے بس اولیا جان کی خاطر تن کو فدا کرتے ہین کہ تا ترقی ہو ہمکو آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲ سلہ ایسا سوز الخ ۵ شعر ایسا سوز و گرم تو آخر کو نہ ہو اور مشورہ ڈھونڈھنے والا ایک دانستہ سے ہو مشورہ کہان ہے کہ سیل حرص نے خرابی مین ناحق بڑے کیے ترجمہ آگے پردہ پیچھے پردہ پس آگے پیچھے کب دیکھتا ہے عاشق صورت کا پس سیل سیاہ جان لینے کو آیا تا کہ روبہ شیر کو چاہ مین ڈالے چاہ سے ایک خیال معدوم دکھلایا اور شیر کو چاہ مین ڈالا کہ مانند پہاڑ کے تھا آگے مثال ہے فافہم ۱۲ سلہ رکھ الخ ۵ شعر کسی کو عورت سے رازدار مت رکھ کہ اسکی مثال ہے مانند پنبہ و شرار کے اب حق سے آگ ٹھنڈی چاہیے جیسے یوسف بھاگ کر بچ گیا ہے کہ زلیخا سے وہ لڑا بھی شیرون کے مانند خود کو جدا کیا کب اپنے نفس کو خوار کر سکتے بجز مدد عقلون زیرک کے اب تو ختم قصہ کی طرف لوٹے پہلوان کی بات کا، تمنا نہین ہے یعنی ہر ایک امر مین مشورہ کرنا چاہیے کہ آفات دنیا سے نجات ہو کیونکہ حرص انسان کو آفت مین اندھا کر کے ڈالتی ہے آگے صحبت پہلوان کا بیان ہے فافہم ۱۲

آتشی باید نشستہ زاب حق — ہمچو یوسف معتصم اندر رہِ حق
کز زلیخای لطیف سرو قد — ہمچو شیران خویشتن را وا کشد
نفس خود را کی توان کردن زبون — جز بامداد عقول ذو فنون
جانب اتمام قصہ باز ران — کاین سخن پایان ندارد پہلوان

آگ ٹھنڈی آب حق سے چاہیے — جیسے یوسف بچ گیا ہی بھاگ کے
کر زلیخا سے کہ تھی وہ دلربا — مثل شیرون کے کیا خود کو جدا
خود زبون تو نفس کو کب کر سکے — زیرک عقلون کی سوا امداد کے
ختم قصہ کی طرف اب لوٹ تو — انتہا نے پہلوان کی بات کو

مراجعت نمودن پہلوان از موصل و صحبت او با کنیزک

لوٹنا پہلوان کا شاہ موصل سے اور صحبت کرنا اسکا لونڈی سے

بازگشت از موصل و میشد براہ — تا فرود آید بہ بیشہ و مرجگاہ
آتش عشقش فروزان آنچنان — کہ ندانست او زمین و آسمان
قصد آن مہ کرد اندر خیمہ او — عقل کو و از خلیفہ خوف کو
چون زند شہوت درین وادی شرار — عقل را سوزد دران شعلہ چو خار
چون زند شہوت درین وادی دہل — چیست عقل تو فجل ابن الفجل
صد خلیفہ گشتہ کمتر از مگس — پیش چشم آتشینش آن نفس
چون برون انداخت شلوار و نشست — درمیان پای زن آن زن پرست
چون ذکر سوی مقر میرفت راست — رستخیز و غلغل از لشکر بخاست
برجہید او کون برہنہ سوی صف — ذوالفقاری ہمچو آتش او بکف
دید شیر نر سیہ از نیستان — بر زدہ بر قلب لشکر ناگہان
تازیان چون دیو در جوش آمدہ — صد طویلہ و خیمہ را برہم زدہ
شیر نر گنبد ہمی کرد از نغز — در ہوا چون موج دریا بیست گز

پاس سے[۱] موصل کے لوٹا اور چلا — تاکہ خیمہ زن ہو صحرا میں وہ جا
ایسی بھڑکی آگ اسکے عشق کی — نے خبر چرخ و زمین کی کچھ رہی
قصد خیمہ میں کیا مہ کا نہان — عقل کان اور ڈر خلیفہ کا کہان
بھڑکے اس وادی میں جب شہوت کی آگ — اسکا شعلہ کردے ساری عقل خاک
ڈھول[۲] کوٹے شہوت اس صحرا میں جب — کیا تری یہ عقل ہے ای مسخرے
سو خلیفے کم مگس سے بس ہوئے — اسکے چشم آتشین کے سامنے
جو اُتارا پائجامہ اس زمان — بیٹھا زن کے پاؤن کے درمیان
جب ذکر اسکی طرف سیدھا گیا — شور و غوغا ایک لشکر میں اٹھا
بھاگا ننگی کاڑ لیکر سوی صف — مثل آتش کے وہ شمشیر بکف
دیکھا جنگل میں ہی اک شیر سیاہ — قلب لشکر پر وہ ناگہ آپڑا
جوش[۳] میں گھوڑے ہین مثل دیو کے — سو طویلوں کے ہین خیمے توڑتے
جست کی اندر ہوا اس شیر نے — بیس گز مانند موجون بحر کے

۱ پاس سے الخ یہ شعر شاہ موصل کے پاس لوٹا رہ چلا اور جا کر صحرا میں خیمہ زن ہوا آگے عشق کی آگ ایسی بھڑکی کہ زمین و آسمان کی کچھ خبر نہ رہی اس ماہ کا قصد خیمہ میں کیا عقل کہاں اور خوف خلیفہ کا کہاں رہا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

۲ ڈھول الخ یہ شعر اس جنگل میں شہوت ڈھول کوٹتی ہے کہ اے مسخرے یہ کیا تیری عقل ہے کہ سو خلیفہ مکھی سے کم ہوئے اسکی چشم آتشین کے روبرو جو اسوقت پاجامہ اتارا اور عورت کے پاؤن کے درمیان بیٹھا جب ذکر اسکی طرف سیدھا گیا کہ ایک شور و غوغا لشکر میں اٹھا ننگی کاڑ بھاگا طرف صف کے آتش کے مانند شمشیر بکف دیکھا کہ جنگل میں سے ایک شیر سیاہ قلب لشکر پر ناگاہ آپڑا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

۳ جوش میں الخ یہ شعر گھوڑے جوش میں ہین دیو کے مانند کہ سو طویلون کے خیمہ توڑے ہین اس شیر نے ہوا میں جست کی بیس گز مانند موج دریا کے پہلوان مردانہ و بیخوف تھا شیر نر کے مانند آگے شیر کے گیا تلوار ماری اور اسکا سر کاٹا اور معشوقہ کے پاس وہ جلد گیا جبکہ پری کے پاس وہ واپس گیا اسکی مردی ویسی ہی موجود تھی ایسی چقلش اس شیر سے کری اور اسکی مردی نہ گئی اور ویسی ہی رہی وہ بت شیرین تھا خوبرو سے اسکی مردی سے تعجب میں رہی باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

پہلوان مردانہ بود و بے حذر | پیش شیر آمد چو شیر مست نر
زد بشمشیر و سرش را بر شگافت | زود سوی خیمۂ مہ رو شتافت
چونکہ خود را او بدان حورا نمود | مردی او ہمچنان برپاے بود
باچنان شیری بجالش گشتہ جفت | مردی او ماند برپای و نخفت
آن بت شیرین لقاے ماہ رو | در تعجب ماند از مردی او
جفت شد با او بشہوت آن زمان | متحد گشتند حالی نفس و جان
ز اتصال این دو جان با یکدگر | میرسد از غیب شان جانے دگر
رو نماید از طریق زادنی | گر نباشد از علوقش رہزنی
ہر کجا دو کس بمہری یا بکین | جمع آید ثالثی زاید یقین
لیک اندر غیب زاید آن صور | چون روی آنسو ببینی از نظر
آن نتایج کز قرانات تو زاد | ہین مگرد از ہر قرینے زود شاد
منتظر میباش آن میقات را | صدق دان الحاق ذریات را
کز عمل زائیدہ اند و از علل | ہر یکے را صورت نطق و کلل
بانگ شان در میرسد زان خوشحال | کای ز ما غافل ہلا زوتر تعال
منتظر در غیب جان مرد و زن | مول مولت چیست زوتر کام زن
راہ گم کرد او ازان صبح دروغ | چون مگس افتاد اندر دیگ دوغ
چند روزے ہم برین بد بعد ازان | شد پشیمان از چنان جرم گران

پہلوان مردانہ اور بےخوف تھا | شیر نر سا شیر کے آگے گیا
تیغ ماری اور کاٹا اسکا سر | پاس مہ رو کے گیا وہ جلد تر
جبکہ وہ واپس گیا پیش پری | اسکی مردی ویسی ہی تھی جو دکھی
چپقلش اس شیر سے ایسی کری | پھر بھی مردی اسکی بس قائم رہی
وہ بت شیرین لقا جو تھی پری | اسکی مردی سے تعجب مین رہی
از رہ شہوت[1] ملا اس سے اس آن | ہوگئے اسوقت واصل نفس و جان
وصل باہم ہوئے اس دو جان سے | دوسری جان غیب سے انکو ملے
منہ دکھائے زادنی کی راہ سے | گر نہ رہزن کوئی حلقہ ہو لے
مہر یا کینہ سے دو کس جس جگہ | جمع ہوں تو تیسرا ایسے جنے
غیب مین پیدا ہو وہ صورت وے | جو ادھر تو جاے تو دیکھے اسے
تربیت سے تیری وہ ثمرہ جنا | مت ہو خوش ہر قربیت سے تو بھلا
منتظر[2] اسوقت کا رہ تو سدا | جان سچا پانا ذریات کا
کہ عمل سے پیدا اور علت سے ہین | بس ہر اک گویا و گونگی صورتین
آتی ہے ان خوشخصاونسے صدا | کیا ہی غافل اس گھڑی جلدی تو آ
غیب مین جان منتظر ہر ایک ہے | جلد آ تو دیر ہے اب کس لیے
پس وہ گمرہ صبح کاذب سے ہوا | مثل مکھی کے دہی مین پھنس گیا
تھوڑے دن یونہی رہا اس راہ پہ | پھر پشیمان وہ ہوا اس جرم سے

وصیت کردن کنیزک را در کتمان سر کہ در میان رفت

وصیت کرنا لونڈی کو واسطے چھپانے اس بھید کے کہ جو درمیان مین گذرا

[1] از رہ شہوت الخ شہ اسوقت از راہ شہوت کے اس سے ملا اسوقت وصل ہوگئے نفس و جان آگے اسکے حقائق ہین باہم وصل ہوئے ان دو جان زن و مرد سے دوسری جان غیب سے انکو ملتی ہے اور منہ دکھاتی ہے پیدائش کی راہ سے اگر کوئی علقہ یعنے رہزن نہووے جس جگہ محبت و کینہ سے دو کس جمع ہون تو تیسرا ان سے پیدا ہوتا ہے غیب مین وہ صورت اعمال پیدا ہو ولیکن جو تو ادھر جاے تو اسے دیکھے تیری قربیت سے وہ ثمر پیدا ہو تو ہر قربیت سے مت خوش ہو یعنی جیسے دنیا مین دو جان مرد و زن کے ملنے سے تیسری جان پیدا ہوتی ہے اسی طرح دو جان کے ملنے سے اعمال اس عالم مین پیدا ہوتے ہین کہ جب تو ادھر جائے تو انکو دیکھے آگے اسکا بیان ہی خاتم ۱۲ [2] منتظر الخ شرح ہمیشہ منتظر اسوقت کا رہ اور پانا ذریات کا سچا جان کہ عمل سے پیدا و علت سے ہین پس ہر ایک صورتین گویا و گونگی ہین ان خوشخصاونکی صدا آتی ہی کہ اے غافل اسدم تو جلدی آ ہر ایک غیب مین منتظر ہے کہ تو جلد آ اب دیر کس واسطے ہی پس وہ گمراہ صبح کاذب سے ہوا اور مکھی کے مانند دہی مین پھنس گیا اس راہ پر تھوڑے دن یون رہا پھر وہ پشیمان اس جرم سے ہوا یعنی وہ ذریات عمل صحیح سے و یا علت سے اس عالم مین پیدا ہوتے ہین گویا وہ گونگی صورت رکھتے ہین گویا سے راحت پہونچتی ہے اور گونگے سے رنج جیسے کہ صحبت لونڈی سے پہلوان کو نتیجہ پہونچا آگے وصیت لونڈی کا

داد سوگندش کہ ای بدر منیر — کن حذر تا شہ نگردد زین خبیر
در شفاعت گفت کای خورشید رو — با خلیفہ زانچہ شد رمزی مگو
مختصر گویم ببرد آن پہلوان — مر کنیزک را بسوے شاہ جہان
چونکہ دید او آن کنیزک گشت مست — بس ز بام افتاد او را نیز طشت
دید صد چندان کہ وصف شنیدہ بود — کے بود خود دیدہ مانند شنود
وصف تصویرست بہر چشم ہوش — صورت آن چشم دان نے آن گوش
یک مثالے گویم اکنون گوشدار — فہم کن امثال و معنی ہوشدار

[1] دی قسم اسکو کہ اے بدر منیر — بس خبردار اس سے نے ہو شہ خبیر
اور بچانے کو کہا کہ جو ہوا — تو خلیفہ سے نہ کچھ کہنا ذرا
مختصر کہتا ہوں میں وہ پہلوان — لے گیا لونڈی کو سوئے شہ جہان
دیکھا لونڈی کو ہوا وہ بسکہ مست — بام سے اسکا گرا بھی زیر طشت
جو سنا تھا اس سے بس دیکھا سوا — کب ہو سننا دیکھنا بس ایک سا
وصف تصویر آنکھ کے ہے واسطے — صوت آنکھوں کے لیے نے کان کے
کان رکھ تو اک مثل کے واسطے — بس مثل در جان معنی اسکے لے

پرسیدن شخصے از بزرگے فرق میان حق وباطل را

پوچھنا ایک شخص کا ایک بزرگ سے فرق درمیان حق وباطل کے

گرد مردی از سخندانی سوال — حق وباطل چیست ای نیکو مقال
گوش را بگرفت گفت این باطل ست — چشم حق ست و یقینش حاصل ست
آن بنسبت باطل آمد پیش این — نسبت اغلب سخنہا اے امین
ز آفتاب ار کرد خفاش احتجاب — نیست محجوب از خیال آفتاب
خوف اورا خود خیالش میدہد — وان خیالش سوی ظلمت میبرد
آن خیال نور می ترساندش — بر شب ظلمات می چفساندش

[2] اک سخندان سے کیا اک نے سوال — حق وباطل کیا ہے ای نیکو مقال
کان پکڑا اور کہا باطل یہ ہے — آنکھ حق ہے کہ یقین حاصل اسے
اسکی نسبت آیا وہ باطل اخی — ورنہ غالب تر ہے نسبت بات کی
مہر سے خفاش گر محجوب ہے — پر خیال مہر سے محجوب ہے
[3] خوف دیتا ہے اسے خود جو خیال — سوی ظلمت کھینچتا ہے وہ خیال
وہ خیال نور دہشت دے اسے — رات کی ظلمت پہ رغبت دی اسے

[1] دی قسم الخ، شعر قسم اسکو دی کہ ای بدر منیر خبردار اس بات سے شاہ کو خبر نہووے اور خود کو بچانے کے واسطے کہا کہ جو ہوا تو خلیفہ سے کچھ ذرا نہ کہنا میں مختصر کہتا ہوں کہ وہ پہلوان لونڈی کو لے گیا طرف بادشاہ کے بادشاہ نے جو لونڈی کو دیکھا وہ از بس مست ہوا اور بام سے اسکا طشت بھی گرا یعنے عاشق ہوا جو سنا تھا اس سے بھی سوا دیکھا کہ سننا اور دیکھنا یکسان کب ہوتا ہے آگے حقائق ہیں ہو وصف تصویر آنکھ کے واسطے اور صورت آنکھوں کے واسطے ہے نہ کان کے واسطے ہے تو کان رکھ ایک مثل اب کہتا ہوں تو مثل سن اور سب اسکے معنے جان یعنے سننا برابر دیکھنے کے کب ہوتا ہے کہ جاننے اور پہچاننے میں بڑا فرق ہوتا ہے کیونکہ جاننا گوش سے تعلق رکھتا ہے اور پہچاننا آنکھ سے کہ سننے سے شوق ہوتا ہے اور دیکھنے سے تسکین پس گوش باطل و چشم حق ہے چنانچہ اسکا بیان آگے ہے فافہم ۱۲۔
[2] اک سخندان الخ ہ شعر ایک شخص نے ایک سخندان سے سوال کیا کہ حق وباطل کیا ہے ای نیک مقال کان کو پکڑا اور کہا کہ یہ باطل ہے اور حق آنکھ ہے کہ اسکو یقین حاصل ہے اس آنکھ کی نسبت وہ باطل آیا ہے ورنہ گوش غالب تر ہے بہ نسبت بات کے آگے اسکی مثال ہے اگر خفاش خورشید سے محجوب ہے لیکن خیال خورشید سے محجوب ہے یعنے اگرچہ معنی دید میں نہیں مگر خیال سے معنی دور نہیں ہے باقی یہ مثال آگے ہے فافہم ۱۲۔
[3] خوف دیتا الخ، شعر جو خیال اس خفاش کو خود خوف دیتا ہے طرف ظلمت کے وہ خیال کھینچتا ہے وہ خیال نور اسے دہشت سے رات کی ظلمت پر اسے رغبت دے آگے اسکے حقائق ہیں یعنے خیال ونکر دشمن کا ہے کہ جو تو دوستوں سے رکھتا ہے موسیٰ نے تجلی دیکھی کوہ پر وہ کوہ طور خیال کنندہ تاب تحقیق کی نہیں رکھتا تھا تو معذورت ہو کہ تو قابل ہے اور اسکا راہ خیال سے تو وہ اصل ہے کوئی جگہ سے نہیں ڈر اگر شجاعت پہلے لڑنے سے نہیں ہے غیر خیال جنگ پر فکر تن مثل رستم کے سو کرتو ذکر کرتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

از خیالِ دشمن و تصویرِ اوست گر تو جیفیدہ بریار و دوست
موسیا کشفِ لمع برکہ فراشت آن مخیل تاب تحقیقت نداشت
ہین مشو غرہ بدان کہ قابلے مر خیالش را درین رہ واصلے
از خیال حرب نہراسید کس لا شجاعة قبل حرب این دان و بس
بر خیالِ حرب خیز اندر فکر میکند چون رستمان صد کر و فر
نقشِ رستم کو بہ حمامے بود قرن حملہ فکر ہر خامے بود
این خیالِ سمع چون مبصر شود خیر چہ بود رستمی مضطر شود
جہد کن کز گوش در چشمت رود انچہ باطل میبودت حق شود
زان سپس گوشت شود ہم طبع چشم گوہری گردد دو گوش ہمچو پشم
بلکہ جملہ تن چو آئینہ شود جملہ چشم و گوہر سینہ شود
گوش انگیزد خیال و آن خیال ہست دلالہ وصالِ آن جمال
جہد کن تا آن خیال افزون شود تا دلالہ رہبرِ مجنون شود
آن خلیفہ گول ہم یک چند نیز ریش گاوی کرد خوش با آن کنیز
ملک را تو ملکِ غرب و شرق گیر چون نمی ماند تو آنرا برق گیر
مملکتے کان می نماند جاودان ای دلت خفتہ تو آنرا خواب دان
تا چہ خواہی کرد آن باد بروت کہ بگیرد ہمچو جلادان گلوت
ہم درین عالم بدان کہ مامنیست از منافق کم شنو کہ گفتنی ست

ہے خیال اور فکر دشمن کا تجھے جو کہ رغبت دوستون سے تو رکھے
دیکھی موسیٰ نے تجلی کوہ پے وہ مخیل رکھا نے تحقیق سے
تو نہو مغرور کہ قابل ہے تو اسکا راہِ فکر سے واصل ہے تو
نے خیالِ جنگ سے کوئی ڈرا نے شجاعت پہلے کرنے سے کھلا
جز خیالِ جنگ پر اندر فکر مثل رستم کے کرے سو کر و فر
نقش[۱] جو حمام مین رستم کا ہے فکر ہر خام اسپے بس حملہ کرے
یہ سنا خیال اب جو ہو دیکھا ہوا خیر کیا رستم بھی ہو مضطر سوا
جہد کر آنکھوں مین جا کان سے جو کہ باطل تھا تجھے وہ حق دکھے
پھر وہ تیرا گوش ہو ہم طبع چشم دونون گوش اک ہون گہر مانند پشم
بلکہ جملہ تن چون آئینہ بنے جملہ چشم و گوہر و سینہ بنے
گوش اٹھاتا ہے خیال اور وہ خیال ہے جمال حق کا دلالہ وصال
جہد کر تا وہ خیال افزون بنے تا دلالہ رہبر مجنون بنے
اس[۲] خلیفہ نے بھی کئی دن رات احمقی کو خوش کیا لونڈی کے ساتھ
ملک اپنی ملک غرب و شرق جان جو نہ رہے اسکو تو اک برق جان
ملک ایسا جو نہ رہے جاودان اے دل خفتہ تو اسکو خواب جان
کیا کریگا کبر و نخوت یہ ترا مثل جلادون کے پکڑیگا گلا
جان عالم مین کہ ہے اک امن جان اور منافق کی نہ سن کہوی کہان

دربیان ضعف عقل منکران بعث

حجت آخرت کے منکرون کی اور بیان صفت اس حجت کا

۱ نقش الخ، شعر جو حمام مین نقش رستم کا ہے ہر خام کی فکر اسپر حملہ کرتی ہے یہ خیال سنا ہے اب جو دیکھا ہوا ہو خیر کیا رستم بھی مضطر ہو تو کوشش کر کہ آنکھوں مین جا کان ہے جو باطل تھا وہ تجھے حق جو دکھے پھر وہ تیرا گوش ہم طبع چشم ہو دونون گوش ایک ہون گوہر مانند پشم کے بلکہ تمام بدن مانند آئینہ کے بنے جملہ چشم وگوہر و سینہ ہے گوش خیال اٹھاتا ہے اور وہ خیال جمال حق کا دلالہ وصال ہے کوشش کر وہ خیال زیادہ ہو تا دلالہ رہبر مجنون کا ہو یعنی تو سنی ہوئی شے کو کوشش کر کے دید کی جا پہ پہونچا کہ وہ سننا تیرا بجاے دید کے پہونچے بس یہی کمال ہے آگے رجوع بمقصد ہے فافہم ۱۲۔

۲ اس خلیفہ الخ شعر اس خلیفہ نے کئی دن رات احمقی کو لونڈی کے ساتھ خوش کیا آگے حقائق ہین ملک غرب و شرق کو اپنی ملک جان جو نہ رہوے اسکو تو ایک برق جان ایسا ملک کہ جو ہمیشہ نہ رہے اسے دل خفتہ تو اسکو خواب جان تو کیا کریگا کہ وہ غرور مثل جلادون کے تیرا گلا پکڑے گا اس عالم مین جان کہ امن گاہ ہے اور منافق کی مت سن کہ کہے نیست ہے یعنی ملک دنیا کو تو ایک خواب جان کہ مثل برق کے گذر جائیگا اور وہ جہان ہمیشہ رہے گا آگے آخرت کا بیان ہے فافہم ۱۲۔

حجتش اینست گوید ہر دمی	گر بدی چیزی وگر من دیدمی	حجت[1] اسکی یہ ہے اور ہر دم کہے	ہوتی کوئی چیز گر ہم دیکھتے
گر نہ بیند کودکے احوال عقل	عاقلے ہرگز کند از عقل نقل	گر نہ دیکھے لڑکا اک احوال عقل	عقل سے عاقل کرے ہرگز نہ نقل
ورنہ بیند عاقلے احوال عشق	کم نگردد ماہ نیکو فال عشق	اور نہ عاقل دیکھے گر احوال عشق	کم نہو وے ماہ نیکو فال عشق
حسن یوسف دیدۂ اخوان ندید	از دل یعقوب کے شد ناپدید	حُسن یوسف بھائیوں کو نہ دکھا	دور نہ یعقوب کے دل سے ہوا
مر عصا را چشم موسیٰ چوب دید	چشم قبطی افعی و آشوب دید	چشم موسیٰ کو عصا لاٹھی دکھا	چشم باطن کو وہ اک افعی دکھا
چشم سر با چشم سر در جنگ بود	غالب آمد چشم سر حجت نمود	چشم سر نے چشم سر سے جنگ کی	غالب آئی چشم سر حجت کری
چشم موسیٰ دست خود را دست دید	پیش چشم غیب نوری شد پدید	دست اپنا دست موسیٰ کو دکھا	آگے چشم غیب کے نور اک کھلا
این سخن پایان ندارد در کمال	پیش ہر محروم باشد این خیال	بات[2] یہ نہ حد رکھے اندر کمال	آگے ہر محروم کے ہے یہ خیال
چون حقیقت پیش او فرج و گلوست	کم بیان کن پیش او اسرار دوست	جو حقیقت اسکو ہے فرج و غذا	کم بیان کر اس سے تو راز خدا
پیش ما فرج و گلو باشد خیال	لاجرم ہر دم نماید جان جمال	ہمکو ہے فرج و غذا بس اک خیال	اس لیے ہر دم رکھے جان کو جمال
ہر کہ را فرج و گلو آئین و خوست	آن لکم دینکم ولی دین بہر اوست	جو غذا اور فرج کی عادت رکھے	ان لکم دینکم ولی دین اسکو ہے
با چنان انکار کوتہ کن سخن	احمدا کم گوے با گبر کہن	بات کوتہ کر تو اس انکار سے	احمدا کم کر تو اب کفار سے

آمدن خلیفہ نزد آن زن بجہت شہوت رانی وجماع

آنا خلیفہ کا نزدیک اُس عورت کے واسطے صحبت وجماع کرنے کے

چون خلیفہ کرد رائے اجتماع	سوی آن زن رفت از بہر جماع	جو[3] خلیفہ نے کری فکر اجتماع	جانب عورت گیا کرنے جماع
ذکر او کرد و ذکر برپای کرد	قصد خفت و خیز مہر افزای کرد	جو کیا ذکر اور ذکر اُسکا اُٹھا	قصد اس مہرو سے صحبت کا کیا
چون میان پائے آن خاتون نشست	پس قضا آمد رہ عیشش ببست	پاؤں میں زن کے جو بیٹھا جبکہ وہ	بس قضا نے روکا اُسکے عیش کو

[1] حجت اسکی الخ، شعر اسکی حجت یہ ہے کہ ہر دم کہتا ہے کہ اگر کوئی چیز ہوتی ہم دیکھتے آگے مثال جواب مین ہے اگر لڑکا نہ دیکھے احوال عقل کا تو عاقل عقل سے ہرگز نقل نہ کریگا اور اگر عاقل نہ دیکھے احوال عشق کا تو عاشق کا عشق کم نہوگا بھائیون کو حسن یوسف کا خزانہ مگر یعقوب کے دل سے دور نہوگا عصا چشم موسیٰ کو لاٹھی دکھا مگر چشم باطن کو وہ ایک سانپ دکھا چشم سر نے سر سے جنگ کی پس چشم سر غالب آئی اور کہا حجت کری چشم موسیٰ کو دست اپنا دست دکھا مگر آگے چشم غیب کے ایک نور کھلا یعنی اگر منکر آخرت کے ہونے کو حق نہین جانتے ہین تو انکی حجت سے نفی آخرت نہین ہو سکتی ہے کیونکہ چشم ظاہر بین دید معنی سے سراسر محروم ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ [2] بات یہ الخ، شعر یہ بات انتہا نہین ہے کمال مین کہ آگے ہر ایک محروم کے یہ خیال ہے کہ جو حقیقت اسکو فرج و غذا ہے اس سے تو کم بیان کر راز خدا کا کہ ہمکو فرج و خیال اسواسطے ہے ہر دم جان کو جمال رکھتا ہے وہ غذا و فرج کی عادت رکھتا ہے ترجمہ تحقیق تمکو تمہارا دین اور مجھکو میرا دین ہے اس انکار سے بات کوتاہ کر اے احمد کم کہہ تو کفار سے یعنی نفس کے بندہ سے تو راز خدا کا کم کہہ وہ شہوت و غذا کو ایک خیال جانتا ہے اسکی جان ہر دم ایک مشاہدۂ جمال یار ہے آگے خلیفہ بغداد کا بیان ہے فافہم ۱۲ [3] جو خلیفہ نے الخ، شعر جو خلیفہ نے فکر جماع کی عورت کی جانب جماع کرنے گیا جو ذکر کیا اور ذکر اسکا وہ ہوا تو قصد صحبت کا اُس مہرو سے کیا جبکہ وہ عورت کے پاؤن کے درمیان بیٹھا پس قضا نے اسکے عیش کو روکا آواز چوہے کا خشت خشت سُنا شہوت اسکی بھاگی اور وہ مردی سے گیا ۱۲

[illegible]

خشت خشت موش در گوشش رسید — خفت مردی سهوتش کلی رمید
وہم آن کز مار باشد آن صریر — کہ ہمی جنبد بہ تندی از حصیر
زن چو دید آن سستی او از شگفت — آمد اندر قہقہہ خندہ اش گرفت
یادش آمد مردی آن پہلوان — کو بکشت آن شیر و اندامش چنان
غالب آمد خندۂ زن شد دراز — جہد میکرد و نمی شد لب فراز
سخت میخندید ہمچون بنگیان — غالب آمد خندہ بر سود و زیان
ہر چہ اندیشید خندہ میفزود — ہمچو بند سیل ناگاہان کشود
گریہ و خندہ غم و شادی دل — ہر یکے را معدن دان مستقل
ہر یکے را مخزن و مفتاح آن — ای برادر در کف فتاح دان
ہیچ ساکن مے نشد آن خندہ رو — پس خلیفہ تیرہ گشت و تند خو
زود شمشیر از علاقش بر کشید — گفت سر خندہ را گو اے پلید
در دلم این خندہ ظنی اوفتاد — راستی گو عشوہ نتوانیم داد
در خلاف راستی بفریبیم — یا بہانہ چرب مے آری برم
من بدانم در دل من روشنی ست — بایدت گفتن ہر انچہ گفتنی ست
در دل شاہان تو ماہی دان سطر — گرچہ گہ گہ شد ز غفلت زیر ابر
یک چراغی ہست در دل وقت گشت — وقت خشم و حرص آید زیر طشت
آن فراست این زمان یار من ست — گر نگوئی انچہ حق گفتن ست

خشت خشت آواز چوہی کی سنا — بھاگی شہوت اسکی مردی سو گیا
وہم اسکو سانپ کا شاید ہوا — کہ بزیر بوریا ہلتا ہے کیا
زن نے سستی دیکھی او رحیران ہوئی — مار اقہقہ اسنے اور ہنسنے لگی
سلہ پہلوانکی مردی یاد اسکو ہوئی — شیر مارا ویسی ہی مردی کی ہی
غالب آئی اور ہنسی زن کی بڑھی — لب بند ہوتا تھا جو کوشش کری
سخت ہر شل بھنگیڑے کے ہنسی — نفع و نقصان پر ہنسی غالب ہوئی
روکتی تھی جتنی بڑھتی تھی ہنسی — جیسے ٹوٹا بور کا پل اے اخی
رونا ہنسنا اور غم و شادی دل — جان اک معدن ہر اک کا مستقل
مخزن اور مفتاح ہر اک کا تو جان — ہاتھ مین فتاح کے ای مہربان
سٹہ کچھ نہین ہوتی تھی چپ وہ خندہ رو — کہ ہوا ناخوش خلیفہ تند خو
مثل آتش تیغ جلدی کھینچ کے — بولا ہنسنے کا سبب کہہ تو مجھے
اس ہنسی سے شک مرے دلمین پڑا — سچ کہون مانون چلتر نے ترا
گر فریب اب جھوٹا دیوی تو مجھے — یا مجھے دم دے بہانہ تو کرے
جانو نہین دلمین ہے میرے روشنی — چاہیئے اب تجھکو کہنا واجبی
دلمین شاہونکے تو جان اک ماہ بڑا — ابر مین گرگہ جو غفلت سے چھپا
ہے چراغ اک انکی دلمین وقت گشت — وقت حرص اور خشم کے ہی زیر طشت
سٹہ وہ فراست اس گھڑی ہے میرا یار — گر نہ کہوے جو کہ سچ ہے آشکار

سلہ پہلوان کی الخ، شعر اسکو پہلوان کی مردی یاد ہوئی کہ شیر مارا اور ویسی ہی مردی رہی غالب آئی اور ہنسی عورت کی زیادہ ہوئی لب بند نہین ہوتا تھا جو کوشش کری سخت تر بھنگیڑے کے مانند ہنسی کہ نفع و نقصان پر ہنسی غالب ہوئی جتنی روکتی تھی ہنسی بڑھتی تھی کہ جیسے رود کا پل ٹوٹتا ہے آگے اسکے حقائق ہین رونا ہنسنا و غم و شادی دل کی ہر ایک کا ایک معدن مستقل جان مخزن اور مفتاح ہر یک کا تو جان کہ ہاتھ مین فتاح کے ہے یعنی غم و شادی رونا ہنسنا سب خدا کے دست قدرت مین ہے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲۔

سٹہ کچھ نہین الخ، شعر کچھ چپ نہین ہوتی تھی وہ خندان رو کہ خلیفہ تند و ناخوش ہوا مانند آتش کے چلا تلوار کھینچکر کہا کہ ہنسنے کا سبب تو کہہ مجھ سے کہ اس ہنسی سے میرے دل مین شک پڑا سچ کہہ مین تیرا چلتر نہین مانون اگر تو نے جھوٹا فریب اب مجھے دیدیا مجھکو دم دے و بہانہ کرے مین جان لون کہ میرے دل مین روشنی ہے اب تجھکو واجبی کہنا چاہیے آگے اسکے حقائق ہین تو جان کہ شاہون کے دل مین ایک بڑا ماہ ہے اور کبھی کبھی غفلت سے ابر مین چھپتا ہے انکے دل مین ایک چراغ ہے وقت گشت کے اور وقت خشم و حرص کے زیر طشت ہے یعنے بادشاہونکے دل مین ایک نور ہے کہ کبھی کبھی غفلت سے پوشیدہ ہو جاتا ہے پس وہ امر صادق کو اس سے پہچان لیتے ہین آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ سٹہ وہ فراست الخ، شعر وہ فراست اس دم میری یار ہے اگر ظاہر نہ کہوے جو کہ سچ ہے اس تلوار سے تیری گردن کاٹون کہ حیلہ گری تجھکو فائدہ دے تجھے اسوقت کشتہ کرون اور تلوار دکھائی کہا کہ یہ تلوار ہے اور اگر تو سچ کہے تجھکو چھوڑ دون خدا کی قسم تجھکو نہ مارون اسدم اسنے سات قرآن دیکھے اور قسم کھائی اس طور سے کہا کہ عورت عاجز ہوئی اور احوال کہا اور مردی اس رستم مثال کو کہا پہلوان کی شرح کہ جو راہ مین تھی ایک ایک اسنے خلیفہ سے کہی باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

من بدین شمشیر برم گردنت	سود نی ندہد بہانہ کردنت	کاٹوں اس شمشیر سے گردن تری	نہ تجھے دے فائدہ حیلہ گری
این زمان بکشم ترا بے ہیچ شک	تیغ را کرد او حوالہ گفت نک	اس گھڑی کشتہ کروں بیشک تجھے	تیغ دکھلائی کہا یہ تیغ ہے
ور بگوئی راست آزادت کنم	حق یزدان نشکنم شادت کنم	چھوڑ دوں تجھکو اگر تو سچ کہے	ہے قسم حق کی نہیں ماروں تجھے
ہفت مصحف آن زمان برہم نہاد	خورد سوگند و چنین تقریر داد	سات قرآن اس گھڑی اُسنے رکھے	اور قسم کھائی کہا اس طرح سے

فاش کردن آن کنیزک راز را با خلیفہ از بیم زخم شمشیر | بیان کرنا لونڈی کا راز کو خلیفہ سے تلوار کے خوف سے

زن ز عجز آن گشت گفت احوال را	مردی آن رستم صدزال را	زن ہوئی عاجز کہا احوال کو	مردی اس رستم صدزال کو
شرح آن کردک کہ اندر راہ بود	یک بیک با آن خلیفہ وانمود	پہلوان کی شرح جو کرہ ہین تھی	ایک ایک اُسنے خلیفہ سے کہی
شیر کشتن سوے خیمہ آمدن	وان ذکر قائم چو شاخ کرگدن	مارنا[1] شیر اور آنا جائے پر	سینگ کی صورت کھڑا رہنا ذکر
او بدان قوت کہ از شیر شکار	ہیچ تغیرش نشد بد بر قرار	اسکو وہ قوت شکار شیر سے	نے تغیر بس تھا اپنی جائے پے
تو بدین سستی کہ چون کردی بگوش	خشت خشت موشکی رفتی ز ہوش	تجکو یہ سُستی کہ جو تو نے سُنا	خشت خشت موش تو بیہش ہوا
من چو دیدم از تو این و از وی آن	زان سبب خندیدم ای شاہ جہان	دیکھا مین نے تجھسے یہ اور اس سے وہ	اس سبب آئی ہنسی ای نیک خو
رازہا را میکند حق آشکار	چون بخواہد رست تخم بد مکار	راز کرتا فاش حق ہے ای اخی	چاہے جو بچنا نہ بو تخم بدی
این بہار نو ز بعد برگ ریز	ہست برہان بر وجود رستخیز	یہ بہار نو خزان کے بعد ہے	ہے دلیل اک یہ وجود حشر پے
آب و ابر و آتش و این آفتاب	رازہا را می بر آرند از تراب	آگ[2] پانی ابر و باد و خوردنی	کرتے پیدا راز ہین یہ خاک سے
در بہار آن سرہا پیدا شود	ہرچہ خوردست این زمین رسوا شود	ہو بہار اندر وہ پیدا راز سے	ہو وے رسوا کھایا جو ہی خاک نے
بر دمد آن از دہان و از لبش	تا پدید آید ضمیر و مذہبش	اُسکے لب سے اور دہان سے بس اُگے	تا ضمیر اور مذہب اسکا بس کھلے
سر بیخ ہر درختے و خورش	جملگی پیدا شود آن بر سرش	ہر شجر کا کھانا اور بھید اصل کا	سر پہ پیدا اسکے ہو بس ظاہرا

سلہ مارنا الخ، شعر مارنا شیر کا اور آنا جا پر اور سینگ کی صورت کھڑا رہنا ذکر کا اسکو وہ قوت تھی شکار شیر سے اور نہ تغیر تھا اپنی جائے پر اور تجکو یہ سُستی ہے کہ جو تو نے سُنا خشت خشت موش کو تو بیہوش ہوا پس مین نے تجھسے یہ دیکھا اور اس سے وہ اسواسطے ہنسی مجھکو آئی آگے اسکے حقائق ہین حق تعالیٰ راز فاش کرتا ہے اور جو تو بچنا چاہے مت بو تخم بدی کو یہ بہار تو بعد خزان کے ہے یہی ایک دلیل ہے وجود حشر پر یعنے تبدیل فصلون کی ایک ایک دلیل ہے وجود قیامت پر کہ آخر تبدیل کا روز جزا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

سلہ آگ و پانی الخ، شعر آب و آتش و ابر و باد و خورشید یہ خاک سے راز پیدا کرتے ہین بہار مین وہ راز سے پیدا ہو اور رسوا ہو کر جو خاک نے کھایا ہے اُسکے لب و دہان سے وہ اُگے تا کہ ضمیر و مذہب اُسکا کھلے ہر شجر کا کھانا اور راز اصل کا اُسکے سر پر پیدا ہو ظاہرا ایسا بیج کہ جو دل کو ناخوش رکھے اُس مے کا خمار ہے کہ جو کھائی ہے دیکھین کب جائے کہ وہ بیج خمار کونسی مے کا ظاہر ہوا ہے یہ خمار اُس تخم کا ثمر ہے اسکو وہ جانے کہ جو با خبر ہے پس کب ثمرہ و شاخ دانہ کی مانند ہے اور مرد کا جسم کب نطفہ کی مانند ہے یعنی ہر ایک فعل کا نتیجہ ایک ہے مگر بجز اہل خبر کے کون اسکو جانتا ہے کہ یہ ثمر کس دانہ کا ہے آگے راز ظاہر کرنا کنیزک کا بیان ہے فافہم ۱۲۔

ہر غمے کز وے تو دل آزردۂ از خمارِ می بود کان خوردۂ
لیک کے دانی کہ آن رنج خمار از کدامین مے برآمد آشکار
این خمار اشگوفۂ آن دانہ است آن شناسد کاگہ و فرزانہ است
شاخ و اشگوفہ نماند دانہ را نطفہ کے ماند تنِ مردانہ را
نیست مانند ہیولا با اثر دانہ کے مانند باشد با شجر
نطفہ از نان ست کے ماند بنان مردم از نطفہ ست کی ماند بدان
جنی از نارست کے ماند بنار از بخارست ابر کی باشد بخار
از دم جبرئیل عیسےٰ شد پدید کے بصورت ہمچو او شد ناپدید
آدم از خاک ست کی ماند بخاک ہیچ انگورے نمی ماند بتاک
کے بود طاعت چو خلدِ پایدار کے بود دزدے بشکل پایدار
ہیچ اصلی نیست مانند اثر پس ندانی اصل رنج و دردِ سر
لیک بے اصلی نباشد این جزا بے گناہے کی برنجاند خدا
آنچہ اصل ست و کشندہ ہر شی ست گر نمی ماند بوی ہم از وی ست
پس بدان رنجت نتیجہ ذلتی ست آفت این ضربت از شہوتی ست
گر ندانی این گنہ را ز اختیار زود زاری کن طلب کن استغفار
سجدہ کن صد بار میگو اے خدا نیست این غم غیر درخورد سزا
اے تو سبحان پاک از ظلم و ستم کی دہی بیجرم جان را درد و غم

رنج ایسا جو کہ ناخوش دل رکھے ہے خمار اُس مے کا جو کہ کھائی ہے
لیک کب جانے کہ وہ رنج خمار کونسی مے کا ہوا ہے آشکار
یہ خمار اُس تخم کا ہے اک ثمر اسکو وہ جانے کہ جو ہو باخبر
کب ثمر اور شاخ دانہ کی مثال مرد کا کب جسم نطفہ کی مثال
کب ہیولا[۱] ہوتا ہم شکل اثر دانہ کب ہوتا ہے مانند شجر
نان سے نطفہ ہے کب مانند نان ہے بشر نطفہ سے کب ہے اسکی شان
نار سے جن ہووے کب مثل نار ہے بخار اک ابر لانے بخار
اور دم جبرئیلؑ سے عیسیٰ بنا مثل صورت اسکی کب پنہان رہا
خاک سے[۲] آدم ہے کب مانند خاک اور نہیں انگور ہے مانند تاک
مثل جنت کب ہے طاعت پائدار مثل چوری کے ہے کب شکل دار
اصل نے کوئی ہے مانند اثر جانے کب تو اصل رنج و درد سر
پر نہیں بے اصل ہووے یہ جزا بے گنہ کو کب خدا دیوے سزا
اصل ہر شے کھینچے اپنی شی کو ہے گرنہ مثل اُسکے ولی اُس سے وہ ہے
ہے نتیجہ ذلت اُس غم کا ترے تیری ضربونکی بلا شہوت سے ہے
گر نجانے[۳] اس گنہ کو تو بھلا مغفرت چہ جلد ورد کر سدا
سجدہ کر سو بار اور کہہ اے خدا نے یہ غم ہے جز سزا اور سزا
اے تو سبحان پاک از ظلم و ستم کب تو دے بیجرم جان کو درد و غم

سلہ کب ہیولا الخ یہ شعر کب ہیولا ہمشکل اثر کے ہوتا ہے اور کب دانہ مانند شجر کے ہوتا ہے نان سے کب نطفہ مانند نان کے ہے اور بشر کب نطفہ کی شان پر ہے نار سے جن ہے ولیکن کب مانند نار کے ہے ابر ایک بخار ہے ولیکن بخار نہیں ہے دم جبرئیل سے عیسیٰ بنا ہے مگر اسکی مانند کب پوشیدہ رہے یعنی نتیجہ کب فعل کی صورت پر ہوا کرتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

سلہ خاک سے الخ یہ شعر آدم خاک سے ہے مگر خاک کے مانند ہے اور انگور مانند تاک کے نہیں ہے جنت کے مانند کب طاعت پائدار ہے اور مثل چوری کے کب شکل دار ہے کوئی اصل نہیں ہے مانند اثر کے تو کب جانے اصل و رنج و درد سر کی مگر بے اصل یہ جزا نہووے اور بے گناہ کو کب خدا سزا دیوے آگے اسکے حقائق ہیں اصل ہر شی کی اپنی شے کو کھینچتی ہے اگرچہ مثل اُس کے نہیں ہے ولیکن وہ اُس سے ہے اُس غم کا نتیجہ تیری ذلت ہے اور تیری ضربون کی بلا شہوت سے ہے یعنی اصل ہر شے کی اپنی اصل کو اپنی جانب کھینچتی ہے گو نتیجہ ہمشکل اُسکے نہو آگے مناجات ہے فافہم ۱۲۔

سلہ گر نجانے الخ یہ شعر اگر یہ نجانے اس گناہ کو تو جلد مغفرت چاہ رو رو کر ہمیشہ سو بار سجدہ کر اور کہہ کہ اے خدا یہ غم نہیں ہے لائق سزا کے اے تو سبحان پاک ظلم و ستم سے ہے تو بیجرم کے کب درد و غم جان کو دیوے میں تحقیق نہیں جانتا ہوں جرم کو ولیکن غم کو چاہیے جرم سبب کو اعتبار وہ سے پنہان کیا تو جرم کو بھی پوشیدہ رکھ سدا اس جرم سے جرم میرا ظاہر ہوا اور سیاست سے میری چوری ظاہر ہو تو پھر بوٹ توبہ کی طرف تاکہ معلوم ہو اسرار نیاز یعنے آنا غم کا ثبوت جرم ہے کہ بے صدور جرم کے غم نہیں آتا ہے پس حالت غم میں استغفار کرنا چاہیے چنانچہ آگے عفو قصور کا بیان ہے فافہم ۱۲۔

من مین می ندانم جرم را | لیک هم جرمے بباید کرم را
چون بپوشیدی سبب را ز اعتبار | دائما آن جرم را پوشیده دار
کاین جزا اظہار جرم من بود | در سیاست ذرہ دیم ظاہر شود
باز گردی سوی توبہ شاہ باز | تا شود معلوم اسرار نیاز

مین نہین تحقیق جانون جرم کو | لیک غم کو چاہیے جرم ای نکو
اعتبارون سے سبب پنہان کیا | جرم کو بھی رکھ تو پوشیدہ سدا
اس جزا سے جرم ظاہر ہو ترا | اور سیاست سے مری چوری ہو وا
لوٹ پھر توبہ کی سوای شاہ باز | تاکہ ہو معلوم اسرار نیاز

عزم کردن شاہ چون واقف بران خیانت شد کہ بپوشد و عفو کند و او را بوی دہد و دانست کہ آن فتنہ جزای قصد او بود و ظلم او بر صاحب موصل کہ من اساء فعلیہا و ان ربک لبالمرصاد

ارادہ کرنا شاہ کا کہ جو اُس خیانت سے واقف ہوا چھپائے اور عفو کرے اور وہ اُسکو دے اور جانا کہ وہ فتنہ جزا تھی اُس قصہ و ظلم کی کہ شاہ موصل نے کیا کہ من اساء فعلیہا و ان
جس کسی نے گناہ کیا پس وہ اُسپر ہوا اور تحقیق پروردگار
ربک لبالمرصاد
ترا صاحب گزرگاہ کا ہے ۱۲

شاہ با خود آمد استغفار کرد | یاد جرم و ذلت و اصرار کرد
گفت با خود آنچہ کردم با کسان | شد جزای آن بجان من رسان
قصد جفت دیگران کردم ز جاہ | بر من آمد آن و افتادم بچاہ
من در خانہ کس دیگر زدم | او در خانہ مرا زد لاجرم
ہر کہ با اہل کسان شد فسق جو | اہل خود را دان کہ قواد ست او
زانکہ مثل آن جزائے او شود | چون جزای سیئہ مثلش بود
چون سبب کردی کشیدی سوے خویش | مثل آن را چہ تو دیوثی ز پیش
غصب کردم از شہ موصل کنیز | غصب کردند از من او را زود نیز

ہوش مین شہ[1] آیا استغفار کی | یاد جرم و ذلت و ہٹ کی کری
سوچا خود مین نے کسی سے جو کیا | پہونچی میری جان کو اسکی جزا
دوسرے کے قصد جوڑے کا کیا | آیا وہ مجھپر وہین چہ مین گرا
دوسرے کے در کو مارا مین نے جو | میرے در کو اُسنے مارا جان کر
جو کسی کی اہل سے ہو فسق جو | جان اپنی اہل کا دیوث ہو
کیونکہ مثل اُسکے جزا اسکی ملے | جون جزائے جرم مثل جرم ہے
جو سبب[2] کرکے بلایا اپنی سو | جیسے بچہ دیوث نے مثل اسکے کو
مین نے موصل سے غصب لونڈی کری | کی غصب لونڈی کو جلدی مجھ سے بھی

[1] ہوش مین الخ ۔ شعر شاہ ہوش مین آیا اور استغفار کی اور یاد ذلت و ہٹ کی کرے سوچا کہ جو مین نے خود کیا میری جان کو اسکی سزا پہونچی دوسرے کے جوڑے کا جو قصد کیا وہ مجھپر آیا اور مین چاہ مین جو مین نے دوسرے کے دروازے کو مارا اُس نے میرے دروازہ کو مارا آگے اسکے حقائق ہین جو کسی کی اہل سے فسق جو ہو جانو کہ وہ اپنی اہل کا دیوث ہو کیونکہ اُسکے مانند جزا اسکی ملے جیسے جزا جرم کی مثل جرم کے ہے یعنی جو دوسرے کی اہل پر نظر بد ڈالے گا ضرور اُسکی اہل پر دوسرا ایسا کریگا کہ دنیا جائے مکافات ہے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ [2] جو سبب کرکے الخ ۔ شعر جو سبب کرکے اپنی طرف بلایا جیسے مجھ دیوث نے اُسکے مانند کو مین نے شاہ موصل سے جو لونڈی غصب کی پس مجھ سے بھی لونڈی جلدی غصب کر لی وہ میرا امین و خادم تھا میری خیانت کی اور خائن ہوا وقت کینہ و بدلے کا نہ رہا مین نے م

وان این بن بندۂ لالای من	خائنش کرد آن خیانتہای من
نیست وقت کین گذاری و انتقام	من بہ بست خویش کردم کار خام
گر گشم کینہ ازان میر و حرم	آن تعدی ہم بیاید بر سرم
ہمچنان کین ظلم آمد در جزا	آزمودم باز نزمائم ورا
درد صاحب موصلم گردن شکست	من دگر این را نیارم بر جست
داد حق مان از مکافات آگہی	گفت ان عدتم بہ عدنا
ہر فزونی کردن اینجا سود نیست	غیر صبر و مرحمت محمود نیست
ربنا انا ظلمنا سہو رفت	رحمتی کن لے رحیمیات فرت
عفو کردم تو ہم از من عفو کن	از گناہان نو و جرم کہن
گفت اکنون اے کنیزک وا مگو	این سخن را کہ شنیدم من ز تو
با سدار و بہ کسے عرضہ مکن	آنچہ گفتی ای کنیزک زین سخن
با امیرت جفت خواہم کرد من	اللہ اللہ زین حکایت دم زدن
تا نگردد او ز رویم شرمسار	گو یکے بد کرد و نیکی صد ہزار
بارہا من امتحانش کردہ ام	خوبتر از تو بدو بسپردہ ام
در امانت یافتم او را تمام	این قضای بود کامد والسلام

وہ امین میرا تھا اور خادم مرا	کی خیانت میری اور خائن ہوا
وقت کینہ کا نہ بدلے کا رہا	مین نے اپنے آپ کام ابتر کیا
گر حرم[۱] اور میر سے بدلا مین لون	وہ ستم بھی اپنے اوپر مین رکھون
جیسے یہ ظلم آیا بدلے مین مجھے	آزمایا نازماؤن پھر اُسے
توڑی گردن زرد موصل نے مری	مین نہ پھر بھی لاؤن ایسی خستگی
دی جزا اے حق نے مجکو آگہی	بولا ان عدتم بہ عدنا (اگر پھرے تم ہم بھی تم سے پھرے ۱۲)
ہر تعلی کرنا یان پر سود نے	صبر و رحمت کے سوا محمود نے
ربنا انا ظلمنا سہو تھا (اے رب ہمارے تحقیق ظلم کیا ہم نے ۱۲)	رحم کر تیری رحیمی ہے سوا
مین[۲] نے بخشا تو بھی مجھکو بخشدے	جرم نو سے اور پرانے جرم سے
بولا اے لونڈی تو ظاہر مت کہی	بات یہ مین نے سُنی جو تجھ سے ہے
رکھ خیال اور مت کسی سے کہہ ذرا	بات یہ تجھ سے کہی جو ظاہرا
پہلوان سے مین کرون شادی تری	اللہ اللہ مت کر ایسی دم زنی
تا نہ اُس کو مجھ سے ہو شرمندگی	گو بدی کی ایک و نیکی لاکھ کی
آزمایا اُس کو مین نے بارہا	تجھ سے بہتر کو سپرد اُس کے کیا
پس امانت مین اسے پایا تمام	یہ قضا تھی جو پھنسا وہ والسلام

خواندن خلیفہ پہلوان را و کنیزک را با او عقد کردن

بلانا خلیفہ کا پہلوان کو اور لونڈی کا اُسکے ساتھ نکاح کرنا

پس بخود خواند آن امیر خویش را	گشت در خود چشم قہر اندیش را
پس[۳] بلایا پاس اپنے پہلوان	اور مارا غصہ اپنے مین نہان

۱ گر حرم الخ یہ شعر اگر اس حرم و امیر سے بدلا لون مین وہ ستم بھی اپنے اوپر رکھون جیسے یہ ظلم بدلے مین مجھے پہونچا یا آزمایا اور پھر نہ آزماؤن اُسے شاہ موصل کے درد نے میری گردن توڑی مین ایسی پھر خستگی نہ لاؤن مجکو حق نے جزا سے آگہی دی اور کہا ترجمہ اگر پھرے تم ہم بھی تم سے پھرے ہر ایک تعلی کرنا یہان پر بیفائدہ ہے کہ صبر و رحمت کے سوا محمود نہیں ہے ربنا ظلمنا سہو تھا رحم کر کہ تیری رحیمی سوا ہے یعنی مین نے جو دوسرے پر ظلم کیا اور خیانت کری جلد اسکا بدلا وہ ہی مجکو پہونچا اے رب میرے تو عفو فرما باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲ ۲ مین نے بخشا الخ یہ شعر مین نے پہلوان کو بخشا تو بھی مجکو بخشدے نئے و پرانے جرم سے کہا کہ اے لونڈی تو ظاہر مت کہنا یہ بات جو مین نے تجھ سے سُنی یہ خیال رکھ اور کسی سے ذرا مت کہہ کہ یہ بات جو مجھ سے ظاہر کہی ہے مین پہلوان سے تیری شادی کردون اللہ اللہ ایسی تو دم زنی مت کرنا کہ اسکو مجھ سے شرمندگی نہو گو بدی ایک کری اور لاکھ نیکی کری اُسکو مین نے بارہا آزمایا اور تجھ سے بہتر ونکو اُسکے سپرد کیا پس اُسکو امانت مین تمام کیا یہ قضا تھی کہ وہ پھنسا والسلام یعنی کثر تجھ سے سوا حسینونکو اُس پہلوان کے سپرد کیا اور امین پایا اُس سے حرکت ہوئی قضاے آسمانی تھی آگے نکاح لونڈی کا پہلوان کے ساتھ بیان ہے فافہم ۱۲ ۳ پس بلایا الخ یہ شعر پس اپنے پاس پہلوان کو بلایا اور خود مین غصہ کو پوشیدہ مارا ایک اُس سے بہانہ خوشنما کیا کہ میرا دل لونڈی سے بُرا ہوا اسواسطے کہ اس لونڈی کے رشک سے میرے مادر فرزند نالان ہین اُنپر یہ جور و جفا روا نہین ہے وہ غیرت و رشک سے خون کھاتے ہین اور اس کنیزک سے

کرد ہا او یک بہانہ دلپذیر | کہ شد ستم زین کنیزک بس نفیر
زان سبب کز غیرت و رشک کنیز | مادر و فرزند دارد صد ازیر
مادر فرزند را صد حقہاست | او نہ در خورد چنین جور و جفاست
رشک و غیرت میبرد خون میخورد | زین کنیزک سخت تلخی مے برد
چون کسی را داد خواہم این کنیز | پس ترا اولی ترہست این ای عزیز
کہ تو جانبازی نمودی بہر او | خوش نباشد دادن او را جز بتو
عقد کردش با امیر او را بداد | خشم را و حرص را یکسو نہاد
گر بدش سستی ز نری خران | بود او را مردی پیغمبران
ترک خشم و شہوت و حرص آوری | ہست مردی و رگ پیغمبری

اک کیا اُس سے بہانہ خوشنما | کہ ہوا لونڈی سے میرا دل بُرا
اس لیے کہ اس حرم کے رشک سے | مادرِ فرزند نالان ہین مرے
مادر و فرزند کا حق ہے سوا | نے روا ہے اپنے پہ جور و جفا
خون کھاتے ہین وہ غیرت رشک سے | اس کنیزک سے انھین بس رنج ہے
جو کسی کو دینا چاہون یہ کنیز | تجھ سوا بہتر نہین ہو وہ عزیز
کیونکہ محنت تو نے کی اُسکے لیے | تجھ سوا دینا اُسے نے چاہیے
پہلوان سے پس نکاح اسکا کیا | حرص اور غصہ کو اک جانب رکھا
اسکو سستی تھی پہ نری خران | پہ بھی اُسکو مردی پیغمبران
ترک کرنا خشم و شہوت و رخودی | ہے یہ مردی و رگ پیغمبری

در بیان نخن وتمنا کہ یکے را قوت و شہوت خران دہد و یکے را صفا و صفوت فرشتگان

بیان مین نخن وتمنا کی کہ ایک کو قوت و شہوت خرونکی دیتا ہے اور ایک کو صفا و صفت فرشتونکی

تخمہای کہ شہوتے نہ بود | بر او جز قیامتے نہ بود
سر ز ہوا تافتن از سروری ست | ترک ہوا قوت پیغمبری است
مردی خر گو مباش اندر رگش | حق ہمی داند الغ بنگر بگش
مردہ باشم بہ من حق بنگرد | بہ ازان کہ زندہ باشم دور و رد
مغز مردی این شناس و پوست آن | آن بود دوزخ و این رجنان
حفت الجنۃ مکارہ را رسید | حفت النار از ہوا آمد پدید
ای ایاز نزد شیر دیو کش | مردی خر کم فزون مردی ہش

تخم ایسا کہ نہ ہو شہوت سے | پھل نہ ہو اسکا جز قیامت کے
حرص سے سر پھیرنا ہے سروری | حرص کی رو قوت پیغمبری
خر کی مردی اسکی رگ مین گو نہو | حق اُسے جانے امیر نیک خو
حق مجھے دیکھے زمین مردہ رہون | بہتر اُس سے دور ہو زندہ رہون
مغز اس مردی کہ جان اور پوست دو | وہ ہے دوزخ مین یہ جنت مین نکو
حفت الجنۃ مکارہ آئی ہے (یا گرد جنت کی رنج دنیا ۱۲) | حفت النار آئی ظاہر حرص سے (یا گرد دوزخ کی حرص دنیا ۱۲)
ای ایاز شیر نر او دیو کش | خر کی مردی کم بڑی مردی ہے ہش

سلہ جو کسی کو الخ ۵ شعر جو یہ کنیزک کسی کو دینا چاہون تیرے سوا بہتر نہووے وہ عزیز کیونکہ تو نے محنت اُس کے لیے کری ہے۔ تیرے سوا اسکو نہ دینا چاہیے پس پہلوان سے اُسکا نکاح کیا اور حرص و غصہ کو ایک جانب رکھا مقابل نری خردن کے اسکو سستی تھی ولیکن اُسکو مردی پیغمبرون کی حاصل تھی آگے حقائق ہے خشم و شہوت خودی ترک کرنا یہ مردی و رگ پیغمبری ہے یعنی خلیفہ بغداد کو بمقابلہ پہلوان کے مردی اور شہوت کم تھی مگر مردی پیغمبران کی حاصل تھی کہ اپنی معشوق کو اُس نے باوجود مرغوب طبع کے پہلوان کو عطا کر دی اسی کو رگ پیغمبری کہتے ہین آگے اس مردی پیغمبری کا بیان ہے فافہم ۱۲۔

سلہ خر کی مردی الخ ۵ شعر گو اسکی رگ مین خر کی مردی نہو مگر حق اے امیر نیک جانتا ہے حق مجکو دیکھے اور مین مردہ رہون اس سے بہتر ہے کہ دور ہو زندہ ہون پس اس مردی کو مغز جان اور اُسکو پوست وہ دوزخ مین ہے اور یہ جنت مین ہے ترجمہ باگرد جنت کی رنج دنیا آئی ہے اور باگرد دوزخ کی حرص دنیا آئی ہے اے ایاز شیر نر دیو کش خر کی مردی کم ہے اور مردی ہشیار بڑی ہے یعنی مردی شہوت سے مردی نفس کشی کی برتر ہے چنانچہ اسکی مثال مین حکایت بادشاہ و دنیا گوہر کا واسطے توڑنے کے آگے فرماتے ہین فافہم ۱۲۔

دادن شاہ گوہر را در بزم بدست وزیر کہ این بہ چند ارزد و مبالغہ کردن وزیر در قیمت و فرمودن شاہ وزیر را کہ این را بشکن و گفتن وزیر کہ این گوہر نفیس چگونہ بشکنم

دینا بادشاہ کا ایک گوہر وزیر کے ہاتھ مین کہ یہ کس قیمت کا ہی اور تعریف کرنا وزیر کا زیادتی قیمت مین اور فرمانا بادشاہ کا وزیر کو کہ اسکو توڑ ڈال اور کہنا وزیر کا کہ اس گوہر کو کیون توڑون مین

آنچہ چندین صد امیرش نکرد ‏ ‏ لعب کودک بود پیشت نیست مرد
اے بدیدہ لذتِ امر مرا ‏ ‏ جان سپردہ بر امرم در وفا
نکتہ از تعظیم امرش آگہی ‏ ‏ این حکایت گوش کن گر داری
داستان او ذوق چاشنیش ‏ ‏ بشنو اکنون در بیان معنویش
گفت روزی شاہ محمودِ غنی ‏ ‏ آن شہِ غزنین و سلطانِ سنی
یک صباحی جانب دیوان شتافت ‏ ‏ جملہ ارکان را در آن دیوان بیافت
گوہرے بیرون کشید او مستتر ‏ ‏ پس نہادش زود بر کف وزیر
گفت چون ست و چہ ارزد این گہر ‏ ‏ گفت بیش از زر دو صد خروار زر
گفت بشکن گفت چونش بشکنم ‏ ‏ نیک خواہِ مخزن و مالت منم
چون روا دارم کہ مثل این گہر ‏ ‏ کہ نباید در بہا گردد ہدر
گفت شاباش و بدادش خلعتے ‏ ‏ گوہر از وی بستد آن شاہِ فتی

اتنے اُمرانے نہین جانا اُسے ‏ ‏ تونے جانا کھیل اُسے تو مرد ہے
دیکھی لذت تونے میرے حکم کی ‏ ‏ اور وفای حکم مین بس جان دی
حکم کی تعظیم جانے اسکی تو ‏ ‏ یہ حکایت سُن اگر عاشق ہی تو
داستانِ حکم و ذوقِ چاشنی ‏ ‏ سُن تو اب اسکا بیان معنوی
بولا اک دن شاہ محمودِ غنی ‏ ‏ وہ شہِ غزنین سلطانِ سخی
صبح کو اک دن گیا دربار مین ‏ ‏ پایا اُمرا کو کھڑا دربار مین
پس نکالا اُسنے اک روشن گہر ‏ ‏ اور وزیر اپنے کے رکھا ہاتھ پر
بولا کیا قیمت رکھے ہی یہ گہر ‏ ‏ بولا ارزان ہی بصد خروار زر
بولا توڑ اسکو کہا توڑون مین کیون ‏ ‏ خیر خواہِ گنج و دولت خواہ ہون
کب روا رکھون کہ مثل اُسکے گہر ‏ ‏ نے رکھے قیمت ہو یہ ضایع مگر
بولا شاباش اور دیا خلعت اُسے ‏ ‏ گوہر اُس سے لے لیا اُس شاہ نے

سلہ اتنے اُمرانے الخ یہ شعر اتنے امیرون نے اُسے نہ جانا اور تونے اُسے کھیل جانا پس تو مرد ہے تونے لذت دیکھی میرے حکم کی اور وفاے حکم مین جان دی اُس کے حکم کی تعظیم تو جانتا ہے یہ حکایت سُن اگر عاشق تو ہے داستان حکم اور ذوق چاشنی کا اب تو سُن اسکی معنوی کا بیان ہے یعنی تعمیل حکم مالک کے معنے کی لذت اور ہی چیز ہے کہ ہر ایک اُس سے ماہر نہین ہے آگے اُسکا بیان ہی فافہم ۱۲

سکہ بولا الخ یہ شعر ایک دن بادشاہ محمود نے کہا کہ وہ اُس شاہ غزنین و سلطان سخی نے ایک روز صبح کو دربار مین گیا اور اُمرا کو دربار مین کھڑا پایا اُس نے ایک گوہر روشن نکالا اور اپنے وزیر کے ہاتھ پر رکھا فرمایا کہ یہ گوہر کیا قیمت رکھتا ہے کہا کہ سیکڑون خروار زر سے ارزان ہے فرمایا اسکو توڑ کہا کہ مین کیون توڑون کہ خیر خواہ گنج دولت خواہ مین ہون مین کب روا رکھون کہ اُسکے مانند گوہر قیمت نہ رکھے اور یہ ضایع ہو فرمایا شاباش اور خلعت اُسے دیا اور شاہ نے وہ گوہر اُس سے لے لیا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲-

کرد ایثار وزیر آن شہ زجود ۔ ہر لباس و خلعہ کو پوشیدہ بود
ساعتی شان کرد مشغول سخن ۔ از قضیہ تازہ و سترِ کہن
بعد ازان دادش بدستِ حاجبے ۔ گرچہ ارزد این بدستِ طالبے
گفت ارزد این بہ نیمہ مملکت ۔ حافظش بادا خدا از مہلکت
گفت بشکن گفت اے خورشید تیغ ۔ بس دریغت این شکستن بس دریغ
قیمتش بگذار بین تاب و لمع ۔ کہ شدہ است این نورِ روز اورا تبع
دست کے جنبد مرا در کسرِ او ۔ کہ خزانہ شاہ را باشم عدو
شاہ خلعت دادو ادرارش فزود ۔ پس دہان در مدحِ عقل او کشود
بعد یک ساعت بدستِ میر داد ۔ دُر را آن امتحان کن باز داد
او ہمہ گفت و ہمہ میران ہمین ۔ ہر یکے را خلعتے دادہ ثمین
جامگیہا شان ہمی افزود شاہ ۔ آن خسیسان را بہ بُرد از رہ بچاہ
ہمچنین گفتند پنجہ شصت میر ۔ جملگان یک یک بتقلیدِ وزیر
گرچہ تقلید ست استونِ جہان ۔ ہست رسوا ہر مقلد ز امتحان
شاہ چون کرد امتحانِ جملگان ۔ مال و خلعت بُرد ہر یک بیکران
ہمچنان در دور گردان شد گہر ۔ تا بدستِ آن ایاز دیدہ ور
آخرین بنہاد در کفِ ایاز ۔ گفت اور اکای حریفِ دیدہ باز
یک بیک دیدند این گوہر تو ہم ۔ در شعاعش در نگر اے محترم

اُس[1] وزیر اپنے کو شہ نے بس دیا ۔ زیور و ملبوس پہنے جو کہ تھا
اک گھڑی مشغول باتونمین کیا ۔ اُنکو کہہ کر قصہ کہنہ نیا
بعدہٗ حاجب کے رکھا ہاتھ پہ ۔ کہ یہ طالب پاس کیا قیمت کی
بولا قیمت اسکی آدھا ملک ہے ۔ رکھے محفوظ آفتون سے حق اُسے
بولا توڑ اسکو کہا اے مہر تیغ ۔ توڑنا اسکا دریغ اور بس دریغ
چھوڑ[2] قیمت دیکھ اُسکی تاب کو ۔ نور دن تابع ہوا اسکا اے نکو
ہاتھ اُٹھے کب توڑنے کو بس مرا ۔ مین نہ دشمن ہون خزانہ شاہ کا
شہ نے خلعت دی کری تنخواہ سوا ۔ عقل کی اُسکی کری مدح و ثنا
بعدہٗ دُر رکھا دستِ میر پہ ۔ کہ تو اسکا امتحان کر بیشتر
اُسنے اور میرون نے سب وہی کہا ۔ قیمتی خلعت ہر اک کو بس دیا
اُنکی تنخواہ کی زیادہ شاہ نے ۔ چاہ مین ڈالا اُنھین بس راہ سے
ایسے ہی بولے پچاس اور ساٹھ میر ۔ اور کری ہر اک نے تقلیدِ وزیر
گرچہ[3] تقلید اک ستون اندر جہان ۔ ہے مقلد طعنہ خور از امتحان
امتحان جو شاہ نے سب کا کیا ۔ مال و خلعت خوب ہر اک نے لیا
دور وہ گوہر یونہین کرتا ہوا ۔ آخر آیا تا ایازِ باوفا
ہاتھ پر رکھا ایازِ پاک کے ۔ اور کہا اسکو کہ اے جانی مرے
دیکھا ہر اک نے وہ تو بھی یہ گہر ۔ دیکھ اور اُسکی شعاع پر کر نظر

[1] اُس وزیر الخ ۵ شعر شاہ نے اُس وزیر اپنے کو دیا زیور و ملبوس جو کہ پہنا تھا ایک گھڑی باتون مین مشغول کیا قصہ پرانا و نیا کہہ کر بعدہ حاجب کے ہاتھ پر رکھا کہ یہ خواہندہ کے نزدیک کیا قیمت رکھتا ہے کہا اسکی قیمت آدھا ملک ہے کہ حق اسکو آفتون سے محفوظ رکھے فرمایا اُسکو توڑ کہا اے خورشید تیغ اسکا توڑنا وا افسوس و بس افسوس ہے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲۔

[2] چھوڑ قیمت الخ ۴ شعر قیمت کو چھوڑ اور اسکی بات کو دیکھ کہ نور دن کا اسکا تابع ہے ہاتھ میرا اُس کے توڑنے پر کیا اُٹھے مین خزانہ شاہ کا دشمن نہین ہون شاہ نے خلعت دی اور تنخواہ سوا کی اور اُسکی عقل کی تعریف کری بعدہٗ گوہر دست امیر پر رکھا کہ تو اُس کا امتحان کر بیشتر اُس نے اور سب امیرون نے وہی کیا بس ہر ایک کو قیمتی خلعت دیا اُنکی تنخواہ شاہ نے زیادہ کی اور راہ سے اُنکو چاہ مین ڈالا ایسے ہی پچاس یا ساٹھ امیر نے کہا اور وزیر کی ہر ایک نے تقلید کی آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲۔

[3] گرچہ تقلید الخ ۵ شعر اگرچہ تقلید ایک ستون جہان مین ہے و لیکن مقلد طعنہ خوار ہے امتحان سے یعنی اگرچہ تقلید سے قیام جہان ہے و لیکن مقلد امتحان کے سبب سے مطعون خلائق ہے آگے رجوع بقصہ ہے جو شاہ نے سب کا امتحان کیا اور مال و خلعت ہر ایک نے خوب لیا یونہین وہ گوہر دور کرتا ہوا آخر آیا ایاز باوفا تک پس ایاز پاک کے ہاتھ پر رکھا اور کہا کہ اے جانی میرے ہر ایک نے گوہر دیکھا اور تو بھی دیکھ اور اُسکی شعاع پر نظر کر آگے گوہر توڑنے ایاز کا بیان ہے فافہم ۱۲۔

رسیدن آن گوہر آخر دور بدست ایاز و کیاست ایاز و مقلد ناشدن او ایشان را و مغرور ناشدن او به مال و خلعت و جامگی افزون کردن و مدح عقل ایشان کردن کہ نشاید مقلد را مسلمان دانستن اگر مسلمان باشد و نادر باشد کہ مقلد ثبات کند بران اعتقاد و مقلد از امتحانہا بہ سلامت بیرون نیاید کہ ثبات بنیان ندارد

آنا اُس گوہر کا آخر دور مین بدست ایاز اور ہوشیاری ایاز کی اور نہ اُن سب کا مقلد ہونا اُسکا اور نہ مغرور ہونا اُسکا مال و خلعت و ترقی تنخواہ کرنے و مدح عقل اُنکی پر کہ نہ چاہیے مقلد کو مسلمان جاننا اگر مسلمان ہووے و نادر ہو کہ مقلد ثابت رہے اُس اعتقاد پر اور مقلد امتحانون سے سلامت نہین نکلتا ہی کسواسطے کہ مضبوطی بُنیاد کی نہین رکھتا ہی

ای ایاز اکنون بگوئی کاین گہر / چند مے ارزد بدین تاب و ہنر

گفت افزون زانچہ تانم گفت من / گفت اکنون زود خردش در شکن

سنگہا در آستین بودش شتاب / خرد کرد پیش او بود این صواب

زاتفاق طالع با دولتش / دست او آن لحظہ نادر حکمتش

یا بخواب این دیدہ بود آن پر صفا / کردہ بود اندر بغل دو سنگ را

ہمچو یوسف کاندرون قعر چاہ / کشف شد پایان کارش از الٰہ

ہر کرا فتح و ظفر پیغام داد / پیش او یکشد مراد و نامراد

ہر کہ پابند آن ہی شد فضل یا / او چہ ترسد از شکست کارزا

سلف اے ایاز اب تو کہو کہ یہ گہر / کیا رکھے قیمت تری مد نظر

بولا یہ زیادہ ہی اس سے جو کہون / بولا اسکو توڑ جلدی ذو فنون

آستین مین سنگ تھے اُسکے شتاب / توڑا آگے اُسکے تھا یہ ہی صواب

اتفاقًا طالع بیدار سے / حاصل اُس دم وہ ہوئی حکمت اُسے

یا کہ دیکھا خواب مین یہ اُسنے تھا / سنگ دو رکھتا بغل مین اپنے تھا

جیسے یوسف کو کہ اندر چاہ کے / کھل گیا انجام کار اللہ سے

سلف پس جسے فتح و ظفر پیغام دے / ہی مراد و نامراد اکسان اُسے

فضل جسکو یار کا پابند ہے / اسکو کیا غم ہے شکست جنگ سے

سلف اے ایاز الخ یعنی شعر اے ایاز اب تو کہہ کہ یہ گوہر تیری نظر مین کیا قیمت رکھتا ہے کہاکہ یہ اُس سے زیادہ ہے کہ جو مین کہون فرمایا کہ اُسکو جلدی توڑ ڈال اُسکی آستین مین سنگ تھے جلد توڑا کہ اُس کے آگے یہ ہی صواب تھا اتفاقًا طالع بیدار سے اس دم اُسکو وہی حکمت حاصل ہوئی یا کہ اُس نے خواب مین یہ دیکھا تھا کہ وہ سنگ بغل مین رکھتا تھا آگے اسکی مثال ہے جیسے یوسف کو چاہ مین اللہ کی طرف سے انجام کار کھل گیا تھا آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲-

سلف پس جسے الخ یعنی شعر پس جسکو فتح و ظفر پیغام دے اُسکو مراد و نامراد یکسان ہے جو وصل یار کا پابند ہے اسکو شکست (جنگ سے کیا غم ہے آگے مثال ہے جو یقین ہو کہ وہ مات کریگا پیل و اسپ کا مرنا اُسے ناچیز ہو اگر اسپ جو اپنا اسپ پائے پس وہ ہی اسپ ہے کہ جو اسکا قصد ہو اسے مرد اسپ سے کیا یگانگت رکھتا ہے خود اسپ کا جو قصد ہے اور اُسکا اسپ وہ ہی قصد ہے کہ جو وہ اسپ گم گشتہ کا قصد رکھتا ہے پس جو کوئی جس چیز کا ارادہ رکھتا ہے وہ ارادہ ہی اُسکا وہ چیز ہے چنانچہ اسکے حقائق آگے ہین فافہم ۱۲-

چون یقین گشتش کہ خواہد کرد مات	فوت اسپ و پیل باشد ترہات
گر برد اسپش ہرآنکہ اسپ جوست	اسپ اوگوئی کہ پیش آہنگ اوست
مرد را با اسپ کے خویشی بود	عشق اسپش از پے پیشی بود
بہر صورتہا مکش چندین زحیر	بے صداع صورتے معنی بگیر
ہست زاہد را غم پایان کار	تا چہ باشد حال او روز شمار
عارفان ز آغاز گشتہ ہوشمند	از غم و احوال آخر فارغ اند
بود عارف را غم خوف و رجا	سابقہ دانیش خورد آن ہر دو را
دید کو سابق زراعت بود ماش	او ہمید اند چہ خواہد بود چاش
عارف ست و باز رست از خوف و بیم	ہای ہو را کرد تیغ حق دو نیم
بود او را بیم و امید از خدا	خوف فانی شد عیان گشت آن رجا
خوف طے شد جلگی امید شد	نور گشت و تابع خورشید شد
زامتحان شاہ بود آگہ ایاز	وز قریب شہ نشد گمرہ ایاز
خلعت و ادرار از راہش نبرد	کرد او گوہر زامر شاہ خرد
چون شکست او گوہر خاص آن زمان	زان امیران خاست بس بانگ و فغان
کاین چہ بیباکیست واللہ کافرست	ہر کہ این پر نور گوہر را شکست
وان جماعت جملہ از جہل و عمی	در شکستہ در امر شاہ را
قیمت گوہر نتیجہ مہر و ود	بر چنان خاطر چرا پوشیدہ شد

جو یقین ہو کر کرے گا مات وہ	مرنا پیل و اسپ کا نا چیز ہو
پائے گر وہ اسپ جو ہی اسپ جو	اسپ وہ ہی جو کہ اسکو قصد ہو
مرد کیا خویشی رکھے ہی اسپ سے	اسپ کا عشق اسکا فقد مقصود ہے
مت اٹھا تو رنج صورت کے لیے	چھوڑ صورت کو تو اور معنی کو لے
بس ہے زاہد کو غم انجام کار	ہووے کیا حال اسکا تا روز شمار
عارف از دل سے ہوئے ہیں ہوشیار	غم سے فارغ ہی وہ آخر کے ای یار
غم رجا و خوف کے عارف کو تھے	عاقبت بینی نے دونون کھا لیے
دیکھی جو تھی کھیتی اول ماش کی	وہ یہی جانے کہ کیا کل ہوئیگی
وہ ہی عارف چھوٹا پھر وہ خوف سے	کاٹا ہائے ہو کو حق کی تیغ نے
اسکو تھا بس خوف و امید خدا	بس گیا خوف اور ہوئی اسکو رجا
طے ہوا خوف اور ہوئی امید سب	نور ہو تابع ہوا خور کا وہ اب
امتحان شہ سے تھا آگہ ایاز	کر شہ سے لے ہوا گمرہ ایاز
مال و خلعت نے نہین دھوکا دیا	حکم شہ سے ٹکڑے گوہر کر دیا
جو کہ توڑا اسنے گوہر اس زمان	سب امیرون نے کیا شور و فغان
کہ عجب بیباک اک کافر یہ ہے	جو شکستہ ایسے گوہر کو کرے
اس جماعت نے نفاق و جہل سے	توڑے گوہر حکم شاہنشاہ کے
قیمت گوہر نتیجہ حبّ کا ہے	ایسے دل پر کیسے پوشیدہ رہے

تشنیع امیران ایاز را کہ چرا شکستی گوہر

ملامت کرنا امیرونکا ایاز کو کہ کس لیے ایسے گوہر کو

سلہ ۵۱ مت اٹھا الخ شعر تو رنج مت اٹھا صورت کے واسطے پس تو صورت کو چھوڑ اور معنی کو حاصل کر پس زاہد کو غم انجام کار کا ہی کہ کیا حال اسکا ہووے روز شمار تک اور عارف دل سے ہوئے ہین ہوشیار آخر کے غم سے فارغ ہوئے ہین عارفون کو بھی غم خوف و رجا تھا کہ انجام بینی نے ان دونون کو کھا لیا آگے اسکی مثال ہے جو کہ کھیتی اول ماش کی دیکھی تھی وہ یہ ہی جانتا ہے کہ کیا کل ہوویگی وہ عارف ہے کہ وہ پھر خوف سے چھوٹا اور ہائے ہو کو حق کی تیغ نے کاٹا اسکو بس خوف و امید خدا تھا خوف گیا اسکو امید ہوئی وہ نور ہو کر تابع اب خورشید کا ہوا یعنی عارف کو خوف رجا نہین ہوتی ہے کہ اسکو بیین انجام کام کا معلوم ہو جاتا ہے کہ جو یہان حاصل ہوا ہے وہ ہی انجام کار حاصل ہوگا کہ دنیا مزرع آخرت کی ہے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲-

سلہ ۵۲ امتحان شہ سے الخ شعر ایاز امتحان شہ سے آگاہ تھا مگر شاہ سے گمراہ نہوا مال و خلعت نے اُسے دھوکا نہین دیا حکم شاہ سے گوہر کو ٹکڑے کر دیا جو اُسنے گوہر اُسدم توڑا سب امیرون نے شور و فغان کیا کہ یہ عجب کافر بیباک ہے کہ ایسے گوہر کو شکستہ کرے اُس جماعت نے نفاق و جہل سے گوہر احکام شاہ کے توڑے آگے حقائق ہین قیمت گوہر نتیجہ محبت کا ہے ایسے دل پر کیسے پوشیدہ رہے یعنی محبت سے ہر ایک چیز کی قدر ہوا کرتی ہے اسواسطے ایاز نے حکم شاہ کو بہتر جانا اور گوہر کو توڑا دوسرون کو گوہر سے محبت تھی کہ انھون نے حکم شاہ کو توڑا آگے ملامت امیرون کا بیان ہے فافہم ۱۲

شکستن وجواب او

گفت ایاز ای مهتران نامور	امر شه بهتر به قیمت یا گهر
امر سلطان به بود پیش شما	یا که این نیکو گهر بهر خدا
ای نظرتان بر گهر بر شاه نی	قبله‌تان غولست جاده راه نی
من ز شه بر می نگردانم نظر	من چو مشرک روی نارم در حجر
بی گهر جانی که رنگین سنگ را	برگزیند پس نهد امر شاه را
پشت سوی لعبت گلرنگ کن	عقل در رنگ آورنده رنگ کن
اندر آدر جو سبو بر سنگ زن	آتش اندر بو و اندر رنگ زن
گر نهٔ در راه دین از رهزنان	رنگ و بو مپرست مانند زنان
گوهر امر شه بود ای ناکسان	جمله بشکستید گوهر را عیان
چون ایاز این راز بر صحرا فگند	جمله ارکان خوار گشتند و نژند
سر فرو انداختند آن سروران	عذر گویان گشته زین نسیان بجان
از دل هر یک دو صد آه آن زمان	همچو دودی می شدی تا آسمان

توڑا تو نے اور جواب اُسکا

بولا[1] سب سے وہ ایاز نامور	حکم شہ ہے بیش قیمت یا گہر
حکم شہ کو تم ہو بہتر جانتے	یا کہ اُس گوہر کو حق کے واسطے
آنکھ تم دُر پر رکھو نے شاہ پے	غول قبلہ ہے تمھارا راہ نے
پھیرتا ہوں میں نہیں شہ سے نظر	مثل مشرک میں نہیں پوجوں حجر
بے گہر وہ جان کہ سنگ راہ کو	لیوے اور پھیرے وہ حکم شاہ کو
پشت جانب لعبت فرہنگ کر	عقل صاحب رنگ سے لے رنگ کر
نہر میں آ پھوڑ مٹکا سنگ پے	آگ دے اندر تو بو و رنگ سے
گر رہ دین میں نہ رہزن ہے تو یاں	رنگ و بو مت پوج مانند زنان
حکم[2] شہ تھا اک گہر اے ناکسان	سب نے اُس گوہر کو توڑا بس عیان
راز جو کھولا ایاز پاک نے	کل امیر اس بات سے غمگین ہوئے
سرنگوں وہ رکن دولت ہو گئے	عذر اس نسیان کا کرتے جان سے
دل سے دو سو آہ ہر اک کے وہاں	آسمان پر پہونچی تھی مثل دھوان

قصد کردن شاه به قتل امیران و شفاعت کردن ایاز

ارادہ کرنا بادشاہ کا واسطے قتل امیروں کے اور سفارش کرنا ایاز کا

کرد اشارت شه بجلاد کهن	کز صدرم زین خسان را پاک کن	شہ نے اک جلاد کو ایما کیا	کہ کر ان ناپاک کو یاں سے صفا

[1] بولا سب سے الخ یہ شعر اُس ایاز نامور نے سب سے کہا کہ حکم شاہ بیش قیمت ہے یا گوہر حکم شاہ کو بہتر جانتے ہو یا اس گوہر کو خدا کے واسطے تم آنکھ گوہر پر رکھتے ہو شاہ پر نہیں تمھارا قبلہ غول ہے راہ نہیں ہے میں شاہ سے نظر پھیرتا نہیں ہوں اور مشرک کی مانند پتھر پوجتا نہیں ہوں وہ جان بے معنی ہے کہ سنگ راہ کو لیوے اور حکم شاہ کو چھوڑے لعبت گلرنگ کی جانب پشت کر اور صاحب رنگ سے عقل کو رنگ کر نہر میں آ اور سبو کو توڑ سنگ سے اور آگ دے اندر بو و رنگ کے اگر تو راہ دین میں رہزن نہیں ہے تو یہاں رنگ و بو کے مانند زنان کے مت پوجے یعنی اسباب دُنیا کو تو چھوڑ اور بندہ انکی طرف مت ہو کہ تیرا مقصد پورا ہو جیسے حکم شاہ کو گوہر سے بہتر جانا چنانچہ آگے اسکا حال ہے فافہم ۱۲۔

[2] حکم شاہ الخ یہ شعر حکم شاہ ایک گوہر تھا سب نے اُس گوہر کو توڑا تھا جو ایاز پاک نے راز کھولا کل امیر اس بات سے غمگین ہوئے وہ رکن دولت سرنگوں ہوگئے اور عذر اس نسیان کا جان سے کرتے تھے ہر ایک کے دل سے دو سو آہ آسمان پر پہونچی تھی مثل دھوئیں کے بادشاہ نے ایک جلاد کو اشارہ کیا کہ ان ناپاکوں کو یہاں سے صاف کر آگے اس کا بیان مشرح ہے فافہم ۱۲۔

این خسان چہ لائق صدر منند　　گر پے سنگ امر ما را بشکنند
امر ما پیشِ چنین اہلِ فساد　　بہر رنگین سنگ شد خوار و کساد
پس ایازِ مہر افزا بر جہید　　پیش تخت آن الغ سلطان دوید
سجدۂ کرد و پس گلوی خود گرفت　　کای قبادی کز توچرخ آرد شگفت
اے ہمائے کہ ہمایون فرخے　　از تو دارند و سخاوت ہر سخی
اے کریمی کہ کرمہای جہان　　محو گردد پیش ایثارت نہان
اے لطیفے کہ گلِ سرخت چو دید　　از خجالت پیرہن را بر درید
از غفوری تو غفران چشم سیر　　روبہان بر شیر از عدلِ تو چیر
غیرِ عفو تو کرا دارد سند　　ہر کہ با امرِ تو بیباکی کند
غفلت و گستاخیِ این مجرمان　　از وفورِ عفوتست ای عفوران
دائما غفلت ز گستاخی دہد　　کہ برد تعظیم از دیدہ رمد
غفلت و نسیان بد آموختہ　　ز آتش تعظیم گردد سوختہ
ہیبتش بیداری و فطنت دہد　　سہو و نسیان از دلش بیرون جہد
وقتِ غارت خواب ناید خلق را　　تا نہ برباید کسے زود لق را
خواب چون در می رمد از بیم دلق　　خواب نسیان کے بود با بیم خلق
لا تواخذان نسینا شد گواہ　　کہ بود نسیان بوجہے ہم گناہ
زانکہ استکمال تعظیم او نکرد　　ورنہ نسیان در نیاوردی نبرد

یہ[۱] نہ لائق خس مرے دربار کے　　توڑا میرا حکم پتھر کے لیے
میرا حکم ان مفسدون کے سامنے　　پوچ ہی اک سنگ رنگین کے لیے
پس ایازِ مہربان اسدم اٹھا　　اور آگے تخت سلطان کی گیا
سجدہ کرکے پکڑا اپنا بس گلو　　کہ ای شہ حیرت ہی تجھ سے چرخ کو
ای ہما کہ تو ہمایون اور غنی　　رکھتا ہی تجھ سے سخاوت ہر سخی
ای کریم اب کل یہ اکرام جہان　　جود کے آگے ترے محو و نہان
ای لطیفا دیکھا گل نے جو تجھے　　پیرہن کو اپنے پھاڑا شرم سے
مغفرت[۲] تیری غفوری سے ہے سیر　　روبہ تیرے عدل سے بالای شیر
عفو تیری کے سوا طاقت کسے　　کہ کرے بیباکی تیرے حکم سے
غفلت و گستاخی ان مجرم کی سبب　　ہی زیادہ عفو تیری کے سبب
دائما گستاخی اک غفلت سے ہی　　چشم پر آشوب سے تعظیم نے
غفلت و نسیان بد سیکھا ہوا　　آتش تعظیم سے ہو سوختہ
عقل و بیداری اک ہیبت اسکی دے　　سہو و نسیان دور تجھ سے وہ کرے
خواب[۳] وقتِ لوٹ ہو کب خلق کو　　کہ نہ چھینے کوئی اس سے دلق کو
بھاگتی ہے خواب خوفِ دلق سے　　خواب نسیان کب ہو خوفِ خلق سے
لا تواخذان نسینا ہے گواہ　　کہ ہو نسیان اک وجہ سے بھی گناہ
کیونکہ کامل اُسنے نے تعظیم کی　　ورنہ نسیان لاتا کب افسردگی

[۱] یہ نہ لائق الخ، شعر یہ خس میرے دربار کے لائق نہین ہین کہ میرا حکم توڑا پتھر کے لیے ان مفسدون کے سامنے میرا حکم پوچ ہے ایک سنگ رنگین کے لیے [ ] پس ایاز مہربان اُسدم اُٹھا اور آگے تخت سلطان کے گیا سجدہ کرکے اپنا گلو پکڑا کہ اے شاہ تجھ سے آسمان کو حیرت ہے آگے منا جات ہے ای ہما کہ تو ہمایون و غنی ہے تجھ سے سخاوت ہر سخی رکھتا ہے اے کریم یہ کل اکرام جہان تیری جود کے آگے محو و نہان ہے اے لطیف جو گل نے تجھے دیکھا اپنا پیرہن پھاڑا شرم سے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲-

[۲] مغفرت الخ، شعر تیری مغفرت غفوری سے سیر ہے اور روبہ تیرے عدل سے شیر پر غالب ہے تیرے عفو کے سوا کسے طاقت ہے کہ تیرے حکم سے بیباکی کرے غفلت و گستاخی ان مجرمون کی سب تیرے عفو کے سبب سے زیادہ ہے ہمیشہ گستاخی ایک غفلت سے ہے اور چشم پر آشوب سے تعظیم نہین ہوتی ہے یہ غفلت و نسیان بد سیکھا ہوا آتش تعظیم سے سوخت ہوتا ہے عقل و بیداری ایک ہیبت اسکی دے کہ سہو و نسیان تجھ سے دور کرے یعنی تیرے عفو کے مقابل مین یہ سہو و نسیان ان مجرمون کی ناچیز ہی آگے اسکی مثال ہی فافہم ۱۲-

[۳] خواب الخ، شعر وقت لوٹنے کے خلق کو خواب کب ہو اس سے کوئی دلق نہ چھینے خواب بھاگتی ہے خوف دلق سے خواب و نسیان کب ہووے خوف خلق سے ترجمہ مت پکڑ ہمکو اگر ہم نسیان کرین یہ گواہ ہے کہ نسیان بھی ایک وجہ سے گناہ ہے کیونکہ اُسنے تعظیم کامل نہین کی ورنہ نسیان کب افسردگی لاتا اگرچہ لابد و ناچار تھا و لیکن سبب کرنے مین وہ مختار تھا اُس نے تعظیم مین سُستی سو کری تاکہ نسیان سے سہو و خطا ہوا آگے اسکی مثال ہے جیسے ایک مست کہ وہ خرابی کرے اور وہ کہدے کہ مین معذور ہون آپ نے اسکو کہین کہ وہ سبب تجھ سے تھا کہ تو اختیار اسکا رکھتا تھا یعنی نسیان بھی ایک قاعدہ سے گناہ ہے کہ اس نسیان کا سبب تیرے اختیار مین ہے آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲-

گرچه نسیان لابد و ناچار بود / در سبب ورزیدن او مختار بود
کو تهاون کرد در تعظیمها / تا که زان نسیان شد سهو و خطا
همچو مستی او خرابیها کند / گوید او معذور بودم من ز خود
گویدش لیکن سبب ای زشت کار / از تو بد در رفتن آن اختیار
بیخودی نامد بخود تش خوانده / اختیارت خود نشد تش رانده
گر رسیدی مستی بی جهد تو / حفظ کردے ساقی جان عهد تو
پشت دارد او بدی و عذر خواه / من غلام زلت مست اله
عفوهاے جمله عالم ذره / عکس عفوت ای ز تو هر بهره
عفوها گفته ثناے عفو تو / نیست کفوش ایها الناس اتقوا
جان شان بخش و ز خود شان هم مران / کام شیرین تو اند اے کامران
رحم کن بر آنکه روزی تو دید / فرقت تلخ تو چون خواهد چشید
از فراق تلخ مے گوئی سخن / هرچه خواهی کن ولیکن این مکن
در جهان نبود بتر از هجر یار / این سخن از عاشق خود گوش دار
صد هزاران مرگ تلخ از دست تو / نیست مانند فراق شست تو
تلخی هجر از ذکور و از اناث / دور دار ای مجرمان را مستغاث
بر امید وصل تو مردن خوش ست / تلخی هجر تو فوق آتش ست
گبر مے گوید میان آن سقر / چه غمم بودی گرم بودی نظر
کان نظر شیرین کننده رنجهاست / ساحران را خونبهای دست و پاست

گرچه نسیان لابد و ناچار تھا / پر سبب کرنے مین وہ مختار تھا
سستی کی تعظیم مین اس نے سوا / تاکہ نسیان سے ہوا سہو و خطا
جیسے مست اک کہ خرابی وہ کرے / وہ کہے معذور ہون مین آپ سے
کہون اسکو پر سبب اے زشت کار / تجھ سے تھا کہ تو رکھے وہ اختیار
سلہ بیخودی کب تھی بلایا تونے خود / اختیار اپنے کو کھویا تونے خود
پہونچتی گر مستی بے کوشش ترے / ساقی جان رکھتا محفوظ اب تجھے
تیرا حامی ہوتا وہ اور عذر خواہ / مین ہون بندہ ذلت مست الٰہ
عفو کل عالم کا ذرہ ایک ہے / تیرے عکس عفو کا تو نفع دے
عفو تیرے عفو کے ہین مدح جو / اسکی ذکفوا یہا الناس اتقوا
جان بخش انکو نہ کر خود سے جدا / تجھ سے شیرین کام ہین ای مشتہا
عہ رحم کر ان پر کہ دیکھا تجکو ہے / تلخی فرقت چکھین کس طور سے
تو فراق تلخ سے دیوے خبر / تو جو چاہے کر ولیکن یہ نہ کر
نے ترے عالم مین ہجر یار سے / بات یہ سن اپنے عاشق کے لیے
مرگ تلخ ہین ہاتھ سے تیرے ہزار / پر نہ کوئی مثل فرقت کے ای یار
مردوزن سے تلخی فرقت کو بس / دور رکھ ای مجرمون کے دادرس
وصل کی امید پر مرنا خوش ہے / ہجر کی تلخی تری فوق آگ سے
گبر کافر کہتا ہے اندر سقر / ہوتا کیا غم مجھ سے گر ہوتی نظر
وہ نظر شیرین کرے رنج و بلا / ساحرونکا خونبہا ہی دست و پا

در معنی لاضیر و خطاب کردن ساحران | بمعنی لاضیر اور خطاب کرنا فرعون سے

سلہ بیخودی الخ۔ شعر بیخودی کب تھی تونے خود بلایا اور اپنے اختیار کو تونے خود کھویا اگر بے کوشش تیری مستی پہونچتی ساقی جان اب تجھے محفوظ رکھتا وہ تیرا حامی ہوتا اور عذر خواہ مین بندہ ہون ذلت مستی حق کا عفو کل عالم کا ایک ذرہ ہے تیرے عکس عفو کا پس تو نفع دے عفو کل مدح جو تیرے عفو کے ہین اور اسکی کفو نہین ترجمہ اے آدمیو پرہیز کرو تم اے جان بخش انکو خود سے جدا نہ کر تجھ سے وہ شیرین کلام ہین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

سلہ رحم کر الخ۔ شعر انپر رحم کر کہ تجھکو دیکھا ہے تلخی فرقت کس طور سے چکھین تو فراق تلخ سے خبر دیتا ہے تو جو چاہے کر ولیکن یہ نہ کر ہجر یار سے عالم مین بدتر نہین یہ بات سُن اپنے عاشق کے لیے ہزار مرگ تلخ تیرے ہاتھ سے مثل فرقت کے کوئی نہین ہے تلخی فرقت مردوزن سے دور رکھ اے مجرمون کے دادرس وصل کی امید پر مرنا خوش ہے تیرے ہجر کی تلخی آتش سے فوق ہے گبر کافر دوزخ مین کہتا ہے کیا غم ہوتا اگر مجھ پر نظر ہوتی کہ وہ نظر شیرین کرتی ہے رنج و بلا کو کہ ساحرون کا خونبہا دست و پا کا کٹنا ہے یعنی اگر مستی بے کوشش تجھے پہونچی ساقی جان بخش تجھے محفوظ رکھتا ہے پس فراق یار تمام رنج دنیا سے بلاے سخت ہی آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲۔

فرعون با فرعون در وقت سیاست که لاضیر انا الی ربنا منقلبون

نعرۂ لاضیر بشنید آسمان	چرخ گوئی شد پے آن صولجان
ضربت فرعون مارا نیست ضیر	لطف حق غالب بود بر قہر غیر
گر بدانی سر مارا اے مضل	میرہانی مان زرنج ای کوردل
ہین بیا اینسو ببین کان ارغنون	می زند یا لیت قومی یعلمون
داد مارا فضل حق فرعونیے	نے چنین فرعونیے بے عونیے
سر برآور ملک بین زندہ و جلیل	ای شدہ غرّہ بملک مصر و نیل
گر تو ترک این نجس خرقہ کنی	نیل را در نیل جان غرقہ کنی
ہین بدار از مصر ای فرعون دست	در میان مصر جان صد مصر ہست
تو انا رب را ہمی گوئی مدام	غافل از ماہیت این ہر دو نام
رب بر مربوب کے لرزان بود	کے انا دان بند جسم و جان بود
نک انا مائیم رستہ از انا	از انائے پُر بلائے پُر عنا
آن انائے بر تو ای سگ شوم بد	در حق ما دولت محتوم بود
گر نبودی این انای کینہ کش	کی زدی بر ما چنین اقبال خوش
شکر آن کز دار فانی می رہیم	بر سر این دار پندت می دہیم

ساحرونکا فرعون سے وقت سیاست کے که لاضیر انا الی ربنا منقلبون

نعرہ لاضیر گردون نے سُنا	چرخ اُس چوگان کی خاطر گو بنا
ضرب فرعون سے ضرر کب ہکو ہے	لطف حق غالب ہے قہر غیر پے
بھید گر جانے ہمارا اے مضل	چھوڑ دی ہکو رنج سے ای کوردل
آسمان پر دیکھ کہ وہ ارغنون	کہتا ہے یا لیت قومی یعلمون
فضل حق نے ہکو فرعونی ہے دی	ورنہ فرعونی کہ بے پشتی کے تھی
ملک زندہ پر اُٹھا سر کر نظر	گر نہ غرّہ ملک مصر و نیل پر
پس تو ای فرقہ نجس کو چھوڑ دے	نیل جانین نیل کو غوطہ تو دے
مصر سے تو ہاتھ ای فرعون اُٹھا	مصر جان مین مصر سو ہین باطنا
جو انا رب کو سدا کہتا ہے تو	بھید دونون نام سے غافل ہے تو
پاس ہے رب مربوب کے لرزان ہو کب	اور انا دان قید جسم و جان ہو کب
ہم انا ہین اور انا سے کب چھٹے	اُس انائے پُر بلا پُر رنج سے
وہ انای سگ تجھ پر شوم تھا	حق ہمارے مین زر محتوم تھا
کینہ کش گر یہ انا ہوتا نہین	ایسا بس اقبال خوش ملتا کہین
شکر ہم چھٹتے ہین فانی دام سے	دار پر یہ پند دیتے ہین تجھے

سلہ نعرہ الخ ۱ شعر نعرۂ لاضیر کو آسمان نے سُنا چرخ اس چوگان کی خاطر گیند بنا ہکو ضرب فرعون سے ضرر کب ہے لطف حق قہر غیر پر غالب ہے اگر ہمارا بھید جانے ہکو چھوڑے رنج سے یہان پر آکر دیکھ کہ وہ ارغنون کہتا ہے ترجمہ اے کاش قوم میری جانتی تم باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ فضل حق الخ ۵ شعر ہکو فضل حق نے فرعونی نہین دی کہ جو پشتی نہین رکھتی تھی سر اٹھا اور ملک زندہ پر نظر کر اور غرور ملک مصر و نیل پر نہ کر کہ پس تو اس فرقہ نجس کو چھوڑ دے اور نیل جان مین نیل کو غوطہ دے اے فرعون تو مصر سے ہاتھ اٹھا کر مصر جان مین سو مصر باطنًا ہین جو انا ربکم تو سدا کہتا ہے ان دو نام کے بھید سے تو غافل ہے یعنی اے نفس فرعون تو ملک مصر وجود کو چھوڑ اور جان کی طرف متوجہ ہو کہ ملک ابدی تو پائے اور اس انائے غضبانی سے تو چھوٹے چنانچہ آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

سلہ پاس رب الخ ۹ شعر رب نزدیک مربوب کے کب لرزان ہو اور انا جاننے والا کب قید جسم و جان کا ہو ہم انا ہین اور انا سے کب چھٹے اُس انائے پر رنج و بلا سے اے کتے وہ انا تجھ پر شوم تھا اور ہمارے حق مین زر محتوم تھا اگرچہ انا کینہ کش نہوتا تو ایسا اقبال کہین لتا ہم شکر ہے کہ دام فانی تن سے چھوٹے ہین اور دار پہ ہم تجھے یہ دیتے ہین کہ یہ دار قتل ہمارا براق رحلت ہے اور تیرا دار الملک قتل و غفلت ہے یہ مردگی نقش مین زندگی ہے اور وہ زندگی کے پوست مین مردگی ہے پس تو نور نار اور نار نور دیکھتا ہے ورنہ دنیا کب دار الغرور ہوتی ہے یعنی مالک خادم کے نزدیک کب لرزان ہوتا ہے پس ہم خود انائے حق ہین اور اس انائے باطل فرعونی سے چھوٹے نہ دار قتل ہمارا براق رحلت ہے اور قتل و غفلت اہل غرور کا دار الغرور ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

دار قبل ما براق رحلت ست | دار ملک تو غرور غفلت است
این حیاتی خفیہ در نقش ممات | وان مماتی خفیہ در قشر حیات
می نماید نور نار و نار نور | ورنہ دنیا کی بُدی دار الغرور
ہین مکن تعجیل اول نیست شو | چون غروب آری بر آر از شرق ضو
آن انائی در ازل دل تنگ بود | زین انا دل بجو دو جان دنگ بود
آن انائی سرد گشت و تنگ شد | این انا خم داده ہمچون چنگ شد
زان انای بی فنا خوش گشت جان | شد جہان او زان انای این جہان
از انا چون رست شد اکنون انا | آفرین بر آن انای بے فنا
او گریزان و انا اندر پیش | میدود چون دید ویرانی دیش
طالب اوئی نگردد طالبت | چون بمردی طالبت شد مطلبت
زندہ کے مردہ شو شوید ترا | طالبی کے مطلبت جوید ترا
اندرین بحث ار خرد رہ بین بدے | فخر رازی رازدار دین بدے
لیک چون من لم یذق لم یدر بود | عقل و تخییلات او حیرت فزود
کے شود کشف از تفکر این انا | این انا مکشوف شد بعد الفنا
می فتد این عقلہا در افتقاد | در مغاکے و حلول و اتحاد
ای ایاز گشتہ فانی ز اقتراب | ہمچو اختر در شعاع آفتاب
بلکہ چون نطفہ مبدل تو بہ تن | نز حلول و اتحاد مفتتن
عفو کن ای عفو در صندوق تو | سابق لطفے ہمہ مسبوق تو

ہے براق رحلت اپنا دار قبل | تیرا دار ملک غفلت اور فضل
مُردگی کے نقش مین یہ زندگی | زندگی کے پوست مین وہ مُردگی
دکھتا ہے بس نور نار اور نار نور | ورنہ دُنیا ہوتی کب دار الغرور
مت کرے جلدی تو اول نیست ہو | جو فنا ہو تو طلوع کر نور کو
اُس انا سے دل ازل مین تنگ تھا | اس انا سے جان اور دل دنگ تھا
وہ انا تجھ بجھ کے ٹھنڈا ہو گیا | یہ انا تھا چنگ قوت روح تھا
اُس انای بےفنا سے خوش ہے جان | اس جہاں کی ہے انا سے وہ دوان
اُس انا سے چھوٹی اب ہے یہ انا | ہو انائے بے فنا پر مرحبا
بھاگے وہ اور پیچھے اُسکے یہ انا | دوڑی جو دیکھے اُسے ویران ہوا
طالب اُسکا تو نہ وہ طالب ترا | تو مرا طالب ترا مطلب ہوا
زندہ تو کب مُردہ شو دھوئے تجھے | تو ہے طالب خواہان کب مطلب بنے
عقل ہوتی بحث سے گر رہ شناس | فخر رازی ہوتا دین کا رازدار
لیک وہ اس ذوق سے واقف تھا | عقل و تخییل اسکا حیرت مین پڑا
فکر سے کب ہووے ظاہر یہ انا | یہ انا ظاہر ہو بس بعد الفنا
گرتی ہین یہ عقلین اندر غار کے | جو حلول و اتحادی غار ہے
ای ایاز اب تو ہے فانی قرب سے | جیسے تارہ ہو شعاع مین شمس کے
بلکہ چون نطفہ تو بدلا تن سے ہے | نے حلول و اتحاد و فتن سے
بخش تو بخشش رکھے صندق مین | تو ہے اول لطف وہم مسبوق ہین

مجرم دانستن ایاز درین شفاعتگری خود را

مجرم جاننا ایاز کا اس سفارش مین خود کو اور

سلہ مت کرالخ ۵ شو تو جلدی ست کر اول نیست ہو جبکہ فنا ہو تو طلوع کر نور کو دل ازل مین اُس انائے باطلہ سے تنگ تھا اور اس انائے جان و دل حیران و دنگ تھا اس انائے بے فنا سے جان خوش ہے اور اس جہان کی انا سے وہ بھاگتی ہے اب جو یہ انا اُس انا سے چھوٹی تو اس انائے بے فنا پر آفرین ہو جو وہ بھاگے اور یہ انا اُس کے پیچھے دوڑے اور اُسے ویران ہوا دیکھے یعنی ہین وہ انا فنائیت کی حاصل ہے کہ انا دُنیا کی اس سے بھاگے ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

سلہ طالب اسکا الخ ۵ شو تو اس انائے باطلہ کا طالب اور وہ انا تیری طالب نہین ہے تو میرا مطلب تیرا طالب ہوا تو زندہ ہے مُردہ شو تجھے کب دھوئے تو طالب ہے مطلب کب خواہان تیرا بنے اگر عقل راہ جاننے والی بحث سے ہوتی تو فخر رازی رازدار دین ہوتا لیکن وہ اس ذوق سے واقف نہ تھا عقل و خیال اسکا حیرت مین پڑا پس یہ انا فکر سے کب ظاہر ہووے بلکہ یہ انا ظاہر ہو بعد فنا کے یعنی حال اس انا باطنی کا بعد فنا کے ظاہر ہوگا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ گرتی ہین الخ ۵ شو یہ عقلین گرتی ہین غار مین جو حلول و اتحادی غار ہے ای ایاز اب تو قرب کے سبب سے فانی ہے جیسے ستارہ شعاع شمس مین فنا ہو بلکہ نطفہ کی مانند تو بدن سے بدلا ہے نہ حلول اتحاد کے فتنہ سے پس تو بخش کر بخشش اپنے صندوق مین رکھتا ہے تو اول لطف ہے اور ہم تیرے اول کیے گئے ہین یعنی رسول اللہ صلعم تم ذات حق مین ایسے فانی ہو جیسے نطفہ جسم کہ ایک صورت سے دوسری صورت مین آیا ہے حلول و اتحاد ذات کا تم مین نہین پس عفو تمھارا عین عفو حق کا ہے کہ تم مین و حق مین کچھ جدائی و دوئی

عذر این جرم خواستن و دران عذر خواہی خود را مجرم داشتن و این شکستگی از معرفت عظمت شاہ خیزد و شناخت او کہ انا اعلمکم باللہ و اخشاکم اللہ قال اللہ تعالی انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء

عذر چاہنا اس جرم کا اور اس عذر چاہنے مین خود کو مجرم رکھنا اور یہ شکستگی معرفت عظمت شاہ سے اٹھتی ہے اور پہچان اسکی سے کہ انا اعلمکم باللہ و اخشاکم اللہ قال اللہ تعالی انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء

(مین زیادہ تم سے جانتا ہون اللہ کو — اور تمہاری نسبت زیادہ ڈرتا ہون اللہ سے سوا اسکے نہین کہ خوف کرتے مین اللہ کا بندے عالمون سے)

من کہ باشم کہ بگویم عفو کن ۔ ای تو سلطان و خلاصہ امر کن
من کہ باشم کہ بوم من با منت ۔ ای گرفتہ جملہ منہا دامنت
من کہ آرم رحم خشم آلود را ۔ رہ نمایم علم حلم اندوہ را
صد ہزاران صفع را ارزانیم ۔ گر زبون صفعہا گردانیم
من کیم تا پیشت اعلامی کنم ۔ یا کرم را ظاہرت ناسی کنم
آنکہ معلوم تو نبود چیست آن ۔ وانکہ یادت نیست کو اندر جہان
ای تو پاک از جہل و علمت پاک از آن ۔ کہ فراموشی کند و برانہان
ہیچکس را تو کسے انگاشتی ۔ ہمچو خورشیدش بنور افراشتی
چون کسم کردی اگر لابہ کنم ۔ مستمع شو لابہ ام را از کرم
زانکہ از نقشم چو بیرون بردہ ۔ آن شفاعت ہم تو خود را کردہ
چون ز رخت من تہی گشت این وطن ۔ تر و خشک خانہ نبود آن من

کون ہون مین کہ کہون تو عفو کر ۔ ای تو شہ اور امر کن کا سب ہے گہر
کون ہون مین کہ کہون مین تری ۔ جملہ مین نے پکڑے دامن ای ترے
لاؤن مین کب رحم خشم آلود کو ۔ رہ بتاؤن علم حلم اندوہ کو
سیکڑون تھپڑ کے لائق ہو نہین ۔ سوئے تھپڑ گر برائی لاؤن مین
کون ہون ظاہر کرون آگے ترے ۔ یا کرم کی یاد ظاہر دون تجھے
جو نہین معلوم تجکو کیا ہے وہ ۔ جو نہ تجکو یاد وہ کیا ہے کہو
جہل سے تو پاک و تیرا علم بھی ۔ کب فراموشی کرے اسکو خفی
تو نے جس ادنی کو اک اعلی کیا ۔ مثل خورشید اسکو نور افزا کیا
جو کیا اعلی مجھے اشفاق سے ۔ گر خوشامد مین کرون تو سن اسے
تو نے صورت سے چھڑایا جو مجھے ۔ وہ شفاعت کی بھی تو نے خود کو ہی
جو خودی سے گھر مرا خالی ہوا ۔ نیک بد گھر کا نہ ملک اپنا رہا

سلہ کون ہون مین الخ، شعر مین کون ہون کہ کہون تو عفو کر اے تو شاہ اور امر کن کا خلاصہ ہے مین کون ہون کہ مین ہمراہ ہوؤن تیرے مین کہ جملہ مین نے اے تیرے دامن کو پکڑا ہے مین کب لاؤن رحم خشم آلود کو اور راہ بتاؤن علم حلم اندوہ کو مین سیکڑون تھپڑ کے لائق ہوؤن اگر طرف تھپڑ کے مین برائی لاؤن مین کون ہون کہ تیرے آگے ظاہر کرون یا یاد کرم کی تجھے ظاہر کر دون وہ کیا ہی کہ جو تجھکو یاد نہین کہو تو و تیرا علم بھی جہل سے پاک ہے کب فراموشی اسکو پوشیدہ کرے یعنی مین کون ہون کہ کہون کہ تو عفو کر کہ مین تیری یمن مکے ہمراہ ہون بلکہ جملہ مین نے تیری یمن کا دامن پکڑا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

سلہ تو نے الخ، شعر تو نے جس ادنی کو ایک اعلی کیا اور خورشید کی مانند اسکو روشن کیا جو تو نے مجھے اعلی کیا اگر مین خوشامد کرون تو اسے سن جو تو نے صورت سے مجھے چھوڑایا تو وہ شفاعت بھی تو نے خود کو کری جو میرا گھر خودی خالی ہوا گھر کا نیک و بد اپنا ملک نہ رہا بھی مجھ سے دعا مانند آب کے روان کی بھی تو قائم رکھ اور اسے مستجاب کر اول تو ہی دعا لانیوالا تھا اور تو ہی آخر اجابت کی دیدرہ تا مین فخر کرون اس شاہ نے مجرمون کو بخشا بندہ کے لیے یعنی جب تو نے مجھے سب آگہی معنی کے صورت سے چھڑایا تو وہ میری شفاعت گویا تو نے شفاعت خود کو کری ہے پس مجھ مین تجھ مین کچھ فرق نہین ہے تو ہی توفیق دے دعا کی اور تو ہی مستجاب کر آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲۔

هم دعا از من روان کردی چو آب — هم ثباتش بخش و گردان مستجاب
هم تو بودی اول آرنده دعا — هم تو باش آخر اجابت را رجا
تا زنم من لاف کان شاه جهان — بهر بنده عفو کرد از مجرمان
درد بودم سر بسر من خودپسند — کرد شاهم داروی هر دردمند
دوزخی بودم پر از شور و شرے — کرد دست فضل اویم کوثرے
هر کرا سوزید دوزخ در وقود — من برویانم دگربار از جسد
کار کوثر چیست که هر سوخته — گردد از وے نابت و افروخته
قطره قطره او منادیِ کرم — کانچه دوزخ سوخت من باز آورم
همچو مرهم بر سرِ زخم عفن — ینبت لحما جدیدا خالصًا
هست دوزخ همچو سرمائے خزان — هست کوثر چون بهارِ گلستان
هست دوزخ همچو مرگ و چون فنا — هست کوثر نفخ صور از کبریا
هست دوزخ همچو مرگ و خاک گور — هست کوثر بر مثالِ نفخ صور
ای ز دوزخ سوخته اجسامتان — سوی کوثر می کشد اکرامتان
چون خلقت الخلق کی یربح علی — لطف تو فرمودی ای قیوم حی
لا لان اربح علیهم جود تست — که شود زو جمله ناقصها درست
عفو کن زین ناقصان تن پرست — عفو اندریای عفو اولی ترست
عفو خلقان همچو جوی و همچو سیل — هم بدان دریا همی تازید خیل

بھی دعا مجھ سے روانکی مثل آب — بھی تو رکھ قائم اُسے کر مستجاب
لانے والا تو ہی تھا اول دعا — تو ہے رہ آخر اجابت کی رجا
تا کرون مین فخر کہ اُس شاہ نے — مجرمون کو بخشا بندے کے لیے
سر سے پا تک درد تھا مین خودنما — شہ نے کی ہر درد کی میری دوا
دوزخی تھا شور و شر سے مین بھرا — مجھکو اُسکے فضل نے کوثر کیا
جسکو دوزخ نے جلایا با جزا — پھر اگاون مین اُسے تن سے بھلا
کام کوثر کا ہے کیا کہ ہر جلا — بس اُگے اُس سے و روشن ہو سوا
اُسکا ہر قطرہ کرم کی دے ندا — کہ جلے دوزخ مین جو مین دون بجا
جیسے مرہم زخم پر کہ ہو سڑا — گوشت اک پیدا کرے خالص نیا
ہی یہ دوزخ مثل زردیِ خزان — اور ہے کوثر چون بہارِ گلستان
ہی یہ دوزخ مثل اک مرگ و فنا — اور ہے کوثر نفخ صورِ کبریا
ہی یہ دوزخ مثل مرگ و خاک گور — اور ہے کوثر مثالِ نفخ صور
ای تمھارا جسم دوزخ سے جلا — تمکو کھینچے ہے سوئے کوثر سخا
جو خلقت الخلق کی یربح علی — تو نے فرمایا ہے ای قیوم حی
لا لان اربح علیهم تیری جود — کہ درست ہون اُس سے ناقص پائین سود
عفو کران ناقصون تن دوست سے — عفو دریائے عفو سے خوب ہے
عفو مخلوقات مثل جوے و سیل — بھی اُسی دریا کو جائین خیل خیل

۵۱ سر سے پا تک الخ ۔ شعر سر سے پاؤن تک مین خودنما درد تھا شہ نے میرے ہر درد کی دوا کی مین دوزخی تھا کہ شور و شر مین بھرا تھا اسکے فضل نے مجھے کوثر کیا جسکو دوزخ نے جلایا خیر اسے پھر مین اسکو تن سے اگاؤن کوثر کا کیا کام ہے کہ ہر جلا اُس سے اُگے اور روشن ہوا ہو ہر قطرہ اُسکا کرم کی ندا دے کہ جو دوزخ مین جلے مین بجا دون گئے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲۔

۵۲ جیسے مرہم الخ ۔ شعر جیسے مرہم زخم پر کہ سڑا ہو خالص ایک گوشت پیدا کرے یہ دوزخ مثال دوسری خزان کی ہے اور کوثر مانند بہار گلستان کے ہے یہ دوزخ مثل برگ و خاک گور کے ہے اور کوثر مثل نفخ صور کے ہے تمھارا جسم دوزخ سے جلا ہے تمکو جانب کوثر کے سخاوت کھینچتی ہے ترجمہ جو پیدا کیا مخلوق کو کہ تا مجھ سے نفع لین یہ تو نے فرمایا ہے اے خدا ترجمہ نہ یہ کہ مین اُن سے نفع لون یہ تیری بخشش ہے کہ اس سے ناقص درست ہون اور نفع پائین ان ناقصون تن درست سے عفو کر کہ عفو دریائے عفو سے خوب ہے یعنی مجھ گنہگار کو شاہ نے ایسا نوازا کہ قطرہ سے دریا کر دیا اور دوزخی کو کوثر بنا دیا باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲۔

۵۳ عفو الخ ۔ شعر عفو مخلوقات کی مثال نہر و سیل کے ہے کہ اس سے دریا کو خیل خیل جاتے ہین ہر شب عفو اس دل شکستہ سے ڈھونڈھ کر مثل کبوتر کے تیری طرف آتا ہے پھر تو صبح کو انہین اُڑاتا ہے اور شام تک بدن مین انکو قید کرتا ہے وہ شام کے وقت پھر اُڑ جاتے ہین بسبب عشق کے طرف اس قصر و بام کے تاکہ جسم سے تار وصل کو توڑین اور تیرے پاس آئین کہ وہ تیرے متصل ہین اُڑتی ہین بلا خوف پلٹتے سرنگون سے ہوا پر ترجمہ تحقیق ہم تیری طرف رجوع ہونیوالے ہین بانگ تعالیٰ کے کرم سے آتی ہے کہ اس رشتہ کے بعد درد و غم نہین ہے آگے بیان صوفیون کا ہے فافہم ۱۲۔

عفو با هر شب ازین دل پارها	چون کبوتر سوی تو آید شها	عفو ہر شب اس دل پارہ سے جو	آئے ہے مثل کبوتر تیری سو
بازشان وقت سحر پران کنی	تا بشب محبوس این زندان کنی	پھر اڑاتا ہی انھین تو صبح کو	شام تک تن مین کری قید انکو تو
پرزنان بار دگر در وقت شام	می پرند از عشق آن ایوان و بام	اڑھکے پھر جاتے ہین وقت شام کے	عشق سے اس سوی قصر و بام کے
تا که از تن تار وصلت بگسلند	پیش تو آیند کز تو مقبلند	تا کہ تن سے توڑین تار وصل کو	تیری پاس آئین ترے مقبل ہین وہ
پرزنان ایمن ز رجع سرنگون	در هوا کانا الیه راجعون	اڑتے ہین ایمن ز رجع سرنگون	یا ہوا کانا الیہ راجعون
بانگ می آید تعالوا زان کرم	بعد ازین رجعت نماند درد و غم	آتی ہے بانگ تعالوا از کرم	بعد اس رجعت کی نی ہو درد و غم
بس غریبیها کشیدند از جهان	قدر من دانسته باشید ای مهان	[1] بس سفر تمنے کیے دنیا سے ہین	میری قدرین جانی از بس تمنے ہین
زیر سایه این درختم مست ناز	هین بنیدازید پاهای دراز	زیر سایہ اس شجر کے میرے تم	پانون لانبے کرکے سوئے مست تم
پایهای پر عنان از راه دین	بر کنار و دست حوران خالدین	جو تھکے ہین پانو تمھارے بہر دین	رکھو حورونکی بغل مین خالدین
حوریان گشته مغز مهربان	کز سفر باز آمدند این صوفیان	حورین عشوہ گر ہوئین اور مہربان	کہ سفر سے آئے ہین یہ صوفیان
صوفیان صافیان چون نور خور	مدتی افتاده بر خاک و قذر	صوفیان صافی مثل نور خور	جو پڑے مدت سے گھورے خاک پر
بی اثر پاک از قذر باز آمدند	همچو نور خور سوی قصر بلند	پاک آئے بے اثر خاشاک سے	جیسے نور خور طرف افلاک کے
این گروه مجرمان هم ای مجید	جمله سرهاشان بدیواری رسید	[2] مجرمونکا یہ گروہ بھی اے خدا	بھید انکا عرش تک ہو کر گیا
بر خطا و جرم خود واقف شدند	گرچه مات کعبتین حق بدند	اپنے عصیان جرم پر واقف ہوئے	کعبتین حق سے گرچہ مات تھے
رو بتو کردند اکنون آه کنان	ای که لطف مجرمان را ره کنان	آہ کرتے تیری جانب اب جھکے	رہنما مجرم کا تیرا لطف ہے
راه ده آلودگان را العجل	در فرات عفو و عین مغتسل	راہ ان آلودگون کو جلد دے	سوئے چشمہ غسل و بحر عفو کے
تا که غسل آرند زان جرم دراز	در صف پاکان روند اندر نماز	تا کرین غسل اس گنہ سے با نیاز	اور پڑھین پاکونکی صف مین وہ نماز
اندرین صفها ز اندازه برون	غرقگان نور نحن الصافون	ان صفون مین جو کہ ہین حد سے برون	وہ ہین غرق نور نحن الصافون
چون سخن در وصف آن حالت رسید	هم قلم بشکست و هم کاغذ درید	جب کلام اس وصف حالت مین گیا	کبھی قلم ٹوٹا و کبھی کاغذ پھٹا

[1] بس سفر الخ، شرح تمنے دنیا سے بہت سفر کیے ہین اور میری قدرین تمنے از بس جانی ہین میرے اس شجر کے تم زیر سایہ پانون لانبے کرکے سوئے مست تم جو تمہارے پانون واسطے دین کے تھکے ہین حورون کے بغل مین رکھو ہمیشہ حورین عشوہ گر و مہربان ہوئین کہ سفر سے یہ صوفی آئے ہین صوفیان صافی مثل نور خورشید کے جو مدت سے گھورے و خاک پر پڑے ہین پاک آتے ہین بے اثر خاشاک کے جیسے نور خورشید کا طرف آسمان کے یعنی صوفیان خاکسار نزدیک خدا کے سب پاک و صاف ہین اور ہنگام سفر آخرت کے ہر ایک شے اس عالم کی انکی وصال کی خواہشمند ہوتی ہے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲

[2] مجرمون کا الخ، شرح یہ گروہ مجرمان امت کا بھی اے خدا اونکا بھید عرش تک ہو گیا اپنے جرم و عصیان پر واقف ہوئے اگرچہ عشق کی کعبتین سے مات ہے تیری جانب آہ کرتے جھکے ہین اور تیرا لطف مجرم کا رہنما ہے ان آلودگون کو راہ جلد تا جانب بحر عفو و چشمہ غسل کے تاکہ اس گناہ سے غسل کرین اور پاکونکی صف مین نماز پڑھین ان صفون مین کہ جو حد سے باہر ہین وہ غرق نور ہین نحن الصافون جب کلام اس وصف حالت مین پہنچ گیا قلم ٹوٹا و کبھی کاغذ پھٹا یعنی گنہگاران امت محمدی کہ عشق حق مین ماتے ہین باوجود جوش و عصیان کے ولایت ہی ہر منزل مقصود کو پہونچتے ہین اگر انکا حال لکھون تو قلم ٹوٹے و کاغذ پھٹے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲—

بحر را پیمود در پیچ اسکرهٔ	شیر را بر داشت ہر گز برهٔ	سلہ بحر کو ناپا کسی نے جام سے	شیر کو پکڑا نہ بچہ بھیڑیے
گر حجابستت برون رو ز احتجاب	تا ببینی بادشاہی عجاب	گر تو ہی محجوب چھوڑ اب تو اسے	تا عجائب بادشاہی اک دیکھے
گرچہ بشکستند جامت قوم مست	آنکہ مست از تو بود عذریش ہست	گرچہ توڑا حکم قوم مست نے	جو کہ مست ہین تیرے انکو عذر ہے
مستی ایشان باقبال و بال	نی ز بادہ تست ای نیکو خصال	مستی انکی ذی بال اقبال سے	تیری بادہ سے ای نیکو فال ہے
ای شہنشہ مست تخصیص تو اند	عفو کن از مست خود ای عفو مند	ای شہنشہ مست ہر شی خاص ہین	عفو کر مستونکو تا کہ خوش رہین
لذت تخصیص تو وقت خطاب	آن کند کہ ناید از صد خم شراب	خاص لذت تیری اب وقت خطاب	وہ کرے کہ نہ کرے خم شراب
چونکہ مستم کردهٔ حدم مزن	شرع مستان را نیارد حد زدن	سلہ جو کیا ہے مست مجھکو حد نہ مار	شرع مستونکی نہ مارے حد آ یار
چون شوم ہشیار آنگاہم بزن	کہ نخواہم گشت خود ہشیار من	ہوؤن جب ہشیار اسدم مار تو	اور نہ ہوؤن مین کبھی ہشیار تو
ہر کہ از جام تو خورد ای ذو المنن	تا ابد رست از ہش و از حد زدن	جسنے کھایا تیرے ہی ہے ای خدا	تا ابد وہ ہوش و حد سے بس چھٹا
خالدین فی فناء السکر ہم	من یفانی فی ہواکم لم یقم	خالدین فی فناء السکر ہم ہمیشہ ہین فناے مستی مین وہ ۱۲	من یفانی فی ہواکم لم یقم وہ کوئی ہے کہ فانی ہو خواہش تمھاری مین
فضل تو گوید دل ما را کہ رو	ای شدہ در دوغ عشق ما گرد	فضل تیرا کرے میرے دل کو جا	ای دہی مین عشق کے تیر پھنسا
چون مگس در دوغ ما افتادهٔ	تو نہ مست ای مگس تو بادهٔ	چون مگس میرے دہی مین تو پھنسا	ای مگس نے مست تو ہی ہے مرا
گر کسان مست از تو گردند ای مگس	چونکہ بر بحر عسل رانی فرس	مست تجھسے جو کوئی ہوای مگس	شہد کی سو کیسے خود لاۓ فرس
کوہہا چون ذرہ ہا سر مست تو	نقطہ و پرکار و خط در دست تو	سلہ کوہ مثل ذرہ تیرے مست ہین	نقطہ خط پرکار تیرے دست مین
فتنہ کہ لرزند و لرزان تست	ہر گران قیمت گہر ارزان تست	فتنے ڈرتے ہین تو تیرے خوف سے	اور گران ارزان جو ہے تو تجھسے ہے

سلہ بحر کو الخ ۲ شعر کسی نے دریا کو جام سے ناپا ہے اور بچہ بھیڑیے نے شیر کو پکڑا ہے اگر تو محجوب ہے اسے چھوڑ تاکہ ایک عجب بادشاہی دیکھے آگے رجوع بقصہ ہے اگرچہ قوم مست نے حکم توڑا جو کہ تیرے مست ہین انکو عذر ہے انکی مستی مال و اقبال سے نہین ہے تیری شراب معرفت سے ہے آگے اسکے حقائق ہین اے شہنشاہ خاص تیرے مست ہین مستون کو عفو کر تاکہ خوش رہین خاصکر تیری لذت وقت بلانے کے وہ کرے کہ خم شراب نہ کرے یعنی مولانا علیہ الرحمۃ بیان بروز حشر شفاعت جناب رسول مقبول صلعم کا بیان فرماتے ہین بروز حشر حضور رسول مقبول صلعم پیش حق تعالیٰ اس طرح پر شفاعت کرینگے جنت کو لے جاوینگے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

سلہ جو کیا ہے الخ ۲ شعر جو مجھکو مست کیا ہے حد نہ مار کہ شرع مستون کو حد نہین مارتی ہے جو ہشیار ہوؤن اسدم تو اور کبھی مین ہوشیار نہوون اے خدا جسنے تیری مے سے کھایا ابد تک وہ ہوش حد سے چھوٹ گیا ترجمہ ہمیشہ فناے ہستی مین وہ کون ہے کہ فانی ہو خواہش تمھاری مین ہرگز نہ اٹھیگا یا رسول اللہ فضل آپ کا کرے میرا دل کو جا کہ اے میرا عشق کے دہی مین پھنسے ہوئے مگس کی مانند تو میرے دہی مین پھنسا اے مگس تو مست نہین ہے تو ہی میرا اے مگس جو کوئی تجھسے مست ہو کیسے گھوڑا شہد کی جانب دوڑاے یعنی عاشقان الہی مست ہین کہ انپر شرع جاری نہین ہے کیونکہ انھون نے شراب معرفت پی ہے وہ مستی انکی مین رہتی ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

سلہ کوہ الخ ۲ شعر کوہ ذرہ کے مانند تیرے مست ہین نقطہ و خط و پرکار تیرے دست قدرت مین ہے فتنہ ڈرتے ہین تو تیرے خوف سے اور گوہر گران قیمت جو ارزان ہین اگرچہ حق پاسنودہ ہین مجھکو دنیا تو … ای جان جہان تیری … زبان مین رکھتا ہون تو … کہ خستہ کہہ تو … شرمندہ ہے اے دانائے سر مین تو دو عدم سے اگر مختصر تر … آثار غیبی منتظر ہین عدم سے متعلق کے ساتھ باہم آئین لیعنی یا رسول اللہ اگر میرے … بیان ہے اور وہ …

گر خدا دادی مرا پانصد دہان
گفتمی شرح تو اے جانِ جہان

یک دہان دارم من آنہم منکسر
در خجالت از تو ای دانائے سر

منکسر تر خود نباشم از عدم
کز دہانش آمد ستند این امم

صد ہزار آثار غیبی منتظر
از عدم بیرون جہد بالطف و بر

از تقاضای تو میگردد سرم
ای بمردہ من بپای آن کرم

رغبتِ ما از تقاضای تو است
جذبۂ حق ست ہر جا رہرو است

خاک بے بادی ببالائے جہد
کشتیٔ بے بحر پا در رہ نہد

پیش آب زندگانی کس نمرد
پیش آبت آب حیوان ست درد

آب حیوان قبلہ جان دوستان
ز آب باشد سبز و خندان بوستان

مرگ آشامان ز عشقت زندہ اند
دل ز جان و آب جان برکندہ اند

آب عشق تو چو ما را دست داد
آب حیوان شد بہ پیش ما کساد

ز آب حیوان ہست ہر جان را نوی
لیک آبِ آب حیوانی توی

ہر دمی مرگ و حشری دادیم
تا بدیدم دست بردِ آن کرم

ہمچو خفتن گشت این مردن مرا
ز اعتماد بعث کردن ای خدا

ہفت دریا ہر دم ار گردد سراب
گوش گیری در یشِ اے آبِ آب

عقل ترسان از اجل وان عشق شوخ
سنگ کے ترسد ز باران چون کلوخ

از صحاف مثنوی این پنجم ست
در بروجِ چرخ جان چون انجم ست

پانسو گر دیتا حق مجکو دہان
کہتا تیری شرح ای جان جہان

اک زبان کہتا ہون وہ بھی مختصر
تجھسے شرمندہ ہو ای دانائے سر

خود عدم سے مختصر رہتے جو ہین
منہ سے اُسکے آتی ہین یہ امتین

سیکڑون آثار غیبی منتظر
کی عدم سے لطف کے ساتھ آئین بھر

لہ اے تقاضا سے ترے تا میرا سر
ہووے قربان اس کرم کے پانون پر

میری رغبت سے تقاضا ہی ترے
جذبۂ حق راہبر ہے ہر جگھے

بے ہوا خاک آسمان پر کب چڑھے
کشتی بے دریا کے رستہ کب چلے

آب حیوان سے نہین کوئی مرا
آب حیوان پیش تیرے بے صفا

آب حیوان چاہتے ہین یاران جان
آب سے ہو سبز و خندان بوستان

مرگ خواہان زندہ تیرے عشق سے
دل اُٹھا یا جان و آب جان سے ہے

عہ تیرا آبِ عشق جو مجھکو ملا
آب حیوان کھوٹا بس مجکو دکھا

آب حیوان سے ہے جانکو زندگی
آب حیوان کی و لے رونق تو ہی

حشر و مرگ ہر دم مجھے تو نے دیا
اُس کرم کا غلبہ تا مجھکو دکھا

مثل سونے کے ہوا مرنا مرا
بعث کا کرکے بھروسا ای خدا

ساتون دریا ہووین گر ہر دم سراب
کان پکڑے اسکا لا وا ہین آب

عشق بے ڈر موت سے اور عقل دنگ
مثل ڈھیلا کب ڈرے باران سے سنگ

مثنوی کا پانچوان دفتر ہے یہ
برج چرخ جان مین جون اختر ہی

لہ اے تقاضا سے الخ، شعر اے تیرے تقاضا سے یہ میرا سر قربان اس کرم کے پانون پر ہووے تیری رغبت تیرے تقاضا سے ہے کہ بندہ بر حق راہ پر ہر جگھہ ہے آگے اسکی مثال ہے خاک آسمان پر بغیر ہوا کے کب بڑھے اور کشتی بغیر دریا کے راہ کب چلے آب حیوان سے کوئی نہین مرا اور آب حیوان تیری آب کے آگے بے صفا ہے یاران جان آب حیوان چاہتے ہین کہ آب سے سبز خندان بوستان ہو عاشقان مرگ جو تیرے عشق سے زندہ ہین اور دل اُٹھایا جان و آب جان سے ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔ عہ تیرا آب عشق الخ، شعر تیرا جو آب عشق مجھکو ملا آب حیوان کھوٹا دکھا آب حیوان سے جانکو زندگی ہے ولیکن آب حیوان کی رونق تو ہے تو نے مرگ و حشر مجھے ہر دم دیا تاکہ مجھکو اس کرم کا غلبہ دکھا میرا مرنا مثل سونے کے ہوا بعث کے نہین ہونے سے اے خدا اگر ساتون دریا ہر دم سیراب ہو وین اُسکا کان پکڑے ولاے ہمین آپ کو عشق موت سے بے خوف اور عقل دنگ ڈھیلے کی مانند کب ڈرے باران سے سنگ یہ مثنوی کا پانچوان دفتر ہے اور برج آسمان جاہ مین مانند اختر کے ہے یعنی عشق مرگ سے بے خوف اور عقل حیران ہے کیونکہ عشق وصال یار چاہتا ہے اور مرگ موجب وصال یار ہے پھر مرگ سے کیونکر ڈرے اور عقل حیران ہے کہ مرگ موجب وصال یار ہے کس واسطے پانچوین دفتر مین مقام حیرت کو تمام کیا آگے حال دفترون کا بہ مثال اختران بیان فرماتے ہین تا فہم ۱۲۔

ره نیابد از ستاره هر حواس | جز که کشتیبان و استاره شناس
جز نظاره نیست قسم دیگران | از سعودش غافلند و از قران
آشنائی گیر شبها تا بروز | با چنین استارهای دیو سوز
هر یکی در دفع دیو بدگمان | هست نفط انداز قلعهٔ آسمان
اختر ار با دیو همچون عقربست | مشتری را او ولی الاقربست
قوس اگر از تیر و دوزد دیو را | دیو پر آبست زرع و میوه را
حوت اگر چه کشتی غی بشکند | دوست را چون ثور کشتی میکند
شمس اگر شب را بدرد چون اسد | لعل را زو خلعت اطلس رسد
صورت خرچنگ اگرچه کج دست | هیبت میزان از و بیزن شوست
پیشهٔ مریخ اگر خونریز نیست | او زبون شمسی تبرزیست
گرچه در تاثیر نحس آمد زحل | وقت فکر آمد پس از وی در عمل
هر وجودی کز عدم بنمود سر | بر یکی زهرست و بر دیگر شکر
ماهم از مهر ار دو کف برهم زند | زهره بنود زهره را تا دم زند
بل عطارد خانهٔ خود گم کند | وز جنون از جوز جوزا بشکند
مشتری را دست لرزد دل طپد | بر سر آب او فتد مه چون سبد
نسر طائر را بریزد پر ز شرم | وز طمع تنین شود چون موم نرم
دختران نعش آبستن شوند | مجتمع گشتند و دستک زن شوند

رہ ستارہ[۱] سے نہ پائے ہر حواس | جز کہ کشتیبان اور انجم شناس
جز نظارہ حصہ اورونکو کہان | انکا نے جانین سعود اور نے قران
آشنائی کر شبون مین تا بروز | ایسے انجم سے کہ ہووین دیوسوز
دفع کرنے دیو مین ہر اک عیان | قلعۂ گردون سے آتش فشان
مثل عقرب دیو گو ہین یہ نجوم | مشتری پر وہ رکھین از بس ہجوم
دیو کو گر تیر مارے قوس ہے | دیو ہے پر آب کھیتی کے لیے
توڑدے کشتی کو حوت گر ایک بار | دوست کو جون ثور کے دیوے بہار
جون[۲] اسد گر شمس پھاڑے رات کو | لعل کو دے خلعت اک اطلس کا وہ
صورت سرطان کج و گرچہ ہے | راستی وہ ہیبت میزان کو دے
پیشہ خونریزی ہے گر مریخ کا | شمس تبریزی سے وہ عاجز ہوا
نحس ہے تاثیر مین گرچہ زحل | فکر باریک اس سے ہو اندر عمل
ہر وجود ایام عدم سے جلوہ گر | زہر اک کو دوسرے کو ہی شکر
مہ بجائے مہر سے گر تالیان | زہرہ نے زہرہ کو دم مارے وہان
بل[۳] عطارد گھر فراموش اپنا ہو | اس جنون سے جوز توڑے جوز کو
ہاتھ کانپے مشتری کا تڑپے دل | ماہ پانی پر گرے ہو پا بہ گل
اور جھڑین پر نسر طائر کے بہ شرم | طمع سے تنین ہون جون موم نرم
اور بنات النعش ہووین حاملہ | مجتمع ہو کرکے ہون دستک زنہ

[۱] رہ ستارہ سے الخ، شعر جو اس ستارہ سے راہ پانے بجز کشتیبان و انجم شناس کے اوروں کو بجز نظارہ کے حصہ کہان نہ خود جانتے ہین نہ قران آشنائی شبون مین کر روز تک ایسے ستارون سے کہ دیو سوز ہون دیو کے دفع کرنے والے پس ہر ایک ظاہر قلعہ گردون سے آتش فشان ہے اگرچہ ستارے مثل عقرب کے دیو گو ہین مگر مشتری پہ وہ از بس ہجوم رکھتے ہین اگرچہ قوس دیو کو تیر مارتا ہے دیو پر آب کھیتی کے واسطے ہے اگر قوت کشتی دے ایک بار توڑے مگر دوست کے مانند ثور کے بہا دیوے یعنی ستارہائے دفتر مثنوی دیو نفس کے مارنے مین مانند شہاب ثاقب آسمان کے پر اثر ہین اور واسطے طالبان حق کے نزدور ہین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [۲] جون اسد الخ ۶ شعر اگر اسد شمس رات کو مانند اسد کے پھاڑے مگر لعل کو ایک خلعت اطلس کا دے اگرچہ صورت سرطان کو دے مگر وہ راستی ہیبت میزان کو وہ ہے اگرچہ مریخ کا پیشہ خونریزی ہے مگر شمس تبریزی وہ عاجز ہو اپنی اگرچہ زحل نحس ہے تاثیر مین یا فعل مین فکر باریک اس سے جو وجود امام عدم سے جلوہ گر ہے زہر اک کو اور دوسرے کو شکر ہے اگرچہ ماہ مہر سے تالیان بجاتا ہے مگر زہرہ کو زہرہ نہین کہ وہان دم مارے یعنی ستارون سے ایک کو نفع دوسرے کو ضرر ہے اسطرح دفتر مثنوی سے ایک دوسرے کو ضرر و نفع ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [۳] بل عطارد الخ ۵ شعر بلکہ عطارد اپنا گھر بھول جائے اور جوز اس جنون کے جوز کو توڑے مشتری کا ہاتھ کانپے اور دل تڑپے اور پا بگل ہووے اور ماہ پانی پہ گرے اور پر جھڑین نسر طائر کے شرم سے اور تنین طمع سے مثل موم نرم ہو اور بنات النعش حاملہ ہووین اور مجتمع ہو کر دستک زنہ ہووین تو اس حد کو چھوڑ کہ بیوقت ہوا اور سنبلہ سے کہکشان پر کہ ہوا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲-

در گذر زین رمز ہا بیگاه شد	کہکشان از سنبلہ برکاه شد	چھوڑ تو اس رمز کو بیگہ ہوا	سنبلہ سے کہکشان پر کہ ہوا
آفتاب از کوه سر زد التوا	لیکن تلخ آمد ترا این گفتگو	اب کیا خور نے ہے جلوه التوا	لیک تلخ آئی تجھے یہ گفتگو
تو عدوے وز عدو شہد و لبن	بے تکلف زہر گردد در دہن	تو عدو ہے اور عدو سے شہد و شیر	بے تکلف زہر ہو منھ میں ای پیر
دوست شو در خوے ناخوش شو بری	تا ز حمزه زہر ہم حلوا خوری	دوست ہوے اور خوی بد کو چھوڑ دے	تا تو حلوا کھائے خم سے زہر کے
زان شده فاروق را زہری گزند	کہ بد آن تریاق فاروقیش قند	زہر سے فاروق کو نے تھا گزند	کہ انھیں تریاق فاروقی تھا قند سا
ہین بجو تریاق فاروق ای غلام	تا شوی فاروق دوران والسلام	ڈھونڈھ تو تریاق فاروق ای غلام	تا ہو فاروق زمان تو والسلام

تتمہ مترجم

اشہب خامہ کی روک اب تو لگام	کہ کیا ہے تیرے راکبنے مقام	یعنی تجھپر پنجتن جو ہیں سوار	سیر محسوس انکو ہے اب ناگوار
جانا چہتے ہیں وہ معقولات کو	شش جہت کا تاکہ افشا راز ہو	سیر کی پانچوں جو اسونکی تمام	تا چھٹے معقول میں رکھیں مقام
تاکہ پوری شش جہت کی سیر ہو	پنجتن سے پہونچے نقش ذات کو	کیونکہ اصل پنجتن کل ذات ہے	ذات سے اب ملنا تجکو چاہیے
پس چھٹے اب تو جہت کو کر رقم	شش جہت میں تا نہ ہووے بیش و کم	معنوی سے لے مدد تو یوسفی	تاکہ ظاہر تجھسے ہووے معنوی
پانچویں دفتر کو اب کر تو تمام	تا چھٹے دفتر کا ہو آغاز کام	پڑھ درود اب مصطفےٰ پر توسلا	اور انکی آل پر بہر خدا

اللہم صل علی محمد و علی آل محمد بارک وسلم

تمام شد

سلہ اب کیا الحزہ شعر خورشید نے اب جلوہ اتقوا کیا ولیکن تجھے یہ گفتگو تلخ آئی تو عدو ہے اور مدو سے شہد و شیر بے تکلف منھ میں زہر ہو تو دوست ہو اور خوی بد کو چھوڑ دے تاکہ حلوا کھاے زہر کے خم سے کہ زہر ہے فاروق کو گزند نہ تھا کہ انھیں قند تریاق فاروقی تھا تو ڈھونڈھ تریاق فاروق کو تا فاروق زبان کو اور سلام لینے تو اس نفع و نقصان سے منظر رد تھا اور کمال حاصل کر کہ زہر نقصان کا تجکو نافع ہو اور مثل عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے تریاق فاروق ہے پس دفتر پنجم بمقام حیرت تمام ہوا اب دفتر ششم میں مقام فقر و فنا کا مولانا علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں فافہم میں ضم تمام شد۔